سلطان خرابہ گرد عشق ست	شاہنشہ بے نبرد عشق ست
بر مرکب خون کند سواری	بر کوہ غم کند عماری

ابتو میان آزاد چکر مین آئے مگر چھمی جان تجربہ کار او زمرا عدان عشاق زار تھے چتونون سے تاڑ گئے کہ کسی ترک زرین کمر کے تیر نگاہ نے گھائل کر دیا پھر کیا تھا بولے نیا رنگ لائی گلہری کہئے لکچر سننے چلئے گا۔ ص

ابتدائے عشق مین روتا ہے کیا
آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا

آزاد۔ ابتو یہی دُھن ہی کہ سینے کو چمن بنائین۔ لالہ رو کے داغ حسرت مین گل کھائین۔ ہائے وہ خال عنبرین وہ گیسوے مشکین۔ وہ لعل نگارین وہ چشم سُرگین۔ وہ سنگار۔ وہ نکھار ہی ہی مین تو جیتے جی مر مٹا یار و کوئی تدبیر ایسی بتاؤ کہ وصال نصیب ہو باغ ہو جام ہو مین ہون اور وہ حبیب ہو۔

چھمی جان۔ ابھی نام خدا عنفوان شباب ہی پختہ مغز جنون نہین میدان عشق کی پہلی ہی منزل ہی عشق کلوار کوئی سر میدان روک تو بڑے بڑے جیوٹ کے آدمیون کا جی چھوٹ جاتا ہی کلیجہ منھ کو آتا ہی ع۔ عشق کے صدمے اٹھانے کو جگر بھی چاہیئے۔

آزاد۔ ع

دل میرود ز دستم صاحبدلان خدارا
دردا کہ راز پنہان خواہد شد آشکارا

حبیب لبیب۔ خدا ہر بھلے مانس کو بُری صحبت سے بچائے یہ تھین سوجھی کیا کہ اس جلسے مین آئے۔ ص

در دام افتی اگر خوری دانۂ او	باید منشین و باش بیگانۂ او
بنگر کہ چگونہ جست از خانۂ او	تیر از سر راستی کمان را کجی دید

مگر یہ عشق سب ڈھکوسلا ہی ڈھکوسلا ہی۔ بندہ تو قائل نہین یہان تو دل مین ٹھن گئی کہ انھین سودا ہوگیا کسی طبیب حاذق کو بلالاؤ ذرا انکی نبض تو دیکھے۔

آزاد۔ ع۔ ہمکو سودا ابھی ہوا تو میرزا یا نہ ہوا ٭ سودا ہوا جنون سحر ہو یا فسون ابتو جان پر بنگئی ہے۔ کلیجے پر چوٹ کھائی ہی طبیب بیچارہ نبض کیا دیکھے گا۔ ع۔

ہماری نبض ہمارے مزاجدان جانین

اور آپ طبیب کو بلا کر دل کا ارمان نکال لین لیکن۔ ص

کہ ای طبیب تو ہی کہ پھر تیرا کیا علاج	بیمار عشق کا جو نہ تجھ سے ہوا علاج

چھمی جان۔ اس فن کا قانون شناس تو بو علی سینا بھی نہ تھا طبیب تو کیا کھا کر مریض عشق کو چنگا کریگا۔ ہان مجنون کی تربت پر پھولون کی چادر چڑھاؤ تو شاید غنچۂ مقصود شگفتہ ہو جائے۔ ورنہ مسیحا کی مسیحائی بھی کارگر نہ ہوگی۔ ص

آگاہ نہ تپ درون را	نشتر چہ زنی رگ جنون را
معشوقۂ نازنین طلب کن	عناب لبش بہ کار تب کن

ابتو بے کشود کار اطمینان دل معلوم۔ سہل جھکڑا یہ ہی کہ عاشق و معشوق دونون کا وصل ہو۔ ورنہ حسن و عشق کا جھگڑا پاک ہو چکا

آزاد۔ تیر ایسا کاری لگا کہ بلبلا اٹھا۔ اب ہم ہین اور گرداب بلا دل ہی اور موج خیز خون۔ دیکھین بحر عشق کے تھپیڑے کدھر بہا لیجاتے ہین اور دل کے داغ کیا سبز باغ دکھاتے ہین۔ ص

دریا و کوہ در رہ و من خستہ و ضعیف
اے خضر پے خجستہ مدد دہ بہ ہمتم

مگر بیڑا پار ہوتا نظر نہین آتا۔ چاہ زنخدان مین دل ڈانواڈول ہی اب شہر بھر مین دھوم مچ گئی۔ کہ ایک نئے بگڑے جہان جاؤ یہی چرچا میان آزاد کے لنگوٹیے یارون نے لاکھ فکر کی کہ انکو راہ راست پر لائین مگر عشق صادق سے ایک کی پیش نگئی قصر مراد تک کمند تدبیر نہ پہونچی میان آزاد کی حالت

اس درجہ ردی ہو گئی کہ دن کو آہ وزاری۔ شب کو اختر شماری
کھانا پینا چھوڑا۔ عیش و آرام سے منھ موڑا۔ رنج و محن سے ناتا جوڑا
شیشۂ دل پر سنگ فراق کی ایسی ٹھیس لگی کہ چکنا چور ہو گیا
حبیب لبیب نے چھمی جان کو اپنے طور پر سمجھایا کہ واسطے خدا کے
ان کے سامنے ایسی باتیں نہ کرو کہ سمند جنون پر تازیانے کا کام
کرے عشق کی مذمت اور جنون کی ہجو کرنی چاہیئے نہ کہ تعریف
چھمی جان کو اتنا اشارہ کافی تھا۔

آزاد - وہ لبوں کی سرخی۔ دانتوں پر پان کی تحریر۔ وہ رخسار
تاباں وہ مستانہ چال نہ بھولونگا - نہ بھولونگا اُس گلابی دوپٹے
نے گل رخسار کے جوبن کو اور بھی دوبالا کر دیا۔

چھمی جان - ہم تو لکھنؤ کے رنگریزوں کی خیر مناتے ہیں واللہ
ٹکے کے شہاب میں دوپٹہ ایسا رنگ دیں کہ انسان گھنٹوں
اسی کو گھورا کرے۔ کیسی ہی بد قطع کریہ منظر کیوں نہو دھانی
دُلائی اوڑھی اور دلہن معلوم ہونے لگی لیکن۔ ؎

بس قامت خوش کہ زیر چادر باشد
چون باز کنی مادر مادر باشد

حبیب لبیب - یہ جنبیر ہمارے رنگیلے جوان کا دل آیا ہی کچھ
ایسی آفت کا پرکالہ نہیں ایسی تو گلی کوچوں میں ماری ماری پھرتی
ہیں ٹکے کو کوئی نہیں پوچھتا مگر انکا عشق بھی عجب طرح کا ہے سچ ہے
جیسی روح ویسے فرشتے ہمیں تو ہنسی آتی ہے کہ میاں کا دل بھی آیا
تو کس پر فریفتہ ہوئے تو اسپر شکل چڑیلوں کی ناز پریوں کا۔

چھمی جان - قسم حسینؑ کی ایسی ایسی زہرہ جبین رشک لیلی
غیرت شیریں نظر سے گذری ہیں کہ صل دجل مگر دل
ایک کو نہ دیا۔

آخر کار احباب کی یہ صلاح ہوئی کہ کسی باغ نزہت افزا اور چمنستان پُر فضا میں
میاں آزاد رہیں شاید وحشت دل دور اور مرض جنون کافور
ہو جائے۔

سبزان چمن کا جوبن اور گرمی ہنگامۂ عشق عقل دشمن ؎

ہنوز این اول عشق ست جانان گریہ کمتر کن
کہ این طوفان رسوائی ست عالمگیر خواہد شد

میاں آزاد کی وحشت دل دور اور شیشۂ جنون کے چکنا چور کرنے
کے لیے لب جو ایک نزہت افزا اور پُر فضا باغ آراستہ ہوا
احباب صافی مزاج و بذلہ سنج مرنجان مرنج نے بھی اُنکی دلجوئی
کے لیئے وہاں ہی بستر جمایا صلاح ہوئی کہ ہر روز دنیا ے دوں
کی بے ثباتی اور عشق خانہ خراب کے مضار ذاتی ہی کی گفتگو
ہو تاکہ آزاد کا دل ان باتوں سے پھر جائے اور پھر کسی شمع رو کے
رُخ آتشین سے لو نہ لگائے۔ شاید اس پند د موعظت سے
اُس ڈھرے کو چھوڑ کر راہ راست پر آوے اور گمراہی سے نجات
کلّی پائے۔ سوچے کہ کبھی کبھی اور تذکرے بھی ہوا کریں ورنہ اگر
حسن و عشق ہی کی مذمت کی تو مبادا اکھٹک جائے احباب
خدا ترس و دقیقہ رس خورشید ضمیر و صبح نفس نے طرح طرح کی
دلچسپ روایتیں کہنا شروع کیں۔

اوج - ہندوستان جنت نشان کے ایک شہر نزہت آگیں و
مینو آئین میں ایک خسرو کجکلاہ و گیتی پناہ نے اپنی بیگم سے کہ
چندے آفتاب و چندے ماہتاب تھی سوتے وقت کہا کہ ہمیں
صبح صادق کے پہلے ہی جگا دینا اتفاق سے اس شب کو
مرغ نے آدھی ہی رات سے نکر دوں کوں کی بانگ لگائی
وہ سیہ چشم جادو نگاہ خواب ناز سے بیدار ہو گئی اور حسب
وعدہ بادشاہ جمجاہ کو جگا دیا بادشاہ نے دیکھا کہ

کہ صبح صادق کیا معنی ابھی سحر کاذب بھی نہین شیطان نے پٹی پڑھادی کہ دال مین کچھ کالا ہے۔ نہایت ہی بددماغ ہوے غصے کے تھرمامیٹر کا پارہ ایک سو پندرہ درجے پر پہونچا زبان حال و قال سے یہی صدا نکلتی تھی ؎

تو شبینہ می نمائی ببر کہ بودی امشب
کہ ہنوز چشم مستت اثر خمار دارد

جھلا کر شمشیر خوش غلاف ہاتھ مین سے باہر نکل آئے چہرہ مارے غصہ کے سرخ جیسے بیر بہوٹی۔ باواز بلند سر بریدن لازم ست کہتے جاتے تھے آنکھون سے خون ٹپک رہا تھا ایک شاعر موزون طبع نے بھاپ لیا کہ کیا اسرار ہے حاضر جوابی کے صدقے۔ فی البدیہہ اور برجستہ یہ شعر زبان پر لایا۔ ؎

سر بریدن لازم ست این مرغ بے ہنگام را
آن پری پیکر چہ داند وقت صبح و شام را

واللہ آگے کے شعراے رنگین خیال و شیرین مقال غیب کی باتین بھی جانتے تھے۔

آزاد۔ لاحول ولا بھی کتنی بھونڈی بات کہی شعر تو غضب کا ہی مگر ع۔ عالم الغیب کیست غیر از حق ٭ شعرا عروض بحر صنائع و بدائع جانین غیب دانی سے انھین کیا سروکار۔ ایشیا کی ضعیف الاعتقادی پر خدا کی سنوار۔ بندہ درگاہ آج تک غیب دانی کے قائل ہی نہین ہوے۔

اوج۔ بارے شکر ہی کہ آپ نے برسون کے بعد آدمیت کی بات تو کی پڑھے جن ہو تمھارا شیشے مین اُتارنا کارے دارد۔ اپنی حرکات پر لعنت نہین بھیجتے کہ گرداب عشق مین غوطے کھا رہے ہو۔ ایشیا کے خیالات پر شیر ہین اپنی خبر ہی نہین۔

میان آزاد تھوڑی دیر کے لیے آدمی بن گئے تھے مگر عشق کا خرخشہ درمیان مین آیا اور ہوش اُڑ گئے جنون سر پر چڑھ بیٹھا اُس سرو جویبار رعنائی اور گلبن گلزار دلربائی کا بوٹا سا قد آنکھون مین پھر گیا مطرب کی ناخن بازی اور اُس خوش گلو کی نازک آوازی یاد آ گئی اب غم ہجران یار ہی یا آہ آتشبار سینہ بریان اور دیدہ گریان حیران و پریشان۔ سراسیمہ سرگردان حسب حال اشعار حسرت بار نوک زبان ہین۔ ؎

درون سینۂ من زخم بے نشان زدۂ
بحیرتم کہ عجب تیر بے کمان زدہ

در قفس بسیار ناشادیم ما | از فراموشان صیادیم ما

چمن کا رنگ تجھ بن اپنی آنکھو مین مبدّل ہی
چراغ لالہ چشم غول ہے گلزار جنگل ہی
بہار آئی ہے ہنگام جنون ہی کپڑے پھٹتے ہین
مسلسل ہو مین دیوانہ در زندان مقفّل ہی

ہاتھ مشتاق گریبان ہی جنون کا جوش ہی
پیرہن تن پر مرے گرمی کا بالاپوش ہی

یارون نے دیکھا کہ پھر سیلاب جنون کا جوش ہی۔ پھر رخصت عقل و ہوش ہی ناچار بلیغ نے ایک اور ذکر چھیڑا۔

بلیغ۔ حضرت اپنا تو یہ مقولہ ہی کہ ع معشوق کیجیے تو پریزاد کیجیے ہم ظاہری حسن و جمال کے شیفتہ۔ نہ خط و خال کے فریفتہ۔ روے خوش کے ساتھ خوے خوش بھی ہو تو ہم ہزار جان سے اُس گل کے بلبل ہو جائین ورنہ۔ ؎

نشاید ہوس باختن با گلے | کہ ہر بامدادش بود بلبلے

ایسا عشق باعث خواری ہی۔ نقل ہی کہ ایک شیخ ملکوتی صفات اشرف المخلوقات کی طبیعت لہرائی کہ سیر دریا کرین خراماں خراماں چلے جاتے تھے راہ مین ایک نوعروس پری پیکر برہنہ سر

لب بام کھڑی تھی شیخ نے کہا اے سرمایۂ ناز سر کو ڈھک لے۔ اُس جادو جمال نے جواب دیا کہ آنکھیں بند کرے شیخ نے کہا کہ میں عاشق ہوں کہیں عشاق زار آنکھیں بند کرتے ہیں۔ اُس غیرت ماہ نے عین مستی میں کہا کہ میں مستانہ ہوں۔ مجھے سر ڈھکنے سے کیا کام اور معًا یہ شعر بہ لحن باربدی پڑھا۔ ؎

این موی نیست بر سرمن بلکہ خار عشق
در پای من خلیدہ واز سر برآمدہ

شیخ مبارک نہاد سنتے ہی جان بحق تسلیم ہوے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون عاشقی خالہ جی کا گھر نہیں ہے عشقبازی سربازی ہے مگر کوئی معشوق تو ہو مردوا نا کا معشوق مسلک نیک ہے۔

شمیم واللہ لب جو بہار یہ گلزار پر بہار ایسا لطف دکھاتا ہے کہ غنچۂ دل نسیم طرب کے اہتزاز سے کھلا جاتا ہے۔ ایام شاہی میں ایکمرتبہ بڑی کیفیت ہوئی تھی اعیان دولت میں سے ایک رکن رکین سلطنت کی دختر فرخندہ اختر کی شادی ایس دھوم دھام سے ہوئی کہ پیر فلک نے باوصف پیرانہ سالی ایس دھوم کی شادی دیکھی نہ سنی عین گومتی کے کنارے جشن جمشیدی بڑے کر و فر سے منعقد ہوا وہ دھوم وہ ہجوم کہ عل وجل۔ نور چراغان سے یہی معلوم ہوتا تھا کہ رات رشک لیلۃ القدر ہے غیرت لیلۃ البدر ہے۔ جدھر جاؤ نور موفور برس رہا ہے۔ لب دریا اُس پار خیموں کی قطار۔ این روے دریا نو عروسان حسین کا نکھار بجروں پر شاہدان جادو جمال و مشتری خصال مصروف رقص و سرود ہیں۔ مطرب کا ہاتھ ساز پر۔ رنگین مزاجوں کا کان آواز پر کہیں زمزمہ جانفزا۔ کہیں نغمۂ طرب انتما۔ پھولوں کی بھینی بھینی مہک سبزے کی لہک۔ مرغان خوش الحان کی نواسنجی۔ گل و بلبل کی شکر رنجی۔ میلے کی سی رونق تازہ اور سرور بے اندازہ۔ دریا خوب چڑھا ہوا ہے منیڈھا اُچھل رہا ہے حباب آنکھیں بدل رہے ہیں اور رنگین بجرے چھوٹے ہوے ہیں۔ لاکھوں تماشائی۔ غرضکہ بڑے دھوم دھڑکے اور ٹھسّے سے شادی ہوئی کئی دن برابر دھما چوکڑی رہی۔ مگر آنکھ کھلی تو سب خواب اور نقش بر آب تھا۔ رہے نام اللہ کا

آزاد۔ وہ نرگس غمزہ زن وہ زلف پرشکن۔ وہ شوخ پُر فن وہ گل سا بدن۔ ؎

قد و قامت آفت کا ٹکڑا اتمام
قیامت کرے جبکو جھک کر سلام

ہاے۔ ع۔ جسے دلدار سمجھا تھا وہ دلبر نکلا + پند و نصیحت مرہم زخم جگر ہوگیا۔ ؎

منع کرتا ہے مجھے یار کے گھر جانے کو
ناصحا آگ لگے ہس ترے سمجھانے کو

انور۔ اسوقت ایک لطیفہ یاد آیا۔ سناؤں تو ہنستے ہنستے پیٹ میں بل پڑ پڑ جائیں۔ لوٹن کبوتر کی طرح لوٹنے لگو۔

نقل ہے کہ ایک صاحب نے اپنے غلام کو کہ صاحب طبع لطیف و بذلہ سنج تھا حکم دیا جا کر بازار میں تاک لگائے اگر انگور ہاتھ آئے تو فورًا خرید لائے غلام نے ایک دلبر میوہ فروش ستمگار و ستم کوش کی دکان سے کئی خوشے خریدے اور مٹر گشت کرتے ہوے خراماں خراماں آقا کے پاس لے گیا۔ وہ نہایت ہی بد دماغ ہوے فرمایا کہ ذرا سا کام اور یہ تاخیر اتنی دیر میں تو میں لندن ہو آتا ایسا کاہل دیکھا نہ سُنا خبردار آج سے اگر ایک کام کو بھیجوں تو ہاتھوں ہاتھ چار کام انجام دے لانا۔ غلام نے دست بستہ عرض کیا کہ پیر و مرشد۔ اس مرتبہ معاف فرمائیں انشاء اللہ آیندہ ارشاد واجب الانقیاد کی لفظ بلفظ تعمیل ہوگی۔ دوسرے دن خواجہ کسی زبان دراز اور گستاخ کنیزک عشوہ پرداز پر ایسے گرما گئے کہ تپ چڑھ آئی غلام کو حکم دیا کہ کسی طبیب لبیب کو بلاؤ

وہ فوراً گیا اور طبیب کے علاوہ اور چند آدمیون کو بھی ساتھ لایا
خواجہ نے پوچھا کہ یہ جماعت کیسی ہے۔ ہم نے حکم دیا تھا کہ طبیب کو
بلاؤ تم اتنے آدمیون کو کیون ساتھ لے آئے غلام نے بصد ادب
عرض کی کہ خداوند حضور تو بھول بھول جاتے ہین ابھی تو کل ہی
تاکید اکید کی تھی کہ اگر ایک کام کا ارشاد کرون تو کئی کام بعجلت
تمام سرانجام دے لانا الامر فوق الادب بھیجیے آج دم کے
دم مین مین نے اتنے کام کیے قدردانی شرط ہے حکیم جی کو حسب الحکم
حضور بلا لایا کہ تشخیص مرض کر کے معالجہ کرین اور اُدھر ہی سے
لپکا ہوا گیا مطرب خوش الحان کو ساتھ لایا کہ اگر خداوند عروس
صحت سے ہم آغوش ہون تو قوال کی خوش آوازی اور ناخن بازی
سے بزم طرب آراستہ ہو غسال کو بھی لیتا آیا کہ زندگی کا کیا بھروسا
اگر پیک اجل حضور کو خلد علییّن کی سیر دکھائے تو غسّال
چھٹ پٹ غسل دیدے اُدھر سے ایک شاعر جادو بیان
اور طلیق اللسان کو ہمراہ لیا کہ مرثیہ موزون کرے اب باقی
کون رہا۔ گورکن۔ وہ بھی بات کی بات مین آن موجود ہوگا مطمئن رہیے
اب انصاف میرے آقاے نامدار کے ہاتھ ہے۔ غلام نے
انعام ہی کا کام کیا ہے۔ آیندہ اختیار بدست مختار۔

شرف۔ حضرت ایک لطیفہ بندے کو بھی یاد آگیا ایک تذکرہ
مین نظر سے گذرا کہ ایک رند مے آشام نے وقت نزع اپنے
احباب کو وصیت کی کہ یارو ہمپر اتنا احسان کرو کہ کہین سے باوا آدم
کے وقت کا پُرانا دھرانا سڑا گلا کفن لا رکھو۔ جب ہم دم توڑین
تو اُسی کفن کہنہ مین لپیٹ کر ہمین گور مین دفنا دینا لوگ متحیر ہوے
کہ یہ عجب انوکھی بات ہے پوچھا اس سے فائدہ حضرت نے آہ سرد
بھر کر بصد حزن و ملال زیر لب کہا کہ بھئی ہم تمام عمر پرلے سرے کے
بدمعاش اور آوارہ وعیاش رہے یاد الٰہی سے طبیعت نفور تھی
منہیات و معصیات سے بالکل اجتناب کیا خوب شراب لنڈھائی
خود بھی پی اورون کو بھی پلائی دن رات بتون ہی کے کوچے مین
پڑے رہے نماز کے قریب نہ پھٹکے۔ جو فعل کیا خلاف شرع جو
کام ہوا منافی تہذیب۔ ؎

وہ ایسا کون سا معشوق ہے جسکو نہین چاہا
یہ فردین جتنی ہین اپر ہماری بھی نشانی ہے

اب ہم سوچتے ہین کہ بار خدایا ہمارا سرانجام کیا ہوگا ہین تو ہم
اسی قابل کہ نار جہنم مین جلائے جائین۔ مگر ایک تدبیر سوجھ گئی
پُرانے کفن مین ہماری نعش ہوگی۔ منکر نکیر آئین گے کفن کہنہ
دیکھ کر سمجھین گے کہ مُردہ دیرینہ ہے ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کھائین گے
ہم اسی حیلہ سے نجات پائین گے۔ ؎

دوزخ مجھے قبول ہے اے منکر و نکیر
لیکن نہین دماغ سوال و جواب کا

حبیب لبیب۔ ایسے بھونڈے عشق خانہ خراب کا یہی
انجام ہے۔

بحر عشق کی طُغیانی اور قلزم جنون کی روانی

چھیڑ مت باد بہاری کہ مین جون نکہت گل
پھاڑ کر کپڑے ابھی گھر سے نکل جاؤن گا

اس گلزار رشک فرخار اور لالہ زار سراپا بہار اور نسیم مشک بیز
و عنبر بار نے میان آزاد کی آتش عشق کو اور بھی بھڑکا دیا جنون
کی مذمت نے کشتی دل کے ساتھ باد مخالف کا کام کیا آہ آتشبار
نے خرمن خرد پر بجلی گرائی حشر توڑا آفت ڈھائی سبزان چمن کا
جوبن دیکھ کر سبزہ رنگون کا خیال آیا حنا نے خون رُلایا کبھی
کنگھی کو دیکھ کر اُس پریشان کاکل کی زلف چلیپا یاد آئی

کبھی چشم مست کی یاد مین نرگس شہلا سے آنکھ لڑائی سرو کو دیکھا تو اپنے سرو بلند اقبال کا بوٹا سا قد آنکھون مین پھر گیا شمشاد نظرون سے گر گیا۔ گل رعنا کی دید سے گل رُخسار کا خیال بندھا۔ بلبل شیدا کا نالہ زار تیر کی طرح جگر کے پار ہوا۔ الغرض اضطراب و بیقراری نالہ و شیون و آہ و زاری دن دونی رات چوگنی ترقی پاتی تھی۔ ؎

بے گلعذار جا کے گلستان مین کیا کیا
ہان یہ کیا کہ داغ کہن کو نیا کیا

عین حالت انتشار و ہجوم افکار مین یہ سوجھی کہ اب رسیان تُڑا کر نکل بھاگو اور بیابان کی راہ لو۔ ؎

بہار لالہ و گل سے لگی ہی آگ گلشن مین
گریبان پھاڑ کر جا بیٹھے صحرا کے دامن مین

جنون کے جوش مین یکجا نہین دم بھر قرار آیا
کبھی گلشن سے صحرا مین کبھی صحرا سے گلشن مین

مزاج اصلاح پر آنا دشوار تھا۔ دل مثل برق بیقرار تھا۔ آخرکار باغ کی دیوار پھاند کر یہ جادہ جا۔ راہ مین سوچتے جاتے ہین کہ اگر وہ گل اندام ملے تو پھولے نہ سماؤن باغ باغ ہو جاؤن جو ملتا ہے اُس سے کوے یار دل آزار کا پتا پوچھتے ہین وہ ہوا بتاتا ہی قہقہہ اُڑاتا ہی اور بھانپ جاتا ہی کہ جنون کی امنگ اور عشق کی ترنگ ہی۔ بادۂ محبت کے نشہ مین چور مست و مخمور کبھی خندان کبھی گریان آنکھین اشکبار۔ لب پر عاشقانہ اشعار۔ ؎

کوچۂ یار مین چلیے تو غزلخوان چلیے
بلبل مست کی صورت سے گلستان چلیے

جدھر سیلاب جنون بہا لے گیا اُدھر چلے۔ جب رات بھیگی تو ایک مقام پر کیا دیکھتے ہین کہ پچاس ساٹھ کہار اڈّے پر جمع ہین ایک کہار ہڑک بجاتا ہے چار پانچ جوڑی چھوکلی جھانجھ بجانے مین مصروف ہین دس پندرہ گردن ہلا ہلا کر بھجن اور گیت گاتے ہین سامعین کو وجد مین لاتے ہین۔

ہک۔ ہک۔ ہک۔ ہک آی سبحان اللہ کیا کہنا ہی یہ رنگ ہی نرالا ہی چند کہار ڈولیون کے اندر بدمست پڑے ہین کچھ ادھر کچھ اُدھر نشے مین چور رکھڑے ہین۔ کوئی لال لال وردی دکھاتا ہی کوئی پگڑی کی مچھلی پر اتراتا ہی۔ ہنڈے مین دار دبھری ہی کٹوراچل رہا ہی طاق پر چراغ جل رہا ہے۔ آپس مین دھول دھپا ہو رہا ہی۔ راجہ بھر اڈّے کے چودہری بلا تشبیہ فغفور چین بنے بیٹھے ہین۔ ہنگامہ حشر برپا ہی۔ آگے بڑھے تو دیکھا کہ کندن سنار نے گھریا مین سہاگا ڈالا سونا گلایا اور کسی سیتن کے لئے طلائی چھپکا تیار کیا۔ وہان سے چلے تو ایک دکان پر دیکھتے کیا ہین کہ چق والا دوزانو بیٹھا کہانی کہہ رہا ہی۔ اور چق والی ایک پھٹی چٹائی پر لیٹی ہوئی ہون ہون کرتی جاتی ہے اور ارد گرد دو ایک مرد تین چار عورتین بڑے لطف کے ساتھ کہانی سن رہی ہین۔ جسمین ایک بات ہیچ تو ۹۹۔ نغو اور بیس قدم آگے بڑھے ہونگے کہ ایک وسیع میدان مین کوریون کا ہجوم دیکھ کر ٹھٹک رہے نرکل کی چٹائیان بچھی ہین کوری اور کورنین چو طرفہ جمع ہین ایک کوری نوجہ کشتی گیر نیلا لہنگا پہنے لال لال پھریا اوڑھے عورت کی قطع بنائے گیت گاتا ہی دل ہمارا تیری نجر ہی تو تو پیاری ہی ٹکھ ہے۔ اڑوسی پڑوسی تالیان بجاتے ہین قہقہے لگاتے ہین دھنگ بج رہا ہے۔ ہر سمت عیش و عشرت کے سامان ہین یہ اپنی دھن مین ناک کی سیدھ پر چلے جاتے تھے آنکھ جھپکنے کی دیر نہ ہوئی تھی کہ ایک نئے محلے مین پہونچے۔ چو طرفہ سناٹا۔ ہو کا عالم۔ جانور نہ آدم کتے تک دبکے پڑے ہین۔ کوئی منکتا تک نہین۔ دروازے افیونیون کی آنکھ کی طرح بند

کہین بوڑھا نہ فرزند - حیرت تھی کہ یاللعجب اچھے شہر خوشان مین گذر ہوا جہان ہر کوئی دیوار ہے باولے کتے کی طرح ادھر سے ادھر بوکھلائے پھرتے تھے بارے ایک دفعہ ہی آواز آئی کہ (پوبارہ ششش وا اللہ خوب ہی داؤن اٹھا) اب انکی جان مین جان آئی کہ ہمجنس کی آواز تو خدا نے سنائی جس رخ سے کان مین یہ آواز آئی تھی اُدھر ہی چلے - پھر آواز آئی کہ وہ فرد بیٹھ گئی (دوسری آواز) واللہ ہاتھ چوم لے کیا موقع پر کچے پھینکے ہین (تیسری) خدا کی مار ایسے پانسے پر جب دیکھو بدی کرجاتا ہے پہلے سہ کی بازی گئی - اب ششش کی ہارے - اتنے مین ایک دروازہ کھلا اور پانچ سات سفید پوش جھڑ جھڑا کر نکل پڑے وہ شور وہ غل کہ کان پڑے آواز نہین سُنائی دیتی کوئی کسی کی سنتا ہی نہین - اپنی اپنی سب گاتے ہین - کوئی پورب گیا کوئی پچھم - ایک بزرگوار نے میان آزاد کو دیکھا تو تعجب ہوا کہ یہ اجنبی اسوقت یہان کیا کر رہا ہے -

بزرگوار - کون! آپ کون صاحب ہین -

آزاد - ہم کوئی ہین آپ اپنی کہیے -

بزرگوار - اجی حضرت آپ تیکھے کیون ہوے جاتے ہین مین سیدھی بات کرتا ہون آپ ٹیڑھے ہوتے ہین ابھی ارقنداز برقنداز دیکھے تو کوتوالی کا چبوترہ ہی دکھائے -

آزاد - برقنداز کی ایک ہی کہی - برقندازون سے تم ایسے قماربازون کو خوف ہے یا ہمکو - یہان تھانہ دار کا خوف نہ حوالدار کا ڈر - ؎

تو پاک باش برادر مدار از کس باک
زنند جامۂ ناپاک گازران برسنگ

بزرگوار - (دل ہی دل مین) اچھے بیڈھب آدمی سے مڈھبھیڑ ہوئی ہاری مانتا ہی نہ جیتی - اپنی ہی سی کہے جاتا ہے (آزاد سے) یا حضرت اک ذرا سی بات کو آپ نے کتنا طول دیا قسم لیجیے جو مین نے آپ کو چڑھایا ہو صرف اتنا پوچھا کہ حضور کہان تشریف لیے جاتے ہین - ای بس اتنی سی بات پہ آپ بگڑ اُٹھے لگے بے نقط سُنانے -

آزاد - خیر اگر بندے ہی کا قصور ہے تو معاف فرمایئے مگر خدا کے لیے اتنا تو ضرور بتایئے کہ اس ٹکڑی مین کون کون ذات شریف جمع تھے اتنا ہمپر احسان کیجیے -

بزرگوار - ذات شریف! سبحان اللہ! خوب پہچانا - اے قبلہ یہ سب شریف زادے تھے - اہل قلم - عالی خاندان معالی دودمان لائق فائق - بذلہ سنج - خوش فکر - تربیت یافتہ - دن بھر اپنے اپنے کام مین رہتے ہین شام سے آدھی رات تک یہان جمتے ہین چوسر - شطرنج - گنجفہ - چہل - مذاق - لپاڈکی - یہی عیش زندگی ہے - ؎

بہار عمر ملاقات دوستداران ست
چہ حظ برد خضر از عمر جاودان تنہا

آزاد - کیون حضرت بھلا کوئی اور شغل بھی رہتا ہے - یا جُھما ہے (؟) اڑا کرتا ہے -

بزرگوار - اور کیا چانڈو پیتے ہین سیری اُڑاتے ہین - افیون گھولتے ہین تاڑی منگاتے ہین - دس پانچ ہمسن بیٹھے خوش گپی ہونے لگی - یاران چوری نہ پیران دغا بازی -

آزاد - اجی خدا کی مار ایسے اشغال بیہودہ پر ہم حال ہی مین خوب غور سے تجویز کر چکے ہین کہ کرمی - کہار - لُہار پنج قوم دن بھر لہو پسینا ایک کر کے شام کو خوش خوش گھر آتے ہین اور اپنے اپنے مذاق کے موافق طرح طرح کے اشغال مین

مصروف رہتے ہین - کوئی ڈفلی کوئی ہڑک بجاتا ہی - کوئی ذن بھر کا تھکا ماندا مزے سے لیٹا ہوا کہانی کہکر اپنے عزیزون کو خوش کرتا ہے لیکن واہ رے اہل قلم - واہ رے شریف زادو عجب دیکھو گنجفہ ہو رہا ہے ایک دو تین لا بوجھ کو چھین رو سے چار چاکے برات عاشقان بر شاخ آہو - سات آٹھ نو - نو برابر سو پشت دکھا دو - وہ تاج - ا - کیون سچ کہنا کس قماش کی بوجھ نکالتے ہین آفتاب آیا ہو سورج کنڈھ مین - اب کی اللہ نے چاہا تو دو دستہ ہو نادری چڑھے تو کھپر دل لگی دیکھیے - ہفتون مہینون برسون پتون ہی کی اُکشا پھیر رہی - جب دیکھو ورق گردانی جیتے تو بشاشت ورنہ پشیمانی - واہ رہی نادانی بیسیون دور ہو گئے مگر طبیعت سیر نہوئی - چوسر کی طرف جھک پڑے تو ترکا کر دیا - بازی پر بازی سہ اور پنج اور شش کے داؤن لگا رہے ہین - آپس مین گتھم گتھا گلنچ - مار دھاڑ لڑائی تکرار - رنگ بدرنگ کے بھیڑ مین عمر گنوائی یا سے پھینکتے پھینکتے ہاتھون مین گھٹے پڑ گئے لاحول ولاقوۃ - لکھنا پڑھنا چھوڑا - احباب سے ملنا ترک کیا - خط کتابت سے ہاتھ دھویا - جو پیدا کیا وہ سب کھویا مطالعہ کتب کا شوق - نہ اخبار بینی کا ذوق - صبح چوسر - شام چوسر - ادھر چوسر - اُدھر چوسر - الٰہی خیر - اور لطف یہ کہ بنکار نے کو موجود کہ ہم شریف ہین تربیت یافتگی کا دم بھرتے ہین ہمچو من دیگری نیست اور افعال ایسے قبیحہ و ذمیمہ - اُنسے تو کوری کہار ہی اچھے کہ اپنے پیشے اور اپنی تھوڑی سی عقل کے موافق دلبستگی کی تو صورت نکال لیتے ہین - مانا کہ اُنکے اشغال بھی تعریف کے لائق نہین رذیل مردون کا پھریا اور ڈھ کر بھر کتنا نفرت انگیز فعل ہی مگر وہ منطقی فلسفی تو ہین نہین - تربیت یافتہ علم سے آشنا آپ تو دو دن کا لیتے ہین اور با اینہمہ لن ترانی دہی ڈھاک کے تین پات ! وقت فرصت ہوا کھائیے کیتھا نہ جائیے جلسہ تہذیب جائیے - کتب مفید مطالعہ کیجئے - لکچر یا تصانیف لطیف کی فکر معقول فرمائیے تو ہم سمجھین کہ تربیت یافتہ ہین - یہ نہین کہ جواریون کی طرح تہذیب کی خواری کرین - لکلو اور کھیل آلا اور کھیل سر اور اٹھارہ اور پانچ دو کے سوا اور کچھ نہ سیکھے اور ہر شب کو بد بدا گنجفے یا چوسر مین سر مغزن کی -

رنگے سیار

میان آزاد - زلف پریشان کی یاد مین رات بھر خواب پریشان دیکھا کیے - تڑکے خواب خرگوش سے بیدار ہوئے تو پھر سینیچر پانون پر سوار ہو گیا دو پہر تک بے آب و دانہ ہر دم خیال وصل جانانہ - دو پہر ڈھلے ایک قصبہ مین ہو پنچے پیپل کے پیڑ کے سایہ مین بستر جمایا - سبزۂ بیگانہ کو اپنا مسکن بنایا - پیپل کے دھانی دھانی پتون کی رنگت پر جو نظر پڑی تو سبزان رنگین ادا کا حسن برشتہ یاد آیا - کلیجے پر سانپ لوٹنے لگے تھکے ماندے چلے آتے تھے - ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کے جھونکون سے ذرا دل کو ڈھارس ہوئی پانون پھیلا کر لمبی تانی تو دنیا و ما فیہا کی خبر نہین - جب خوب نیند بھر سو چکے تو ایک مرد آدمی نے جگا دیا الا اللہ کہکر اُٹھ بیٹھے دہشت کسی قدر دور ہو گئی تھی مگر پیاس کے مارے حلق مین کانٹے پڑ گئے تھے - سامنے اندارے پر ایک گلبدن سیمتن عورت عجب نزاکت سے پانی بھر رہی تھی حضرت بھی ہو پنچے -

آزاد - کیون نیک بخت ہمین اک ذرا سا پانی نہین پلاتین بھر نا دو بھر ہو تو لاؤ ہم بھر دین - تم بھی پیو ہم بھی پیین - احسان ہوگا -

سیمتن۔ جواب ندارد۔ تیکھی چتون سے بھرپور نظر ڈالی مگر قہر کی بھری ہوئی۔

آزاد۔ سنگی سے سوم بھلا جو ترنت دیوے جواب۔ بیوی پانی پلاؤ یا ٹکا سا جواب دو۔ یہ قصبہ تو اپنے حق میں دشت کربلا ہو گیا ایک بوند پانی کو ترس ترس گئے۔ اب تو آب خنجر کی چاہ ہے ایک دفعہ دزدیدہ نگاہ سے پھر دیکھ لو تو پانی بھی نہ مانگوں۔

سیمتن۔ (لب تک نہ ہلے۔ سکوت مگر ایک ناز معشوقانہ سے ظرف سیمین بھر کر پانی لے چلی)۔

آزاد۔ بھئی اچھا گاؤن ہے۔ جو بات ہے انوکھی جو ریت ہے نرالی ایک آبخورہ پانی نہ ملا واہ ری قسمت۔ لوگ تو پیاسے بھادون کی جلتی بلتی دھوپ میں پوسالے بٹھاتے ہیں۔ کیوڑا پڑا ہوا آب سرد پلاتے ہیں یہاں کٹوروں کی جھنکار نہ (سبیل ہے نذر حسین) کی پکار

میاں آزاد کو حیرت تھی کہ یہ کس نازنین پرشک افشان بال اور مستانہ چال یہاں ویرانے میں اسکا کیا کام سایے کی طرح ساتھ ہو لیے وہ کنکھیوں سے دیکھتی جاتی تھی مگر منھ نہیں لگاتی تھی۔ بائیں سڑک سے دائین ہاتھ پر ایک خوشنما پھاٹک کے قریب وہ گلفام سیم اندام ٹھہر گئی ظرف سیمین کو دوسرے ہاتھ میں لیا اور پیڑ کے سایہ میں بیٹھکر سستانے لگی۔

آزاد۔ ہم بھی ہمراہ رکاب ہیں۔ ہم تاڑ گئے کہ نزاکت کے مارے یہ ہلکا پھلکا برتن ہی پہاڑ ہو گیا۔ اشارے کی دیر ہے۔ ذرا لب ہلاؤ تو ہاتھ بٹا لون۔ قسم لو جو ایک قطرہ بھی پیون۔ گو پیاس کی شدت سے کلیجہ منھ کو آتا ہے۔ دم نکلا جاتا ہے اور چاہون تو چھین لون لیکن تمھارا دل دکھانا منظور نہیں۔ ہمیں چاہے جان پر بن آئے افسوس یہ چہرہ نورانی اور یہ نامہربانی۔!

اُس ناظورۂ طاؤس زیب و عابد فریب نے پھر اُسی تن کو بڑی کوشش سے اُٹھایا اور پھاٹک کے اندر ہو رہی میاں آزاد نے ایک درد انگیز آواز سے حسب حال ایک شعر پڑھا اور چپکے چپکے خود بھی پھاٹک میں دبے پاؤن اُس گلعذار کے پیچھے پیچھے گئے وہ رعنا شمائل ایک کھلے ہوے چھوٹے سے بنگلے میں جا بیٹھی میاں آزاد ایک روش میں دبک رہے گو شیطان ورغلاتا تھا کہ چلکر زلف چلیپا کی بلائیں لین مگر ڈر تھا کہ کہیں یہ کالی ناگنی ڈس نہ جائے اور تہذیب بھی مانع تھی جی بھر بھر آتا تھا مگر قدم آگے نہیں بڑھتا تھا۔ ؎

تنگ آیا ہون نہایت خاطر مشتاق سے
ہر گھڑی کہتی تھی چل ہر وقت سمجھاتی تھی ہان

اب اُس فرح بخش و دلکشا مقام مسرت التیام کا ذکر سُنیے چوطرفہ کھائی کھدی ہوئی آٹھ آٹھ گز گہری سرپت ارد گرد بوئی ہوئی ایسی گھنی کہ چڑیا تک کا گذر نہو سکے اور وہ تیز کہ تلوار گرد۔ بڑا عالیشان محراب دار پھاٹک لگا ہوا ہے وہ جو سرد اور شمشاد کی لکڑی کہ باید و شاید کیاریان روز سینچی جاتی تھین۔ روشون پر سرخی کٹی تھی اشجار پر بہار گویا آسمان سے باتین کرتے ہین کہین انار کی قطار۔ کہین بکھوٹے کی بہار۔ ادھر انبہ لذیذ و شیرین اُدھر امرود حلوے بیدود۔ چکوترون اور پپیتا بیون سے ٹہنیاں جھکی پڑتی تھین۔ نارنگی۔ اور میٹھے شاخون پر لدے تھے۔ پھولون کی بو باس۔ کہین گل مہندی کہین گل عباس نواڑی پھولی ہوئی چوطرفہ عالم نور ہے۔ ہر سمت لطف ہو فو کر ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا۔ اودی اودی گھٹا۔ کلیون کی چٹک جوہی کی بھینی مہک۔ کلغے کی دہک کینیل کی وہک وسط باغ مین ایک تین فٹ کا اونچا پکا مربع چبوترہ بنا ہے اور ایک گوشے مین چھوٹا سا خوشنما بنگلہ ہے۔ اغل بغل دو ایک صاف ستھری

کوٹھریان ریہ تو سب کچھ ہی مگر مکین کا پتہ نہین اس سیمتن کی چال ڈھال اور طرز نشست سے اجنبیت برستی تھی - حیرت تھی کہ اس باغ لطافت بار کے مکین سلیقہ شعار کہان چھپ رہے - ؎

باغ ہے پر عجب ہے یہ روداد
نہ کہین آدمی نہ آدم زاد

گل ہین سب اپنی اپنی جوبن پر
ہی عجب لطف پر شگوفہ و گل

بوے گل ہی صبا کے توسن پر
کہین شبّو کھلی کہین سُنبل

اُنھون نے دیکھا کہ وہ بت طناز سرمایۂ ناز ظرف سیمین زمین پہ ٹیک کر ایک نواڑ کی نازک پلنگڑی پر سو رہی - ابتو انکو خوب ہی موقع ملا اُٹھے اور میوہ تر جس قدر جی چاہا خوب چھک کر کھائے اور اُس ظرف سیمین کو منھ سے لگایا تو ایک ایک قطرہ پی گئے اتنے مین پانون کی آہٹ سنائی دی - میان آزاد جھٹ انگور کی ٹٹی مین چھپ رہے مگر تاک لگائے بیٹھے ہین کہ دیکھین ہی کون - دیکھا تو پھاٹک کی جانب سے کوئی آہستہ آہستہ آرہا ہی قریب آیا تو اُنھون نے بغور نظر ڈالی - ایک کشیدہ قامت جسیم و تنومند ڈنڈ پیل جیٹ لنگوٹ باندھے اکڑتا اینڈتا اُس بنگلہ کیطرف جاتا ہی سمجھے کہ کوئی پہلوان کشتی گیر اپنے اکھاڑے سے واپس آتا ہی قریب آیا تو یہ گمان دور ہو گیا - معلوم ہوا کہ کوئی شاہ جی ہین وہ جیٹ لنگوٹ جس سے پہلوان کا دھوکا ہوا تھا - تہ بند نکلا - شاہ صاحب سیدھے بنگلے مین داخل ہوے سیمتن کو پلنگڑی پر سوتا پایا ایک دفعہ ہی پلنگ پر ہاتھ مار کر چلا اُٹھے (اُٹھ حکم معبود) وہ زن رعنا شمائل گھبرا کر اُٹھ بیٹھی - اُٹھتے ہی قدم لیے شاہ جی نے فرط شفقت سے اُسکی جبین نورانی اور جبین پیشانی پر بوسہ دیا اور ایک تپائی پر بیٹھ کر یون تقریر کرنے لگے -

شاہ جی - بیٹی - آج تمکو ہمارے سبب سے بہت راہ دیکھنی پڑی ایک گانون مین یہان سے دس کوس پر راجہ رہتا ہی مگر اسّی برس کا ہو گیا اللہ نے اُسے لڑکا دیا نہ لڑکی - ایک دن مجھے بلوایا مین کہین کو جاتا آتا تو ہون نہین - وہ رانی کو لیکر آپ آیا قدمون پر گر پڑا - مین نے رانی کے سر پر ایک گلاب کا پھول بن سونگھا دے مارا پانچوین ہی مہینے اللہ نے لڑکا دیا راجہ میرے پاس دوڑا آتا تھا کہ مین راہ مین ملا - دیکھتے ہی مجھے رتھ پر بٹھا لیا - کہتا ہے روپیہ لو جاگیر لو - گانون لو - ہاتھی گھوڑے لو - مگر مین کب مانتا ہون - اس وقت سیدھا چھوٹا تم پانی لائی ہو گی تو مین پھونک دونگا - جسمین تم نامحروم نہ رہو -

سیمتن - مین آپکی لونڈی ہون یہی کیا کم ہی کہ آپکی زیارت نصیب ہوئی پانی وہ رکھا ہی آپ پھونک ڈالدین تو مین رخصت ہون یہ کہکر سیمتن اُٹھی دیکھا تو ظرف موجود مگر پانی ندارد این یہ پانی کیا ہوا - زمین کھا گئی آسمان کھا گیا - ابھی پانی رکھا دیکھتے ہی دیکھتے اُڑ گیا - ہی ہی شاہ صاحب آپکے پاس مین جھوٹی نہی - میری بڑی کرکری ہوئی زمین پھٹ جائے تو مین دھنس جاؤن - ای لو غضب خدا کا ایک بوند تک نہین اُٹھ جاتا ہے لبالب بھرا ہوا تھا -

شاہ جی - بتا ہی دون - اچھا - ابتک بھی نہو - مجھے اشراق سے معلوم ہو گیا کہ تم آئی ہو - جب تم سو رہین - تو مین نے آنکھ بند کی اور یہان پہونچ گیا پانی پیا پھر آنکھ بند کی اور رام کے پاس ہو رہا پھونک ڈالنے کی ساعت اُسی وقت تھی ٹل جاتی تو پھر ایک مہینے پر بات جاتی - اب تم یہ لاچی لو مگر کل آدھی رات کو

کسی مرگھٹ مین دفنا دو۔ بس مطلب حاصل ہوجائیگا۔

سیمتن نے الائچی لی اور اُسی دم واپس گئی۔ میان آزاد چپکے چپکے سب سن رہے تھے اب اُنھین خوب ہی معلوم ہوگیا کہ شاہ جی رنگے سیار ہین۔ آفتابے کا پانی تو اُنھون نے پی لیا تھا اور شاہ صاحب نے معًا یہ بھی کہ آنکھ بند کرتے ہی یہان آئے اور پانی پیکر پھر کسی ترکیب سے چلدیے۔ یہ سُنکر آزاد خوب کھِلکھلاکر ہنس پڑے۔ شاہ جی کی باتون سے ان کے دل پر نقش ہوگیا کہ بڑے ہی ذات شریف ہین۔ اتنا بڑا جھوٹا دیکھا نہ سُنا۔ ایسے بڑے ولی اللہ ہوگئے کہ اُنکی دعا سے ایک رانی پانچوین مہینے بچہ جن پڑی اس کذب پر خدا کی سنوار۔ جھوٹھ بھی تو کتنا اور علم اشراق مین بھی حضور کو بڑا دخل ہی۔ چشم بد دور حق تو یون ہی کہ جھوٹون کے سردار ہین مگر بیٹے بڑھاپے۔ تہ بند باندھکر شاہ جی بن گئے لگے تبھی کوئی بیٹا مانگتا ہے۔ کوئی تعویذ کا خواستگار ہے کوئی کہتا ہی کہ میرا مقدمہ جتوا دو تو حق خدمت بجا لاؤن۔ کوئی کہتا ہے کہ فلان عہدہ دلوا دیجیے تو مٹھائی کھلاؤن۔ اتفاق وقت سے مطلب برآیا تو شاہ صاحب کی چاندی ہے۔ ورنہ مجال کس کی کہ شکایت کا لفظ زبان تک لائے ڈر ہی کہ کہین زبان نہ سڑ جائے اللہ ری دھاک۔ بہت سے دشمن عقل ان بنے ہوے فقیرون کے دام تزویر مین پھنس جاتے ہین۔ بعض بعض تو معاذ اللہ اُنھین دوسرا خدا سمجھتے ہین خدا ایسے خیالات فرخرف سے بچائے میان آزاد اُس درویش متمر کی گفتگو سے سمجھ گئے تھے کہ پڑھے لکھے خاک بھی نہین ہین ورنہ (بہ سبب) اور (نامحرم) نہ کہتے۔ بھلا ان پڑھ کندۂ ناتراش بھی کہین مسلک خداشناسی کے سالک ہو سکتے ہین۔ اور غیب کی بات تو جناب باری عز اسمہ کے سوا اور کوئی جانتا ہی نہین۔ یہ شاہ جی بیچارے کیا کھا کر بتائین گے۔ یہ سب باتین ہین ضعیف الاعتقاد آدمی ایسے جاہل مکارون کے پھیرون مین آئین تو آئین۔ ہم بھلا کب پھنسنے والے ہین۔ ای توبہ یہان طفلی ہی سے فقیرون کے قائل نہوئے اور ان شاہ جی نے تو کذب کے پل باندھ دیے۔ وہ بیچاری عورت ناقص العقل دنیا کے حالات سے واقف نہین جسکا جی چاہا بہکا دیا ہم ایسون کو شاہ جی چکما دین تو ٹانگ کی راہ نکل جاؤن۔

میان آزاد کی کارستانی اور شاہ جی کی پریشانی

ہم سے کھُلجاؤ بوقت مے پرستی ایک دن
ورنہ ہم چھیڑین گے رکھکر عذر مستی ایک دن

میان آزاد ایسے بنے ہوے سدھا اور رنگے سیار فقیرون کی قبر تک سے واقف تھے معًا تاڑ گئے کہ شاہ صاحب ایک ہی مرشد بڑے ہی رنگباز ہین۔ خرقۂ سالوس در بر۔ اور عمامہ زور بر سر گوٹھون کو پھانس پھونس کر ہنڈیا چڑھاتے ہین اور بیوقوفون کو اور بھی اُلّو بناتے ہین۔ ان پڑھ گنوار چنگ پر چڑھ جاتے ہین سوچے کہ شاہ جی کی قرار واقعی مرمت کردینی چاہیے اتنے مین شاہ صاحب نے ایک صاف شفاف چبوترے پر لنگی بچھائی اور اُسپر دراز ہوکر مناجات پڑھنے لگے۔ مگر پڑھے لکھے تو تھے ہی نہین صرف حافظے پر دار و مدار تھا۔ شین قاف تک درست نہین شاعری کا خوب دل کھولکر خون کیا اور اناپ شناپ بکنے لگے۔

خدایا جہان پادشاہی تراست — تما خدِ بآمدائی تراست
جہان آفریدی بالا و پست — توئی آفرین ندو الاو کشت
توئی کاسمان از زمین ساختی — زمین را زمان و زمین ساختی
نیائی زنا چوبس ہنر کردنی — دگر خفتنی بار آبے خوردنی
دکانست بافر خندگی — خداوند ما از تو بندگی

شاہ جی نے بڑے سوز و گداز سے لہرا لہرا کر حضرت نظامی گنجوی علیہ الرحمۃ والغفران کے کلام معجز نظام کا خون اپنی گردن پر لے رہے تھے کہ میان آزاد سے نہ رہا گیا ایکدفعہ ہی بول اُٹھے کہ (یا دہشت ترا ہی آسرا ہی) اب تو شاہ جی چکر مین آئے۔ یہ آوازہ کس نے کسا۔ یہ خرلیف کون پیدا ہوے۔ یہ پھبتی کس نے کہی۔ ادھر اُدھر دیدے پھاڑ پھاڑ کر دیکھا۔ مگر آدم نہ آدم زاد۔ انسان نہ انسان کا سایہ۔ یا الٰہی یہ کون بولا۔ یا خدا یہ کس نے ٹوکا سمجھے کہ یہ آسمانی ڈھیلا ہے۔ خدا کھوپڑی کو بچائے ڈرپوک ضعیف الاعتقاد تو تھے ہی ڈرے کہ کوئی بلاے ناگہانی یا آفت آسمانی ہی۔ رونگٹے کھڑے ہوگئے بدن تھرتھرانے لگا ہاتھ پاؤن بھول گئے۔ کشف و کمال سب بھول گئے حواس بلا اجازت سپاٹو پر ہو رہے۔ ہوش قلابازی کھانے لگے دفع بلا کی آیتین پڑھنا شروع کین۔ آخر مین بآواز بلند چلا اُٹھے کہ (یا مظہر العجائب) ادھر یہ بول اُٹھے (لنگی مع شاہ جی غائب) اب شاہ جی کی گھبراہٹ کا حال نہ پوچھئے کچھ چہرے پر مردنی چھا گئی ع کاٹو تو لہو نہین بدن مین * دم بخود۔ میان آزاد نے بھانپ لیا کہ شاہ صاحب پر رعب چھا گیا۔ جھٹ نکل کر بتون کو خوب پاؤن سے کھڑکھڑایا شاہ جی کانپ اُٹھے کہ پریتون کا لشکر کا لشکر آن کھڑا ہوا اب گئے ہی گذرے آزاد نے ملحن داؤدی خاص اہل عجم کے لہجہ مین ایک غزل پڑھی۔ گو شاہ جی الف کے نام بے بھی نہین جانتے تھے مگر رات خوب ہی بھیگی تھی اور چاندنی نکھری تھی۔ ہوا سرد پھولون کی بوباس کو منتشر کر رہی تھی۔ آزاد نے ایسی سُریلی آواز سے اُس حقانی غزل کو گایا کہ کندۂ ناتراش تک کو وجد آیا۔ شاہ جی مست ہو گئے۔ سمجھے کہ کوئی درویش باکمال آ نکلے۔ اب تو جان مین جان آئی۔ میان آزاد کے قدم لیے اُنھون نے بیٹھ ٹھوکی۔ شاہ جی اُس وقت دو آتشہ شراب آڑائے ہوے تھے۔ نشہ کے ترنگ مین خیال بندھ گیا کہ کوئی آسمان سے اُترا ہے۔

آزاد۔ کیستی و از کجائی و بامنت چہ کار ست۔ سکوت تاکے ما اسمک انت شیخ او سید۔

بلغنا المراد و زال العناد لک الحمد و الشکر یا ربنا۔ اللہ بس باقی ہوس شاہ جی کے رہے سہے حواس اور بھی غائب ہو گئے زبان سمجھ مین نہ آئی سمجھے کہ بیشک فرشتہ آسمان ہے۔ ہماری روح قبض کرنے کو نازل ہوا ہے۔ دانتون فرماتے کیا ہین کہ مین علم سے نامحرم ہونگا۔ سمجھتا نہین ہونگا کہ آپ اسوقت کیا حکم دیتے ہین ہم نے بہت گناہ کیے اب ماف (معاف) فرماؤ کچھ دن اور جینے دو تو توبہ کرون یہ ٹھگ بدیا چھوڑ دون مین سمجھ گیا تھا کہ آپ فرشتے ہو روح قبض کرنے آئے ہو۔

آزاد۔ یہ پیرانہ سالی اور یہ بداعمالی۔ یہ سن و سال اور یہ چال ڈھال یاد رکھ کہ قعر جہنم مین پڑے گا اور نار دوزخ مین جلایا جائے گا سُن فرشتہ آسمانی نہ ملک روحانی مین حکیم بلیناس کی روح پاک عالم ہون حکیم ہون خداترس ہون رحیم ہون ملکوتی صفات ہون صاحب طلسمات و نیرنجات ہون۔ شجاعت مین رستم سیستانی حکمت مین ارسطوے ثانی۔ مصوری مین رشک بہزاد و مانی۔ سکندر نامہ مین نظامی نے یہ شعر میری ہی شان مین کہا ہے۔ ؎

بلیناس فرزانہ را پیش خواند
بنزدیک جام جہان بین نشاند

میری تعریف و توصیف مین بڑے بڑے شعراے بلند پایہ و سخنوران گرانمایہ رطب اللسان ہین میرا مزار اسی جگہ پر تھا جہان تیرا چبوترہ ہی اور جہان تو ناپاک رہتا ہی اور شراب مین لندھا تا ہے

خیر - تیری ناواقفیت کے سبب سے تجھے مین نے چھوڑ دیا
لیکن اب آپ نے یہ نیا ہتکھنڈا سیکھا کہ اُس زن جادو جمال
زہرہ تمثال کو پھانسا اور اُس سے کچھ اینٹھا چاہتے تھے وہ اُس
زمانے مین میری منکوحہ اور مطبوعہ بیوی تھی بے اب یہ ہتھکنڈے
چھوڑ دو مکر و ریا سے منھ موڑ دو ورنہ تم ہو اور ہم - ابھی ابھی ہٹک
بناؤنگا اور ناچ نچاؤنگا - مفر اسی مین ہے کہ اپنا کل حال پوست
کندہ راست براست بے کم و کاست کہہ چلو نہین خود ہی بھگتو گے
میرا کچھ نہ جائیگا شاہ جی نے شراب کی ترنگ مین مارے
ڈر کے اپنی بیتی صاف صاف کہہ سنائی جسکو ہم اپنی زبان مین
ادا کرتے ہین ذرا کان دھر کر سنیے -

شاہ جی - چودہ برس کے سن سے مجھے چوری کی لت پڑی
وہ مشاقی بہم پہونچائی کہ آنکھ چوکی اور گٹھری اُڑا لی - غافل ہوا
اور ٹوپی کھسکائی - پہلے کچھ دن تو اُٹھائی گیرے رہے - مگر یہ تو کرتی
بدیا ہی چندہی روز مین چوروں کے ولی ہوگئے سیند لگانا
کوئی ہم سے سیکھے - کمند پر چڑھنا کوئی ہم سے سیکھے چھت کی
کڑیون مین یون چپٹ رہون جیسے چھپکلی - اُچک پھاندنے مین
بندر میرے مقابلہ مین گرد ہین - دبے پاؤن کو سون نکل جاؤن
ممکن کیا کسی کو آہٹ معلوم ہو - شہر بھر کے بدمعاش - اوباش
لُچے شہدے - گرگے - ہماری ٹکڑی مین شامل ہوے
بڑے بڑے مہاجن ساہوکار جھک جھک کر سلام کرنے لگے جس نے
ہیکڑی کی بس - اُسکو نیچا دکھا دیا جو چڑھا ہوا اُسکو سیدھا بنایا
خوب چوریان کرنے لگے - آج اُسکا مال مارا - کل اُسکی چھت
کاٹی - پرسون کسی نواب کے گھر مین سیند دی - رفتہ رفتہ
ڈاکے مارنے لگے - سڑکون پر لوٹ مار شروع کر دی تھانگ
مین دنیا بھر کے بیفکرے جمع ہین - ایک طرف یاران سر پل

چانڈو اُڑا رہے ہین دوسری طرف چرس کے دم لگا رہے
ہین - گانجا بھنگ ٹھرے سب کا شغل ہے تانین اُڑ رہی ہین
شراب کی بوتلین چنی ہوئی ہین - گنڈیرون کے انبار لگے ہین
مکھیان بھن بھن کرتی ہین - سب کو یہی فکر ہے کہ کسی کا مال تاکین
کوئی زردار کورا نہ بچ نکلے داغی ضرور ہو ایک دن شامت
اعمال سے ایک نواب صاحب ذی مقدرت کے یہان چوری
کرنے کا شوق چرایا - اُن کے خدمتگار کو ملا یا - ماما چھچھو کو
کچھ چٹایا - ایک بجے کے وقت گھر سے نکلے - اسی محلے مین ایک
مہینے قبل مکان کرایہ پر لیا - اُسی مکان مین بیٹھے نواب کا ایوان
عالیشان کوئی پچاس ہی قدم کے فاصلے پر ہوگا تین آدمی دس
قدم پر اور پانچ بیس قدم پر کھڑے ہوے - ہم اور خدمتگار
اور ایک چور ساتھ چلے کہ گھر مین دھنس پڑین - قریب گئے تو ڈیوڑھی
پر چوکیدار نے پکارا - کون - سن سے جان نکل گئی - عمر بھر مین
یہی خطا ہوئی کہ چوکیدار کو پہلے سے نہ ملا لیا - اب کیا کرین -
مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید بر کلۂ خود باید زد - قہر درویش بر
جان درویش - پھر چوکیدار نے للکارا کون آتا ہے ہم نے
کہا ہم ہین بھئی (چوکیدار) ہم کی ایک ہی کہی ہم کا کچھ نام بھی ہے
آخرکار ہم نے چوکیدار کو اُسی دم کچھ چٹا کر سیند دی گھر مین گھسے
تو دیکھتے کیا ہین کہ نواب صاحب پلنگ پر سوتے ہین
اور اُنکی بیگم دوسرے پلنگ پر خواب ناز مین ہین - مگر
شمع روشن ہے اپنے ساتھی سے اشارہ کیا کہ شمع کو گل کر دے
اتفاق وقت سے وہ ایسا گھبرایا کہ بڑے زور سے پھونک
ماری - مین نے کہا خدا ہی خیر کرے ایسا نہو کہ نواب سب
جاگ اُٹھین - تو لینے کے دینے پڑین - آگے بڑھ کے مین نے
بتی کو تیل مین کھسکا دیا - چلے چراغ گل پگڑی غائب

بیگم صاحب کے سرہانے زیور کا صندوق رکھا تھا - مگر آڑ مین
ہم تو ماما کی زبانی کچا چٹھا سُن چکے تھے - گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے
فوراً صندوق اُٹھا اور دوسرے ساتھی کو دیا کہ باہر پہونچائے وہ
کچھ ایسا گھبرایا کہ مارے بوکھلاہٹ کے کانپنے لگا اور ایکدفعہ ہی
ارارا کر دھم - دھماکے کی آواز سنتے ہی نواب چونک پڑے
شیر بچہ سرہانے سے اُٹھا پلنگ سے اُٹھ پیترے بدل بدلکر
بھکیتی کے ہاتھ دکھانے لگے مین نے ایک چالاکی کا ہاتھ دیا
اور جھٹ کمرے سے نکل دیوار پر چڑھ پچھواڑے کودا اور
چور چور پکارتا ہوا ناکے باہر وہ دونون سر پر چھپے نو سکھیے تھے
دھر لئے گئے - مگر واہ رے نواب واللہ جری آدمی ہی - دونون
کو گھیر لیا وہ تو چلتی نہ گئے - بندہ تلوہ بچا - اب ہم نے یہ پیشہ چھوڑا
اور سفاکی پر کمر باندھی - ایک مہینہ مین کئی خون کئے - پہلے
ایک سوداگر کو گھر مین گھسکر چارپائی پر ڈھیر کر دیا - اور رجم جھا
ہمارے باپ کی ہوگئی - پھر ریل پر ایک مالدار جوہری کا گلا
گھونٹ ڈالا اور جواہرات صاف اُڑا لیئے تیسری دفعہ دو بنجارے
سرائے مین اُترے تھے ہمین خبر ملی کہ اُنکے پاس سونے کی
اینٹین ہین اُنکو سرا ہی مین انتا غفیل کرنا چاہا بھٹیارن نے
ہمین دیکھ لیا - غل مچایا پکڑے گئے چالان ہوا مجسٹریٹ نے
قیدخانہ دکھایا - وہان آٹھ دن رہے تھے کہ نوین دن آزادی
یاد آئی - رات کو موقع پاکر کال کوٹھری کا دروازہ توڑا ایک
کنجی بردار کا سر اینٹ سے پھوڑا - پہرے کے کانسٹبل کو
اُسی بندوق سے شہید کیا - صاف نکل بھاگے - اب ہم سوچے
کہ کوئی نیا پیشہ اختیار کرین - اس گانوُن مین آئے تو عجب
ہتھکنڈے سے درویش باکمال بن بیٹھے - فقیرون کا بھیس
بدل کر ایک پیڑ کے نیچے بستر جما دیا تجنے لگے ایک دن اس

گانوُن کے ٹھاکر کا لڑکا بیمار ہوا - یہان طبیب نہ ڈاکٹر کسی نے
کہدیا کہ ایک ولی اللہ پکریا کے نیچے بیٹھے یاد خدا کیا کرتے
ہین چہرے سے نور برستا ہے کسی سے لیتے ہین نہ دیتے ہین
ٹھاکر نے سنتے ہی اپنے بھائی کو بھیجا ہم ساتھ گئے - چہرہ
بشاش کہ آج پالا ہمارے ہاتھ رہا تو عمر بھر چین سے گذرے گی
ہمارا پہونچنا تھا کہ سب اُٹھ کھڑے ہوے - ہم کسی سے
بولے نہ چالے (قدم درویشان رد بلا) یہ آواز بلند کہکر لڑکے
کے پاس بیٹھ گئے اور کچھ بڑ بڑا کر اُٹھ کھڑے ہوے دیکھا
کہ لڑکے کا بُرا حال ہے بچنا محال ہے ٹھاکر قدمون پر گر پڑا
ہم نے بیٹھ پھونکی اور لمبے لمبے ڈگ بڑھائے چلدیے -
اُس دن حسن اتفاق سے ایک یوروپین ڈاکٹر دورہ کرتے
ہوے اُس گانوُن مین آئے - اور اُنکے معالجہ سے مریض
چنگا ہوگیا اب لطف دیکھیے کہ ڈاکٹر کا تو کوئی نام بھی نہین
لیتا سب ہماری تعریف کرتے ہین - کوئی عیسےٰ بناتا ہے کوئی
خدا رسیدہ کہتا ہے ٹھاکر نے ہمین ایک ہاتھی اور ہزار روپیہ
دیا - وہ ہم نے قبول نہ کیا سبحان اللہ پھر تو ہوا بندھ گئی - اب
چوطرفہ ہم ہی ہم ہین کوئی بیمار ہو تو ہم پوچھے جائین - کوئی مرے
تو ہم بلائے جائین - میان بیوی کی شکر رنجی مین ہم قاضی بنتے
ہین - باپ بیٹے کا جھگڑا ہم فیصل کرتے ہین - صبح سے
شام تک ڈالیون پر ڈالیان اور نعمتون پر نعمتین ہمارے
سامنے چنی رہتی ہین - عورت مرد غریب و امیر برنا و پیر
سب زیارت کو آتے ہین - ہمارے آزاد منش بیباک روش
پاکیزہ مشرب عالی گوہر فرخندہ اختر سعز ز ممدوح میان
آزاد اب حکیم بلیناس فرزانہ کی روح بن بیٹھے - بھئی
کیا کیا فقرے یاد ہین - اچھا روپ بدلا - شاہ جی کو وہ

گیدڑ بھبکی بتائی کہ آئے حواس غائب ہو گئے۔ شراب کے نشہ نے سمند وحشت پر ایک اور کوڑا جمایا مکر و زور کا سارا حال مو بمو کہہ سنایا۔ واللہ اچھا سہل نسخہ ہاتھ آیا۔ شاہ صاحب کی قلعی کھل گئی۔ سچ ہے ہر فرعونے را موسےٰ گانوں بھر چرکھا یا تھا خوب دام تزویر پھیلایا تھا۔ اب پھنسنے بچا۔ میاں آزاد نے جب دیکھا کہ مارے بوکھلاہٹ کے اُنکی جان پر بن آئی ہے تو تشفی دی اور یوں سمجھایا۔ سنو شاہ جی سمک سے سما اور ثریٰ سے ثریا تک اپنا راج ہے لیکن ہماری بیعت لاؤ ہمیں اپنا پیر بناؤ تو چھوڑ دیں اسوقت تو مرنے سے پانوں پھیلا کر سو رہو کل تڑکے گجر دم گانوں بھر مین غلغلہ ڈالدو کہ ہمارے پیر مقدس نے قدم رنجہ فرمایا ہے۔ مگر ہمارا سن دو سو گیارہ برس کا بتانا اور سب سے کہہ آنا کہ ابھی نام خدا سبزہ آغاز ہے اور جوان طناز ہے معلوم ہوتے ہیں۔ شاہ جی کی باچھیں کھل گئیں کہ چلو کسی طرح جان تو بچے نور کے تڑکے تمام گانوں میں اس سرے سے اُس سرے تک پکار آئے۔ کہ ہمارے پیر مقدس آتے ہیں جسے دیکھنا ہے دیکھ لے۔ شاہ جی کی تو وہاں دھاک بندھی ہوئی تھی جب لوگوں نے سُنا کہ انکے بھی ولی خنگر آئے ہیں تو شوق چرایا کہ زیارت کو چلیں دو دن اور دو رات میاں آزاد نے کسی کو رخ تابان نہ دکھایا۔ تیسرے دن فقیرانہ لباس پہن کر ہرے ہرے پیڑوں کے ٹھنڈے ٹھنڈے سایے میں آن بیٹھے میاں آزاد گلفام و نازک اندام حسین و مہ جبین تو تھے ہی شنجرفی تہ بند اور پیرہن نے آتش حسن کو اور بھی بھڑکا یاد دیکھتے کیا ہیں کہ پو پھٹتے ہی زن و مرد غریب و امیر برنا و پیر زیارت کو آرہے ہیں ٹھٹ کے ٹھٹ جمع۔ ہندو اور مسلمان کی عورات جوان کو دیکھ کر ان کی آنکھوں سے خون ٹپکنے لگا۔ جوان کم سن جادو جمال زہرہ تمثال۔

شوخ و طناز۔ خوش انداز سراپا ناز زیور سے مزین لباس گران بہا سے مشین چھما چھم کرتی چلی آتی ہیں دس دس کوس سے فینسوں پر سوار بصد شوق زیارت کو آئی ہیں نگین طرحدار مہریاں ساتھ بانکی ادا سے فینس کے کونے پر ہاتھ۔ کوئی بڑے ٹھٹے سے ڈولی پر کوئی پیادہ پا غنچہ کھلا ہوا ہے۔ میاں آزاد نے دل ہی دل میں اُنکے ورثا کو خوب صلواتیں سُنائیں کہ فقیر اور با کمال کا نام سنتے ہی کیا جھٹ سے بھیجدیا۔ خدا کی مار۔ ان کو اتنی عقل بھی نہیں ہے کہ ذرا دل میں سوچیں کہ ہم بھیجتے کہاں ہیں الٰہی توبہ۔ الٰہی توبہ۔ میاں آزاد نے نہایت جوش و خروش اور فصاحت و بلاغت کے ساتھ اشعار اور آیات پڑھنا شروع کیں اور خوب ہی بنے بھئی واللہ کیا بھیڑیا دھسان خلقت ہے جس نے کپڑے رنگ لئے وہی خدا رسیدہ بن بیٹھا۔ دنیا بھر کے بفکری فقیر کے لباس میں مال مارتے ہیں۔ اور اکثر تربیت یافتہ ثقاہت مسن تک اُنکے با کمال ہونے پر گنگا اور قرآن اُٹھاتے ہیں کوئی ذی عقل سمجھائے تو اُلٹی آنیتن گلے پڑیں ؎

خیانت سے مکائد سے دغا سے
خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے

صحبت رندان مے آشام و مہوشان نازک اندام

گھٹا کالی کالی دھنک لال لال
گھٹا اور بجلی میں ہے آج چوٹ
گلستانِ عالم میں چھائی گھٹا
سیہ ابر مغرب سے ایسا اُٹھا

کنھیا کے ابرو پہ جیسے گلال
ہے آئی دُوپٹے میں پلے کی گوٹ
وہ آئی وہ آئی وہ آئی گھٹا
میں سمجھا کہ کعبہ کا پردہ اُٹھا

آزاد خانہ برباد مستانہ وار جھومتے چلے جاتے تھے کہ ایک گھر سے آواز آئی (اتنی ارج موری مان) اہو ہو ہو ٹھوڑی

بیگم صاحب کے سرہانے زیور کا صندوق رکھا تھا - مگر آڑ مین
ہم تو ماما کی زبانی کچا چٹھا سُن چکے تھے - گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے
فوراً صندوق اُٹھا اور دوسرے ساتھی کو دیا کہ باہر پہونچائے وہ
کچھ ایسا گھبرایا کہ مارے بوکھلاہٹ کے کانپنے لگا اور ایکدفعہ ہی
ارارا کر دھم - دھماکے کی آواز سنتے ہی نواب چونک پڑے
شیر بچہ سرہانے سے اُٹھا پلنگ سے اُٹھ بیتیرے بدل بدلکر
پھکیتی کے ہاتھ دکھانے لگے مین نے ایک چاکی کا ہاتھ دیا
اور جھٹ کمرے سے نکل دیوار پر چڑھ پچھواڑے کودا اور
چور چور پکارتا ہوا ناکے باہر وہ دونون سر پہ جھپیٹے نو سکھیے تھے
دھر لئے گئے - مگر واہ رے نواب واللہ جری آدمی ہی - دونون
کو گیر لیا دہ تو جیلخانہ گئے - بندہ نلوہ بچا - اب ہم نے یہ پیشہ چھوڑا
اور سفا کی پر کمر باندھی - ایک مہینہ مین کئی خون کئے - پہلے
ایک سوداگر کو گھر مین گھسکر چارپائی پر ڈھیر کر دیا - اور جمع جتھا
ہمارے باپ کی ہو گئی - پھر ریل پر ایک مالدار جوہری کا گلا
گھونٹ ڈالا اور جواہرات صاف اُڑا لیئے تیسری دفعہ دو بنجارے
سرائے مین اُترے تھے ہمین خبر ملی کہ اُنکے پاس سونے کی
اینٹین ہین اُنکو سراہی مین انتا غفیل کرنا چاہا بھٹیارن نے
ہمین دیکھ لیا - غل مچایا پکڑے گئے چالان ہوا مجسٹریٹ نے
قیدخانہ دکھایا - وہان آٹھ دن رہے تھے کہ نوین دن آزادی
یاد آئی - رات کو موقع پاکر کال کوٹھری کا دروازہ توڑا ایک
کنجی بردار کا سر اینٹ سے پھوڑا - پہرے کے کانسٹبل کو
اُسی بندوق سے شہید کیا - صاف نکل بھاگے - اب ہم سوچے
کہ کوئی نیا پیشہ اختیار کرین - اس گانون مین آئے تو عجب
ہتھکنڈے سے درویش باکمال بن بیٹھے - فقیرون کا بھیس
بدل کر ایک پیڑ کے نیچے بستر جما دیا تپنے لگے ایک دن اِس
گانون کے ٹھاکر کا لڑکا بیمار ہوا - یہان طبیب نہ ڈاکٹر کسی نے
کہدیا کہ ایک ولی اللہ پکریا کے نیچے بیٹھے یاد خدا کیا کرتے
ہین چہرے سے نور برستا ہے کسی سے لیتے ہین نہ دیتے ہین
ٹھاکر نے سنتے ہی اپنے بھائی کو بھیجا ہم ساتھ گئے - چہرہ
بشاش کہ آج پالا ہمارے ہاتھ رہا تو عمر بھر چین سے گذرے گی
ہمارا پہونچنا تھا کہ سب اُٹھ کھڑے ہوے - ہم کسی سے
بولے نہ چالے (قدم درویشان رد بلا) یہ آواز بلند کہکر لڑکے
کے پاس بیٹھ گئے اور کچھ بڑ بڑا کر اُٹھ کھڑے ہوے دیکھا
کہ لڑکے کا بُرا حال ہے بچنا محال ہے ٹھاکر قدمون پر گر پڑا
ہم نے بیٹھ ٹھوکی اور لمبے لمبے ڈگ بڑھائے چلدیے -
اُس دن حسن اتفاق سے ایک یوروپین ڈاکٹر دورہ کرتے
ہوے اُس گانون مین آئے - اور اُنکے معالجہ سے مریض
چنگا ہو گیا اب لطف دیکھیے کہ ڈاکٹر کا تو کوئی نام بھی نہین
لیتا سب ہماری تعریف کرتے ہین - کوئی عیسے بناتا ہی کوئی
خدا رسیدہ کہتا ہے ٹھاکر نے ہمین ایک ہاتھی اور ہزار روپیہ
دیا - وہ ہم نے قبول نہ کیا سبحان اللہ پھر تو ہوا بندھ گئی - اب
جو طرفہ ہم ہی ہم ہین کوئی بیمار ہو تو ہم پوچھے جائین - کوئی مرے
تو ہم بلائے جائین - میان بیوی کی شکر رنجی مین ہم قاضی بنتے
ہین - باپ بیٹے کا جھگڑا ہم فیصل کرتے ہین - صبح سے
شام تک ڈالیون پر ڈالیان اور نعمتون پر نعمتین ہمارے
سامنے چنی رہتی ہین - عورت مرد غریب و امیر برنا و پیر
سب زیارت کو آتے ہین - ہمارے آزاد منش بیباک روش
پاکیزہ مشرب عالی گوہر فرخندہ اختر معزز ممدوح میان
آزاد اب حکیم بلیناس فرزانہ کی روح بن بیٹھے - بھئی
کیا کیا فقرے یاد ہین - اچھا روپ بدلا - شاہ جی کو وہ

گیدڑ بھبکی بتائی کہ آپے حواس غائب ہوگئے۔ شراب کے نشہ نے
سمند وحشت پر ایک اور کوڑا جمایا مکر و زور کا سارا حال موبمو
کہ سنایا۔ واللہ اچھا سہل نسخہ ہاتھ آیا۔ شاہ صاحب کی قلعی
کھلگئی۔ سچ ہی ہر فرعونے را موسے۔ گانون بھر چرکھایا تھا
خوب دام تزویر پھیلایا تھا۔ اب پھنسنے بچا۔ میان آزاد نے
جب دیکھا کہ مارے بوکھلاہٹ کے انکی جان پر بن آئی ہی تو
تشفی دی اور یون سمجھایا۔ سنو شاہ جی سمک سے سما اور ثری سے
ثریا تک اپنا راج ہی لیکن ہماری بیعت لاؤ ہمین اپنا پیر بناؤ
تو چھوڑ دین اسوقت تو مرنے سے پانون پھیلا کر سو رہو کل تڑکے
گجر دم گانون بھر مین غلغلہ ڈال دو کہ ہمارے پیر مقدس نے
قدم رنجہ فرمایا ہے۔ مگر ہمارا سن دو سو گیارہ برس کا بتانا اور
سب سے کہنا کہ ابھی نام خدا سبزہ آغاز ہی اور جوان طناز ہی
معلوم ہوتے ہین۔ شاہ جی کی باچھین کھلگئین کہ چلو کسی طرح
جان تو بچے نور کے تڑکے تمام گانون مین اس سرے سے اس
سرے تک پکار آئے۔ کہ ہمارے پیر مقدس آتے ہین جسے دیکھنا ہو
دیکھ لے۔ شاہ جی کی تو وہان دھاک بندھی ہی تھی جب لوگون
نے سنا کہ انکے بھی ولی نعمت آئے ہین تو شوق چرایا کہ زیارت
کو چلین دو دن اور دو رات میان آزاد نے کبھی کو رخ تابان
نہ دکھایا۔ تیسرے دن فقیرانہ لباس پہن کر ہرے ہرے پیڑون
کے ٹھنڈے ٹھنڈے سایے مین آن بیٹھے میان آزاد گلفام
و نازک اندام حسین و مہ جبین تو تھے ہی شنجرفی تہمد اور پیرہن
نے آتش حسن کو اور بھی بھڑکایا دیکھتے کیا ہین کہ پو پھٹتے ہی زن و مرد
و غریب و امیر برنا و پیر زیارت کو آرہے ہین ٹھٹ کے ٹھٹ
جمع۔ ہندو اور مسلمان کی عورات جوان کو دیکھ کر ان کی آنکھون
سے خون ٹپکنے لگا۔ جوان کم سن جادو جمال زہرہ تمثال۔
شوخ و طناز۔ خوش انداز سراپا ناز زیور سے مزین لباس
گران بہا سے مستثنی چھما چھم کرتی چلی آتی ہین دس دس کوس سے
فینسون پر سوار بصد شوق زیارت کو آئی ہین رنگین طرحدار
مہریان ساتھ بانکی ادا سے فینس کے کونے پر ہاتھ۔ کوئی بڑے
ٹھٹے سے ڈولی پر کوئی پیادہ پا غنچہ کھلا ہوا ہے۔ میان آزاد نے
دل ہی دل مین انکے ورثا کو خوب صلواتین سنائین کہ فقیر اور
باکمال کا نام سنتے ہی کیا جھٹ سے بھیجدیا۔ خدا کی مار۔ ان کو
اتنی عقل بھی نہین ہی کہ ذرا دل مین سوچین کہ ہم بھیجتے کہان ہین
الٰہی توبہ۔ الٰہی توبہ۔ میان آزاد نے نہایت جوش و خروش اور
فصاحت و بلاغت کے ساتھ اشعار اور آیات پڑھنا شروع کین
اور خوب ہی بنے بھئی واللہ کیا بہروپیا دھسان خلقت ہی جس نے
کپڑے رنگ لئے وہی خدا رسیدہ بن بیٹھا۔ دنیا بھر کے نفکری
فقیر کے لباس مین مال مارتے ہین۔ اور اکثر تربیت یافتہ ثقات
مسن تک انکے باکمال ہونے پر گنگا اور قرآن اٹھاتے ہین
کوئی ذی عقل سمجھائے تو آنکھ آئینہ کلے پڑین ؎

خیانت سے مکائد سے دغا سے
خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے

صحبت رندان مے آشام و مہوشان نازک اندام

گھٹا کالی کالی دھنک لال لال — کنھیا کے ابرو پہ جیسے گلال
گھٹا اور بجلی مین ہے آج چوٹ — ہوائی ڈوپٹے مین بجلی کی گوٹ
گلستان عالم مین چھائی گھٹا — وہ آئی وہ آئی وہ آئی گھٹا
سیہ ابر مشرب سے ایسا اٹھا — مین سمجھا کہ کعبہ کا پردا اٹھا

آزاد خانہ برباد مستانہ وار جھومتے چلے جاتے تھے کہ ایک
گھر سے آواز آئی (اتنی ارج موری مان) اہو ہو ہو تھوڑی

تھوڑی پھوہار سبزۂ نو دمید کی بہار ننھی ننھی بوندین - ابر طرب خیز نسیم سحری مشک بیز - تڑکے کا وقت ہی صدائے خوش آہنگ کے سنتے ہی میان آزاد نے اسی جگہ ایک کیاری مین بستر جمایا پھر آواز آئی (پیا پیا سے اتنی ارج موری مان) اہو ہو ہو واہ استاد تم تو اپنے وقت کے میان شوری نکلے - کیا تان سین کے قبر کے پیڑ مین ایک پتی بھی باقی نہ رکھی جڑ سے پھنگی تک سب چٹ کر گئے - ہان ذرا اونچے سرون مین چھرّے چھرّے (سیّان پیا سے اتنی ارج موری مان) اتنے مین اس کمرے سے قہقہے کی آواز آئی - اور دس پانچ آدمیون نے گردن نکال کر میان آزاد کو دیکھا کہ ایک تھالے مین دوزانو بیٹھے موجین لے رہے ہین -

ایک - حضرت یہ خانۂ بے تکلف ہے بسم اللہ تشریف لایئے

میان آزاد نے آؤ دیکھا نہ تاؤ دن سے کمرے مین داخل -

السلام علیکم -

دوسرا - وعلیکم السلام -

تیسرا - ؎ وہ آئے گھر مین ہمارے خدا کی قدرت ہی
کبھی ہم انکو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہین

چوتھا - بندہ نواز - ادھر تشریف رکھئے آپ تو کانٹون مین گھسٹتے ہین خیر ع - صدر ہر جا کہ نشیند صدر ست -

پانچوان - گستاخی معاف - آپ کس طریقت مین ہین

آزاد - ؎ از مذہبم مپرس نہ مومن نہ کافرم
من رہم این دیار ندانم مسافرم

چھٹا - کہیے کبھی جام بھی دیکھا ہے -

آزاد - ای حضرت یہ نہ پوچھیے - صبح ازرق ہو اور بام مرزوق ہو - شراب شیراز ہو تو عمر دراز ہو - ؎

گویند بہشت و حور و کوثر باشد | و انجا مے ناب و شہد و شکر باشد
پر کن قدح بادہ کہ معلومم نیست | نقدی ز ہزار نسیہ بہتر باشد

شراب ایک ہی کوثر کی ہو کہ ندن کی
اک اپنے واسطے زاہد حلال کرتے ہین

مگر بندہ محروم ہی - اب اس جلسۂ احباب اولوالالباب بادہ خوار و مے گسار بلا کوش ساغر نوش سرخوش و مدہوش جفا کیش ورلیش کی چہل پہل کا حال عبرت مآل بگوش ہوش سنئے - فراخ و وسیع میدان مین ایک ایوان سپہر نوا ہے - چو طرفہ سبزہ روئیدہ کی لہک اور گلہائے مشک بیز کی مہک - بقول عنایت اللہ خرد آگاہ نمک ریزی سبزان بہار و رامشگری مرغان چمن زار و مستانہ روے آب رود بار و قہقہہ تدرو ان خوش رفتار و پائے کوبی غزالان مینا سم و خنیا گری طاؤسان مرصع دم - غرض کہ عجب لطف بہار ہی - سرو دربار چمن کا چوبدار ہی - بستی کے باہر گومتی کے پٹے پر باغ ہی جسکے ہر چہار سمت جنگل اور راغ ہی - ایوان عالیشان کے بیچون بیچ ایک بجے سجائے کمرے مین بزم طرب آراستہ اور محفل سرور پیراستہ ہی - چاندنی وہ صاف بچھی ہے کہ چاندنی بھی شرمائے - اور ادھر می کی گلابیان چنی ہوئی ہین صراحی گردن کشی کر رہی ہی - لعل آتشین خوان جواہر روح کے جام منتظر ہین کہ لب سے ملے - ہمارے یار طرحدار میان آزاد نے کہا کہ حضرت ہم غریب الوطن آدمی ہین - ہمین شرکائے جلسہ کی مختصر کیفیت سے آگاہ کیجیے مالک مکان بول اٹھے کہ ہم سب اپنی اپنی تعریف آپ کہ چلین گے - ذرا دور تو چلنے دیجیے یہ کہکر حضرت نے گردن شیشہ پیمانہ پر جھکائی اور شراب ناب اور مصفا اٹھائی - دور چلنے لگا - اب طربناک کا وہ سرور جما کہ سب سیہ مست ہو گئے -

ایک سے ۔ آب و گل من کی فیض عام ہست ... از خطۂ پاک بلگرام است
سبحان اللہ چہ بلگرامے ... کوثر مے و آفتاب جامی

لیکن حضرات بادہ گسار اور عشاق زار کا وہان کال ہے۔ گر علما فضلا شعرا الملا کی ٹکسال ہے اودھ مین لکھنؤ کے بعد پھر بلگرام ہی کا نمبر ہے۔

دوسرے ۔ بندہ رئیس پنجاب ہے جو تمام عالم مین انتخاب ہے۔

چہ پنجاب انتخاب ہفت کشور ... قسم خوردہ بہ خاکش آب کوثر
فضائے نشہ مستی ہوایش ... زمینے کا سما نہا خاک پائش
غبارش آب و رنگ چہرۂ گل ... گیاہش دلربائے زلف سنبل
بہر جا سبزہ از خاکش دمیدہ ... رخ خوبان بہ پیشش خط کشیدہ
نجا کش سایۂ پر ہائے بلبل ... جوابا یک چمن خندیدن گل
بہر شہرش بتان گرم بازار ... پے سود اول عاشق خریدار

تیسرے ۔ خاکسار کا مسکن و مولد خطۂ مینو سواد کشمیر جنت نظیر ہے۔ جو باغ نعیم سے بھی زیادہ دلچسپ و دلپذیر ہے۔ ہر مرغزار نزہت بہار سبزہ طراوت افزا ۔ واللہ عجب گلزمین ہے با قدر دلکش بہشت برین ہے ۔ ع

ہر سوختہ جانے کہ بہ کشمیر درآید ... گر مرغ کباب ست کہ با بال و پر آید
از بسکہ کند جذب رطوبت خطرش نیست ... گر کاسۂ چینی ز ہوا بر حجر آید
این سبزہ و این چشمہ و این لالہ و این گل ... آن شرح ندارد کہ بگفتار درآید
بنگر کہ ز فیضش چہ شود گوسر کیتا ... جائیکہ خزف گر رود آنجا گہر آید

چوتھے ع ۔ سنا رضوان بھی جسکا خوشہ چین ہے
وہ بیشک لکھنؤ کی سرزمین ہے

سبحان اللہ کیا طبقۂ مردم خیز ہے ۔ زبان اور لطف بیان نکتہ رانی اور غزل خوانی اہل لکھنؤ ہی کا حصہ ہے جو شاعر ہے خدائے سخن جو ستار ہے کامل فن ۔

پانچوین ع ۔ گفتگوے عاشقان در کار شب
جوشش عشق ست نی ترک ادب

ہمارا شعار و دثار صوفیان صافی طینت عالی گوہر و راست کردار کا سا ہے عقیدت و طریقت وجود و وحدت پہ ہے یعنی ہم وحدت وجود کے قائل ہین ۔ روزے سے غرض نہ نماز سے سروکار ۔ جو نقطۂ وحدت سے ملجائے اُسکی نجات ہے ۔ ہم اُس واحد حقیقی کے افراد ہین جسکی وحدت سے اس عالم افراد مین یہ کثرت ہے ۔ سنو ۔ یقین مانو وحدت عین کثرت اور کثرت عین وحدت ہے ۔ عالم مشاہدہ مین ایک مثال اُسکی دیتا ہون جس سے اگر تم سمجھتے ہو کہ یہ مقولہ نظری ہے بدیہی ہو جائے ۔ دیکھو ایک تخم خربزہ ہم نے بویا اُسنے اپنی طبیعت سے اپنے کو ایک پودے اور چند پتون مین ظاہر کیا ۔ پھر بڑھتے بڑھتے چند عرصے مین اُسنے اپنے تئین پھر اپنی اُسی ذات خربزہ مین ظاہر کیا اور اُسی تخم مین اب دیکھو ایک تخم واحد نے جسمین وحدت ہی وحدت تھی کسقدر کثرت مین اپنے کو جتایا پھر وہی بیج کا بیج ۔ چنانچہ ہمارے امام ہدایت اور پیشواے رشاد و ہدایت نکتہ رس علی الاطلاق حکیم الاشراق مولوی صوری و معنوی قدس سرہ الخفی و الجلی اپنی مثنوی مین اس مطلب کی طرف اشارہ بہ این اشعار فرماتے ہین ۔ ع

بشنو از نے چون حکایت میکند ... وز جدائی ہا شکایت میکند
کز نیستان تا مرا ببریدہ اند ... از نفیرم مرد و زن نالیدہ اند

نیستان سے وہی وحدت حقیقی کا بن مراد ہے جس سے کٹ کٹکر ہم بانسریان ترانہ سنج ہین ۔ ع

شب از مطرب کہ دلخوش باد ویرا ... شنیدم نالۂ دلسوز نے را
چنان در جان من سوزش اثر کرد ... کہ بے رقت نہ بینم ہیچ شے را

ہمین کچھ سالک و مجذوب سے مطلب نہین ہم اپنی لو سے

لگائے بیٹھے ہین - فقہ و حدیث سے غرض نہین - س

جام جم رکھدے طاق کسری پر | میرا چلو شراب سے بھردے

بھلا انما الخمر والمیسر رجس من عمل الشیطان قرآن مین آیا ہی مگر یہ ہم لوگون کے واسطے نہین ہی اچھا یہ صحیح ہی سہی - و اثمھما اکبر من نفعھما - لیکن ہمارے پیر مغان اور ہادی دوران دیکھو کدھر جاتے ہین - س

دوش از مسجد سوی میخانہ آمد پیر ما | چیست یاران طریقت بعد ازین تدبیر ما
ما مریدان رو بسوی کعبہ چون آریم چون | رو بسوی خانۂ خمار دارد پیر ما

باقی رہا عذاب عقاب نعیم و جحیم یہ فقط شرعی دھڑکا ہے - ع -

بہشت اک باغ ہی دوزخ بھی ایک شرعی دھڑکا ہی

چھٹے س کیا بادۂ گلگون سے مسرور کیا دل کو
آباد رکھے داتا ساقی تری محفل کو

صوفی عالی مقام کو اینجانب کا سلام - حضرت آپ کی گفتگوے عاشقانہ اور کلام صوفیانہ سے طبیعت کو سرور حاصل ہوا ہمان بھی دوزخ اور بہشت کو شرعی دھڑکا ہی سمجھتے ہین - س

ہمکو معلوم ہے جنت کی حقیقت لیکن
دل کے خوش کرنے کو غالب خیال اچھا ہی

ہان روزہ رکھنا اچھا ہی کشف رطوبات ہوتا ہی - می لعل فام دا آتش لباس ہمارے مشرب رندانہ مین بھی جائز ہی -

ساتوین س گر بیاید ملک الموت کہ جانم ببرد
بے دو سہ چھینٹا کشتی روح رمیدن ندہم

واہ مولانا چوک گئے - مولوی معنوی کے شعر کے معنی اچھے حل کیے - ع

بشنو از نی چون حکایت میکند

نی سے مطلب ابھی سمجھے خاک نہین - ابی حضرت یہ چانڈو کی نی سے عبارت ہی چانڈو کی نی کی دلی تمنا ہی کہ لوگ ہر دم اُسے منھ سے لگائے رہین جب ہی کہا ہی کہ - ع -

وز جدائی ہا شکایت می کند

آٹھوین س صوفی بیا کہ آئینہ صاف ست جام را
تا بنگری صفای می لعل فام را

راز درون پردہ ز رندان مست پرس
کین حال نیست صوفی عالی مقام را

یہ یاران سر پل کی مینجھک ہی - یہان زہاد اور صوفیان صافی کا کیا کام - جام اور بادۂ گلفام کا ذکر چھڑے - یہ حقانی باتین مزا کرکرا کیے دیتی ہین - والد مرحوم بڑے بیوقوف تھے - جیر غٹو کر کے ہمین مدرسے بھیجا اسپانگ بک بھی ہنوز نہ ختم کی تھی کہ ہم بھاگ کھڑے ہوے - سلیٹ کو کلوار کی بھٹی پر گرو رکھ خوب راسی اڑائی -

الغرض صبح سے چار بجے تک تر زبانی اور شعر خوانی بادۂ انگور حور قصور کی چہچگوئیان رہین - لطیفے ہوا کیے - چار بجے کے بعد حضرت آزاد نے زبان کھولی تو یہ سب بند ہو گئے -

آزاد س دن رات گفتگو ہی شراب و کباب کی
کیا منھ لگون نے یار کی صحبت خراب کی

اس صحبت اور جلسے پر خدا کی مار - اور شراب خانے پر شیطان کی پھٹکار - لاحول ولا قوۃ - یارو اخلاق سیکھو - آدمی بنو آدمیت کا سبق لو منافع پند احبا و ابرار و مضار صحبت اشرار ازین تمیز کرد یہ نہین تڑکے سے بیٹھے تو بھور ہو گیا - شام تک سوا پیمانہ و میخانہ کے کوئی چرچا ہی نہین - ان بزرگوار کی جمعیت کے صدقے کہ اپنے باپ کو بیوقوف بناتے ہین - مگر واللہ سچ کہتے ہین - یہی تو انکی بیوقوفی ہے الٰہی توبہ - الٰہی توبہ کیا اشغال فرخندہ ہین - خدا پناہ مین رکھے اور صحبت

بد سے بچائے - ع

حیف از تو کہ روزی کہ مقیم باغی | ز بلبل غافل و حریف زاغی
صحبت اینجا موثر ست آگہ باش | در آب روی تری در آتش داغی

یہ شراب خانہ خراب نے لاکھون گھر بلٹائے - یہ ہزارون تاجدارون کو گداے بینوا بنائے - مُنھ لگائی اور مُنھ کی کھائی - فلک رفعت تاجرون کو اسنے خاک مین ملایا - مہاجنون کا دوالہ اسنے نکلوایا یا خدا مدد ے یا خدا مدد ے - ع

زچوب تاک گویا عود خود را ساخت این مطرب
کہ خوش مستانہ بیرون نغمہ ہا از سازمے آید

اُن یاران صادق و دوستان موافق یاران بادہ نوش و بذلہ سنجان عشرت کوش مین دن بھر تو وہ چہل پہل قہقہے اور چہچہے رہے سر شام سے ناچ رنگ کی دھماچوکڑی مچی - خانہ باغ مین جس کے در و دیوار سے صحرائیت برستی تھی شامیانۂ عیش کا شانہ بصد حشمت شاہانہ نصب ہوا - یاران سرپل بیٹھے رنگ لیان مناتے ہین - گلرخان پری چہرہ شادیانے بجاتے ہین - طبلے پر تھاپ ہے - گت بج رہی ہے - حاضرین جلسہ زیر و بم سے واقف چڑھاؤ اُتار کے سمجھنے والے خوش خو خوش رو خوش گلو - کوئی تان سین بنا بیٹھا ہے کوئی بیجو باولا گردن سب کی ہل رہی ہے اہاہا - اہو اہو ہو - واہ وا واہ - اے سبحان اللہ ای صدقے قربان جاؤن کیا گلا ہے - یہ گلبانگ توصیف و طنطنۂ تعریف ہر سمت بلند ہے - ایک بت پندار شوخ و ستمگار نے یہ غزل عجب لطف و انداز برنائی اور شان خود آرائی سے ادا کی - ع

خدا جانے یہ آرایش کرے گی قتل کس کس کو
طلب ہوتا ہے شانہ آئنہ کو یاد کرتے ہین

اُسپر کتا وُ تھے - سب بیخود - بیہوش - بیقابو - بیدل - بے صبر سر و پا کی خبر نہین ایک رند عالم سوز و آزادہ نغمہ سنجی کے دلدادہ نے جوتا ے کی فرمائش کی - کہنے بھر کی دیر تھی سارنگی غضب ڈھانے لگی اور امجھپر یا بند یا لیگیومور) کی آواز خوش آنے لگی اُدھر مطرب کی ناخن بازی اِدھر خوش الحانون کی نازک آوازی بیفکرون کی واہ واہ - الحذر - خدا کی پناہ - کسی سیہ چردہ شیرین حرکات نے خدیو مصر سخن واقف رموز ہر فن عراقی آن جہان کی یہ غزل گائی اور ہاتھون ہاتھ داد پائی - ع

صنمارہ قلندر سزدار بمن نمائی | کہ دراز و دور دیدم رہ و رسم پارسائی
بطواف کعبہ رفتم ز حرم ندا برآمد | کہ برون در چہ کردی کہ درون خانہ آئی
در دیر چون دم من ز درون ندا برآمد | کہ بیا بیا عراقی تو ز خاصگان مائی

اسکا مطلب تو وہی جا رسمجھے مگر ٹوپیان چوطرفہ اُچھلنے لگین سحر کاذب کے وقت جب پپیہا بولنے لگا - اور نسیم سحری مشک و عنبر سے بسی ہوئی بہشت اٹھکیلیین لانے لگی تو کھرے کی فرمائش ہوئی زلفین پریشان مست و خوش الحان سب حاضرین جلسہ شادان و فرحان مگر حضرت آزاد آزردہ و گریان - لاحول گویان یہ بے اعتدالی اور بے عنوانی - بحر بیحیائی کی روانی و طغیانی دیکھکر اُنکا دل اس صحبت فسق و فجور سے پھر گیا - چہرہ مارے غصے کے لال بھبھوکا بدن مین رعشہ - مزاج کبھی تولہ کبھی ماشہ - معلوم ہوتا ہے ایک آدھ کو چپا ڈالینگے یا گھسن ہی بتا ئینگے - چکت دیا ہی چاہتے ہین - آٹے ہاتھون لیا ہی چاہتے ہین - اتفاق سے اُس تخلیے کی صحبت مین ایک خواجہ صاحب کا بھی گذر ہوا تھا - اور وہ بیچارے نئے نچھی تھے میان آزاد کے بشرے سے تاڑ گئے کہ اس صحبت سے حضرت بہت کبیدہ خاطر ہین وہ بھی اُنسے متفق الراے تھے لہذا دونون مین سرگوشی ہوئی -

خواجہ - یا حضرت مجرا عرض ہے -

آزاد - سبحان اللہ - ع - اے وقت تو خوش کہ وقت ما خوش کردی - یہ ریش سفید یکمشت و پانزدہ انگشت - اور یہ شستہ تقریر یہ جبہ و دستار اور یہ شعار کہنے لگے مجرا عرض ہے تسلیم آداب کورنش بندگی السلام علیکم بالاے طاق - ناچ رنگ کا ضلع حفظ ہے - واہ ری جگت بازی استغفر اللہ -

خواجہ - قبلہ یہ دیکھیے واللہ ہے کہ مین بھی گھبرا اُٹھا - یہ بیحیائی دیکھی نہین جاتی جو ہے مست - جو ہے رند خرابات - جو ہے پھکڑ یہ دیکھیے اللہ ہے کہ آپکے چہرے کی رنگت سے بھانپ لیا کہ نئی محفل مین ایک یہ ہمدرد ہین - یہ دیکھیے واللہ ہے کہ یار لوگون نے ترلکا کر دیا مگر آنکھ تک نہ جھپکی - دیدے پھاڑ کر دیکھ رہے ہین -

آزاد - جی ہان اور ابھی کوئی نیک کام کرتے ہوتے تو چراغ جلے ہی سے پڑ رہتے - ایک جو سنکتا - مگر اس تھرکنے اور چمک دمک کے قربان کہ چار پہر بیٹھے ہی بیٹھے کاٹ دیے - اُٹھنا در پہلو بدلنے تک کی قسم ہے - ستم ہے - دمبدم حقہ چلم پر چلم بھری جاتی ہے - خمیرا دو سیر مشکبو دھوان دھار اُڑ رہا ہے - گلوریون پر گلوریان چلی آتی ہین عطر کی شیشیان لنڈھائی جاتی ہین سچ کہون حضرت پہلے تو آپ مجرا ایسا بجا لائے کہ مین سمجھا کہ آپ بھی اس چھٹی ہوئی محفل کے چھٹے ہوے ہین مگر آپ تو بندے کے ہمدرد نکلے -

خواجہ - یہ دیکھیے واللہ ہے کہ یہ جتنے حضرات نظر آتے ہین سب شرفا کے صاحبزادے ہین - نصف تو امرا کے لڑکے ہین دال روٹی سے خوش - باقی ماندہ مفلس ٹکا کفن کو پاس نہین مگر بانکپن پہ جان دیتے ہین - گھر مین فاقہ ہے - رمضان شریف در پر کھڑے ہین ہر مہینے مرچڑون کیطرح اڑتے ہین - ٹوپی ہے تو جوتا غائب غلہ جوتا ہے تو ٹوپی ندارد - لیکن اکڑتے نکلتے ہین - پڑھنا لکھنا تلاش معاش سب کی دُم مین رہتا - لنگوٹی مین پھاگ کبھی رنگ کبھی راگ بھیرون ہو یا اور پھاگ امرا زادون کو دیکھیے واللہ ہے کہ کیا قطع بنائی کیسی وضع بھائی جنکے پاس روٹی کھانے کو نہین وہ تحصیل علم سے باز رہین تو مضائقہ ندارد مگر اُنسے کوئی اتنا تو پوچھے کہ کیون بھئی تم پر کون ایسی سختی پڑی تھی کہ کالج چھوڑ بیٹھے عربی پڑھی نہ انگریزی - موچی گری کروگے یا رنگریزی - جگت بولنے مین سب طاق ہین - ابھی کوئی ضلع بولیے دیکھیے واللہ ہے کہ سب کے سب طوطی کی طرح چہچہہ زن ہوتے ہین یا نہین - ہان ذرا چھیڑیے تو آپ کو واللہ بس ایک فقرہ چُست کر کے چپکے ہو رہیے وہ برسون تک بکے جائینگے -

آزاد - حضرت مجھے تو انکی صورت سے نفرت ہو گئی - بس چلے تو کھڑے کھڑے شہر بدر کرا دون ابھی حبس دوام لعبور دریاے شور کا حکم نافذ کرون یہ ننگ خاندان پیدا ہوے ہین - س

زنان باردار اے مرد ہشیار | اگر وقت ولادت مار زایند
ازان بہتر بہ نزدیک خردمند | کہ فرزندان ناہموار زایند

جلسہ برخاست تا بہ چاشت - وقت درد ہنگام کاشت - پاس مراتب نگاہداشت - یہ بے تکی صدا ایک کونے سے آئی طبلیون نے بغچہ سنبھالا - ڈھاریون نے بوریا بندھنا اُٹھایا - عابد فریبون نے نازو انداز سے قدم بڑھایا صبح کی نوبت بجنے لگی مرغ نے بانگ لگائی شوالے کا گھنٹا ٹھنا ٹھن بجنے لگا - موذن نے مسجد مین اللہ اکبر کہنا شروع کیا -

منشی سحر ہاتھ مین لے کر قلم زر | لکھنے لگا منصوبی و معزولی لشکر
لے فرشیہ شب کو کیا خارج دفتر | منصوب ہوا عامل زر اپنی جگہ پر
مہتاب پہ جاری تھا قلم اُس نہی کا | پروانہ چراغون کو ملا برطرفی کا

شمع گل پگڑی غائب - رند جھٹ سے جانماز بچھا نماز پڑھنے لگے ایک مسخرے نے اپنے قریب کے یار عیار کو ڈھکیل دیا تو منہ کے بھل زمین پر دوسرے نے ایک کی کھوپڑی پر چپت جمائی تو ٹوپی دس قدم پر تیسرے نے چوکھٹ کی آنٹی

بتا[illegible] ..... یاروں شانے ..... پانچوین نے باآواز بلند کہا۔ ~

بنکا رواج [illegible] جا[illegible] ..... ودق | چھوڑو کہین وظیفہ بہت پڑھ چکے

ایک اور بادہ گسار نے دیکھا کہ وہ سب مری رہے ہم ہی پھسڈی رہے جاتے ہین فرمایا۔ ~

فصل بہار آئی پیو صوفیو شراب | بس ہو چکی نماز مصلا اٹھایئے

چلیے حضرت اللہ میاں پر احسان کر چکے۔ نماز پڑھی یا نہ پڑھی وضو کر کے مستعد تو تھے۔ الاعمال بالنیات۔ پھر خوف کاہے کا ہے اور بھی نماز چاہے ایک نہین پچاس بار قضا ہو جائے۔ نماز خفتن پڑھ لین گے چلو چھٹی ہوئی میان آزاد کی آنکھون سے خون ٹپکنے لگا کہ یہ سواد الوجہ فی الدنیا حضرت قادر ذوالجلال سے بھی نہین چوکتے نماز مین بھی دل لگی عبادت مین مسخرہ پن۔ خاصے ٹھے ہین ~

ای فسق و فجور کار ہر روزۂ ما	دی پر ز حرام کاسہ و کوزۂ ما
می خندد روزگار ہمی گرید خلق	بر طاعت و بر نماز و بر روزۂ ما

خواجہ - یہ دیکھیے واللہ ہے کہ یہ مرتد رحمت رب سے محروم ہین گے اپنے تو رونگٹے کھڑے ہوتے ہین - یہ دیکھیے واللہ ہے کہ توبہ ہی بھلی -

آزاد - بندہ پرور گستاخی معاف - یہ تکیہ کلام تو چھوڑیے آپ ایک جملہ بولتے ہین تو تین سے سینتیس (یہ دیکھیے واللہ ہے) کوئی فقرہ (یہ دیکھیے واللہ ہے) سے خالی نہین - یہ بُری عادت ہے -

خواجہ - یہ دیکھیے نہین - توبہ توبہ - مگر یہ دیکھیے واللہ ارے! پھر وہی فقرہ نکلا - مگر واللہ اس جوڑ توڑ کے قربان ۳۶۵ - کی بہت ہوئی سال مین ۳۶۵ - ہی دن ہوتے ہین -

میان آزاد بس صحبت رندان مے آشام سے ایسے ناراض ہوے کہ بلا رخصت بھاگ گئے - اجی حضرت سُنیے تو سہی سُنیے تو سہی - واسطے خدا کے پیچھے پھر کے نہ دیکھیے تو خبث سے نکالا جائے وہ سُنتے کسکی ہین - یہ جا وہ جا -

برات کی دھوم

ایک رئیس گردون مدار و امیر باوقار کی ایک دختر فرخندہ اختر تھی - رئیس موصوف نے اُسکو بہ ناز و نعم پالا - جب لڑکی کچھ سیانی ہوئی تو اُسکی شادی کی فکر پیدا ہوئی - بڑے بڑے نامبرآوردہ رؤسائے ذوی الاقتدار کے یہان سے پیام آنے لگے - دور دور تک اُسکے حسن و جمال کی شہرت ہوئی آخرکار ایک رئیس والا تبار و ذی اقتدار کے ساتھ نسبت قرار پائی پھر کیا تھا طرفین سے تیاریان ہونے لگین - اشرفیون کی بدر جہ فراوانی ہی کبھی چاہتا ہے سب جمع تھا لٹاوین آنکھ بند کر کے خرچنے لگین ایک نے اسی ہزار روپیہ قرض لیے دوسرے نے تعلقے کے کوڑے کیے دونون لنگوٹی مین پھاگ کھیلنے لگے - جوڑے بنے - خدمتگارون ماماؤن جیلون نوکرون چاکرون نے بیش بہا جوڑے پھڑکائے - خوب انعام خلعت پائے برات کے دن بڑے کر و فر سے برات سجی گئی دونون طرف خوب ٹھاٹھ تھے ~

الماس کے وان تھے جھاڑ فانوس	یان جلوہ فروش تخت طاؤس
مہتاب سے چاندنی کا وان فرش	یان چرخی سے چرخ مین سر عرش
گلگون تھا کسی کا باد رفتار	گلرنگ کسی کا تھا ہوا دار
ہاتھی تھے تو مستیون کی چھت بھی	گھوڑے تھے تو چابکی کی لت بھی
وہ ماہ کہ تھا سوار شبدیز	تھا پا برکاب شوق مہمیز

سب سے پہلے نشان کا ہاتھی شب رنگ مست صورت دیکھے انسان ڈر جائے اُسکے بعد بڑی دور تک جلوس کی بہار اور سانڈنیون کی قطار تھی عربی ترکی - تازی - ویلاکیپ - انواع و اقسام کے رہوار باد رفتار خوش خرام و تیز گام ساز دار سجے سجائے ہرے کے گہنے جائے چاندی کا گہنا پہنے دلھن کی ایسی صورت بنائے چھم چھم کرتے جھکتے جاتے ہین آرائش کے تخت بڑے صناعان چابکدست کے بنائے ہوے لطف جلوس دوبالا کرتے تھے معلوم ہوتا تھا گلزار ارم کے پھول بچھے ہین سرو بنایا تو نقل کو اصل کر دکھایا - چانڈو بازون کا تخت قابل دید تھا - کوئی نشے مین جھوم

رہا ہی کوئی ڈیکو چوم رہا ہی۔ کوئی گرمٹ تھامے غین ہی۔ کوئی کتارا چوستا ہی بعینہ چانڈو خانہ کی تصویر کھینچدی۔ خربزے کا پتلی کا تخت رہس منڈل دیکھنے سے دلکو سرور ہوتا تھا سوارونکا تخت ستم ڈھاتا تھا سوار خاکی وردیان پہنے کرچ لٹکائے گھوڑے کی باگ اُٹھائے دہا دا بولا ہی چاہتے ہین۔ قدم قدم پر آتشبازی چھوٹ رہی ہی انار آسمان کی خبر لاتے ہین پھلجھڑی کی تعریف مین اچھے اچھے آتش زبانون کی زبان لال ہی چرخی کا چرخ دیکھکر عقل چرخ تھی۔ کامل فن آتشبازون نے بڑی دلسوزی سے آتشبازی بنائی تھی انار سے تختۂ زمردین نظر آتا تھا۔ باجے والون کی جماعت دہل کی دہوم۔ تماشائیون کا ہجوم۔ گورونکی لال لال وردیون سے گل لالہ کھلا تھا۔ تلنگونکی کالی کالی کرتیون سے حاسدونکا منھ کالا تھا ایک سمت چوبدار عصائے نقرئی لئے پگڑیان جمائے گھوم رہے تھے دوسرے سمت خاص بردار رنگین جھنڈیان اُٹھائے پھرتے تھے رئیس شریف عمائد لاتعد و غیر محدود تھے جملہ سامان لطف و مذاق موجود تھے۔ نوشہ حسین مہ جبین خلعت بیش بہا زیب تن کیے بصد طنطنہ و دبدبہ گلگون خوش عنان پر سوار تھا گھوڑا ایسا شایستہ کو دودھ پیتا بچہ تک سوار ہوجائے۔ پانون کی مہندی نے دلھن بنا دیا تھا۔ ــــ

اسپت کہ حنا زیب قبای تن اوست / گو ہیست کہ لالہ زار در دامن اوست
نی نی غلطم کہ آسمان دگرست / در رنگ حنا شفق بہ پیراہن اوست

نوشہ کے گھوڑے کے بعد کئی ہاتھی تھے مکنا اور ایک دنتا اور دم کٹا اور پاٹھا۔ اُنپر دس دس بارہ بارہ چودہ چودہ برس لڑکے سوار بیٹھے ہاتھی پر ہین مگر نظر کمر دن پر ہی۔ دو دو چوبخین لڑتے چلے آتے ہین الغرض خوب چکر کھا کر اور سوتون کو جگا کر برات دلھن کے مکان سے تھوڑی ہی دور پر تھی کہ آتشبازی سے ایک ہاتھی بھڑکا دوسرے نے اُسکا ساتھ دیا۔ فیلبان لاکھ تدبیرین کرتا ہی۔ آنکس پر آنکس لگاتا ہی

اگروہ بری دہشت میں ایک نہین سُنتے تیسرا ہاتھی بپکا تو ایک بڑھیا کچل گئی۔ ایک پنشاخہ والا پس گیا۔ دس دکانین تہ و بالا ہوگئین گھبراہٹ اور بدحواسی سے پندرہ بیس آدمی زخمی ہوے تنے مین آرائش لٹنے لگی ہلڑ ہوگیا۔ برقندازون کی ایک نہین چلتی آدھے تخت لٹ گئے چھتوبیان اُتر گئین۔ تین لڑکون کا زیور اُچکون نے ہتھیا لیا ایک کا کان کٹ گیا۔ چلو ناک تو بچی۔ مبارک باد ہے خدا خدا کرکے دلھن کے مکان پر برات پہونچی۔ ــــ

در تک جو برات ادھر سے آئی / کی سب نے اُدھر سے پیشوائی
باران گلاب و بارش گل / ہوکر بڑھے آگے با تجمل
قلیان پئے مشکبو دہوان دہار / بیڑے چکھے پان کے مزے دار
جب عقد کی اُنکی ساعت آئی / دو رشتون مین اک گرہ لگائی
زلفین ہوئین چہرے کی بلائین / ٹونا وہ نگاہین سحر آگین

میان آزاد کھڑے کھڑے یہ کیفیت چُپکے چُپکے دیکھا کیے اور یہ سوچنے لگے کہ اسقدر زر کثیر بیوجہ بلاسبب مفت بیکار ضائع ہوا اور ہزارون روپیہ غارت کیے اگر یہی زر خطیر امور رفاہ عام اور فائدہ انام مین صرف ہوتا تو سبحان اللہ۔ افسوس صد افسوس کہ ہندی اس آرائش پر لٹو ہین۔ ہم نے کہین سُنا ہی نہین کہ اس فضول دھوم دھام سے کسی ملک کو فائدہ پہونچا ہو۔ ــــ

ادبار کا کھٹکا حشم و جاہ مین ہی / بھاگو بھاگو کہ خوف اس راہ مین ہی
جاگو جاگو یہ خواب غفلت کیسا / دیکھو دیکھو اجل کمینگاہ مین ہی

یہ ٹھسے کی براتین یہ دھوم یہ رسوم مذموم درد انگیز حسرت خیز ہین مگر اہل ہندان ہی کے ہاتھ بک گئے ہین۔ وہ یہی کو بڑا عروج سمجھتے ہین کہ تمام عمر کی آمدنی ایک برات کی نذر کردین۔ دو گھڑی کی واہ وا اس کے بعد حال تباہ عیاذاً باللہ۔ شادی کو غم سے مبدل کرنا کونسی دانائی ہی لیکن حیف صد حیف کہ ان امور پر نظر ہی نہین ڈالتے۔

لکھنؤ کا محرم الحرام

سینون مین جگر پہ تیر غم چلتے ہین	رخسار دن پہ اشک شمع سان ڈھلتے ہین
کیون تعزیہ خانون مین رونق ہو زیاد	دل بھی تو چراغون کی طرح جلتے ہین

میان آزاد سیلانی آدمی سیر سپاٹے پر اُدھار کھائے ہوئے سیر گشتی کی دُھن جو سمائی تو ریل کے انجن کی طرح چل کھڑے ہوئے اور سوچے کہ چل کے محرم لکھنؤ کا دیکھ لین۔ دیکھتے کیا ہین کہ گھر گھر شیون و شین گھر گھر بکا و بین گریہ و زاری۔ اشکباری جم غفیر مجمع کثیر۔ ایک جلے تن بول اُٹھے اور کیون نہ ہو مجالس عزا کی دھوم دھام ہے۔ لکھنؤ کا محرم الحرام ہے۔ لکھنؤ کی سوز خوانی لکھنؤ کی خوش بیانی۔ لکھنؤ کی عزا داری لکھنؤ کی سوگواری از شام تا روم مشہور ہر مرز و بوم ہے تعزیہ خانون مین دھوم امام باڑون مین ہجوم ہے اور ان سب مین حسین آباد مبارک کا بدر فی النجوم ہے ان کے ساتھ ان کے ایک دوست بھی ہو لیے تھے اُنکی بیقراری کا حال کچھ نہ پوچھیے وہ لکھنؤ سے واقف نہ تھے لوٹے جاتے ہین کہ شہید کربلا کا واسطہ آل مصطفٰے کا صدقہ ہمین لکھنؤ کا محرم دکھا دو۔ مگر کوئی جگہ چھوٹنے نہ پائے۔ ایک شخص نے ایک آہ سرد کھینچ کر کہا کہ میان اب وہ لکھنؤ کہان۔ وہ لوگ کہان۔ وہ دن کہان لکھنؤ کا محرم رنگیلے پیا جان عالم کے وقت مین دیکھتا تو ارنی گوے اوج طور بھی غش کر جاتا بانکون کی شمشیر دو پیکر جب پکھو میان سے دو اُنگل باہر کسی نے ذرا تیکھی چتون کی اور اُنھون نے کھٹ سے سر دی کا تُلا ہوا ہاتھ چھوڑا بھنڈا کھلکیا۔ ایک ایک گھٹنون مین بیس بیس خانہ جنگیون کی خبر آئی تھی دکانداریان چھوڑ چھوڑ کر سٹک جاتے تھے وہ دھکم دھکا وہ بھیڑ بھڑکا ہوتا تھا کہ واہ جی واہ انتظام کرنا خالہ جی کا گھر نہ تھا۔ اب کوئی چون بھی نہین کرتا۔ ادنی ادنی آدمی ہزارون لٹاتا تھا۔ اب کوئی بھی نذر حسین نہین نکالتا اب انیس ہین نہ دبیر مونس ہین نہ شیر ضمیر ہین نہ دلگیر۔ ۵

افسوس جہان سے دوست کیا کیا نہ گئے	اس باغ سے کیا کیا گل رعنا نہ گئے
تھا کونسا نخل جسنے دیکھی نہ خزان	وہ کونسے گل کھلے جو مرجھا نہ گئے

دبیر مبرور کی تربت کو خدا عنبرین کرے واللہ خدائے سخن تھا سر منبر۔ ۵

جب قفل دہن کھلا جواہر نکلے	گویا کہ زبان کلید گنجینہ ہے

ایک ہی رباعی پڑھی اور سامعین چار موجۂ حیرت مین غرق ہو گئے کہ اللہ اللہ یہ فصاحت یہ بلاغت۔ ۵

مداح امیر ابن امیر آتا ہے	دربار مین شاہون کے فقیر آتا ہے
مشتاق سخن خلق چلی آتی ہے	لو مرثیہ پڑھنے کو دبیر آتا ہے

اور انیس مغفور کو خدا بخشے باللہ العظیم کلام کیا جواہرات کے ٹکڑے قند و نبات کے ریزے نور کے مرثیہ ہین۔ ع

جوہر شناس ہو تو انھین موتیون مین تول

فصحائے خطۂ پاک ایران تک کہتے ہین کہ کجا انیس کجا فردوسی کجا گنز مرصع کجا شاہنامۂ طوسی بزم مین وہ ڈھنگ رزم مین وہ رنگ کہ۔ ۵

مضمون انیس کا نہ چربا اُترا	اُترا بھی تو کچھ بگڑ کے نقشا اُترا
نقاش نے سو طرح کی خفت کھینچی	تصویر نہ کھینچ سکی تو چہرا اُترا

لیکن ہاتھی لٹے گا بھی تو کہان تک اب بھی اس شہر کی سی عزاداری ہفت اقلیم مین نہین ہوتی۔ اب کہیے کہان کی سدھیان بین نجف اشرف۔ کربلا کاظمین۔ میر باقر کے امام باڑے۔ چوپٹیان۔ جہان چلو داخل حسنات ہو۔ واللہ بہشت کی بھی کیا سیدھی راہ ہے۔ ۵

دربار جناب مصطفٰے کو دیکھا	ان آنکھون سے شان کبریا کو دیکھا
فردوس مین ہو پہنچے جو نجف مین پہونچے	جنت دیکھی جو کربلا کو دیکھا

رنگ بیان مٹاتے ہو قدم چلے جاتے تھے راہ مین وہ بھیڑ وہ ریل پیل کہ عیاذاً باللہ شانے سے شانہ چھلتا تھا۔ ہوا جب بعد خرابی بصرہ کہین گذر پائے تو ضیق النفس ہو جائے بانکے ترچھے تیکھے ثقات مقدس ناکس غریب امیر۔ برنا و پیر اُمڈے چلے آتے ہین۔ جدھر دیکھو زالی بھیج

مومن پاک مثل کعبہ سیاہ پوش۔ کوئی ماتم حسینؑ مین برہنہ سر چلا جاتا ہے کوئی حلہ پوشان بہشت کی طرح ہرا ہرا جوڑا پھڑکاتا ہی حسینان عنبرین مو اور مہ جبینان قوس ابرو کی مستانہ چال ماتمی پوشاک بکھرے ہوے بال۔ واہ وا وہ ناز۔ وہ نگاہ غلط انداز وہ چھپ چھپ کر کترا جانا کبھی بجانا کبھی مسکرانا بیفکرون کی سو سو چک پھیریان تماشائیون کی زور آزمائیان عاشق تنون کی گھاتین۔ رمز و کنایہ کی باتین بہاینین گنوارنین مہندی لگائے پھریا پھڑکائے گوندھے پٹیان جمائے حیرت سے باہم چہ میگوئیان کر رہی ہین۔ سہ

اری دیدی تنک مہکا بتا دے	یہ کند بلین جو بنگلت ہین ڈیرہ مان
حسین آباد تو پھر پھر ہی بیکنٹھ	برت ہی یان دیا لکرن کے گھر مان

پیچھے آغا باقر کے امام باڑے مین کھٹ سے داخل۔ اوہو ہو خدا کی قدرت مجسم نظر آتی ہے۔ واہ میان باقر کیون نہو۔ نام کر گئے جیکاچہ کا عالم ہی لیکن گلی تنگ تماشائیون کی عقل دنگ۔ ع۔ جاے تنگ ست و مردمان بسیار۔ مگر خلقت گھس پیٹھ کر دیکھی آتی ہے ناک ٹوٹے یا سر پھوٹے آغا باقر کا امام باڑہ ضرور دیکھین گے وہان سے جو طرارہ بھرا تو کچے پل پہونچے۔ دیکھتے کیا ہین کہ ایک پیر فرتوت دقیانوس کے ہمعصر بیٹھے اگلے وقتون کے لوگون کو رو رہے ہین واقعی لکھنؤ کے کمہار بڑے نادرہ کار ہین ایسا بڈھا بنایا کہ معلوم ہوتا ہے پوپلے منھ سے اب بولا اور اب بولا وہی سن کے سے بال۔ بھی سفید بھوین۔ وہی چتون وہی پیشانی کی شکن وہی ہاتھون کی جھریان۔ وہی کمر خم وہی سینہ جھکا ہوا۔ واہ رے کاریگر۔ تو بھی اپنے فن مین یکتا ہی۔ اور تیرا اٹھوا تو اللہ ہی اللہ۔ وہان سے جو چلے تو داروغہ میر واجد علی صاحب مرحوم کے امام باڑہ مین آگئے۔ یہان سورج مکھی پیر وہ جوبن تھا کہ آفتاب اگر ایک نظر چھپ چھپا کر وہ نور دیکھ پاتا تو مارے غیرت کے بحر ظلمات مین غوطے کھاتا بے تکلف کرسیون پر چادر ڈالے اہلکاران سلیقہ مند

نے الایچی چکنی ڈلی پیشکش کی وہان سے حسین آباد مبارک مین پہونچے سبحان اللہ سبحان اللہ یہ امام باڑہ ہی یا روضۂ رضوان۔ الٰہی یہ مکان ہی یا باغ جنان۔ ہر در و دیوار سے محمد علی شاہ فردوس آرامگاہ کا نام روشن ہی۔ امام باڑہ سجا سجایا دلھن کا ایسا جوبن ہی۔ ہر جون پہ ضیاے موفور۔ تو منار نور علیٰ نور حیرت تھی کہ یہ کوہ نور ہی یا شعلہ طور ہے۔ سرخ قندیل پر یاقوت احمر سپر اٹھائے۔ چراغان کی قطار پر مہتاب پروانہ ہو جائے پھر نہر مصفا جو نظر آئی تو آنکھون نے عجب طراوت پائی۔ سہ

منور ہمچو چشم تیز بینان	مصفا چون دل خلوت گزینان
رسیدہ عمق او تا گاو ماہی	نمودہ ہمچو عینک در سیاہی
پے کسب لطافت آب حیوان	در و کشتہ چو دردازہ نشینان

بتون کی گلی چھوڑ کر کون جاوے
یہین سے ہی کعبہ کو سجدہ ہمارا

اب انکے دوست کو شوق چرایا کہ ارباب نشاط کے امام باڑون کی زیارت کرین پہلے تو میان آزاد جھجکے۔ ای حضرت خدا خدا کیجیے بندہ ایسی جگہ نہ جانے کا اپنی وضع کے خلاف ہی۔

دوست بھئی واللہ کتنے روکھے پھیکے آدمی ہو ارے میان حیدر کی نازک آوازی مشتری کی جادو طرازی۔ گوہر کی چمک دمک آبادی کے رخ انور کی جھلک سے کانون کو سرور آنکھون کو نور نہ حاصل ہوا تو لکھنؤ کا محرم کیا خاک دیکھا اور پیر و مرشد خدا اور رسول آگاہ ہے کہ انھین دس دن تو مزے سے جہان چاہیے جائیے رنگین کمرون پر دوگال ہنس بول آئیے بچے اور بوڑھے سب پہونچتے ہین مضمون واحد ہی۔

آزاد۔ یہ کہیئے تو خیر۔ چلیے بندہ بھی لاحول کر شہیدون مین داخل ہو جائے پہلے گوہر کے یہان پہونچے اللہ اللہ دماغ عرش برین پر ہی۔ اچھے اچھے

رئیس زادے فخریہ مصاحبت کر رہے ہین - ایک بڑے مالدار جوہری صاحب مٹکتے ہوے آئے - دس روپیہ کی کارچوبی ٹوپی زیب سر فانسی اطلس کا فوق البھڑک دگلہ زیب بر سنہری لیس ٹکی ہوئی یکرنگ جوڑا خاصے مرغ زرین بنے ہوے - خدمتگار کے کاندھے پر زرنگاری دوشالہ - یہ وضع یہ قطع - مگر بیٹھتے ہی ٹوکے گئے بیٹھے تو ضریح کی طرف پشت کر کے صاحب خانہ نے ایک عجیب ادا سے دلربا سے جھڑک دیا - اجی واہ بڑے خوش تمیز ہو ضریح مبارک کی طرف پشت سیدھے بیٹھیے آدمیت کے ساتھ -

جوہری - ماجلا (معاذ اللہ) بیوی مجھے بیٹھ نہین آتا -

میان آزاد نے چپکے سے دوست کے کان مین کہا لاحول ایسے میان یہ باینہمہ ٹیم ٹام گھڑکے گئے اور ذرا جبین پر چین نہوے پیشانی پر شکن تک نہ آئی -

دوست - بھائی جان - گوہر جان لکھنؤ شان لکھنؤ آن بان لکھنؤ روح روان لکھنؤ ہو رگ رگ مین شوخی - ؎

قد و قامت آفت کا ٹکڑا تمام قیامت کرے جسکو جھک کر سلام

ایسا خوش قسمت کوئی ہو تو ہے کہ اس بت عربدہ جو کی گھڑکی سہے حاضرین ادب سے گردن جھکائے بیٹھے ہین جسے دیکھو دزدیدہ نگاہ سے محو نظارہ بازی ہے لیکن رعب حسن سے بات کرتے کلیجہ لرزتا ہے ؎

غرور حسن اجازت مگر نداد ای گل کہ پرسشے بکنی عندلیب شیدا را

یہان سے درد کیطرح اٹھے تو فرنگی محل مین حیدر جان کے یہان پہونچے ؎

نکلے خیمہ سے جو ہتھیار لگائے عباس پھر کے رہوار پہ میدان مین آئے عباس

اس سوز کو ایسی نازک آوازی سے سارنگ کی ماجھ مین ادا کیا کہ سامعین لوٹن کبوتر ہوے جاتے تھے - راگ اور راگنی تو انکی لونڈیون کا نام ہے اجی ہو ہو ہو کی صدا ہر در و دیوار سے بلند تھی - واللہ کیا پیارا گلا پایا ہے - میان آزاد کی باچھین کھلی جاتی تھین اور گردن تو گھڑی کا گھڑیا ہو گئی تھی -

اب پھدک کر بی منجھو مشتری کے کمرے پر پہونچے انکی لفاظی انکی جادو طرازی انکی خوش بیانی انکے طرز سوزخوانی کی دھوم ہے ارباب صافی مذاق کا وہ ہجوم ہے کہ تل رکھنے کی جگہ نہین - ؎

خنجر جو بوسہ گاہ پیمبرؐ پہ چلگیا

اسکو جھنجھوٹی کی دھن مین اس لطف سے پڑھا کہ سامعین سر دھننے لگے

دوست - کیون یار کیا لکھنؤ مین زیور پہننے کی قسم ہے -

آزاد - لاحول ولاقوۃ تم بالکل ہی گنوار ہو - ماتم مین زیور کا کیا ذکر گورے گورے کانون مین کالے کالے کرن پھول - ہاتھون مین سیاہ سیلی بس کافی ہے ؎

سیاہ سیلی بدست آن نگارے بشاخ صندلی پیچیدہ مارے

لیکن یہ سادگی بھی عجیب لطف دکھاتی ہے چلیے ذرا مجالس عزا کا رنگ ڈھنگ بھی تو دیکھین - نواب باقر حسین خان بہادر اور داروغہ میر واجد علی صاحب مرحوم اور جناب سید العلما مہر سپہر شرع و دینداری سید ابراہیم صاحب اور جناب آغا علی خان صاحب سابق ناظم کی مجلسون مین گئے - ماتم داران جناب سید الشہدا علیہ التحیۃ والثنا اور زائرین مصائب خامس آل عبا کی اشکباری اور گریہ و زاری سے یقین کامل ہو گیا کہ ماتم داری لکھنؤ پر ختم ہے - عاشورا کی رات تو نچوڑ کا دن تھا - آزاد نے لکھنؤ کے محرم کا خوب لطف اٹھایا - ؎

الوداع ای اشکبار و الوداع آخری یہ شب ہے یارو الوداع
عشرۂ ماہ عزا کا ختم ہے سر کو پیٹو اور پکارو الوداع

جدھر جاتے ہین آواز گریہ و زاری جسے دیکھتے ہین صرف اشکباری رات تو زیارت مین بسر ہوئی - ؎

پیدا شعاع مہر کی مقراض جب ہوئی پنہان درازی پر طاؤس شب ہوئی
اور قطع زلف لیلی زہرہ لقب ہوئی مجنون صفت قبائے سحر چاک جیب ہوئی

یعنی عاشورہ کے دن پو پھٹنے کے وقت تعزیہ نکلے۔ رانگے کا تعزیہ جو کا تعزیہ۔ موم کا تعزیہ۔ کھیلون کا تعزیہ۔ روئی کا تعزیہ۔ بیل کے پتون کا تعزیہ۔ انڈون کا تعزیہ۔ لوگزہ تعزیہ۔ لاکھون تعزیے تالکٹورے کی کربلا مین دفنائے جاتے ہین۔ ارباب نشاط برہنہ سر برہنہ پا۔ سیاہ ماتمی پوشاک نے انکے جوبن کی آگ کو اور بھی بھڑکلو دیا لیکن

رومال نہ اشکون سے بھگونے پائے	منھ آپ گھر سے بھی نہ دھونے پائے
کیا جلد ہوا ماہ محرم آخر	جی بھر کے حسین کو نہ رونے پائے

تندرستی ہزار نعمت ہی

لکھنو کے محرم کی چہل پہل۔ علم اٹھانے والون کا زد راور بل امام باڑون کی تیاریان صناعون کی گلکاریان نازک اندامونکی بہار جوانی صادق علیخان کی سوزخوانی ارباب نشاط کی بناوٹ دکانونکی سجاوٹ تنبولیون کی سرخروئی دلبر میوہ فروش کی دلجوئی تعزیہ خوانون کی دھوم۔ تالکٹورے کی کربلائے معلیٰ کا ہجوم حسین آباد مبارک کا نور۔ نجف اشرف کا لطف موفور۔ ماتمداران سید الشہدا کی گریہ وزاری مومنون کی اشکباری دیکھکر حضرت آزاد بادل شاد طاؤس مست کی طرح جھومتے چوک مین آنکلے دیکھتے کیا ہین کہ پندرہ بیس کم سن لڑکے جزدان لٹکائے سلیٹین دبائے پیٹے جمائے پو قدمے آتے ہین۔ پندرہ پندرہ بیس بیس برس کا سن اٹھتی جوانی کے دن۔ گلکم نہتر جلہ سے خم جیسے تیغ ریختہ دم۔ گالون پر پیچل کے پڑھے کی طرح جھریان۔ آنکھین گڑھے مین دھنسی ہوئین منھ پر ہوائیان چلنا محال ہی۔ یا الٰہی یہ جھکا ہوا سینہ یہ شانے۔ یہ ڈنڈ اور ٹین کا نے اس نئی جوانی مین قبلہ پیری وصد عیب بن بیٹھے پیرانہ سالی مین تو شاید اٹھکر پانی پینا بھی وبال جان ہو جائے گا۔ بجز دکرے

پوچھا تم لوگ خیل کے خیل	آتے ہو کدھر سے صورت سیل

میان صاحبزادو ہمین سوقت واللہ حیرت ہو کہ عنفوان شباب اور کمزوری۔

طالبعلم۔ یہ بیچارے طاقت توانائی او کس بل کس کے گھر سے لائین زور دوا تو ہی نہین کہ عطار کی دوکان پر جائین۔ دعا نہین کہ کسی شاہ جی سے رجوع لائین۔ انکی تو جان عذاب مین ہی دس برس کے سن مین تو بیوی چھم چھم کرتی ہوی گھر مین آئین چلیے اسی دن سے پڑھنا لکھنا چھپر پر رکھا نظارہ بازی کا سبق نوک زبان کیا جب دیکھیے چاہتی بیوی کے مصحف رخ پر نظر ہے۔ نئی دھن ہی کچھ اور ہی ادھیڑ بن ہی۔ تیرھوین ہی برس ایک چھوکری کے باپ یا چھوکرے کے ابا جان ہوے فکر معاش نے دامن پکڑا کھلائی دائی ماما چھوچھو کی فکر ہوئی یہ دبلے پتلے نہ ہون تو کون ہو اسکو بھی جانے دیجیے ورزش سے طبیعت نفور ڈنڈ مگدر سے منزلون دور کشتی سے اجتناب سنغذا مقوی نہین طرز معاشرت بھونڈا۔

میان آزاد اس تقریر پر تنویر سے باغ باغ ہو گئے بلین سوچنے لگے کہ ہائے انکی جوانی کیسی برباد جاتی ہے۔ اس رنج مین کہین حضرت گنج دلکشا سکندر باغ کی طرف نکلگئے دیکھتے کیا ہین ایک فرح بخش نزہت انتما دلکش وخوشنما بنگلے مین دس دس پندرہ برس کی انگریزون کی لڑکیان اور لڑکے صاف ستھری پوشاک زیب تن کئے ہوئے کھیل رہے ہین سب سیم بدن غنچہ دہن۔ ایک پیڑ کی ٹہنی پر جھولتا ہی دو سرا دیوار کو رہوا ربنائے جیسے شہسوار ناتا ہے ٹخ ٹخ ٹخ ٹخ دس بیس دو دو میل سے رپ رپ کرتے آتے ہین چار پانچ گیند کھیلنے پر لٹو ہین۔ ایک مقام پر دیکھا کہ رسی کا سرا ایک لڑکے نے ادھر اور دوسرے نے ادھر سے لیا اور کسی قدر زمین سے بلند کیا۔ اور ایک پیاری لڑکی بدن تول کر زمین اس پار اچک گئی دوسری طرف سے ایک لڑکا جھپٹ کر کبھی کبھی رسی سے اونچا دہ کود گیا کوئی دوڑتا ہی کوئی کرکٹ کھیلتا ہو سب صحیح و تندرست

خوش و خرم دوڑ دھوپ مین طاق جس سڑک پر جاتے ہین اور جس طرف بار پاتے ہین۔ یہی تماشا۔ سوقت حضرت آزاد نے اُن ہونہار لڑکون اور گل اندام لڑکیون کو دل سے دعا دی اور ہندوستان کے ادبار پر لاحول پڑھتے ہوے گھر آیے۔

امیرزادون کو فکرِ معاش اور نوکری کی تلاش

ساقیا مے ہلا کے ٹھلیا دے ۔۔۔ سوندھی مٹی کی بھر کے کلھیا دے
ساقیا تجھ سے التجا یہ ہے ۔۔۔ سچ جو پوچھے تو مدعا یہ ہے
گھول کر اک ذری پلا افیون ۔۔۔ تاکہ پھر نشے مین گٹھے مضمون
حظ اٹھایا بہت مسہری کا ۔۔۔ اب تماشا دکھا کچہری کا

میان آزاد صبح منھ اندھیرے تارون کی چھاؤن مین بسترِ استراحت سے اُٹھے معاً دل مین ٹھان لی چلو بھئی ادھر اُدھر کے تو خوب سیر سپاٹے کئے اب ذری عدالت اور کچہری کی بھی دو گھڑی سیر کر آئین۔ پہونچے تو دیکھتے کیا ہین کہ ایک لق و دق باغ ہی اور سہانی چھاؤن مین میلا سا جمع ہے۔ کوئی حلوائی سے میٹھی میٹھی باتین کرتا ہی۔ کہین خوانچے والا بیٹھا ہی (گلابی حلوا سوہن) مزے کے حقے ایک سمت تازے کئے جاتے ہین وہ تڑاقا کہ واہ واہ مین آ تو آ یہ آ وہ آ۔ آدمیون کا تانتا لگا ہوا ہے بیسیون منشی متصدی چٹائیون پر بیٹھے عرضیان لکھ رہے ہین۔ مستغیث ہین کہ ایک ایک کے پاس دس دس جھرمٹ کیے بیٹھے قانون چھانٹ رہے ہین (ارے منشی جی یو کا انٹ سنٹ چنگھٹیان سی کھائے دیتے ہو۔ ہم تو آئین مجبون بتا دت ہین آؤ تم اپنے ارھائی چاول اگلے چوراوت ہو۔ ے مورنسی جی تنک اس سوچ بچار کر لکھو تاکہ پھر یک ثانی کیا ر ملدمہ ڈھسماسے جالے تو ہار گو ٹر دھرت ہی دوہی کیا اور سے لیو) یہ زبان سنتے ہی میان آزاد ہنس پڑے گواہ گھر کی طرف جو رخ کیا تو سبحان اللہ بنز نثدیلین

اور فوق البھڑک چنے ہی چنے نظر آتے ہین۔ وکلا ادھر اُدھر بیٹھے مقدمے چکار رہے ہین ہین تو میرزا منش لیکن چکوتا کیسا ادھر اُدھر دیکھا۔ یار نہ غمگسار۔ نہ کوئی ہان ہون سے شریک نہ کوئی پرسان حال اکیلا بالؤلا مثل مشہور ہے پیچھے پھر کر دیکھا کہ ایک دوست کھڑے گلوریان بنوا رہے تھے۔ جان مین جان آئی۔ مارے خوشی کے باچھین کھل گئین۔ فرطِ ابتہاج سے بول اُٹھے کہ اے حضرت (ہم بھی ہین پانچوین سوارون مین) اخاہ آپ ہین۔ آئیے۔ کہان بھول پڑے۔ جی یون ہی چلا آیا دوست نے کہا آئیے کچہری کے اندر چلیے دو قدم بڑھے تھے کہ چپراسی نے کڑک کر آواز لگائی (سیتا بیگ حاضر ہے) ایک افیمی کے پاؤن لڑکھڑائے۔ سیڑھیون سے لڑھکتے ہوے دھم سے نیچے۔ یا علی ایک ٹھٹول نے کہا واہ قبلہ دیکھیے یہ شرط نہ تھی گرے تو مگر بندہ درگاہ سے پوچھ نہ لیا اُٹھے تو یارلوگون نے گرد جھاڑ دی اتنے مین ایک اپرنٹس (امیدوار) اور آیا اور کرسی پر ڈٹ گیا

امیدوار۔ کہان سے آنا ہوا۔

دوست۔ جی اسی شہر مین رہتا ہون۔

اُمیدوار۔ کچہری مین کھڑے رہنے کا حکم نہین ہی۔ ہمارے کمرے مین سے آپ جایئے ورنہ چپراسی کو آواز دیتا ہون۔

دوست۔ بگڑیے نہین بس صرف یہ تو بتا دیجیے کہ آپ کا عہدہ کیا ہے۔

امیدوار۔ ہم اُمیدواری کرتے ہین تین مہینے سے روزنامچہ کام سیکھتے ہین۔ اب فرّاٹے اُڑاتا ہون۔ آٹھون گانٹھ کمیت ڈاکٹ تڑ سے لکھ لون۔ نقشہ چٹکیون مین بناؤن کسی کام مین بند نہین پندرہ روپیہ کی اسامی ہمین صبح و شام ملا ہی چاہتی ہی مگر پہلے تو واللہ گھانس چھیلنا مشکل معلوم ہوتا تھا اب تقراط بنگیا۔

یعنی عاشورہ کے دن پو پھٹنے کے وقت تعزیہ نکلے۔ رانگے کا تعزیہ جو کا تعزیہ۔ موم کا تعزیہ۔ کھلیون کا تعزیہ۔ روئی کا تعزیہ بیل کے پتون کا تعزیہ۔ انڈون کا تعزیہ۔ لوگرہ تعزیہ لاکھون تعزیے تالکٹورے کی کربلا مین دفنائے جاتے ہین۔ ارباب نشاط برہنہ سر برہنہ پا۔ سیاہ ماتمی پوشاک نے انکے جوبن کی آگ کو اور بھی بھڑکا دیا لیکن

روما ل نہ اشکون سے بھگونے پائے ۔ منہ آب گہر سے بھی نہ دھونے پائے
کیا جلد ہوا ماہ محرم آخر ۔ جی بھر کے حسین کو نہ رونے پائے

تندرستی ہزار نعمت ہے

لکھنو کے محرم کی چہل پہل۔ علم اُٹھانے والون کا زدر اور بل امام باڑون کی تیاریان صناعون کی گلکاریان نازک ادامونکی بہار جوالی صادق علیخان کی سوزخوانی ارباب نشاط کی بناوٹ دکانونکی سجاوٹ تنبولیون کی سرخروئی دلبر میوہ فروش کی دہجوئی تعزیہ خوانون کی دھوم۔ تالکٹورے کی کربلاے معلی کا ہجوم حسین آباد مبارک کا نور۔ نجف اشرف کا لطف موفور۔ ماتمداران سید الشہدا کی گریہ وزاری مومنون کی اشکباری دیکھکر حضرت آزاد بادل شاد طاؤس مست کی طرح جھومتے چوک مین آنکلے دیکھتے کیا ہین کہ پندرہ بیس کم سن لڑکے جزدان لٹکائے سلیٹین دبائے پیٹے جمائے پو قدمے آتے ہین۔ پندرہ پندرہ بیس بیس برس کا سن اٹھتی جوانی کے دن۔ لیکن کمر بہتر جگہ سے خم جیسے تیغ ریختہ دم۔ گالون پر پچپل کے بڈھے کی طرح جھریان۔ آنکھین گڈھے مین دھنسی ہوئین منھ پر ہوائیان چلنا محال ہے۔ یا الٰہی پچکا ہوا سینہ یہ شانے۔ یہ ڈنڈ اور رانین کانٹے اس نئی جوانی مین قبلہ پیری وصد عیب بن بیٹھے پیرانہ سالی مین تو شاید اُٹھ کر پانی پینا بھی وبال جان ہوجائے گا۔ بڑھ کر سے

پوچھا تم لوگ خیل کے خیل ۔ آتے ہو کدھر سے صورت سیل

میان صاحبزادے ہمین اسوقت واللہ حیرت ہے کہ عنفوان شباب اور کمزوری۔

طالبعلم۔ یہ بیچارے طاقت توانائی اور کس بل کس کے گھر سے لائین زور دوا تو ہے نہین کہ عطار کی دوکان پر جائین۔ دعا نہین کہ کسی شاہ جی سے رجوع لائین۔ انکی تو جان عذاب مین ہے دس برس کے سن مین تو بیوی چھم چھم کرتی ہوئی گھر مین آئین جلیبے اُسی دن پڑھنا لکھنا چھپر پر رکھا نظارہ بازی کا سبق نوک زبان کیا جب دیکھیے چاہتی بیوی کے مصحف رخ پر نظر ہے۔ نئی دھن ہے کچھ اور ہی ادھیڑ بن ہے۔ تیرھوین ہی برس ایک چھوکری کے باپ یا چھوکرے کے اباجان ہوے فکر معاش نے دامن پکڑا کھلائی دائی ماما چھوچھو کی فکر ہوئی یہ دُبلے پتلے نہ ہون تو کون ہو انکو بھی جانے دیجیے ورزش سے طبیعت نفور ڈنڈ مگدر سے منزلون دور کشتی سے اجتناب غذا مقوی نہین طرز معاشرت بھونڈا۔

میان آزاد اس تقریر پرتنویر سے باغ باغ ہوگئے دلمین سوچنے لگے کہ ہاے انکی جوانی کیسی برباد جاتی ہے۔ اس رنج مین کہین حضرت گنج دلکشا سکندر باغ کی طرف نکلگئے دیکھتے کیا ہین ایک فرح بخش پُرنزہت انتہا دلکش وخوشنما بنگلے مین دس دس پندرہ برس کی انگریزون کی لڑکیان اور لڑکے صاف ستھری پوشاک زیب تن کئے ہوے کھیل رہے ہین سب سیم بدن غنچہ دہن۔ ایک پیڑ کی ٹہنی پر جھولتا ہے دوسرا دیوار کو رہوار بنائے خربسے اُسپر پھاندتا ہے شخ شخ شخ دس بیس دو دو میل سے رپ رپ کرتے آتے ہین چار پانچ گیند کھیلنے پر لٹو ہین۔ ایک مقام پر دیکھا کہ رسی کا سرا ایک لڑکے نے ادھر اور دوسرے نے اودھر سے لیا اور رسی ذرا زمین سے بلند کیا۔ اور ایک پیاری لڑکی بدن تول کر زمین سے اس پار اُچک گئی دوسری طرف سے ایک لڑکا جھپٹ کر گئی گز رسی سے اونچا دہ کود گیا کوئی دوڑتا ہے کوئی کرکٹ کھیلتا ہے سب چیخ دتندرست

خوش و خرم دوڑ دھوپ میں طاق جس سڑک پر جاتے ہیں اور جس طرف بار پاتے ہیں یہی تماشا ۔ سوقت حضرت آزاد نے اُن ہونہار لڑکون اور گل اندام لڑکیون کو دل سے دعا دی اور ہندوستان کے ادبار پر لاحول پڑھتے ہوئے گھر آئے۔

امیر زادون کو فکر معاش اور نوکری کی تلاش

ساقیا مے ہلا کے ٹھلیا دے — سوندھی مٹی کی بھر کے کلھیا دے
ساقیا تجھ سے التجا یہ ہے — سچ جو پوچھے تو مدعا یہ ہے
گھول کر اک ذری پلا افیون — تاکہ پھر نشے میں گٹھے مضمون
حظ اٹھایا بہت مسہری کا — اب تماشا دکھا کچہری کا

میان آزاد صبح منھ اندھیرے تارون کی چھاؤن مین بستر استراحت سے اُٹھے معاً دل مین ٹھان لی چلو بھئی ادھر اُدھر کے تو خوب سیر سپاٹے کئے اب ذری عدالت اور کچہری کی بھی دو گھڑی سیر کر آئین ۔ پہونچے تو دیکھتے کیا ہین کہ ایک لق ودق باغ ہی اور سہانی چھاؤن مین میلا سا جمع ہے ۔ کوئی حلوائی سے میٹھی میٹھی باتین کرتا ہی ۔ کہین خوانچے والا بیٹھا ہی (گلابی حلوا سوہن) مزاہ کے حقے ایک سمت تانے کئے جاتے ہین وہ تڑاقا کہ واہ واہ مین آ تو آ یہ آوہ آ ۔ آدمیون کا تانتا لگا ہوا ہے بیسیون منشی متصدی چٹائیون پر بیٹھے عرضیان لکھ رہے ہین مستغیث ہین کہ ایک ایک کے پاس دس دس جھرمٹ کیے بیٹھے قانون چھانٹ رہے ہین (ارے منسی جی یو کا انٹ سنٹ جنگھٹیان سی کھاتے دیہو ۔ ہم تو آین مجبون تاوت ہین آؤ تم اپنے اڑھائی چانول اگلے چوراوت ہوئے مورمنسی جی تنک اس سوچ بچار کر لکھو تاکہ پھر یک ثانی کیا ر مکدمہ ڈھسمسائے جائے تو ہار گوڑ دھرت ہی دوہی کچا اور لیو) یہ زبان سنتے ہی میان آزاد ہنس پڑے گواہ گھر کی طرف جو رخ کیا تو سبحان اللہ بز مقدمین اور رفوق البھڑک پھنے ہی چنے نظر آتے ہین ۔ وکلا ادھر اُدھر بیٹھے مقدمے چکا رہے ہین ہین تو میرزا منش لیکن یہ کو تاکیسا اِدھر اُدھر دیکھا ۔ یار نہ غمگسار ۔ نہ کوئی ہان ہون سے شریک نہ کوئی پرسان حال اکیلا باؤلا مثل مشہور ہے پیچھے پھر کر دیکھا کہ ایک دوست کھڑے گلوریان بنوا رہے تھے ۔ جان مین جان آئی ۔ مارے خوشی کے باچھین کھل گیئن ۔ فرط ابتہاج سے بول اُٹھے کہ اے حضرت (ہم بھی ہین پانچوین سوارون مین) اخاہ آپ ہین ۔ آیئے ۔ کہان بھول پڑے ۔ جی یون ہی چلا آیا دوست نے کہا آیئے کچہری کے اندر چلیے دو قدم بڑھے تھے کہ چپراسی نے کڑک کر آواز لگائی (سیتا بیگ حاضر ہے) ایک افیمی کے پاؤن لڑکھڑائے ۔ سیڑھیون سے لڑھکتے ہوئے دھم سے نیچے ۔ یا علی ایک ٹھٹول نے کہا واہ قبلہ دیکھیے یہ شرط نہ تھی گرے تو مگر بندہ درگاہ سے پوچھ نہ لیا اُٹھے تو یار لوگون نے گرد جھاڑ دی اتنے مین ایک اپرنٹس (امیدوار) اور آیا اور کرسی پر ڈٹ گیا

امیدوار ۔ کہان سے آنا ہوا ۔

دوست ۔ جی اسی شہر مین رہتا ہون ۔

اُمیدوار ۔ کچہری مین کھڑے رہنے کا حکم نہین ہی ۔ ہمارے کمرے مین سے آپ جایئے ورنہ چپراسی کو آواز دیتا ہون ۔

دوست ۔ بگڑیے نہین بس صرف یہ تو بتا دیجیے کہ آپ کا عہدہ کیا ہے ۔

امیدوار ۔ ہم اُمیدواری کرتے ہین تین مہینے سے روزنامچہ کا کام سیکھتے ہین ۔ اب فراٹے اُڑاتا ہون ۔ آٹھون گانٹھ کمیت ڈاکٹ تر سے لکھ لون ۔ نقشہ چٹکیون مین بناؤن کسی کام مین بند نہین پندرہ روپیہ کی اسامی ہمین صبح و شام ملا ہی چاہتی ہی مگر پہلے تو واللہ گھانس چھیلنا مشکل معلوم ہوتا تھا اب بقراط بن گیا ۔

آزاد - کیون میان صاحبزادے تمہارے والد کہان نوکر ہین
اُمیدوار - نوکر - توبہ توبہ کیجیے وہ دس گانون کے زمیندار ہین
آزاد - کیا تمکو گھر سے نکال دیا یا عاق کر دیا - یا کچھ کھٹ پٹ ہے
اُمیدوار - ہم ہونہار لڑکے ہین اس سن مین نوکری کی فکر ہوئی -
آزاد - حضرت جسے کھانے کو روٹیان نہون وہ سر باندھکر نوکری
کے پیچھے پڑے تو مضائقہ ندارد - تم خدا کے فضل سے خوش و
خرم مرفہ حال فارغ البال - زمیندار روپیہ والے ہو - تمکو یہ
کیا سوجھی کہ دس پانچ کی نوکری کے لئے ایڑیان رگڑتے ہو
اسی سے تو ہندوستان خراب ہے - ہاے اسی سے ہندوستان
خراب ہے - واہ رے ادبار جسے دیکھو نوکری پر ہزار جان سے عاشق
میان صاحبزادے کہا مانو اپنے گھر جاؤ اپنا کام دیکھو اس پھیر مین
نہ پڑو - عمامہ باندھا اور کچہری مین جوتیان چٹخاتے پھرتے ہین
محرری پر لوٹ - امانت پر اُدھار کھائے بیٹھے ہین - اور
گھر مین سونے کی اینٹین بھری ہین - لاحول ولا قوۃ -

دوسرے اُمیدوار کی نسبت معلوم ہوا کہ ایک مہاجن لکھپتی
کا لڑکا اُمیدواری کرتا ہے - باپ کی کوٹھی چلتی ہے - لاکھون کا وارا نیارا
بیٹا بارہ روپیہ کی نوکری کے لیے سو سو چکر لگاتا ہے - چوتھے درجہ
سے مدرسہ چھوڑا - اور اپرنٹس ہوے کام خاک نہین جانتے
ہین ڈاکٹ مین لکھتے اندر سر باہر جاتے ہین تو منصرم صاحب
سے پوچھکر مولوی صاحب اگر اجازت باشد - آب خوردہ بیایم
اسوقت جب سب دفتر والے اپنے اپنے گھر جانے لگے - تو حضرت
پوچھتے کیا ہین - کیون جی یہ سب چلے جاتے ہین اور ابھی چھٹی
کی گھنٹی تو بجی ہی نہین سکول کی گھنٹی یاد آگئی -

میان آزاد دل ہی دل مین سوچنے لگے کہ کمسن لڑکے مسین
بھیگتی ہوئین - نوجوان - امیرون کے لڑکے ابھی گھبرو نام خدا
پندرہ پندرہ سولہ سولہ برس کا سن - پڑھنے لکھنے کے دن آ
مدرسہ چھوڑا کالج سے منھ موڑا - امیدوارون کے زمرے مین
شامل اپرنٹسون کی ٹکری مین داخل - الغرض الف بے لگا ڑا
علم و ہنر کو چنے کے کھیت مین پچھاڑا - ہاے ستم والے ستم
محنت کرنا وبال ہے - درس و تدریس مین جی لگانا دشوار دو چار برس
جم کر پڑھنا محال - لاحول ولا - یہ سب ہندوستان کے ادبار
پر دال ہے - یورپ مین دیکھیے کہ ایک ایک پیرزال تک تربیت یافتہ
و بدیع الخیال ہے - افسوس اپنی تو یہ کیفیت کہ جہان کسی کمسن
مرفہ حال کو قبل تکمیل مدرسہ چھوڑتے دیکھا سینہ پاش پاش
ہو گیا - دل کراہنے لگا - اکثر لوگون سے پوچھا کہ بھئی صاحبزادے
مدرسہ کیون چھوڑ بیٹھے - تو جواب یہی پایا کہ اُقلیدس کی
شکل سے نفرت ہے - جبر و مقابلہ سیکھنا طبیعت پر جبر کرنا
تھا - تاریخ یاد کیسے رہے یہان تو خدا جھوٹ نہ بلائے
گھر کے بچون کا نام یاد نہین آتا - لہذا پڑھنے کی دُم مین
نمدا باندھا - ہم بھی سوچے کہ کہان کی جھنجھٹ بھئی الگ
بھی کرو چلتا دھندا کرو - اور لطیفہ سنیئے مدرسہ چھوڑا اور نوکری
کی فکر ہوئی - عمامہ اور پٹا ٹنگ باندھا اور کچہری مین غراب ہو جو
اس لپیٹی دستار کے قربان اور اس دھشت کے صدقے
زمیندار کے لڑکے کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ کھیتی کو یک قلم القط
کرے اور کچہری مین گھس پیٹھ کر داخل ہوے - تاجر کے
صاحبزادے کو جی سے لگی ہے کہ کالج سے چھپٹ ہون اور
کچہری کی کرسی پر جا ڈٹون - متصدی محرر منشی اہل قلم کے
صاحبزادون کی تو گھٹی ہی مین نوکری ہے علما فضلا عقلا کملا معزز
حکام اور افسران ذوی الاحترام کہتے کہتے تھک گئے کہ پڑھ لکھ کر اپنا اپنا
پیشہ کرو اور اُسی کو چمکاؤ - مگر بابو بننے کا شوق اور اہل دفتر کہلانیکا

عشق ایسا چرّاتا ہے کہ عقل بالائے طاق وحشت گلے کا ہار ہوتی ہی مگر دیکھئے تو سہی رفتہ رفتہ سب سیدھے ڈھرے پر آجائین گے اور چار دانگ ہند مین تربیت یافتہ ہی تربیت یافتہ نظر آئین گے -

رُت آئی بسنت عجب بہار

ساقیا برخیز درده جام را
خاک بر سر کن غم ایام را

باده درده چند ازین باد غرور
خاک بر سر نفس نافرجام را

ساغرے بر کفم نہ تا ز سر
بر کشم این دلق ازرق فام را

گرچہ بدنامی ست نزد عاقلان
نامی خواہیم ننگ و نام را

کیسا کباب کسکی شراب - کیسا مطرب کہان کا رباب - یہان بادۂ فصاحت کے نشہ سے آنکھین چور ہین چشم بد دور - اچھا پھر ہی ساقی ہو یا نہ ہو - کیا غم ہے مطرب سے واسطہ - دل بہلانے کے لئے میان آزاد کا ترانہ کیا کم ہے - اب سُنئے کہ ادھر - ؎

منشی سحر ہاتھ مین لے کر قلم زر
لکھنے لگا منصوبے و معزولی تشکر

لے فردسیہ شب کو کیا خارج دفتر
منصوب ہوا عامل روز اپنی جگہ پر

مہتاب پہ جاری تھا قلم امر و نہی کا
پروانہ چراغون کو ملا برطرفی کا

سویرے ہی سویرے ایک دوست نے آن کر میان آزاد کو اُٹھایا

بگڑے دل دوست - یا حضرت کچھ بسنت کی خبر ہے -

آزاد - کیا آنکھون مین سرسون پھولی ہی یا ساون مین پھوٹی تھین ارے نادان یہان دل سرد چہرے زرد - جدھر جاؤ گرد برد ہی خیر اللہ اچھی صفت عکس وطرد ہی کہ آپ بسنت بسنت پکارتے ہین ہوش کی دوا کیجئے

بگڑے دل - وہ دل سرد ہو یا چہرہ زرد ہو لیکن آپکو بسنت کی خبر ہی نہین

دونون دوست چلے جاتے تھے کہ چند آدمی ملے - جو باہم گفتگو کر رہے تھے چلو ہنسیا کلوارن کی دکان پر ادھر سے چلو نگا مین

اور جھوم جھوم کر بسنت گا ئین - فصل بہار ہے اس دن کا تیوہار ہے صبح کا سہانا وقت اور نسیم طرب انگیز و عنبر بار رشیر و قافلہ باد نا تار ہی ؎

آن تلخ وش کہ ساقی ام الخبائثش خواند
اشہی لنا و احلے من قبلۃ العذارا

وہ سب رند ہنسیا کلوارن کی بھٹی پر جا ڈٹے ایک نے کہا - ؎

روح مدت سے نظر آتی ہے کچھ پیاسی مجھے
ہنسیا دو رے سکورے مین تو اب سی مجھے

ہنسیا تو اس فن کے رندان بلا نوش گندم نما و جو فروش کی قدر تک سے واقف تھی - ایک سوندھی کوری کلھیا مین دو آتشہ شراب انڈیل دی اُنھون نے خوب چسکی لگائی - اور کچی پکی آڑائی بیٹھے ہی لے اڑی بیٹھے تو اٹھنا دو بھر - اُٹھے تو چلنا اجیرن چلے تو یہ لڑکھڑائے وہ ڈگمگائے وہ لڑکھے یہ آئے - دھم - پانون بہکے تو راسی کی ٹھلیا پر گرے اُسکی بساط کیا چکنا چور ہوگئی تو فرماتے کیا ہین - ؎

کہ سبو زخم بر سنگ کہ ہیہات خم شکستم
ہنسیا مرنج از من عالم جوانی ہا ست

الغرض کپڑے شرابور ہو گئے - اور ہنسیا نے تاک کر چپت گاہ پر ایک چپت اس زناٹے سے جمائی اور وہ فرمائشی دھول لگائی کہ تڑکی آواز سے بھٹی بھر گونجنے لگی مگر بھیا کی بلا و رمسکرا کر فرماتے ہین کہ - ؎

دھول دھپا ہنسیا کی تو اک عادت تھی
ہاے کر بیٹھے تھے ہم ہی جیسے ستی ایک دن

وہان سے اور دو قدم چلے تو ایک پیر و سر آگرا - ع - پا بدست دگر دست بدست دگرے ؛ انکھڑیون مین لال ڈورے میان آزاد اور اُنکے دوست بھی یہ کیفیت دیکھ کر چلے تو دیکھا کہ ہر شے زرد زرد ہے اشجار زرد - در و دیوار زرد - رنگین کمرے زرد - لباس زرد - کپڑے زرد - شاہ مینا کی درگاہ مین دھوم ہے - تماشائیون کا ہجوم ہے ارباب نشاط کے جھمکڑے رنگیلے جوانون کی ریل پیل صوفیون اور رندون کا میل - اندر کے اکھاڑے کی پریون کا دنگل ہی جنگل مین منگل ہے -

بہار بسنت جوش زن ہی۔ زہاد خشک کا نشہ ہرن ہی جسے دیکھو زرد پوشاک زیب تن ہی۔ زعفرانی دوپٹون اور کیسری پائجامون پر عجب جوبن ہی۔ ع

ہے لطف حسینون کی دو رنگی کا امانت
دو چار گلابی ہین تو دو چار بسنتی

وہان سے طرارہ بھرکے چوک پہونچے۔ واہ جی واہ۔ جوہریونکی دکان پر ایسے خوشرنگ عقیق ہین کہ پکھراج پر جو دیکھتی تو مارے غیرت کے ہیرا کھاتی۔ اور اندر کا اکھاڑا بھول جاتی۔ ع لبر میوہ فروش زرد آلو۔ نارنگی زردک امرود چکوترہ مہتابی کی بہار دکھاتی ہی چمپئی ڈوپٹے پر اترانی ہی۔ مالن گیندہ ہزارہ زرد گلاب کی بو باس سے دماغ کو طبلۂ عطار بناتی ہی اور صدا دے دے کر لبھاتی ہے کہ گیندے کی بہار ہی گلے کا ہار ہی۔ حلوائی کھوپرے کی زرد برفی۔ پستے کی زرد برفی۔ نان ختائی۔ بیسن کے لڈو۔ نخودی کے لڈو۔ مونگ کے زرد لڈو۔ خوانچے والے پاپڑ۔ دال موٹھ سیوہ مونگ کی دال بیچتے پھرتے ہین۔ ایک ایک کے دس دس لیتے ہین۔ الغرض دونون دل بہلاتے چلے جاتے تھے۔ تو دیکھتے کیا ہین کہ ایک گلی کے نکڑ پر لالہ بسنت رائے کا ایک خوشنما مکان ہی۔ اور اس مکان مین ایک دلربا دالان ہی اور اُس دالان مین عجیب سمان ہی۔ بانکی ٹوپیان جمائے بسنتی پگیا باندھے۔ زعفرانی لباس پہنے گائے رنگیلے جوان بیٹھے ہین اور سامنے مہوشان پری پیکر رشک قمر زرین کمر نازک بدن سیمتن غنچہ دہن بسنتی چمپا۔ زعفرانو۔ نوبہار کی دھن مین بسنت گاتی ہین اور کافی انعام کھناکھن اشرفیان پاتی ہین زرد زرد قالیچے زرد چھت پوش زرد جھاڑ زرد کنول۔ زرد جھالرے مکان سجا سجایا ہی بسنت پنچی نے در و دیوار تک کو زرد پوش بنایا ہی گلرخان گلفام کا زرد لباس اور

اُسیر عطر فتنہ کی بو باس جسے دیکھو راحت و آرام سے ہم آغوش رنج و محن آس نہ پاس کوئی نازک آوازی سے تان سین کی روح کو شرماتی ہے اور چمک دمک کر تان لگاتی ہے۔ ع

رُت آئی بسنت عجب بہار — کھلے جہ دیکھو پھول بروون کی ڈار
چٹکو کسم پھوے لاگی سرسون — پھبکت چلت گیہون کی بار
ہر کے دوارے مالی کا چھوہرا — گرو اُڈارت گیندون کے ہار
ٹیسو پھولے انبا بورائے — چمپا کے روکھ کلین کی بہار
گرو اُڈائے اُستاد کے دوارے — چلو سب سکھین کر کر سنگار

کوئی برق وش انا البرق کہتی ہوئی چمک جاتی ہے اور میان امانت کی یہ غزل گاتی ہے۔ ع

ہی جلوۂ تن سے در و دیوار بسنتی — پوشاک جو پہنے ہے مرا یار بسنتی
کیا فصل بہاری نے شگوفے ہین کھلائے — معشوق ہین پھرتے سر بازار بسنتی
گیندا ہی کھلا باغ مین میدان مین سرسون — صحرا وہ بسنتی ہے یہ گلزار بسنتی
منھ زرد دوپٹے کے نہ آنچل سے چھپاؤ — ہوجائے نہ رنگ گل رخسار بسنتی
رُت پھر گئی عالم مین چلی باد بہاری — مینا نون کو سجواتے ہین میخوار بسنتی

گھر پر آئے تو میان آزاد نے ایک اخبار کے لیے مضمون دلکش لکھا۔

بسنت کی بہار

دمید برگ و نہال طرب بیار آمد
بہ نو عروس چمن رقعۂ بہار آمد

اللہ اللہ کیا روح افزا بہار ہے جسطرف دیکھئے زعفران زار ہے صوفی صافی تک مرید مغبچۂ بادہ فروش ہی۔ ہر سمت۔ ع

ہات الصبوح ھبوا یا ایہا السکارا

کا خروش ہی بہار بسنت کا وہ جوش ہی کہ ساقی تک مدہوش ہے اور کیون نہو۔ ع

حکمرانی پہ ہوا میل سلیمان بہار　　عشق پیچان بن گیا طغرائے فرمان بہار
زلف سنبل کو سمجھیے گوش گل کو جانیے　　نرگس شہلا کو کہیے چشم فتان بہار

بہار باغ کا عالم خط گلزار مین مسطور ہے صفحۂ قرطاس نور علی نور ہے۔ گلزار دبستان ہین کہ جنت کے چمن۔ حور و غلمان ہین یا نسترن و نسترن۔ فردوسی آئے تو گلچین ہو جائے۔ رضوان دیکھے تو سر ہلائے۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کی ٹھٹھرن۔ باد بہاری کے جھونکے سنسناسن سبزے کی لہک گل جعفری کی مہک کلیون کا چٹکنا پھولونکا مہکنا شاخ گل کی کج ادائی سنبل کی آشفتگی۔ گلبوٹونکی رعنائی دزدیدہ نگاہون سے نرگس شہلا کی نظارہ بازی زبان حال سے سوسن کی زبان درازی۔ شاخ گل کا مستانہ وار جھومنا۔ اشجار پرمیوہ کا زمین کو بار بار چومنا سنبل کی سیہ مستی۔ نرگس کی جام پرستی نونہالان چمن کے ہاتھون مین پھول کے جام جیسے رندان مے آشام منقار بلبل نغمہ خیز۔ نالے موسیقار ترانہ ریز طوطی کی خوش بیانی عنادل کی غزلخوانی۔ کوئل کی کوکو۔ قمری کا نعرہ حق سرہ سبحان اللہ قدسبحان اللہ

بہار آئی ہے عالم ہے گل و نسرین و سوسن پر
جوانان چمن نازان ہین اپنے اپنے جوبن پر

عنادل جوش مسرت مین بے پر کی اڑاتے ہین۔ غنچۂ گل سن سنکر زیر لب مسکراتے ہین شبنم کے قطرے ہرے ہرے پتون پر اسطرح نمودار ہین جیسے کسی سبز تہ گلگون کے ہاتھ مین لآلی آبدار ہین درخت پھولے پھلے۔ سرو سہی سانچے مین ڈھلے نسرین و نسترن کا حسن بے عیب و داغ۔ نرگس و گل چمنستان کے چشم و چراغ۔

وہ بہار آئی ہوئے نغمہ سرا مرغ چمن　　غیرت باغ ارم آج ہے صحن گلشن
جوش ہے زمزمہ سنجی پہ ہین مرغان بہار　　کیا تعجب ہے جو گویا ہو زبان سوسن
کرم ابر بہاری سے ہے سیراب زمین　　خاک اڑ کر نہین ہوتی ہے غبار دامن
نئے مضمون ادا کرتی ہے سبزے کی زبان　　کھولتا نکتۂ سربستہ ہے غنچہ کا دہن

آب شبنم سے کہان کاسۂ گل ہین لبریز　　جلترنگ آج بجانے کو ہے معشوق چمن
آبشارونکا سر آئینہ بجاتی ہے صبا　　تال دیتا ہے کف برگ سر نخل چمن
کوئی افسانۂ زاہد نہین سنتا ہے　　خس و خاشاک سے کیا صاف ہے صحن گلشن
ایسی کثرت سے جو ہو بارش باران بہار　　زاہد خشک کا ممکن ہے تو ہو تر دامن

پھولون سے لبریز گلچینیون کی جھولی ہے۔ باغبان کی آنکھون مین سرسون پھولی ہے۔ حوض باغ آئینہ کی صورت صاف۔ پانی مثل بلور شفاف روشین صاف و پاک۔ پٹریان بے خس و خاشاک رنگیلے جوان نشار گلگشت مین مخمور۔ بادۂ مسرت سے چور لکھنؤ مین ہر گلی کوچہ زعفران زار ہے کیون نہو آخر بسنت کی بہار ہے۔ یون تو ہر سمت طبلے پر تھاپ سارنگی کی چھیڑ چھاڑ اور نغمہ سرائی کا انتظام ہے۔ مگر شاہ مینا صاحبؒ کی درگاہ سب مین تجانب زیارت گاہ خاص و عام ہے۔ اللہ اکبر گرد مزار کہین تو جوانون کی وہ دھوم دھام ہے کہ جسطرف دیکھیے ازدہام عام ہے۔ غٹ کے غٹ جوق کے جوق چلے جاتے ہین۔ غول کے غول امڈے آتے ہین۔ وہ بھیڑ بھڑ کا وہ دھکم دھکا وہ ریل پیل وہ شور و شر کہ الامان۔ الحذر۔ ایک دوسرے کو ریلتا ہے دوسرا تیسرے کو ڈھکیلتا ہے ڈولیون پر ڈولیان اور فنس پر فنس چلی آتی ہین۔ مہ جبینان ماہرو تماشبینون کی بدولت گلچھرے اڑاتی ہین۔ قدم بھر چلنا دشوار۔ سر پہ خاک چہرے پر غبار مزار شریف کے گرد جابجا گلرخان سنبل مو عجب ناز و انداز سے جلوہ گر جیسے دیکھو طرحدار۔ ہلال ابرو رشک قمر۔ صندلی رنگ شوخ و شنگ پوشاک از سرتاپا دھانی دوپٹہ ہلکا زعفرانی۔ خوشبو۔ خوش رو خوش خو۔ مرغولہ مو۔ آئینہ زانو۔ نازک اندام نازنین۔ حور لقا۔ زہرہ جبین شوخ و بیباک چست و چالاک۔ خوش الحان۔ غزل خوان گوہر یاقوت لب مین گاتی ہے دل بہار گلعذار بہاری تان اڑاتی ہے عجب ناز و انداز سے کھڑی ہاتھ سارنگی والے کے

کاندھے پہ دھرے کمر کو لوچ دیے (رُت آئی بسنت عجب بہار) کی تان اُڑا رہی ہین اشارون مین سارے نکتہ سربستہ بتا رہی ہین ہر ایک تان جانستان تان سین کی روح جسپر قربان۔ نور کے گلے نور کی آواز۔ بلا کا ناز قہر کا انداز۔ مطرب کی ناخن بازی پر دل لوٹ ہی۔ ارباب نشاط کے رقص اور ٹھوکرے کلیجے پر چوٹ ہی رقص کا وہ سمان بندھا کہ عاشقون کا دل بھی گنگنانے لگا۔ ؎

آفت جان ہی ترا اے سرو گل اندام رقص / ساتھ ہر ٹھوکر کے کرتا ہی ہمارا کام رقص
جی اُٹھے مردے ہزارون سُنکے گھنگرو کی صدا / واسطے زندون کے لایا موت کا پیغام رقص

سارنگیان ہان مین ہان ملانے کو تیار۔ واہ بیوی ہس خوش الحانی کے نثار طبلہ نواز کمربستہ خدمتگزار۔ گرداگرد تماش بینون کی قطار۔ دوسری جانب قوال حقانی غزلین گاتے صوفیون کو وجد مین لاتے ہین کسی اہل دل کو حال آیا کوئی آنکھون مین آنسو بھر لایا ہو حق کا نعرہ بلند ہی۔ سرود و غنا کا لطف دوچند ہی۔ ایک سمت ساقیون کا گرم بازار۔ دوکانین دھوان دھار۔ چلم پر چلم بھری جاتی ہی۔ دم پر دم پڑتے ہین۔ ناتوان نوجوان نشہ کے زور مین عجیب لوچ سے اکڑتے ہین۔ بسنت نے بھی اچھا رنگ جمایا ہی جنڈو بازون تک نے زعفرانی بنایا ہی لباس در کنار جسم تک زعفرانی ہین۔ بیمار دعا مانگنے آئے تو وہ بھی یرقانی ہین۔ بگھیون کی آمدورفت سے وہ دھول وہ خاک وہ گرد وہ غبار ہی کہ دم لینا دشوار ہے۔ سانس باہر نکلتے جان چراتی ہی کیون نہو آخر ہولی خاک اُڑاتی آتی ہے۔ الٰہی جس طرح بسنت آیا ہولی بھی آئے قلم جادو رقم جی کھولکر خاک اُڑائے۔ ہمارے رنگیلے جوان حسینون کے سنگار دان میان آزاد اور اُنکے دوست بسنت کی بہار پریون کے نکھار۔ مہ جبینون کے سنگار۔ میوون کے انبار بادہ نوشون کی تکرار۔ کہارون اور کلاونتون کی جوتی بیزار۔

نسیم مشک بیز و عنبر بار شمیم زلف مہوشان گلعذار زعفران پوشون کی قطار۔ جلسۂ مسرت آثار۔ زرد زرد لباس عطر کی بو باس دکانون کی بناوٹ گردن کی سجاوٹ۔ قوالون کی نازک آواز ازدہام مطربون کی جادو طرازیان۔ خوش گیون کی لفاظیان عاشق تنون کی نظارہ بازیان دیکھ کر چل کھڑے ہوے تو ایک نئی قطع نئی وضع کے بزرگوار سے مڈبھیڑ ہوئی بڑے عیار بڑے تجربہ کار۔ بڑے جہان دیدہ۔ بڑے سن رسیدہ بڑے خرانٹ گرگ باران دیدہ۔

خرانٹ۔ آئیے آئیے یون آئیے۔ ای حضرت تکلف سے بندۂ درگاہ کو نفرت ہی۔ ؎

گر بر سر و چشم من نشینی / نازت بکشم کہ نازنینی

خوب ملے واللہ شریف کی صورت پر عاشق ہون چین وماچین ختن وختین۔ سمرقند اور خجند۔ تاتار اور سبزوار۔ لاسا اور کوکانار ہند اور سند۔ ھسپانیہ اور رومانیہ روم و شام۔ طوس و جام کوہ قاف اور موسٹی باف۔ الغرض ساری خدائی کی۔ بندۂ درگاہ نے خاک چھانی ہے اور تو یار جانی ہے سفر کا حال سن گھنگرو بولے چھن دل خراش سینہ پاش رود نیل کی روانی بھری برسات مین طغیانی۔

شاہون کی وہ جا ہی تاجدارون کی ہی / مسکن یہ مرگ ذی وقارون کی ہی
حیران ذہن رسا کا حوصلہ پست ہے / رفعت یہ مصر کے منارون کی ہی

یہ تقریر سنکر آزاد کے ہوش پیترا گئے سمجھے کہ کوئی پاگل اچھے کا ساتھ ہوا۔ وحشت دل کا علاج ہاتھون ہاتھ ہوا۔ یا کوئی مقدس بزرگوار ہین۔ معمر و تجربہ کار ہین۔ مگر جنون کے ایسے آثار ہین اتنے مین خرانٹ نے پھر بڑ شروع کی۔

خرانٹ۔ سنو یار۔ عرض خاکسار۔ ہم سو رہین تم جاگو۔

پھر ہم اُٹھتے بیٹھتے تم سو رہو سفر دور و دراز ہے سوتے جاگتے ٹھہرتے بھاگتے راہ کاٹین سفر کا اندھا کنواں انھین انھون سے پاٹین اب ریل ایک اسٹیشن پر ٹھہری اور خرانٹ نے ایک خوانچے والے کو بلایا -

خرانٹ - کھٹیان کتنے سیر - برفی کا کیا بھاؤ - لڈو پیسے کے کتنے بولو جھٹ پٹ ورنہ ریل چلی جائے گی -

خونچے والا - آپکو سودا تو نہین ہو گیا ہی - آپ مٹھائی خریدتے ہین یا جھگڑا چکاتے ہین - الغرض تین چار آنے کی مٹھائی لی میان آزاد کو کھلائی - اور سقے سے پانی پلوایا - ریل پھر سن سے چل کھڑی ہوئی

خرانٹ - بھائی اب سو رہو ہم اسباب تاکتے ہین -

اُسکے بعد میان آزاد سے ایسی میٹھی میٹھی باتین کین کہ وہ بھی باغ باغ ہو گئے اور دوست صادق سمجھ کر لیٹ رہے لیٹے تو ایسے سوئے کہ تن بدن کا ہوش نہ رہا - ؎

بھاگے جہان وہان پہ بزن اور بکٹ ملا	لُٹ پٹ کے گھر کو آئے تو ٹھگ کا ٹکٹ ملا

کئی دن کے تھکے ماندے تو تھے ہی سوئے تو گھوڑے بیچ کر - سر و پا کی خبر نہین فردون سے شرط کی تھی خرانٹ نے وہ لفاظی کی کہ آزاد انٹا چت ہو گئے وہ ایک کائیان دنیا بھر کا نیار یا انکو غافل پایا تو بوریا بدھنا اُٹھایا اور چلتے ہوئے انھون نے کروٹ تک نہ بدلی جاگے تو کب جب ؎

حریفان بادہ ہا خوردند و رفتند	تہی خمخانہ ہا کردند و رفتند

بدحواسی کے عالم مین اُترے تو اسٹیشن کو سر پر اُٹھایا - اور وہ غل غپاڑا مچایا کہ زمین کو زلزلہ آگیا - در و دیوار تھرا گئے انسان و حیوان کانپ اُٹھے دہائی ہے سرکار کی - لوٹ لیا اب کبھی ٹکٹ بابو کے پاس جاتے ہین کبھی کانسٹبل پر جھلاتے ہین کبھی اسٹیشن ماسٹر کے کمرے مین غل مچاتے ہین - ادھر اُدھر تلاش کیا مگر خرانٹ

کہان وہ یہان سے ۲۸ - کوس پر تھے رو پیٹ کر بیٹھ رہے بابو نے ٹکٹ لیا - اور اُنکو سیدھا راستہ بتایا چلے تو سینہ بریان با دیدۂ گریان یا الٰہی کدھر جاؤن - یار خدا چور سینہ زور کو کہان پاؤن پاؤن تو کچا ہی کھاؤن - یہ پردیس کا واسطہ نیا شہر اپنا نہ پرایا - خویش نہ بیگانہ - ایک قدم تک چلنا دوبھر تھا - مگر قہر درویش بر جان درویش - ناچار ٹھوکرین کھاتے چلے جاتے تھے - ایک چوراہے پر کیا دیکھتے ہین کہ سامنے سے ایک جوان طناز دور کا مشکی گھوڑا پھیکتا چلا آتا ہی - اور سمند وغا پسند ایسا سرپٹ جاتا ہی کہ ہوا اُسکے غبار تک کو نہین پہونچتی - ایک کونے مین دبک رہے کہ ایسا نہو کہین جھپیٹ مین آجائین - اور وہ پشتک کھائین کہ ہاتھ پاؤن ٹوٹے یا سر پھوٹے - اتنے مین سوار انکے کلے پر آن کھڑا ہوا - جھٹ گھوڑے کی باگ روکی - اور انکی طرف نظر بھر کر دیکھنا شروع کیا - یہ چکرائے کہ الٰہی خیر - یہ شخص تو بے طور گھور رہا ہی - خدا پناہ مین رکھے اب ہنٹر دیا ہی چاہتا ہے موے پر سو دُرّے - اُس سوار کی قطع وضع پر جو اُنھون نے نظر ڈالی تو دیکھا کہ آدمی شریف خوش پوش حسین وجیہ اور جری ہے اور گھوڑے پر تو ایسا جچتا ہی کہ سبحان اللہ -

جوان - کیون حضرت آپ کسی کو پہچانتے بھی ہین - اس بھول کے قربان - خدا کی شان - آپ اور ہم کو بھول جائین - یہ معاملہ کیا ہے -

آزاد - میان تمھین دھوکا ہوا ہو گا - مین صورت آشنا بھی نہین مین تو ایک غریب الوطن غمزدہ - دل شکستہ خستہ و خراب مسافر پردیسی ہون -

جوان - کیا! غمزدہ! تمھارے دشمن - دل شکستہ! خدا نہ کرے - خراب و خستہ! جو تمھاری طرف دیکھ نہ سکے -

یہ کہکر وہ جوان طناز سمند باد رفتار سے اُتر پڑا اور میان آزاد سے چمٹ گیا - میان آزاد حیرت مین ہین کہ الٰہی یہ کیا اسرار ہی جوان نے مسکرا کر کہا کہ یار تم ہمارے ہم مکتب ہو - یاد ہی کالج مین ہم تم ایک ہی درجے مین پڑھتے تھے - وہ کشتی پہ ہوا کھانے جانا اور دریا کے مزے اڑانا - وہ مداری خوانچے والا وہ اقلیدس کے وقت اُڑ بھاگنا - منطق سے جی چُرانا - سب بھول گئے تب تو میان آزاد خوب بغلگیر ہوے اور رو دیے - یہ خوشی !-

جوان - تمھین یاد ہوگا کہ جب انٹرنس کا امتحان دینے کو تھا تو میرے پاس دس روپیہ کا ٹھکانا نہ تھا کہ فیس بھیجتا - سرگردان و پریشان ادھر اُدھر تلاش زر مین بھٹکتا پھرتا تھا کہ راہ مین اسپتال کے پاس تالاب پر تم سے مڈبھیڑ ہوئی اور تم نے میرے حال زار پر رحم کرکے دس روپیہ کی فکر کردی - درجۂ اول مین بندہ پاس ہوا اور پھر تمھاری پرورش سے بی - اے تک پڑھا اور ڈگری پائی - اب مین یہان دوسو روپیہ ماہواری پاتا ہون اور تمھاری بدولت وندناتا ہون لیکن تمھاری صورت سے مایوسی اور وحشت برستی ہے اسکا کیا سبب ہے -

آزاد نے اپنا سارا ڈکھڑا کہہ سنایا اور کہا کہ بھئی تو بھلے اس گاڑھے وقت پر آڑے آیا -

جوان - استعجاب ہی کہ ایسا تجربہ کار آدمی اور اتنا بھونڈا چکمہ کھائے اور پھر دن مین آجائے - ارے میان مسافر کا اعتبار کیا ریل پر بڑی ہوشیاری لازم ہے - مسافرت خالہ جی کا گھر نہین کیل کانٹے سے درست آٹھون گانٹھ کمیت ہونا چاہیئے - لے اب کان پکڑو کہ پھر کسی مسافر کی دوستی کا اعتبار نہ کرینگے لاحول ولا قوۃ - واللہ اسوقت تمھاری حالت دیکھ کر ایسا رنج ہوا ہی کہ بیان سے باہر - تم تو ساری خدائی کے نیارے تھے - ایسا غچا کھا گئے ہو اگر مین راہ مین نہ ملتا تو خدا جانے تمھاری کیا حالت ہوتی چلو اللہ نے بڑی خیر کی - کپڑے تک اتار لے گیا - اور آپ کو ہوش ہی نہین یہ بیخبری -

یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ ایک شخص نے میان آزاد سے آنکھ بچا کر پوچھا کیون قبلہ اولڈٹام کو خالی پیتے ہین یا سوڈا و اٹر ملاکر (اکشا نمبر دن مین تو ہم نے لمنیڈ ملایا ہی - مگر اولڈٹام کا حال نہین معلوم) شراب کا حال سننا تھا کہ آزاد کے بدن پر رونگٹے کھڑے ہوگئے اور بڑی دیر تک حضرت لکچر دیا کیے کہ خبردار شراب نہ پینا ورنہ دھوبن کا ن پکڑے گی کلوارن دھبین جڑیگی - آبرو خاک مین ملجائیگی شراب خواری ستم ڈھائے گی - الغرض وہ جوان اپنے محسن میان آزاد کو اپنے گھر لے گیا - ؎

نہ تو شیشہ ہی ملا اور نہ ساغر پایا
ساقیا لے تری محفل سے جیے بھر پایا

میان آزاد اور کہین دو دن جم کر ٹک جائین - معاذ اللہ کیا مجال ایسے سیلانی اور کسی خاص مقام پر بستر جمائین استغفر اللہ محال انکے پانون مین تو پرکار کی گردش تھی - چلتے پیر کی بیعت لائے تھے - سیر ہو سپاٹا ہو - سفر ہو رہا ٹا ہو تو چین آئے ورنہ پانون سوج کر کپا ہو جائے - بھئی واللہ کیا اُنچی بات ہے ایک دن اپنے لنگوٹیے یار کے ساتھ رنگ رلیان منا رہے تھے اور خوشی کے شادیانے بجا رہے تھے کہ دفعتًہ ان کے پانون پر سنیچر سوار ہوا - ابھر کیا تھا عقل کو رو بیٹھے اب تو شیطان نے دور سے اُنگلی دکھائی چل چلاؤ لگ رہا ہی - تلوے کھجلانے لگے جوتے پر جوتا سوار ہو گیا سفر کا بھتنا سر پر چڑھ بیٹھا بادیہ پیمائی کی دُھن سمائی اللہ ری وحشت - ؎

رخصت اے زندان جنون زنجیر در کھڑکائی ہے — مژدہ خار دشت پھر تلوا مرا کھجلائے ہے

سوچے کہ یارے کہین یا چپکے سے چلدین کسی کو کانون کان خبر نہ کرین بوریا بدھنا سمیٹ جنگل کی راہ لین کہین بہنین اور سفر ہی مین سر دھنین مگر دل نے سمجھایا کہ جائین ڈنکے کی چوٹ گا بجاکے - محلہ والون کو جتا کے ورنہ کہین اڑوسی پڑوسی کہین گے کہ اچھے ہوتیا چور تھے آئے تو اسطرح جیسے بھونچال گئے تو اسطرح جیسے سگ زرد برادر شغال - آخرکار دل مین ٹھان لی کہ جائین گے اور بیچ کھیت جائین گے مگر یارسے مافی الضمیر نہ چھپائینگے -
آزاد - حضرت سلامت نے بس اب رخصت - ایک جگہ بیٹھے بیٹھے پھپھوندی لگ گئی پانون مشتاق دشت نوردی ہین بادہ سفر خم کدۂ دل مین جوش زن ہے گلگون خیال جولانگاہ بادیہ پیمائی مین سبک پویہ ہے - عشرتکدہ مین دو چار دن خوب گلچھرے اڑائے پلاؤ اور زردے پر بڑھ بڑھ کر ہاتھے لگائے - مگر اب یہ صحبت کاٹے کھاتی ہے طبیعت اچاٹ ہوتی جاتی ہے - یہان شوق شراب خواہش ساقی - یار زندہ و صحبت باقی - ؎

اب تو جاتے ہین بتکدہ سے میر   پھر ملین گے اگر خدا لایا

یار - نیا رنگ لائی گلہری - کیا دماغ پر گرمی چڑھ گئی - یا جنون نے زور کیا اب کی فصل بہار خیر سے گذرے تو تربت مجنون پر پھولون کی چادر چڑھانا - اہل حشت کا کیا ٹھکانا - ہوش کی باتین کیجیے بہت وحشت کی نہ لیجیے - جانا اور آنا اور ملنا اور ملانا کیا بچھڑے ہوے البتہ ملتے ہین - ہم تم تو آمنے سامنے بیٹھے ہین
آزاد - ہم تو اس طرح جائین جیسے روح تن سے یا جوانی کا بل پیرون کے بدن سے - یا بوے گل چمن سے یا بردہ فروشی کی رسم یمن سے - ؎

درویش روان رہے تو بہتر   آب دریا بہے تو بہتر
عقل اور جنون کا سامنا کیا   مٹھی مین ہوا کا تھامنا کیا

تمکو شکر لبان عنبرین چہرہ ہمکو سفر اور جنگل کا بسیرا مبارک خدا حافظ - ؎

کب سبکدوش رہے قیدی زندان وطن
بوے گل پھاندتی ہے باغ کی دیوارون کو

جب میان آزاد نے دیکھا کہ ان کے یار بھی دُھن کے پکے ہین تو بات ٹال دی اور قہقہہ لگاکر کہا (لے واہ حضرت آ گئے نہ جھانسے مین) ع

ابتو سودا نے ترے در پہ بٹھا یا ازلو

بیٹھے تو ایسے جیسے نقش قدم اٹھنا فنا پر موقوف) الغرض تتو تھمبو کرکے انکو ٹالا - جب وہ خراٹے لینے لگے تو خدام با ادب سے مانگا کاغذ دوات و خامہ   جھٹ پٹ موزون کیا یہ نامہ

بگڑے دل کے خدمتگار کو میان آزاد نے یہ نامۂ منظوم دیا اور چل کھڑے ہوے - ؎

اُکتا گیا جی یہان سے بھائی   پھر چلنے کی دل مین جھک سمائی
ایسی صدہا پڑی ہین اُفتاد   روکے سے کہین رُکے ہین آزاد
گردش مین ہین اندنون جو اختر   پانون پہ سوار ہے سنیچر
کیا تم سے کہون مین یار کیا ہون   چلتا پُرزا بنا ہوا ہون
چھپر پہ دھرا ہے عیش و آرام   سیاحون کو ایک جا پہ کیا کام
بس ہے یہی لطف زندگانی   دانہ ہو نیا نیا ہو پانی
چشمہ نہ بہے تو اُس مین بو آئے   خنجر نہ چلے تو مورچہ کھائے
اجسام مین دل چلے تو بہتر   گردش خون مین رہے تو بہتر
گردش سے زمین نے اوج پایا   افزون ہوا مہر و مہ سے پایا
کھلتے ہین کہین وطن مین جوہر   کیا قدر گُہر صدف کے اندر
ہر چند کہ صورت سقر ہے   ہر گلشن سبزہ زار سفر ہے
ہر رنگ کے گل کھلے ہوے ہین   میوون سے شجر لدے ہوے ہین
جو پھول کہ خوشنما نظر آئین   بھر بھر کے وہ جھولیون لیجائین

جو میوے لطیف دل کو بھائین	کھائین خود غیر کو کھلائین
گُل سے تو مراد یان ہی فیشن	میوُون سے غرض ہی علم اور فن
نا فہم کرے سفر کو مطعون	جانے کیا شیخ زنخ صابون
لیتے ہین خبر اِدھر اُدھر کی	اب پھرتے ہین سدّھیان سفر کی
پھر سیر کی ٹھن گئی ہی جی مین	ہم کو تو مزہ ہے دل لگی مین
سیٹی بجی ریل کی مری جان	لو جاتے ہین اب خدا نگہبان
اب تو اپنی جگہ سے ہُمسے	جیتے ہین تو پھر ملین گے تم سے

یہ لکھکر خدمتگار کو دیدیا اور کہا جب میان جاگین اُنکو دیدینا اور عمامہ باندھ کپڑے پہن کمر کس۔ چوکس ہو گئے یہ جا وہ جا۔

نیچریہ شاعری

میان آزاد ایک مرتبہ سیر کرتے ہوے ایک شہر مین داخل ہوے اور ہوٹل مین فروکش ہوے جھٹپٹے وقت ہوا کھانے چلے تو دیکھا سرا کی ایک کوٹھری کے برآمدے مین چار پانچ سفید پوش فرش مکلّف پر بیٹھے عظیم اللہ خانی حقے مشکبو دھوان دھار اُڑا رہے ہین اور گلوری چبا رہے ہین۔ مگر سب موزون طبع شعرا نازک خیال و شیرین مقال۔ حامی۔ علاّمی۔ فہاّمی۔ وقّاد اور جواد۔ ایک شاعر نے کہا کہ بھئی ہم تینون کے تخلص کا وزن ایک ہی۔ علامی۔ فہامی۔ اور حامی۔ مگر تم دو ہی ہو۔ وقاد جواد ایک شاعر اور آجائے تو جید گدم کی خوب ٹھہرے۔ اتنے مین میان آزاد تڑسے ہو پہنچ گئے۔ این! آپ کون۔ شاعر عزا پوچھا۔ آپ تخلص کیا کرتے ہین۔ فرمایا آزاد۔ تب تو ان سب کی باچھین کھل گئین کہ اچھا قافیہ ملا تو صاحب۔ اب جواد۔ وقاد اور آزاد یہ تین شعر ابھی ہم قافیہ تخلص والے جمع ہو گئے بھئی خوب آئے واللہ آپ ہی کی کسر تھی۔ اب شعر خوانی ہونے لگی ایک شعر پڑھتا ہے باقی داد دیتے ہین۔ ای سبحان اللہ واہ

میر صاحب۔ یہ حضور ہی کا حصہ تھا۔ حاصل زمین۔ بارک اللہ کیا خداداد طبیعت پائی ہی۔ واللہ کیا ذہن کی رسائی ہی۔ بھیا فرمایئے گا حضرت خدا کی قسم قلم توڑدیے کیا روزمرہ ہی۔ ہائے اس بول چال کے صدقے۔ واللہ کیا خوب تقسیم ہی۔ ٹوپیان اُچھل رہی ہین۔ کوئی جھومتا ہی کوئی وجد کرتا ہی۔

آزاد۔ میان سنو۔ اینجانب اس شاعری کے قائل نہین مین ہمین نیچریہ کلام پسند ہی۔ یہان اس شاعری کے معنی ہی سمجھ مین نہین آتے آپ لوگ تو زبان پر مرتے ہین اور ہم خیالات پر جان دیتے ہین۔ ہائے شاعری تو انگریزی پر ختم ہی۔ نیچر نیچر ہائے نیچر وائے نیچر نیچر کہان پایئے۔ گل و بلبل کا عشق معشوق کے قد کو تاڑ بنایا اور در پردہ گُل طویل الخ کی پھبتی سنائی۔

فہامی۔ اخاہ آپ نیچریے ہین اینیے اور دبیریے تو سنتے تھے اب نیچریے پیدا ہوے غضب خدا کا ایسا کلام دلکش پسند نہین یہ اُن شعرا کا کلام فصاحت التیام ہی جو بغیر شعر گوئی کے تھے۔ جنکا سب کلمہ پڑھتے ہین بلکہ خداے سخن تھے۔

آزاد۔ بندہ صاف گو صاف باطن آدمی ہی لگی لپٹی نہین رکھتا یہ شاعری نہین خبط ہی بے تکا پن ہی مبالغہ بھی تو کتنا کچھ ٹھکانا ہے جھوٹ کے چھپر اُڑا دیے لے اب کان کھولکر نیچریہ کلام سنو اسپر وہ فرمایشی قہقہہ پڑا کہ سرا بھر گونج اُٹھی۔ پیٹ مین بل پڑ پڑ گئے۔ بڑی دیر تک ہنسی ضبط نہو سکی۔

فہاّمی۔ واہ قبلہ واہ۔ آپکی نیچریت کے صدقے اچھی کٹ پٹ ہی

آزاد۔ حضرت شیخ کیا جانین صابون کا بھاؤ۔ اندھے کے آگے رونا اپنی آنکھین کھونا بھینس کے آگے بین بجائے بھینس کھڑی پگرائے

میان آزاد نے اپنی نیچریہ شاعری کی تعریف کے وہ پل باندھے کہ بحر ظلمات پٹ جائے۔ تعریف کیا ایک سمندر کا سمندر تھا

جسکا اور نہ چھور ممکن کیا کہ کوئی تھاہ پائے اُدھر وہ پانچون اُردو کی شاعری پر غش آتش و میر کے روزمرّے پر غش غش کرتے تھے۔ ناسخ کی بلاغت انیس کی فصاحت۔ ذوق کی تشبیہ غالب کے کلام اوق و خیالات نفیس۔ مومن کی زبان سلیس امیر کے اُستادانہ کلام کی بڑھ بڑھ کر تعریف کرتے تھے۔ اب فرمایئے فیصلہ کون کرے بھٹیارن جھگڑا اُچکانے سے رہی۔ بھٹیارا لگانس چھیلنا جلانے شاعری علم دریا ہی۔ آخرکار فریقین کی رائے یہ قرار پائی کہ شہر چلیے جو پڑھا لکھا آدمی پہلے ملے وہی حکم جو کہدے آمنا وصدقنا منظور۔ سب نے ہاتھ پر ہاتھ مارا چلنے ہی کو تھے کہ بھٹیارن نے اُنکو للکارا اور جھپٹ کر میاں جواد کا دامن لیا میان یہ تّتے کسی اور کو بتانا۔ ہم بھی اس شہر مین اتنے بڑے ہوئے ہین ہون تو ابھی ایکی لڑکی کے برابر مُل سیکڑون ہی کیونکون کا پانی پی ڈالا پہلے کوڑی کوڑی بائین ہاتھ سے رکھ جائیے پھر اسباب اُٹھایئے اور تشریف کھسکایئے۔

علامی۔ بدبخت یہ شریف بھلے مانس ہین۔ دو پیسے کیواسطے کہین شرفا ایمان بیچا کرتے ہین۔ چلو دامن چھوڑ دو۔ ابھی دم کے دم مین آئے۔

بھٹیارن۔ اس دم مین بندی نہ آئے گی۔ ایسی باتون مین نہ آنے کی ایسے بڑے ساہوکار گھرے اسامی ہو تو ایک گنڈا چھپکے سے نکال دو نہ۔ اے واہ میان۔ بڑا کھرا پن دکھاتے ہین۔ یہان اس ۱۹۔ برس کی عمر مین ہزارون ہی چراڈالے ہونگے۔

وقّاد۔ یہ مرچڑی ہی یا بھٹیارن۔ عورت ہی یا ڈائن۔ اڑی سواڑی صاحب للّہ اس سے پیچھا چھوڑاؤ ورنہ ریش مبارک پر ہاتھ ڈالا ہی چاہتی ہی بھئی ایسی بھٹیارن دیکھی نہ سُنی

بھٹیارن۔ میان کچھ بدھے تو نہین ہوئے ہو۔ یا بلّی نانگھ کر گھر سے چلے تھے۔ یہ الم کاف ذری زبان سے نہ نکالو۔ ہون چھوٹی تو کیا ہوا پر بسن کی لگا نخٹ ہون میرے کاٹے کا منتر نہین۔

میان جواد آدمی تھے صلح کل جب اُنھون نے دیکھا کہ سفت مین دھرے گئے تو کہا بھئی تم پانچون جاؤ ہم یہان بی مہترانی کی تشفی کے لئے بیٹھے ہین اور اسی بہانے پر ابھی دیتے جائین گے تم لوگ نپٹ آؤ۔ خیر وہ سب تو اُدھر چلے اور جواد سراہی مین زیر چراست بی بھٹیاری رہے دو چار منٹ بعد پکارتے ہین کہ بی مہترانی۔ بی مہترانی۔ مین لٹیا ہون کہین ایسا ہو۔ پیٹ مین چوہے دوڑتے ہین کہ رفو چکر ہوئے۔ پھر تین منٹ کے بعد گلا پھاڑ پھاڑ کر چلانے لگے۔ بھٹیارن بھٹیارن۔ ہم بھاگنے والے اسامی نہین تم بیفکری سے دال بگھارو جب بار بار اُنھون نے چھیڑنا شروع کیا تو وہ آگ بھبوکا ہو گئی۔

بھٹیارن۔ میان مین ایسے دو پیسے سے درگذری۔ بلی بخشتے چوہا لنڈورا ہی جیے گا۔ تم نے تو غل مچا مچا کر میرا کلیجہ پکا دیا ناکون دم آگیا۔ آپ جائین بلکہ پٹیا سمیت دفان ہون تو مین خوش میرا اللہ خوش۔ یہ بات وہ بات نکالا ہے ہاتھ ای واہ دیکھی تیری کالپی اور باون پورے اُجاڑ میان ہون تو ابھی جمعہ جمعہ سات و آٹھ دن کی پیدائش۔ مجھے تو نگوڑی گنتی کبھی نہین آئی تُل ناک پر تو کبھی بیٹھنے دیتی نہین۔

اِدھر تو میان جواد سادہ دلی سے بی بھٹیارن سے جہل کر رہے تھے ادھر سُنیے وہ پانچون سرا سے چلے تو راہ مین سنّاٹا۔ آدمی نہ آدم زاد چلتے چلتے ایک مرد مقدس باریش مخضب سے دوچار ہوئے۔

حامی - السلام علیکم -

مقدس - وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ -

حامی - یا حضرت مولانا ایک مسئلہ حل کیجیے تو احسان ہوگا

مقدس - عرض کرون پیر و مرشد خاکسار ایک ذرۂ بیمقدار اضعف العباد ہیچمیر زہیچدان دبستان نادانی کا ابجد خوان خاکپاے سخنوران نامی زلہ رباے خوان عسجدی و جامی - خاک بیز کوچۂ ناکامی ہی پس مخاطب بخطاب مولانا فرمانا ضعف العباد ناہنجار ننگ انام رذالق مستہلام کو صریح بنانا ہی مولانا ہونا ایک امر ہی ایسی دشوار - فاعتبروا یا اولی الابصار -

حامی - آج خدا ہی ہمارا حافظ و ناصر ہی چلم بھی ملے تو ایسے واہ رہی قسمت کی خوبی - قبلہ اگر اسی طرح دو چار بار انکسار کی باتین کیجیے گا تو بھبور ہو جائے گا اور ادھر جیاد بچارے کو بھٹیارخانہ دکھائے تو عجب نہین - ہم دو بٹی بات کے عاشق ہین سنیے آپ اسوقت قاضی اور آپکے گھر کے جو ہے سیانے آپ ایک امر متنازع فیہ کا فیصلہ کر دیجیے اور دولت خانہ کا راستہ لیجیے اور ہم سب کے جد امجد کے جد امجد اور ان کے نانا جان کے جد امجد پر احسان کیجیے - وہ یہ کہ یہ حضرت آزاد نیچریہ شاعری کا جلبہ کرتے ہین اور ہم چارون اردو شاعری پر جان دیتے ہین -

مقدس - یہ تو کوئی غور طلب مسئلہ اور نہین کہ غور و تعمق کا محتاج ہو - آپ چارون کا فعل عبث ہی آپ سیدھے دار الشفا جائیے اور فصد کھلوائیے شاعری پر جان دینا کار عقلاے دہر نہین فعل حمقاے روزگار ہی - جان عطیہ حضرت ایزد کردگار ہے اسکو اسی کی راہ مین صرف کرنا فرائض انسانی ہی ورنہ شعر و سخن پر جان دینا خریت اور حماقت کی نشانی ہی - باقی رہی نیچری نوع کی شاعری - اسکے نام سے اس نابکار و خلائق روسیاہ کے کان آشنا نہین - یہ نیچریہ شاعری کس عالم اجل اور محقق کی تحقیق انیق ہے - یہ قسم جدید ہے - یا عتیق ہی بینوا و توجروا -

اس بینوا و توجروا پر پانچون ہنس پڑے اور اس زور سے قہقہہ لگایا کہ مولانا صاحب کفش کو سٹر پٹر کرتے جبہ و دستار کو سنبھالتے چلتے ہوے اب سرایا دآئی اپنا سا منہ لیکر ناک کی سیدھ لو کدم بھاگے راہ مین آزاد نے کہا کہ بھئی سنو غزل مسلسل بندۂ درگاہ کو البتہ پسند ہی یہ نہین کہ پہلے مصرع مین شہید ہو گئے دوسرے مین بوسۂ لعل شکر خا کے خواستگار ہین مطلع مین معشوق کے خط آنے کا دکھڑا رو دیا - مقطع مین محرم آب روان کی تعریف کی اب غزل مسلسل سنیے - ہ

شب وصل تھی چاندنی کا سمان تھا ۔ بغل مین صنم تھا خدا مہربان تھا
مبارک شب قدر سے بھی وہ شب تھی ۔ سحر تک مہ و مشتری کا قران تھا
وہ شب تھی کہ تھی روشنی جسمین دن کی ۔ زمین پر سے اک نور تا آسمان تھا
نکالے تھے دو چاند اسنے مقابل ۔ وہ شب صبح جنت کا جسپر گمان تھا
عروسی کی شب کی حلاوت تھی حاصل ۔ فرحناک تھی روح دل شادمان تھا
مشاہد جمال پری کی تھین آنکھین ۔ مکان وصل کا اک طلسمی مکان تھا
حضوری نگاہون کو دیدار سے تھی ۔ کھلا تھا وہ پردہ کہ جو درمیان تھا
کیا تھا اُسے بوسہ بازی نے پیدا ۔ مگر کیطرح سے جو غائب وہان تھا
حقیقت دکھاتا تھا عشق مجازی ۔ نہان جسکو سمجھے ہوے تھے عیان تھا

بیان خواب کی طرح جو کر رہا ہے ۔ یہ قصہ ہے جب کا کہ آتش جوان تھا

اہو ہو ہو واللہ کیا غزل ہے - پھڑکا دیا - روح شاد ہو گئی القصہ وہ سب سرا گئے اور آزاد ہوٹل ہو پچے سرا مین داخل ہوے

اب ادھر انکے یار وفادار کا حال زار بغور سنئے یہ جو بے معقول تڑکے گجر دم آنکھیں ملتے پلنگ سے اُٹھے تو سب کے سب غائب غلّہ -

میاں جواد

وہ شہزادل لگی دیکھنے کے لئے اُس دن سرا نہ گیے تاکہ میاں جواد اور بھٹیارن مین گلخپ ہو اور یہ دل لگی دیکھین بھٹیاری سے ملکر اسباب بھی غائب کر دیا -

جواد - غیاث (خدمتگار)

خدمتگار - حضور الغیاث - الغیاث -

جواد - این! یہ کیا سُنائی -

خدمتگار - پیرو مرشد غلام کی تو جان پر بن آئی -

جواد - یہ جان پر بن آنا کیسا -

خدمتگار - خداوند چل دے گئے اور اسباب بھی کھسکا دیا -

جواد - یہ پہیلی تو ہمارے فرشتہ خان کے بوجھے بھی بوجھی نہ جائے گی -

خدمتگار - جب آفتابہ اور دیگچی ڈھونڈھیے گا تو قلعی کھل جائے گی -

جواد - کیا آفتابہ اور دیگچی بھی غائب ہے -

خدمتگار - جی حضور ذرا اُٹھیے تو میاں وہ لے دے کے چلدیے -

جواد - ارے تمنے جانے کیون دیا - ٹانگ کیون نہ لی -

خدمتگار - ٹانگ لینے کے لیے گلہ اٹکا پالیے - آپ تو پاس لیٹے ہوے تھے آپنے ہی ٹیٹو ایسا ہوتا مجھپر آپ بن ناحق کو خفا ہوتے ہین تب تو حضرت بہت ہی گھبرائے - رنگ فق ہو گیا چو طرفہ ڈھونڈھنے لگے - الغرض کنوؤن مین بانس پڑے مگر کہین تھاہ نہ پائی تو وہ شوخ بھٹیاری کیا کہتی ہے حضور ہم نے اول ہی کہدیا تھا کہ حضور چھٹے ہوے ہین سب کے سب بڑے خورندے ڈال کے ٹوٹے ہین باورچی خانہ چٹ کر جائین اور لنگوٹے ڈکار تک نہ لین چھچھوندر تو ننھی ننھی دو چپاتیان کھانے والے وہ بڑھ بڑھ کر ہتھے لگانے والے وہ تو کہو ہوے آفتابے ہی کے ہاتھے لگی نہین وہ تو مچھک کو چٹ کر جاتے - میاں جواد سحرہ پن مین طاق - ضلع جگت مین مشاق دل لگی چہل مین شہرۂ آفاق تھے جھپ سے تک ملا گردن ہلا ہلا کر ایک نامہ لکھا -

اے انجن ریل رہ نوردی … اے بچہ چھکڑہ دو بردی
اے کاگ جھنڈۂ لبوٹ … اے برق جھنڈۂ بریگیڈ
اے رشک خرام ریل گاڑی … اے روکش ناگن پہاڑی
اے ورنگ و بو برنگ و ناز … اے گولۂ توپ جنگ کابل
اے تیر کمان ملک ایران … اے بُرش خنجر صفاہان
اے جوش آبال گرم … اے قلقل بوتل برانڈی
اے ریگ روان دشت … اے چنگاری سنگ چقماق
اے خضر نکوے ہامون ودشت … اے رشک جہانیان جہان گشت
اے شوخی ناز مہ جبینان … اے طرز خرام نازنینان
بعد از شوق لقاے صوری … دو دو باتین سنو ضروری
کیون جی یہی شرط دوستی تھی … جو کچھ مرے ساتھ آپ نے کی
غیرون کو تو راستہ بتایا … یارون سے بھی راز دل چھپایا
چار آنکھون کی بھی فقط مروت … بس دیکھ لی آپ کی محبت
دہشت نے جو پاؤن … ایڑی گھسنے کو تلوے کھجلاے
تم کیا کرو تیرھوین صدی ہے … بدا لٹکی کا بھی بدی ہے
معلوم ہوا کہ تم ہو بے پیر … چلنے مین کڑی کمان کے تیر
جس جا سے چلا کہین نہ اٹکا … یہ پاؤن مین یا گھڑی کا کھٹکا
جو گھر دیکھی بہت سفر مین … نقطے کا ہے بل سفر سقر مین
برباد کرو نہ مفت جان کو … صحرا کی نہ خاک دھول پھانکو
کچھ کام نہ آئینگے یہ خم دم … غربت مین نہ یار ہین نہ ہمدم

احسان کیا ہم پہ تم نے جانو — اب بھی لوٹ آؤ بات مانو

اب مانو نہ مانو تم ہو مختار — پچھتاؤ گے یار آخرکار

یہ کیا روش اختیار کی ہے — دانشمندی یہ کون سی ہی

کیا لطف نہ آؤ تاؤ دیدن — زر دادن و درد سر خریدن

چانڈو کی قسم تمھین پلٹ آؤ — بانبو کی قسم تمھین پلٹ آؤ

افیون ہی کو کھاؤ گر نہ آؤ — گانجے کو جلاؤ گر نہ آؤ

آئے نہ تو ٹلے ہی کو پیٹے — کتوں ہی کی لاش کو گھسیٹے

سوگند تمھین مدک کی آزاد — ہے تم کو قسم سٹک کی آزاد

لوٹ آؤ کہین میان خدارا — تکلیف کرو ذری گوارا

رکتا ہے اسی دعا پہ خامہ
بن جاؤ تمھین جواب نامہ

ایک دن بازار کی طرف جا نکلے تو ایک مکتب خانہ نظر سے گذرا تو ٹوٹا پھوٹا مکان - گرا پڑا دالان - دیوارین بابا آدم کے وقت کی ایک مولوی صاحب [illegible] کے بیٹھے ہل ہل کر پڑھاتے ہین اور بیس پچیس کمسن لڑکے رٹل قافیہ اڑا رہے ہین ایک لڑکے نے دوسرے کی چاند پر تڑ سے دھپ جمائی کسی نے چپت لگا دی کسی نے تڑ سے دھول لگائی - مولوی صاحب پوچھتے ہین ارے یہ کیا ہوا - جی کچھ نہین مولوی صاحب تختی گر پڑی تھی اس کی آواز تھی - جی ہان اور نہین تو کیا - اتنے مین دو چار شریر لڑکون نے آپس مین چھیڑ چھاڑ شروع کیا - دیکھئے مولوی صاحب [illegible] تا ہے - نہین مولوی صاحب یہ چپک مارتا ہے [illegible] مولوی صاحب مین بھی دیکھتا تھا - نہین مولوی صاحب [illegible] گیا تھا وہ جانے والے کی ایسی تیسی - مولوی صاحب نے کیا خوب فیصلہ کیا کہ چپ رہو کیوں بک بک لگاتا ہے [illegible] کی طرف دیکھ - اچھا قضیہ چکایا - غل غپاڑے کی آوازین بلند ہین کہ آسمان کی خبر لاتی ہین کان پڑی آواز نہین سنائی دیتی جدھر دیکھو چل پون کاؤ کاؤ دھول دھپا لپا ڈگی - جوتی پیزار - جھگڑا تکرار مگر سب کے سب ہل ہل کر بڑبڑاتے جاتے ہین کتاب تو وہی چا پڑھ رہے ہین - مگر واہی تباہی اناپ شناپ بہتون کی زبان پہ ہے -

ایک - آج شام کو مین بانے کی کنکیان ضرور لڑاؤنگا -

دوسرا - آغا تقی کے باغ مین کوا حلال ہے -

تیسرا - ارے بائی تجھے گل بوٹے کی پہچان رہے -

چوتھا - مولوی صاحب گو پیر ہوے نادان رہے -

پانچوان - پڑھوگے لکھوگے تو ہوگے خراب
جو کھیلوگے کودوگے ہوگے نواب

الغرض دس پندرہ لڑکے غل مچا کر بیہودہ بک رہے ہین مگر سب کی آواز مل ملا کر خاک سمجھ مین نہین آتا کہ کیا خرافات بکتے ہین ورنہ مولوی صاحب تجھی سے ضرور خبر لیتے ادھر لونڈے یہ خرافات اڑا رہے ہین ادھر مولوی صاحب مزے سے اونگھتے ہین دریکتے کے خلیفہ جی سوئی تاگا لئے ہوے انگرکھے مین پیوند لگا رہے ہین اللہ اللہ پورے خلیفہ ہوگئے - آخرکار جب مولوی صاحب خواب خرگوش سے بیدار ہوے تو ایک لڑکے کو بلایا - آؤ کتاب لاؤ سبق پڑھ لو وہ سر کھجلاتا ہوا گلستان بغل مین داب مولوی صاحب کے قریب جا بیٹھا اور سبق شروع ہوا - بسم اللہ الرحمن الرحیم -

مولوی صاحب - چھیدا ذری چلم تو بھر لانا - شاباش بیٹا دیکھو وہ تمباکو دھرا ہی لڑکے نے پھر کہا بسم اللہ الرحمن الرحیم - ہرمزرا گفتند از وزیران پدر چہ خطا دیدی کہ بند فرمودی گفت گناہے معلوم نکردم ولیکن بہ یقین دانستم کہ مہابت من در دل ایشان بیکران ست و بر عہد من اعتماد کلی ندارند ترسم کہ

از بیم گزند خویش آہنگ ہلاک من کنند پس قول حکما را کار بستم کہ گفتہ اند قطعہ

ازان کز تو ترسد بترس ای حکیم
وگر با چو صد برآئی بجنگ

ازان مار بر پاے راعی زند
کہ ترسد سرش را بکوبد بہ سنگ

مولوی صاحب بھی ساتھ ساتھ پڑھتے جاتے ہین اور حلقہ گرگرد جاتے ہین اب ترجمہ سنیئے - ہر مصرع کے تئین کہتے ہین کہ وزیرون سے کیا خطا دیکھی تو نے کہ بند فرمایا تو نے گفت کہا گناہ ایک معلوم نہ کیا مین نے ولیکن اور لیکن بیقین ساتھ یقین کے دانستم جانا مین نے کہ خوف میرا بیچ دل اُنھون کے بہت ہی اور دیر عہد میرے کے پورا نہ رکھا - ڈرتا ہون کہ خوف اپنے کے ڈر سے قصد بار ڈالنے میرے کا کرین پس قول حکما کے تئین کام باندھا مین نے کہ کہا ہر قطعہ اُس سے جو کہ بچھ سے ڈرے ڈر تو نے حکیم - جو ساتھ جنو کے شکار مین بیچ لڑائی کے اُس سے سانپ اور پاؤن راعی کے مارتا ہی - کہ ڈرتا ہے سر اُسکے کو ٹھونکے ساتھ پتھر کے -

ماشاء اللہ کیا ترجمہ ہے اور کیا روزمرہ ہی راعی کے معنی راعی کے تئین کیا فصاحت ہی ۶ - وگر با چو صد برآئی بجنگ + کے معنی یہ بتائے گئے کہ اور جو ساتھ جنو کے بیچ لڑائی کے دبر عہد من اعتماد کلی ندارند کا ترجمہ بھی سننے کے قابل ہی کہ دیر عہد میرے کے پورا نہ کیا - اسی طرح نصف طلبہ نے مولوی صاحب کو سبق سنایا اور نصف نے خلیفہ جی کو خلیفہ جی نے مولوی صاحب کے بھی کان کاٹے - معلاتا غت ربودے بھی بڑھ گئے سے مرغ شاخ درخت الا سوتیہ + گوہر بیچ گنج اسرار یم + کا ترجمہ یون بتایا مرغ شام کے وقت ٹہنی پیڑ پر گٹر گون کرتا ہے اور اور اگرچہ ہر قیا بیچ کا اسرا ہے - اوصل علی کیون ہو -

گر ہمین مکتب ست و این ملا
کار طفلان تمام خواہد شد

دوپہر کے وقت لڑکے تختی لے کر بیٹھے - کوئی گیندے کی پتی تختی پر ملتا ہی کوئی مہرے یا کوڑی سے تختی کو چکناتا ہی - کوئی دوات صاف کرتا ہی کوئی قلم پر چاکو تیز کرتا ہے الغرض آدھ گھنٹے تک یہی ہوا کیا بعد ازان لڑکے لکھنے بیٹھے - مولوی صاحب نے کوٹھری سے کھٹولا نکالا اور دروازہ بند کر کے سو رہے - یہان خوب لپاڈگی ہوئی دو گھنٹے کے بعد مولوی صاحب چونکے کوٹھری کھول لیتے ہین تو یہان دو لڑکون مین جوتی پیزار ہو رہی ہے دونون گتھے پڑے ہین نکلتے ہی ایک پر دو ہنٹر لگانا شروع کئے - اب سنیئے کہ جو ڈھنڈ پیل لڑکا بالی شرکھا اُس سے تو مولوی صاحب نہ بولے گر دبلے پتلے بیچارے پر خوب ہاتھ صاف کیا دو چار کی تختیان دیکھین پھر سبق سنا - چلے چھٹی -

یا مظہر العجائب ہاتھی مع ہودہ غائب

میان آزاد مکتب خانہ کی ہجو کرتے بڑبڑاتے دل ہی دل مین گالیان دیتے جاتے تھے کہ واہ یہ مکتب ہی یا منڈی اتنے مین ایک رئیس باتوقیر کی عالیشان کوٹھی کی طرف گذرے تو حسن اتفاق سے اُسوقت رئیس موصوف عالمگیر کا یہ فقرہ پڑھ رہے تھے - (آدم خوب بدست می آید کشمیری درین صوبہ نیست کہ ما مقرر کنیم) میان آزاد تڑسے بول اُٹھے آدمی تو کھاجون ملین مگر قدردان کبریت احمر کا حکم رکھتا ہے - دور کیون جائیے ایک بندۂ درگاہ بھی موجود ہین - رئیس نے اشارے سے بلایا اور کہا - (اچھا آؤ ادھر)

آزاد - ۶ - آتا ہون تیغے کو چڑھائے ہوئے کل پر -

رئیس - ماشاء اللہ آپ شاعر بھی ہین -

آزاد - جی اور چشم بد دور اچھا خاصا ساحر بھی ہین -

رئیس - ہم سحر کے کبھی قائل نہین ہوئے -

آزاد - بس معلوم ہوگیا کہ آپ کسی قوس ابرو کی تیغ نگاہ کے گھائل ہی نہین ہوئے -

رئیس - بھئی واللہ کتنے حاضر جواب ہو -

آزاد - تم بھی بے تکے پن مین انتخاب ہو -

رئیس - تم تو گالیان دینے لگے تو نوکری کر چکے بس ہوا کھائیے

آزاد - بہت بڑھ بڑھ کر باتین نہ بنائیے یہان ہی بات کے لاکھون پاتے ہین کہ ہر بات مین تک ملاتے ہین -

رئیس - اچھا آج سے آپ ہمارے مصاحب ہوئے مگر سوتے جاگتے ہمیشہ قافیہ ہی مین جواب لین گے -

آزاد - دینگے اور پیچ کھیت دینگے -

تھوڑی دیر کے بعد رئیس نے بلایا - آزاد

آزاد - خانہ احسان آباد -

رئیس - اخاہ آپ ہین -

آزاد - جی اور نہین تو کیا آپکے باپ ہین -

رئیس - مت بک فضول -

آزاد - جو بچ سنبھال نامعقول -

اب سنیے کہ رئیس سمو المکان بڑے دھوم دھڑکے سے ہاتھی پر سوار ہوئے اور سیر دریا کو چلے - میان آزاد خواصی مین بیٹھے ہین ہاتھی دیلا مست تکنا جیسے ہی دریا مین ہاتھی ڈالا اور اُسنے سونڈ سے پانی اُچھالا - ہودا ڈانوان ڈول ہونے لگا اب گرے اور اب گرے -

رئیس - خدا بچائیو -

آزاد - یا خدا ڈوبائیو -

رئیس - امام ضامن کی دُہائی

آزاد - آج پوری شامت آئی -

رئیس - یا علی مشکل کشا مشکل کشائی کیجئے -

آزاد - خواجہ خضر ذرا ہاتھی کا پانون تو پھسلا دیجئے -

رئیس - یا مظہر العجائب -

آزاد - ہاتھی مع ہودا غائب -

اتنے مین فیلبان ہاتھی کو نکال لایا اور رئیس نے ایسے غصے کے آزاد کو دھتا بتایا ڈھکیلا تو زمین پر آرہے اچھا - تک ملایا تھا وہ تو کہئے ریت تھوڑی تو قافیہ تنگ ہوجاتا ہاتھ کے ہاتھ جاتی یا پانون تنگ ہوجاتا - رئیس کبھی سوچے کہ اچھے فقرہ باز ملے وقت بیوقت کہہ ہی جاتے ہے مطلب ہی - ہم کہتے ہین یا مظہر العجائب وہ فرماتے ہین ہاتھی مع ہودا غائب -

کھوسٹ شوہر کے نام نوخیز بیوی کا خط

ایک روز میان آزاد فرخ نہاد سیر کر رہے تھے کہ ایک پیر مرد بُڈھیا ٹیلے کا لکھتے کو لکھتے آن کھڑے ہوے اور میان آزاد سے کہا کہ میان ذری یہ خط تو پڑھ دیجئے اور اسکا جواب لکھ دیجئے میان آزاد نے خط لیا کھولا اور پڑھ کر سنانے لگے -

خط - میرے کھوسٹ شوہر خدا تم سے سمجھے -

آزاد - این یہ نرالا القاب الوکھا آداب ہی دعا چھپر پر - مزاج پرسی بالا سے طاق بسم اللہ ہی غلط - ابتدا ہی سے کوسنا شروع کیا - اللہ خیر -

پیر مرد - حضرت آپ خط پڑھتے ہین یا میرے گھر کا تصفیہ چکاتے ہین پرلے جھگڑے سے آپکو واسطہ جب میان بیوی راضی ہین تو آپ کوئی قاضی ہین لے خدا کے لئے آپ لفظ بلفظ پڑھ دیجئے مگر اس جھگڑے مین نہ پڑیئے -

آزاد - اہا ہا - تو یہ کہئے آپکی زوجہ مقدسہ کا خط ہی ماشاءاللہ خیر صاحب مجھے میان بیوی کے جھگڑے سے کیا سروکار خط پڑھے دیتا ہون

خط - میرے کھوسٹ شوہر خدا تمسے سمجھے - سکندر ظلمات سے
پیاسا آیا مگر تمنے آبِ حیات کے دو چار قطرے ضرور پی لئے
ہین جب ہی مرنے کا نام نہین لیتے کچھ اوپر سو برس کے تو ہوئے
اب آخر کیا عاقبت کے بوریے بٹورو گے - ذرا دل مین شرماؤ تو
ہزارون نوجوان نوخیز کفن پوش ہوتے جاتے ہین اور تم ٹیان سے
موجود - تمکو فیور کبھی آیا اگر تم موچھون پر تاؤ ہی دیتے رہے بیضہ نے
لکھو کھا آدمی چٹ کیے مگر حضور بیحیائی کی بلا دور بیضہ کے باپ کو
چٹ کر جائین اور ڈکار تک نہ لین - بخار مین ہزارون حیادار
چل بسے مگر تم اور بھی موٹے ہو گئے تم پر فالج تک نہین گرتا
لقوہ بھی نہین مارتا - لون کے جھونکے بھی تمکو نہین جھلساتے
دریا مین بھی تم پھسل نہین جاتے - اور سو بات کی ایک بات
یہ ہے کہ اگر حیادار ہوتے تو ایک چلو کافی تھا - مگر تم وہ چکنے
گھڑے ہو کہ عرق انفعال کے تم پر ہزارون ہی گھڑے پڑین
لیکن ایک قطرہ نہ تھم سکے - واہ بڈھے - کیون نہو - بس
بنے بٹھے ہی ہو - ہی ہی کس ساعت مین تمھارے پالے پڑی
کس بری گھڑی تمھارے ساتھ بیاہ ہوا - مان باپ کو کیا کہون
مگر میری گردن تو کند چھری سے ریت ڈالی - اس سے تو کسی
کنوین ہی مین ڈھکیل دیتے قصائی ہی کے حوالے کر دیتے تو یہ
روز روز کا کڑھنا تو نہ ہوتا - تم خود ہی انصاف کرو کہ تمھارے
بڑھپے سے مجھ پر کیا گاج پڑی - ہاتھون مین تو آپکے
رعشہ پانون مین سکت نہین - منہ مین دانت نہ پیٹ مین
آنت - کمر کمان کی طرح خم - بینائی کی یہ کیفیت کہ دن کو اونٹ
نہین سوجھتا جریب ٹیک کر دس قدم چلے بھی تو سانس پھولنے لگی
دم ٹوٹ گیا - سستانے بیٹھے تو نقش قدم بن گئے
صبح کو ننھی ننھی دو چپاتیان کھا لین تو شام تک کھٹی ڈکارین آ رہی
ہین - گڑ گڑی ہو گئی - تولہ بھر سکنجبین کا ستیاناس کیا مگر سوء ہضم
کی شکایت بدستور - حافظے کا یہ حال کہ اپنے باپ کا نام بھی یاد
نہین - پھر آخر سوچو تو کہ بیاہ کرنے کا شوق کیون چرایا ایک
پانون تو قبر مین لٹکا یا ہے اور خیال یہ گدگدا یا ہے کہ دولہا بنین
دلھن لائین - نوشہ کہلائین - اللہ سون جسوقت تمھارا پوپلا منھ اور
سفید بھون اور گالون کی جھریان اور دوہری کمر اور گنجی چاند اور
منحوس صورت یاد آتی ہے - کھانا حرام ہو جاتا ہے واہ بڑے میان
واہ! خدا جھوٹ نہ بلائے تو ہمارے ابا جان سے پچاس ساٹھ
برس بڑے ہونگے - اور اماں جان کو تم نے گود مین کھلایا ہو تو تعجب
نہین خدا گواہ ہے تم میرے دادا کے بھی باپ سے بڑے ہو
مگر واہ ری قسمت کہ آپ اور میرے شوہر - زمین شق ہو تو مین
دھنس جاؤن -

آزاد - قبلہ و کعبہ - اسکا جواب کسی منشی بے بدل سے لکھوائیے

پیر مرد - بڑھاپے مین اب کبھی شادی نہ کرینگے -

آزاد - کیا خوب! کیا ابھی شادی کرنے کی ہوس باقی ہے ابھی پیٹ نہین بھرا

پیر مرد - اچھا اسکا جواب کل سوچ کر دینگے -

میان آزاد دوسرے روز اٹھے اور سویرے ہی چل کھڑے
ہوئے چو طرفہ سناٹا پڑا ہوا - مگر ہر سمت لطف اتم ہے نور کا عالم ہے
جامِ گل قطرۂ شبنم سے لبریز نسیم سحری مشکبار و عنبر بیز کہین رندان
ساغر نوش کا جوش و غل - کہین صراحی و بادۂ گلگون کا قلقل
ادھر فاختہ و ستک زنان - ادھر قمری کو کو کنان - پپیہون کی
پکار مورون کی جھنکار جس شجر کو دیکھو نہال - ہر غنچۂ گل زر
سے مالا مال کہین بلبل چہک رہے ہین اور پھول مہک
رہے ہین کہین قطرہ ہائے شبنم جھلک رہے ہین اور تارونکی
روشنی سے چمک رہے ہین - ٥

صبحے بہ فروغ دلکشائی | بگداختہ شب بروشنائی
روشن چو جبین صبح خیزان | فیض از دود بام چرخ ریزان
افشاندہ بنفشہ و گل از دور | سرتاسر باغ سایۂ و نور
آن گل کہ از دو بروزگاران | در یوزۂ بو کند بہاران
می جست نسیم نوبہاران | چون دیدہ در انتظار یاران

اس سُہانے وقت کا سمان دیکھ کر آزاد مسرور ہوئے خوش و خندان مست و غزلخوان دل شاد و روح فرحناک شعرائے ایران زمین کے ساتھ و مساز لب پر شعر حافظ شیراز - س

نسیم صبح کہ مستانہ در اسیگذری | ندامت ز کدامی و یار میگذری

تھوڑی دیر بعد کانون مین بھنک پڑی کہ انکو کوئی پکارتا ہی کہ - ع

ادھر دیکھنا اُدھر جانے والے

این ! یہ غیب کی آواز کیسی پیچھے پھر کے دیکھتے ہین تو وہی پیر فرتوت جسکو اُسکی بیوی نے کھوسٹ شوہر کے القاب سے یاد کیا تھا - اور خط مین خوب آڑے ہاتھون لیا تھا

آزاد - اخاہ - مزاج شریف - کہیئے اور کوئی خط تو نہین آیا

پیرمرد - اُسنے تو میرا ناک مین دم کر دیا اور سچ پوچھو تو جسدن سے اُسکو بیاہ لائے ناک ہی کٹ گئی - ایسی تنک مزاج دیکھی نہ سُنی مجال کیا کہ ناک پر مکھی تو بیٹھ جائے ذرا میری ناک اُڑا لے ذری کوئی خلاف بات ہوئی اور تنک گیئن -

میان آزاد نے وہ چکنی چپڑی باتین کین کہ بڑھان یاد سے کسطرح بھول گیا سوا سو برس کا تجربہ چٹکیون مین بھول گیا - گانون کا نام مکان کا پتا صاف صاف بتایا اور ایسا دم مین آیا کہ بیوی کا کچا چٹھا کہہ سُنایا میان آزاد نے چپکے سے سب سُن لیا جھٹ دوات قلم کاغذ لے گلگون صبا رفتار خامہ کو صفحۂ قرطاس پر گڑگڑا دیا - کھوسٹ شوہر کی طرف سے اُسکی بیوی کے نام جواب خط لکھا - مگر یاران سرپل ایک اُستاد کسی بہانے سے خط کی نقل اُڑا ہی لائے ذری سُنیے گا -

جواب خط - میری البیلی چھبیلی چھبیلی تنک مزاج نازک بدن مغلوب الغیظ غنچہ دہن آگ بھبھوکا سیمتن نوعمر و نوجوان کم سن نادان بیوی - متوالی بیوی کو اُسکے سن رسیدہ گرگ باران دیدہ کمر خمیدہ سنجیدہ - و فہمیدہ شوہر کی اُٹھتی جوانی دیکھنا نصیب ہو اے وہ جم جم جیے اور تم پوتون پھلو دودھون نہاؤ - اٹھارہ لڑکے ہون - اور اٹھارہ دونی چھتیس چھوکریان جب مین دہلیز مین قدم رکھون تو سب بچے آبا آئے آبا آئے کھلونا لائے بتاشے لائے کہہ کہکر دوڑ پڑین - مگر ڈر یہ ہی کہ تم بھی ابھی کمسن ہو انکی دیکھا دیکھی کہین مجھے آبا نہ کہہ اوٹھنا کہ پاس پڑوس کی عورتین مجھے اُنگلیون پر نچائین اور اُلّو بنائین - مجھے تم سے اتنی ہی محبت ہی جتنی کسی کو اپنے جگر گوشہ کی ہوتی ہے - میری نانی کو مین ایسا پیارا نتھا جتنی تم مجھے پیاری ہو اور کیون نہو تمھاری پردادی کو مین نے گودیون مین کھلایا ہے اور میری بہن نے اُسے دودھ پلایا ہی مجھے تمھاری دادی کی خالہ کا گڑیان کھیلنا اسطرح یاد ہی جیسے کسی کو صبح کا کھانا یاد ہو - مگر تمھارے خط نے میرے دل کے ساتھ وہ کیا جو خزان چمن اور برق خرمن کے ساتھ کرتی ہی لیکن مجھ مین ایک بڑا وصف یہ ہے کہ بڑے سرے کا بیحیا ہون اور کیون نہو شرم دُلھن کے لئے زیبا ہی - بندہ تو چکنا گھڑا ہی - مانا کہ آنکھون مین نور نہین مگر چشم نگران ست قوت سامعہ سے بے بہرہ ہی سہی لیکن گوش بر آواز زن جوان ست پیر ہون مگر بے پیر نہین ہاتھ مین رعشہ سہی مگر حاجت دستگیر نہین تم عصائے پیری ہو مگر خاص الخاص میری ہو گو ضعف کے مارے مرتا ہون مگر تمھاری محبت کا دم بھرتا ہون

تمہارا پیارا پیارا مکھڑا - رسیلے نینان - نشیلی انکھڑیان گوری گوری بہیان جسوقت یاد آتی ہین کلیجے پر سانپ لوٹنے لگتا ہے - وہ خندۂ شکر آمیز - وہ زلف عنبر بیز - وہ خال مشکین وہ لعل نگارین - وہ ابر کی ایسی مستانہ چال وہ خط و خال جیندے آفتاب جیندے مہتاب - وہ چاندنی رات مین نکھر کر نکلنا کبھی مسکرانا کبھی کھلکھلانا - کسکا شرمانا کیسا لجانا - اور تو اور تمھاری پھرتی سے دل لوٹ پوٹ ہی - کلیجے پر چوٹ ہی صحن سے جو طرارہ بھرا تو تڑ سے بام پر - پھلبلاین - اور وہان سے ایک ذقن مین مہتابی پر ہو رہین اور وہان سے پھلانگ ماری تو دن سے پھر صحن مین ابر کیطرح اٹکھیلیان کر رہی ہین پھر کی کے مثل چوطرفہ گھومنا طاؤس وار جھومنا کبھی کھیلتے کھیلتے میری پیٹ گاہ پر چپ جاتی کبھی شوخی سے وہ ڈانٹ بتاتی کہ کلیجہ لرز گیا - کبھی آپ ہی آپ رونا کبھی دن دن بھر سونا لڑکپن کے دن - بارہ برس کا سن - تیرے بیساختہ پن کے قربان بیوی جان - بے کہا مانو - ہمین غنیمت جانو - ہین چراغ سحری ہون ہوا چلے یا نہ چلے - اب گل ہوا اب گل ہوا ہین آفتاب لب بام ہون اب غروب ہوا اب غروب ہوا ہین کشتی ہون جو ڈوبکا ڈبکا ہیتو دسجھے ستا نا موسے پر سو دتے - تم خوب جانتی ہو کہ ہین شیرین بیان ہون - ستر برس ہوئے کہ دانت چوہے کی نذر کیے تب سے حلوے پر بسر ہی پھر جو روز حلوا کھائیگا اسکی زبان تنگ شکر کیون نہ بن جائے وہ میٹھی میٹھی باتین کرون کہ لب بند ہو جائین مگر تم بھی تقصور ہو تمھارے گود مین کھیلنے کے دن ہمارا کچھ اوپر سو برس کا سن - تم طناز یہان کمر خم - تم سرو بلند اقبال یہان ریختہ دم - تم گلعذار باغ و بہار ہم ضعیف و خستہ و زار مگر ہمارا عشق بھی بلا کا عشق ہے ۔

عشقم کہ نصیبہ ایست زورس	نامش نہ شنیدہ بودم از کس
این شعلہ ندانم از کجا خاست	کز ہر رگ و ریشہ ام بلا خاست
بے وصل تو زندگانیم چیست	صد خندۂ مرگ بر چنین زیست
دریاب کہ خاک خورد خونم	آتش بد ماغ زد جنونم
باد تو رسید بر چراغم	بوے تو زدند بر دماغم

تم لاکھ روٹھو پھر ہماری ہو - بیوی ہو نخت جگر ہو بیاہی وہ شبھ گھڑی یاد کرو جب ہم دولھا بنے پرانے سر پر نئی دستار جمائے سہرہ لٹکائے منہدی لگائے اُلو کی دم فاختہ ہو اس باختہ ٹینی مرغی کے برابر گھوڑیا پر سوار سیٹھی ٹوپی جلتے تھے اور تم دلھن بنی سولہ سنگار کیے قفس زرنگار مین سے جھانک رہی تھین ہمارے گالون کی جھریان ہمارا پوپلا منھ ہماری ٹیڑھی کمر دیکھ کر خوش تو نہ ہوئی ہوگی - ع - وہ لب پہ آئی ہنسی کہ جو مسکرائی ہو اب ایک نصیحت بزرگانہ یاد رکھو - ایک تو میلے ٹھیلے نہ جانا - دوسرے آس پاس کی چھوکریون کو گوئیان نہ بنانا - خدا کرے جبتک زمین و آسمان قائم ہے تم جوان رہو اور نادان رہو - الھڑپن دونی ترقی پائے اور جوبن روز بروز بڑھتا جائے - ہمارے سفید بال بھی نہ بجائین - حاسد خار کھائین تمھارا پیر نابالغ شوہر -

لکھنؤ کا چہلم

میان آزاد تڑکے کے جو اٹھتے ہین تو گھٹا ٹوپ اندھیرا چھایا ہوا ہر سمت تیرہ و تار ظلمات کی سی کیفیت نمودار کوئی شے نظر ہی نہین آتی تو رکا فور سرا کے باہر آئے تو چوطرفہ دل بادل قبلہ کی طرف سے جھومتی ہوئی گھٹا اٹھی - کالی گھٹا متوالی گھٹا گھنگھور گھٹا - گھنیری گھٹا - ابر اٹکھیلیون پر ہے شاخین مستون کیطرح جھوم رہی ہین - ہوا اس زناٹے سے چل رہی ہے کہ کلیجہ لرزا جاتا ہے مرغان خوش نوا گھونسلون مین دبکے بیٹھے ہین - پرندہ

پڑہنین مارتا - ایکدفعہ ہی بجلی کونکی اور رعد نے گرجنا شروع کیا پھر تاریکی نے وہ زور باندھا کہ کالے کوسون تک کالی گھٹا ہی نظر آتی تھی اور ہوا سے سردسن سن کرتی جاتی تھی - شعر

آتش گل کا دھوان بام فلک تک پہونچا / جم گیا منزل خورشید کی چھت مین کا حلب
جوگیا بھیس ہے چرخ لگا ہے بھبھوت / یا کہ بیراگی ہی پربت پہ بچھائے کمل
ابر بجلی چل نہین سکتا وہ اندھیر الگھپ ہی / برق سے رعد یہ کہتا ہی کہ لا نا مشعل
جسطرف سے گئی بجلی پھر اودھر آنہ سکی / قلعۂ چرخ مین ہی بھول بھلیان بادل
کبھی ڈوبی کبھی اچھلی مہ نو کی کشتی / بحر اخضر مین تلاطم سے پڑی ہی ہلچل

ایکدفعہ ہی پھر دامنی دمکی اور بجلی چمکی تو اندھیری رات مین بس یہی معلوم ہوا کہ سونا کسوٹی پر کسا گیا چشم زدن مین برق چشمک زن اور اوپ انجن تھی اتنے مین ننھی ننھی بوندین پڑنے لگین - اور کسی شوخ پرفن نے الاپنا شروع کیا کہ

برسن کو آئین گھٹا کاری کاری / اودری دھمری کاری بکری کی اجیاری
کارے کارے بیرے پیر بدرا لیکھ / بدرا کی گرج سنت جیرا گرجت برسن کو آئین کاری

مگر تم انے پھر وہ زور باندھا کہ بادل اوپر ہی اوپر اڑ چھو ہوگئے کچھ یونہی سی بدلی تھی تو دیکھتے کیا ہین کہ دھانی دوپٹہ پھڑکاتی ایک حسین مہ جبین چمکتی چلی آتی ہے - وہ اودی اودی گھٹا اور وہ ہلکا دھانی دوپٹا فصل کی چیز ہر دلعزیز - پوچھا کہان سواری چلی مسکرا کر بصد ناز و ادا جواب دیا (لکھنؤ کا جہلم دیکھنے) میان آزاد تو لکھنؤ کے محرم الحرام اور مجالس عزا کی دھوم دھام پر لٹو ہوگئے تھے ٹھان لی کہ جہلم کی چہل پہل بھی دیکھین گے اور ضرور دیکھینگے ریل پر سوار ہوکر لکھنؤ داخل ہوگئے اور وہان سے تالکٹورے کی کربلا پہونچے الله الله جہانتک پیک نظر کی رسائی ہی - بگھیون اور اکون اور گھوڑون اور ہاتھیون اور رتھ اور بہل اور ڈولیون اور فنسون کا تانتا لگا ہے جدہر جاؤ دھوم جدہر دیکھو ہجوم - بانکے ترچھے تیکھے اور ے گٹھے تھے - تقدیرے - دو انگل کی ٹکے دار ٹوپیان اپنین سے مستک گاہ پر جمائے - انکھڑیون مین سرمہ لگائے بانڑی ٹیکتے - آنکھین سیکتے بررتے اینڈتے تنتے - اینٹھتے سنورتی کی بتن کمر توئی اور اوچی چولی کے انگرکھے پھڑکاتے پٹے جمائے جاتے ہین جو ہی اوچی بنا ڈنڈ پیل چہل کرتا ہی صوفیان صاف طینت مین ہو حق کی صدا بلند ہی مگر افشاے راز مین زبان بند ہی خوش باش بھی پودے جاتے ہین - ادہر ادھر دل بہلاتے ہین چانڈو باز بڑھ بڑھ کر دم لگاتے ہین جب گرباتے ہین تو دھوئین کے بقے اڑاتے ہین - میان آزاد گھبرائے کہ این یہان بھی چانڈو خانہ بھلا چانڈو اور بابو کا یہان کیا کام ہی واللہ کتنا ازدحام ہی امرا و رؤسا و عمائد شہر چھولداریون شامیانون خس کے بنگلون اور خیمون مین تین دن سے مقیم تھے امرا کی شان ہی اور تھی رؤسا کی آن بان ہی اور تھی کشمیر جنت نظیر کے شالبافون کا بار منت سب کی گردن پر تھا دوشالہ دوسالہ زیب دوش کوئی چاندی کی گڑگڑی گڑگڑاتا ہی - کوئی مشکبو دھوان دھار ہی پیچوان پیتا ہی - زیر انداز پر چوبی ہی حقہ کیا دھن کا حقہ نہین عصا ہی یہ موسیٰ کے ہاتھ کا یا ہیچان بولتا ہی مسیحا کے ہاتھ مین آگے بڑھتے ہین تو ارباب نشاط کے جمگھٹے معشوقون کے جھمکڑے وہ چھب وہ ادا - وہ ناز وہ غمزہ کہ زاہد صد سالہ بھی تسبیح و تہلیل بھول جائین اور صوفی کے بھی ہاتھ پانون بھول جائین میان آزاد گو رنگین طبع سودائی مزاج آدمی تھے مگر دیکھتے ہی بگڑ گئے اور ایسے گرمائے جیسے چولہے پر پانی چھڑک دیا لاحول و لا - انھون نے یہان بھی پیچھا نہ چھوڑا اس متبرک مقام سے منھ نہ موڑا - ایک عاشق سنتے ہی لال بھبھوکا ہوگئے - اور میان آزاد کی طرف گھور کر کہنے لگے - ع

دھوان بھٹی سے اُٹھکر یا الٰہی ابرِ رحمت ہو | کہ پیشِ زاہدانِ خشک تر دامن کی عزت ہو

اِتنے مین باجے کی آواز کان مین آئی۔ لوگون نے کہنا شروع کیا کہ جناب نواب ممتاز الدولہ بہادر کا تعزیہ آتا ہی بڑے دھوم دھڑکے سے اُٹھا ہی میان آزاد بھی ایک اونچے ٹیکرے پر کھڑے ہوگئے کہ کل کیفیت دیکھین۔ اللہ اللہ کوسون تک جلوس ہی ۵ ۴ ہاتھی دتیلے ایک دنتے مست دُم کٹے کوئی زنجیر کو سونڈ سے اُچھالتا ہی۔ کوئی جھومتا ہوا آتا ہی۔ کوئی سر پر خاک ڈالتا ہی مستیو نکی دھدت گھوڑے چابکی کی لت اونٹ بلبلاتے ہین شتر غمزے کرتے جاتے ہین۔ لاحول ولاقوۃ کیا کاڑک کھڈ بھیانک جا بوز ہی ماشاء اللہ کیا قطع ہی یہ گردن ہی یا شیطان کی آنت باجے والے ورد وبان ڈانٹے گھوڑون پر اکڑے بیٹھے ہین دماغ عرشِ برین پر ہے پیچھے زمین آسمان بالاے سر ہی۔ خاکی پلٹن کے چارسو تلنگے رپ رپ کرتے جا رہے ہین برچھی بردارونکی لال لال وردی سے گل لالہ کھلا تھا۔ سرخ سرخ بیر بہوٹی بنے ہوے بان بردار بان چمکاتے پھریرے اُڑاتے بڑے دھڑلے سے آتے ہین۔ بادبہاری شہید کربلا کی سواری طنبورے چھیڑ رہے ہین باجے نے رنگ جمایا کہ راگ اور راگنی نے مرحبا کا طنطنہ بلند فرمایا لنتان کی وہ آن بان کہ ع۔ عجب تیری قدرت عجب تیری شان کشتیون کی قطار اور آئینہ گلاب پاش عنبر بار گنگا جمنی پر بہار انگیٹھیون مین مشک اذفر نافہ وعنبر۔ چوبدار عصاے نقرئی وطلائی لیے جلوس کا زیب زین ہی۔ کسی سمت آہ وبکا اور صدائے بین ہی۔ چپراسی لال لال پگیان جمائے ہدہد کی صورت بنائے ہاتھ مین خوشنما لکڑیان اور اُنمین پیتل کی پھلیان۔ پھکیت گتکہ لیے اکڑتے ہین گھائی اور چھوٹ لڑ رہے ہین طمانچہ دکھایا اور ہاتھ گھومایا باہر دیا اور مکٹی کا ہاتھ لگایا۔ گتکہ سو قدم پر اُچھل گیا۔ ہاتھون ہاتھ

سیر بھر حلوا سوہن لیا یہ چمکایا وہ گرگ کر پالٹ کا بھرپور ہاتھ لگایا واہ اُستاد اس صفائی کے قربان کیون نہو واہ پہلوان پھر ایکدفعہ ہی تین کی دوہری صاف کی توپرے کے پرے صاف کھیت کھار لڑتے ہین گتکے پر گتکے پڑتے ہین۔ اب ماتم دارون کا نام لیا تو کردبیون نے عرشِ برین کو تھام لیا زمین کا گھوارہ ڈانوان ڈول تھا ہزارون کا غول تھا اور حسن اور حسین کی صدا نہ کرسی آسمان تک بلند تھی۔ گریہ وزاری بکا و اشکباری اور برسون سے دوچند تھی ہزارہا عزادار شریک ماتم سینہ مجروح آنکھین پرنم مرثیہ خوان خوش الحان گریہ کنان جھان جھان جا رہے ہین ؎

واحسرتا کہ ماہِ محرم گذر گیا | اور چہلم امام دوعالم گذر گیا
تیسرا مصرع غل مین سن نہ سکے | ماتم رہا یہ موسم ماتم گذر گیا

اک دن اسیطرح سے یہ دنیا تمام ہے
پر شاہ کربلا کی عزا ناتمام ہے

اور یون بیان کرتے تھے سجاد خستہ حال | بندی بنا کے لیچلے دیکھو یہ بد خصال
سر ننگے بال کھولے مرا کاروان تھا | سب اونٹ پر سوار تھے مین سا رہا تھا

اتنے مین ریلا آیا تو ٹیپ کا شعر سننا محال ہوگیا اسکے بعد کوئی ۵ ۳ تعزیے آئے۔ ایک سے ایک خوشنما ہر ایک ضریح مبارک قابل دید تھی بلکہ دید تھی نہ شنید تھی چہ طرفہ علم اور سونے کے پنجے اور سہرا اور انمین گوہر شاہوار لٹکتے اور دُرِ یتیم و آبدار جھلکتے۔ پھولونکی بو باس سے دماغ طبلۂ عطار بن گیا۔ دلدل سبحان اللہ سبحان اللہ آہوے شکار تند خو راہوار۔ سمند دغا پسند۔ گررنگ نقرہ خنگ جو یا جنگ۔ کمیت اور سرنگ سونے کی دمچی۔ گنگا جمنی لٹو ڈھال نڈھال اسکے برابر شمشیر خارا شگاف وخوش غلاف لٹکتی ہوئی۔ چادر مین خون کے ایسے دھبے جسنے عزادارون کو خون رُلایا۔ ہر مومن پاک آنسو بھر لایا۔ بس یہی معلوم ہوتا تھا

پر نہین مارتا - ایکدفعہ ہی بجلی لونکی اور رعد نے گرجنا شروع کیا پھر تاریکی نے وہ زور باندھا کہ کاٹے کو سون تک کالی گھٹا ہی نظر آتی تھی اور ہوا سے سر دسن سن کرتی جاتی تھی - شعر

آتش گل کا دھوان بام فلک تک پہونچا　　جم گیا منزل خورشید کی چھت مین کا جل
جو گیا بھیس ہے چرخ لگائے ہے بھبھوت　　یا کہ بیراگی ہے پربت پہ بچھائے کمل
ابر بھی چل نہین سکتا وہ اندھیر اگھپ ہے　　برق سے رعد یہ کہتا ہے کہ لانا مشعل
جسطرف سے گئی بجلی پھر اودھر آنہ سکی　　قلعۂ چرخ مین ہے بھول بھلیان بادل
کبھی ڈوبی کبھی اچھلی مہ نو کی کشتی　　بحر اخضر مین تلاطم سے پڑی ہے ہلچل

ایکدفعہ ہی پھر دامنی دمکی اور بجلی چمکی تو اندھیری رات مین بس یہی معلوم ہوا کہ سونا کسوٹی پر کسا گیا چشم زدن مین برق چشمک زن اوپ انجن بھی اتنے مین ننھی ننھی بوندین پڑنے لگین۔ اور کسی شوخ پرفن نے الاپنا شروع کیا کہ

برسن کو آئین گھٹا کاری کاری　　اودری دھمری کاری بکری بجلی اجیاری
کارے کارے ہیرے پیر بدرا لیچھ　　بدرا کی گرج سبت ہیر اگرجت بین بنسن کاری کو اجھو

مگر ہوا نے پھر وہ زور باندھا کہ بادل اوپر ہی اوپر اڑ پچھوا ہو گئے کچھ یونہی سی بدلی تھی تو دیکھتے کیا ہین کہ دھانی دوپٹہ پھڑکاتی ایک حسین مہ جبین چمکتی چلی آتی ہے - وہ اودی اودی گھٹا اور وہ ہلکا دھانی دوپٹا فصل کی چیز ہر دلعزیز - پوچھا کہان سواری چلی مسکرا کر بصد ناز و ادا جواب دیا (لکھنو کا جہلم دیکھنے) میان آزاد تو لکھنو کے محرم الحرام اور مجالس عزا کی دھوم دھام پر لٹو ہو گئے تھے ٹھان لی کہ جہلم کی جہل پہل بھی دیکھین گے اور ضرور دیکھین گے ریل پر سوار ہو کر لکھنو داخل ہو گئے اور وہان سے تالکٹورے کی کربلا پہونچے اللہ اللہ جہانتک بیک نظر کی رسائی ہے - بگھیون اور لکون اور گھوڑون اور ہاتھیون اور رتھ اور بہل اور ڈولیون اور پنسون کا تانتا لگا ہے جدھر جاؤ دھوم جدھر دیکھو ہجوم - بانکے ترچھے ترچھے ٹورے گنڈے تھے - نقدیرے - دو انگل کی نکے دار ٹوپیان اپیین سے مستک گاہ پر جمائے - انکھڑیون مین سرمہ لگائے بانڈی ٹیکتے - آنکھین سیکتے بیرتے اینڈتے ٹنتے - اینٹھتے سنتی کی بین کمر توڑی اور اونچی چولی کے انگرکھے پھڑکاتے ہوئے جمائے جارہے ہین جو ہے اونچی بنا ڈنڈ پیل چوبل کرتا ہے صوفیان صافی طینت مین ہو حق کی صدا بلند ہے مگر افشاے راز مین زبان بند ہے خوش باش بھی بوقدمے جاتے ہین - ادھر اودھر دل بہلاتے ہین چانڈو باز بڑھ بڑھ کر دم لگاتے ہین جب گرماتے ہین تو دھوئین کے بقے اڑاتے ہین - میان آزاد گھبرائے کہ این یہان بھی چانڈو خانہ بھلا چانڈو اور بانو کا یہان کیا کام ہے واللہ کتنا ازدحام ہے امرا و رؤسا و عمائد شہر چھولداریون شامیانون خس کے بنگلون اور خیمون مین تین دن سے مقیم تھے امرا کی شان ہی اور تھی رؤسا کی آن بان ہی اور تھی کشمیر جنت نظیر کے شالبافون کا بار منت سب کی گردن پر تھا دوشالہ دوشالہ زیب دوش کوئی چاندی کی گرگری گڑگڑاتا ہے - کوئی مشکبو دھوان دھار ہے پیچوان پیتا ہے - زیرانداز پر چوبین چقہ کیا دھن ہے حقہ نہین عصا ہے یہ موسی کے ہاتھ مین بیجان بولتا ہے مسیحا کے ہاتھ مین آگے بڑھتے ہین تو ارباب نشاط کے جمگھٹے معشوقون کے جھمکڑے وہ چھب وہ ادا - وہ ناز وہ غمزہ کہ زاہد صد سالہ بھی تسبیح و تہلیل بھول جائین اور صوفی کے بھی ہاتھ پانون بھول جائین میان آزاد گو رنگین طبع سودائی مزاج آدمی تھے مگر دیکھتے ہی بگڑ گئے اور ایسے گرمائے جیسے چوٹے پر پانی چھڑک دیا لاحول و لا - انھون نے یہان بھی پیچھا نہ چھوڑا اس متبرک مقام سے منھ نہ موڑا - ایک عاشق سنتے ہی لال بھبھوکا ہو گئے - اور میان آزاد کی طرف گھور کر کہنے لگے - ع

دھوان بھٹی سے اُٹھکر یا آئی ابر رحمت ہو | کہ پیش زاہدانِ خشک تر دامن کی عزت ہو

اِتنے مین باجے کی آواز کان مین آئی۔ لوگون نے کہنا شروع کیا کہ جناب نواب ممتاز الدولہ بہادر کا تعزیہ آتا ہی بڑے دھوم دھڑکے سے اُٹھا ہی میان آزاد بھی ایک اونچے ٹیکرے پر کھڑے ہو گئے کہ کل کیفیت دیکھین۔ اللہ اللہ کوسون تک جلوس ہی ۵ ۴ ہاتھی دتیلے ایک دنتے مست دُم کٹے کوئی زنجیر کو سونڈ سے اُچھالتا ہی۔ کوئی جھومتا ہوا آتا ہی۔ کوئی سر پر خاک ڈالتا ہی۔ میستیونکی دھت گھوڑے چابکی کی لت اونٹ بلبلاتے ہین بشتر غمزے کرتے جاتے ہین۔ لاحول ولا قوۃ کیا کاڈاک کھڈ بھیانک حلیوز ہی ماشاء اللہ کیا قطع ہی یہ گردن ہی یا شیطان کی آنت باجے والے وردیان ڈانٹے گھوڑون پر اکڑے بیٹھے ہین دماغ عرش برین پر ہے یعنی زمین آسمان بالاے سر ہی۔ خاکی پلٹن کے چار سو تلنگے رپ رپ کرتے جا رہے ہین برچھی بردارونکی ململ لال وردی سے گل لالہ کھلا تھا۔ سرخا سرخ بیر بہوٹی بنے ہوے بان بردار بان چمکاتے پھر رہے اُڑاتے بڑے دھڑلے سے تھے ہین۔ بادبہاری شہید کربلا کی سواری طنبورے چھڑ رہے ہین باجے نے رنگ جمایا کہ راگ اور راگنی نے مرحبا کا طنطنہ بلند فرمایا لفظان کی وہ آن بان کہ ع۔ عجب تیری قدرت عجب تیری شان کشتیون کی قطار اور آبنر گلاب پاش عنبر بار گنگا جمنی پر بہار انگیٹھیون مین مشک اذفر نافہ و عنبر۔ چوبدار عصاے نقرئی و طلائی لیے جلوس کا زیب و زین ہی۔ کسی سمت آہ و بکا اور صدا ہے بین ہی چپراسی لال لال پگیان جمائے ہدہد کی صورت بنائے ہاتھ مین خوشنما لکڑیان اور اُنمین پیتل کی پھلیان۔ پھکیت گتکہ لیے اکڑتے ہین گھائی اور چھوٹ لڑ رہی ہین طمانچہ دکھایا اور ہاتھ گھوٹا یا باہر ڈالا اور پھنکیتی کا ہاتھ لگایا۔ گتکہ سو قدم پر اُچھل گیا۔ ہاتھون ہاتھ سیپر بھر حلوا سوہن لیا یہ چمکایا وہ گرگ کر پالٹ کا بھرپور ہاتھ لگایا واہ اُستاد اس صفائی کے قربان کیون نہو واہ پہلوان پھر ایکدفعہ ہی تین کی دوہری صاف کی تو پرے کے پرے صاف بھرے بیچ کھیت کھار لڑتے ہین گتکے پر گتکے پڑتے ہین۔ اب ماتم دارون کا نام لیا تو کروبیون نے عرش برین کو تھام لیا زمین کا گھوارہ ڈانواڈول تھا ہزارون کا غول تھا اور حسن اور حسین کی صدا نہ کرسی آسمان تک بلند تھی۔ گریہ وزاری بکاؤ اشکباری اور برسون سے دو چند تھی ہزارہا عزادار شریک ماتم سینہ مجروح آنکھین پرنم مرثیہ خوان خوش الحان گریہ کنان جھان جھان جا رہے ہین ؎

واحسرتا کہ ماہ محرم گذر گیا | اور چہلم امام دو عالم گذر گیا
تیسرا مصرع غل مین سن نہ سکے | ماتم رہا یہ موسم ماتم گذر گیا

اک دن اسیطرح سے یہ دنیا تمام ہے
پر شاہ کربلا کی عزا نا تمام ہے

اور یون بیان کرتے تھے سجاد خستہ حال | بندی بنا کے لیچلے دیکھو یہ بدخصال
سر ننگے بال کھولے مرا کاروان تھا | سب اونٹ پر سوار تھے مین سار بان تھا

اتنے مین ریلا آیا تو بیٹ کا شعر سننا محال ہو گیا اسکے بعد کوئی ۵ ۳ تعزیے آئے۔ ایک سے ایک خوشنما ہر ایک ضریح مبارک قابل دید تھی بلکہ دید تھی نہ شنید تھی چہ طرفہ علم اور سونے کے پنجے اور سہرا اور انمین گوہر شاہوار لٹکتے اور در یتیم و آبدار جھلکتے۔ پھولونکی بوباس سے دماغ طبلہ عطار بن گیا۔ دلدل سبحان اللہ سبحان اللہ اشہب آہو شکار تند خورا ہوار۔ سمند دعا پسند۔ گرنگ نقرہ خنگ جو یکے خنگ کمیت اور سرنگ سونے کی دیچی۔ گنگا جمنی لٹو ڈھال نڈھال اسکے برابر شمشیر خارا شگاف و خوش غلاف لٹکتی ہوئی۔ چادرین خون کے ایسے دھبے جنسے عزادارون کو خون رُلایا۔ ہر مومن پاک آنسو بھر لایا۔ بس یہی معلوم ہوتا تھا

پر نہین مارتا - ایکدفعہ ہی بجلی لونکی اور رعد نے گرجنا شروع کیا پھر تاریکی نے وہ زور باندھا کہ کاٹے کو سوت تک کی کالی گھٹا ہی نظر آتی تھی اور ہوا سے سر دسن سن کرتی جاتی تھی - شعر

آتش گل کا دھوان بام فلک تک پہونچا	جم گیا منزل خورشید کی چھت مین کاجل
جو گیا بھیس کیے چرخ لگا کر ہے بھبوت	یا کہ بیراگی ہی پربت پہ بچھائے کمل
ابر بھی چل نہین سکتا وہ اندھیرا گھپ ہی	برق سے رعد یہ کہتا ہی کہ لانا مشعل
جسطرف سے گئی بجلی پھر ادھر آنہ سکی	قلعۂ چرخ مین ہی بھول بھلیان بادل
کبھی ڈوبی کبھی اچھلی مہ نو کی کشتی	بحر اخضر مین تلاطم سے پڑی ہی ہلچل

ایکدفعہ ہی پھر دامنی دمکی اور بجلی چمکی تو اندھیری رات مین بس یہی معلوم ہوا کہ سونا کسوٹی پر کسا گیا - چشم زدن مین برق چشمک زن اور ابر انجن بھی اتنے مین ننھی ننھی بوندین پڑنے لگین - اور کسی شوخ پرفن نے الاپنا شروع کیا کہ

برسن کو آئین گھٹا کاری کاری	اودی دھمری کاری بجری پی بن اجیاری
کارے کارے پیرے بیر بدرا آئے	بدرا کی گرج سنت جیرا گھبرائے برسن کو آئین کاری

مگر ہوا نے پھر وہ زور باندھا کہ بادل اور بھی اوپر اڑ چھو ہو گئے کچھ یونہی سی بدلی تھی تو دیکھتے کیا ہین کہ دھانی دوپٹہ پھڑکاتی ایک حسین مہ جبین چمکتی چلی آتی ہے - وہ اودی اودی گھٹا اور وہ ہلکا دھانی دوپٹا فصل کی چیز ہر دلعزیز - پوچھا کہان سواری چلی مسکرا کر بصد ناز و ادا جواب دیا (لکھنؤ کا چہلم دیکھنے) میان آزاد تو لکھنؤ کے محرم الحرام اور مجالس عزا کی دھوم دھام پر لٹو ہو گئے تھے ٹھان لی کہ چہلم کی چہل پہل بھی دیکھین گے اور ضرور دیکھین گے ریل پر سوار ہو کر لکھنؤ داخل ہو گئے اور وہانسے تالکٹورے کی کربلا پہونچے اللہ اللہ جہانتک بیک نظر کی رسائی ہی - بگھیون اور اکون اور گھوڑون اور ہاتھیون اور رتھ اور بہل اور ڈولیون اور فینسون کا تانتا لگا ہے جدھر جاؤ دھوم جدھر دیکھو ہجوم - بانکے ترچھے چھیلے

ڈورے کنڈے بقے - تقدیرے - دو انگل کی نکے دار ٹوپیان الپین سے مستک گاہ پر جمائے - انکھڑیون مین سرمہ لگائے بانڈی ٹیکتے - آنکھین سینکتے بر رتے اینڈتے ٹھنتے - اینٹھتے سنتی کی بتن کمر توڑی اور اونچی چولی کے انگرکھے پھڑکاتے ہوے جمائے جا رہے ہین جو ہی اونچی بنا ڈنڈ پیل چوبل کرتا ہی صوفیان صافی طینت مین ہو حق کی صدا بلند ہی مگر افشاے راز مین زبان بند ہی خوش باش بھی یو قدمے جاتے ہین - ادھر ادھر دل بہلاتے ہین چانڈو باز بڑھ بڑھ کر دم لگاتے ہین جب گرماتے ہین تو دھوئین کے بقے اڑاتے ہین - میان آزاد گھبرائے کہ این یہان بھی چانڈوخانہ بھلا چانڈو اور یا ہو کا یہان کیا کام ہی واللہ کتنا ازدحام ہی امرا و رؤسا عمائد شہر چھولداریون شامیانون خس کے بنگلون اور خیمون مین تین دن سے مقیم تھے امرا کی شان ہی اور تھی رؤسا کی آن بان ہی اور تھی کشمیر جنت نظیر کے شالبافون کا بار منت سب کی گردن پر تھا دوشالہ دوشالہ زیب دوش کوئی چاندی کی گڑگڑی گڑگڑاتا ہے - کوئی مشکبو دھوان دھار ہیچوان پیتا ہی - زیرانداز پر چوبن حقہ کیا دھن ہی حقہ نہین عصا ہی یہ موسیٰ کے ہاتھ مین ہیچوان بولتا ہی مسیحا کے ہاتھ مین آگے بڑھتے ہین تو ارباب نشاط کے جھمکٹے معشوقون کے جمگٹے وہ چھب وہ ادا - وہ ناز وہ غمزہ کہ زاہد صد سالہ بھی تسبیح و تہلیل بھول جائین اور صوفی کے بھی ہاتھ پانون بھول جائین میان آزاد گو رنگین طبع سودائی مزاج آدمی تھے مگر دیکھتے ہی بگڑ گئے اور ایسے گرمائے جیسے چولھے پر پانی چھڑک دیا لاحول و لا - انھون نے یہان بھی پیچھا نہ چھوڑا اس متبرک مقام سے منھ نہ موڑا - ایک عاشق سنتے ہی لال بھبھوکا ہو گئے - اور میان آزاد کی طرف گھور کر کہنے لگے - ع

دھوان بھٹّی سے اُٹھکر یا الٰہی ابرِ رحمت ہو | کہ پیش زاہدانِ خشک تر دامن کی عزت ہو

اِتنے مین باجے کی آواز کان مین آئی - لوگون نے کہنا شروع کیا کہ جناب نواب ممتاز الدولہ بہادر کا تعزیہ آتا ہی بڑے دھوم دھڑکے سے اُٹھا ہی میان آزاد بھی ایک اونچے ٹیکرے پر کھڑے ہو گئے کہ کل کیفیت دیکھین - اللہ اللہ کوسون تک جلوس ہی ۴۵ ہاتھی دتیلے ایک دنتے مست دُم کٹے کوئی زنجیر کو سونڈ سے اُچھالتا ہی - کوئی جھومتا ہوا آتا ہی - کوئی سر پر خاک ڈالتا ہی مسیتیونکی دھت گھوڑے چابکی کی لت اونٹ بلبلاتے ہین شتر غمزے کرتے جاتے ہین - لاحول ولا قوۃ کیا کا ڈاک کھڈ بھیا نک چال بوز ہی ماشاء اللہ کیا قطع ہی یہ گردن ہی یا شیطان کی آنت باجے والے وردیان ڈانٹے گھوڑون پر اکڑے بیٹھے ہین دماغ عرش برین پر ہے پیچھے زمین آسمان بالاے سر ہی - خاکی پلٹن کے چارسو تلنگے رپ رپ کرتے جا رہے ہین برچھی بردارونکی لال لال وردی سے گل لالہ کھلا تھا - سرخا سنج بیر بہوٹی بنے ہوے بان بردار بان چمکاتے پھر رہے اُڑاتے بڑے دھڑلے سے تھے ہین - بادبہاری شہید کربلا کی سواری طنبورے چھیڑ رہے ہین باجے نے رنگ جمایا کہ راگ اور راگنی نے مرحبا کا طنطنہ بلند فرمایا الفتان کی وہ آن بان کہ ع - عجب تیری قدرت عجب تیری شان کشتیون کی قطار اور اُنپر گلاب پاش عنبر بار گنگا جمنی پر بہار انگیٹھیون مین مشک اذفر نافہ و عنبر - چوبدار عصای نقرئی و طلائی لیے جلوس کا زیب و زین ہی - کسی سمت آہ و بکا اور صدا ے بین ہی چپراسی لال لال پگیان جمائے ہدہد کی صورت بنائے ہاتھ مین خوشنما لکڑیان اور اُنمین پیتل کی پھلیان - پھکیت گتکہ لیے اکڑتے ہین گھائی اور چھوٹ لڑ رہے ہین طمانچہ دکھایا اور ہاتھ گھومایا باہر دیا اور پتکی کا ہاتھ لگایا - گتکہ سہ قدم پر اُچھل گیا - ہاتھون ہاتھ

سیسر پھر حلوا سوہن لیا یہ چمکایا وہ گرک کر بالیٹ کا بھرپور ہاتھ لگایا واہ اُستاد اس صفائی کے قربان کیون نہو واہ پہلوان پھر اکدفعہ ہی تین کی دوہری صاف کی تو پرے کے پرے صاف کھیے پیچ کھیت کھار لڑتے ہین گتکے پر گتکے پڑتے ہین - اب ماتم دارون کا نام لیا تو کرّوبیون نے عرش برین کو تھام لیا زمین کا گھوارہ ڈانوان ڈول تھا ہزارون کا غول تھا اور حسن اور حسین کی صدا نہ کرسی آسمان تک بلند تھی - گریہ وزاری بکا و اشکباری اور برسون سے دوچند تھی ہزارہا عزادار شریک ماتم سینہ مجروح آنکھین پُرنم مرثیہ خوان خوش الحان گریہ کنان جھان جھان جا رہے ہین ؎

واحسرتا کہ ماہ محرم گذر گیا | اور چہلم امام دوعالم گذر گیا
تیسرا مصرع غل مین سن نہ سکے | ماتم رہا یہ موسم ماتم گذر گیا

اک دن اسیطرح سے یہ دنیا تمام ہے
پر شاہ کربلا کی عزا ناتمام ہے

اور یون بیان کرتے تھے سجاد خستہ حال | بندی بنا کے لیچلے دیکھو یہ بد خصال
سر ننگے بال کھولے مرا کاروان تھا | سب اونٹ پر سوار تھے مین ساربان تھا

اتنے مین ریلا آیا تو ٹیپ کا شعر سننا محال ہو گیا اسکے بعد کوئی ۳۵ تعزیے آئے - ایک سے ایک خوشنما ہر ایک ضریح مبارک قابل دید تھی بلکہ دید تھی نہ شنید تھی چہ طرفہ علم اور سونے کے پنجے اور سہرا اور انمین گوہر شاہوار لٹکتے اور دُرّ یتیم و آبدار جھلکتے - پھولونکی بوباس سے دماغ طبلۂ عطار بن گیا - دلدل سبحان اللہ سبحان اللہ شہب آہو شکار تند خور راہوار - سمند و غالیسند - گرنگ نقرہ خنگ جوئیے جنگ - کمیت اور سبز رنگ سونے کی دمچی - گنگا جمنی لٹو ڈھال نڈھال اسکے برابر شمشیر خار اشگاف و خوش غلاف لٹکتی ہوئی - چادر مین خون کے ایسے دھبے جنسے عزادارون کو خون رُلایا - ہر مومن پاک آنسو بھر لایا - بس یہی معلوم ہوتا تھا

پرہنین مارتا - ایکدفعہ ہی بجلی لونکی اور رعد نے گرجنا شروع کیا پھر تاریکی نے وہ زور باندھا کہ کالے کوسون تک کالی کالی گھٹا ہی نظر آتی تھی اور ہوا سے سر دسن سن کرتی جاتی تھی - شعر

آتش گل کا دھوان بام فلک تک پہونچا — جم گیا منزل خورشید کی چھت مین کاجل
جو گیا بھیس سے چرخ لگا کر ہے بھبھوت — یا کہ بیراگی ہی پربت پہ بچھائے کمل
ابر بھی چل نہین سکتا وہ اندھیرا الٹا ہی — برق سے رعد یہ کہتا ہی کہ لانا مشعل
جسطرف سے گئی بجلی پھر اودھر آنہ سکی — قلعۂ چرخ مین ہی بھول بھلیان بادل
کبھی ڈوبی کبھی اچھلی مہ نو کی کشتی — بحر اخضر مین تلاطم سے پڑی ہی ہلچل

ایکدفعہ ہی پھر دامنی دمکی اور بجلی چمکی تو اندھیری رات مین بس یہی معلوم ہوا کہ سونا کسوٹی پر کسا گیا چشم زدن مین برق چشمک زن اوپ البحن بھی اتنے مین ننھی ننھی بوندین پڑنے لگین - اور کسی شوخ پرفن نے الاپنا شروع کیا کہ

برسن کو آئین گھٹا کاری کاری — اودری دھمری کاری کجری پی بن اجیاری
کارے کارے پیر سے پیر بدرا آئی سگھی — بدرا کی گرج سن سہت جیرا گرجت برسن کا رہی تو آئین

مگر ہوا نے پھر وہ زور باندھا کہ بادل اوپر ہی اوپر اڑ چھو ہو گئے کچھ یونہی سی بدلی تھی تو دیکھتے کیا ہین کہ دھانی دوپٹہ پھڑکاتی ایک حسین مہ جبین چمکتی چلی آتی ہے - وہ اودی اودی گھٹا اور وہ ہلکا دھانی دوپٹا فصل کی چیز ہر دلعزیز - پوچھا کہان سواری چلی مسکرا کر بصد ناز و ادا جواب دیا (لکھنؤ کا جہلم دیکھنے) میان آزاد تو لکھنؤ کے محرم الحرام اور مجالس عزا کی دھوم دھام پر لٹو ہو گئے تھے ٹھان لی کہ جہلم کی چہل پہل بھی دیکھین گے اور ضرور دیکھین گے ریل پر سوار ہو کر لکھنؤ داخل ہو گئے اور وہان سے تالکٹورے کی کربلا پہونچے اللہ اللہ جہانتک بیک نظر کی رسائی ہی - بگھیون اور اکون اور گھوڑون اور ہاتھیون اور رتھ اور بہل اور ڈولیون اور فینسون کا تانتا لگا ہے جدھر جاؤ دھوم جدھر دیکھو ہجوم - بانکے ترچھے تیکھے ٹورے گنڈے تھے - نقدیرے - دو انگل کی نکے دار ٹوپیان اپنین سے مستک گاہ پر جمائے - انکھڑیون مین سرمہ لگائے بانڈی ٹیکتے - آنکھین سیکتے پر رتے اینڈتے بنتے - اینٹھتے سنٹرتی کی بتن کمر توئی اور اونچی چولی کے انگرکھے پھڑکاتے ہوئے جمائے جاتے ہین جو ہو اوپچی بنا ڈنڈ پیل چوبل کرتا ہی صوفیان صافی طینت مین ہو حق کی صدا بلند ہی مگر افشائے راز مین زبان بند ہی خوش باش بھی بوقدمے جاتے ہین - ادھر ادھر دل بہلاتے ہین چانڈو باز بڑھ بڑھ کر دم لگاتے ہین جب گراتے ہین تو دھوئین کے بقے اڑاتے ہین - میان آزاد گھبرائے کہ این یہان بھی چانڈو خانہ بھلا چانڈو اور یا ہو کا یہان کیا کام ہی واللہ کتنا ازدحام ہی امرا و رؤسا و عمائد شہر چھولداریون شامیانون خس کے بنگلون اور خیمون مین تین دن سے مقیم تھے امرا کی شان ہی اور تھی رؤسا کی آن بان ہی اور تھی کشمیر جنت نظیر کے شالباقون کا بار منت سب کی گردن پر تھا دوشالہ دوشالہ زیب دوش، کوئی چاندی کی گڑگڑی گڑگڑاتا ہی - کوئی مشکبو دھوان دھار ہی پیچوان پیتا ہی - زیر انداز پر جو بن دیکھیے کیا دھن ہی حقہ نہین عصا ہی یہ موسی کے ہاتھ مین بیجان بولتا ہی مسیحا کے ہاتھ مین آگے بڑھتے ہین تو ارباب نشاط کے جمگھٹے معشوقون کے جمگھٹے وہ سج دھج وہ ادا - وہ ناز وہ غمزہ کہ زاہد صد سالہ بھی تسبیح و تہلیل بھول جائین اور صوفی کے کبھی ہاتھ پانون پھول جائین میان آزاد گو رنگین طبع سودائی مزاج آدمی تھے مگر دیکھتے ہی بگڑ گئے اور ایسے گرمائے جیسے چولہے پر پانی چھڑک دیا لاحول و لا - انھون نے یہان بھی پیچھا نہ چھوڑا اس متبرک مقام سے منھ نہ موڑا - ایک عاشق سنتے ہی لال بھبھوکا ہو گئے - اور میان آزاد کی طرف گھور کر کہنے لگے - ؎

دھوان بھٹی سے اُٹھکر یا آئی ابر رحمت ہو — کہ پیش زاہدان خشک تر دامن کی عزت ہو

اِتنے مین باجے کی آواز کان مین آئی - لوگون نے کہنا شروع کیا کہ جناب نواب ممتاز الدولہ بہادر کا تعزیہ آتا ہی بڑے دھوم دھڑکے سے اُٹھا ہی - میان آزاد بھی ایک اونچے ٹیکرے پر کھڑے ہو گئے کہ کل کیفیت دیکھین - اللہ اللہ کوسون تک جلوس ہی ۵۴ ہاتھی دتیلے ایک دنتے مست دُم کٹے کوئی زنجیر کو سونڈ سے اُچھالتا ہی - کوئی جھومتا ہوا آتا ہی - کوئی سر پر خاک ڈالتا ہی - سیستیونکی دھت گھوڑے چابکی کی لت اونٹ بلبلاتے ہین - شتر غمزے کرتے جاتے ہین - لاحول ولا قوۃ کیا کا ڈاک کھڈ بھیانک جا بوز ہی ماشاء اللہ کیا قطع ہی یہ گردن ہی یا شیطان کی آنت باجے والے وردیان ڈانٹے گھوڑون پر اکڑے بیٹھے ہین دماغ عرش برین پر ہے ہیچے زمین آسمان بالاے سر ہی - خاکی پلٹن کے چارسو تلنگے رپ رپ کرتے جا رہے ہین برچھی بردارونکی لال لال وردی سے گل لالہ کھلا تھا - سرخ سنج بیربہوٹی بنے ہوے بان بردار بان چمکاتے پھر رہے اُڑاتے بڑے دھڑلے سے آتھ ہین - بادبہاری شہید کربلا کی سواری طنبورے چھڑ رہے ہین باجے نے رنگ جمایا کہ راگ اور راگنی نے مرحبا کا طنطنہ بلند فرمایا نشان کی وہ آن بان کہ ع - عجب تیری قدرت عجب تیری شان کشتیون کی قطار اور اُنپر گلاب پاش عنبر بار گنگا جمنی پر بہار انگیٹھیون مین مشک اذفر نافہ وعنبر - چوبدار عصای نقرئی وطلائی لیے جلوس کا زیب زین ہی - کسی سمت آہ وبکا اور صدا ہے بین ہی - چپراسی لال لال پگیان جمائے ہدہد کی صورت بنائے ہاتھ مین خوشنما لکڑیان اور اُنمین پیتل کی پھلیان - پھکیت گتکہ لیے اکڑتے ہین گھائی اور چھوٹ لڑ رہی ہین طمانچہ دکھایا اور ہاتھ گھوٹا یا باہر دیا اور بنکیٹی کا ہاتھ لگایا - گتکہ سہ قدم پر اُچھل گیا - ہاتھون ہاتھ

سیسر بھر حلوا سوہن لیا یہ چمکایا وہ کڑک کر بالیٹ کا بھرپور ہاتھ لگایا واہ اُستاد اس صفائی کے قربان کیون نہو واہ پہلوان پھر الکدفعہ ہی تین کی دوہری صاف کی تو پرے کے پرے صاف بھے بیچ کھیت کھار لڑتے ہین گتکے پر گتکے پڑتے ہین - اب ماتم دارون کا نام لیا تو کروبیون نے عرش برین کو تھام لیا زمین کا گہوارہ ڈانواں ڈول تھا ہزارون کا غول تھا اور حسن اور حسین کی صدا نہ کرسی آسمان تک بلند تھی - گریہ وزاری بکا و اشکباری اور برسون سے دو چند تھی ہزارہا عزادار شریک ماتم سینہ مجروح آنکھین پرنم مرثیہ خوان خوش الحان گریہ کنان جھان جھان جا رہے ہین سے

واحسرتا کہ ماہ محرم گذر گیا — اور چہلم امام دوعالم گذر گیا
تیسر امصرع غل مین سن نہ سکے — ماتم رہا یہ موسم ماتم گذر گیا

اک دن اسیطرح سے یہ دنیا تمام ہے
پر شاہ کربلا کی عزا نا تمام ہے

اور یون بیان کرتے تھے سجاد خستہ حال — بندی بناکے لیچلے دیکھو یہ بدخصال
سر ننگے بال کھولے مرا کاروان تھا — سب اونٹ پر سوار تھے مین ساربان تھا

اتنے مین ریلا آیا تو ٹیپ کا شعر سننا محال ہو گیا اسکے بعد کوئی ۳۵ تعزیے آئے - ایک سے ایک خوشنما ہر ایک ضریح مبارک قابل دید تھی بلکہ دید تھی نہ شنید تھی چہار طرفہ علم اور سونے کے پنجے اور سہرا اور انمین گوہر شاہوار لٹکتے اور دُر یتیم وآبدار جھلکتے - پھولونکی بوباس سے دماغ طبلۂ عطار بن گیا - دلدل سبحان اللہ سبحان اللہ شہب آہو شکار تند خورا ہوار - سمند رعنا پسند - گر رنگ نقرہ خنگ جو یہ خنگ کمیت اور سرنگ سونے کی دیچی - گنگا جمنی لٹو ڈھال نڈھال اسکے برابر شمشیر خارا شگاف وخوش غلاف لٹکتی ہوئی - چادر مین خون کے ایسے دھبے جنہنے عزادارون کو خون رُلایا - ہر مومن پاک آنسو بھر لایا - بس یہی معلوم ہوتا تھا

پڑہین مارتا - ایکدفعہ ہی بجلی لونکی اور رعد نے گرجنا شروع کیا پھر تاریکی نے وہ زور باندھا کہ کانے کوسون تک کالی گھٹا ہی نظر آتی تھی اور ہوا سے سردسن سن کرتی جاتی تھی - ؎

آتش گل کا دھوان بام فلک تک پہونچا ۔ جم گیا منزل خورشید کی چھت مین کاجل
جوگیا بھیس ہے چرخ لگائے ہے بھبھوت ۔ یا کہ بیراگی ہی پربت پہ بچھائے کمل
ابر بھی چل نہین سکتا وہ اندھیر الگھپ ہی ۔ برق سے رعد یہ کہتا ہی کہ لا نا مشعل
جسطرف سے گئی بجلی پھر ادھر آ نہ سکی ۔ قلعۂ چرخ مین ہی بھول بھلیان بادل
کبھی ڈوبی کبھی اُچھلی مہ نو کی کشتی ۔ بحر اخضر مین تلاطم سے پڑی ہی ہلچل

ایکدفعہ ہی پھر دامنی دمکی اور بجلی چمکی تو اندھیری رات مین بس یہی معلوم ہوا کہ سونا کسوٹی پر کسا گیا چشم زدن مین برق چشمک زن اُلوپ انجن تھی اتنے مین ننھی ننھی بوندین پڑنے لگین اور کسی شوخ پرفن نے الاپنا شروع کیا کہ

برسن کو آئین گھٹا کاری کاری ۔ اودی اودی دھمری کاری کجری بجلی کی اجیاری
کارے کارے پیر سے پیر بدرا اُنگھ ۔ بدرا کی گرج سنت جیرا گھبرات برسن کو آئی کاری

مگر ہوا نے پھر وہ زور باندھا کہ بادل اوپر ہی اوپر اڑ چھو ہو گئے کچھ یونہی سی بدلی تھی تو دیکھتے کیا ہین کہ دھانی دوپٹہ پھڑکاتی ایک حسین مہ جبین چمکتی چلی آتی ہے - وہ اودی اودی گھٹا اور وہ ہلکا دھانی دوپٹا فیصل کی چیز ہر دلعزیز - پوچھا کہان سواری چلی مسکرا کر بصد ناز و ادا جواب دیا (لکھنو کا چہلم دیکھنے) میان آزاد تو لکھنو کے محرم الحرام اور مجالس عزا کی دھوم دھام پر لٹو ہو گئے تھے ٹھان لی کہ چہلم کی چہل پہل بھی دیکھین گے اور ضرور دیکھین گے ریل پر سوار ہو کر لکھنؤ داخل ہو گئے اور وہانسے تالکٹورے کی کربلا پہونچے اللہ اللہ جہانتک بیک نظر کی رسائی ہی - بگھیون اور اکون اور گھوڑون اور ہاتھیون اور رتھ اور بہل اور ڈولیون اور فنسون کا تانتا لگا ہے جدھر جاؤ دھوم جدھر دیکھو ہجوم - بانکے ترچھے تیکھے اُورے گنڈے تھے - لقندرے - وہ اُنگل کی نکے دار لوٹ پاپین اپین سے مستک گاہ پر جمائے - انکھڑیون مین سرمہ لگائے بانڈی ٹیکتے - آنکھین سیکتے بررتے اینڈتے ٹھنتے - اینٹھتے - سنتری کی تن کر توئی اور اونچی چولی کے انگرکھے پھڑکاتے ہوے جمائے جاتے ہین جو ہوا دیجی بنا دنڈ بیل چول کرتا ہی صوفیان صافی طینت مین ہو حق کی صدا بلند ہی مگر افشاے راز مین زبان بند ہی خوش باش بھی پو قدمے جاتے ہین - اِدھر اُدھر دل ہلاتے ہین چانڈو باز بڑھ بڑھ کر دم لگاتے ہین جب گر جاتے ہین تو دھوئین کے بقے اُڑاتے ہین - میان آزاد گھبرائے کہ این یہان بھی چانڈوخانہ بھلا چانڈو اور بانو کا یہان کیا کام ہی واللہ کتنا ازدحام ہی امرا و رؤسا و عمائد شہر چھولداریون شامیانون خس کے بنگلون اور خیمون مین تین دن سے مقیم تھے امرا کی شان ہی اور تھی رؤسا کی آن بان ہی اور تھی کشمیر جنت نظیر کے شالبافون کا بار منت سب کی گردن پر تھا دوشالہ دوسالہ زیب دوش کوئی چاندی کی گڑگڑی گڑگڑاتا ہی - کوئی مشکبو دھوان دھار ہیچوان پیتا ہی - زیرانداز زیر جوبن ہی حقیر کیا ہی حقہ نہین عصا ہی یہ موسیٰ کے ہاتھ مین بیجان بولتا ہی مسیحا کے ہاتھ مین آگے بڑھتے ہین تو رباب نشاط کے جھمکھٹے معشوقون کے جمگھٹے وہ چھب وہ ادا - وہ ناز وہ غمزہ کہ زاہد صد سالہ بھی تسبیح و تہلیل بھول جائین اور صوفی کے بھی ہاتھ پانون بھول جائین میان آزاد گو رنگین طبع سودائی مزاج آدمی تھے مگر دیکھتے ہی بگڑ گئے اور ایسے گرمائے جیسے چونے پر پانی چھڑک دیا لاحول ولا - انھون نے یہان بھی پیچھا نہ چھوڑا اس متبرک مقام سے منھ نہ موڑا - ایک عاشق سنتے ہی لال بھبھوکا ہو گئے - اور میان آزاد کی طرف گھور گھور کر کہنے لگے - ؎

دھوان بھٹی سے اُٹھکر یا الٰہی ابر رحمت ہو	کہ پیش زاہدانِ خشک تر دامن کی عزت ہو

اِتنے مین باجے کی آواز کان مین آئی - لوگون نے کہنا شروع کیا کہ جناب نواب ممتاز الدولہ بہادر کا تعزیہ آتا ہی بڑے دھوم دھڑکے سے اُٹھا ہی - میان آزاد بھی ایک اونچے ٹیکرے پر کھڑے ہو گئے کہ کل کیفیت دیکھین - اللہ اللہ کوسون تک جلوس ہی ۴۵ ہاتھی دتیلے ایک دنتے مست دُم کٹے کوئی زنجیر کو سونڈ سے اُچھالتا ہی - کوئی جھومتا ہوا آتا ہی - کوئی سر پر خاک ڈالتا ہی - سیتیونکی دھت گھوڑے چابکی کی لت اونٹ بلبلاتے ہین شتر غمزے کرتے جاتے ہین - لاحول ولا قوۃ کیا کا ڈاک کھڈ بھیانک جانور ہی ماشاء اللہ کیا قطع ہی یہ گردن ہی یا شیطان کی آنت باجے والے وردیان ڈانٹے گھوڑون پر اکڑے بیٹھے ہین دماغ عرش برین پر ہے یہے زمین آسمان بالاے سر ہی - خاکی پلٹن کے چارسو تلنگے رپ رپ کرتے جا رہے ہین برچھی بردارونکی لال لال وردی سے گل لالہ کھلا تھا - سرخا سرخ بیر بہوٹی بنے ہوے بان بردار بان چمکاتے پھریرے اُڑاتے بڑے دھڑلے سے ساتھ ہین - باد بہاری شہید کربلا کی سواری طنبورے چھیڑ رہے ہین باجے نے رنگ جمایا کہ راگ اور راگنی نے مرحبا کا طنطنہ بلند فرمایا الشان کی وہ آن بان کہ ع - عجب تیری قدرت عجب تیری شان

کشتیون کی قطار اور اُنپر گلاب پاش عنبر بار گنگا جمنی پر بہار انگیٹھیون مین مُشک اذفر نافہ وعنبر - چوبدار عصاے نقرئی و طلائی لیے جلوس کا زیب و زین ہین - کسی سمت آہ و بکا اور صدائے بین ہی چپراسی لال لال پگیان جمائے ہدہد کی صورت بنائے ہاتھ مین خوشنما لکڑیان اور اُنمین پیتل کی پھلیان - پھکیت گتکہ لیے اکڑتے ہین گھائی اور چھوٹ لڑ رہے ہین طمانچہ دکھایا اور ہاتھ گھومایا ہاتھ روکا اور پینتی کا ہاتھ لگایا - گتکہ سے قدم پر اُچھل گیا - ہاتھون ہاتھ سیسر پھر جلوا سو مین لیا یہ چمکایا وہ گرک کر بالٹ کا بھرپور ہاتھ لگایا واہ اُستاد اس صفائی کے قربان کیون نہو واہ پہلوان پھر اِکدفعہ ہی تین کی دوہری صاف کی تو پرے کے پرے صاف کھیت کھار لڑتے ہین گتکے پر گتکے پڑتے ہین - اب ماتم دارون کا نام لیا تو کرّوبیون نے عرش برین کو تھام لیا زمین کا گھوارہ ڈانوان ڈول تھا ہزارون کا غول تھا اور حسن اور حسین کی صدا نہ کرسی آسمان تک بلند تھی - گریہ وزاری بکاؤ اشکباری اور برسون سے دو چند تھی ہزارہا عزادار شریک ماتم سینہ مجروح آنکھین پُرنم مرثیہ خوان خوش الحان گریہ کنان جھان جھان جا رہے ہین ؎

وا حسرتا کہ ماہ محرم گذر گیا	اور چہلم امام دو عالم گذر گیا
تیسرا مصرع غل مین سن نہ سکے	ماتم رہا یہ موسم ماتم گذر گیا

اک دن اسیطرح سے یہ دنیا تمام ہے
پر شاہ کربلا کی عزا نا تمام ہے

اور یون بیان کرتے تھے سجاد خستہ حال	بندی بنا کے لیچلے دیکھو یہ بد خصال
سر ننگے بال کھولے مرا کاروان تھا	سب اونٹ پر سوار تھے مین ساربان تھا

اتنے مین ریلا آیا تو ٹیپ کا شعر سننا محال ہو گیا اسکے بعد کوئی ۵۳ تعزیے آئے - ایک سے ایک خوشنما ہر ایک ضریح مبارک قابل دید تھی بلکہ دید تھی نہ شنید تھی چپ طرفہ علم اور سونے کے پنجے اور سہرا اور انمین گوہر شاہوار لٹکتے اور دُر یتیم و آبدار جھلکتے - پھولونکی بو باس سے دماغ طبلہ عطار بن گیا - دلدل سبحان اللہ سبحان اللہ اشہب آہوے شکار تند خو راہوار - سمند دغا پسند - کرنگ نقرہ خنگ جو پایے جنگ کمیت اور سرنگ سونے کی دُمچی - گنگا جمنی لٹو ڈھال نڈھال اسکے برابر شمشیر خارا شگاف و خوش غلاف لٹکتی ہوئی - چادر مین خون کے ایسے دھبے جنہنے عزادارون کو خون رُلایا - ہر مومن پاک آنسو بھر لایا - بس یہی معلوم ہوتا تھا

پرہنین مارتا۔ ایکدفعہ ہی بجلی لونکی اور رعد نے گرجنا شروع کیا پھر تاریکی نے وہ زور باندھا کہ کانے کوسون تک کالی کالی گھٹا ہی نظر آتی تھی اور ہوا سے سردسن سن کرتی جاتی تھی۔ شعر

آتش گل کا دھوان بام فلک تک پہونچا ۔ جم گیا منزل خورشید کی چھت مین کاجل
جوگیا بھیس یہ چرخ لگا رہے بھبوت ۔ یا کہ بیراگی ہی پربت پہ بچھائے کمل
ابر بھی چل نہین سکتا وہ اندھیرا گھپ ہی ۔ برق سے رعد یہ کہتا ہی کہ لانا مشعل
جسطرف سے گئی بجلی پھر ادھر آنہ سکی ۔ قلعہ چرخ مین ہی بھول بھلیان بادل
کبھی ڈوبی کبھی اچھلی مہ نو کی کشتی ۔ بحر اخضر مین تلاطم سے پڑی ہی ہلچل

ایکدفعہ ہی پھر دامنی دمکی اور بجلی چمکی تو اندھیری رات مین بس یہی معلوم ہوا کہ سونا کسوٹی پر کسا گیا۔ چشم زدن مین برق چشمک زن اوپ اچھن بھی اتنے مین ننھی ننھی بوندین پڑنے لگین۔ اور کسی شوخ پرفن نے الاپنا شروع کیا کہ

برسن کو آئی گھٹا کاری کاری ۔ اودی دھمری کاری کجری بجلی اجیاری
کارے کارے پیر سے پیئر بدرا آئی ۔ بدرا کی گرج سنت جیرا گرجت برسن کو آئی کاری

مگر ہوا نے پھر وہ زور باندھا کہ بادل اوپر ہی اوپر اڑ چھو ہوگئے کچھ یونہی سی بدلی تھی تو دیکھتے کیا ہین کہ دھانی دوپٹہ پھڑکاتی ایک حسین مہ جبین چمکتی چلی آتی ہے۔ وہ اودی اودی گھٹا اور وہ ہلکا دھانی دوپٹا فصل کی چیز ہر دلعزیز۔ پوچھا کہان سواری چلی مسکرا کر بصد ناز و ادا جواب دیا (لکھنؤ کا جہلم دیکھنے) میان آزاد تو لکھنؤ کے محرم الحرام اور مجالس عزا کی دھوم دھام پر لٹو ہوگئے تھے ٹھان لی کہ جہلم کی چہل پہل بھی دیکھین گے اور ضرور دیکھین گے ریل پر سوار ہوکر لکھنؤ داخل ہوگئے اور وہان سے تالکٹورے کی کربلا پہونچے اللہ اللہ جہانتک بیک نظر کی رسائی ہی۔ بگھیون اور کون اور گھوڑون اور ہاتھیون اور رتھ اور بہل اور ڈولیون اور فینسون کا تانتا لگا ہے جدھر جاؤ دھوم جدھر دیکھو ہجوم۔ بانکے ترچھے تیکھے ٹورے گنڈے تھے۔ تعقد ریے۔ دو انگل کی ٹکے دار ٹوپیان اپنی سے مستک گاہ پر جمائے۔ انکھڑیون مین سرمہ لگائے بانڈی ٹیکتے۔ آنکھین سیکتے بر رتے اینڈتے ٹھنتے۔ اینٹھتے تنی کی تن کمر توئی اور اونچی چولی کے انگرکھے پھڑکاتے ہوئے جمائے جاتے ہین جو ہوا اونچی بنا ڈنڈ بیل چوبل کرتا ہی صوفیان صافی طینت مین ہو حق کی صدا بلند ہی مگر افشائے راز مین زبان بند ہی خوش باشن بھی بوقدمے جاتے ہین۔ ادھر ادھر دل بہلاتے ہین چانڈو باز بڑھ بڑھ کر دم لگاتے ہین جب گر جاتے ہین تو دھوئین کے بقے اڑاتے ہین۔ میان آزاد گھبرائے کہ این یہان بھی چانڈو خانہ بھلا چانڈو اور بانو کا یہان کیا کام ہی و اللہ کتنا ازدحام ہی امرا و رؤسا و عمائد شہر چھولداریون شامیانون خس کے بنگلون اور خیمون مین تین دن سے مقیم تھے امرا کی شان ہی اور تھی رؤسا کی آن بان ہی اور تھی کشمیر جنت نظیر کے شالبافون کا بار منت سب کی گردن پر تھا دوشالہ دوشالہ زیب دوش کوئی چاندی کی گڑگڑی گڑگڑاتا ہی۔ کوئی مشکبو دھوان دھار ہی پیچوان پیتا ہی۔ زیر انداز پر جوبن ہی حقہ کیا دلہن ہی حقہ نہین عصا ہی یہ موسی کے ہاتھ کا پیچوان بولتا ہی مسیحا کے ہاتھ مین آگے بڑھتے ہین تو ارباب نشاط کے جھمگھٹے معشوقون کے جھمکڑے وہ چھب وہ ادا۔ وہ ناز وہ غمزہ کہ زاہد صد سالہ بھی تسبیح و تہلیل بھول جائین اور صوفی کے بھی ہاتھ پانون بھول جائین میان آزاد گو رنگین طبع سودائی مزاج آدمی تھے مگر دیکھتے ہی بگڑ گئے اور ایسے گرمائے جیسے چونے پر پانی چھڑک دیا لاحول ولا۔ انھون نے یہان بھی پیچھا نہ چھوڑا اس متبرک مقام سے منھ نہ موڑا۔ ایک عاشق سنتے ہی لال بھبھوکا ہوگئے۔ اور میان آزاد کی طرف گھور گھور کر کہنے لگے۔ ع

دھوان بھٹی سے اُٹھکر یا الٰہی ابرِ رحمت ہو | کہ پیشِ زاہدانِ خشک تر دامن کی عزت ہو

اِتنے مین باجے کی آواز کان مین آئی - لوگون نے کہنا شروع کیا کہ جناب نواب ممتاز الدولہ بہادر کا تعزیہ آتا ہی بڑے دھوم دھڑکے سے اُٹھا ہی - میان آزاد بھی ایک اونچے ٹیکرے پر کھڑے ہو گئے کہ کل کیفیت دیکھین - اللہ اللہ کوسون تک جلوس ہی ۵۴ ہاتھی دتیلے ایک دنتے مست دُم کٹے کوئی زنجیر کو سونڈ سے اُچھالتا ہی - کوئی جھومتا ہوا آتا ہی - کوئی سر پر خاک ڈالتا ہی - سیستیونکی دھت گھوڑے چابکی کی لت اونٹ بلبلاتے ہین شتر غمزے کرتے جاتے ہین - لاحول ولا قوۃ کیا کاڈاک کھڈ بھیانک حلیہ بوز ہی ماشاء اللہ کیا قطع ہی یہ گردن ہی یا شیطان کی آنت باجے والے وردیان ڈانٹے گھوڑون پر اکڑے بیٹھے ہین دماغ عرش برین پر ہے - پیچھے زمین آسمان بالائے سر ہی - خاکی پلٹن کے چار سو تلنگے رپ رپ کرتے جا رہے ہین برچھی بردارونکی لال لال وردی سے گل لالہ کھلا تھا - سرخا سنج بیر بہوٹی بنے ہوے بان بردار بان چمکاتے پھر پھرے اُڑاتے بڑے دھڑلے سے تھ ہین - بادبہاری شہید کربلا کی سواری طنبورے چھڑ رہے ہین باجے نے رنگ جمایا کہ راگ اور راگنی نے مرحبا کا طنطنہ بلند فرمایا انشاء اللہ کی وہ آن بان کہ ع - عجب تیری قدرت عجب تیری شان کشتیون کی قطار اور انبر گلاب پاش عنبر بار گنگا جمنی پر بہار انگیٹھیون مین مشک اذفر نافہ و عنبر - چوبدار عصای نقرئی و طلائی لیے جلوس کا زیب زین ہی کسی سمت آہ و بکا اور صداے بین ہی چپراسی لال لال پگیان جمائے ہدہد کی صورت بنائے ہاتھ مین خوشنما لکڑیان اور اُنمین پیتل کی پھلیان - پھکیت گتکہ لیے اکڑتے ہین گھائی اور چھوٹ لڑ رہے ہین طمانچہ دکھایا اور ہاتھ گھوڑا یا باہر ڈالا اور پتنکٹی کا ہاتھ لگایا - گتکہ سو قدم پر اُچھل گیا - ہاتھون ہاتھ سیسر بھر حلوا سوہن لیا یہ چمکایا وہ کڑک کر پالٹ کا بھرپور ہاتھ لگایا واہ اُستاد اس صفائی کے قربان کیون نہو واہ پہلوان پھر الگد فعہ ہی تین کی دوہری صاف کی تو پرے کے پرے صاف بھی بیچ کھیت گھار لڑتے ہین گتکے پر گتکے پڑتے ہین - اب ماتم دارون کا نام لیا تو کروبیون نے عرش برین کو تھام لیا زمین کا گھوارہ ڈانوان ڈول تھا ہزارون کا غول تھا اور حسن اور حسین کی صدا نہ کرسی آسمان تک بلند تھی - گریہ وزاری بکا و اشکباری اور برسون سے دوچند تھی ہزار ہا عزادار شریک ماتم سینہ مجروح آنکھین پرنم مرثیہ خوان خوش الحان گریہ کنان جمان جمان جا رہے ہین ؎

واحسرتا کہ ماہ محرم گذر گیا	اور چہلم امام دو عالم گذر گیا
تیسرا مصرع غل مین سن نہ سکے	ماتم رہا یہ موسم ماتم گذر گیا

اک دن اسیطرح سے یہ دنیا تمام ہے
پر شاہ کربلا کی عزا ناتمام ہے

اور یون بیان کرتے تھے سجاد خستہ حال	بندی بنا کے لیچلے دیکھو یہ بد خصال
سر ننگے بال کھولے مرا کاروان تھا	سب اونٹ پر سوار تھے بیمار بان تھا

اتنے مین ریلا آیا تو ٹیپ کا شعر سننا محال ہو گیا اسکے بعد کوئی ۵۳ تعزیے آئے - ایک سے ایک خوشنما ہر ایک ضریح مبارک قابل دید تھی بلکہ دید تھی نہ شنید تھی چہ طرفہ علم اور سونے کے پنجے اور سہرا اور انمین گوہر شاہوار لٹکتے اور در یتیم و آبدار جھلکتے - پھولونکی بوباس سے دماغ طبلۂ عطار بن گیا - دلدل سبحان اللہ سبحان اللہ شب آہو شکار تند خورا ہوار - سمند دعا پسند - گرنگ نقرہ خنگ جو پای جنگ - کمیت اور سبز رنگ سونے کی دمچی - گنگا جمنی لٹو ڈھال تڑھال اسکے برابر شمشیر خارا شگاف و خوش غلاف لٹکتی ہوئی - چادرمین خون کے ایسے دھبے جسنے عزادارون کو خون رُلایا - ہر مومن پاک آنسو بھر لایا - بس یہی معلوم ہوتا تھا

پرہنین مارتا - ایکدفعہ ہی بجلی لونکی اور رعد نے گرجنا شروع کیا پھر تاریکی نے وہ زور باندھا کہ کانے کوسون تک کالی گھٹا ہی نظر آتی تھی اور ہوا سے سر دسن سن کرتی جاتی تھی - شعر

آتش گل کا دھوان بام فلک تک پہونچا
جم گیا منزل خورشید کی چھت مین کاجل

جوگیا بھیس یہ چرخ لگا رہے بھبھوت
یا کہ بیراگی ہی پربت پہ بچھائے کمل

ابر بھی چل نہین سکتا وہ اندھیرا گھپ ہی
برق سے رعد یہ کہتا ہی کہ لانا مشعل

جسطرف سے گئی بجلی پھر اودھر آنہ سکی
قلعہ چرخ مین ہی بھول بھلیان بادل

کبھی ڈوبی کبھی اچھلی مہ نو کی کشتی
بحر اخضر مین تلاطم سے پڑی ہی ہلچل

ایکدفعہ ہی پھر دامنی دمکی اور بجلی چمکی تو اندھیری رات مین بس یہی معلوم ہوا کہ سونا کسوٹی پر کسا گیا - چشم زدن مین برق چشمک زن اوب اچن تھی اتنے مین ننھی ننھی بوندین پڑنے لگین۔ اور کسی شوخ پرفن نے الاپنا شروع کیا کہ

برسن کو آئین گھٹا کاری کاری
اودری دھمری کاری بکری بجلی اجیاری

کارے کارے پیرے بیر بدرا ایسے سنگھ
ہرا کی گرج سبت جیرا گرجت برسن کو آئین کاری

مگر گھٹا نے پھر وہ زور باندھا کہ بادل اوپر ہی اوپر اڑن چھو ہوگئے کچھ یونہی سی بدلی تھی تو دیکھتے کیا ہین کہ دھانی دوپٹہ پھڑکاتی ایک حسین مہ جبین چمکتی چلی آتی ہے - وہ اودی اودی گھٹا اور وہ ہلکا دھانی دوپٹا فیصل کی چیز ہر دلعزیز - پوچھا کہان سواری چلی مسکرا کر بصد ناز و ادا جواب دیا (لکھنؤ کا جہلم دیکھنے) میان آزاد تو لکھنؤ کے محرم الحرام اور مجالس عزا کی دھوم دھام پر لٹو ہوگئے تھے ٹھان لی کہ جہلم کی چہل پہل بھی دیکھین گے اور ضرور دیکھینگے ریل پر سوار ہوکر لکھنؤ داخل ہوگئے اور وہانسے تالکٹورے کی کربلا پہونچے اللہ اللہ جہانتک پیک نظر کی رسائی ہی - بگھیون اور اکون اور گھوڑون اور ہاتھیون اور رتھ اور بہل اور ڈولیون اور فینسون کا تماشا لگا ہے جدہر جاؤ دھوم جدہر دیکھو ہجوم - بانکے ترچھے چھیلے

ٹورے گنڈے بقے - تقدیرے - دو انگل کی ٹکے دار ٹوپیان ایسین سے مستک گاہ پر جمائے - انکھڑیون مین سرمہ لگائے بانڈی ٹیکتے - آنکھین سیکتے برتے اینڈتے بنتے - اینٹھتے بنتے اکڑتی کی ٹتن کمر توڑی اور اونچی چولی کے انگرکھے پھڑکاتے ہوئے جمائے جارہے ہین جو ہو اونچی بنا ڈنڈ بیل جو بل کرتا ہی صوفیان صافی طینت مین ہو حق کی صدا بلند ہی مگر افشاے راز مین زبان بند ہی خوش باش بھی یو قدمے جاتے ہین - اِدھر اُدھر دل بہلاتے ہین چانڈو باز بڑھ بڑھ کر دم لگاتے ہین جب گرماتے ہین تو دھوئین کے بقے اڑاتے ہین - میان آزاد گھبرائے کہ این یہان بھی چانڈوخانہ بھلا چانڈو اور بانو کا یہان کیا کام ہی واللہ کتنا ازدحام ہی امرا و رؤسا و عمائد شہر چھولداریون شامیانون خس کے بنگلون اور خیمون مین تین دن سے مقیم تھے امرا کی شان ہی اور تیسی رؤسا کی آن بان ہی اور تھی کشمیر جنت نظیر کے شالبافون کا بار منت سب کی گردن پر تھا دوشالہ دوشالہ زیب دوش کوئی چاندی کی گڑگڑی گڑگڑاتا ہی - کوئی مشکبو دھوان دھار ہی پیچوان پیتا ہی - زیر انداز پر جوبن پر حقہ کیا دلہن ہی حقہ نہین عصا ہی یہ موسیٰ کے ہاتھ مین پیچوان بولتا ہی مسیحا کے ہاتھ مین آگے بڑھتے ہین تو ارباب نشاط کے جمگھٹے معشوقون کے جمگھٹے وہ چھب وہ ادا - وہ ناز وہ غمزہ کہ زاہد صد سالہ بھی تسبیح و تہلیل بھول جائین اور صوفی کے بھی ہاتھ پانون پھول جائین میان آزاد گو رنگین طبع سودائی مزاج آدمی تھے مگر دیکھتے ہی بگڑ گئے اور ایسے گرمائے جیسے چولھے پر پانی چھڑک دیا لاحول ولا - انھون نے یہان بھی پیچھا نہ چھوڑا اس متبرک مقام سے منھ نہ موڑا - ایک عاشق سنتے ہی لال بھبوکا ہوگئے - اور میان آزاد کی طرف گھور کر کہنے لگے - ع

دھوان بھٹی سے اُٹھکر یا الٰہی ابر رحمت ہو | کہ پیش زاہدان خشک تر دامن کی عزت ہو

اِتنے مین باجے کی آواز کان مین آئی - لوگون نے کہنا شروع کیا کہ جناب نواب ممتاز الدولہ بہادر کا تعزیہ آتا ہی بڑے دھوم دھڑکے سے اُٹھا ہی میان آزاد بھی ایک اونچے ٹیکرے پر کھڑے ہوگئے کہ کل کیفیت دیکھین - اللہ اللہ کوسون تک جلوس ہی ۵۴ ہاتھی دتیلے ایک دنتے مست دُم کٹے کوئی زنجیر کو سونڈ سے اُچھالتا ہی کوئی جھومتا ہوا آتا ہی - کوئی سر پر خاک ڈالتا ہی میسیتونکی دھت گھوڑے چابکی کی لت اونٹ بلبلاتے ہین یشتر غمزے کرتے جاتے ہین - لاحول ولا قوۃ کیا کاڑاک کھڈ بھیانک جانور ہی ماشاء اللہ کیا قطع ہی یہ گردن ہی یا شیطان کی آنت باجے والے وردیان ڈانٹے گھوڑون پر اکڑے بیٹھے ہین دماغ عرش برین پر ہے یتیجے زمین آسمان بالاے سر ہی - خاکی پلٹن کے چارسو تلنگے رپ رپ کرتے جارہے ہین برچھی بردارونکی لال لال وردی سے گل لالہ کھلا تھا - سرخ سرخ بیر بہوٹی بنے ہوے بان بردار بان چمکاتے پھرہرے اُڑاتے بڑے دھڑلے سے تھ ہین - باد بہاری شہید کربلا کی سواری طنبورے چھیڑ رہے ہین باجے نے رنگ جمایا کہ راگ اور راگنی نے مرحبا کا طنطنہ بلند فرمایا نشان کی وہ آن بان کہ ع - عجب تیری قدرت عجب تیری شان کشتیون کی قطار اور آبخورگلاب پاش عنبر بار گنگا جمنی پر بہار انگیٹھیون مین مشک اذفر نافہ و عنبر - چوبدار عصای نقرئی و طلائی لیے جلوس کا زیب زین ہی - کسی سمت آہ و بکا اور صدا ہی بین ہی چپراسی لال لال پگیان جمائے ہدہد کی صورت بنائے ہاتھ مین خوشنما لکڑیان اور اُنمین پیتل کی پھلیان - پھکیت گتکا لیے اکڑتے ہین گھائی اور چھوٹ لڑرہے ہین طمانچہ دکھایا اور ہاتھ گھوما یا ہر دیا اور پھکیتی کا ہاتھ لگایا - گتکا سو قدم پر اُچھل گیا - ہاتھون ہاتھ سپر پھر حلوا سوہن لیا یہ چمکایا وہ گرگ کر بالیٹ کا بھرپور ہاتھ لگایا واہ اُستاد اس صفائی کے قربان کیون نہو واہ پہلوان پھر الکدفعہ ہی تین کی دوہری صاف کی تو پرے کے پرے صاف تھے پیچ کھیت گھار لڑتے ہین گتکے پر گتکے پڑتے ہین - اب ماتم دارون کا نام لیا تو کرّوبیون نے عرش برین کو تھام لیا زمین کا گھوارہ ڈانوان ڈول تھا ہزارون کا غول تھا اور حسن اور حسین کی صدا نہ کرسی آسمان تک بلند تھی - گریہ وزاری بکا و اشکباری اور برسون سے دوچند تھی ہزارہا عزادار شریک ماتم سینہ مجروح آنکھین پرنم مرثیہ خوان خوش الحان گریہ کنان جہان جہان جارہے ہین ؎

واحسرتا کہ ماہ محرم گذر گیا | اور چہلم امام دو عالم گذر گیا
تیسر مصرع غل مین سن نہ سکے | ماتم رہا یہ موسم ماتم گذر گیا

اک دن اسیطرح سے یہ دنیا تمام ہے
پر شاہ کربلا کی عزا نا تمام ہے

اور یون بیان کرتے تھے سجاد خستہ حال | بندی بنا کے لیچلے دیکھو یہ بدخصال
سر ننگے بال کھولے مرا کاروان تھا | سب اونٹ پر سوار تھے مین ساربان تھا

اتنے مین ریلا آیا تو بیت کا شعر سننا محال ہوگیا اسکے بعد کوئی ۵۳ تعزیے آئے - ایک سے ایک خوشنما ہر ایک ضریح مبارک قابل دید تھی بلکہ دید تھی نہ شنید تھی چہ طرفہ علم اور سونے کے پنجے اور سہرا اور انمین گوہر شاہوار لٹکتے اور در یتیم و آبدار جھلکتے - پھولونکی بوباس سے دماغ طبلۂ عطار بن گیا - دلدل سبحان اللہ سبحان اللہ شہب آہو شکار تند خورا ہوار - سمند دعا پسند - گرنگ نقرہ خنگ جوئیے جنگ کمیت اور سرنگ سونے کی دیچی - گنگا جمنی لٹو ڈھال نڈھال اسکے برابر شمشیر خارا شگاف و خوش غلاف لٹکتی ہوئی - چادر مین خون کے ایسے دھبے جینے عزادارون کو خون رُلایا - ہر مومن پاک آنسو بھر لایا - بس یہی معلوم ہوتا تھا

پر نہین مارتا - ایکدفعہ ہی بجلی لونکی اور رعد نے گرجنا شروع کیا پھر تاریکی نے وہ زور باندھا کہ کانے کوسون تک کالی گھٹا ہی نظر آتی تھی اور ہوا سے سر دسن سن کرتی جاتی تھی - شعر

آتش گل کا دھوان بام فلک تک پہونچا ۔۔۔ جم گیا منزل خورشید کی چھت مین کاجل
جوگیا بھیس ہے چرخ لگا کر ہے بھبوت ۔۔۔ یا کہ بیراگی ہی پربت پہ بچھائے کمل
ابر بھی چل نہین سکتا وہ اندھیر الُھپ ہی ۔۔۔ برق سے رعد یہ کہتا ہی کہ لانا مشعل
جسطرف سے گئی بجلی پھر اودھر آنہ سکی ۔۔۔ قلعۂ چرخ مین ہی بھول بھلیان بادل
کبھی ڈوبی کبھی اچھلی مہ نو کی کشتی ۔۔۔ بحر اخضر مین تلاطم سے پڑی ہی ہلچل

ایکدفعہ ہی پھر دامنی دمکی اور بجلی چمکی تو اندھیری رات مین بس یہی معلوم ہوا کہ سونا کسوٹی پر کسا گیا چشم زدن مین برق چشمک زن اور اُوپ اُبجن تھی اتنے مین ننھی ننھی بوندین پڑنے لگین، اور کسی شوخ پر فن نے الاپنا شروع کیا کہ

برسن کو آئین گھٹا کاری کاری ۔۔۔ اودی دھمری کاری بجری بی اجیاری
کارے کارے بیر سے بیز بدرا الیہی ۔۔۔ بدرا کی گرج سبت جیرا گرجت برسن لاگی کاری کو اجئی

مگر ہوا نے پھر وہ زور باندھا کہ بادل اوپر ہی اوپر اڑ پچھو ہوگئے کچھ یونہی سی بدلی تھی تو دیکھتے کیا ہین کہ دھانی دوپٹہ پھڑکاتی ایک حسین مہ جبین چمکتی چلی آتی ہے - وہ اودی اودی گھٹا اور وہ ہلکا دھانی دوپٹا فیصل کی چیز ہر دلعزیز - پوچھا کہان سواری چلی مسکرا کر بصد ناز وادا جواب دیا (لکھنؤ کا جہلم دیکھنے) میان آزاد تو لکھنؤ کے محرم الحرام اور مجالس عزا کی دھوم دھام پر لٹو ہو گئے تھے ٹھان لی کہ جہلم کی چہل پہل بھی دیکھین گے اور ضرور دیکھین گے ریل پر سوار ہو کر لکھنؤ داخل ہو گئے اور وہان سے تالکٹورے کی کربلا پہونچے اللہ اللہ جہانتک پیک نظر کی رسائی ہو - بگھیون اور لاکون اور گھوڑون اور ہاتھیون اور رتھ اور بہل اور ڈولیون اور فنسون کا تانتا لگا ہے جدھر جاؤ دھوم جدھر دیکھو ہجوم - بانکے ترچھے تیکھے اُورے گنڈے تھے - تقدیرے - دو انگل کی نکے دار لوپیان اپنی سے مستک گاہ پر جمائے - انکھڑیون مین سرمہ لگائے بانڈی ٹیکتے - آنکھین سیکتے بربرتے اینڈتے تنتے - اینٹھتے شرارتی کی پتن کمر توئی اور اونچی چولی کے انگرکھے پھڑکاتے ہوے جمائے جاتے ہین جو ہوا اونچی بناونڈ بیل چوبل کرتا ہی صوفیان صافی طینت مین ہو حق کی صدا بلند ہی مگر افشاے راز مین زبان بند ہی خوش باش بھی بوقدمے جاتے ہین - اِدھر اُدھر دل بہلاتے ہین چانڈو باز بڑھ بڑھ کر دم لگاتے ہین جب گرجاتے ہین تو دھوئین کے بقے اُڑاتے ہین - میان آزاد گھبرائے کہ این یہان بھی چانڈوخانہ بھلا چانڈو اور بانو کا یہان کیا کام ہی واللہ کتنا از دحام ہی امرا و روسا و عمائد شہر چھولداریون شامیانون خس کے بنگلون اور خیمون مین تین دن سے مقیم تھے امرا کی شان ہی اور تھی رؤسا کی آن بان ہی اور تھی کشمیر جنت نظیر کے شالبافون کا بار منت سب کی گردن پر تھا دوشالہ دوشالہ زیب دوش کوئی چاندی کی گڑگڑی گڑگڑاتا ہی - کوئی مشکبو دھوان دھار ہی پیچوان پیتا ہی - زیر انداز زیر جوبن حقیقہ کیا دُھن کر حقہ نہین عصا ہی یہ موسیٰ کے ہاتھ مین یا بیجان بولتا ہی مسیحا کے ہاتھ مین آگے بڑھتے ہین تو ارباب نشاط کے جھمگھٹے معشوقون کے جھمکڑے وہ چھب وہ ادا - وہ ناز وہ غمزہ کہ زاہد صد سالہ بھی تسبیح و تہلیل بھول جائین اور صوفی کے بھی ہاتھ پانون بھول جائین میان آزاد کو رنگین طبع سودائی مزاج آدمی تھے مگر دیکھتے ہی بگڑ گئے اور ایسے گرمائے جیسے چونے پر پانی چھڑک دیا لاحول و لا - انھون نے یہان بھی پیچھا نہ چھوڑا اس متبرک مقام سے منھ نہ موڑا - ایک عاشق سنتے ہی لال بھبوکا ہو گئے - اور میان آزاد کی طرف گھور کر کہنے لگے - ع

دھوان بھٹی سے اُٹھکر یا الٰہی ابر رحمت ہو | کہ بیش از ہان خشک تر دامن کی عزت ہو

اِتنے مین باجے کی آواز کان مین آئی - لوگون نے کہنا شروع کیا کہ جناب نواب ممتاز الدولہ بہادر کا تعزیہ آتا ہی بڑے دھوم دھڑکے سے اُٹھا ہی میان آزاد بھی ایک اونچے ٹیکرے پر کھڑے ہوگئے کہ کل کیفیت دیکھین - اللہ اللہ کوسون تک جلوس ہی ۴۵ ہاتھی دتیلے ایک دنتے مست دُم کٹے کوئی زنجیر کو سونڈ سے اُچھالتا ہی - کوئی جھومتا ہوا آتا ہی - کوئی سر پر خاک ڈالتا ہی مستیونکی دھت گھوڑے چابکی کی لت اونٹ بلبلاتے ہین شتر غمزے کرتے جاتے ہین - لاحول ولا قوۃ کیا کاٹھ کھڑ بھیانک حلبوز ہی ماشاء اللہ کیا قطع ہی یہ گردن ہی یا شیطان کی آنت باجے والے وردیان ڈانٹے گھوڑون پر اکڑے بیٹھے ہین دماغ عرش برین پر ہے نیچے زمین آسمان بالاے سر ہی - خاکی پلٹن کے چارسو تلنگے رپ رپ کرتے جا رہے ہین برچھی بردارونکی لال لال وردی سے گل لالہ کھلا تھا - سرخا سرخ بیربہوٹی بنے ہوے یان برداریان چمکاتے پھر رہے اُڑاتے بڑے دھڑلے سے تھے ہین - بادبہاری شہید کربلا کی سواری طنبورے چھیڑ رہے ہین باجے نے رنگ جمایا کہ راگ اور راگنی نے مرحبا کا طنطنہ بلند فرمایا نشان کی وہ آن بان کہ ع - عجب تیری قدرت عجب تیری شان
کشتیون کی قطار اور انیر گلاب پاش عنبر بار گنگا جمنی پر بہار انگیٹھیون مین مشک اذفر نافہ و عنبر - چوبدار عصاے نقرئی و طلائی لیے جلوس کا زیب زین ہی - کسی سمت آہ و بکا اور صدا ہے بین ہی چپراسی لال لال پگیان جمائے ہدہد کی صورت بنائے ہاتھ مین خوشنما لکڑیان اور انمین پیتل کی پھلیان - پھکیت گتکہ لیے اکڑتے ہین گھائی اور چھوٹ لڑ رہے ہین طمانچہ دکھایا اور ہاتھ گھومایا باہر دیا اور پھکیتی کا ہاتھ لگایا - گتکہ سو قدم پر اُچھل گیا - ہاتھون ہاتھ سیر بھر حلوا سوہن لیا یہ چمکایا وہ گرگ کر یالٹ کا بھر پور ہاتھ لگایا واہ اُستاد اس صفائی کے قربان کیون نہو واہ پہلوان پھر الکدفعہ ہی تین کی دوہری صاف کی توبرے کے پرے صاف بھی بیچ کھیت کھار لڑتے ہین گتکے پر گتکے پڑتے ہین - اب ماتمدارون کا نام لیا تو کروبیون نے عرش برین کو تھام لیا زمین کا گہوارہ ڈانوا ڈول تھا ہزارون کا غول تھا اور حسن اور حسین کی صدا نہ کرسی آسمان تک بلند تھی - گریہ و زاری بکا و اشکباری اور برسون سے دوچند تھی ہزارہا عزادار شریک ماتم سینہ مجروح آنکھین پُرنم مرثیہ خوان خوش الحان گریہ کنان جمان جمان جا رہے ہین ؎

واحسرتا کہ ماہ محرم گذر گیا | اور چہلم امام دو عالم گذر گیا
تیسرا مصرع غل مین سن نہ سکے | ماتم رہا یہ موسم ماتم گذر گیا

اک دن اسیطرح سے یہ دنیا تمام ہے
پر شاہ کربلا کی عزا نا تمام ہے

اور یون بیان کرتے تھے سجاد خستہ حال | بندی بناکے لیچلے دیکھو یہ بدخصال
سر ننگے بال کھولے مرا کاروان تھا | سب اونٹ پر سوار تھے مین بے زبان تھا

اتنے مین ریلا آیا تو ٹیپ کا شعر سننا محال ہوگیا اسکے بعد کوئی ۳۵ تعزیے آئے - ایک سے ایک خوشنما ہر ایک ضریح مبارک قابل دید تھی بلکہ دید تھی نہ شنید تھی چپ طرفہ علم اور سونے کے پنجے اور سہرا اور انمین گوہر شاہوار لٹکتے اور در یتیم و آبدار جھلکتے - پھولونکی بوباس سے دماغ طبلہ عطار بن گیا - دلدل سبحان اللہ سبحان اللہ شب آہو شکار تند خو راہوار - سمند دغا پسند - گرنگ نقرہ خنگ جوئیے جنگ کمیت اور سبز رنگ سونے کی دمچی - گنگا جمنی لٹو ڈھال نڈھال اسکے برابر شمشیر خارا شگاف و خوش غلاف لٹکتی ہوئی - چادرین خون کے ایسے دھبے جیسے عزادارون کو خون رُلایا - ہر مومن پاک آنسو بھر لایا - بس یہی معلوم ہوتا تھا

پڑھنین مارتا - ایکدفعہ ہی بجلی کونکی اور رعد نے گرجنا شروع کیا پھر تاریکی نے وہ زور باندھا کہ کانے کوسون تک کالی گھٹا ہی نظر آتی تھی اور ہوا سے سردسن سن کرتی جاتی تھی - شعر

آتش گل کا دھوان بام فلک تک پہونچا   جم گیا منزل خورشید کی چھت مین کاجل
جوگیا جیسے چرخ لگاکے بھبوت   یا کہ بیراگی ہی پربت پہ بچھائے کمل
ابر بھی چل نہین سکتا وہ اندھیرا گھپ ہی   برق سے رعد یہ کہتا ہی کہ لانا مشعل
جسطرف سے گئی بجلی پھر ادھر آنہ سکی   قلعۂ چرخ مین ہی بھول بھلیاں بادل
کبھی ڈوبی کبھی اچھلی مہ نو کی کشتی   بحر اخضر مین تلاطم سے پڑی ہی ہلچل

ایکدفعہ ہی پھر دامنی دمکی اور بجلی چمکی تو اندھیری رات مین بس یہی معلوم ہوا کہ سونا کسوٹی پر کسا گیا - چشم زدن مین برق چشمک زن اُلوپ ابخن تھی اتنے مین ننھی ننھی بوندین پڑنے لگین - اور کسی شوخ پرفن نے الاپنا شروع کیا کہ

برسن کو آئین گھٹا کاری کاری   اور ری دھمری کاری بجری بجلی اجیاری
کارے کارے بیر سے پیز بدرا لیجیو سنگھ   بدرا کی گرج سنت جیرا گرجت برسن کاری کو آئین

مگر ہوا نے پھر وہ زور باندھا کہ بادل اوپر ہی اوپر اُڑ چھو ہو گئے کچھ یونہی سی بدلی تھی تو دیکھتے کیا ہین کہ دھانی دوپٹہ پھڑکاتی ایک حسین مہ جبین چمکتی چلی آتی ہے - وہ اودی اودی گھٹا اور وہ ہلکا دھانی دوپٹا فیصل کی چیز ہر دلعزیز - پوچھا کہان سواری چلی مسکرا کر بصد ناز و ادا جواب دیا (لکھنؤ کا چہلم دیکھنے) میان آزاد تو لکھنؤ کے محرم الحرام اور مجالس عزا کی دھوم دھام پر لٹو ہو گئے تھے ٹھان لی کہ چہلم کی چہل پہل بھی دیکھین گے اور ضرور دیکھین گے ریل پر سوار ہو کر لکھنؤ داخل ہو گئے اور وہان سے تالکٹورے کی کربلا پہونچے اللہ اللہ جہانتک بیک نظر کی رسائی ہی - بگھیون اور اکون اور گھوڑون اور ہاتھیون اور رتھ اور بہل اور ڈولیون اور فنسون کا تانتا لگا ہے جدھر جاؤ دھوم جدھر دیکھو ہجوم - بانکے ترچھے تیکھے ٹورے کنڈے تھے - تقدیرے - دو انگل کی ٹکے دار لوٹ پاین ایسین سے مستک گاہ پہ جمائے - انکھڑیون مین سرمہ لگائے بانڈی ٹکتے - آنکھین سیکتے برستے اینڈتے ٹھنتے - اینٹھتے ٹھنتی کی نتن کمر توئی اور اونچی چولی کے انگرکھے پھڑکاتے ہوئے جمائے جاتے ہین جو ہوا اونچی بنا ڈنڈ بیل چوبل کرتا ہی صوفیان صافی طینت مین ہو حق کی صدا بلند ہی مگر افشائے راز مین زبان بند ہی خوش باش بھی یوقدمے جاتے ہین - اِدھر اُدھر دل بہلاتے ہین چانڈو باز بڑھ بڑھ کر دم لگاتے ہین جب گرماتے ہین تو دھوئین کے بقچے اڑاتے ہین - میان آزاد گھبرائے کہ اِین یہان بھی چانڈوخانہ بھلا چانڈو اور یا ہو کا یہان کیا کام ہی واللہ کتنا ازدحام ہی امرا رؤسا عمائد شہر چھولداریون شامیانون خس کے بنگلون اور خیمون مین تین دن سے مقیم تھے امرا کی شان ہی اور تھی رؤسا کی آن بان ہی اور تھی کشمیر جنت نظیر کے شالبافون کا بار منت سب کی گردن پر تھا دوشالہ دوشالہ زیب دوش کوئی چاندی کی گڑگڑی گڑگڑاتا ہی - کوئی مشکبو دھوان دھار ہی پیچوان پیتا ہی - زیر انداز پر چوبن حقہ کیا دلہن ہی حقہ نہین عصا ہی یہ موسی کے ہاتھ مین بیجان بولتا ہی مسیحا کے ہاتھ مین آگے بڑھتے ہین تو ارباب نشاط کے جمگھٹے معشوقون کے جھمکڑے وہ چھب وہ ادا - وہ ناز وہ غمزہ کہ زاہد صد سالہ بھی تسبیح و تہلیل بھول جائین اور صوفی کے بھی ہاتھ پانون بھول جائین میان آزاد گو رنگین طبع سودائی مزاج آدمی تھے مگر دیکھتے ہی بگڑ گئے اور ایسے گرمائے جیسے چونے پر پانی چھڑک دیا لاحول و لا - انھون نے یہان بھی پیچھا نہ چھوڑا اس متبرک مقام سے منھ نہ موڑا - ایک عاشق سنتے ہی لال بھبھوکا ہو گئے - اور میان آزاد کی طرف گھور کر کہنے لگے - ع

دھوان بھٹی سے اُٹھکر یا آئی ابر رحمت ہو | کہ پیش زاہدان خشک تر دامن کی عزت ہو

اِتنے مین باجے کی آواز کان مین آئی۔ لوگون نے کہنا شروع کیا کہ جناب نواب ممتاز الدولہ بہادر کا تعزیہ آتا ہے بڑے دھوم دھڑکے سے اُٹھا ہے میان آزاد بھی ایک اونچے ٹیکرے پر کھڑے ہو گئے کہ کل کیفیت دیکھین۔ اللہ اللہ کوسون تک جلوس ہے ۵ ہاتھی دو تیلے ایک دنتے مست دُم کٹے کوئی زنجیر کو سونڈ سے اُچھالتا ہے۔ کوئی جھومتا ہوا آتا ہے۔ کوئی سر پر خاک ڈالتا ہے میسینونکی دھت گھوڑے چابکی کی لت اونٹ بلبلاتے ہین شتر غمزے کرتے جاتے ہین۔ لاحول ولا قوۃ کیا کاڈاک کھڈ بھیا تک جابوز ہے ماشاء اللہ کیا قطع ہے یہ گردن ہے یا شیطان کی آنت باجے والے وردیان ڈانٹے گھوڑون پر اکڑے بیٹھے ہین دماغ عرش برین پر ہے یعنی زمین آسمان بالاے سر ہے۔ خاکی پلٹن کے چار سو تلنگے رپ رپ کرتے جا رہے ہین برچھی بردار ونکی لال لال وردی سے گل لالہ کھلا تھا۔ سرخا سرخ بیر بہوٹی بنے ہوے بان بردار بان چمکاتے پھر رہے اُڑاتے بڑے دھڑلے سے ساتھ ہین۔ باد بہاری شہید کربلا کی سواری طنبورے چھیڑ رہے ہین باجے نے رنگ جمایا کہ راگ اور راگنی نے مرحبا کا طنطنہ بلند فرمایا انشان کی وہ آن بان کہ ع۔ عجب تیری قدرت عجب تیری شان
کشتیون کی قطار اور آبخورے گلاب پاش عنبر بار گنگا جمنی پر بہار انگیٹھیون مین مشک اذفر نافہ و عنبر۔ چوبدار عصاے نقرئی و طلائی لیے جلوس کا زیب زین ہے۔ کسی سمت آہ و بکا اور صدائے بین ہے۔ چپراسی لال لال پگیان جمائے ہدہد کی صورت بنائے ہاتھ مین خوشنما لکڑیان اور اُنمین پیتل کی پھلیان۔ پھکیت گتکہ لیے اکڑتے ہین گھائی اور چھوٹ لڑ رہے ہین طمانچہ دکھایا اور ہاتھ گھوٹا یا باہر دیا اور پھکیتی کا ہاتھ لگایا۔ گتکہ سہ قدم پر اُچھل گیا۔ ہاتھون ہاتھ سیسہ پھر حلوا سوہن لیا یہ چمکایا وہ کڑک کر بالیٹ کا بھرپور ہاتھ لگایا واہ اُستاد اس صفائی کے قربان کیون نہو واہ پہلوان پھر ایکدفعہ ہی تین کی دوہری صاف کی تو پرے کے پرے صاف بھیج کھیت کھار لڑتے ہین گتکے پر گتکے پڑتے ہین۔ اب ماتم دارون کا نام لیا تو کروبیون نے عرش برین کو تھام لیا زمین کا گھوارہ ڈانواڈول تھا ہزارون کا غول تھا اور حسن اور حسین کی صدا نہ کرسی آسمان تک بلند تھی۔ گریہ و زاری بکاؤ اشکباری اور برسون سے دوچند تھی ہزارہا عزادار شریک ماتم سینہ مجروح آنکھین پُرنم مرثیہ خوان خوش الحان گریہ کنان جھان جار ہے ہین ؎

واحسرتا کہ ماہ محرم گذر گیا | اور چہلم امام دو عالم گذر گیا
تیسرا مصرع غل مین سن نہ سکے | ماتم رہا یہ موسم ماتم گذر گیا

اک دن اسیطرح سے یہ دنیا تمام ہے
پر شاہ کربلا کی عزا ناتمام ہے

اور یون بیان کرتے تھے سجاد خستہ حال | ہندی بناکے پیچلے دیکھو یہ بدخصال
سر ننگے بال کھولے مرا کاروان تھا | سب اونٹ پر سوار تھے مین سارِبان تھا

اتنے مین ریلا آیا تو بیت کا شعر سننا محال ہو گیا اسکے بعد کوئی ۵۳ تعزیے آئے۔ ایک سے ایک خوشنما ہر ایک ضریح مبارک قابل دید تھی بلکہ دید تھی نہ شنید تھی چہ طرفہ علم اور سونے کے پنجے اور سہرا اور انمین گوہر شاہوار لٹکتے اور در یتیم و آبدار جھلکتے۔ پھولونکی بوباس سے دماغ طبلہ عطار بن گیا۔ دلدل سبحان اللہ سبحان اللہ شب آہو شکار تند خو راہوار۔ سمند دغا پسند۔ گرنگ نقرہ خنگ جو یاے جنگ کمیت اور سبز رنگ سونے کی دیچی۔ گنگا جمنی لٹو ڈھال نڈھال اسکے برابر شمشیر خارا شگاف و خوش غلاف لٹکتی ہوئی۔ چادر مین خون کے ایسے دھبے جنسے عزادارون کو خون رُلایا۔ ہر مومن پاک آنسو بھر لایا۔ بس یہی معلوم ہوتا تھا

پڑہنین مارتا - ایکدفعہ ہی بجلی لونکی اور رعدنے گرجنا شروع کیا پھر تاریکی نے وہ زور باندہا کہ کالے کوسون تک کالی گھٹا ہی نظر آتی تھی اور ہوا سے سردسن سن کرتی جاتی تھی - سے

آتش گل کا دھوان بام فلک تک پہونچا
جم گیا منزل خورشید کی چھت مین کاجل

جوگیا بھیس کیے چرخ لگا ہے بھبوت
یا کہ بیراگی ہے پربت پہ بچھائے کمل

ابر بھی چل نہین سکتا وہ اندھیر اگھپ ہے
برق سے رعد یہ کہتا ہے کہ لانا مشعل

جسطرف سے گئی بجلی پھر ادھر آنہ سکی
قلعۂ چرخ مین ہے بھول بھلیان بادل

کبھی ڈوبی کبھی اچھلی مہ نو کی کشتی
بحر اخضر مین تلاطم سے پڑی ہے ہلچل

ایکدفعہ ہی پھر دامنی دمکی اور بجلی چمکی تو اندھیری رات مین بس یہی معلوم ہوا کہ سونا کسوٹی پر کسا گیا - چشم زدن مین برق چشمک زن اُلوپ انجن تھی اتنے مین ننھی ننھی بوندین پڑنے لگین . اور کسی شوخ پرفن نے الاپنا شروع کیا کہ

برسن کو آئین گھٹا کاری کاری
اودی دھمری کاری کجری بجلی اجیاری

کارے کارے پیرے پیر بدرا ایسی
بدرا کی گرج سنت جیرا گھبرائے برسن کو آئی گھٹا کاری

مگر ہوا نے پھر وہ زور باندہا کہ بادل اوپر ہی اوپر اڑ چھو ہوگئے کچھ یونہی سی بدلی تھی تو دیکھتے کیا ہین کہ دھانی دوپٹہ پھڑکاتی ایک حسین مہ جبین چمکتی چلی آتی ہے - وہ اودی اودی گھٹا اور وہ ہلکا دھانی دوپٹا فصل کی چیز ہر دلعزیز - پوچھا کہان سواری چلی مسکرا کر بصد ناز و ادا جواب دیا (لکھنو کا جہلم دیکھنے) میان آزاد تو لکھنو کے محرم الحرام اور مجالس عزا کی دھوم دھام پر لٹو ہوگئے تھے ٹھان لی کہ جہلم کی چہل پہل بھی دیکھین گے اور ضرور دیکھین گے ریل پر سوار ہوکر لکھنو داخل ہوگئے اور وہان سے تالکٹورے کی کربلا پہونچے اللہ اللہ جہانتک پیک نظر کی رسائی ہے - بگھیون اور اکون اور گھوڑون اور ہاتھیون اور رتھ اور بہل اور ڈولیون اور فنسون کا تانتا لگا ہے جدہر جاؤ دہوم جدہر دیکھو ہجوم - بانکے ترچھے چھیلے اُورے کنڈے تھے - تھندرے - دو انگل کی نکے دار ٹوپیان ایسی سے ستک گاہ پر جمائے - انکھڑیون مین سرمہ لگائے بانڈی ٹیکتے - آنکھین سینکتے پررتے اینڈتے ٹھنتے - اینٹھتے سنورتے کی بتن کمر توئی اور اونچی چولی کے انگرکھے پھڑکاتے ہوئے جاتے ہین جو ہوا اونچی بنا ڈنڈ بیل چہل کرتا ہے صوفیان صافی طینت مین ہو حق کی صدا بلند ہے مگر افشائے راز مین زبان بند ہے خوش باش بھی بو قدمے جاتے ہین - اِدہر اُدہر دل بہلاتے ہین چانڈو باز بڑہ بڑہ کر دم لگاتے ہین جب گرپاتے ہین تو دھوئین کے بقے اڑاتے ہین - میان آزاد گھبرائے کہ این یہان بھی چانڈو خانہ بھلا چانڈو اور بابو کا یہان کیا کام ہے واللہ کتنا ازدحام ہے امرا و رؤسا و عمائد شہر چھولداریون شامیانون خس کے بنگلون اور خیمون مین تین دن سے مقیم تھے امرا کی شان ہی اور تھی رؤسا کی آن بان ہی اور تھی کشمیر جنت نظیر کے شالبافون کا بار منت سب کی گردن پر تھا دوشالہ دوشالہ زیب دوش کوئی چاندی کی گڑگڑی گڑگڑاتا ہے - کوئی مشکبو دھوان دھار ہے پیچوان پیتا ہے - زیرانداز پر چوبی حقہ کیا دلھن ہے حقہ نہین عصا ہے یہ موسیٰ کے ہاتھ مین ہے پیچوان بولتا ہے مسیحا کے ہاتھ مین آگے بڑھتے ہین تو ارباب نشاط کے جھمگھٹے معشوقون کے جمگھٹے وہ چھب وہ ادا - وہ ناز وہ غمزہ کہ زاہد صدسالہ بھی تسبیح و تہلیل بھول جائین اور صوفی کے بھی ہاتھ پانون پھول جائین میان آزاد گو رنگین طبع سودائی مزاج آدمی تھے مگر دیکھتے ہی بگڑ گئے اور ایسے گرمائے جیسے چونے پر پانی چھڑک دیا لاحول و لا - انھون نے یہان بھی پیچھا نہ چھوڑا اس متبرک مقام سے منہ نہ موڑا - ایک عاشق سنتے ہی لال بھبوکا ہوگئے - اور میان آزاد کی طرف گھور کر کہنے لگے - سے

دھوان بھٹی سے اُٹھکر یا الٰہی ابرِ رحمت ہو	کہ بیشِ زاہدانِ خشک تر دامن کی عزت ہو

اِتنے مین باجے کی آواز کان مین آئی۔ لوگون نے کہنا شروع کیا کہ جناب نواب ممتاز الدولہ بہادر کا تعزیہ آتا ہی بڑے دھوم دھڑکے سے اُٹھا ہی میان آزاد بھی ایک اونچے ٹیکرے پر کھڑے ہوگئے کہ کل کیفیت دیکھین۔ اللہ اللہ کوسون تک جلوس ہی ۴۵ ہاتھی دتیلے ایک دنتے مست دُم کٹے کوئی زنجیر کو سونڈ سے اُچھالتا ہی کوئی جھومتا ہوا آتا ہی کوئی سر پر خاک ڈالتا ہی میسنیونکی دھت گھوڑے چابکی کی لت اونٹ بلبلاتے ہین شترِ غمزے کرتے جاتے ہین۔ لاحول ولاقوۃ کیا کاڈاک کھڈ بھیانک جانور ہی ماشاء اللہ کیا قطع ہی یہ گردن ہی یا شیطان کی آنت باجے والے وردیان ڈانٹے گھوڑون پر اکڑے بیٹھے ہین دماغ عرش برین پر ہے پیچھے زمین آسمان بالاے سر ہی۔ خاکی پلٹن کے چارسو تلنگے رپ رپ کرتے جا رہے ہین برچھی بردارونکی لال لال وردی سے گل لالہ کھلا تھا۔ سرخا سرخ بیر بہوٹی بنے ہوے بان بردار بان چمکاتے پھر پھرے اُڑاتے بڑے دھڑلے سے ساتھ ہین۔ باد بہاری شہید کربلا کی سواری طنبورے چھیڑ رہے ہین باجے نے رنگ جمایا کہ راگ اور راگنی نے مرحبا کا طنطنہ بلند فرمایا نشان کی وہ آن بان کہ ع۔ عجب تیری قدرت عجب تیری شان

کشتیون کی قطار اندر قطار گلاب پاش عنبر بار گنگا جمنی پر بہار انگیٹھیون مین مشک اذفر نافہ و عنبر۔ چوبدار عصاے نقرئی و طلائی لیے جلوس کا زیب و زین ہی کسی سمت آہ و بکا اور صداے بین ہی چپراسی لال لال پگیان جمائے ہد ہد کی صورت بنائے ہاتھ مین خوشنما لکڑیان اور اُنمین پیتل کی پھلیان۔ پھکیت گتکہ لیے اکڑتے ہین گھائی اور چھوٹ لڑ رہے ہین طمانچہ دکھایا اور ہاتھ گھوما یا باہر دیا اور ہتھکی کا ہاتھ لگایا۔ گتکہ سہ قدم پر اُچھل گیا۔ ہاتھون ہاتھ سیر بھر حلوا سو مین لیا یہ چمکایا وہ کڑک کر پالٹ کا بھرپور ہاتھ لگایا واہ اُستاد اس صفائی کے قربان کیون نہو واہ پہلوان پھر الگد غیرہ ہی تین کی دوہری صاف کی توڑے کے پرسے صاف بھج پیچ کھیت گہار لڑتے ہین گتکے پر گتکے پڑتے ہین۔ اب ماتم دارون کا نام لیا تو کروبیون نے عرش برین کو تھام لیا زمین کا گہوارہ ڈانوانڈول تھا ہزارون کا غول تھا اور حسن اور حسین کی صدا نہ کرسی آسمان تک بلند تھی۔ گریہ و زاری بکا و اشکباری اور برسون سے دوچند تھی ہزارہا عزادار شریک ماتم سینہ مجروح آنکھین پرنم مرثیہ خوان خوش الحان گریہ کنان جھان جھان جا رہے ہین ؎

وا حسرتا کہ ماہ محرم گذر گیا	اور چہلم امام دوعالم گذر گیا
تیسر مصرع غل مین سن نہ سکے	ماتم رہا یہ موسم ماتم گذر گیا

اک دن اسیطرح سے یہ دنیا تمام ہے
پر شاہ کربلا کی عزا ناتمام ہے

اور یون بیان کرتے تھے سجاد خستہ حال	بندی بنا کے لیچلے دیکھو یہ بد خصال
سر ننگے بال کھولے مرا کاروان تھا	سب اونٹ پر سوار تھے مین ساربان تھا

اتنے مین ریلا آیا تو ٹیپ کا شعر سننا محال ہوگیا اسکے بعد کوئی ۵۳ تعزیے آئے۔ ایک سے ایک خوشنما ہر ایک ضریح مبارک قابل دید تھی بلکہ دید تھی نہ شنید تھی چہ طرفہ علم اور سونے کے پنجے اور سہرا اور انمین گوہر شاہوار لٹکتے اور درِ یتیم و آبدار جھلکتے۔ پھولونکی بوباس سے دماغ طبلۂ عطار بن گیا۔ دلدل سبحان اللہ سبحان اللہ شب آہو شکار تند خو راہوار۔ سمند رعنا پسند۔ گرنگ نقرہ خنگ جویاے جنگ۔ کمیت اور سمند رنگ سونے کی دمچی۔ گنگا جمنی لٹو ڈھال نڈھال۔ اسکے برابر شمشیر خارا شگاف و خوش غلاف لٹکتی ہوئی۔ چادر مین خون کے ایسے دھبے جنھنے عزادارون کو خون رُلایا۔ ہر مومن پاک آنسو بھر لایا۔ بس یہی معلوم ہوتا تھا

پر نہین مارتا - ایکدفعہ ہی بجلی کونکی اور رعد نے گرجنا شروع کیا پھر تاریکی نے وہ زور باندھا کہ کانے کوسون تک کالی گھٹا ہی نظر آتی تھی اور ہوا سے سر دسن سن کرتی جاتی تھی - شعر

آتش گل کا دھوان بام فلک تک پہونچا — جم گیا منزل خورشید کی چھت مین کاجل
جوگیا بھیس ہے چرخ لگائے ہے بھبھوت — یا کہ بیراگی ہے پربت پہ بچھائے کمل
ابر بھی چل نہین سکتا وہ اندھیرا گھپ ہے — برق سے رعد یہ کہتا ہے کہ لانا مشعل
جسطرف سے گئی بجلی پھر ادھر آنہ سکی — قلعۂ چرخ مین ہے بھول بھلیان بادل
کبھی ڈوبی کبھی اچھلی مہ نو کی کشتی — بحر اخضر مین تلاطم سے پڑی ہے ہلچل

ایکدفعہ ہی پھر دامنی دمکی اور بجلی چمکی تو اندھیری رات مین بس یہی معلوم ہوا کہ سونا کسوٹی پر کسا گیا چشم زدن مین برق چشمک زن اُکوپ اُلجن بھی اتنے مین ننھی ننھی بوندین پڑنے لگین اور کسی شوخ پرفن نے الاپنا شروع کیا کہ

برسن کو آئین گھٹا کاری کاری — اودی دھمری کاری کجری پی بن اجیاری ری
کارے کارے بیر سے بیر بدرا لیگھو سنگھ — بدرا کی گرج سنت جیرا گرجت برسن کو آئین کاری

مگر ہوا نے پھر وہ زور باندھا کہ بادل اور ہی اوپر اڑ چھو ہو گئے کچھ یونہی سی بدلی تھی تو دیکھتے کیا ہین کہ دھانی دوپٹہ پھڑکاتی ایک حسین مہ جبین چمکتی چلی آتی ہے - وہ اودی اودی گھٹا اور وہ ہلکا دھانی دوپٹا فصل کی چیز ہر دلعزیز - پوچھا کہان سواری چلی مسکرا کر بصد ناز و ادا جواب دیا (لکھنو کا جہلم دیکھنے) میان آزاد تو لکھنو کے محرم الحرام اور مجالس عزا کی دھوم دھام پر لٹو ہو گئے تھے ٹھان لی کہ جہلم کی چہل پہل بھی دیکھین گے اور ضرور دیکھین گے ریل پر سوار ہو کر لکھنو داخل ہو گئے اور وہان سے تالکٹورے کی کربلا پہونچے الله الله جہانتک بیک نظر کی رسائی ہے - بگھیون اور اکون اور گھوڑون اور ہاتھیون اور رتھ اور بہل اور ڈولیون اور فنسون کا تانتا لگا ہے جدھر جاؤ دھوم جدھر دیکھو ہجوم - بانکے ترچھے تیکھے ٹورے کنڈے بقے - تقندرے - دو انگل کی نکے دار لوٹ پاین اپنین سے مستک گاہ پر جمائے - انکھڑیون مین سرمہ لگائے بانڈی ٹکتے - آنکھین سیکتے بررتے اینڈتے تنتے - اینٹھتے تنتی کی تن کمر توئی اور اونچی چولی کے انگرکھے پھڑکاتے ہوئے جمائے جاتے ہین جو ہو اونچی بنا ٹندٹ بیل چوبل کرتا ہو صوفیان صافی طینت مین ہو حق کی صدا بلند ہی مگر افشا ے راز مین زبان بند ہی خوش باش بھی بوقدے جاتے ہین - اِدھر اُدھر دل بہلاتے ہین چانڈو باز بڑھ بڑھ کر دم لگاتے ہین جب گر جاتے ہین تو دھوئین کے بقے اُڑاتے ہین - میان آزاد گھبرائے کہ این یہان بھی چانڈو خانہ بھلا چانڈو اور بانو کا یہان کیا کام ہے واللہ کتنا از دحام ہے امرا و رؤسا و عمائد شہر چھولداریون شامیانون خس کے بنگلون اور خیمون مین تین دن سے مقیم تھے امرا کی شان ہی اور تھی رؤسا کی آن بان ہی اور تھی کشمیر جنت نظیر کے شالبافون کا بار منت سب کی گردن پر تھا دوشالہ دوسالہ زیب دوش کوئی چاندی کی گڑگڑی گڑگڑاتا ہے - کوئی مشکبو دھوان دھار ہے پیچوان پیتا ہے - زیر انداز زیر چوبی حقے کیا دھن ہے حقہ نہین عصا ہے یہ موسی کے ہاتھ مین بیجان بولتا ہے مسیحا کے ہاتھ مین آگے بڑھتے ہین تو ارباب نشاط کے جمگھٹے معشوقون کے جھمکڑے وہ چھب وہ ادا - وہ ناز وہ غمزہ کہ زاہد صد سالہ بھی تسبیح و تہلیل بھول جائین اور صوفی کے بھی ہاتھ پانون بھول جائین میان آزاد تو رنگین طبع سودائی مزاج آدمی تھے مگر دیکھتے ہی بگڑ گئے اور ایسے گرمائے جیسے چولہے پر پانی چھڑک دیا لاحول و لا - انھون نے یہان بھی پیچھا نہ چھوڑا اس متبرک مقام سے منھ نہ موڑا - ایک عاشق سنتے ہی لال بھبھوکا ہو گئے - اور میان آزاد کی طرف گھور کر کہنے لگے - ع

دھوان بھٹی سے اُٹھکر بالآخر ابرِ رحمت ہو	کہ پیش زاہدانِ خشک تر دامن کی عزت ہو

اِتنے مین باجے کی آواز کان مین آئی - لوگون نے کہنا شروع کیا کہ جناب نواب ممتاز الدولہ بہادر کا تعزیہ آتا ہی بڑے دھوم دھڑکے سے اُٹھا ہی میان آزاد بھی ایک اونچے ٹیکرے پر کھڑے ہوگئے کہ کل کیفیت دیکھین - اللہ اللہ کوسون تک جلوس ہی ۵۴ ہاتھی دتیلے ایک دنتے مست دُم کٹے کوئی زنجیر کو سونڈ سے اُچھالتا ہی - کوئی جھومتا ہوا آتا ہی - کوئی سر پر خاک ڈالتا ہی - سیستیونکی دھت گھوڑے چابکی کی لت اونٹ بلبلاتے ہین شتر غمزے کرتے جاتے ہین - لاحول ولا قوۃ کیا کاڑاک کھڈ بھیانک حال بوز ہی ماشاء اللہ کیا قطع ہی یہ گردن ہی یا شیطان کی آنت باجے والے وردیان ڈانٹے گھوڑون پر اکڑے بیٹھے ہین دماغ عرشِ برین پر ہے پیچھے زمین آسمان بالاے سر ہی - خاکی پلٹن کے چارسو تلنگے رپ رپ کرتے جارہے ہین برچھی بردارونکی لال لال وردی سے گل لالہ کھلا تھا - سرخ سرخ بیر بہوٹی بنے ہوے بان بردار بان چمکاتے پھرہرے اُڑاتے بڑے دھڑلے سے تھے ہین - بادبہاری شہید کربلا کی سواری طنبورے چھڑ رہے ہین باجے نے رنگ جمایا کہ راگ اور راگنی نے مرحبا کا طنطنہ بلند فرمایا ان تانون کی وہ آن بان کہ ع - عجب تیری قدرت عجب تیری شان کشتیون کی قطار اور اُنپر گلاب پاش عنبر بار گنگا جمنی پر بہار انگیٹھیلون مین مشک اذفر نافہ و عنبر - چوبدار عصاے نقرئی و طلائی لیے جلوس کا زیب و زین ہی - کسی سمت آہ و بکا اور صدائے بین ہی - چپراسی لال لال پگیان جمائے ہدہد کی صورت بنائے ہاتھ مین خوشنما لکڑیان اور اُنمین پتیل کی پھلیان - پھکیت گتکہ لیے اکڑتے ہین گھائی اور چھوٹ لڑرہی ہین طمانچہ دکھایا اور ہاتھ گھوما یا باہر دیا اور پھنکیتی کا ہاتھ لگایا - گتکہ سو قدم پر اُچھل گیا - ہاتھون ہاتھ سیر بھر حلوا سوہن لیا یہ چمکایا وہ گڑک کر پالٹ کا بھرپور ہاتھ لگایا واہ اُستاد اس صفائی کے قربان کیون نہو واہ پہلوان پھر ایکدفعہ ہی تین کی دوہری صاف کی تو پرے کے پرے صاف کھیے پیچ کھیت گھار لڑتے ہین گتکے پر گتکے پڑتے ہین - اب ماتم دارون کا نام لیا تو کروبیون نے عرشِ برین کو تھام لیا زمین کا گھوارہ ڈانوانڈول تھا ہزارون کا غول تھا اور حسن اور حسین کی صدا نہ کرسی آسمان تک بلند تھی - گریہ و زاری بکا و اشکباری اور برسون سے دو چند تھی ہزار ہا عزادار شریک ماتم سینہ مجروح آنکھین پُرنم مرثیہ خوان خوش الحان گریہ کنان جھان جھان جارہے ہین ؎

واحسرتا کہ ماہ محرم گذر گیا	اور چہلم امام دوعالم گذر گیا
تیسرا مصرع غل مین سن نہ سکے	ماتم رہا یہ موسم ماتم گذر گیا

اک دن اسیطرح سے یہ دنیا تمام ہے
پر شاہ کربلا کی عزا ناتمام ہے

اور یون بیان کرتے تھے سجاد خستہ حال	بندی بنا کے لیچلے دیکھو یہ بد خصال
سر ننگے بال کھولے مرا کاروان تھا	سب اونٹ پر سوار تھے مین ساربان تھا

اتنے مین ریلا آیا تو ٹیپ کا شعر سننا محال ہوگیا اسکے بعد کوئی ۵۳ تعزیے آئے - ایک سے ایک خوشنما ہر ایک ضریح مبارک قابل دید تھی بلکہ دید تھی نہ شنید تھی چہ طرفہ علم اور سونے کے پنجے اور سہرا اور انمین گوہر شاہوار لٹکتے اور در یتیم و آبدار جھلکتے - پھولونکی بو باس سے دماغ طبلہ عطار بن گیا - دلدل سبحان اللہ سبحان اللہ اشہب آہوشکار تند خورا ہوار - سمند و نا پسند - گزنگ نقرہ خنگ جو یائے جنگ کمیت اور سرنگ رسولے کی دیچی - گنگا جمنی لٹو ڈھال نڈھال اسکے برابر شمشیر خارا شگاف و خوش غلاف لٹکتی ہوئی - چادر مین خون کے ایسے دھبے جنسے عزادارون کو خون رُلایا - ہر مومن پاک آنسو بھرلایا - بس یہی معلوم ہوتا تھا

کہ دلدل سوار نے ابھی زخم کھایا ہی۔ اور فرس سلیقہ شعار اس سانحہ ہوش ربا کی خبر لایا ہی اور میدان کارزار سے سیدھا چلا آیا ہی۔ باگ ایک طرف کٹی ہوئی ہی ہائے یہ وقعہ بھی کیسا جگر خراش ہی ہی ہی سینہ پاش پاش ہی ادھر تیر اُدھر کمان ادھر داستانہ اُدھر عمامہ حضرت فردوس آشیان فخر زمین وزمان پل پر مجمع خاص و عام تھا خاتونان ملقبیں منزلت اور بیگمات لکھنؤ کا بند گاڑیوں میں اژدہام تھا۔ لوگ پلے پڑتے تھے چپے چپے پر لڑتے تھے سا قنو نکی دکان دھوان دھار ایک دم میں نو آسمان کے پار میان آزاد یہان سے بھاگے تو اقتان و خیزان کربلا میں دم لیا۔ کیون میان یہ قبر کسکی ہی ایک جوان طناز با سینہ بریان و دیدۂ گریان بول اٹھا کہ یہ مقام فشار ہی۔ تیر غم جگر کے پار ہی ارے نادان یہ سوجان کا مزار ہی یہ کم دلفگار ہی چشم اشکبار ہی ادھر اُدھر گلاس اور ہانڈیون کی قطار بیچ میں مرذنگون کی بہار قبر پر زربفت کی چادر اور مقیش کی جھالر چوطرفہ کرن۔ قبر ہی یا دلھن مسہری میں مرلون کی نر مرگون گھنڈیان لگی ہین ان سب پر زربفت کا نمگیر استم ڈھاتا ہی۔ دل ہی کہ امڈا آتا ہی اچھے اچھے وضعدار اردگرد کھڑے آٹھ آٹھ آنسو روتے ہین ایک جلسۂ یاران سرپل کی طرف سے گذر ہوا تو عجب گفتگو سننے مین آئی ایک صاحب نے اپنی بپتی واردات یون سنائی بھئی قسم ہی خدا کی جیسے ہی جنگل مین پہونچا ہون عجب تماشا دیکھا۔ واللہ باللہ ثم باللہ دیکھتا کیا ہون کہ ایک شیر ببر دم پھیلاتا درخت کے سایے مین کھڑا ڈکار رہا ہی اور ابا جان کی قسم یہ دیکھئے واللہ کہ مجھ سے اور اس سے کوئی چار ہی پانچ قدم کا فاصلہ ہوگا۔ حضرت میری اٹھتی جوانی اور گینڈا بنا ہوا۔ اور بھئی اللہ گواہ ہی کہ مین اپنی طاقت آزمائی بھی کر چکا تھا ایک دفعہ ملنا ہاتھی کو بڑھکر طپانچہ مارتا ہون تو دم دبا کر یہ بھاگا وہ بھاگا۔ پھر میرا زعم بیجا تو تھا نہین۔ مین نے آؤ دیکھا نہ تاؤ بس شیر کو ایکدفعہ ہی ڈپٹ دیا بھلا یہ آگے قدم بڑھایا اور مین نے پھر پورا ہاتھ جمایا تب تو شیر اور بھی غرایا بس اسپر مجھے بھی غصہ آگیا پھر تو حضرت قسم ہی جناب باری کی بندۂ درگاہ بھی جم گئے اور زناٹے سے بدن تول کر ولایتی کا ہاتھ جو چھوڑا تو شیر نے تیورا کر منہ موڑا مین نے کہا او گیدی نامعقول تو شیر ہی یا بھیڑ ہی یہ کہکر مین جھپٹ پڑا اور جھپٹتے ہی میان کی دم جو دبائی تو ہاتھ مین بھی پھر بھاگا مین نے غل مچایا کہ ابے او لنڈورے (سوچنے لگے) واللہ ہی بڑھ کر ایک ہاتھ ولایتی کا دیا کاسۂ سر کاٹتی ہوئی پیر کے بڑ تک پہونچ گئی۔ اتنے مین مجھے خیال آیا کہ این بار خدایا مین مسلح وہ نہتا۔ یہ تمغائے شجاعت نہین معًا خدا گواہ ہی تلوار پھینک کر چمٹ گیا (پھر سوچنے لگے) ہاتھون ہاتھ دستی کھینچی اور کولے پر لاد کر دھم سے زمین پر دے ٹپکا چارون شانے چت وہ پچھاڑا تین دفعہ تال ٹھونک یا علی کہکر اٹھا مگر اپنی جان کی قسم اسوقت داد دینے والا کوئی نہین ادھر ادھر دیکھا سناٹا اتنے مین جنگل کے بھورے ریچھ نے آکر ڈنڈ مل دیے۔

میان آزاد چپکے چپکے بیٹھے سن رہے تھے جب داستان ختم ہوئی تو انکی گپ پر دل ہی دل مین ہنستے ہوے چلے کہ اتنا جھوٹ ریچھ کا ڈنڈ ملنا کیا معنی ریچھ بھی انکا کوئی چچا تھا اور ماشاء اللہ ایسے کرارے ہین کہ شیر ببر سے مقابلہ کیا اسپر بات بات مین قسم کھانا اور جناب باری کو درمیان مین لانا لاحول ولاقوۃ

مکتب خانہ

ادھر آثار بہار گنبد دوار سے پدیدار ہوے اُدھر میان آزاد خواب نوشین سے بیدار ہوے نور سحر جلوہ آمیز باد شمال عطر بیز نوبت خانون سے آوازہ زیر و بم بلند۔ نوائے نائے جان نواز و دل پسند مرغان خوشنوا

شاخ گل پر غزل سرا غنچہ سرگرم شگفتن۔ خار مستعد سبزہ زار گشتن ہے

وقت ست کہ گل بر فگند پردہ ز رخ باد
زالنسان کہ ز فانوس چراغی بدر آید

میان آزاد سرا سے اسطرح نکل گئے زن سے جیسے روح تن سے یا بوئے گل چمن سے۔ یا بزدل سپاہی رن سے شوق چرایا کہ اُس پیر فرتوت قبلہ پیری و صد عیب کھوسٹ شوہر کی بوبی کا گھر ڈھونڈھ نکالیں خط دین اور جواب لین۔ اور دل لگی دیکھیں شوق نے ایسا گدگدایا کہ شتہ گام جانے لگے اور ٹوبیٹ ڈپٹ کر قدم بڑھانے لگے دوپہر کو ایک ہرے بھرے درخت کے سایہ مین بستر جمایا روغنی روٹی اور گوشت اڑایا جب اٹھے ہوئے تو پھر کمر کسی اور چلتا دھندا کیا بارے خدا خدا کرکے کافر سفر سر سے اُترا اور حضرت آزاد داخل منزل مقصود ہوئے گو بڈھے گاودی کو جھانسے دے دیکر ٹھیک پتا پوچھ آئے تھے مگر پردیسی آدمی جھٹ پٹا وقت گلی کوچون سے ناواقف اجنبی غریب الوطن۔ نیا شہر جائین تو کہان جائین اور پتا پائین تو کیونکر پائین تھوڑی دیر تک ادھر اُدھر بھٹکے پھرے آخر کار سرا مین دھنسے۔ رات بھر وہان بسیرا کیا۔ نور کے تڑکے مکان کی تلاش مین چل کھڑے ہوئے۔ اب سنیے کہ پیر نابالغ کا مکان نیم ٹولہ مین تھا ان حضرت کو املی محلہ یاد رہا چلیے مکان کھٹائی مین پڑ گیا۔ اب ایک ایک سے گڑ گڑا کر پوچھتے ہین کہ حضرت املی محلہ کدہر ہی کوئی دل لگی باز اُنگلی کے اشارے سے بتاتا ہی کہ ادھر ہی کوئی کہتا ہی کہ اُدھر ہی ایک نے کہا ناک کی سیدھ پر چلے جائیے پھر داہنے ہاتھ آئیے پھر نکڑ کی طرف منہ پھیلائیے سامنے املی محلہ ہی۔ لیجئے ایک تو کڑوا کریلا دوسرے نیم چڑھا۔ ایک تو پردیسی آدمی دوسرے ٹھٹھول فقرہ باز دن نئے فقرے بننے شروع کیے چلتے چلتے ایک کتب خانہ یہان بھی نظر آیا مولوی صاحب بڑے معمر و سن رسیدہ دروغ گو جہان دیدہ کھٹیا پر دو زانو بیٹھے پڑھا رہے ہین ریش مخضب تا ناف سر مبارک کوہ قاف گول گول دبے کھوپڑی گھٹی گھٹائی اسپر کلاہ ترکی خوب جمی جمائی ہاتھ مین تسبیح لیے کھٹ کھٹا رہے ہین لونڈے ارد گرد غل مچا رہے ہین ہو حق کی آواز بلند۔ منڈی سے بھی غل غپاڑا دہ چند تہذیب منزلون دور۔ ادب کافور۔ مگر مولوی صاحب سے اسطرح ڈرتے ہین جیسے چوہا بلاؤ سے یا افیونی ناؤ سے ذری چتون تیکھی ہوئی اور کھل بلی مچگئی سب کتابین کھولے جھوم جھوم کر مولوی صاحب کو پھسلا رہے ہین ایک شعر جو پڑھنا شروع کیا تو بلا کی طرح اسکو چمٹ گئے مطلب تو یہ ہی کہ مولوی صاحب منھ کا کھلنا اور زبان کا ہلنا اور اُنکا جھومنا دیکھین۔ کوئی پڑھے یا نہ پڑھے اس سے سروکار نہین طرز تعلیم سے مولانا بالعلم والفضل او للناخص ناواقف پڑھے لکھے بھی واجبی ہی واجبی تھے۔ کچھ شدبد جانتے تھے ایک شاگرد سے چلم بھروائی۔ دوسرے سے حقہ تازہ کرایا۔ دم دھاگے مین کام لیا حقہ گڑ گڑایا اور دھوان اُڑایا شامت اعمال سے کہین حضرت افیون کے بھی عادی تھے پینک کی پیالی آئی۔ افیون گھولی اور نوش فرمائی ایک مہاجن کے لڑکے نے برفی منگوائی آپنے خوب ڈٹ کر چکھوتیان کین جب ٹنکار چکے تو پینک نے آدبوچا۔ اونگھے حقہ ختم ہوگیا ناک مین دم ہوگیا گردن اب زمین پر آئی اور اب زمین پر آئی حقہ یہ گرا وہ گرا۔ چل چل چل دھم چلیے حقہ تو چکنا چور ہوگیا دو ایک لڑکونکی کتابون پر چنگاریان گرین اب پینک سے چونکے تو دو چار شاگردونکو دوہتڑ پیٹنا شروع کیا ایسے جھلائے کہ کسی کو چپت لگائی کسی کی کھوپڑی پر دھپ جمائی ایک کے کان گرمائے دوسرے کو چپتین لگائین ماشاء اللہ اس وحشت کے صدقے۔ پینک مین آکر خود تو حقہ گرایا اور شاگردون پر بےقصور پھبتیان پڑنے لگین خیر اتنے مین ایک لڑکا مفید نامہ لیکر قریب آیا۔ رب یسر وتمم بالخیر۔ یا فتاح برادر صاحب

منظر اشفاق و مہربانی و مصدر اخلاق و قدر دانی سلمہ اللہ تعالیٰ

ترجمہ۔ برادر صاحب جائے ضرور اشفاقونکے اور جائے صدور اخلاقون اور قدر جاننے والے کے سلامت رکھے تمکو اللہ برتر۔ اے سبحان اللہ واللہ کیا ترجمے کی مٹی پلید کی ہے۔ اور تو اور یہ منظر کا ترجمہ (جائے ضرور) کتنا موزون ہے مصدر کے معنی جائے صدور لیکن کم استعداد لڑکون کے لیے جائے صدور اور مصدر دونون یکسان۔ اور سنیے

آرزوے مواصلت سامی از تکلفات دانستہ بہ مطلب می گراید۔

ترجمہ۔ آرزو ملاقات بڑی کی تکلیفون سے جانکر بیچ مطلب کے گرتا ہے۔ بارک اللہ کیا فصیح ترجمہ ہے۔ ماشاء اللہ۔ کیا روزمرہ ہے (ملاقات بڑی کی) بیچ مطلب کے گرتا ہے) لاحول ولا ترجمے کی اچھی ٹانگ توڑی۔ پھر لڑکے نے کہا۔ ؎

دلم کشود کشادم چو نامہ ات گوئی کلید باب گلستان دلکشائی بود

ترجمہ۔ دل میرا کھلا کھولا مین نے جو خط تیرا کہے تو کنجی دروازے باغ دل کھولنے کی تھی (لے صل وجل)

اور دل لگی سنیے کہ مولوی صاحب بھی شاگرد کے ساتھ پڑھتے جاتے ہین اور دونون ہلتے جاتے ہین۔ جب یہ پڑھ چکے تو دوسرے صاحب مینا بازار الغفل مین دبائے تشریف لائے۔

لڑکا۔ بسم اللہ الر۔

مولوی صاحب۔ ہائین۔ گاؤدی نئی کتاب شروع کی اور چراغی نذار د شکرانہ چھیر یہ ہدیہ بالاے طاق۔ جا دوڑ کر گھر سے دو آنے لے آ۔

لڑکا۔ مولوی صاحب کل لیتا آؤنگا آپ تو ہنچتے ہی پر ٹوک دیتے ہین آپ کو اپنی مٹھائی سے مطلب ہے یا سفت کے جھگڑے سے۔

مولوی صاحب۔ یہ چھانسے کسی اور کو دینا اچھا اپنے ابا کی قسم کھا کہ کل ضرور لاؤنگا۔

لڑکا۔ مولوی صاحب کے بڑے سر کی قسم تڑپتے چاند تک لاؤنگا اسپر سب لڑکے ہنس پڑے کہ کیا حاضر جواب لڑکا ہے قسم بھی کھائی تو مولوی صاحب کے سر کی۔ اور سر بھی بڑا واللہ کیا زبان دراز ہے۔

مولوی صاحب۔ چپ نا معقول میرا سر کیا کدو ہے۔ اچھا پڑھو بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ رب یسر و تمم بالخیر۔ یا فتاح عصمتیان زرویش حیا پرور دخلوتیان عفت کوش پاک نظر را مژدہ باد کہ وقت گرمی بازار نشاط است و بسط بساط انبساط یعنی ترانہ بازار ملائک نظر فریب دلنشین تمام۔ لاحول ولا قوۃ۔ خدا فقرونکو کیسا ستیاناس کیا اور فقرون کے ہاتھ ایسے توڑے کہ بالکل لنجا ہی کر دیا عفت کوش کو عفت مژدہ باد اسکی دال کو کاسۂ بیانیہ سے خلط ملط کرکے دکہ بنایا۔ است کو بسط سے ملایا۔ ملائک نظر فریب کے ملائک کو اوپر کے فقرے مین داخل کیا نظر فریب کو دلنشین تمام سے پیوند لگایا۔ اور مولانا صاحب چون بھی نہین کرتے۔ وہ اور ہی فکر مین ہین مٹھائی کی فکر مین لب بند ہین سوچ رہے ہین کہ جو کل دو آنے نہ لایا تو خوب کوڑے کھڑکا رونگا تسمہ تک تو باقی رکھونگا نہین۔ اپنے حلوا مانڈے سے مطلب دس پانچ طالب عجیب قطع سے پڑھ رہے ہین۔ کتابین تو سامنے کھلی ہوئی ہین مگر نظر آسمان پر ہے۔ منھ سے اول جلول بک رہے ہین۔ خالق باری حفظ۔ ما مقیمان بر زبان مگر پوچھ بیٹھیے کہ ع چیل ہے در گوش کن گفتار من۔ کہان لکھا ہے تو بغلین جھانکنے لگین۔ میان آزاد اٹھ کھڑے ہوے اور سیدھے سرا پہونچے۔

میان آزاد مکتب خانے کی حالت سقیم اور مولوی صاحب کی

طرز تعلیم اور لونڈون کی چل پون دیکھ سنکر ایسے طیش مین آئے کہ اگر پاتے تو مولوی صاحب کو کچا ہی کھا جاتے۔ سر امین جانتے ہی حضرت نے مکتب خانے کی تصویر کھینچی اور پھر اسکا خوب خاکہ اُڑایا اشتہار

گر ہمین مکتب ست و این ملا۔	کار طفلان تمام خواہد شد

یہ مکتب خانہ ہی یا وحشت کی منڈی۔ جدہر دیکھو بوکھلاہٹ کے ڈھیر حماقت کے تودے۔ جہل کی کھانچیان بھری ہوئی ہین چل پون غل غپاڑا دھول دھپا۔ شور و غوغا۔ معلوم ہوتا ہی بھری برسات مین بھادری مینڈک غاؤن غاؤن یا سحر کاذب کے وقت کوے کاؤن کاؤن کر رہے ہین۔ مولوی صاحب کی غرفش طرز تعلیم واہ جی واہ لہذا بندۂ درگاہ نے یہ چند سطور تنبیہ غافلین اور قدردانی کاملین کے لیے ترسے لکھ ڈالین۔ کہ تا فی الحال سند باشد و عند الحاجت بکار نباید۔

۱۔ نور کے تڑکے سے جھٹپٹے وقت تک لڑکون کو مکتب خانہ مین قید رکھنا اینجانب کے پسند نہین۔ دس بجے آئین چار بجے رخصت پائین چلیے چھٹی ہوئی۔ یہ نہین کہ دن بھر دانتا کلکل کر پڑھنا بھی اجیرن ہو جائے اور خواہ مخواہ یہی فکر دامنگیر ہو کہ درس مدریس کی دُم مین موٹا سا رسا باندھین اور دل کھول کر چھوڑے اڑائین۔ مولوی صاحب کو ہوا بتائین۔ مدرسہ چھوڑین۔ پڑھنے لکھنے کی گردن مروڑین۔

۲۔ میان اس بھونڈی روش کو چھوڑو اور اس بھدے قاعدے سے منھ موڑو۔ کہ جتنے لڑکے ہین سب کا سبق مختلف دشمنون کی آنکھون مین خار۔ خیر سے تیس چالیس طلبہ ہین دو دو چار چار دس دس کی ایک ایک جماعت کیجئے تو کیا گناہ ہی۔ محنت کی محنت بچے۔ کام کا کام زیادہ ہو اور فائدہ گھاتے ہین۔

۳۔ جدھر نظر ڈالتا ہون انشا کی تعلیم ہو رہی ہی۔ کوئی انشاء خلیفہ بغل مین دبائے ہی۔ کوئی انشاء فیض رسان کھولے بیٹھا ہی۔ کوئی انشاء دلکشا کا سبق پڑھ رہا ہی۔ یا دیوانون کی بھرمار ہی کہین دیوان عرفی کہین دیوان بہار ہی اللہ بس باقی ہوس میان صاحب اتنا تو سوچیے کہ تعلیم مین صرف علم ادب ہی شامل نہین ریاضی مین ریاض کیجئے جبر و مقابلہ اور اقلیدس کا سبق دیجیے کسی گھنٹے مین علم تاریخ لیجئے۔ وقس علی ہذا یہ نہین کہ گلستان مقیمان عطائی نامہ انشاء خرد افروز ہی پر لٹو ہین واہ ری تعلیم مگر پڑھائے کون۔ مولانا صاحب کو تو سو تک کی گنتی بھی نہین آتی اقلیدس کی صورت ہی نہین دیکھی۔

۴ سب لڑکون کا غل مچا مچا کر آواز لگانا پھر بات محض فضول بالکل خرافات ہی۔ کوئی خوانچہ والا۔ گنڈیری والا۔ چنے پھل والا اسطرح چلائے تو مضائقہ ندارد۔ مٹر و ٹرگول گپے مصالح کے بیگن مولی۔ توری لو ترکاری کو۔ یہ تو پھیری دینے والون کی صدا ہی پس مکتب کو منڈی بنانا حماقت نہین تو کیا ہی بھئی واللہ کیا تماشا ہی یہ چل پون داب آداب کے خلاف ہی۔ ہان کسی وقت باآواز بھی پڑھے تو خیر۔

۵۔ ترجمے پر خدا کی مار شیطان کی پھٹکار جاتا ہون بیچ ایک باغ کے واسطے لانے اچھی چیزون کے لاحول ولا۔ لاحول ولا مین نے دیکھا مین نے تو جاتا ہی تو۔ اے واہ کیا تو تو مین مین ہی چھری گردن پر مولانا۔ واسطے خدا کے ذرا ترجمہ تو فصیح بنایا کرو ورنہ لڑکون کا روزمرہ صاف ہو چکا۔ ترجمے مین اردو پن تو پایا جائے یہ تو نہ کوئی آوازہ کسے کہ پشتو مین بھیک مانگ رہے ہین فقرے چست ہون لفظ درست ہون۔ محاورات دلنشین سکھین آدمی بنین نہین کہ الول جلول ترجمہ کر کے زبان ہی خراب ہو جائے۔

۶۔ پڑھتے وقت لڑکون کا ہلنا عیب ہی مگر کہین کسی سے مولوی صاحب

تو خود جھومنے لگتے ہین ع۔ وزیرے چنین شہر یارے چنان۔

۷۔ یہ ناک سے غنغنا نا چہ معنی دارد۔ مدک خانہ ہی یا مکتب خانہ معقول۔ جس لڑکے کو دیکھو ناک سے تلفظ کر رہا ہی۔

۸۔ مطلب مطلب متن پڑھو۔ اینڈا بینڈا ترجمہ کرد۔ مگر سمجھ خاک نہین سمجھا ۔ بہتیر کے ہوے مولانا ذرا دل مین سوچیے تو کہ جب طالب علم مطلب ہی نہ سمجھے گا تو اُسکو فائدہ کیا خاک ہوگا۔ پڑھاؤ چاہے کم مگر مطلب زیادہ بتاؤ املا روز لکھاؤ ہجے ضرور پوچھو۔

۹۔ سبق کو برزبان رٹانا بھی حمق کی نشانی ہی کتاب بندکی اور فر فر دس صفحے برزبان سنا دیے۔ خیر حافظہ ہی نے قوت پائی سہی مگر ستم یہ ہی کہ پھر طوطے کی طرح حق اللہ پاک ذات اللہ کے سوا کچھ یاد نہین رہتا مطلب پر نظر ہی نہین ڈالتے۔ مدعا سے سروکار ہی نہین رکھتے۔ اور طرہ یہ کہ اگر پوچھ بیٹھیے کہ فلان شعر کہان ہی تو لگین بغلین جھانکنے اور منھ تاکنے مولوی صاحب نے ایک سطر بتا دی وہ لڑکے نے تھوڑی دیر مین نوک زبان کر لی اب اگر پوچھیے کہ لفظ (گفتم) کہان ہی تو اُنکی بلا جانے اُنھون نے کل فقرہ یاد کر لیا۔ مگر حرف آشنا نہین۔ اے لاحول اے لاحول۔

۱۰۔ اردو سے فارسی اور فارسی سے اُردو مین ترجمہ روز لکھنا چاہیے ورنہ پھر یہی ہوتا ہی کہ مولانا بالعلم والفضل اولنا بنگئے لیکن ایک سطر نہین لکھ سکتے۔

۱۱۔ کم استعداد طلبہ کو اکثر کتب ادق پڑھائی جاتی ہین ماشاءاللہ کیا تعلیم ہی۔ ذری سے ٹٹو پر جب دو ہاتھیون کا بوجھ لادوگے تو ٹٹو بیچارہ آنکھین مانگنے لگے گا یا نہین۔ معصوم بچہ اور پڑھے سکندر نامہ۔ واہ ری عقل چار۔ آخشیج کا تلفظ اسکے پرسے بھی نہو سکے بھلا مناجات کا مطلب وہ کیا سمجھے جشن نوشابہ مین اسے کیا لطف اُٹھے۔

۱۲۔ لڑکے کو ابتدا ہی سے فارسی پڑھانا اُسکا ذہن کند کرنا ہی پہلے اُردو پڑھائیے جب اسمین عبور ہو تو بسم اللہ فارسی سہی مگر ابتدا ہی سے کریما مقیمان پڑھانا اُسکی مٹی پلید کرتا ہی ابتدا مین فارسی کی ایسی کتابین پڑھائی چاہئین جو سہل ہون جنمین عمدہ محاورات ہون۔ لفظ ادق نہون۔

۱۳۔ مولویصاحب لڑکون سے چلم بھروانا حقہ تازہ کرانا چھوڑ دین اسکے عوض اُن کو نشست برخاست کے قاعدے ادب و تہذیب سکھائین۔

۱۴۔ افیونی مولوی چھپر پر رکھے جائین۔ مولوی نے افیون کھائی اور لڑکون کی شامت آئی۔ وہ پینک مین جھوما کرینگے لڑکے ادھر اُدھر گھوما کرینگے ع۔ کس نمی پرسد کہ بھیا کون ہی۔

یہ اشتہار جلی قلم سے لکھ کر میان آزاد راتون رات مکتب کے دروازے پر چپکا آئے اور جھٹ سے نقل کرکے شہر کے تین چار مشہور مقامات پر بھی چپکا دیا۔ اور سر امین لمبی تان کر سو رہے۔

میان آزاد پھر آپ جانیے ایک ل لگی باز آدمی مکتب خانہ کا خاکہ اُڑا کر جا بجا مولوی صاحب کا اعمال نامہ چپکا کر چمپت ہوے دوسرے روز گانوٴن والون کو شگوفہ ہاتھ آیا ہر اشتہار کے پاس ٹھٹ کے ٹھٹ جمع۔ غٹ کے غٹ پلے پڑتے ہین۔ جسے دیکھو قہقہہ اڑاتا ہی۔ لوٹن کبوتر ہوا جاتا ہی۔ بھئی واللہ کسی بڑے ہی فقرہ باز کا کام ہی۔ اچھی اچھی پھبتیان کہین خوب آوازے کسے اور مولوی بیچارے کو تولے ہی ڈالا۔ اُسکو بیڑا ہی کر دیا۔ کیا گرما گرم فقرے ہین۔ مکتب خانہ مین لڑکون کے چہرے گلنار ہوگئے باچھین کھلی جاتی تھین۔ ہات ترے کی۔ روز چند انگلیز و پھبتیان جماتے تھے چپتین لگاتے تھے افیون گھولی اور سر پر تیغ سدو سوار دو ہتھڑ پیٹنا شروع کیا کسی کے کان گرمائے کسی کے سر پر دھپ لگائی

جو بولا اُسکی شامت آئی خوب ماما نچتیان اُڑائین - اب آٹے دال کا بھاؤ معلوم ہوگا - مولویصاحب تشریف کا بقچہ لائے تو دیکھتے کیا ہین کہ ع - کچھ اور ہی گُل کھلا ہوا ہی - لڑکے کہنا نہین مانتے - مولویصاحب کہتے ہین کتاب کھولو تو شاگرد جواب دیتے ہین - بس منھ بند کرو - فرمایا دور ہو - یہان سے اُٹھ جا - جواب پایا کہ چپ چاپ بیٹھا رہ - فرمایا - کہ اب بولا تو ہم بگڑ جائینگے - شاگردون نے کہا ہم خوب بنائینگے تب تو جھلائے اور ڈپٹ کر فرمایا کہ مین بڑا گرم مزاج ہون ایک زبان دراز نے مسکرا کر کہا (پھر ہم ٹھنڈا بنائینگے) دوسرا بولا (قبلہ اگر آپ گرم مزاج ہین تو برفستان مین بستر جمائیے) تیسرے حاضر جواب نے کہا (گرم مزاجی تو بخیر مگر دماغ پر البتہ گرمی چڑھ گئی ہی) باہر کیطرف نظر ڈالی تو دیکھا کہ جوق جوق تماشائی بازاری سفید پوش خوش باش گنوار کھڑے قہقہے اُڑا رہے ہین - باہر گئے تو اشتہار نظر آیا - پڑھا تو عرق عرق ہوگئے دل ہی دل مین راقم اشتہار کو گالیان دینے لگے پاؤن تو کچا ہی کھا جاؤن - اتنے ڈنڈے لگاؤن کہ بچہ جی چھٹی کا دودھ یاد کرین مردود نے کیسا خاکہ اُڑایا اور کیا چھٹا لگھ مارا - یہ جب ہی لڑکے ڈھیٹ ہوگئے - مین کہتا ہون آم وہ کہتے ہین املی - اب غرت بڑی جان ہی پر بن آئی - مکتب خانے مین قہر درویش بر جان درویش کہکر دھنس رہون تو خوف ہی کہ مبادا لونڈے روز کی کسر نکالین اور انجر پنجر ڈھیلے کر دین - بھاگ جاؤن تو ردیٹون کے لالے پڑین کھاؤن کیا انگارے - نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن سنگ آمد و سخت آمد - الغرض ٹھان لی کہ بوریا بدھنا چھوڑو - ملا گیر لیسے منھ موڑو چلتا دندھا کرو بھاگے تو گھر پر دم لیا - لڑکون نے جو دیکھا کہ مولویصاحب پٹا توڑ بھاگے جاتے ہین تو جوتیان بغل مین دبا پائنچے چڑھا تختیان اور بستے دبا دوا اپنی سنبھال دُم کے پیچھے چلے - فوج طفلان مفت - یاران سرپل باہم کیا چہ میگوئیان کرتے ہین

ایک - ارے میان یہ بھاگا کون جاتا ہے بگٹٹ -

دوسرا - شیطان روز بچۂ انسان کو بہکاتے تھے اب چڑھ گئے لڑکون کے داؤ پر بھئی اُنسے شیطان نے بھی پناہ مانگی دیکھو نہ کیا بھیگی بلی بنے دُم دبائے بھاگے جاتے ہین لاحول ولا -

اب سنیے کہ قصبے بھر مین کھل بلی مچ گئی - اجی ایسے مکتب کی ایسی تیسی پڑھانیکی دُم مین نمدا - برسون سے لونڈے پٹتے ہین ایک حرف نہ آیا - لڑکونکی مٹی پلید کی پڑھانا لکھانا خیر صلاح جلمین بھروایا کیے - سب نے ملکر کمیٹی کی کہ ایک جلسۂ عام مین مولویصاحب کا امتحان لیا جائے اور منادی ہو کہ جس مقدس بزرگ نے یہ اشتہار لکھا ہی وہ ضرور قدم رنجہ فرمائین - عزت بخشین یہ تیہ پڑھائین ڈھنڈورا قصبے بھر مین کہتا پھرا کہ خلق خدا کا ملک سرکار کا حکم پریسیڈنٹ بہادر کا کہ آج نیب ٹولے مین ایک کمیٹی ہوگی - مولویصاحب جو لڑکون کو پڑھاتے ہین اُنکا کام تمام کیا جائے اور امتحان لیا جائے گا جسنے اشتہار لکھا ہی وہ بھی حاضر ہو کڑم دھم کڑم دھم -

میان آزاد نے جو یہ ہانک سنی تو بہت ہی خوش ہوئے اہو ہو ہو - مولویصاحب کی قلعی بھی کھولینگے اور نیب ٹولے مین پیر فرتوت کی البیلی چھبیلی چھبیلی بیوی سے بھی مینہین لڑینگے ع چہ خوش بود کہ بر آید بیک کرشمہ دو کار - ہوا کے جھونکے کیطرح سن سے کمیٹی مین داخل اور رعنا ب شریک محفل ہوے جب دو تین سو آدمی اہالی موالی ڈوم ڈفالی اشراف اجلاف ایرا غیرا نتھو خیرا حلوائی - نان بائی - خوش باش - عیاش سب جمع ہوے تو صاحب پریسیڈنٹ جلسہ نے فرمایا -

صاحبو آج آپ کو اس غرض سے تکلیف مالایطاق دی گئی ہے

کہ مولوی صاحب کی خبر لیجائے۔ مولوی صاحب عرصۂ دراز سے مِیٹھے ٹکڑے اُڑایا کیے اور لڑکوں کو واہی تباہی سبق پڑھایا کیے اوٹ پٹانگ اناپ شناپ بتایا کیے۔ اب اِن کا امتحان لیا جائے پورے اتریں تو خیر ورنہ القط۔

ایک ممبر نے کہا۔ حضرت یہ تو سب کچھ ہی مگر مولوی صاحب اسوقت ندارد ہین۔ ایک طرفہ ڈگری نہ دیجئے۔ وہ آئین تو امتحان لیجئے ورنہ ع خانہ ملاح درچین ست وکشتی درختن۔ مگر کہین یہ نہ کیجئے گا کہ انکو کچا چٹھا لکھ بھیجئے۔ وہ کبھی جو آئین ہم ایک تدبیر بتائین جو دوڑے نہ آئین تو مونچھ منڈا ڈالون ہاتھ قلم کرا ڈالون۔ کہلا بھیجئے کہ زید بکر خالد کسی کے یہان شادی ہی نکاح پڑھنے کے لیے ابھی بلاتے ہین سب حاضرین جلسہ نے کہا خوب سوجھی۔ دور کی سوجھی واللہ اچھی سوجھی آدمی گیا دروازے پر آواز دی۔ مولوی صاحب مولویصاحب اجی مولوی صاحب بہت ارے کیا مر گئے اس گھر مین کوئی ہی یا سب کو سانپ سونگھ گیا۔ اجی مولوی صاحب آہی تو یہ چیختے چیختے گلا سوکھ گیا مگر صدائے برنخاست۔ دروازہ دھمدھمایا کنڈی کھڑکھڑائی مگر جواب ندارد تب تو آدمی نے جھلا کر پتھر پھیکنے شروع کیے اور دو ایک مولویصاحب کے سر مبارک پر بھی پڑے۔

مولویصاحب۔ کون ہی۔ ارے بھئی کون ہی

آدمی نے کہا بارے آپ زندہ تو ہوے مین سمجھا تھا کہ گور کی کن آ ئی مگر آپ نے موت کو بھی ہوا بتائی۔ چلیے اغل خان کے یہان عقد ہی نکاح پڑھ دیجئے۔ ابھی بلایا ہی۔ نکاح کا لفظ سنتے ہی مولانا خمیری روٹی کی طرح پھول گئے۔ انگرکھے کا بند تڑسے ٹوٹ گیا اور کفن پھاڑ کر چلا اُٹھے دآیا آیا ٹھہرے رہو ابھی آیا شملہ بمقدار علم کھوپڑی پر جمایا۔ پرہن ڈانٹ عقیق کا کنٹھا ہاتھ مین لے۔ سرمہ لگا گھر سے چلے آدمی ساتھ ہے دل ہی دل مین کہتے جاتے ہین کہ آج پو بارا ہی۔ بڑھ کر ہاتھ مارا ہی وے چھپن کر در کی تہائی ہاتھی کے ہودے مین گھٹے۔ اب لمبے لمبے ڈک بھرتے آدمی سے پوچھتے جاتے ہین کہ کیون میان اب کتنی دور مکان ہی کیون بھئی پاس ہی نہ دیکھین نکاح خوانی کا کیا ملتا ہی سولہ روپیہ تو معمول ہی ہی مگر خدا نے چاہا۔ بہت کچھ لے مرینگا آدمی پیچھے پیچھے ہنستا جاتا ہی کہ میان ہین کس خیال مین کہین گل کے عوض خار نہ پائین بارے خدا خدا کر کے وہ کافر منزل طے ہوئی مکان مین آئے تو ہوش اڑ گئے این! یہ اچھا بیاہ ہی خدا کی پناہ ہی بھلا یہان کیسا بیاہ ہی نہ ڈھول نہ شہنائی ہماری شامت آئی دزدیدہ نگاہ سے اِدھر اُدھر دیکھتے ہین عقل دنگ کہ یا رخدایا یہ سب کے سب ہین کو کیون گھور رہے ہین۔ اتنے مین پریسیڈنٹ جلسہ نے کہا کہ جن صاحب نے اشتہار لکھا تھا وہ اگر رونق افروز جلسہ ہون تو وہ مہربانی کر کے کچھ فرمائین۔

میان آزاد۔ ایہا السامعین۔ ایک روز سعید بہتر از عید به آن حمید ؎

شب کو مین اپنے سر بستر خواب راحت ... نشۂ علم مین سرمست غرور و نخوت
فرے لیتا تھا پڑا علم و عمل کے اپنے ... تھا تصور مرا ہر امر مین تصدیق صفت
جو مسائل نظری تھے وہ بدیہی تھے تمام ... عقل کو تجربہ سے اتنی ہوئی تھی کثرت
کبھی مین کرتا تھا اعراض مین جوہر قائم ... کبھی مین کرتا تھا معلول سے ثابت علت

ہو گیا علم حصولی تھا حضوری مجکو
تھا مرا ذہن نہ محتاج حصول صورت

کہ یکایک میٹھی نیند آ گئی پلک کا جھپکنا تھا کہ ؎

آکے اک رشک مسیحا نے کہا بالین پر
لا تنم قم کہ یہ غافل نہین وقت غفلت

آنکھ کھلی تو ایک مکتب خانہ نظر آیا پہلے مولویصاحب کی قطع سنیے

شربتی آنکھین گول گول دیدے پھولے پھولے گال بھورے
بھورے بال - لال داڑھی خرگوش کی جھاڑی تا بہ ناف معلوم ہوتا
تھا کہ چوری نگل گئے ہین - کوتاہ گردن تنگ پیشانی - شرافت اور
اصالت کی نشانی نیلی لنگی کسے - افیون کی بو مین بسے پینک
مین اونگھ رہے ہین - یا مٹھائی ٹونگ رہے ہین - پڑھانے سے
جی چراتے ہین - پینک سے چونکتے ہی لونڈون پر چپتین جماتے
ہین اور صلواتین سناتے ہین طرز تعلیم سے محض ناآشنا اور کیونکر ہوتے
ع - کار بوزینہ نیست نجاری * معلمی خالا جی کا گھر نہین کہ سر
گھٹایا اور ملا بن گئے چوری نگلی اور پیر جی بن بیٹھے - گٹھا لیا
اور رٹنے لگے ٹر بڑانے یا کریم یا رحیم یا اللہ -
اتنے مین مولوی صاحب بھاگنے ہی کو تھے کہ یار لوگ سر ہو لیے
لنگڑی لی ایک نے اَنٹی بتائی تو چھپٹ سے زمین پر آ رہے
یا علی اچھے پھنسے خوب عقد بندھا - یہ راز اب کھلا - بنا بنایا گھر اب
بگڑ گیا مفت مین اُلو بنے یہ سب ٹیمن پر ہو رہی ہے - خیر اب تو
اوکھلی مین سر دیا تو موسلون کا خوف کیا - میان آزاد نے
پھر لکچر شروع کیا -

میان آزاد - مولوی صاحب کو کسی مقبرے کا مجاور یا کہین کا
تکیہ دار کر دیجیے تو خیر - خوب میٹھے ٹکڑے اڑائین کھائین اور ڈنڈ
پیلین اور خم ٹھوکین - چپڑی اور دو دو - یہ مکتب خانے مین
اُلو کا سہرا انکو کس نے بنا دیا - لڑکون کی کیفیت سنیے کہ دن بھر
گلی ڈنڈا کھیلا کرتے ہین رٹتے ہین اور ڈنڈ پیلا کرتے ہین - مگر
الف کے نام بے نہین جانتے حرف تک نہین پہچانتے - یوسف زلیخا
حفظ ہو گئی (زن بود یا مرد) گلستان نوک زبان لیکن حکایت
چہ معنی دارد - سکندر نامہ رٹ لیا - ذری پوچھیے کہ خدا یا مین
الف کیسا ہی تو بغلین جھانکنے لگین دن بھر مین اٹھارہ (۱۸) مرتبہ ہی

گفتگو کہ مولوی صاحب شاشہ کردہ بیایم مولوی صاحب آب خوردہ
بیایم - مولوی صاحب دیکھیے یہ ہماری ناک پکڑتا ہی - مولوی صاحب
یہ ہم سے لڑتا ہی - مولوی صاحب اب شام ہوئی - چھٹی دیجیے
مولوی صاحب سبق سن لیجیے - مولوی صاحب ایسی نہین سنا کرتے
ان باتون مین سر نہین دھنا کرتے پڑھو تو واہ واہ نہ پڑھو تو واہ واہ
گھر ہلتے جاؤ اور ایسا غل مچاؤ کہ کان پڑے آواز نہ سنائی دے ہمین
چاہیے جو کچھ اول جلول بکو - الف بے نگاڑا میان جی کو چنے کے
کھیت مین پچھاڑا - اتنے مین مولوی صاحب پھر رسی تڑا کر بھاگنے
لگے - لینا لینا جانے نہ دینا - واہ اچھا نکلے ہو - گئے تھے روزے
بخشانے نماز گلے پڑی واہ میری اُنٹی کے چھٹنے والے باگی تجی نکلی
پُری تباہی یا الٰہی - واہ بھئی اغل خان تم تو بغلی گھونسے نکلے -
میان آزاد - آج ہی تو پنجے مین پھنسے ہو روز تو توند نکالے بیٹھے
رہا کرتے تھے جیسے بن چکی کا دنبہ یا گاؤ تکیہ در بغل - یہ توند ہی یا
بے ایمان کی قبر یا غبارہ یا ہوا کا تکیہ اب پچک نجائے تو سہی - اور سنیے
لڑکون مین فراموش بدی گئی ہے قلم دیا اور فراموش دو پیسے ہوے
دوات دی اور وہ کہتے جاتے ہین کہ یاد ہو یاد ہی جیسے سبق بھول گئے
فراموش البتہ یاد ہی اور کیون نہو انکا اُستاد بھی تو بیوقوف مادر زاد ہی
شیطان نے مولوی صاحب کو یہ پٹی پڑھا دی ہی کہ لڑکے کو لفظ
بتائے جاؤ خود ہجے کر کے وہ ایک لفظ نہ کہے - پھر لڑکا کودن نہو تو
کیا ہو اور ترجمہ تو اللہ ہی احمد ہی - تو ٹی کے معنی تو ہی تو - منم کے معنی مین
ہون مین - اور محاورات بالکل دیہاتی - خدا جانے کہان کا گنوار
بٹھا دیا ہی - انکو تو ہمایون کے مقبرے مین مجاور یا حضرت عباس
کی درگاہ کا سقہ بناؤ -

الغرض کل صبح کو ان حضرت کا امتحان لیا جائے تو قلعی کھل جائے
کل حضار جلسہ نے میان آزاد کی پیٹھ ٹھونکی اور ڈنڈ مل دیے کہ

واہ اُستاد کیا کہنا ہے -

مولوی صاحب - میان آزاد بڑے شیطان ہین -

آزاد - اے حضرت یہ آپ اپنی تعریف کرتے ہین - بندہ کس لائق ہے بڑے تو حضور ہین - حق یون ہے کہ آپ لنگور ہین - مگر حیرت ہے کہ یہ چاہ زنخدان سے دم کی کوپل کیونکر پھوٹی - لوگون نے دلمین ٹھان لی کہ کل چاہے اولے پڑین چاہے کڑکڑاتی دھوپ ہو چاہے بھونچال آئے جو ہو ہم آئین گے اور ضرور آئین گے مولوی صاحب سے تاکید کیگئی کہ حضرت کل نہ آئیے گا تو یہان رہنا مشکل ہو جائیگا دل مین تو سب کی صورت سے نفرت تھی اور چہرہ بھی اُتر گیا تھا مگر بہت کڑک کر فرمایا کہ - ع

جو امردان نہ پیچید از سخن رو	ہمین میدان ہمین چوگان ہمین گو

ہم اور نہ آئین ان ہونی بات ہے - ہم اور منہ چھپائین یہ محال ہے ابھی آئین اور بیچ کھیت آئین اور ڈنکے کی چوٹ آئین - ہم کیا کوئی چور ہین یا کسی کا مال مارا ہے - آزاد تو کیا بیچارہ ہے - ہم ایسے ویسے نہین کہ پھسڈی ہو جائین - آئین اور سرخرو ہو جائین - جسے دیکھو مولوی صاحب ہی کی طرف نظر ہے - چھوٹے بڑے سب حضرت ہی کو تاک رہے ہین جلسہ برخاست -

مولوی صاحب کی خرابی

مولوی صاحب کے حواس غائب - آوازون کا چھرا ایسا چلا کہ جل بھن کے خاک ہو گئے مگر بھیا کی بلا دور - اور بھی بیباک بیباک ہوے دل ہی دل مین کروڑون صلواتین سنائین - لاکھون گالیان یاد آئین - لگے پانی پی پی کر کوسنے - اُس ملعون پہ گلچ پڑے اسکی زبان سڑے منہ پھول جائے ساری چوکڑیان بھول جائے آسمان سے انگارے برسین - میان آزاد ایسی جگہ مرین جہان پانی نہ ملے بوند بوند کو ترسین - ڈنگو فیور رپٹ کرے - انجن کے نیچے دب کر مرے - ہاتھی روند ڈالے - ہیضہ کھائے خیر انکی تو خدا سُن چکا ایسے ایسے مداری میان آزاد نے بہت چنگے کیے تھے صدہا گنوارون رنگے سیارون کے دُھرّے کئے تھے - دوسرے روز سب لوگ مین اہالی موالی - دُلی کالی - کنجڑے - مالی - شریف نجیب - منشی طبیب - ان پڑھ لبیب ہر پیشہ کے آدمی پو پھٹتے ہی آن موجود ہوے مگر مولانا ایسے مفقود ہوے جیسے گدھے کے سر سے سینگ یارے یاران سرپل تو ٹھوکر کے سر سہلاتے بھچا کھاتے سبز باغ دکھاتے گھسیٹ ہی لائے - آیئے آیئے - مولوی صاحب آئیے مکتب کے لڑکے بھی ڈٹے بیٹھے تھے - مگر مولوی صاحب ذرا ہٹے بیٹھے تھے کہ مبادا شیخ سدو سوار ہو تو مفت مین تکرار ہو -

میان آزاد - کیون مولوی صاحب کس منصوبے مین ہو -

مولوی صاحب - سوچتا ہون کہ اب کون چال چلون تم نے تو پچ کر دیا وا فتدرخ پھر گئے - سوچ لئے ہین کہ اب ملاگری چھوڑ پیادون مین نوکری کرینگے - بس وطن سے جاینگے تو پھر لوٹ کر گھر نہ آئین گے میدان فکر مین خوب گھوڑے دوڑائین گے - رئیس امیر بادشاہ وزیر سب پر مصیبت پڑتی ہے پھر ہماری بساط کیا چار خانے کا پیرہن نہین گاڑھے کی مرزائی سہی - چاہے کوئی توپ کے مہرے اُڑاد تم کو ہم صلواتین ضرور سنائین گے - تم نے ہم سے شہ برد اکیلی ہی ہون کہ کرون تو کیا کرون - اب نقشہ جمنا محال ہے - ہم نے انا کی

ہم یار شاطر تم بار خاطر -

میان آزاد - آپ لاکھ جنگ پر چڑھائیے ہم جھانسے مین نہ آئین گے یہ چکما کسی اور کو دیجیے -

مولوی صاحب - چکما اچکمے کی ایک ہی ہوئی - یہ عجب تماشے کی بات ہے - مین حضور کا غلام آپ میرے سرتاج - سر مبارک کی قسم ادھر آفتاب برآمد ہوا اُدھر ہم نے مکتب کا راستہ لیا دن بھر

ورق گردانی کی - مجال کیا کہ شاگرد کھیل مین مصروف ہون بولا اور مین نے ٹیپ جمائی - کھیلا اور شامت آئی سمجھ بوجھ کر چلتا بچھا کوئی اکاڈکا مکتب مین کھلونا ولونا لایا اور مین نے انگیٹھی مین سوخت کر دیا - مگر میری سنتا کون ہے - آپ تو میر کے پایہ سے ہین -

پریسیڈنٹ - اجی اس دانتا کلکل سے کیا واسطہ مولوی صاحب کا امتحان لیجیے - سوال کیجیے -

میان آزاد الا اللہ کہکر کھڑے ہوے - اب مولوی صاحب کی بوکھلاہٹ کا حال نہ پوچھیے - رنگ فق خاصے (ہونق) کلیجہ شق یاد مولی - یاد حق - آنکھین پُرنم - کمر خم - اشکبار - بیقرار منھ پر ہوائیان چھوٹ رہی ہین - کلیجہ دھک دھک کرتا ہے ہاتھ کانپنے لگے کھڑے تو ہوے مگر قدم نہ جما یا یون ڈگمگائے یہ گرے وہ لڑکھڑائے - اوسان خطا حواس پران - ہوش ہوا کی سیر کر رہے ہین - بلا اجازت غائب گول گول دیدے چمکا کر اور توند مٹکا کر کچھ کہنے ہی کو تھے کہ وحشت نے گلا دبوچا گھگھی بندھ گئی - ہ

بہ فہم ہیچ مضمون جز بہ لب بستن نمی آید
خموشی معنی دارد کہ در گفتن نمی آید

ہائے امتحان دینا تو ہے کے چنے چبانا ہے - انگارے کھانا!

تمام سنا اور حواس بہیرا - میان آزاد نے جلسۂ عام مین سوالات شروع کیے - سب خاموش ہمہ تن گوش - کمیٹی رجوع ہو تو امتحان شروع ہو -

سوال - یہ اشعار کس بحر مین ہین -

پوچھو حال مرا ہون وہ مشتعل وحشی	کہ جس کے ہاتھ سے لیلیٰ جلاے بیٹھی ہے
جو پہونچا تربت عاشق پہ ناز کرتا ہے	حضور خاک سے دامن ذرا اٹھائے ہے

مولوی صاحب - بحر مین آپ ہی غوطے لگایئے اور خدا کرے ڈوب جایئے - تھاہ خاک نہ پایئے - واللہ میرا تو قافیہ تنگ ہے عقل دنگ ہے کوئی مونس نہ جلیس خلیل نہ انیس - جسے دیکھو ہین یہ شیر ہے آتش زبانی دکھلانے کو مستعد - رند بنکر شیخ کے چھیڑنے کو تیار - برق بنکر جلانے کو آمادہ - نامعقول اتنا نہین سمجھتے کہ ہم مولوی آدمی لونڈے پڑھانا جانین - یا شاعری شعر و سخن کا ذوق کہان - تک بندی کا شوق کہان - بحر سے واسطہ - قافیے سے سروکار نظم سے مطلب - آئے وہان سے بحر پوچھنے مین خود بحر مواج علم و فضل ہون - وہ سمندر جسکا اور نہ چھور ساحل کا پتا ہی نہین - تمہارے قعر تک زنجیر فکر پہونچے! کیا مجال

سوال - بشنو از نے چون حکایت می کند
از جدائیہا شکایت می کند

کز نیستان تا مرا ببریدہ اند	از نفیرم مرد و زن نالیدہ اند

ان اشعار کے معنی بتایئے -

مولوی صاحب - (پیچ پر دو زانو بیٹھکر) یہ مولوی معنوی جعل الجنۃ مثواہ کا کلام جمیل ہے یہان جائے دم زدن نہ مقام قال و قیل ہے لیکن ساقی چلم فروش کی قسم وہ دھوان دھار معنی اڑاؤن کہ آسمان تک تو پہونچاؤن - نے اب سنیے نے عبارت ہے چانڈو کی نے سے اس سے ایک تاریخی بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ مولوی معنوی طاب ثراہ کے وقت مین بھی افیون کی گرم بازاری تھی اور چانڈو بازی بھی جاری تھی نیستان مراد ہے اُس گلزار سراپا بہار رشک فرخار سے جہان چانڈو کی نے کا جنگل ہے اور چانڈو بازون کا دنگل ہے نفیر کے لفظی معنی بین بین ہین مگر چانڈو بازون کی اصطلاح مین نفیر اُس آواز دلربا کو کہتے ہین جو چانڈو پیتے وقت دہان بابا سے نکلے - دھک دھک - بھک بھک -

سوال - بکری کی پچھلی ٹانگون کو فارسی مین کیا کہتے ہین -
مولوی صاحب - یہ کسی اپنے بھائی بند بزقصاب سے پوچھیے بندہ
چھیچھڑے کھائے نہ جانے - واہ اچھا سوال ہے اب ملاؤن کو
بزقصابون کی شاگردی بھی کرنا چاہیے - کیا دل گردہ ہے - پاؤن تو
بوٹیان ہی نوچ کھاؤن - اور ایسا پچھاڑون کہ بہت بڑھ بڑھ کر
باتین بنانا بھول جاؤ - بکری کی ماں کب تک خیر منائیگی - ایکدن
چھری گردن پر ضرور پھیر جائے گی -
سوال - ہندوستان کے شمال مین کون ملک ہے -
مولوی صاحب - خدا جانے مین کیا دیکھنے گیا تھا یا آپ کی
طرح مین بھی کوچہ گرد ہون -
سوال - سب سے بڑا دریا ہندوستان مین کون ہے -
مولوی صاحب - فرات - نہین - وہ دیکھیے لاحول ولاقوۃ
بھولا جاتا ہون - توبہ - اجی وہی - دجلہ دجلہ - خوب یاد آیا -
حضار جلسہ - اس یاد پر پتھر پڑین - فرات و دجلہ ہند مین ہین
واہ واہ رے گاؤدی - اجی اُلٹی گنگا بہائی ہے - چلو بھر پانی
مین ڈوب مرو - غلطی کرتے ہو اور اتنا نہین جانتے کہ فرات
کہان ہے لاحول ولا -
سوال - زلزلے کے اسباب اور چاند کے گھٹنے بڑھنے
کا سبب بتاؤ -
مولوی صاحب - واہ کیا خوب خدائی مین دخل دون ایک
فرامشن (فرمیشن) تو کسی کی سمجھ مین آتا ہی نہین پھر بھلا یہ کون
جانے کہ زلزلہ کیونکر آتا ہے - زمین مین کسطرح ہلچل مچ جاتی
ہے یہ رموز سربستہ خدا ہی جانے - باقی باتین ہین - ہم ان ڈھکوسلون
کے قائل نہین - باقی رہا چاند کا گھٹنا بڑھنا اور اسکا سبب
سو حضرت سبب یہی ہے کہ خدا کا حکم - شنے کو دخل کیا اِن قدرتی

امور کا کچھ سبب بھی ہوا کرتا ہے -
سوال - بارش کیونکر ہوتی ہے - یہ پانی کہان سے آتا ہے -
مولوی صاحب (خوب اکڑ کر) ہان دیکھیے اب سیدھے
ڈھرے پر آئیے نہ - بارش کیونکر ہوتی ہے اسکا دوٹوک جواب یہ ہے

	نہ بارد ہوا تا نہ گوئی ببار	
	زمین ناورد تا نہ گوئی بیار	

اور پانی کہان سے آتا ہے - یہ تو تمہاری دادی جان تک کو
معلوم تھا خدا بخشے بیچاری کو سُنیے نہ کہ بادل تالابون ڈبرون حشمون
حوضون - کنوؤن - دریاؤن - ندیون - گڑھون - بدرروؤن
سمندرون - بحرون خلیجون - ٹاپوون مین گھس پیٹھکر دو تین روز تک
خوب بیٹھکر پانی پیتا ہے جب پی چکا تو آسمان پر اُڑ گیا اور منہ کھولا
تو پانی رم جھم برسنے لگا - اشجار نہال ہو گئے غنچے دنا دن چٹکے
میگسارون کی بغل مین بادۂ ناب کے مٹکے - ؎

	تند پر شور و سیہ مست ز کہسار آمد	
	مے کشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد	

حضار جلسہ - ایسی مدرسی پر شیطان کی پھٹکار آئے وہان
مولوی بنکے - واللہ کیا بے پر کی اُڑائی ہے - کہنے لگے
بادل پانی پیتے ہین اچھی کہی -
سوال - گنتی آپ کو کہان تک یاد ہے اور پہاڑا کہان تک
مولوی صاحب - جوانی مین روپیے کے ٹکے گن لیتا تھا اب
بھی آٹھ آٹھ آنے دو دفعہ مین گن سکتا ہون - مگر پہاڑا کسی حلوائی
کے لونڈے سے پوچھیے - ڈھونچے پونچے سے یہان نفرت ہے
سوال - جونپور مین زید نے ۹۹۵۲۶۷ من غلہ خریدا اور
شب کو چور نے موقع تاک ۶۱۳۴۶ من ہاتھون ہاتھ راتون
رات اڑا دیا بتاؤ زید کو کتنا گھاٹا ہوا -

جواب - یہ جھگڑا جونپور کے قاضی چکائین گے - بندہ کسی کے پھٹے مین پانون نہین ڈالتا - چوری چکاری کا حال تھانہ دارون سے پوچھیے بندہ مولوی ہے - ملّا کی دوڑ مسجد تک -

سوال - شاہجہان کے وقت مین ہندوستان کی کیا حالت تھی اور اکبر کے وقت مین کیا حالت تھی -

مولوی صاحب - اجی آپ تو پُرانے مُردے اُکھیڑتے ہین اکبر اور شاہجہان دونون کی ہڈیان گل کے خاک ہوگئی ہونگی اس دُکھڑے سے واسطہ -

سوال - طرز تعلیم کا سب سے بہتر قاعدہ کیا ہے -

مولوی صاحب - اس بحث سے فائدہ کیا ہے - مین کیا کوئی گوکھا ہون یا مجھے کوئی گدھا مقرر کیا ہے بڑے بڑے اُستادون کا کلام نوک زبان ہے -

سوال - عقل بڑی کہ بھینس -

مولوی صاحب - ان دونون سے گھوس بڑی جو دودھ دیتی ہے

سوال - آپ بھی کہین گے کہ ہم آدمی ہین -

مولوی صاحب - ای صاحب وہ آدمی نہین گرگ باران دیدہ گربہ مسکین - بچھیا کا تاؤ - اُلّو کی دُم فاختہ سہی - اب آپ بندے کو آزاد کیجیے تو عمر بھر احسان نہ بھولونگا -

حضار جلسہ - لاحول ولاقوة - یہ چرکٹا ہے کون - اس مردک کو یہی نہین معلوم کہ بجر کس چڑیا کا نام ہے - بادل کسے کہتے ہین - دو تک کا پہاڑا نہین یاد - گنتی جانتا ہی نہین - طرز تعلیم سے بالکل ناواقف دجلہ و فرات ہندوستان مین بتاتا ہے - اور با اینہمہ شیخی جتاتا ہے جغرافیہ مین محض کورا - آدمی ہے یا دودھیا لوڑا - تاریخ مین الف کے نام بے نہین جانتا اور خدا جھوٹ نہ بلائے تو شاید حرف بھی نہین پہچانتا اور چلے ہین مولوی بننے - لڑکون کی مفت مین مٹی خراب ہے اور سنیئے بادل بدر رو سے پانی پیتا ہے اور تالو کا پانی نوش کرتا ہے - اس تحقیقات کے قربان - واہ رے نادان -

ہندی اور یورپین کا طرز معاشرت

میان آزاد مکتب کا خاکہ اُڑا مولوی صاحب سے پیچھا چھڑا گانون سے ایک شہر مین جا دھمکے - اُہو ہو ہو - جدھر جاؤ چہل پہل جدھر دیکھو لہر بہر - ہر محلہ آباد - کوچہ و بازار رشک سواد - چپہ چپہ رشک بہشت شداد - جگر ٹھٹھرانے والی ہوا کے جھونکے سن سن چل رہے ہین - گویا پھلے پھولے ہرے بھرے درخت گلاب اور کیوڑے کے بسے ہوئے پنکھے جھل رہے ہین - میان آزاد دن بھر چکپھیریون مین رہے اور مصرع - جب زلف کو کھولے ہوئے لیلائے شب آئی ؛ تو میان آزاد کو سونے کی دھن سمائی ہوٹل مین آئے اتنے مین ایک آدمی چھریرا بدن پستہ قامت چشم ازرق مٹے میگون رنگ زرد سامنے آن کھڑا ہوا - کون - ہم ہین بھئی - ہم کا آخر کچھ نام بھی ہے - مسافر - پھر یہان کیا کام - آفتابہ تاکا ہے یا ٹوپی لے بھاگیے گا - یا حضرت ذری بندہ درگاہ کی قطع شریف اور صورت مبارک تو دیکھیے - چوٹٹے ایسے ہی ہوا کرتے ہین - بھلا - اخّاہ - حضور ہین آئیے - میان آزاد نے آؤ بھگت کی پاس بٹھایا - عطر ملا - پان کھلایا - باہم خوب چہ میگوئیان ہوئین - آخر کار انھون نے کہا کہ کیون جی کیا یورپ مین ہم لوگون سے علم و فضل اور طرز معاشرت مین چڑھ بڑھ کر ہین - میان آزاد نے (ہو غو) کرکے جواب دیا کہ درین چہ شک - یورپ مین علم کی گرم بازاری ہے - یہان حضرات ناعاقبت اندیش کی عقل حلیۂ عاقبت اندیشی سے عاری ہے - یہان کیا بہ لحاظ علم کیا باعتبار معاشرت بنگالی البتہ دن دونی رات چوگنی ترقی کر رہے ہین

باقی خیر صلاح کے ڈھیر - اتنے مین بھٹیاری نے ہانک لگائی کہ (پھاٹک بند ہوتا ہے باہر والو اندر آؤ - اندر والو باہر جاؤ) میان آزاد بستر پر ڈٹ گئے - نور کے تڑکے حبیب لبیب نے میان آزاد کو خواب نوشین سے جگایا - این! آپ ابھی تانے پڑے خرّاٹے لے رہے ہین - اُٹھو اُٹھو - یہ طوطے چشمی! اکہ آنکھ تک نہین کھولتے کچھ کنمنائے تو سہی - ای لو وہ اُٹھ بیٹھے بسم اللہ کیا کل رت جگا تھا -

میان آزاد نے کہا حضرت ایسا شل ہوگیا تھا کہ گھوڑے بیچکر سویا اور ابتک سوتا ہی رہا - خیر بارے آپ اُٹھے تو - ہان حضرت لے فرمایئے - بنگالی اور یوربین مین کیا بات ہے جس سے ہمارا علم اور طرز معاشرت اُنکے آگے مات ہے - مگر بندہ منطقی آدمی ہے براہین انی دلمی پیش کیجیے - میان آزاد نے لپ جھپ کپڑے ڈاٹے - حبیب لبیب کو ساتھ لیا اور چل کھڑے ہوئے تڑکے کا سہانا وقت - ع

وہ صبح اور وہ چھاؤن ستارون کی اور وہ نور
دیکھے تو غش کرے ارنی گوے اوج طور

ادھر شوالے کا گھنٹا بجا ٹھناٹھن - ادھر دو ناکون سے صبح کی توپ دغی دنا دن چلتے چلتے بستی کے باہر پہونچے - سبحان اللہ خدا کی قدرت مجسم نظر آتی ہے - بہار دل کو بھاتی ہے - کیا دیکھتے ہین کہ ایک دلچسپ و پرفضا فرح بخش و دلکشا بنگلہ خس پوش ہے سبزیان صاف روشین شفاف - شجار کا جھومنا مستانہ وار نے و نوروزی عنبر بار دماغ طبلۂ عطار - ہر سمت باغ و بہار - پتے زمردین - بنگلے مینو آئین - دروازے رنگین ایک عالی شان کمرے مین ایک صاحب کرسی پر بیٹھے ہین اور اُنکے قریب ایک بت حور وش زیبا اندام گلبدن گلفام زن حسینہ و جمیلہ نازک سی کرسی پر متمکن ہے - وہ نورانی چہرہ وہ قیمتی ریشمی سیاہ لباس اُس پر عطر کی بو باس جسکی لپٹین سڑک تک آتی تھین اور دماغ کو تختۂ گلاب بناتی تھین - ع

از کجا می آئی اے سرمست خوبی محو ناز
عطر آگین تا بدامن عنبر افشان تا کمر

دونون میٹھی میٹھی باتین کرتے ہین اور مٹن چاپ اُڑاتے ہین کمرے بھر مین وہ صاحب اور وہ بت بلند بالا ذغم وزدی غم کا لا حبیب لبیب اس لطف کو مشاہدہ کرکے پھڑک گئے اور بے اختیار کہہ اُٹھے کہ - ع

بہشت آنجا کہ آزارے نباشد
کسے را با کسے کارے نباشد

میان آزاد اُنکے ساتھ ہاتھ مین ہاتھ دیے چپکے سے آگے بڑھے بیس قدم آگے نہ گئے ہونگے کہ سامنے سے کئی یابو کرنگ سرنگ اور نقرہ خنگ گذرے تیز رو اور سبک خیز - اُن پر خوشنما کاٹھیان اور سیمین تن غنچہ دہن لڑکے بتمکن ہنستے کھیلتے بولتے چالتے ہوا کھاتے جاتے ہین - کپڑے سفید جیسے بگلے کے پر - کئی منٹ تک حبیب لبیب اُن گلبدن لڑکون کو دیکھا کیے اور میان آزاد سے کہا کہ بھئی واللہ بچون کی صحبت و تربیت کا خیال اتنا تو ہو - تھوڑی دیر کے بعد دیکھتے ہین کہ ایک فٹن پر پانچ نوجوان بنگالی ایک بیرسٹر - ایک سول سروس دو ایم - اے - ایک بی - اے چلے آتے ہین - اُنہین سے ایک میان آزاد کے خواجہ تاش تھے - علیک سلیک کے بعد ہاتھ ملایا اُنھون نے اُنکو چیرٹ پلایا معلوم ہوا کہ وہ چارون نوخیز بنگالی غریب آدمیون کے لڑکے ہین مگر اُن کے عالم باپ کے ہمدرد احباب نے اُنکو ولایت بھیجا اور خود صرف کے

متحمل ہوے - اب وہ مدارج اعلیٰ حاصل کر کے آئے ہین رخصت ہوے تو میان آزاد اور اُنکے حبیب مشرق اور وہ نوجوان مغرب کی طرف چلے حبیب لبیب نے آہ سرد کھینچکر کہا کہ بس ان بنگالیون کے قدم لے بیس بیس برس تک کے لڑکے ایم - اے - بی ال ہو جاتے ہین - امیر تو امیر غریب تک اعلیٰ درجہ کی تعلیم پاتے ہین - مگر ہندی ابھی بحر جہل ہی مین غوطے کھاتے ہین چلتے چلتے ایک مقام پر پہونچے جہان سڑک پر دو رویہ سوداگرون کی عالیشان کوٹھیان ہین جان اینڈ کمپنی رواینڈسن کے سہ منزلہ - پنج منزلہ - سر بفلک کشیدہ ایوان سپہر توامان گویا آسمان سے باتین کرتے ہین فلک الافلاک سے ٹکر لڑتے ہین - میان آزاد حبیب لبیب کو ایک کوٹھی مین لیگئے - الٰہی یہ مکان ہی یا صناعی کا کاشانہ - کوٹھی ہی یا لندن کا عجائب خانہ اشیاے غریبہ لاتعد و غیر محدود - تمام عالم کی نعمتین موجود حبیب لبیب نے کہا صل علیٰ - صل علیٰ - یہ تجارت کے شعبدے ہین - واہ ری تجارت تیرے قدم دھو دھو کر پیے - اتنے مین سامنے سے کئی بگھیان آئین اور زن سے نکل گئین سب پر یوروپین جنٹلمین اور لیڈیان متمکن - ہندوستانی کا منزلون پتا ہی نہین آگے بڑھے تو ایک کتب خانہ نظر آیا - لاکھون کتابین چنی ہوئین - دفتیان قابل دید بلکہ دیدنہ شنید کسی الماری مین گل لالہ کھلا ہی - کہین زمردگون تختہ بنا ہی - انسان اگر سال بھر اس کتب خانہ مین جم کر بیٹھے تو عالم اجل اور فاضل اکمل ہو جائے سر شام سے آٹھ بجے تک شائقین آتے ہین سیر کتب سے دل بہلاتے ہین - لیڈیان اپنے مذاق کے اخبار اور کتب مطالعہ مین لاتی ہین اور دنیا کے حالات پر واقفیت پاتی ہین مگر ہندوستانی جنٹلمین کو ان امور سے کیا سروکار -

اس سیر سے جب خوب سیر ہو چکے تو سرا کی سوجھی - حیران و ششدر رکہ - ہ

کس لئے آئے تھے ہم کیا کر چلے	تہمتین چند اپنے ذمے دھر چلے

خدا خدا کر کے بستی مین داخل ہوے - راہ مین ایک مرفہ حال اور صاحب جاہ و مال کے دروازے پر اُنکے دو کمسن لڑکون کو دیکھا نک سک سے تو درست ہین - مگر وضع نرالی کانون مین بالے - پانون مین بھدے بھدے کڑے - انگرکھا میلا کچیلا کثیف پائجامہ چار جگہ سے چاک - ہاتھون پر گرد منھ پر خاک دروازے پر ننگے پانون کھڑے ہین - مولوی صاحب ڈیوڑھی مین بیٹھے دو اور لڑکون کو پڑھا رہے ہین لیکن ڈیوڑھی اور پائخانہ ملحق -

میان آزاد - کیسے پژمردہ غنچہ دہن سیمین بدن لڑکے اور وہ یا تو بھی یاد ہین - انکو دیکھیے میلے گندے دن بھر بیت الخلا کے پڑوس بھلا یہ توانا و تندرست چالاک و چست کیونکر ہون - ہان زیور سے البتہ گوندنی کی طرح لدے ہین حق یون ہی کہ چاہی لڑکا جسقدر زیور پہنے ہو مگر اسکو وہ سچی خوشی نہین حاصل ہو سکتی جو اُن پیارے بچون کو نسیم سحری کے جھونکون اور ٹاپونکی کھٹ پٹ سے حاصل ہوتی تھی - لڑکا تڑکے گجر دم بیدار ہوا - حمام خانہ گیا - صاف ستھرے کپڑے پہنے صبح کی ہوا کھائی یہ اچھا یا یہ اچھا کہ بچے اُٹھے اور زربفت کے کپڑون مین جکڑ دیا جائے اور زیور سر سے پانون تک لاد دیا جائے اور گڑھیا پر بٹھا دیا جائے کہ کوٹھے کے ٹوکرے گنا کرے الامان - الحذر - اتنے مین سات آٹھ نوجوان سامنے سے گذرے - ابھی ۱۹ ہی برس کا سن ہی مگر گالون پر جھریان کسی کی کمر خم کسی کا چہرہ زرد دل سرد

سُرخ و سفید رنگ دھوان ہنکر اُڑ گیا اور طرّہ یہ کہ الف کے نام بے نہین جانتے - س اور ش نہین پہچانتے ایک نمبر اول کے جانڈو باز ہین - دوسرے بڑے زبان دراز ہین وہ فراٹے بھرین کہ بھلا چنگا آدمی گھنچکر ہوجائے ایک بہترین درجے مین تعلیم پاتے تھے مگر پروفسر ریاضی سے گلخپ ہوگئی ہی جھٹ مدرسہ چھوڑا کیون نہو میرے بیشتر تنک مزاجی ختم ہے ایک صاحب اپنے داہنے ہاتھ کی دو انگلیون سے بائین ہاتھ پر تال بجا رہے ہین - دھن تا دھن تا دو صاحب بہادر نامے بیٹر کے گھٹ جانیکا افسوس کر رہے ہین کسی کو ناز ہی کہ مین بانے کی کنکیان خوب لڑاتا ہون تکل خوب بڑھاتا ہون -

میان آزاد نے پوچھا کیون قبلہ کیئے وہ بنگالی نوجوان بھی یاد ہین - ان حضرات کو دیکھیے کہ مدرسہ چھوڑا - کوچہ گردی سے ناتا جوڑا صحبت نیک سے منھ موڑا - افعال شایستہ کی گردن کو مروڑا - لیاقت خدا کا نام ہے مٹر گشتی سے کام ہی یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ دو صاحب اور ملے سفید پوش - صاحب تن و توش حبیب لبیب نے کہا حضرت انکو پہچان رکھیے - ان مدعیان خرد نے روپیہ کو دفن کر رکھا ہی - ایک کے پاس دو لاکھ سے زیادہ ہی دوسرے کے پاس کوئی اسّی ہزار - مگر زمین مین دفن بی بی اور لڑکون کو کچھ زیور تو البتہ بنا دیا ہے - باقی اللہ اللہ خیر صلاح اگر تجارت کرین تو وہ فروغ ہو کہ باید و شاید - مگر یہ سیکھا ہی نہین میان آزاد نے کہا کیون میان وہ کوٹھیان بھی یاد ہین بنگال بنک اور دہلی بنک کو سنا تھا یہ زمین کا بنک آج سُنا بحمد اللہ کہ اب میان آزاد اور حبیب لبیب سرا مین داخل ہو آزاد - کہو یار جے - صبح کے سوال کا جواب پایا سچ کہنا - جو کہا تھا ثابت کر دیا یا نہین - اب پھر پوچھوگے کہ بنگالیون سے عموماً اور یورپین سے خصوصاً ہندی کس بات مین کم ہین -

حبیب لبیب نے گردن جھکائی - آنکھین نیچی کرلین - ٹھنڈی سانسین بھرنے لگے اور فرمایا کہ خدائے پاک کی قسم ایسا شافی اور برجستہ جواب پایا کہ عمر بھر تو بھولونگا نہین کبھی آج کی سیر نے تو جام جمشید کا لطف دکھایا یورپین اور اہل ہند کے طرز معاشرت مین زمین اور آسمان کا فرق پایا - واللہ تہذیب بھی صدہا امراض جہالت کی دوا ہی - جبوب ہالوے ہی - اکسیر کی پڑیا ہی -

دوسرے روز ہمارے سودائی مزاج میان آزاد جھٹپٹے وقت حبیب لبیب کو ساتھ لے شہر کے صدقے ہونے چلے چاندنی نے سبزے مین کھیت کیا ہی - نوعروسان چمن کا جوبن پھٹا پڑتا ہی ایک باغیچہ فرح بخش و دلکشا مین احباب بذلہ سنج و صافی مذاق بیٹھے عظیم اللہ خانی حقے اڑاتے تھے - اور رنگ رلیان مناتے تھے کہ ایک دفعہ ہی بحث اور بحث سے تکرار تکرار سے گلخپ شروع ہوئی میان برق نے کہا بھئی کلجگ ہی کلجگ - ہمین جو ہنو تھوڑا - پُرانی رسمون کو اب بعض ذات شریف دقیانوسی بتاتے ہین شادی بیاہ کے خرچ کو اخراجات فضول کہتے ہین - بچون کو زیور پہنانا گالی ہی وقس علیٰ ہذا اب کوئی ان حضرات سے اتنا تو پوچھے کہ جو رسم باپ دادا کے وقت سے چلی آتی ہے اُسکو کوئی کیونکر مٹائے - یار دو دن دہاڑے یہ اندھیر دوسرے صاحب شرق ان خیالات کے خلاف تھے - یہ باتین ہو رہی تھین کہ اتنے مین پورب کی طرف سے شور اور غل کی صدا ایسی بلند ہوئی کہ کان پڑی آواز نہین سُنائی دیتی تھی کسی نے کہا چور آیا - لینا جانے نہ پائے - کوئی بولا سانپ ہی سانپ - کوئی بھیڑیا بھیڑیا چلا اُٹھا کسی کو شک ہوا کہ آگ لگی - سب کے سب ہڑبڑا کر اُٹھ کھڑے ہوے تو چور نہ چکار بھیڑیا نہ مار آگ نہ باگ - کچھ اور ہی گل کھلا ہوا ہے * ایک خواجہ صاحب لنگوٹ کسے

لٹھ ہاتھ مین لیے اکڑے کھڑے ہین اور اُنسے دس قدم کے
فاصلے پر ایک ٹیکرے پر کوئی لالہ جی بانس کی کھاٹ بچھائے ڈٹے ہین
ارد گرد تماشائیون کا ہجوم ہی۔ شور فساد دنگا اور دھوم ہی۔ ادھر
خواجہ صاحب پینترے بدل رہے ہین ادھر لالہ اُنگلیان مٹکا مٹکا
کر غل مچاتے ہین۔

برق۔ اے خواجہ صاحب خیر تو ہی۔

خواجہ۔ کیا عرض کرون منشی برق صاحب۔ آپکو دل لگی سوجھتی ہی
اور یہان جان پر بن گئی ہی۔ یہ لالہ میرے ہمسایہ ہین انکا قاعدہ ہی
کہ ٹھرا پیکر مجھے ہزارہا گالیان دیا کرتے ہین۔ آج سنیے کہ کوٹھے پر
چڑھ کر خدا واسطے کو صلواتین سنائین۔ اب فرمائیے انسان
ضبط کہان تک کرے۔ لاکھ سمجھایا کہ بھئی آدمی سے اونٹ اور
انسان سے خر بے دُم نہ بن جاؤ۔ عقل کے ناخن لو ہوش مین آؤ یہ
بادشاہ کی مین سنتے ہین کس شمار قطار مین ہون۔ خم ٹھوک کر
لڑنے کو تیار ہو گئے خدا نہ کرے کہ کسی بھلے مانس کو اُن سے
سابقہ پڑے۔

لالہ۔ ہونھ او سنیے گا۔ ہم چار پانچ برس لکھنؤ مین رہے اُن پڑھے ہی رہے

خواجہ۔ بارہ برس دلی مین رہ کر تم نے کیا سیکھ لیا جو اب چار
برس لکھنؤ مین رہنے سے فاضل ہو گئے۔

لالہ۔ یہ ساٹھ برس سے ہمارے پڑوسی ہین خوب جانتے ہین کہ
برس دن کا تہوار ہی ہم شراب ضرور پئین گے جُسکی ضرور لگائین گے
نشے مین صلواتین ضرور سنائین گے۔ ہماری رسم ہی یہی ہی کہ راہی
اُٹھاؤ چلنے والون کو گالیان سناؤ خوب گلچھرے اڑین لوگ
ہمسے فرمادت ہین کہ چند مردمان سلیقہ شعار سبھا منعقد کرین
ہین کہ شراب قلیہ چھوڑ دو واہ بڑے نستعلیق تو لذت بھرے

برق۔ اجی لالہ صاحب عقل کے ناخن لیجیے بہت بہکی بہکی باتین
نہ کیجیے ہم نے مانا کہ یہ رسم قدیم ہی۔ مگر ایسی رسم پر تین حرف آپ
دیکھین تو کہ اسوقت آپکی قطع کیا ہی کیچڑ مین لت پت بھئی واہ
واللہ تمھارا بابان قدم رے بھلے مانسون کو گالیان دیتے ہو اور
کہتے ہو یہ تو ہماری رسم ہے۔ وہ سبھا بڑے دور اندیش بزرگوارون نے
قائم کی ہی۔ تم ہی ایسے حمقا کی تنبیہ کے لیئے۔

شرق۔ یا حضرت برق۔ ذرا مجھ سے تو آنکھین ملائیے شرمائے تو
نہو گے کیون صاحب یہ دن دہاڑے اندھیر جو بات اس لالہ کے
یہان جسطرح ہوتی آئی ہی اُسیطرح اب بھی ہو گی۔ ابھی تو آپکا کچھ
معقول تھا۔ اب کچھ اور کہنے لگے۔ یہ دھوپ چھائون کی رنگت آپ نے
کہان پائی یہ گرگٹ کی خاصیت کیون بھائی۔ میان رسم بد کی
حماقت پابندی کی نشانی ہی۔

خیر برق کو قائل کر کے میان شرق اور میان آزاد و حبیب لبیب
اور یاران موافق اُسی باغچۂ نزہت انتما کی طرف جانے لگے اور
برق کو ہنس ہنس کر جلانے لگے تو دیکھتے کیا ہین کہ ایک گنوار عورت
روتی چلی جاتی ہی۔ اور ایک مرد چپکے چپکے سمجھا رہا ہی کہ (جیائی ما
جیائی مار) میان آزاد سمجھے کہ کوئی بدمعاش ہی۔ معاً للکارے۔ کون ہی
بے تو بول ابے کون ہی۔ اُس عورت کو کہان بھگائے لیئے جاتا ہی
اُس گنوار نے کہا صاحب بھگائے نہین لیے جات ہون یہ ہمری
مہرارو ہی۔ ہمارے یہان رسم ہی کہ جب جورو کا میکے سے سسرال
لے جات ہین تو دو ہی تین کوس تلک مہرارو روت جات ہی۔

برق۔ لاحول ولاقوۃ۔ واللہ مین کچھ اور ہی سمجھا تھا بھئی ان
گنوارون سے خدا کی پناہ۔ محض رسم کی پابندی کو فرائض دینی
تک پر ترجیح دیتے ہین۔

شرق۔ بجا ہی پیر و مرشد خود را فضیحت و دیگران را نصیحت گنوار
تو خیر گنوار بن کر چھوٹ جائین گے مگر آپ ابھی اُس باغ مین کیا

کہ یہ بے تھے سچ ہے۔ دروغ گو را حافظہ نباشد۔ شایستہ اور تربیت یافتہ آدمیون کا پابند رسوم مذموم ہونا البتہ مقام استعجاب ہے۔ مگر دن دہاڑے یہ اندھیر۔ جو رسم کسی عورت کے یہان ہوتی ہے اُسے کیونکر چھوڑے اور اُسکے خلاف کرے تو آپ ہی قول کے بموجب اُسکا یہ فعل داخل گناہ کبیرہ ہے۔

آزاد۔ واہ مولوی شرق صاحب۔ کیا کہنا ہے۔ واللہ مانتا ہون خوب آڑے ہاتھون لیا۔ ابتو میان برق مسکرا مسکرا کر رہجاتے ہین بھائی کچھ فرض نہین کہ عقل کی آنکھون کو پاکٹ مین بند کر کے پرانی رسمون کے ڈھرے پر چلنا شروع کرے۔ اور اتنی ٹھوکرین کھائے کہ قدم قدم پر منھ کے بھل گرے خدا نے عقل اسلیے نہین دی ہے کہ رسوم قدیم مین ترمیم نہ کرے بلکہ اس لیے کہ خذ ما صفا دع ما کدر پر عمل کیجیے۔ اگر پرانی باتون کی پوری پوری پیروی کی جاتی تو یہ چاندانی کے کرتے اور شربتی کے انگرکھے اور زربفت و کمخواب خواب مین بھی نظر نہ آتا باقرخانی اور پلاؤ اور نرگسی کباب کے عوض انسان پاڑھے اور ہرن کا کچا گوشت کھاتا خدا نے آنکھین دی ہین مگر افسوس کہ ہم نے بند کر لین پر موجود ہین مگر کام مین نہین لاتے یارو کچھ تو بلند پروازی کرو۔ ذرا تو آنکھ کھولو۔

ای ذرہ یکی قصد رہ گردون کن	وی قطرہ یکی میل لب جیحون کن
ای دانہ کہ خوشہ میتوانی گشتن	در خاک چہ ماندۂ سری برون کن

برق۔ واہ بھئی واہ۔ واللہ تم بڑے گرما گرم آدمی ہو۔ اچھا آڑے ہاتھون لیا اور ایسا معقول کر دیا کہ مین تمھارا ہی کلمہ پڑھنے لگا۔

بوڑھے کھوسٹ کی نوخیز اور چنچل بیوی کی باتین
اور عاشقی و معشوقی کی گھاتین

پھر مجھے لے چلا وہین دیکھو
دل خانہ خراب کی باتین

میان آزاد کو شوق چرایا کہ پیر فرتوت کی البیلی چھبیل چھبیلی بیوی کو وہ خط دین اور دل لگی دیکھین۔ ٹانگن کی سواری باد بہاری۔ غڑاپ سے اُسی مقام پر داخل۔ رات کو پنچھیون کی طرح ایک پیڑ کے سایہ مین بسیرا لیا۔ اور صبحدم منھ بنوا خط دار گھٹوا آب سرد سے غسل کر جاکٹ زیب بر پتلون ڈانٹ ترکی پھندنے دار لال لال ٹوپی سر پر جما ہُدہُد کی صورت بنا زینب لوٹے کی طرف بوے گل کی طرح چل کھڑے ہوے۔ کپڑے فوق البھڑک رشک طاؤس نگارین روکش مرغ زرین۔ چلتے چلتے زینب لوٹے مین دن سے جا دھمکے پیر فرتوت نے تو ان کے دم دھاگے مین آکر اور ایسے حریف عیار کو لنگوٹیا یار جان کر کچا چٹھا کہہ ہی سنایا تھا ناک کی سیدھ پر چلے اور ٹھیک اُسی نزہت کدۂ پر فضا مین پہونچے جہان اُس گل رعنا کا مسکن تھا۔ اب اندر قدم رکھتے کلیجہ لرزا جاتا ہے اور باہر خیال دید گدگداتا ہے۔

تنگ آیا تھا نہایت خاطر مشتاق سے
ہر گھڑی کہتی تھی چل ہر وقت سمجھاتی تھی ہان

اتنے مین ایک طرار اور ستمگار کہاری چمکتی ہوئی آئی:

کہاری۔ میان کون ہو۔ کہان سے آنا ہوا کسکی تلاش ہے

آزاد۔ بی مہری صاحب سلام۔ ہم مسافر پردیسی ہین۔

کہاری۔ (جھڑک کر) ای واہ اچھے آئے۔ میان یہ کیا کچھ سرا ہے۔

آزاد۔ (ہاتھ جوڑ کر) از براے خدا اپنی بیوی سے کہہ دیتیں کہ بڑے میان نے ایک خط بھیجا ہے۔

مہری نے ایک طرارہ بھرا تو گھر کے اندر تھی۔ میان کے

پاس سے ایک صاحب آئے ہین خط لائے ہین - وہ چونک اُٹھین
این امیان کے پاس سے چل جھوٹی مجھے نہ جھٹلانا کسی اور کو
جا کر اُڑانا - یہان کچی گولیان نہین کھیلی ہین - میان کسی قبرستان
مین میٹھی نیند سو رہے ہونگے - بیوی ذری جھروکے سے جھانکیے
تو وہ کیا سامنے کھڑے ہین -

اتنے مین میان آزاد نے دو عورتون کی باتین سنین - ایک
جوان - دوسری اُسکی مان - سنئے کیا مزے سے
چہ میگوئیان ہو رہی ہین -

جوان - ای امان آج تو بیطور کنگھی چوٹی کی فکر ہے - ؎

خداجانے یہ آرائش کریگی قتل کس کس کو
طلب ہوتا ہی شانہ آئنہ کو یاد کرتے ہین

کوئی گھورے تو انسان نکھار کرے - کوئی مرے تو آدمی
سنگار کرے - تم دو اوپر اسی برس کی ہوئین منھ مین دانت نہ پیٹ
مین آنت - مگر جوانی کا بل نہ گیا سہیلیان ارد گرد سنوار رہی ہین
عطر لاؤ - غازہ لاؤ - بنکار رہی ہین چسن دان سامنے ہے -
کس ٹھسّے سے مشاطہ چوٹی گوندھ رہی ہے - خدا ہی خیر
کرے -

پیرزال - مجھ نصیبون جلی کی قسمتون مین یہ ہی بدا تھا کہ سخت محنت
مین باتین سنون اور بیٹی ہتھیتین تراشے - کوئی اور کہتی تو دست نیاہ
سے زبان نکال لیتی تم تو میری آنکھون کی پتلی ہو - ہلے ماتا
بُری چیز ہے - بیٹا تم یہ باتین کیا جانو - نام خدا ابھی جوان ہو
الھڑ ہو نادان ہو - ؎

ذی لیاقت ہزار ہو بابا　　ابھی ناکردہ کار ہو بابا

بناوٹ سجاوٹ تو میری گھٹی مین پڑی تھی اور مین نہ بنتی ٹھنتی
تو تمھاری چشم فسون پرداز کو تعلیم ناز کون دیتا - ستمگاری کا سبق

کون لیتا - بے بہت بڑھ بڑھ کر باتین نہ بناؤ باہر جاؤ تمھارے
میان کا آدمی آیا ہے خط لایا ہے -

میان آزاد نے جو یہ باتین اور رمز و کنایہ کی گھاتین سُنین
تو ہوش پرّان ہو گئے آئے حواس غائب - اُس ؎

شمع افروز محفل عشاق　　نمک جان بسمل عشاق
جرس کاروان منزل شوق　　طرفہ لیلی نمائے محمل شوق
نامہ آموز بلبل حیرت　　تخم افشان مزرع الفت

نے جھروکے سے دیکھا کہ ایک آدمی بیچ بیچ کھڑا ہی - مہری نے اُسکو
بُلایا باہر کرسی پر حضرت متمکن ہوے اور چق کے اُدھر وہ گلبدن
اُس حور وش پر جو نظر پڑی تو نور کا بکہ نظر آیا تیر عشق جگر کے پار
تھا دل مضطر و بیقرار تھا - کمر ایسی پتلی کہ سایہ کے بوجھ سے بل کھائے
مکھڑا بن گھنے چاند کو شرمائے - چاہ زنخدان وہ جسمین زلیخا کا دل
ڈانوان ڈول ہو جائے - ؎

بہ فرقش گل کند گر سایہ بانی　　قدش خم گردد از بار گرانی
بر اندامش فتد گر پرتو ماہ　　نزاکت سازدش در خواب آگاہ

اس حسن گلو سوز پر دہ سیاہ ریشمی لباس - اور اُسپر عطر عود
کی بو باس - جوبن جو پھٹا پڑتا تھا - نظارے کا قدم پھسلتا
تھا - ؎

حسن پر اُس پری کے کی جو نگاہ　　نظر آئی وہ شکل غیرت ماہ
پر اینلی کمال ہے وہ سمن　　کم سنی کے سبب سے اٹھرپن
اک جھمکڑے سے پھر وہ غیرت برق　　زن سے بھاگی جیک کے صورت برق
حسن و خوبی مین وہ بت معزز　　سر سے پاتک برنگ شعلۂ نور
سن برس چودہ اک کا ہو گا کمال　　پر وہ ماہ دو ہفتہ بدر جمال
مست صہبائے غمزہ و انداز　　اٹھتا جوبن شباب کا آغاز
انکھڑیان قہر کی لگاوٹ باز　　دلربا بات کا نیا انداز

نشہ کے لال لال وہ ڈورے | جن پہ نرگس کے پڑتے ہین ڈورے
اونچی چوٹی وہ گوٹے کا موباف | پیچ سارے گندھے ہوئے شفاف
ناک مین بھی وہ نور کا تنکا | جیتنم زہرہ مین جسکی کھٹکے ضیا
اور گلے مین وہ نور کی ہیکل | دیکھکر جسکو جان ہو بیکل
زیب پاتھی جڑا اُودہ پازیب | آدمی کیا ملک کو دے جو فریب
کاندھون پر وہ ڈوپٹہ ململ کا | قاسانی رنگا ہوا ہلکا
وہ دھانی اطلس کی خوشنما چھوٹی کرتی | دل عاشق ہو جسکو دیکھکے لوٹ
کرتی شبنم کی آستینون دار | ملگجے پن پہ اُسکے او رہبار
پائون مین بوٹ بھی وہ زردوزی | شمع رخ محو گلشن افروزی
ناز سے پائینچے اُٹھائے ہوے | شرم سے جسم کو چرائے ہوے
نشۂ بادۂ شباب سے چور | چال مستانہ حسن پہ مغرور

سیکڑون بل کمر کو دیتی ہوئی
جان طاؤس و کبک لیتی ہوئی

وہ جادو نگاہ غیرت مہر و ماہ مستون کی طرح جھومتی اٹکھیلیان کرتی چلدی - ادھر مہری نے میان آزاد سے کہا کہ آپ سے خفا ہو گئین اسی وقت بوریا بدھنا اُٹھائیے - میان آزاد با دل پر درد و آہ سرد چپل کھڑے ہوے جان سے عاری عاشقانہ اشعار زبان پر جاری -

میان آزاد تو تھے بڑے فراٹے باز - زبان دراز حاضر جواب لگاوٹ مین انتخاب میٹھی میٹھی باتون مین طاق رمز و کنایہ کی گھاتون مین مشاق عاشقی مین مجنون و فرہاد سے سچے سودائی تھے آزاد لیکن بڈھے کھوسٹ کی چلبلی چنچل جورو سے جو آنکھ لڑی تو بلا کی مصیبت پڑی یہ شوخ و شنگ وہ بڈھا دقیانوس کا ہم سنگ اسکی اٹھتی جوانی نام خدا بارہ تیرہ برس کا سن - آنکھ کے جلوا دکھانے کے دن - اسکا حسن گلو سوز - وہ کالا کجلا ہفتہ کا روزہ

یہ رگ جان مین آفت اُٹھانے والی وہ صید پیرانہ سالی - یہ بت جادو جمال - وہ تیرہ صدی کا دجّال - اسکا پیارا پیارا مکھڑا ایسا جیسے چودھوین کا چاند - اسکا وہ کالا کالا چہرہ جس کے مقابل مین اُلٹا توا بھی ماند - نیشیلی انکھڑیون کے لال لال ڈورے خون رلاتے تھے طفل اشک رنگ لاتے تھے - زلف عنبرین سے بہشت کی لپٹین آتی تھین - دماغ کو طبلۂ عطار بناتی تھین - وہ طاؤس کی سی چال مستانہ کمر کا پائینچے کے بوجھ سے سیکڑون بل کھانا - وہ جلوہ فروشی وہ معشوقانہ انداز - وہ عربدہ جوئی وہ دلربایانہ ناز - وہ شوخی وہ مسکرانا - وہ دست حنائی وہ شان دلربائی - وہ گردن کا مروڑنا - ڈوپٹے کا سینے سے لپٹا جانا سہ

ناتوانی وہ چشم جادو کی
اور کھاوٹ وہ تیغ ابرو کی

الغرض جنون کے ترنگ اور عشق کی اُمنگ مین میان آزاد سہ

تیجہ زد عشقش لباس پارسائی پارہ شد
طاعت صد سالہ ام تاراج یک نظارہ شد

کہتے ہوے سر دھنتے تھے کہ یکایک ایک شخص سامنے آن کھڑا ہوا چھریرا بدن سیمتن نازک اندام - گلفام - یا حضرت حضور کی تو دھوم ہے - ذری اس گاڑھے وقت غریبون کے بھی آڑے آئیے تو احسان ہوگا -

آزاد - آپ اپنا مطلب فرمائیے حال صاف صاف کہہ سنائیے سہ

مین تو اس درد سے نہ تھا آگاہ | دل کو کیا ہو لیا ہے اللہ
تپ عشق صنم نے شدّت کی | سوز غم نے تباہ حالت کی
بیقراری دل ستانے لگی | چشم تر اشک خون بہانے لگی
شعلۂ شوق دل بھڑکنے لگا | مرغ جان حزین پھڑکنے لگا

یا حضرت وضع سے تو مولوی پن برستا ہے مگر گفتگو سے ٹپکتا ہے

کہ کسی ترک شوخ کے تیر نگاہ کی دل مین خلش ہے۔ بندہ میر شکار کمر بستہ خدمتگذار مطلوب سے ملاؤن محبوب کو لاؤن دل شکستہ کی مومیائی میرے پاس ہی۔ مرہم زخم عشق و یاس ہے لیکن ذری اتنا احسان کیجیے کہ یہ اخبار پڑھ لیجیے اور جواب ترکی بترکی لکھ دیجیے۔ یہ کہکر میر شکار نے کئی اخبار میان آزاد کو دیے یہ لاکھ سوائی تھے تو کیا ہوا۔ مگر چتونون سے تاڑ گئے کہ یہ طوائف بچہ پڑھنے لکھنے کا شائق ہے۔ حلاّل غوامض و دقائق ہے۔

میان آزاد نے باواز بلند پڑھا اقوام مجہول النسب کی تعلیم اخاہ یہ بحث ہے۔ ہم تمھاری طرف سے بیڑا اٹھاتے ہین اور اقوام مجہول النسب کی تعلیم کے فوائد زبان قلم پر لاتے ہین۔

ارباب نشاط کی تعلیم

کل شیخ نے کہ مجتہد العصر سا فقیا
دکھلا کے سبز باغ عذاب و ثواب کا
کہنے لگا زراہ تبختر مجھے یہ طنز
معلوم ہوگا حشر مین پینا شراب کا
مین نے کہا کہ ہم بھی ہین یہ خوب جانتے
پر کیا کرین کہ ہی ابھی عالم شباب کا
تقصیر ہو معاف تو اک عرض مین کرون
لیکن نہ کیجیے مجھے مورد عتاب کا
سبزہ ہو کنج باغ ہو ساقی ہو ماہوش
اور وان کوئی مخل ہو باعث حجاب کا
گردن مین ہاتھ ڈالکے اک شوخ بیحجاب
دے ذائقہ دہن کو زبان کے لعاب کا
منت سے یون کہے کہ ہمارا ہو پیجیے
گر پی نہ جائیے جلد یہ پیالہ شراب کا
اسوقت ہم سلام کرین قبلہ آپ کو
گر کچھ بھی خوف کیجیے روز حساب کا
اور امتحان بغیر تو یہ آپ کا غلام
قائل نہین ہے قبلہ کسی شیخ و شاب کا

اڈیٹر صاحب۔ مجرا عرض ہے۔ ذرا بایان قدم اور دایان ہاتھ دیجیے واللہ آپ کو تو دور ہی سے سلام کرے۔ مین کہتا ہون یہ آپ نے خوب سوجھی کیا کہ اقوام مجہول النسب کی دھجیان اڑا دین واللہ مانتا ہون۔ اچھا فتوی دیا پہلے تو مین چکرایا کہ یہ مجہول النسب اور معروف النسب چہ معنی دارد یاے معروف و مجہول سنا کرتے تھے اقوام معروف و مجہول اب سننے مین آئین خیر پیر شو بیاموز اب سنئے کہ گھبرا کر ایک مولانا بالعلم و افضل اولٰنا کے پاس گیا السلام علیکم وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ مزاج اقدس الحمد للہ علی کل شی قدیر یا حضرت ایک شے ہے۔ فرمایا سگ ہے۔ یا خالی بک بک ہی یا الٰہی اتنے قافیے کہ قافیے کا بھی قافیہ تنگ ہے عقل دنگ ہے پوچھنا صرف اسقدر ہے کہ اقوام مجہول النسب چہ معنی دارد۔ استغفر اللہ کوئی مسئلہ منطقی پوچھا ہوتا تو جواب دیتا علم ہیات کا سوال کیجیے تو زمین و آسمان کے قلابے ملاؤن۔ امکان کی خبر لاؤن ستارے آسمان سے اتار دون حکیم عقل کل کی قبر پر لات مارون فقہ کا مسئلہ پوچھو تو وہ بات بتاؤن کہ سیدھے طوبے کے سائے مین ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کھاتے ہو میوہ گراؤ اور نعمت سے نوش جان سات طبق زمین اور نو طبق آسمان سک سے ماورفاک افلاک سے تا بہ تحت الثری کی خبر ہے۔ قبلہ و کعبہ بندے کو بہت تحریر سے الجھن ہوتی ہے سوال از آسمان جواب از ریسمان میں کہون گا کی آپ کہین آم حضور بورا گئے ہین یا غلام اچھا تو سنو۔

اقوام مجہول النسب عبارت ہے ان اقوام نا عاقبت اندیش و ستم کیش خستہ جگر و دلریش سے جنکے باپ کا پتا نہ دادا کا ٹھکانا لاکھ میدان فکر مین عقل کے گھوڑے دوڑائیے گا۔ انکا پتا نہ پائیے گا مثل رنڈی طوائف وغیرہ کے بس رخصت۔ حضر ماخوذ و ملحق خود بدر ید پو صاحب اب ہم شیر ہوگئے معلوم ہوا کہ اقوام مجہول النسب طوائف بھڑون اور بلو الفون کو کہتے ہین یا جو ان کے قبیل کے ہون۔

یا حضرت آپ سچ سچ کہہ دیجئے بھلی جھوٹ لوٹے تو تمھارا ہی خون پیے راست راست بے کم و کاست ڈٹے بیدھڑک کہہ دو کہ انکی

تعلیم مین گناہ کیا ہے - اور ایمان سے کہنا تعلیم ارباب نشاط کے لئے موزون ہے یا آپ کے لئے وہ ہنسے بھی وہ ناک پر ہنسی آگئی - وہ ہونٹھ پر آئی - ع - وہ لب پہ آئی ہنسی دیکھو مسکراتے ہو ہم تو پہلے ہی کہتے تھے کہ - ؎

ہم خوب سمجھتے ہین تمھاری باتین | دکھلانے کی ہین فقط یہ ساری باتین
منظور ہے جلوہ لن ترانی حیلہ | اللہ ری تمھاری پیاری پیاری باتین

میان ارباب نشاط کا دم غنیمت ہو دنیا کی چہل پہل ان کے دم سے محفل کی رونق ان کے قدم سے بھلا کو نکی محفل کس کام کی یہ زاہد خشک ہی کو مبارک رہے - یہان تو جبتک طبلے کی گمک نہو رخ انور کی جھلک نہو - کڑون کی جھنکا رنہو چھڑون کی چھنکار نہو چھما چھم کی آواز نہ آوے - کان سرور نہ پائے - کوئی پر قوش نظر نہ پڑے - کسی شوخ ستمگار سے آنکھ نہ لڑے گھرہ نہ سجے تال نہ بجے دھاچو کڑی نہ مچے مہندی نہ رچے - رنگ رلیان نہ منائین شادیانے نہ بجائین - آوازے نہ کسین عطر مین نہ بسین تانین نہ سنین - سر نہ دھنین - نازک آوازی نہو - نظارہ بازی نہو - آنکھون مین لال ڈورے نہون - دودھیا لوڑے ہون - نائو نوش نہو - صنم بادہ فروش نہو عقل فراموش نہو - پریان عین مستی مین بلبل ہزار داستان کی طرح چہکتی نہون سیوطی کے پھول اور حنا کی ٹٹیان مہکتی نہون قہقہے نہون چہچہے نہون - تو کس مردود و مطرود کو اپنے حساب دم بھر جینے کو جی چاہے واللہ محفل بادِ کٹھے کی طرح کاٹ کھائے - ؎

محفل مین گدگدا تی ہو شوخی نگاہ کی
شیشون سے آرہی ہو صدا قاہ قاہ کی

ادھر جام مل ہو ادھر صراحی کی قلقل ہو - ادھر گل ہو ادھر بلبل ہو - اور کوئی نازنین مہ جبین بصد ناز معشوقانہ گا رہی ہو اور گا رہی ہو کہ - ؎

مطرب خوش نوا بگو تازہ بتازہ نو بنو | بادۂ دلکشا بجو تازہ بتازہ نو بنو
با صنمے چو لعبتے خوش بنشین بخلوتے | بوسہ ستان بکام از و تازہ بتازہ نو بنو
شاہد دلربا ئے من میکند از برائے من | نقش و نگار و رنگ بو تازہ بتازہ نو بنو

محفل کا رنگ خوب جما ہو - عجب دلربایانہ سمان ہو - پھر اگر گردن نہ ہلجائے تو جھک کر سلام کرون - اب غور فرمایئے کہ ایسے طائفے کو جوڑ بیا مین بند کر رکھنے کے قابل ہے حضور نے کن الفاظ سے یاد کیا ہے واہ بندہ نواز - ارباب نشاط کی اچھی گت بنائی - اسکو بھی جانے دیجیے - ہاتھون ہاتھ ایک اور دلیل لیجیے - مگر ہٹ دھرمی کیجیے سنیے عالی خاندانی کا غرور - معالی دودمانی کا فخر - شرافت کا ناز - نجابت کا غرہ - دقیانوسی باتین ہین نئی روشنی سو جھاتی ہے ع - کہ درین راہ فلان ابن فلان چیزے نیست ہان آپ حضرت نوح کے ہمعصر ہوتے تو وہ بات ہی اور ہے - ورنہ نظر انصاف سے دیکھیے کہ افعال کی نیکی اور بدی پر لحاظ کرنا چاہیئے یا اس پر کہ پدرم سلطان بود ماشاء اللہ بود یا نبود - مرا چہ ترا چہ - مانا کہ ان کے فعل کو بعض دنیا پرست مخل تہذیب ہی سمجھین مگر حضرت یہ تو اپنا اپنا پیشہ ہے - وہ ناچنے گانے ہی کی روٹیان کھاتے ہین - آپ کیون اپنے ڈھائی چانول گلاتے ہین - یہ بھی نہ سہی جانے دیجیے اور سنیے - نیک کو تعلیم دینا تحصیل حاصل ہے اسکی تو گھٹی مین نیکی پڑی ہے تعلیم بدون کو دو کہ نیک ہو جائین طبلے اور ڈھولک کو توڑین - پھر کبھی ناچنے سے منہ موڑین - بھاؤ بتانا چھوڑین - تہذیب سے ناتا جوڑین - مگر بخیر انکو جیا سعدی کا شعر خوب یاد ہے - اور اسی سے دل فرحناک و روح شاد ہے کہ - ؎

شنیدم کہ در روز امید و بیم | بدان را بہ نیکان ببخشد کریم

لیکن - ع - جہان دیدہ بسیار گوید دروغ * میان سنو تعلیم

وہ سمندر ہے۔ جسکا اور نہ چھور۔ اور سمندر مین ناپاک بھی پاک ہوجاتا ہے حزین بھی فرحناک ہوجاتا ہے۔
اور کرور باتون کی ایک بات یہ ہے کہ جو اُسنے کہا ہمنے لکھ مارا اور نہ اپنا تو مقولہ یہ ہے کہ چاہے کسے باشد خیر سے خالی نہو شر کے قریب نہ پھٹکے راہ راست سے نہ بھٹکے۔ ؎

خیر کن اے فلان و غنیمت شمار عمر
زان پیشتر کہ بانگ بر آید فلان نماند

ایک چھیل چھبیلی کامنی کی سواری باد بہاری اور میان آزاد کی بیقراری و اشکباری

میان آزاد نہار منھ شہر مین چکر لگا رہے تھے تو ایک دفعہ ہی کیا دیکھتے ہین کہ سامنے سے ایک زرنگار پُربہار فنس بڑے ٹھسے اور دھوم دھڑکے سے آرہی ہے۔ کہارون کی ہری ہری وردی طوطے پھڑک۔ لال لال پگیا فوق البھڑک۔ کندے جوڑے ہوے شہ گام جارہے ہین۔ جھٹکا سرخا سرخ لال بھبھوکا فنس زنگاری سواری ہے یا باد بہاری۔ ایک طرحدار باغ و بہار گلعذار شوخ و عیار مہری ساتھ ہے۔ نظر ادھر اُدھر مگر فنس کے ایک کرنے پر ہاتھ بیحجاب برافگندہ نقاب۔ چندے خورشید چندے مہتاب۔

آنکھین صہباے جوانی کا سرور۔ وہ حسن وہ نور کہ۔ ع

دیکھے تو غش کرے ارنی گوے اوج طور

میان آزاد دل ہی دل مین سوچ رہے ہین کہ اللہ اللہ جس پری کے جلو مین ایسی ایسی چھیل چھبیلی بانکی ترچھی دنیا سے نرالی سہیلیان ہین وہ خود کیسی ہوگی۔ اسی مہری کی چال ڈھال اور جوڑے کا حال سُنیے۔ فالسئی اطلس کا لہنگا ہے۔ ناز سے پائنچے اُٹھائے ہوے۔ پڑتے کی ڈیڑھ ہاتھ چوڑی سبز سرخ گلابی ہمائی گوٹ ہے۔ میان آزاد کے کلیجے پر چوٹ ہے۔ گوٹ پر آٹھ آٹھ بلیٹین اُس پر تاج بنے ہوے لال گرنٹ کا پنجہ جو یاقوت احمر کو خون رُلائے۔ شمین فالسئی ریشمی ازاربند پڑا ہوا گچھے دار کرن ٹکی ہوئی۔ ہاتھ مین آٹھ آٹھ لڑ کا توڑا اگنگا جمنی وہ گوری گوری بھیّان اور کالی کالی لچھیّان۔ جیسے شاخ صندلی بربار۔ آبرو ان کا نشست پھنسا ہوا شلوکا آستینون دار۔ چوڑی کے کڑے شیر دہان اور نازک نازک سبز سبز کریلیان۔ پور پور چھلے۔ بازوون پر کیا اور جوشن بلا کا نکھار غضب کا جوبن۔ ناک مین فیروزے کی ننھی سی کیل کانون مین تین تین انتیان اور بیچ مین بجلیان۔ زلف چلیپا تا بہ کمر۔ چھپکا زیب سر آگے مچھلی غیرت ماہ۔ چاہ زنخدان کی چاہ وہ دست حنائی اور فردی بوٹی کی دلائی۔ شربتی کا ستر ڈیڑھ بالشت کی گوٹ۔ دل لوٹ پوٹ۔ آسیر کٹاؤ نے اور بھی کٹاؤ کیا گلے مین دُھکدھکی پڑی ہوئی میان آزاد سے آنکھ لڑی ہوئی کبھی بصد اداے دلربائی دلائی کو سنبھالنا کبھی بالون کو سوارنا۔ پائنچے اُٹھائے فنس کے ساتھ ساتھ چلی جاتی ہے کبھی مسکراتی ہے۔ کبھی کمر لچکاتی ہے چھٹکے مین سے وہ نور کا بکا نظر آیا کہ میان آزاد کلیجہ پکڑ کر رہ گئے۔ اب شہر بھر مین جس طرف فنس جاتی ہے سودائی مزاج مہری پر آوازے کستے ہین۔ کوئی بولا فنس ہے یا اُڑن کھٹولا دوسرے حیرت زدہ نے کہا کسی پری کی سواری ہے باد بہاری ہے تیسرے عاشق تن کیا کہتے ہین۔ راجہ جی ادھر بھی دھرے قدم۔ چوتھے محب عشق باز موزون طبع بولے۔ ؎

دیکھنا پینس ہے یا سکھپال ہے
وہ میان وہ جسکا چھٹکا لال ہے

کوئی امیر فقیر کا بھیس بدلکر کہتا ہے مہری کا جوبن برقرار رہین صدقے مین نثار۔ بیگم صاحب ان گورے گورے پیارے پیارے

ہاتھوں سے زکوٰۃ حُسن دے ڈالو۔ سائین کو بے دیے نہ ٹالو مہری جھڑک رہی ہے۔ اے چل موئے درگور خیچ دو رکبھی ہنسکر گھُرکیاں دینا کبھی جھنجھلا جھنجھلا کر بُرا بھلا کہنا یہ موا مرجھا تو اچھا رنگ لایا ہے کیا نشہ پی کر آیا ہے۔

میاں آزاد غور کر کے دیکھتے ہیں تو وہی مہری جو بیر فرتوت کی چھیل چھبیلی بیوی کی جلو میں تھی۔ دیکھتے ہی کھل گئے۔ اہو ہو بھی آج تڑکے تڑکے بہنی اچھی ہوئی۔

آزاد۔ بی مہری سلام۔ غریبوں کو بھی پہچانتی ہو۔

مہری۔ اخّاہ آپ ابھی جیتے جاگتے ہیں۔ بھیا کی بلا ودرد

آزاد۔ زندہ تو ہوں مگر زندہ درگور۔ اب جینا محال ہے زندگی وبال ہے۔

مہری۔ ہم ابھی سے فاتحہ کے لئے ہاتھ اُٹھاتے ہیں۔

اتنی شہ جو پائی تو میاں آزاد نے آگے قدم بڑھایا۔ مگر ٹکا سا جواب پایا بس بس ذرا الگ رہیے گا۔ یہ خوش ہاتھ دیتے ہی پہونچا پکڑ لیا۔ اتنے میں کہار ہے باتیں کرتے زن سے نکل گئے اور یہ بیچارے ہٹ پٹا کر رہ گئے۔ جبتک قفس نظر آئی اُدھر ہی نگاہ تھی۔ اُدھر وہ نظر سے غائب ہوئی تو آنکھوں سے چٹے اشک رواں منھ پر ہوائیاں قدم اُٹھانا دوبھر تھا۔ الٰہی یہ چھلاوا تھا یا سواری واہ ری ناکامی جو کام ہوا وہ پورا ہی ہوا۔ میاں آزاد مارے رنج کے جاکر سو رہے۔

ماں بیٹیوں کی زبان درازی
اور میاں آزاد کی نظارہ بازی

خدا تر ابُت نادان دراز سن تو کرے
ستم کے تو بھی ہو قابل خدا وہ دن تو کرے

ہمارے سیلانی جوان میاں آزاد تو راہ عشق کے خضر مجنون وفرہاد و وامق کی قبر تک سے واقف تھے رات تو جون توں کاٹی مگر سحر کاذب کے تاروں کی چھاؤں میں نیب ٹوے پہونچے دل ہی دل میں دعا مانگتے جاتے ہیں کہ خداوندا آج اُس جادو نگاہ غیرت ماہ نوش لب سیم غبغب کا چاند سا مکھڑا دور ہی سے دکھادے تو جی اُٹھوں تیری بندہ نوازی کے صدقے جاؤں اور نہیں تو نظر بھر کر جھلک ہی دیکھ پاؤں۔ اہو ہو ہو۔ جامے میں پھولے نہ سماؤں اُس رشک خوبان فرخار مست بادۂ پندار کے ایوان لطافت بار کی طرف سے نکلے تو کان میں بھنک پڑی کہ کسی سے میٹھی میٹھی باتیں کر رہی ہیں اتنے میں اُنکی بوڑھی ماں نے کہا۔ اہو ہو ہو۔ اے ذری دیکھ تو کیا نور کی چاندنی چھٹکی ہے چاند سہ پہت دھن بنا ہوا ہے اُسنے عجب سادگی سے جواب دیا۔ امی جان تمھاری بھی انوکھی باتیں ہیں سردی کی چاندنی جیسے بوڑھے کی نصیبوں جلی بیوی کی جوانی۔ اور آج تو آسمان یونہی جھک جھک کر رہا ہے آج نکلا تو کیا جب جانے کہ اندھیرے گھُپ میں ہمیں اور والا شکل دکھائے اندھیری رات میں نظر آئے۔ بوڑھیا ایک جہاندیدہ سن رسیدہ تگی تشفی کرے۔ جانی ذری صبر کرو اپنی جوانی کی قسم بڈھا تو قبر میں پاؤں لٹکائے بیٹھا ہے۔ آج مرا کل دوسرا دن تین سے اٹھا غفیل ہو جائیگا پھر ہم تم کو کسی چھٹے گھر بیاہیں گے۔ ایک خدائی بھر کی خاک چھان کر وہ ڈھونڈھ نکالوں جو اپنے وقت کا یوسف ہو قبول صورت ہو صبح وشام خبر آیا ہی چاہتی ہے کہ بڈھا چل بسا۔ یہ سنکر وہ پرکالۂ آتش کھلکھلا کر ہنس پڑی۔ اماں۔ جب تم اپنی جوانی کی قسم کھاتی ہو تو ہمیں بے اختیار ہنسی آتی ہے۔ تم تو اپنے کو بالکل ننھی ہی سمجھتی ہو۔ کرور دن تو آپ کے گالوں پر جھُرّیاں جونڈا اسفید جیسے بگلے کا پر۔ سر آپ کا گھڑی کا کھٹکا بنا ہوا ہے۔ کمر ٹیڑھی ہو گئی۔ مگر منھدی کا لگانا نہ چھوٹا نہ چھوٹا۔ رنگین دوپٹہ ہی عمر بھر اوڑھا

جب دیکھو کنگھی چوٹی سے لیس اللہ سون ایسی آن گڈھ بوڑھی دیکھی
نہ سُنی ہے چلو کوئی اور ذکر چھیڑو گرتے مُرتے نہ اُکھڑو تم پیر ہین
دلگیر - تم سن رسیدہ - ہین ستم دیدہ - بوڑھیا نے ٹُڈیان ٹوٹے
کی طرح گردن ہلا کر پوپلے مُنھ سے کہا - پیاری تمھاری باتون سے
مجھے ہول ہوتا ہے - اللہ میری بچی پر رحم کھائے - بوڑھے کے مرنے
کی خبر سنائے - موا زندہ درگور ہو مہری آمین آمین کہتی جاتی ہے
تڑکے تڑکے اچھی دعا مانگی - اتنے مین مہری بھی چھپر کھٹ سے
انگڑائیان لیتی ہوئی اُٹھی بیوی آپکے نمک کی قسم صاحبزادی کو
دل وجان سے آپ کا پیار ہے - مگر ابھی نام خدا بچہ ہین ناکردہ کار
ہین سادگی سے جو اناپ شناپ منھ پر آیا کہہ سُنایا اور الھڑپنے
سے تو اُنکے دن ہی ہین ابھی جمعہ جمعہ آٹھ دن کی پیدائش نیک و بد
اونچ نیچ کیا جانین جب سیانی ہونگی تو شعور (شعور) آپ ہی آپ
سیکھ جائینگی - بڑھیا نے ایک ٹھنڈی سانس بھر کر کہا جو مجھے انکی
باتون سے رنج ہوا ہو تو نیک بیبیون کے ساتھ حشر نہو - مگر کیا کرون
آگئی اور ریس مین - اپنا کیا اپنی آنکھون اور گھٹنون کے آگے آیا
نہین کسی کا کیا اجارا پھر ایک دفعہ ہی چھاتی پر ہاتھ مار کر بولی
بُرا تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ مجھکو یہ آئے دن طعنے دیتی ہین کہ تم بڑھیا ہو
اس ضعیفی مین نکھرتی کیون ہو یہ ہی لوگو مین کس سے کہون کہ اسکے
غم نے میری کمر توڑ ڈالی نہین میرا ابھی سن ہی کیا ہے - اچھا از رہے
حلف تو ہی کہہ کہ کوئی اور بھی مجھے بوڑھی کہتا ہے مہری اپنے دل مین
تو ہنستی تھی کہ انھین جوان بننے کا شوق چرایا - بی حوا کے ساتھ
کھیلی ہونگی مگر ابھی ننھی ہی بنی جاتی ہین - لیکن ایک طرار مکار
کہتی کیا ہے - ای توبہ بوڑھے پن کی تو آپ مین چھانھ بھی نہین
میرا اللہ شاہد ہے جب آپ اور بٹیا کو کوئی ساتھ دیکھتا ہے تو پہلے
آپ پر نظر پڑتی ہے - اور - بلکہ ایک موئی دل جلی نے یہ سوال

آوازہ کسا تھا کہ چھوٹی بی تو چھوٹی بڑی بی سبحان اللہ لوگ
کہتے ہین کہ لڑکی تو خیر - سگی ماں نے خوب کاٹھی پائی ہے آپکے
چہرے سے ترخ ترخ نور برستا ہے - جو دیکھتا ہے ترستا ہے - پیرزن تو
کھلکھلین مارے خوشی کے ریشہ خطمی ہوگئین اتنے مین وہ پرکالہ آتش
آگ بھبھوکا ہوگئی - اٹھلا کر اٹھی اور تڑک کر بولی چل چپ - خوشامد
خوری اللہ کرے تیرا میان بھی میرے میان کا ایسا بڈھا ہو جائے
اور تم خوشامد نہ کرو تو کھاؤ کیا - ہان پر لوگون کی نظر پڑتی ہے چھوٹے پر
شیطان کی پھٹکار - بوڑھی عورت کچھ اوپر سو برس کا سن لٹھیا
ٹیک کر دس قدم چلتی ہین تو گھٹنون ہانپا کرتی ہین - دن کو اونٹ
اور سارس نہین سوجھتا مین اندھیری رات مین تاگا پرون ایک طرفہ
پھرون تو آسمان مین تھگلی لگاؤن انکے بوڑھے غمزے دیکھ کر مجھے
ہنسی آتی ہے - جی جلتا ہے کہ یہ کس برتے پر اتراتی ہین منھ مین دانت
نہ پیٹ مین آنت - بھلا کمر تو میرے غم کے سبب سے خم ہو گئی اور
دانت کیا ہوئے - مہری نے سمجھا سمجھا کر بات کو ٹال دیا - اب وہ
بت قوس ابرو عنبرین مو پلنگڑی سے بصد ناز اٹھی اور پائنچے مین
اٹھلا اٹھلا کر چہل قدمی کرنے لگی - بال بکھرے ہوئے یہی معلوم
ہوتا تھا کہ سانپ لہرا رہا ہے - کمر لاکھون بل کھا رہی ہے - میان آزاد
نے جو اُس بت پندار کو پراگندہ نقاب دیکھا تو سن سے جان نکل گئی
زلف چلیپا پر نظر پڑی تو سانپ کلیجے پر لوٹنے لگا - وہ آب و تاب
وہ شباب وہ شوخی وہ دلربائی وہ شان خود نمائی - اہو ہو حسن
اتفاق سے اُس زاہد فریب دشمن صبر و شکیب نے کہین آنکھ دیکھ لیا
کہ مصروف نظارہ بازی ہین اور دور ہی سے جوبن لوٹ رہے ہین
جسم کو چھپائے آنکھ چرائے بجلی کی طرح لونک کر نظر سے غائب ہوگئی
میان آزاد حیران کہ اب کیا کرون آخر کار دل کی بیقراری نے ایسا
مجبور کیا کہ بآواز بلند آٹھ آٹھ آنسو سے رو رو کر یہ اشعار زبان پر لانے لگے

اور اُس صنم ستم کوش کو سُنائے - ؎

او بت پرغرور و بے پروا | ہم غریبون پہ تو ہی رحم کی جا
تمکنت کو نہ کام فرماؤ | اک نظر مڑ کے دیکھتی جاؤ
عاشقون سے نہ اسقدر شرما | اک نگہ کے لیے نہ آنکھ چرا
جان جان کچھ ترس نہ کھاؤ گی | نیم بسمل ہی چھوڑ جاؤ گی
خنجر ناز سے کیا ہے جو قتل | تیغ انداز سے کیا ہی جو قتل

وہ ان ایسون کی کب سننے والی تھی - مڑ کے دیکھنا گالی تھی تمکنت مانع تھی حسن پر قانع تھی - وہ گیسوے غدار انداز یہ شہید کشتۂ ناز - وہ طرحدار نکیلی گلعذار - یہ صید عشق و ادبار ایک دفعہ ہی وہ غمزہ فروش سمن اندام بھیرون کی دُھن مین لہرا لہرا یہ ٹھمری زبان پر لائی اور جوش جوانی مین بحسرت خوب گائی - پیا کے آون کی بھئی بریان درد جو اٹھاری رہون - مورے سیاں بیگ مے آوری نکست جیرا جلے ہو - پیا درد جو اٹھاری رہون اسکے جواب مین اُنکی امان جان ٹیپ دادرا آواز مین کیا کہتی ہین - جو بنوا ہو چار دنا دینو ساتھ - جوبن رُت جات سب ہین نکھ مورت رے - کدر نہ پوچھے بات رے - یہ جو بنوا ہو چار دنا دینو ساتھ

میان آزاد نے باہر سے تان لگائی - ؎

تیرے نینو نے مجھے مارا | رسیلی متواریون نے جادو ڈارا

بی مہری نے دیکھا کہ سب نے اپنے حسب حال ہانک لگائی ایک مین ہی پھسڈی رہ گئی - یہ بھی کفن پھاڑ کر نیچے جھاڑ کر چیخ اٹھین

جاؤ جاؤ کاہے پھاڑ ڈالے گلے باہین رے | ٹھیر رہت نیت پنر جیسے چھامین رے
جانت ہون جو ہم سے چھت ہو | نا ہک اتنی منتی کرت ہو
کدر کرت ہو ار ناہین ناہین رے | جاؤ چلو کاہے ٹھار ڈالے گلے باہین رے

ماشاء اللہ کیا ہی خوش قطع جانور ہی

ایک روز میان آزاد پچھلے پہر سے ہی سیر گشتی کے لئے نکل کھڑے ہوے تو سڑک پر کیا دیکھتے ہین کہ چھکڑون کا تانتا لگا ہی - پہیے چون چون کرتے جاتے ہین - گاڑیبان برہا گاتے ہین - مسافر کوئی کمر کسے کوئی سر پر بوجھ لادے کوئی آفتابہ یا لوٹیا رسی مین لٹکائے کوئی جوتا پہنے یا بغل مین دبائے چلا جاتا ہی - کوئی تیز تیز قدم اُٹھاتا ہی - شکرم یہ آئی وہ زن سے نکل گئی - بھوپون بھوپون مسافر اِدھر اُدھر کترا گئے - کوئی گھوڑے کی پیٹھ پر سوار بیٹھی بوئی جاتا ہی کوئی ٹٹو کو ٹخ ٹخ کرتا ہی کہ اتنے مین سامنے سے مبینہ پچیس اونٹ نظر آئے - کسی پر انار چلغوزہ کسی پر خوبانی و انگوزہ غلے ساتھ ہین - کھر معلوم ہو نہ سُم - ایک اونٹ کا سر دوسرے کی دم ایک مسافر نے میان آزاد سے کہا سچ کہیے گا - یہ وزن ہی اللہ گردن کا بول بالا ہی - ایسا جانور دیکھا نہ سُنا - ماشاء اللہ کیا قطع شریف ہی -

میان آزاد صورت واہ جی واہ - سیرت سبحان اللہ قطع دنیا سے نرالی طبیعت نہایت عالی - جانور کیا جانورون کا قبلہ گاہ ہی - اور حق یون ہی کہ رہ نوردان دشت عرب کا یہی پشت و پناہ ہی - بے تکاپن قطع ہی سے ظاہر ہے گردن شیطان کی آنت یا طول امل - کوُم مین بندا - خاصہ لنڈورا - اور بلبلانا ماشاء اللہ کتنا موزون ہی گویا ارگن باجا بجا رہے ہین اور سنیے کہ یہ حضرت بڑے چغادری ہین - اس سے پُرانا جانور ہی نہین ساری خدائی کی خاک چھانیے مگر بھلا مشعل آفتاب لے کر ایسا پرانا جانور کہین سے ڈھونڈھ تو لائیے - جب ہی تو ہم نے انکو جانورون کا قبلہ گاہ کہا - ہماچل پہاڑ کی چوٹی پر جو علما نے تحقیقات کی اور پہاڑ کھودا تو اونٹ کی ہڈیان پائین اس سے ثابت ہوتا ہی کہ اونٹ کا یہ مقولہ صحیح ہے ؎

من آن وقت بودم کہ آدم نبود | کہ آ[illegible] عدم بود و حوا نبود

اور لطیفہ سُنیے کہ جنگل سے حضرت ایسے غائب ہوئے جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔ حضرت انسان کے پکے خیرخواہ ہین جنگل مین نام نہین غیر آباد مقام سے انکو کام نہین جب دیکھیے ہماری آپ کی خدمت کے لیے تیار۔ ناک مین نکیل پڑی ہوئی کمر پر بوجھ لادے ریگستان میدان بیابان مین گردن اُٹھائے بلبلاتے چلے جاتے ہین۔ اور طرہ یہ کہ جھٹکیٹا ہی کھاتے ہین۔ سادگی جو مزاج مین سمائی تو اغذیہ نفیس و لذیذ سے نفرت ہوگئی۔ تارک اللحم بھی حد سے سوا۔ گوشت کا چھونا قسم ہے۔ ہان کانٹون پر عاشق ہین ہمین کسی کا اجارا نہین املی کی پتی پر بھی لوٹ ہین۔ اب بعض علمانے تحقیقات کی ہو کہ دنیا مین ایسا بھی ایک مقام ہے جہان اونٹ جنگلون مین رہتے ہین ورنہ ابتک سب کو شک کی جگہ یقین تھا کہ اونٹ پالو ہی جانور ہے جنگل سے اسکو کوئی واسطہ ہی نہین۔ دور کیون جائیے۔ امریکہ اور اسٹریلیا مین کیون ٹھوکرین کھائیے ترکستان اور شمالی چین ہی کے جنگلون مین انسے نہ مصافحہ کر لیجیے اب سنیے کہ جنگلی اونٹ پالو کی نسبت زیادہ خاکی رنگ کا ہوتا ہی لیکن ناک کے پاس زرد ازرد۔ پھر سلیم الطبع حلیم المزاج اتنے بڑے کہ جب چاہیئے جنگل سے پکڑ لائیے۔ ہان ذرا شتر غمزے تو دکھائین گے مگر جھپ سے دم مین آجائین گے۔ بیچون وچرا۔ شتر تو مزاج مین چھو ہی نہین گیا حضرت انسان کو اپنے حلوے مانڈے سے مطلب۔ پکڑا اور چھری تیز کی اور گوشت خوب چھک کر چکھ گئے مگر ہان کوئی جنگل کا اونٹ پکڑ لینا دل لگی نہین ہے اور اگر پھنس بھی گیا تو پالنا محال ہے۔ وحشت عمر بھر جاتی ہی نہین کتے کی دُم جنگلی اونٹ ہوا سے باتین کرتا ہو۔ گھوڑے کو سانڈنی کی دُم مین گرھ دو یہ کیسا ہی تیز رفتار رہو حشر تک کیون نہ ہو اُسکے غبار کو تو پہونچے نہین مگر جنگلی سانڈنی کی آواز نازک ہوتی ہے بلبلانے مین بھی معشوق پن کا انداز کہین ایسا نہو کہ بعض بے تکے شاعر اپنے معشوق کی آواز کو سانڈنی کی نازک آوازی سے تشبیہ دیدین۔ ہر سال بچہ جنے ممکن کیا کہ کسی سال ناغہ ہونے پائے کبھی کبھی توام بچے بھی جن پڑتی ہی۔ ورنہ عموماً ایک جنگلی کا گوشت پالو کے گوشت سے شیرین اور خوش ذائقہ ہوتا ہے جھیل تالاب نالہ پر بیشتر گھوما کرتے ہین لوگون کی یہ بھی دل لگی ہی کہ شکار کیا اور نوش جان فرمایا اور کھال دو ڈھائی روپیہ کو بٹیل ڈالی نظر منزلون کی خبر لائے گدشر مائے۔ قوت شامہ ایسی تیز کہ کتا بھی مان جائے اور کان تو بلا کے پائے ذرا پتا کھڑکا اور اونٹ سرکا۔

نام بھی حضرت کے مختلف ہین اونٹ شتر بعیر کیمیل سانڈنی اوٹونا اور عرب کے لغات مین تو شاید ہی کوئی ایسا لفظ ہوگا جسمین انکا سا جھانہو بھی چاہے کوئی اسکو بنائے چاہے اسکی نرالی سج دھج پر قہقہہ اُڑائے اسمین شک نہین کہ ریگستان کے تو یہ بادشاہ ہین مہینون کا پانی ایک ہی دفعہ شرک لیتا ہے پیٹ ہے یا بحر دقیانوس۔

ہات ترے چھینکنے والے کی ناک کاٹون

میان آزاد تو تیر عشق کے گھائل تھے۔ اُس پری پیکر رشک قمر کی تصویر ہر دم نظر کے روبرو رہتی تھی ایک دن اس تاک مین بیٹھے تھے کہ شاید اُس مست بادۂ ناز بت طناز کی سواری اور وہ فنس زنگاری نکلے تو خیر دور ہی سے آنکھین سینک لین جب دل زیادہ بیقرار ہوا تو آپ ہی آپ بڑ بڑا اُٹھے ہاے وہ مسی مالیدہ لب وہ سیم غبغب وہ ترچھی چتون۔ وہ نور کا جوبن۔

اُس لب جان بخش کا بوسہ نہ پایا ایک شب
مثل اسکندر تلاش آب حیوان مین رہے
یا خدا قسمت رسا ہو اس دل صد چاک کی
شانہ بن کر یار کی زلف پریشان مین رہے

اتنے مین دورباش وادب کی کانون مین بھنک پڑی سمجھے کہ وہی سرخا سرخ جھمکا وہی فلس زنگاری ہے۔ وہی مہری وہی سواری ہے چہرہ گلنار ہوگیا۔ کلیجا دھڑ دھڑ کرنے لگا۔ مارے خوشی کے آنسو ڈبڈبا آئے اور یہ شعر زبان پر لائے۔ ع

آمد آمد انکی ہے پر آجتک آتے نہین
غلغلے مدت سے سنتے ہین بہار کیاد کے

مگر دیکھتے ہین تو ایک مست ہاتھی پر ایک مہنت جی سوار گیرٹے کپڑے پہنے بھبھوت رمائے لمبی لمبی لٹے بڑے ٹھاٹھ سے بیٹھے ہین چیلے چاپڑ ساتھ کوئی گھوڑے کی پیٹھ پر سوار کوئی پیدل کوئی خواصی مین بیٹھا مورچھل ہلاتا ہے۔ کوئی نرسنگا بجاتا ہے میان آزاد نے اپنے دلمین کہا کہ اچھے سے ہم تو کچھ اور ہی سمجھے تھے مگر اپنی ناکامی کے صدقے۔ واہ ری قسمت۔ اتنے مین ایک خواہ مخواہ مرد آدمی انکے سامنے آن کھڑے ہوے۔

مرد آدمی۔ خیر تو ہے حضرت خیر تو ہے۔ آخر اس بیقراری اور پریشان حالی کا سبب کیا کچھ ہم سے تو کہیے۔

آزاد۔ کہین کیا پتھر کا سر۔ اور آپ سے کہین بھی تو مطلب آپ بیچارے بھلا کیا بتائین گے۔ ہمارے زخم کا کسی کے پاس مرہم ہی نہین۔ کوئی پری کو شیشے مین اُتارے تو ہم درد دل سنائین ورنہ اپنا کلیجا کیون پکائین۔ ع

دل میرود ز دستم صاحب دلان خدارا
دردا کہ راز پنہان خواہد شد آشکارا

مرد آدمی۔ میان میری صورت پر نہ جاؤ مین عشق کے کوچے سے خوب واقف۔ پرانا جہاندیدہ ہون ذری چلیے تو میرے ساتھ جیسے ہی میان آزاد اُٹھے پٹ سے چھینک پڑی مرد آدمی تو بڑے چھیا کے تاؤ تھے کہنے لگے۔ ارے ہت تیرے چھینکنے والے کی ناک کاٹون۔ نامعقول نے اٹھتے ہی ٹوک دیا۔ یاد رکھو ذرا دم کے دم تامل کرو چھینکتے چلنا بدشگونی ہے۔

آزاد۔ لاحول ولا قوۃ۔ تو قبلہ ہمارا آپکا ساتھ ہوچکا چھینک کی ایسی تیسی خیر دونون پیر و مرید چلے دس قدم بھی نہ گئے تھے کہ بلی راستہ کاٹ گئی۔ مرد آدمی نے میان آزاد کا ہاتھ پکڑ کر ان کو اپنی طرف کھینچ لیا۔ بھئی عجب بے تکے آدمی ہو میان بلی راہ کاٹ گئی۔ دم کے دم ٹھہرو پہلے کوئی اور جائے تو ہم بھی جائین۔ اب سنیے کہ آدھ گھنٹے تک منہ کھولے کھڑے ہین اللہ بھیج مولا بھیج یا الٰہی کوئی ادھر سے آئے آزاد نے جھلا کر کہا کہ بھئی ہم کو آپ کا ساتھ اجیرن ہوگیا۔ یہان ان باتون کے قائل نہ ان خرخرفات کی طرف طبیعت مائل۔ خیر خدا خدا کرکے وہان سے چلے تو پھر تھوڑے عرصے کے بعد مرد آدمی نے میان آزاد کو روکا۔ ہائین! ہائین خدا کا واسطہ ادھر سے نجانا میان اندھے ہو کون۔ دیکھتے نہین دو گدھے کھڑے ہین انکے بیچ سے جانا بدشگونی ہے آزاد نے کہا۔ گدھے تو آپ خود ہین اتنے مین مرد آدمی نے ڈنڈے سے گدھون کی خبر لی۔ پھر دونون ساتھ چلے تو مرد آدمی کی بائین آنکھ پھڑکی۔ غضب ہی ہوگیا ہاتھ پاؤن پھول گئے۔ ساری چوکڑی بھول گئے۔ کیون یار کوئی تدبیر بتاؤ۔ خدا اسوقت کام آئے بھئی ہماری بائین آنکھ بے طور پھڑک رہی ہے۔ مرد کی ۔۔۔ اور عورت کی دائین آنکھ کا پھڑکنا ستم ہے ایک ۔۔۔ نہی آہستہ آہستہ کہنا

شروع کیا۔ جل توجلال تو آئی بلا کو ٹال تو میاں آزاد کھل کھلا کر ہنس پڑے کہ عجیب بزرگوار ہین چھینک پڑی اور حواس غائب بلی نے راستہ کاٹا اور رہے ہوش ہتیرا۔ گدھے دیکھے اور اوسان خطا اور جو بائین آنکھ پھڑکی تو ستم ہی ہوا۔ حضرت اب آپکا ٹھکانا نہین۔ اب بائین پھڑکی خدا ہی خیر کرے۔ کہنا مانو ان خرافات باتون مین نہ جاؤ یہ وہم ہی وہم ہے جسکی دوا لقمان کے پاس بھی نہ تھی۔ لیکن مین آپکے ساتھ رہنا پسند نہین کرتا آپ جانین آپکا کام جانے۔ ع۔ بندہ رخصت میشود اللہ نگہبان شماست

مول تول نو واجبی سو

میان آزاد یا ٹھوکرین کھاتے ڈنڈ اہلاتے ٹھنڈی سانسین بھرتے گریہ و زاری کرتے مارے مارے پھرتے تھے وہ شباب وہ آب و تاب وہ جوش جوانی وہ طرز غزلخوانی وہ چاندسا مکھڑا الغرض بُرا ناکھڑا سب نوک زبان تھا کبھی بیقرار ہو کر چلا اٹھے رسیلی ستوالیون نے جادو ڈالا۔ کبھی باہ و زاری اشعار عاشقانہ اپنے حسب حال زبان پہ لائے۔

حسن اتفاق سے ایک خوشنخو خوبرو جوان طناز سے دوچار ہوے انھون نے انکو اُنھون نے اِنکو نظر بھر کر دیکھا یہ آگے بڑھنے ہی کو تھے کہ جوان طناز نے کہا۔ ؎

بے نیازی تری عادت ہی سہی	ہم بھی تسلیم کی خو ڈالینگے

پیچھے پھر کر دیکھا تو جوان رعنا نے مسکرا کر کہا۔ ؎

ہم تو کہتے ہین دعا کرتے ہین	گر نہین پوچھتے ہر گز وہ مزاج

یا حضرت وحشت عرض ہے۔ کہئے پہچانا واہ اُستاد یہ اُڑان گھائیان گویا کبھی کی علیک سلیک ہی نہین۔ میان آزاد چکرائے کہ بھئی یہ اچھے آئے حضرت مین تو اُس اٹھتی ہی جوانی مین قبلہ پیری و صد عیب ہو گیا۔ واللہ کس مردک نے آپکو پہچانا ہو

این اماشاءاللہ۔ کمال کیا واللہ۔ ابتک نہ پہچانا میان ہم تمھارے لنگوٹیے یار ہین۔ انور۔ اخاہ۔ میان انور ہین یہ کہکر دونون گلے ملے اور ایسے خوش ہوے کہ دونون رو دیے پھر بغلگیر ہوے۔ پھر آنکھین پُرنم ہو گئین۔ پھر ملے۔ پھر آنسو ڈبڈبا آئے اللہ اللہ ایک وہ زمانہ تھا کہ ہم تم برسون ایک جگہ رہے ساتھ ساتھ سیر گشتی کی۔ کبھی باغ مین کبھی راغ مین کبھی چاندنی رات مین بہاگ اُڑا رہے ہین کبھی جنگل مین منگل گا رہے ہین کبھی منطق کی بحث کبھی معقولات مین قیل و قال۔ کبھی عدم اور وجود عبد اور معبود کی بحث مین جنگ و جدال۔ کبھی بانک کا شوق کبھی لکڑی کا ذوق۔ میان وہ دن لد گئے۔

میان آزاد نے اپنے پُرانے دوست کو جو پایا کچا چٹھا کہہ سنایا انور نے کہا بھئی چلو اب ساتھ ساتھ رہین جئین یا مرین۔ مگر رفاقت نہ چھوڑین یہان سے تھوڑے فاصلے پر ایک شہر ہے ہو بہو چپہ چپہ آباد۔ وہان چلکر بیفکری سے بسر کرین مگر یار ہمین آج کچھ سودا خریدنا ہے۔ چلو لگے ہاتھون بازار سے لے نہ آئین یہ کہکر میان آزاد اور میان انور چوک چلے اور چلتے چلتے چوک مین غرا بہ داخل ہوے پہلے بزازے مین دھنسے چارون طرف سے آؤ آؤ اور کاؤ کاؤ آوازین آنے لگین۔ آیئے آیئے اجی میان صاحب کیا خریداری منظور ہے۔ کہان صاحب کپڑا خریدیے گا آیئے وہ وہ کپڑا دکھاؤن کہ بجا رکھ ہین کسی کے پاس نہ نکلے ایک دکان مین جا کر بیٹھے ہی تو گئے دکان مین ٹاٹ بچھا ہی اُسپر سفید چاندنی۔ اور لالہ ہین سکھ دو ڈیے کا انگرکھا ڈانٹے بڑے ٹھسے سے بیٹھے ہین۔

تو نند وہ فرمایئے کہ اللہ ہی اللہ جیسے روپیہ کے دو والے تربوز ایک سمت تنزیب شربتی ادھی کے تھانون کی قطار۔ دوسری سمت

مومی چھینٹ اور فلالین کی بہار۔ ایک جانب گرنٹ اور ساسلیٹ دوسری جانب چکن یا کیچل لیٹ الگنی یا کھونٹی پر رومال قرینے سے لٹکے ہوے سرخ سرخ۔ لال بھبھوکا۔ یا سفید جیسے بگلے کے پر۔ ہرے ہرے دھانی۔ جیسے لہر دروازہ لال رنگا ہوا پنی سے منڈھا ہوا دیوار پر صد ہا چھٹیان میان آزاد اور اُنکے یار جاکر دُکان پر ڈٹ گئے ۔

انور۔ بھئی سیاہ مخمل دکھانا۔

بزاز۔ بدلو بدلو۔ جری کھان صاحب کو کالی مخمل کے تھان دکھا دو بڑھیا

لالہ بدلو کئی تھان تڑ سے اُٹھا لائے۔ سوتی کا شانی بوٹی دار۔ باغ و بہار انور نے کئی تھان دیکھے۔ خوب دیکھ بھال پوچھا دام۔

لالہ۔ گزون کے حساب بتاؤن یا تھان کے دام۔

بھئی گزون کے حساب بتاؤ۔ مگر لالہ جھوٹ کم بولنا۔ لالہ نے قہقہہ اُڑایا۔ حضور ہماری دُکان مین ایک بات کے سوا دوسری نہین کہتے کون سیل پر سند ہی۔ انور نے ایک تھان پسند کیا اسکی قیمت بتاؤ سُنیے خداوند۔ جی چاہے لیجیے جی چاہے نہ لیجیے۔ جی اکھتیار ہی کل دس روپیہ گز سے کم نہ ہوگی این! دس روپیہ گز میان خدا سے ڈرو۔ اتنا جھوٹ۔ الٰہی توبہ۔ یار عزیز آخر خوف خدا بھی کچھ چیز ہی۔ اچھا تو پھر آپ بھی کچھ بھر ماؤ۔ ہم چار روپیہ گز سے ٹکا زیادہ نہ دینگے میان آزاد کیا کہتے ہین۔ برادر ادل بہا مشک بہا انور نے جھڑک کر کہا بس آپ چپکے بیٹھے رہین آپکو ان باتون مین ذرا بھی دخل نہین۔ شیخ کیا جانے صابون کا بھاؤ۔

لالہ۔ تو چار روپیہ گز تو بجا بھر مین نہ ملے گی۔ اچھا آپ بات کے دام دیجیے۔ بولے کتنی کھریداری منظور ہے۔ دس گز اُتار دون کیا خوب دام چکائے ہی نہین اور گزون کی فکر پڑ گئی۔ اجی بتاؤ واجبی۔ چکما کسی انیلے کو دیجیے گا۔ ہم ایک گھاگ ہین اچھا صاحب پانچ روپیہ گز لیجیے گا یا اب بھی چکما ہی۔ نا میان بڑی مہنگی ہی۔ خیر خاطر ہی سوا چار سہی۔ لے بس پانچ گز اُتار دو لالہ نے ناک بھون چڑھا کر پانچ گز مخمل اُتار دی اور کہا آپ بڑے کڑے کھریدار ہین ہمین گھاٹا ہوا۔ کھر کھائی ہاتھ آپ کو کیا بھیجتے کل ان دامون مین شہر بھر مین نہ پایئے گا۔

آزاد۔ بھئی قسم ہی خدا کی میرا ایسا اپلا تو پھنس ہی جائے اور وہ غبّا کھائے کہ عمر بھر نہ بھولے۔

انور۔ اجی ابھی آپنے دیکھا کیا ہی۔ آج تو شام ہو گئی۔ کل سہ پہر کو ہم آپ کو بازار کی سیر کرائین گے۔ دیکھیے گا کیا دل لگی ہوتی ہے یہ کہکر انور اپنے شفیق بالتحقیق کو اپنے گھر لے گئے۔

تمھاری تیغ کا منھ چڑھ کے لے لیا بوسہ
کبھی نہ آپ سے ہم دبکے بانکپن مین رہے

میان آزاد کے تو ز سینے مین تو حسرت کا داغ تھا اور خونا دل دراباغ تھا۔ چہرے سے وحشت آشکار بشرے پر جنون کے آثار۔ چشم خون چکان سینہ بریان۔ دن کو گریہ و زاری شب کو اختر شماری۔

انور نے جو اپنے لنگوٹیے یار کی یہ حالت زار دیکھی تو گھبرائے کہ یہ ماجرا کیا ہے ؎ درمان ہی کہ درد لا دوا ہی آزاد نے ایک آہ سرد کھینچ کر کہا ۔ ؎

دلبرے بُرد از دلم صبر و قرار — گر رخش برقع بود صبح بہار
فتنہ جوئے آفت صبر و شکیب — تو گلے چشم خرابش عندلیب
زلف پُرچین کردہ عمر دراز — نوک مژگان خاصۂ تصویر ناز
بند بُرقع طرۂ گیسوے حور — طوق گردن مشرق صبح ہور
چشم جادویش گہ تسخیر جان — در نگہ ساز و تبسم را عیان

ساق و ساعد ماہی دریائے نور	زلف و کاکل سنبل گلزار طور

انور تو چتونون سے تاڑ گئے تھے کہ کسی ترک زرین کمر کے تیر نگہ نے گھائل کر دیا۔ اب ان اشعار سے اور بھی یقین کامل ہو گیا کہ کسی نگار تند خو۔ آتشین رو کی نظر غلط انداز تیر کی طرح کلیجے کے پار ہو گئی اور یہ عشق وہ سم قاتل ہے کہ تریاق اکبر کو بھی مسموم کر دے آدمی تھے دانا دور اندیش۔ سوچے کہ فہمایش انکی آتش عشق پر روغن کا کام کرے گی۔ انکو نصیحت کرنا گویا سمند جنون پر تازیانہ لگانا ہے آؤ ادھر اُدھر کے سیر سپاٹے سے انکا دل بہلائین باتون مین لگائین۔ پوچھا کہو کہین بھی چلنے کا قصد ہے۔ میان آزاد تو مٹر گشتی پر اُدھار کھائے ہی بیٹھے تھے جھپ راضی ہو گئے ایک پانون مین ادھوڑی استر کا گنوار جوتا دوسرے مین شتر اگھیلا۔ اس وحشت کو دیکھیے گا یاران سرپل آوازے کسنے لگے۔ نری کے جوتے کا چور ہے۔ ماشاء اللہ کیا دو رنگی ہے چلتے چلتے انور نے کہا لو خوب یاد آیا۔ اس پھاٹک مین ایک بانکے رہتے ہین ذری مین اُنسے مل لون۔ میان آزاد اور انور دونون پھاٹک مین ہو رہے۔ تو کیا دیکھتے ہین کہ ایک کس بل کے جوان رعنا ادھیڑ مگر جری اور دلیر بنوٹ پٹے مین طاق۔ بانک لکڑی مین مشاق کرسی پر بیٹھے ہین گٹھنا چوڑی دار چست۔ ذرا شکن نہین چنت دار انگرکھا ایڑی تک چھاتا گول کٹا ہوا چولی اونچی ٹنکے دار ماشہ بھر کی کٹی ہوئی ٹوپی چیت گاہ کے ایک کونے پر مانگ نکلی ہوئی۔ سرد ہی سامنے رکھی ہے۔ اور جا بجا قرولی قرابینچہ کٹار رکھا نڈا تلوار تینچہ خدائی کے ہتھیار چنے ہوے ہین۔ علیک سلیک کے بعد انور نے کہا حضور وہ بندوق آپنے پچاس روپیہ کو خریدی تھی دو دن کا وعدہ تھا جسکے چھ مہینے ہو گئے مگر آپ سانس ڈکار تک نہین لیتے۔ بندوق ہضم کی تو صاف صاف کہد یجیے۔ روز روز کی ٹھائین ٹھائین سے کیا فائدہ؟ اس بانکے نے مسکرا کر کہا ہوش کی دوا کیجیے عقل کے ناخن لیجیے۔ کیسا صندوق کیسی بندوق۔ اپنا کام کرو میرے منھ نہ چڑھو۔ میان ہم بانکے لوگ ہین سیکڑون کو غچے۔ ہزارون کو جھانسے دیے آپ بیچارے کس کھیت کی مولی ہین۔ یہان ستو پشت سے سپہ گری ہوتی آئی ہے۔ ہم اور دام دین۔ خدا خدا کیجیے۔ معقول! حضرت یہ اچھا بانکپن ہے۔ واہ اچھے بانکے ہین۔ کہ آنکھ چوکی اور کپڑے غائب۔ کمل ڈالا اور لوٹ لیا۔ اور کہنے لگے ہم بانکے ہین۔ لقون لچون۔ شہدون لچون کا کام ہے کیا بانکپن اسی کا نام ہے کہ قرض خواہ کو آنکھین دکھائے اور گیدڑ بھبکیان بتائے۔ آج کے ساتوین دن چہرہ شاہی بائین ہاتھ سے گن دیجیے گا۔ ورنہ خیر نظر نہین آتی۔ انور کہتے ہی تھے اور وہ مونچھون پر تاؤ ہی دیا کیے۔ کہا تو یہ کہا کہ معلوم ہوتا ہے زندگی اجیرن ہو گئی۔ ہمارے ہاتھ تمھاری موت بدی ہے بہت بڑھ بڑھ کر باتین نہ بناؤ۔ پہلے اپنا منھ تو دیکھو آپ اور ہم سے لڑائین۔ آپ اور بانکون سے بڑ ائین۔ اے تری قدرت۔ اسپر انور آگ بھبوکا ہو گئے۔ لے زوف ہے اس بانکپن پر۔ سیند لگائین اور بانکے کہلائین آخرکار اس تکرار اور تو تو مین مین کے بعد میان آزاد کے ساتھ ساتھ گھر کی طرف رخ کیا۔

اب سنیے کہ انور او رمیان آزاد ادھر راہی ہوئے۔ اُدھر اُس بانکے کا بھانجا جو گھر مین گیا تو دیکھتا کیا ہے سب عورتین ناک بھون چڑھائے منھ بنائے غصے مین بھری بیٹھی ہین؟ این کیون کیون خیر تو ہے۔ یہ آج سب چپ چاپ کیون

بیٹھے ہین گھر ہے یا شہر خموشان - مکان ہی یا گنج شہیدان اتنے
مین اُنکی ممانی کڑک کر بولین اب چوڑیان پہنو - چوڑیان اور
بہو بیٹیون مین دب کر بیٹھ رہو - وہ موا ور گور کرو رون باتین
سُنا گیا اور پکے پہر بھر تک ادل فول بکا کیا اور تمھارے
ماموں بیٹھے سب سُنا کیے - دیکھی تیری کالپی اور ربادن پورے
اجاڑ - بس بس - پھیری منھ پر بولی تو کرینگا کوئی - جب
شرم ہی نگوڑی بھون کھائی تو پھر کیا - بڑے مرد بنے بین
یہ نہ ہوا کہ موے کلیجھے کی زبان دست پناہ سے نکال لین
الٰہی خیر انھون نے تو بانکون کے بھی کان کاٹے - بلا کی عورت
ہی - یہ خم دوم - بانکے کے بھانجے کو جوانی کا زعم طاقت کا غرّہ
شیر خشمگین کی طرح بپھرا ہوا باہر آیا - ماموں جان آج آپ
کس سے گلنخپا ہوئی جلد بتایئے ورنہ مین ہیرے کی کنی
کھا لون گا ہائے بانکپن مین بٹہ لگ گیا - عورتون تک
کی رگ حمیت جوش زن ہوئی اور آپ چپکے بیٹھے سنا کیے
واللہ عزت ڈوب گئی ہے از برائے خدا اُسکا نام تو بتایئے
قسم جناب امیرؑ کی ابھی آنتون کا ڈھیر ہو -

ماموں صاحب - بھائی وہ ایک شریف زادہ ہی مین اُسکا
قرضدار ہون - اگر دو باتین اُسنے سنائین بھی تو کیا اور وہ
ہے ہی بیچارہ کیا - وہ پدی مین شہباز - وہ دُبلا پتلا آدمی مین
جوان طناز - لوٹنے کا موقع ہوتا تو اسوقت اُسکی لاش پھڑکتی
ہوتی مجھے جانتے نہین کیسا مغرور المزاج مغلوب الغیظ ہون
مکھی تو ناک پر بیٹھنے نہین پاتی - لے غصہ تھوک دو جاؤ
کھانا کھاؤ - آج میٹھے ٹکڑے پکے ہین - قسم خدا کی جبتک
اُس شمر کا خون نہ پی لون تب تک کھانا حرام ہے میٹھے ٹکڑون پر
آپ ہی سیتھے لگایئے یہان زندگی تلخ ہی - الغرض ایسے طیش
مین آئے کہ جل ہی گئے ہوئے - ماموں نے لاکھ سمجھایا -
مگر یہ ہوا کے گھوڑے پر سوار تھے -

اب ادھر کا حال سُنیئے کہ انور جو اپنے گھر پر پہونچے تو دیکھتے
کیا ہین کہ اُنکا لڑکا تڑپ رہا ہے - ہائین! یہ کیا! خیریت ہے -
لونڈی نے کہا میان کیا بتاؤن - بھیا یہان کھیل رہے تھے کہ
(کہ) کا لفظ کہکر وہ کچھ اور کہنے کو تھی کہ انور نے چلا کر کہا
اُف غضب ہوگیا - معلوم ہوتا ہے وہ سفاک طیش کھا کر آیا
جب مجکو نہ پایا تو اُس معصوم بچے پر ہاتھ صاف کیا - آزاد کے
حواس غائب اری نیکبخت جلد بتا - خیر تو ہے - ہان ہان سُنیے
تو سہی - بھیا یہان کھیل رہے تھے - بچھی نے کاٹا بڑی دیر سے
بچہ تڑپ تڑپ کر لوٹ رہا ہے - اتنے مین میان انور کی زوجہ
محذرہ نے اپنے شوہر کو سب حال بتایا اور آنسو بھر لائی - ہاتھ
جوڑ کر گڑگڑاتے کہا کہ (ڈاکٹر کو لپک کے بُلا نہین لاتے)
آزاد کو لڑکے کے پاس بٹھا کر میان انور ہسپتال چلے کہ
جھٹ پٹ ڈاکٹر کو بلا لائین -

اب سنیے کہ راستہ مین نیا گل کھلا - پچاس قدم بھی انور نہ گئے ہونگے
کہ سامنے سے اُس بانکے کا بانکا بھانجا آ نکلا - آنکھین چار ہوئین
دیکھتے ہی شیر ببر کی طرح ڈکارا - بس اناڑی بس - تیری عمر کا
پیمانہ لبریز ہوگیا - ابھی ابھی کاسہ سر خاک و خون مین لوٹ رہا ہوگا
ہمارے ماموں کو صلواتین سُنانا بڑھ بڑھکر باتین بنانا - بانکون کے
منھ چڑھنا اُستادون سے بھڑ پڑنا خالہ جی کا گھر نہین ہی - ہلا اور
مین نے ہاتھ دیا - بڑھا اور مین نے کوچے کاٹے انور بیچارے کی
حیرانی و پریشانی ناگفتہ بہ - اُدھر نور بصر اور لخت جگر کی وہ حالت
سقیم پیارے معصوم بچے کا تڑپنا بلبلانا - بیوی کا رونا تلملانا
اعزا و اقربا کا بکا و بین - اڑوسیون پڑوسیون کا شور و شین

لڑکے کی محبت - ادھر اُس شقی القلب سے مقابلہ جسم مین
سکت نہین زور نہین طاقت نہین بھاگین تو قدم نہین اُٹھتے
ٹھہرین تو پانوٴن نہین جمتے نہ جاے ماندن نہ پاے رفتن -
اردگرد ٹھٹ کے ٹھٹ جمع ہین سب سمجھاتے ہین کہ آپ بانکے
جوان - یہ دُبلے پتلے آدمی - آپ غیرت غرض یہ گڑگڑا کر مسکین سے

به بازوان توانا و قوت سرِ دست	خطاست پنجه مسکین ناتوان بشکست
نترسد آنکه بر افتادگان نه بخشاید	که گر ز پای در آید کسش نگیرد دست

انور نے با دیدۂ مطروح خلق خدا سے کہا کہ بھائی اسوقت
میرا معصوم بچہ جان بلب ہے - ہاے کیا جانے اسوقت کیسا ہوگا
مین اُسکو بیجان چھوڑ کر آیا ہون - ڈاکٹر کو بلانے جاتا تھا کہ
راہ مین اُنھون نے گھیرا - اب کسی صورت سے مجھے بچاؤ
اکثر رقیق القلب آدمی یہ رقت انگیز تقریر سنکر رو دیے - اور سب کے
سب دست تاسف ملنے لگے - مگر اُس دُھن کے پکے نے
ایک کی نہ مانی - خدمتگار سے کہا ایک ولایتی ہمین دے دو ہری
اُنکے حوالے کر - اُنھون نے پھر بگڑ کر بہ وزاری سے کہا کہ مرد خدا
میرا پیارا بچہ میرے خاندان بھر کا چشم و چراغ میری آنکھون کا نور
میرے دل کا چین اسوقت حالت نزع مین تھا ہاے ہاے
خدا جانے اُسپر اب کیا گذرتی ہوگی - بھائی مجھپر رحم نہ کرو اُس
معصوم پر تو رحم کرو جاہے وہ سر وہی لے پھیرا بدل کر سامنے
آن کھڑا ہوا اور پھر خوب ڈکار کر کہا چپ بزدل زنانی ستری
آ چوٹ کے سامنے -

اتنے مین کسی نے انور کے گھر پر خبر پہونچائی کہ میان سے
خانہ جنگی ہوگئی تلوار چلگئی - آپ جانین جتنے آدمی اُتنی ہی
زبانین کسی نے کہدیا کہ ہاتھ کاٹا گیا اور گردن کٹ کے الگ
ہوگئی - یہ سنتے ہی انور کی بی بی دو ہتڑ پیٹنے لگی لوگو دوڑو ہاے
لوگو دوڑو ارے مجھپر بجلی گری - ہاے مین جیتے جی مرمٹی ہے ہے میرے
سرتاج کا سر خاک مین لوٹتا ہے - ہے ہے اُسکی گردن سے خون
کے تڑارے بہ رہے ہین یہ کہکر عین حالت بدحواسی مین لڑکے
سے چمٹ کر خوب چلا چلا کر رو دی اے میرے بچے اب تو یتیم ہوگیا
اسے تیرا باپ داغ دے گیا - ہاے مین اب کہان جاؤن
اُس اگلے کو کہان پاؤن - ہاے میرا سہاگ لٹ گیا -
یہ بچاری عفیفہ دیوانی کی طرح سر ٹکراتی پھرتی تھی اور
تمام عالم اُسکی نظرون مین تیرہ و تار تھا -

میان آزاد یہ خبر پاتے ہی تیر کی طرح زن سے دوڑ گئے
دیکھا تو وہ شقی شمشیر اصفہانی لیے فیل مست کی طرح چنگھاڑ رہا ہے
میان آزاد خود بڑے بنوٹیے تھے - جھٹ سے جھپٹ کر دوسری
سڑک ہی اپنے قبضہ مین کی اور انور کو ہٹا کر یہ بھی پینترا بدل ٹھاٹ سے
سامنے جا ڈٹے وہ تو جوش جوانی اور دعوی ہمہ دانی کے نشہ
مین سرشار تھا پہلے پھکیتی کا ہاتھ لگانا چاہا مگر آزاد نے خالی ہی
دے پھیر دیا اور چاہا کہ چاکی کا ہاتھ جاے مگر یہ آڑے ہوگئے وہ بھی
بچیٹا چاہا کہ انکی چوٹ دے مگر یہ پھکیتی کی طرف جھکے تو اُسکا
ہاتھ آگے نہ بڑھا -

آزاد - جدا اگر کسی انیلے گنوار کو یہ اُڑن گھائیان بتانا میرے
مقابل مین چھکے چھوٹ جائین تو سہی - ہان ہان آؤ چوٹ پہ
ستانے کی سند نہین - بے ہنگس کے ہاتھ - وہ رنیک چاٹ
کبھی اتنے مین وہ ہاتھ کا جھلا کر جھپٹا اور گھٹنا ٹیک کر پالٹ کا ہاتھ
لگانے ہی کو تھا کہ آزاد نے پینترا بدلا اور توڑ کیا - مونڈھا مونڈھا
تو اُسنے بچایا مگر آزاد نے ساتھ ہی جنبیہ کا وہ تلا ہوا بھرپور ہاتھ
جمایا کہ اُس کافر شقی کا بھنڈارا تک کھل گیا - اور فیل تن ارارا
کر دھم سے زمین پر آرہا - میان آزاد کو سب نے گھیر لیا

کوئی پیٹھ ٹھونکتا ہی - کوئی ڈنڈ ملتا ہی - انور ٹیکتے ہوے گھر گئے بی بی کی باچھیں کھل گئین گویا مردہ جی اُٹھا لڑکے کو بھی افاقہ تھا

ہمارے حبیب لبیب ادیب - اریب - شوربخت بدنصیب دشت رہ نوردی کے گردباد میان آزاد کو وہ پیاری پیاری صورت گورا گورا مکھڑا - زلف چلیپا لب لعل شکر خا جو یاد آیا تو کلیجہ دھڑ دھڑ کرنے لگا - دل مثل سیماب بیقرار آنکھین غبار کی طرح آتش بار درد دل کی چمک غضب ڈھاتی تھی وہ نور کی صورت ہر دم آنکھون مین پھر جاتی تھی - س

بڑھتی جب دل کی بیقراری
پڑھتا یہ غزل بہ آہ وزاری

کیا حال ہو گیا ہی دل بیقرار کا — آزار ہو کسی کو الٰہی نہ پیار کا
مشہور ہی جو روز قیامت جہان مین — پہلا پہر ہی میری شب انتظار کا
امسال دیکھنا مری وحشت کے ولولے — آیا ہی دھوم دھام سے موسم بہار کا
راہ اُنکی تکتے تکتے یہ مدت گذر گئی — آنکھون کو حوصلہ نہ رہا انتظار کا

مقطع ہنوز پڑھنے نہ پائے تھے کہ انور نے بات کاٹ دی میان اس عشق کا بُرا ہو جسنے تم کو دین و دنیا ایک کا بھی نہ رکھا - آزاد نے کہا حضرت اس کوچے سے حضور واقف ہی نہین - کوئی میرے جی سے پوچھے کہ مجھپر کیا گذرتی ہی مین عاشقون مین لاجواب وہ حسن وجمال مین انتخاب اور اُسپر طرہ شباب - س

یا د زلفے سوختا خون دریکدم — بوے عنبر سید بر خاکستر م

گو ایک دفعہ پہلے بھی ایک بت شوخ و شنگ کے طرۂ شبرنگ اور سلسلۃ المعراج گیسو مین دل اٹک رہا تھا مگر - س

نازہ در مغزم شرابی ریخت عشق — رد غنم باشعلہ آمیخت عشق

انور نے دیکھا کہ یہ بالکل دیوانے ہی ہوے ہین سمجھے چلو ذرا ہوا کھلاؤ شاید وحشت دل دور اور شیشہ جنون چکنا چور ہو دل مین ٹھان لی کہ اسکے سوا کوئی علاج ہی نہین اور انکا ایسا کوئی سودائی مزاج ہی نہین بغیر ٹال ٹول کرے چلے تو چلتے چلتے ایک باغ مین پہونچے یہ دونون دن سے یہان تک مین داخل دیکھتے کیا ہین کہ ایک شامیانہ بصد تزک و احتشام نصب ہی اور اُسمین بارہ نوجوان بیٹھے رنگ رلیان منا رہے ہین مگر تخلیے کی صحبت ہی انور نے کہا یار تم مخل نہو - نظر سے اوجھل کیفیت دیکھنے لگے واہ وا واہ عجب لطف ہے ہندو بھی ہین مسلمان بھی ہین - مگر شراب بے تکلف لنڈھائی جا رہی ہی - آزاد کو دل کو اونٹ نہین سوجھتا تھا مگر میان انور نے اتنی دور سے بوتلون کے بیل کو پڑھنا شروع کیا - ویرا گاگ نیک - اولڈ ٹام جن تیار مین ارش - ہوسکی - کیا خوب یہان تو دور چل رہا ہی بڑے بڑے بابھی اور شیخ شراب ناب کی چسکی لگا رہے ہین - ایک ہندو بیچارہ نیا پھنسا تھا پہلے تو جام شراب لیتے جھجکا مگر ایک اور ہندو نے جو اُس وقت ساقی بلکہ پیر مغان تھے کہا کہ کچھ سودائی سے ہوا ہے یہ نرمل گنگا جل ہی پیتے ہی سیدھا بیکنٹھ پہونچ جائیگا چلیے وہ غٹ سے نگل گئے ایک مسلمان نو آموز تھے ڈرتے ڈرتے ایک ایک گھونٹ پیتے تھے مگر ایک شیخ صاحب نے ٹھوکا دیا - اور کہا پی بھی جاؤ میان - س

شراب ایک ہی بندن کی ہو کہ کوثر کی — اک اپنے واسطے زاہد حلال کر بیٹھا

تبھی وہ بھی گھٹ سے اُڑا گئے بڑی دیر تک دور چلا کیا جب سب کے سب نشے مین چور رہے مست و مخمور ہوے تو ایک پری وش کو بلایا کچھ دیر تک چہل کی باتین ہوا کین بعد ازان اُسنے یہ غزل گائی اور محفل بھر کو وجد مین لائی - س

طرف گلشن اشکون گل ہوا ان کسی — چند سنبل طرۂ زلف پریشان کسی
شور محشر خندۂ زخم نمایان کسی — مرہم خستگان شور نمکدان کسی
شب بروز آمد ز سوز نالہا گرم خیز — داغ در دلہا چراغ زیر دامان کسی

بلبل بدل برنگ گل در روشد قبا   در دل شوریدہ پنہان و رو پنہان کسی ست
بے تو در محفل دل پروانہ سوزد چون کباب   سیخ آہ آتشین شمع شبستان کسی ست
رخنہ بر سے کار زخم دل افتاد آہ   کار خود در پردہ ساز چشم فتان کسی ست
روی آسایش نداری از چہ دیش نظر   یا تو عاشق صحبت دست و گریبان کسی ست

حاضرین جلسہ بادۂ گلرنگ کی ترنگ مین ایسے مست ہوے کہ سر و پا کی خبر نہین دنیا و مافیہا سے بیخبر۔

اتنے مین اُن رندان مے آشام مین سے ایک نے دوسرے کی ناک پکڑی دوسرے نے تیسرے کے کان اُمیٹھے تیسرے نے چوتھے کی گت بنائی چوتھے نے پانچوین پر چپت جمائی۔ پانچوین نے چھٹے کے جانثار رسید کیا چھٹے نے ساتوین پر دو تھڑ دیا۔ یہ ہو ہی رہا تھا کہ سب بھر بھرا کر اُٹھ کھڑے ہوے مگر پانون لڑکھڑا ئے۔ دھم دھس۔ ارارا دھون۔ دو قدم چلے اور لڑھک گئے۔ آزاد اور انور وہان سے چمپت ہوے تو راہ مین یون باتین ہونے لگین

آزاد ۔ اس شراب خانہ خراب پر لعنت خدا۔ الٰہی توبہ الٰہی توبہ اجتک ہمنے نباہی توبہ۔ آیندہ خدا حافظ و ناصر ہے۔

از مے گل مقصود نہ چیدست کسی   ہرگز ہرا دے نرسید ست کسے

انور ۔ اجی حضرت آپنے شرفا کی صحبتین نہین اُٹھائی ہین اُنکی آنکھین ہی نہین دیکھی ہین۔

گر بادہ خوری تو با خردمندان خور   یا با صنمے لالہ رخے خندان خور
بسیار مخور رفاش مکن در دمساز   کم کم خور و آہستہ خور و پنہان خور

الغرض دونون یار گھر پہونچے۔ اور لمبی تان کر خرخراٹے لینے لگے

ضرورت ہی ایک جورو کی

انور مع اپنے رفیق اور خلیل با التحقیق عالی نژاد و فرخ نہاد میان آزاد کے ایک دن اپنے باغچہ فرحت انتما اور نزہت افزا مین بیٹھے ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کھا رہے تھے اور گرما گرم چاے اڑا رہے تھے کہ ایکدفعہ ہی ڈاک کا ہرکارہ ہری وردی پھڑکاے لال لال پگیا جماے خاصہ ٹیان بنا ہوا سامنے سے آن موجود ہوا جھکسکر سلام کیا اور ایک اخبار دیکر ملبا ہوا۔ اتنے مین انور کے ایک اور لنگوٹیے یار المتخلص بہ بہار تشریف لاے علیک سلیک اور مصافحہ و معانقہ کے بعد ایک کرسی پر وہ بھی ڈٹ گئے انور نے جھٹ پٹ اخبار کھولا۔ عینک لگائی اور بڑے غور سے پڑھنا شروع کیا۔ پڑھتے پڑھتے صفحہ آخر پر نظر پڑی تو باچھین کھل گئین چہرہ گلنار مزاج زعفران زار۔

بہار ۔ اللہ اللہ اسوقت حضور کھلے ہی جاتے ہین جامے مین پھولے ہی نہین سماتے۔ کیا پڑا پایا۔

آزاد ۔ ہم بتائین اور وہ پتے پتے کی بات بتائین کہ حضرت بھی وجد مین آئین کسی معشوق پری وش کی آمد آمد اسوقت ہی نہ کہو گے سچ کہیے گا کیا چتونون سے تاڑ گیا۔ واللہ ذہن کا بخارہ کھلا چاہیے قربان اپنے استاد کے کیا دور کی کوڑی لاتا ہون ہم نے سب پاپڑ بیلے ہین۔

کوچۂ عشق کی راہین کوئی ہمسے پوچھے   خضر کیا جانین غریب اگلے زمانے والے

انور ۔ حضرت آپ تو عاشق تن آدمی ٹھہرے جب دیکھو عشق کے پھیر مین بندہ اس کوچے سے منزلون بھاگتا ہی۔ تبان زہرہ تمثال حسن و جمال اور عاشقی معشوقی کا خیال آپ ہی کو مبارک۔ مجھ بندے کو یہ مرض ہی نہین اسوقت ایک اشتہار پڑھکر باغ باغ ہوگیا۔ خدا نے چاہا تو اسی اٹھوارے مین پو بارہ لکھی مین ہون۔ اشتہار سنیے تو آپ خود ہی سمجھ جایے گا۔ نوٹس

Wanted

An Arabic Professor for the Nasirpur College Pay Rs 200 for particulars Apply to the Principal.

ترجمہ۔ ضرورت ہی ایک عربی پروفیسر کی نظیر لوپر کالج کے لیے تنخواہ دو سو روپیہ ماہواری۔ اسکی نسبت جو کچھہ دریافت کرنا ہو پرنسپل سے دریافت کیا جائے۔

بہار۔ ہم کچھہ سمجھے دمجھے خاک بھی نہین۔ آخر اس سے مطلب کیا

آزاد۔ اسے صاحب ایک عربی پروفیسر نظیر لوپر کالج کے لئے چاہیے ہے دو سو روپیہ تنخواہ ملے گی میان انورؔ درخواست دا غنے والے ہین۔

بہار۔ خدا کامیاب کرے لیکن سنیے تو سہی۔ یہ تو اخبار ہے۔ اسمین خالی عہدہ اور تنخواہ اور درخواست کا کیسا جھگڑا۔ اسمین محاربہ کا حال۔ یا جنگ و جدال علمی اور ہیکل قیل و قال چاہیئے یا یہ جنجال۔

آزاد۔ تو قبلہ آپنے اخبار پڑھا ہی نہین۔ پیرو مرشد اخبار تو عطر مجموعہ ہے۔ لڑکون کا اتالیق۔ جوانون کا ناصح شفیق۔ بڈھون کے تجربہ کی کسوٹی۔ رکن رکین سلطنت۔ تجار کا دوست صناعون کا یار غار۔ رعایا کا وکیل جمہور انام کا سفیر۔ مدبرون کا مشیر کسی کالم مین ملکی چھیڑ چھاڑ۔ کہین شستہ شگفتہ مضمون مین تکرار کہین اشعار آبدار کہین نوٹس اور اشتہار۔ انگریزی اخبارون مین طرح طرح کی باتین درج ہوتی ہین اور دیسی اخبار بھی انکا تتبع کرتے ہین شطرنج کے حل مطلب نقشے۔ قرضہ قومی کا نرخ۔ گھوڑ دوڑ کا تذکرہ سب ہی کچھہ ہوتا ہو اور جب کبھی کوئی عہدہ خالی ہوا اور اچھا اہلکار نہ ملا تو حکام خلوے عہدہ کا حال مشتہر کرتے ہین لوگون نے پڑھا اور درخواست داغدی جہان اشتہار کے صیغے مین دیکھا کہ ضرورت ہی ضرور پہنچے کہ کسکی ضرورت ہی بعض اوقات بڑی دل لگی ہوتی ہی (ضرورت ہی) ایک شوقین چھرا یا کہ دیکھین شاید ہمارے مذاق کے موافق ہو تو آدھا آنے کا خون کرین لگے تو ترغیب نکالا پڑھتے ہین تو وہان کچھہ اور ہی رنگ ہے (ضرورت ہی ایک آیا کی بوڑھی خرانٹ ہو شریف ہو دیانتدار ہو مگر دونون آنکھین ہون (کانی ملونو) لاحول ولا قوۃ سمجھے تھے کہ کسی کلرک یا اکونٹنٹ یا مترجم کی ضرورت ہوگی وہ آیا کی نکلین ہین دیسی اخبارون مین بھی اسکا کماحقہ رواج ہو تو بڑے مزے ہون جیسے راجہ مہاراجہ نواب رئیس کو اہلکار کی ضرورت ہو کسی نامی گرامی اخبار مین چھپا دے تاکہ شرفا علما وغیرہ کو درخواست بھیجنے کا موقع ملے۔

بہار۔ لیکن حضرت۔ پھر تو طرح طرح کی ضرورتین چھپینے لگین چاندنی بازار چھاپین کہ (ضرورت ہی) ایک مبوجی کی جسمین دقیانوس کے وقت سے چاندنی بیا گیا ہو اور جو جونٹ گیٹ تجی ہو) کوئی نیا گنج آباد کرے تو اسکو لامحالہ یہ نوٹس چھپوانا پڑے (ضرورت ہی) ایک نوجوان ساکن کی نئے گنج مین دکان جمانے کے لیے کیونکہ جبتک دھوان دھار حلیمین نہ اڑین جرس کی گو آسمان کی خبر نہ لائے۔ بگڑے دل دمونکی خبر نہ سنائین دلسوز دم بدم نہ لگائین تب تک گنج کی رونق نہین افیونی اپنے رنگ کے موافق مشتہر کرین کہ (ضرورت ہی) ایک ایسے شخص کی جو افیون گھولنے مین طاق ہو دن رات پینک مین رہے مگر افیون گھولنے کے وقت چشم نیم باز سے چینی کی پیالی پر نظر ڈالے آرام طلب لوگ چھپوائین کہ (ضرورت ہی) ایک داستان گو کی جسکی زبان کترنی کی طرح چلی جائے جسکو امیر حمزہ کی داستان نوک زبان ہو۔ بدر منیر اور گلزار نسیم حفظ ہو بات بات مین قافیے کا قافیہ تنگ کرے علی الخصوص جگت مین برق ہو۔ اور زمین و آسمان کے قلابے ملائے جھوٹ کے چھپر اڑائے شام سے جو کہنا شروع کرے تو تڑکا کر دے سننے والون کا بھور ہو جائے۔ مگر یہ علاوہ کہ سامعین (ہون ہون) کرتے جائین تب وہ داستان سنائے ہم چاہے خراٹے ہی لیتے ہون لیکن وہ منھہ کو تکا کرتا ہی جائے خوشامد پسند حضرات یہ خواہش ظاہر فرمائین کہ (ضرورت) ایک مصاحب کی جو آٹھون گانٹھ کمیت ہو۔ ہان مین ہان ملائے

ہمکو سخاوت مین حاتم شجاعت مین رستم حسن مین یوسف ثانی حکمت مین ارسطوے یونانی شاعری مین لاجواب۔ نثاری مین انتخاب بنائے منہ پر خوشامد کہ حضور ایسے اور حضور کے باپ ایسے مگر پیٹھ پیچھے گالیان دے کہ اس ان پڑھ ناتجربہ کار کو مین نے خوب ہی بنایا بیفکرے اعلان کرین کہ (ضرورت ہی ایک بٹیر کی جو بڑھ بڑھ کر لات لگاتا ہو اور اچھے اچھے بٹیرون کو پالی سے نو کدم بھگاتا ہو۔ (ضرورت ہی) ایک مرغ کی۔ مگر ڈنڈ بیل ہو۔ تنا ہوا جوڑ اچھا تا گتھ جائے تو حریف کو پیٹھ نہ دکھائے۔ بلکہ خون رلائے اور چھکے چھڑائے۔ سوا پا مارے۔ ڈیوڑھا مارے (ضرورت ہی) ایک مینڈھے کی جو پہاڑ سے ٹکر لڑنے مین بند ہو اور بھڑ تو دس بیس پہلوانون سے بھی نہ رک سکے (ضرورت ہی) طبیلے کے لیے ایک جغادری بندر کی۔ مگر اینٹھا سنگھ ہون۔ لال حقندر (خاصہ مچھندر) حضرت اور تو باتین ہین لیکن ہمین سوقت اپنی ضرورت یاد آگئی بھائی از برائے خدا چھپوا ہمین دیتے ضرورت ہی ایک جورو کی چالاک اور چست۔ خط و خال۔ نک سک سے درست شوخ و زبان دراز ہو۔ جوان ہو طنّاز ہو ہزارون مین انتخاب لاکھون مین لاجواب۔ اٹھتی جوانی عنفوان شباب ہو مگر بلا کی چنچل ہو کبھی ہنسی ہنسی مین اس جانب کی چپت گاہ پر دھول جما کبھی بعد ناز ٹوپی چھین کر چپت جڑے۔ کبھی روٹھ جائے کبھی گدگدائے۔ بخیل ہو ورنہ ہم سے نیزان نہ پٹے گی۔ گاؤ دیدہ نہ ہو سن رسیدہ نہ ہو۔ شخرفی چہرہ ہو برف کے ایسے ہاتھ پانون ہرن کی ایسی آنکھ۔ لیکن قد تاڑ کے برابر نہ ہو کہ ہمکو پاڑ باندھنے کے لیے مزدور بلوانے پڑین۔ بندہ پست قد آدمی ہے اور شرط یہ ہے کہ کھانا پکانے مین استاد۔ سینے پرونے گل بوٹے بنانے مین برق ہو۔ لیکن سوء ہضم کی روز شکایت نہ رہے اور ضعف معدہ کا عارضہ ضرور ہو۔ ہلکی پھلکی دو چپاتیان کھائے تو تین دن مین ہضم ہون۔ سادہ مزاج ایسی ہو کہ زیور گہنے پاتے سے مطلب ہی نہ رکھے سادگی ہی جوبن دکھائے اور یہ بھی شرط ہے کہ مذہب کے ہاتھ نہ بک گئی ہو خدا کو واجبی ہی واجبی مانتی ہو سگر برانڈی کی تاک مین ہردم رہے۔ غطافٹ جام شراب پیئے اور ہم میلے ٹھیلے بھی نجانے دینگے۔ اور محلے کی کسی عورت کو بھی نہ آنے دینگے اور یہ بھی یاد رہے کہ چھریرا بدن ہو۔ نزاکت سے آنچل کا بوجھ نہ اٹھ سکے کمر لچک جائے گردون بل کھائے۔ ہنس مکھ بھی ضرور ہو روتے کو ہنسائے۔ مگر یہ نہین کہ پھٹی جوتی کی طرح موقع بموقع محل بے محل دانت کھول دے۔ ہان اور طرح نہو۔ ورنہ اجیرن ہو جائے گی طرار ہو۔ مکار ہو۔ عیار ہو۔ تیکھا ہو طرحدار ہو۔ باغ و بہار ہو۔ وہ ترچھی چتون۔ وہ بانکی ادا کہ بیساختہ زبان سے نکل جایا کرے (تیری بانکی ادا نے مجھے مارا) گانے بجانے کو عیب نہ سمجھتی ہو بلکہ وقت بے وقت تھرکنے مین عار نہو۔ لیکن چال بھونڈی نہو بھدے پانون نہ پڑین جب چلے اٹھلا اٹھلا کر در خواستین کھٹا کھٹ بندہ درگاہ کے پاس آئین مگر ٹکٹ چسپان نہونگی تو بیرنگ واپس۔ مکرر یہ کہ ان صاحب کے رخ انور پر ریش مبارک نہو۔

آزاد۔ اور تو خیر۔ مگر یہ ڈاڑھی کی بڑی کڑی شرط ہو بھلا کیون صاحب عورتین بھی ریشا ئیل یا مچھاکڑ ا یک ہو ا کرتی ہین یہ انوکھی بات بتائی اچھی قید لگائی۔

بہار۔ واہ معقول۔ آپ کیا جانین۔ اجی قبلہ یہ نکاح کی شرطین ہین احتیاط شرط ہی جب شرطین ہی کرنے پر آئے تو کوئی بات اٹھا کیون رکھین کہ پیچھے ہمارے ہو جو انکے ہاتھ اور ہماری ڈاڑھی ہمارے ہاتھ مین ہو۔

آزاد - اجی بندہ نواز عورت کی ڈاڑھی چہ معنی دارد -

بہار - معنی سے کیا مطلب - یہان تو صورت کا ذکر ہے بھلی لگے چاہے جو ہو - یہ سچ ہم ضرور لگائینگے کہ بی صاحب زن بروتی ہون - اعتبار دشمن - ع - مرد آخر بین مبارک بندہ ایست +

انور - قبلہ سینے جو روکی تو پیچھے فکر کیجیے گا پہلے دماغ کی فکر کیجیے شری سودائی کو شادی سے کیا کام -

بہار - جی تو دماغ کی آپ جیسے زاہد خشک فکر کرین بندے کا دماغ خوب چاق ہی - دیکھیے آج کے آٹھوین ہی دن کسی شوخ و شنگ سے بیاہ نہ رچے تو سہی اگر یار شرطین بری کرڈی ہین -

آزاد - اور خصوصًا یہ ڈاڑھی والی -

ضلع جگت

ایک اتوارے مین انور عربی پروفیسر ہوگئے - سمجھے تھے کہ ٹکا سا جواب آئیگا مگر کھٹ سے درخواست منظور اور نادری حکم کہ لیجیے سنبھال کر ترٹ سے دھر دھمکو - ذری دیر ہوئی اور عہدہ غت ربود انور تو نوکری پر اُدھار کھائے بیٹھے ہی تھے چٹ پٹ پھر کر بس ہو بوریا بدھنا اٹھا روٹیان اور گوشت دسترخوان مین باندھ کر کوچم بیوی سے مل چلے ڈاک کی لے - میان آزاد ساتھ جب شکرم پر سوار ہوے تو آزاد نے کہا -

تو عزم سفر کردی و رفتی زبر من / بستی کمر خویش و شکستی کمر من

انور نے کہا بھائی گھر مین برسون بیٹھے بیٹھے پھپھوندی لگ گئی زبان حال وقال سے یہی شعر ورد زبان تھا -

سفر چگونہ گزینم ز آستانۂ خویش / کہ ہیچ مردم چشم چراغ خانۂ خویش

آزاد - خیر المکتوب نصف الملاقات - یار زندہ و صحبت باقی دونون نے مصافحہ کیا بغلگیر ہوے - شکرم گھڑ گھڑ کرتی ہوئی چلی انور نے کہا - الوداع - آزاد بولے فی امان اللہ جب تک شکرم نظر آئی حیرت کے ساتھ میان آزاد دیکھا کیے جب نظر سے اوجھل ہوئی تو یہ بھی کھسکے چلے تو کیا دیکھتے ہین کہ اثناء راہ مین پانچ چھ نوجوان سفید پوش شریف و نجیب سڑک پر جارہے ہین مگر سب خوش رو - خوشخو - میان آزاد نے پوچھا یا حضرت کہان کی تیاریان ہین - کہین مشاعرہ ہے - یا ناچ رنگ کا جلسہ - جی نہین جلسہ نہ مشاعرہ - مگر جہان چار آدمی بیٹھ گئے وہین جلسہ ہی - اسوقت چاندنی خوب نکھری ہی جی چاہتا ہی لپک کر چاند کا مکھڑا چوم لون ہم یاران بذلہ سنج مرنجان مرنج نے ٹھان لی کہ گلگشت چمن اور تماشاے نسرین و نسترن کرین نوعروسان چمن کا جوبن لوٹین نرگس شہلا سے آنکھین لڑائین شادیانے بجائین دھما چوکڑی مچائین خوب مزے اڑائین شب ماہ کے لطف اٹھائین - آئیے آپ بھی تشریف لائیے - باغ مین قدم رنجہ فرمائیے عزت بخشیے رتبہ بڑھائیے میان آزاد تو ایک ہی بیفکرے نمبر اول کے کوچہ گرد جھپ سے راضی ہوگئے چلیے بسم اللہ الامر فوق الادب باغ مین پہنچے تو ایک روش مین چبوترے پر جا ڈٹے پہلے کچھ عرصے تک شعر خوانی رہی کیا بعد ازان ضلع جگت کی ٹھہری جو ہی ضلع مین طاق جگت بازی مین مشاق - پہلے حقے کا ضلع شروع ہوا - میان تم کندن کیے دیتے ہو - ایک قش ہم کو بھی تو لین ای صل وجل - قش کے کیا معنی حضرت - جی یہ قشیدن سے ہی بس بہت دم نہ دیجیے و اللہ کیا گرما گرم آدمی ہو بندے کا مکان مہنال درد انے مین ہے اور ہمارا مسکن تو چرخ چنبر مین ہی - یہ آدمی ہی یا آنٹا تو امباکو کا پنڈا یہ حقہ بازی ہم خوب سمجھتے ہین اجی ایسے مدارپے ہم نے بہت چنگے کیے اسکو کوئی لے کر کرے کیا نے بہت کھینچیے نہ - آپ تو ہری باتون سے سوختہ ہوے جاتے ہین - بندہ تازہ دم ہی چوہی حکے کے تین پلٹ - واللہ آپکا سر تو چھلا چھلایا ناریل ہی - یار تو تو پریت

کی طرح چمٹا۔ تمھارا ضامن کون ہی میاں کل تک تو کوڑی کٹا نیچتے پھرتے تھے آج باتین بناتے ہوئے اب برف کی قفلی کھایئے یہ آپکا سر ہی یا مٹکو کا سرپوش۔ بہت ترایئے نہ ورنہ نیچے لم لگا ٹینگے۔ بھئی کیا بے تکی اُڑائی۔ واہ چلم کا تلازمہ تو رہا ہی جاتا تھا اب اسکو چھوڑیے اب بے تکی ہونے لگی چل سٹک۔ آیئے پان کا تلازمہ ہو بھئی واللہ کیا خوب بنگلہ ہی۔ دساور سے مال آیا ہے۔ میرے جوڑے کا پان خوب چمکتا ہی۔ بہت چبا چبا کر باتین نہ کیجئے آج تو مین سرخرو رہا۔ آپ سبز بخت ہین۔ ذری کیوری سنگھ کو تو بُلانا۔ برگ سبز ست تحفۂ درویش۔ آپکے پانؤن کا بیان کیا ہی کیا چکنی چپڑی باتین ہین۔ مین تیرا یار کتھا۔ این! یہ کیا حضرت یہ کتھے کا تلازمہ ہی۔ لاحول ولا۔ بس لگے بے تکی اُڑانے آیئے گانے بجانے کا تلازمہ ہو واہ بندہ نواز کہیے آج تار برقی کیا ہی۔ طبیعت ناساز ہی۔ آپ مستان شاہ ہین دنیا کے پردے پر ایسا کبھی نہ ہوگا۔ کیا بیوقت کی شہنائی بجائی ہی۔ بیتال پچیسی پڑھیے بھئی تمھین قسم ہے آپ کے گلے مین توڑا ڈال دو۔ دیکھیے دہل بجایئے گا اب لایا تب لا ہم اپنا دیس بھول گئے۔ جنگل کی دھن ہی یہ سر ہی یا تونبی۔ اب مین کہین کان نہ اینٹھون اچھا راگ لائے بھئی اپنی اپنی ڈفلی اپنا اپنا راگ۔ بس بس تانت باجی اور راگ بوجھا۔ بیوقت کی شہنائی ہی۔ وا دیہ ہو چکی ہی۔ چلو خوشی کے شادیانے بجاؤ کہین لونڈے تالیان نہ بجائین وہ ناچ نچاؤن کہ عمر بھر یاد کرو۔ بے بھاؤ کی پڑنے لگینگی آدمی ہے یا گھنچکر۔ اپنا تو کلیان ہوگیا۔ آیئے اب کھانے کا ضلع ہو بھئی نوجوانان مے آشام سے خدا بچائے آپ کی دال نہ گلنے کی جی چیڑی اور دو۔ ظرافت تو آپ کے خمیر مین ہی۔ تم تو ماش کا آٹا ہوئے جاتے ہو۔ یہ ناحق اپنے ڈھائی چانول گلاتے ہین۔ آپ کے منھ مین گھی شکر۔ اچھی کھچڑی پک رہی ہی کچھ دال مین کالا کالا نظر آتا ہی۔ جاؤ ہنڈیا چڑھاؤ۔ آج تو پانچون گھی مین ہین اور سر کڑھائی مین۔ ہمین پوری نہ پڑے گی۔ اب مٹر گشتی کیجیے۔ اب کی ہولی مین شیر مالین کھائی تھین باؤن تو تمھاری بوٹیان ہی چبا جاؤن۔

میان آزاد نے جو دیکھا کہ اب یہ سب کے سب جھک مارنے لگے تو وہان سے چل کھڑے ہوے اجی حضرت اجی حضرت ذرا سنیے تو سہی۔ بس اگر ہوس ست ہمین قدر بس ست لاحول لاقوۃ۔ بس تضیع اوقات سے فائدہ ایک کہتا ہی چل سٹک دوسرا کہتا ہی تیرا سر کڑھائی مین مفت مین بیہودہ بکنے سے فائدہ قبلہ یہ تو دل لگی کا وقت ہی ہی علما فضلا شعرا کملا کے سامنے تھوڑے ہی یہ باتین ہونگی۔ ہونھ ہمکو کوئی گھس کھدا سمجھے ہین بس رخصت۔

میان آزاد ایک روز سیر گشت کرتے ہوے ایک محلے مین جا نکلے تو سنتے کیا ہین کہ ایک شخص کراہتا اور غل مچا مچا کر چلاتا ہی ہاے مرا ارے مرا۔ ہاے جان گئی۔ باپ رے باپ یا خدا بچائیو اُف اُف لُٹے لُٹے۔ ارے کوئی دوڑو خداوندا موت دے۔ یا الٰہی میری سُن ہے اُف اف ادھر انکے کان مین جو بھنک پڑی تو آواز کی سیدھ پر چل ہی تو کھڑے ہوے۔ دیکھتے کیا ہین کہ ایک ضعیف آدمی دقیانوس کا معصر چھپر کھٹ پر لیٹا ہوا سسک رہا ہے مگر چہرے سے موت کے آثار پائے جاتے ہین آنکھون سے جوے اشک رواں ہی انھون نے نبض پر ہاتھ ڈالا تو پتا ہی نہین سینے پر ہاتھ رکھے گئے تو کلیجہ دھڑ دھڑ کر رہا ہی۔ پوچھا مزاج کیسا ہی صداے برنخاست۔ اشارے سے دریافت کیا کہ کیسے ہو۔ آنکھ بند کرلی دو گھنٹے تک سسکتا رہا بعد ازان گھر گھرانے لگا اور اوپر کی سانس بھرنے لگے اور آناً فاناً مین مرغ روح قفس عنصری سے پرواز کر گیا

انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ میان آزاد کا دل بھر آیا اور رقیق القلب
تو تھے ہی آٹھ آٹھ آنسو روئے ایک مرد آدمی سے جو قریب بیٹھے
تھے پوچھا کہ یا حضرت ۔ بھلا یہ پیر مرد کس عارضے مین مبتلا تھے
اُسنے آہ سرد کھینچکر کہا کہ یہ نہ پوچھیے حمق کا عارضہ تھا کیا حمق ! یہ
کون عارضہ ہے ۔ صاحب قانونچے مین اسکا کہین پتا نہین
طب اکبر مین اسکا ذکر بھی نہین یہ نیا عارضہ ہے ۔ جی ام الامراض
ہے ذرا اسکے علامات تو بتایئے اجی حضرت کیا بتاؤن عقل کی
مار اسکا خاص باعث ہے ۔ عرض کرون کہ یہ پیر مرد اسّی برس کے
تھے ۔ مگر عقل کے پورے تمیز چھو نہین گئی خدا جانے دھوپ مین
بال سفید کیے تھے یا نزلہ سے یہ عارضہ ہو گیا تھا ۔

اب سنیے کہ شامت اعمال سے حضرت کی پیٹھ پر ایک پھوڑا نکلا
دس دن تک علاج ندارد ۔ دسوین دن کسی گنوار نے کہہ دیا کہ
گل عباس کے پتے اور سرکہ باندھو ۔ جھٹ راضی ہو گئے ۔ سرکہ
بازار سے خریدا ۔ گل عباس کے پتے باغ سے توڑ لائے اور سرکے
مین پتون کو خوب تر کر کے پیٹھ پر باندھا دوسرے روز پھوڑا آدھ انگل
بڑھ گیا کسی اور گوکھے نے کہہ دیا کہ بھٹکٹیا اور نمک باندھو بسم اللہ کرکے
آپنے وہ بھی کیا ۔ لوگون نے سمجھایا کہ بڈھے کچھ گھانس تو نہین
کھا گیا ہے ارے پھوڑے کو بھٹکٹیا سے کیا واسطہ ۔ فرمایا کہ واہ آپ
کیا جانین یہ کچھ علاج تھوڑا ہی ہے یہ تو ٹوٹکا ہے ۔ خیر صاحب ٹوٹکا
سہی ۔ خدا کرے اس چھومنتر کی کالی بوٹی سے آپ چنگے ہو جائین
مگر یہ بجیر ۔ درد اور زیادہ شروع ہو گیا کسی نے بتایا املی کی پتی اور تھوہڑ
اور گوبر باندھو وہان کیا تھا فوراً منظور ۔ اب تڑپنے لگے اُف اُف
اُف اُف لگے تلملانے اب ہوش و حواس باختہ ۔ آگ لگ گئی ۔
محلے کی ایک عورت نے کہا مین بتاؤن مجھ سے کیون نہ پوچھا سہل ترکیب ہے
مولی کا اچار دفنا دو مگر تین تیلے ہون ۔ اور دفنا کر نکالو اور نکالکر کنوین
مین ڈالدو اور اپنے ہاتھ سے پانی بھرو ۔ ابھی دم چنگے نہ ہو جاؤ تو ناک
کٹا ڈالون سوچے کہ بھئی شرط اسنے بڑی کڑی کی ہے ۔ کچھ تو ہے کہ ناک بدلی
جھٹ مولی کے تیلے لے دفن کیے اور پھر نکالے کنوین مین تینون
تیلے غڑاپ داخل لگے پانی بھرنے ۔ ڈول بھاری تھا ۔ اور اُسپر
طرہ یہ کہ مارے درد کے تڑپ رہے تھے رسی ہاتھ سے چھوٹ گئی
اور حضرت دھم سے گرے پھوڑا تو آپ جانیے شیشے کی مثال
ٹھیس لگی اور بھی درد بڑھا لگے تلملانے آخر کار دم توڑا ۔
آزاد ۔ افسوس صد افسوس ان مدعیان عقل سے کوئی اتنا تو
پوچھے کہ ہر کس و ناکس کی رائے پر علاج کیون کر بیٹھتے ہو جسنے جو بتایا
آمنّا و صدقنا منظور ۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ یا تو عارضہ بڑھ جاتا ہے
یا جان سن سے نکل جاتی ہے ۔

وحشی مگر خدا ترس ریشائیل

میان آزاد ایک دن چلے جاتے تھے تو کیا دیکھتے ہین کہ کسی پرانی
دُھرانی گڑھیا کے کنارے ایک ریشائیل بیٹھے کائی کی کیفیت
دیکھ رہے تھے کبھی ڈھیلا اُٹھا کر پھینکا ۔ چھپ ۔ ماشاء اللہ سن شریف
چہل و شش نازم باین ریش و فش یسن آدمی اور لونڈے بنے
جاتے ہین ۔ اس داڑھی کا بھی خیال نہین اور لطف یہ کہ محلے بھر کے
لونڈے لاڑیے اردگرد جمع تالیان بجا رہے ہین اور اُلّو بنا رہے ہین
لیکن آپ گڑھیا کی لہرون ہی پر لٹو ہین یکم چھکائے ہوے چوطرفہ
ڈھیلے اور ٹھیکرے ڈھونڈھتے پھرتے ہین ایک دفعہ ہی کئی ڈھیلے
اُٹھا کر حضرت نے گڑھیا مین پھینکے چھپ چھپ چھپ چھپ اُدھر
سے ایک مرد آدمی بھی چلے آتے تھے ۔ آپ کو دیکھا تو نظر سے
اوجھل ذرا ٹھٹھک کر لگے سیر دیکھنے دل ہی دلمین سوچتے ہین کہ
ماشاء اللہ ! گو سالہ ما پیر شد دگا و نہ شد ۔ یہ سن و سال اور یہ حال

چہل سال عمر عزیزت گذشت ۔ مزاج تو از حال طفلی نہ گشت

مشین بدن - لباس فاخرہ زیب تن - یہ قطع - یہ وضع اور
چشم بددور کس مزے سے گڑھیا پر بیٹھے رنگ رلیان مناتے
ہین اور یہ خبر ہی نہین کہ کانون بھر کے لونڈے پیچھے تالیان بجا
رہے ہین وہ ایک لونڈے نے چپت جمانیکا قصد کیا - مگر ہاتھ کھینچ لیا
دوسرے نے پیڑ کی آڑ سے وہ کنکری لگائی تیسرے نے ریش مبارک
پر گھانس پھینکی - چوتھے نے کہا میان تمھاری داڑھی مین تنکا مگر میرا
شیر ذرا نہ منکا - اب سنیے کہ گڑھیا سے اُٹھے تو دور کی سوجھی
جھپ سے ایک پیڑ پر چڑھ گئے اور پھُنگی پر جا بیٹھے اور بندر
کیطرح لگے اُچکنے - اُس ٹہنی پر سے اُچکے تو دوسری شاخ پر پھدک
رہے اور ایسا ہلایا کہ درخت پر بید مجنون کا دھوکا ہونے لگا طرہ یہ
لڑکون کو بھی ہدایت کرتے جاتے ہین کہ آؤ درخت پر آؤ
املی کا درخت - ؎

شاخش کہ بسدرہ سر کشیدہ	سیلے برخ قمر کشیدہ

بلند ایسا کہ گویا آسمان سے باتین کرتا تھا - حضرت مزے سے
بے تکلف بیٹھے ہوے املی کھاتے ہین اور چیّن لونڈون پر تاک تاک کر
پھینکتے جاتے ہین - اور وہ غل مچاتے ہین کہ ایک چیان ہمکو ادھر اُدھر
ہاتھ ہی لوٹین جو اُدھر پھینکے خدا سمجھے کیا مزے سے غپڑ غپڑ کرتے
کھاتے جاتے ہین ادھر ایک چیان بھی نہین پھینکتے او بخیل او کنجوس
او ممسک - او بندر - او مچھندر - ایک ادھر ایک ادھر کیا خوب
گویا شہدے کسی رئیس سے مانگ رہے ہین - تھوڑی دیر مین لطف
کرتے درخت سے اُترے اتفاق سے کمسریٹ کے تین چار ہاتھی مستون
کی دھت مین جھومتے ہوے جا رہے تھے گر سب چلائے اور گنے
سے لدے ہوے - آپنے لونڈون کو سکھایا کہ یے غل مچا کر کہو
ہاتھی ہاتھی گنا دے لونڈون نے جو اتنی شہ پائی تو آسمان سر پر اُٹھا لیا
ہاتھی ہاتھی گنا دے ہاتھی ہاتھی گنا دے - اتنے مین ایک ریچھ والا
نکلا - ریشائیل نے جھٹ ریچھ کی گردن دبائی اور پیٹھ پر ہو رہے
ٹخ ٹخ ٹخ - معقول! اچھا ٹٹو ہی - ریچھ والا چل یون مچا ہی کیا
اُنھون نے دو تین لڑکون کو آگے پیچھے اغل بغل بٹھا ہی لیا - مزے
سے اکڑے تنے بیٹھے ہین گویا اپنے وقت کے فغفور چین ہین - تھوڑی
دیر کے بعد لڑکون کو زمین پر ٹپکا - اور خود بدولت بھی دھم سے
کود پڑے گویا اپنے حساب اونٹ پر سے اُترے تھے اور جھٹ لنگوٹ
کس خم ٹھوک کر ریچھ سے کشتی پر آمادہ ہو گئے - تب تو ریچھ والا کفن
پھاڑ کر چیخ اُٹھا - میان کیون جان کے دشمن ہوے ہو چبا ہی
ڈالے گا یہ تو ہوا کے گھوڑے پر سوار تھے - آؤ دیکھا نہ تاؤ جھپٹ ہی
تو گئے اور ایک اَڑنگی بتائی تو ریچھ چارون شانے چیت وہ مارا -
لونڈون نے وہ غل مچایا کہ ریچھ پورب اور ریچھ والا پچھم کی طرف
بھاگا محلے بھر مین قہقہہ اڑنے لگا - چند ہی لمحے گذرے تھے کہ ایک
بھڈری کی شامت اعمال اُسکو کشان کشان اسطرف لے آئی
ساعت بچارین شگن بچارین دھوتی باندھے پوتھی بغل مین
دبائے - اُدراج کا مالا پہنے باواز بلند ہانک لگاتا جاتا ہی - ریشائیل
کے قریب آنکلا تو اُنکو شکار ہاتھ آیا بھئی ادھر آنا اُسکی باچھین کھِل گئین
کہ گھرے ہین - پو بارہ ہین - اچھی بوہنی ہوئی - ریشائیل نے ہاتھ
دکھایا اور پوچھا کہ ہماری کتنی شادیان ہونگی - اُسنے کہا - برچیک -
مکر سنگھ کر کے بہت غور اور فکر کے بعد کہا کہ پانچ - آپنے آؤ دیکھا
نہ تاؤ اُسکی پگڑی اُچھال دی - ع - لڑکون کو شگوفہ ہاتھ آیا کسی نے
سر سہلایا کسی نے چپت جمایا - واہ اچھی بوہنی ہوئی - ریشائیل نے
کہا واہ اچھی ساعت بچارتے ہو اپنی ساعت بھی دیکھ لیتی ہو یا اورون
ہی کو راہ بتاتے ہو - سچ کہنا آج ساعت دیکھ کر چلے تھے یا یون ہی -
میان ہم سچ بتائین کہ ہم کیون جھلا گئے - وجہ یہ کہ ہماری چاہتی ہونا
تو تمنے کو سات بس مزاج کا پارہ اکیسویں درجے پر پہونچ گیا - اچھا خیر تاؤ

ہمارے یہان لڑکا کبتک ہوگا بس بس آپ کسی اور سے تو چھیے بھر پایا۔ اپنا کیا اپنے آگے آیا۔ یہ کہکر وہ اُٹھ کر چلنے ہی کو تھا کہ ریشائیل نے لڑکون کو اشارہ کیا وہ تو اُنکو اپنا پیر دستگیر سمجھتے تھے ہی اُٹھ کھڑے ہوے ایک نے بودھی لی۔ دوسرے نے مالا چھپایا تیسر نے پگیا ٹہلا دی۔ دس پانچ جمیٹ گئے۔ بیچارے کو بہزار دقت پیچھا چھڑا کر بھاگنا پڑا۔ اور قسم کھائی کہ اب اِس محلے کیطرف رُخ کرون تو چمار۔ اتنے مین ایک خوانچے والے نے آواز دی۔ گلابی ریوڑیان کراری کھٹیان۔ دال موٹ سلونے۔ مٹر تکونے۔ لونڈے اپنے اپنے دلمین خوش ہوگئے کہ ریشائیل کی بدولت خوب مٹھائیان چکھین گے اور خوانچہ لوٹ لین گے۔ مگر اُنھون نے منع کر دیا۔ خبردار ہاتھ نہ بڑھانا جب خوانچہ والا پاس آیا تو اُنھون نے ٹھہرایا اور کہا سب خوانچے کے کیا دام ہین اُسنے کہا ڈھائی روپیہ این۔ ڈھائی روپیہ! بھئی مول تول نہین واجبی کہو واجبی۔ اچھا تو دو روپیہ دیجیے۔ دو روپیہ جیب سے نکالکر اُسکے ہاتھ دھرے اور لڑکون کو خوب چھک کر کھلایا۔ دس منٹ کے بعد آواز آئی کھیرے لو کھیرے حضرت نے اُچک کر ٹوکرا اُلٹ دیا کھیرے زمین پر آ رہے جیسے ہی لڑکون نے چاہا کہ کھیرے بٹور لین کہ اُنھون نے ڈانٹ بتائی کھیرے والے کے دونون ہاتھ پکڑ لیے اور لڑکون سے کہا کہ کھیرے اُٹھا اُٹھا کر اسی گڑھیا مین پھینکتے جاؤ۔ اُنکے نزدیک بھی ایک دل لگی تھی کھیرا اُٹھایا اور غڑاپ گڑھیا مین بچاس ساٹھ کھیرے آناً فاناً گڑھیا مین تھے جھٹپٹے وقت ایک چڑیمار کنپا جال لیے ہوے آ نکلا۔ ہاتھ مین تین چار جانور کچھ جھوے کے اندر سب پھڑپھڑا رہے ہین کالا بھجنگا شکل کا روز۔ ریشائیل نے پکارا۔ آؤ آؤ میان ادھر آؤ۔ ایک بھجنگا لیکے اپنے اوپر سے صدقے کرکے چھوڑ دیا۔ چڑیمار نے کہا ڈھکا ہوا) دوسرا جانور دو ایک لڑکون پر سے صدقے کرکے چھوڑ دیا تیسرا جانور ایک سینگی والی پر سے صدقہ کیا۔ اسی طرح دس پندرہ جانور صدقہ کرکے خاموش کھڑے ہوے۔ گویا کچھ مطلب ہی نہ تھا چڑیمار نے کہا۔ ہجور دام۔ آپنے فرمایا تمھارا نام۔ تب تو وہ چکرایا کہ اچھے ملے۔ خوب پھانسا دیا۔ ہجور دھیلی کے جنور تھے۔ این! دھیلی! کچھ گھانس تو نہین کھا گیا کیسی دھیلی۔ کہتا کس سے ہی ہوش کی دوا کر ہوش کی۔ بھنگ پی گیا ہی یا شراب کا نشہ ہی۔ یا بدیھا ہی اور سنیے۔ ایسے کھدا وند جنور سب صدکے کر دیے اب انکھین نکالت ہو لڑکون نے جال کنپا سب ٹہلا دیا۔ تھوڑی دیر رویا پیٹا آخر کار صبر کر کے چل دیا۔

اس کارروائی کے بعد ریشائیل نے لڑکون کو چھوڑا اور اُس محلے سے منھ موڑ کر لمبے ہونے ہی کو تھے کہ میان آزاد اُنکے قریب آئے یا حضرت آپ آدمی کیا معجون وحشت ہین۔ مین عرصہ دراز سے آپکی انوکھی حرکتین دیکھ رہا تھا کبھی کھیرے گڑھیا مین پھینکے کبھی ملی پر اُچک رہے کبھی چڑیمار جنگ کا قافیہ تنگ کیا کبھی بھنڈری کو آڑے ہاتھون لیا۔ حضرت واسطے خدا کے فصد کھلوائیے چندیا کے بال پر قینچ کر دائیے ورنہ آپ بہت جلد پاگل ہو جائین گے۔

ریشائیل۔ اس تر زبانی اور خوش بیانی کے قربان۔ بندہ ٹری سودائی خبطی مستان۔ آئیے وہان سے بڑے وہ بنکے سنیے قبلہ ہے۔ نکتہ ہا ہست بسے محرم اسرار کجا ہے سمجھنے کے لئے بڑی عقل چاہیے۔ گڑھیا پر بستر جما کے ڈھیلے پھینکنے اور بیر پر اُچک کر املی کھانے اور ہاتھی سے گنے مانگنے کا سبب کہ لڑکے کبھی بیماری دیکھا دیکھی اُچک پھاند دوڑ دھوپ مین مشاق ہو جائین۔ یہ نہین کہ مرلی ٹٹو یا گاؤ دیلی کی طرح جہان بیٹھے وہین جم گئے لڑکونکو کم سے کم دو گھنٹے روز دوڑ دھوپ کی مشق کرنی چاہیے ورنہ آئے دن بیماری ستائے گی۔ اور صحت تندرستی گھٹتی جائے گی۔ ریچھ والے کے ریچھ پر اُچک بیٹھنے اور ریچھ کے بھگانے

اور چڑیمار کے جانورون کو مفت بے کوڑی بے دام صدقہ کر دینے کا سبب خاص یہ ہی کہ جب ہم جانورون کو ایذا یا تکلیف کی حالت مین دیکھتے ہین تو کلیجے پر سانپ لوٹنے لگتا ہی اور ان چڑیمارون کا تو بندہ جانی دشمن ہی واللہ پاؤن تو کالے پانی بھجواؤن جہان دیکھا کہ دو چار سفید پوش کھڑے ہین لگے جانورون کو زور سے دبانے تاکہ وہ بیزبان ایذا کے سبب سے محشر بپا کرین اور لوگ انکی حالت دیکھکر کچھ دے نکلین۔ انکی ہنڈ یا چڑھ جائے۔ مردہ دوزخ مین جائے یا بہشت مین۔ ؎

تو اے کبوتر بام حرم چہ میدانی ❊ طپیدن دل مرغان رشتہ بر پارا

انکے درد دل کا حال کوئی کیا جانے۔ کھیرے اسلیے گڑھیا مین پھنکوا دیے کہ آجکل ہوا خراب ہی۔ کھیرے کھانے سے مرتا نہو تو انسان مرجائے مگر ان کنجڑون کبڑیون کو ان امور سے کیا واسطہ انکو اپنی بکری سے مطلب۔ ہم تو بنی نوع انسان کے ہمدرد ہین ایک کبڑیے کا نقصان ہو ہزار سے بچا سون بندگان خدا کی تو جان بچے گی دیکھو تو اپنچے والے کو ہم نے اپنے پاس سے دو روپیہ گننا گن دیے میان ہم خدا ترس ہین۔ مردم آزار نہین۔

نشہ بری چیز ہے

ایک دن میان آزاد حسب معمول کوٹ پتلون پہنے ترکی ٹوپی زیب سر کئے پھرتی کے ساتھ کسی طرف جاتے تھے اور سامنے سے ایک صاحب آتے تھے۔ جب دونون قریب پہونچے تو اُسنے پوچھا حضرت آپ افیون تو نہین کھاتے۔ خدا کی مار افیون پر شیطان کی پھٹکار کسی ملعون نے آجتک ہاتھ سے بھی چھوئی ہو۔ اس سیاہ کاری سے بندہ ابتک تو بچا رہا آیندہ خدا مالک ہی واللہ افیون کے تو نام سے نفرت ہی اِنجانب کو۔ افیونی کی صورت دیکھون تو لاحول پڑھون اور جو کہین افیون پر ہاتھ پڑ جائے تو آبگیر سے ہاتھ دھوؤن اسوقت اس کالی بلا کا نام زبان پر آیا بس جی چاہتا ہی کہ سو نے دو سو کُلّیان سے زبان پاک کرون۔ یہ کہکر میان آزاد ندی کے کنارے جا بیٹھے وہان سے پلٹ کر جو آئے ہین تو کچھ اور ہی گل کھلا ہوا دیکھتے کیا ہین کہ وہ ذات شریف پڑے آنکھین مانگ رہے ہین اور کراہتے ہین صورت پر مردنی چھائی ہی۔ لب خشک چشم تر۔ سر کی فکر نہ پاؤن کی خبر تب تو میان آزاد چکرائے کہ یا الٰہی کیا اسرار ہی۔ پوچھا کیون بھئی خیر تو ہی ابھی تو خاصے بھلے چنگے تھے۔ یہ اتنی جلد کایا پلٹ کیسی ہو گئی۔ کچھ منہ سے بولو سر سے کھیلو۔ ع دیر رہا ہے کہ درد لا دوا ہی۔ اُسنے کانکھ کانکھ کر آہستہ سے کہا کہ یار دمین تو مرتا بھائی کہین سے پانچ چھ ٹکے کی افیون لے آؤ۔ پیون تو آنکھین کھل جائین۔ جان مین جان آئے بندہ چھٹپنے سے افیون کا عادی ہی۔ وقت پر نہ ملے تو نزع کی حالت ہو جاتی ہی۔ آیا یہ کیفیت ہی حضرت آپکا کہین ٹھکانا ہی نہین کچھ انتہا بھی ہے چھ ٹکے کی افیون ایک دفعہ ہی نوش جان۔ آدمی ہی یا بلا نوش بچہ ایک دن مین سے مر جاؤ گے۔ جی بجا ہی اور آپ تو شاید آب حیات پی کر آئے ہین عاقبت کے بورے آپ ہی بٹوریے گا واہ میان واہ ہو نکھٹے آدمی جیتون کیسے دیتی ہی کہ بڑے خم و دم کے آدمی ہو رسی جلی مگر رسی کا بل نہ گیا واہ آکا کیون نہ ہو سسک رہے ہو مگر جواب ترکی بترکی نہ دو تو دوزخ ہی نصیب ہو۔ حضرت افیون لائی ہو لائیے ورنہ یہان بک بک کا دماغ نہین۔ ؎

دوزخ مجھے قبول ہی یا منکر و نکیر ❊ لیکن نہین دماغ سوال و جواب کا

جی تو اس بھوڑے بھی نہ رہیے گا کہ ہم اور افیون لائین ہم تو اس فکر مین بیٹھے ہین کہ آپ مرین تو نوحہ موزون کرین۔ ہے مر گیا کشتۂ تیغ افیون ❊ یہ پہلا مصرع ہوگا۔ ایک بات مانو تو ابھی بتا دون اور افیم لاؤن۔ ذرا لکڑی کے سہارے سے اس ہرے بھرے پیڑ کے تلے چلو۔ وہان ہری ہری گھانس پر لوٹ مارو ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کھاؤ

واہ اچھی صلاح دی میاں یہان جان دوبھر ہی چلنا پھرنا اُٹھنا بیٹھنا
کیسا - بھائی کہا مانو میرے سہارے سے چلو - الغرض میاں آزاد
نے ہن افیونی کو پیٹھ پر لادا اور لے چلے - انکی یہ قطع کہ آنکھین بند منھ کھلا
ہوا معلوم ہی نہین کہ جاتے کہان ہین - ایکدفعہ میان آزاد نے
اُنکو ندی مین لیجاکر غوطہ دیا - بس قیامت بپا ہوگئی ستم ڈھایا آفت
کا سامنا بلا کا سامنا مصیبت کا سامنا تھا افیونی آدمی پانی کی صورت
سے نفرت - لگے چلانے - ٹراغپّا دے گیا - مار ڈالا کردیا عمر بھر مین
آج ہی ندّی مین قدم رکھا - خدا سمجھے تجھ سے بس سے جان نکل گئی
ہو ہو ہو ہو ٹھٹھر گیا - او خدا نا ترس اب تو رحم کر - اتنے مین میان آزاد
نے ایک اور غوطہ دیا - تیسرا غوطہ دیا - چوتھا غوطہ دیا تابڑتوڑ کئی غوطے
دیے اب اُنکی کیفیت نہ پوچھیے - بس ناگفتہ بہ کروڑون گالیان
دین - لاکھون صلواتین سنائین - میان آزاد نے اُنکو ریتی مین چھوڑ دیا
اور لمبے ہوے - اور یہ افیون سنیے صاحب ہم نے جو ایک دوستانہ
صلاح دی تو کہنے لگے تم عاقبت کے بورے بٹورو گے لوچڈّا اکھیڑو
اور بڑھ بڑھ کر باتین بناؤ - ہات تیرے کی - میان آزاد
وہان سے چلے تو راہ مین ایک اور حضرت ملے - آداب عرض ہے تسلیم
آپ سے کچھ عرض کرنا ہی - فرمائیے - بندہ چانڈو باز ہی - اسوقت شہر بھر
مین چانڈو کی دوکان ہی نہین - سب چانڈو والے میلے گئے ہین
وہان جائین تو شام ہوجائے اور پھر جایا کس سے جائیگا - ہم تو
نیم جان ہین - آپ کچھ سبیل کردین تو بڑا ہی احسان ہو - میان آزاد
نے کہا مین بتاؤن - سامنے ناک کی سیدھ پر چلے جایئے وہ ہرا بھرا
پیڑ نظر آتا ہی ندی کے کنارے - وہان ایک صاحب لیٹے ہوے
چانڈو اُڑا رہے ہین آپ بھی شریک ہوجائین - اہاہا ہو ہو کہکر
اُچکتے ہوے چلے کبھی دو چار چھینٹے تو اڑائین اور فورا گرمائین میان آزاد
ایک پچاس قدم گئے ہونگے کہ ایک اور ذات شریف سے دوچار ہوے

کیون بھئی گبھرو کبھی جام بھی دیکھا ہے - کیا! جام - جام کیسا - جام
جہان نما کانون سُنا ہی دیکھا نہین - ارے میان ہم اِس جام کو پوچھتے
ہین جو کونین نما ہی - کونین! کیا بخار کا عارضہ ہی واہ بھئی اُلٹی کے
سمجھنے والے - کونین دوا نہین - کونین کی جمع - نہ صاحب ہم نے
ایسا جام دیکھا نہ سُنا - میان اب صاف صاف کہدین کبھی شراب
بھی پی ہی - استغفر اللہ - استغفر اللہ - ع

کیا ذکر شراب یار توبہ خاور ‏ ‏ ہوا ایسا نہ شرمسار توبہ خاور
دوزخ مین جلین گے مے کے پینے والے ‏ ‏ توبہ خاور ہزار توبہ خاور

اجی تم تو گھاٹھ ہی نکلے - میان - ع - نام خدا ہو جوان کچھ تو کیا
چاہیے - کیا کہین بوتل مین اسوقت ایک بوند تک نہین ورنہ اِنکو
ضرور مزہ چکھاتے - اسوقت طبیعت بے لطف ہی - بندہ ہر روز
دو وقتہ شراب پینے کا عادی ہی - آج جان عذاب مین ہی -
میان آزاد نے کہا ہم بتائین وہ دیکھو سامنے املی کا پیڑ ہی چلے جاؤ
وہان دو چار آدمی بیٹھے رانین اڑاتے اور چسکی لگاتے ہین جاؤ
غٹا غٹ شراب اڑاؤ میان شرابی تو کھل گئے - ای خانہ احسان
آباد واہ اُستاد - کیا بات بتائی - اسوقت جان بچائی - چلو تم بھی
ایک چلو مین اُلّو ہو - میان آزاد نے کہا معاذ اللہ مین اور شراب
آجتک کبھی پی نہ پیونگا - یہ کہتے ہی تھے کہ ہنسیا کلوارن اودی
اودی پھریا پھڑکائے اُدھر سے گذری - صورت دیکھتے ہی میان آزاد
سیدھے تو کدم بھاگے پیچھے پھر کے دیکھنا قسم تھا مگر دل ہی دل مین
سوچتے جاتے ہین کہ نشہ بھی کیا بری چیز ہے کہ ذرا وقت پر
نہ ملا اور دم ٹوٹنے لگا -

میان مسافر میان مسافر سچ کہنا
مین نشہ مین تو نہین ہون

ابتک تو میان آزاد دن بھر چکر لگا کر رات کو دبک رہتے تھے

اب گرمی کی فصل جو آئی تو رات کو بھی لگین چک پھیر یان ہونے ایک نشد دو شد - ایک شب کو ایک پرانے دُھرانے برگد کے پیڑ کے تلے جسکی ٹہنیان آسمان پر تھگلی لگاتی تھین اور جسکی زمین دوز جٹا ئین پاتال کی خبر لاتی تھین پہونچے تو کیا دیکھتے ہین کہ ایک ذات شریف نشے مین چور سیہ مست و مخمور - ایک ذرا سی دبلی پتلی ٹٹوی پر سوار ٹخ ٹخ کرتے جا رہے ہین میان آزاد نے پوچھا اس ٹٹو پر کون لدا ہے - اوچھا جی کون لدا ہو - اچھا لدا ہے - ایسا ہو کہین مین اُتر کر انجر پنجر ڈھیلے کر دون - یون نہین پوچھتا کہ اس راہوار صبا رفتار پر آسن جمائے باگ اُٹھائے کون شہسوار جاتا ہی آنکھون کے آگے ناک سوجھے کیا خاک ٹٹو ایسے ہی ہوا کرتے ہین بولو - میان آزاد نے کہا حضرت قصور ہوا معاف فرمایئے واقع مین یہ تو دورکا یہ پورا گھوڑا دیلا کی نسل سے ہے خدا جھوٹ بلائے - جمنا پار کی بکری اس سے ذرا یون ہی سی نکلتی ہوگی مگر مرغ مٹی سے کہین بڑا ہے - ہان اب راہ راست پر آئے اور میان - ابتو - ؎

اسپ تازی شدہ مجروح بزیر پالان
طوق زرین ہمہ در گردن خر می بینم

اب عربی ترکی کاٹھیا وار دیکھنے ہی مین نہین آتے اور قبلہ اس گھوڑے کی کچھ نہ پوچھیے - دو باگے ہین - تپا گئے ہین واقعہ یہ بچھیڑا تو مان کے پیٹ سے کچھ کتا اُچکتا نکلا تھا - بجا ہے وہ تو اسکی آنکھین ہی کہے دیتی ہین آپ کیون تعریف کی تکلیف گوارا کرتے ہین - واللہ گھوڑا کیا اُڑن کھٹولا ہی اور پانجی ہی کہ دیکھا اور نظر سے غائب - اسکی قیمت بھی - آپ کو معلوم ہے - نا صاحب بھلا مین کیا جانون - آپ تو خیر گدھے پر سوار بھی ہین - یہان تانگن کی سواری روز ازل سے ہمارے نامہ اعمال مین لکھی ہی مگر آپکے گھوڑے کو رقعات عالمگیر بھی ازبر ہے - اسکے کیا معنی - جی کچھ نہین ایک شعر مجھے اسکے حسب حال یاد آیا - ؎

آہستہ خرام بلکہ مخرام	زیر قدمت ہزار جان ست

ہان اسی بات پر کرٹ کرا دون - یہ کہکر ایڑ لگائی مگر ٹٹو نے جنبش تک نہ کی اب ایڑ پر ایڑ لگاتے ہین - مگر وہ نقش قدم کیطرح جم گیا - ابتو خدا ہی ہٹائے تو ہٹے ورنہ ڈنڈے سوڈٹے - میان آزاد نے کہا بس زیادہ شیخی مین نہ آیئے - ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کھایئے خیر ادھر ٹٹو اُدھر میان آزاد پو قدمے جانے لگے - جب نشے کے طلوع کا وقت ہوا تو پانوُن ڈگمگانے لگے سباگ اب چھٹی اور اب چھٹی - دس قدم چلے اور باگ روک لی میان مسافر میان مسافر جی پیر و مرشد - ارشاد سچ کہنا مین نشے مین تو نہین ہون نا صاحب نشہ کیسا - پھر گھوڑیا خیز کی اور ایک بیس قدم پر ٹھٹک رہے میان مسافر - میان مسافر - حاضر ہون - حکم - تمھین ایمان کی قسم سچ کہنا مین نشے مین تو نہین ہون - اجی حضرت کیسا نشہ آپ ہوش کی باتین کر رہے ہین - پھر گھوڑیا کو ایڑ لگائی سات آٹھ قدم گئے ہونگے کہ پھر ہانک لگائی - ارے میان مسافر سو گئے ارے میان کیا سو گئے - جی ہمراہ رکاب ہون - کبھی سچ نہ کہے تو ہمارا ہی خون پیے - تمھین واللہ نشے کے کچھ بھی آثار ہمارے چہرے سے پائے جاتے ہین - ہوش و حواس درست ہین نہ - ہان ہان صاحب درست ہین - عرض تو کر چکا کہ آپ ہوش مین ہین ایمان سے کہتے ہو - توبہ آپ بھی عجیب شخص ہین ایمان سے نہین تو کیا بے ایمانی سے کہتا ہون - پھر چند قدم گئے اور گھوڑیا کو روک کر کفن پھاڑ کر چیخ اُٹھے - میان مسافر - میان مسافر - سچ کہنا ذرا بھی ہوائی بات تو زبان پر نہین آئی ہو - کیون ہے نہ یہی بات - بیشک جو بات

کہی پتے کی اور بوکھلاہٹ تو آپ کے قریب نہین پھٹکنے پاتی
فوراً میرے شیر نے ٹٹو کی باگ پھیری اور لگے اُلٹے چلنے - ہائین
ہائین ای حضرت کیا یہ اُلٹی گنگا بہائی - اے میان یون چلو
یون - اچھا دن سہی یا یون سہی لیکن سچ کہنا کوئی بات نشے
کی پائی جاتی ہے - میان آزاد نے اپنے کان اینٹھے اور کہا بندہ نواز
وہم کی دوا تو لقمان کے پاس نہ تھی - ایکدفعہ بیس دفعہ پچاس دفعہ
سمجھا دیا کہ آپ ہوش کی پوٹریا ہین - پھر آپ بار بار کیون
پوچھتے جاتے ہین - خیر خدا خدا کرکے جانور کو پھیرا گر نشہ نے
الٹیرن کر دیا - مسافر - مسافر - مسافر مسافر دیکھیے کیا قدم ہے
نہ کہوگے سچ کہنا - جھوٹ بولنا اور سو رکھانا اپنے حساب برابر ہے
ذرا بھی نشہ کی کوئی بات پائی گئی - کیا مجال - بالکل ہوش کی
باتین ہین - حضرت - خصوصاً اسوقت جو آپ نے گھوڑے کو
پھیر دیا تھا یہ عین ہوش و حواس کی نشانی ہی اور یہ بار بار ایک ہی
بات کو دہرانا صاحب ہوش کی باتین ہین - جیو شیر - ایک کچی اور
چڑھالو تو پٹن ہی ہوجاؤ - ایکدفعہ ہی آواز آئی - مسافر - مسافر
او میان مسافر - بدحواسی کی بات تو مین نے نہین کی - تحقیق
قسم ہے اپنے دین اور ایمان کی - میان آزاد نے پھر اپنے کان
اینٹھے - بدحواسی تو چھو نہین گئی - معاذاللہ جو کہین آپ بیہوش
ہوتے تو ممکن تھا کہ گھڑیا کا رخ پھیر دیتے - ایک یہی ہوش کی
بات ہی کہ کوئی اٹھارہ کرور مرتبہ مجھ سے آپ پوچھ چکے کہ مین
ہوش مین ہون نہ پھر میان شہسوار نے چیخنا شروع کیا کہو بھئی
مسافر دیکھنا ہم بھی کس خم و دم کے جوان ہین چشم بد دور دم
غنیمت ہی - اور یہ دیکھو ذرا نشے کی بو تک نہین آتی - بجا ہی
مشفق مین خوب واقف ہون نشہ ہوتا تو ایسے ٹھکانے کی
باتین نہ سوجھتی جب میان آزاد نے دیکھا کہ اب یہ غین ہوے

اور گھڑیا پر سے لڑھکا ہی چاہتے ہین اب خیر نظر نہین آتی ہی
جھٹ گھڑیا کو ایک کھیت مین ہانک دیا اور غل مچایا کہ او کسان
او کسان دیکھ یہ تیرا کھیت چرائے لیتا ہی کسان کے کان مین جو یہ
بھنک پڑی تو لٹھ کاندھے پر رکھ لاکھون صلواتین سناتا ہوا جھٹا
آج بچا بنا کے چھوڑونگا - روز سوری چرائے جاتے تھے آج ہی
تو تھے چڑھے ہو - بچہ جی - اب کہیے کیا درگت بناؤن قریب گیا
تو دیکھتا ہی کہ ٹٹو ہی اور ایک آدمی اُسپر لدا ہے - این! این گل
دیگر شگفت - اخاہ آپ ہین چلیے گھر سے چلون رات کو گھڑی
پر سوئیے کسان گو کسان ہی تھا گنوار - مگر تیز طبع یہ جھانسا دیکر
کہ تم کو گھر لے چلونگا - سیدھا کانجی ہوس پہونچا - پیچھے پیچھے
ٹٹو ی - ایک دفعہ حضرت جو چونکے تو ہانک لگائی میان مسافر
میان مسافر بھئی سچ کہہ دو ذرا نشہ کی چھاتھ تک نہین ہے -
او چچاجی - یہ اپنے حساب ابھی راہ مین میان آزاد ہی کے ساتھ
چلے جاتے ہین - اس وحشت کو ملاحظہ فرمائیے - الغرض ٹٹو ی
اور سوار دونون کو کانجی ہوس مین ڈھکیلا اور چمپت ہوے
ادھر میان آزاد نے راہ لی - یہ بیچارے رات بھر کانجی ہوس
مین رہے صبح کو دس آنہ دے کر پیچھا چھوٹا - خدا اس شراب
خانہ خراب کو غارت کرے - آمین آمین -

اپنے حلوے مانڈیے کام

میان آزاد کے تو پاؤن مین آندھی روگ تھا - ادھر اُدھر
چکر لگائے راستہ ناپا اور پڑکر سو رہے ایک دن حسب معمول
تلوے کھجلائے تو چلے سرا کی طرف - وہ تو کہیے خیر گذری کہ جوش
جنون نے جنگل نہ دکھایا - دونون وقت ملتے سرا مین
پہونچے - بڑی چہل پہل ہی - ایک طرف روٹیان پک رہی ہین

دوسری طرف دال بگھاری جاتی ہی بھٹیاریان مسافرون کو گھیر گھار کر لا رہی ہین صاف ستھری کوٹھریان دکھا رہی ہین - حضرت ادھر اُدھر خوب گھومے - دیکھتے کیا ہین کہ ایک کوٹھری کے پاس ایک صاحب بجیم و شحیم فربہ و جسیم جیسے ہی چار پائی پر بیٹھنے لگے پٹی ٹوٹ گئی اور حضرت عڑاپ سے جھلنگے مین ہو رہے ہائے موٹاپا بھی کیا بری چیز ہے - اب سنیے کہ گرے تو اُٹھا نہین جاتا آخرکار دایان ہاتھ بھٹیارون نے لیا - بائین طرف میان آزاد نے ہاتھ دیا اور بعد خرابی بصرہ حضرت کو نکالا - جھلنگے سے باہر آئے تو نہایت ہی خفیف پہلے تو بی بھٹیاری سے خوب گلخپ ہوئی - واہ اچھی چارپائی دی اور جو میرا ہاتھ پانون ٹوٹ جاتا سر پھوٹ جاتا تو کیسی ہوتی - اے واہ میان! اُلٹا چور کوتوال کو ڈانٹے ایک تو چھپرکھٹ کو چکنا چور کر ڈالا - پٹی کے بہتر ٹکڑے ہو گئے دینگے ٹکا - اور چلو گنڈے پر پانی پھیر دیا دوسرے ہمین کو للکارتے ہین - الغرض لوگون نے سمجھا بُجھا کر جھگڑا پاک کیا تو حضرت ہٹل ہٹل کر یہ شعر پڑھنے لگے - ؎

روا سے دل حزین نہ تپ ہجر یار مین	بیمار کو مضر ہے نہانا بخار مین

میان آزاد نے پوچھا یا حضرت کہان سے تشریف لانے کا اتفاق ہوا - فرمایا یہین تک آیا ہون معقول! سوال دیگر جواب دیگر - قبلہ آپ آئے کہان سے ہین - جی وطن سے آتا ہون الٰہی خیر وطن کا کچھ نام بھی ہی - یا گمنام ہی جی گو پامؤ مین مکان ہے اخاہ آیئے آیئے - واللہ خوب ملے - تو یہ کہیے حضور کا دولت خانہ گوپامؤ مین ہی خوش آمدی - خوش آمدی - یہان کس غرض سے آنا ہوا - حضور جی بندہ حکیم ہی - یہ کہیے تو آپ طبیب ہین کیا اطبیب اطبیب آپ خود ہونگے ہم حکیم ہین - طبیب کہین اور رہتے ہونگے خیر صاحب وہ طبیب نہین - آپ حکیم بلکہ سلطان الحکما ہی

خفا کیون ہوتے ہو صاحب - کیا یہان مطب کرنے کا قصد ہی اور نہین تو کیا بھاڑ جھونکنے آیا ہون یا سینچر پانون پر سوار تھا بھلا یہ فرمایئے کیسا مقام ہے لوگ کس فشن کے ہین آب ہوا کیسی ہی - حضرت یہ نہ پوچھیے - باشندے شورہ پشت - چاق و چوبند آٹھون گانٹھ کمیت - اور آب و ہوا کا تو خیال ہی نہ کیجئے - برسون رہیے اگر کسی دن سوء ہضم کی شکایت ہو تو جرمانہ دون پاؤ بھر کی غذا ہو تو تین پاؤ کھایئے - ڈکار تک لیجیے تو مجھے سزا دیجیے یہ سُنکر حکیم صاحب نے منھ بنایا اور گولا کو ضبط کیا مگر بے اختیار بول اُٹھے لاحول ولا قوۃ - بڑے بُرے پھنسے! این بُرے پھنسے! یہ کیون کیون - اجی آب و ہوا مرغوب ہی - بیماری کا نام نہین یہ تو اچھا مقام ہے لاحول چہ معنی دارد! حضرت آپ نرے کوڑھ مغز ہین - ایک تو آپ نے یہ گولا مارا کہ آب و ہوا اچھی ہی اتنا نہین سمجھتے کہ آب و ہوا اچھی ہی تو ہم سے کیا واسطہ ہمین کون پوچھیگا بس ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیکار بیٹھے مکھیان مارا کرینگے - ہم تو ایسے شہر جانا چاہتے ہین جہان ہیضے کا گھر ہو - بخار پیچھا نہ چھوڑتا ہو - ڈنگو روز ٹیٹو ادبوچے - قبض اور پیچش کی سب کو شکایت ہو آب و ہوا مین سم کی خاصیت ہو - چیچک کا وہ زور ہو کہ اللہ امان جب البتہ ہماری ہنڈیا چڑھے - آپ نے تو واللہ آتے ہی گولا مارا سنتے ہی پر ٹوک دیا اور ماشاء اللہ کس ہمدردی سے آپ فرماتے ہین کہ سوء ہضم کی شکایت نہوگی - واہ سوء ہضم کی شکایت اُن کو ہوتی ہوگی جو ضعف معدہ کے عارضے مین مبتلا ہین اور اُسپر طرہ یہ کہ پاؤ بھر کے عوض مین تین پاؤ غذا کھانے لگون - واہ واہ واہ - بیڑا ہی کر دیا - آدمی ٹھکانے اور کھائین چوگنا تو فرمایئے مرے یا جیے نا صاحب بندہ سویرے ہی بوریا بدھنا اُٹھا کر چمپت ہوگا - ایسے منحوس شہر مین میری بلا رہے

جہان سب ہٹے کٹے ہی نظر آتے ہین جیسے دیکھو ڈنڈ پیل سنڈ ابنا ہوا بھلا کوئی خاص عارضہ بھی یہان ہی یا عارضے کا اس طرف گذر ہی نہین ہوا۔ حضرت یہان کے پانی مین یہ تاثیر ہی کہ برسون کا مریض آئے اور ایک قطرہ پی لیا چاہے بس خاصہ ہٹا کٹا لاحول! پانی کیا آب حیات ہی۔ تو سہی جو پانی مین زہر نہ ملا دیا ہوا ہے تو قبلہ ہزارون کنوین سیکڑون اندارے پچاسون باؤلیان کس کس مین زہر ملاتے پھرے گا۔ خیر یہ بھی سمجھا جائے گا مگر برے پھنسے واللہ بہت برے پھنسے اس وقت ہوش ٹھکانے نہین ہی مہترانی۔ مہترانی۔ بی مہترانی ذری ہم کو پنساری کی دکان سے تولہ بھر سکنجبین تولا دینا اس وقت جی قابو مین نہین ہے۔ اے یہان پنساری یہان کہان کسی فقیر کی دعا ایسی ہی کہ یہان حکیم اور پنساری جمنے ہی نہین پاتا۔ کئی حکیم آئے مگر گور مین ہین کئی پنساریون نے دکان جمائی مگر جیتا پرہیونک دیے گئے یہان تو بیماری نے آنے کی قسم کھائی ہے۔ اے توبہ! ارے توبہ ابھی واللہ کیا لکا شہر ہے خداوندا بچائیو اس طرف رخ جو آج سے کرے اُس پر لعنت ہے یارو خدا کے لیئے ہمین ٹھوکر دیکر دو تو رفو چکر ہوجائین ہیچ پا ہزار لعنت کھائی ایسے شہر کی ایسی تیسی غضب خدا کا یہان پنساری کبریت احمر کا حکم رکھتا ہی۔

میان آزاد نے انکو چھوڑا تو سرا سے دوسرے گوشے مین پہونچے کیا دیکھتے ہین کہ ایک بزرگوار گوشۂ محل مین بستر جمائے فوق الجھر کپڑے پہنے کھڑے ہین۔ یہ بے تکلف آدمی۔ اسلام علیکم کہکر گوشۂ محل مین داخل ہو گئے۔ وہ بھی بڑے تپاک سے پیش آئے ہاتھ ملایا بغلگیر ہوئے تعظیم کی۔ لطف و اخلاق سے بٹھایا۔ مزاج اقدس الحمد للہ۔ جناب کا مزاج عالی۔ شکر ہی۔ مین تو ایک مسافر غریب الوطن ہون۔ آپ نے بڑی بندہ نوازی فرمائی۔ اور ممنون احسان کیا۔

ز قدر شوکت سلطان نگشت چیزے کم	ز التفات بہ مہمان سرائے دہقانے
کلاہ گوشۂ دہقان بہ آفتاب رسید	کہ سایہ بر سرش انداخت چون تو سلطانے

میان آزاد سمجھ گئے کہ یہ کوئی بڑے لسان آدمی ہین۔ پوچھا آپ یہان کس تقریب سے تشریف لائے ہین۔ فرمایا عرض کرون پیر و مرشد مین وکیل ہون۔ قصد ہی کہ یہان وکالت کرون کہیے یہان عدالت کی کیا کیفیت ہی۔ میان آزاد نے فرمایا یہ نہ پوچھیے یہان کے باشندے بھیگی بلی ہین۔ لڑنا بھڑنا جانتے ہی نہین۔ سال بھر مین دو چار مقدمے شاید ہوتے ہون چوری چکاری یہان کبھی سننے ہی مین نہین آتی۔ زمین آراضی لگان پٹی داری حقیت کے مقدمے کبھی سنے ہی نہین قرض کوئی لے نہ دے۔ وکیل صاحب کا رنگ زرد ہو گیا۔ مگر حکیم جی کی طرح مخبوط تو تھے ہی نہین کہ بلبلا اُٹھتے نہایت متانت سے فرمایا کہ سبحان اللہ بڑے مسکین آدمی یہان بستے ہین مگر دل مین افسوس ہوا اس ٹیم ٹام دھوم دھام سے آئے اور یہان وہی ڈھاک کے تین پات انکو بھی چھوڑا اور یہان سے اور طرف چلے۔ دیکھا کہ چارپائی بچھائے شہتوت کے پیڑ کے تلے ایک صاحب بیٹھے حقہ اُڑا رہے ہین پوچھا آپکا اسم شریف۔ فرمایا گمنام۔ پوچھا مسکن فرمایا۔

در دلیش ہر کجا کہ شب آمد سرائے اوست

پوچھا پیشہ فرمایا خون جگر کھانا۔ اخاہ آپ شاعر ہین۔ یہ کہکر میان آزاد بھی چارپائی کے ایک کونے پر بیٹھ گئے۔ حضرت حقہ تو بندے کے حوالے کیجیے اور آپ اپنا کلام سنائیے۔ بسم اللہ شاعر موصوف نے بہت کچھ چین و چنان کے بعد یہ اپنا کلام

اپنا کہکر یون سُنایا۔ ؎

گفتمش اے مہ شب از من روے تابیدن چہ سود
گفت گستاخانہ بر روے من آن دیدن چہ سود
گفتمش روئیت گل ست وگل براے دیدن ست
گفت بر دیدن وکان عاشقی وچیدن چہ سود
گفتمش عشق گل رویت مگر باشد گناہ
گفت این رمز لیست پنہان فاش نالیدن چہ سود
گفتمش نالیدہ ام کز جور تو رنجیدہ ام
گفت چون عاشق شدی از جور رنجیدن چہ سود
گفتمش بر جور نافہمیدہ گشتم مبتلا
گفت این رسم قدیم ماست فہمیدن چہ سود
گفتمش فہمیدہ نافہمیدہ گشتم مبتلا
گفت بس اے عقل مغز ما خراشیدن چہ سود

سبحان اللہ حضرت آپ تو شاعر غرّا ہین۔ عرض کرون حضرت شاعر غرّا ہونا تو محال ہی مگر آپ قدردان آدمی ہین۔ ورنہ شاعر غرّا تو عرب مین متنبّی اور امراء القیس۔ فارس مین سعدی خاقانی و فردوسی و انوری۔ ہند مین کالیداس اور کبراج اور اُردو مین انیس و دبیر آتش و میر گذرے ہین باقی خیر صلاح۔ اچھا حضرت کچھ اُردو کلام تو سنائیے۔ بہت خوب۔ ؎

داغ دے جاتے ہین جب آتے ہین | یہ شگوفہ وہ نیا لاتے ہین

سبحان اللہ داغ کے لیے شگوفہ کیا خوب۔ (تسلیم)

یار تک بار کہان پاتے ہین | راستہ ناپ کے رہ جاتے ہین

کیا بول چال ہی کیا روزمرّہ ہی (آداب)

پھر جنون وحشت نہ دکھلائے کہین | آج تلوے مرے کھجلاتے ہین

اوہو ہو۔ کیا زبان ہو۔ سبحان اللہ حضرت۔ (کورنش)

ٹال جاتے ہین جو بوسہ مانگو | بات مطلب کی چبا جاتے ہین

بارک اللہ خدا کی قسم زبان چوم لے۔ بوسے کے لیے چبانا بھی کیا خوب ہے

پھول کا جام پلا او ساقی | کانٹے تلوون مین پٹے جاتے ہین

اہاہاہا۔ پھول کے لیے کانٹے ؎

کنگھی کے نام سے ہوتے ہین خفا | بات سلجھی ہوئی الجھاتے ہین
نگہ رحم کبھی تو کیجیے | کوئی دم رحم بھی فرماتے ہین

ساتھ لاتے ہین رقیبون کو ضرور
دل دُکھانے کو وہ نکل آتے ہین

اِسکے بعد شاعر نے پوچھا کیون حضرت یہان کے رؤسا مین کوئی قدردان شعر و سخن بھی ہے۔ یہ نہ پوچھیے یہان مارواڑی البتہ بستے ہین کتاب یا کتب فروش شاعر یا منشی کی صورت سے نفرت ہی یہان کے رؤسا سے کچھ بھروسا نہ رکھیے وہ شعر و شاعری کے قریب نہین پھٹکتے۔ لاحول ولاقوۃ۔ توبہ آنا ہی بیکار ہوا۔ اجی اِسمین کیا شک۔ لاحول ولاقوۃ۔ اے صاحب آخر کوئی صاف مذاق بھی ہی۔ اب آپ تو ملتے ہی نہین۔ یہان قدردان خدا کا نام ہے۔

آٹھون کا میلا

وہان سے جو میان آزاد تیر کی طرح روان ہوے تو راہ مین دیکھا کہ کئی مسافر لدے پھندے جا رہے ہین۔ کیون بھئی اس وقت کہان لکھنؤ لکھنؤ۔ یہ کیون ا کیون کیا! آٹھون کا میلا ہی یا نہین بس دھوم دھڑکے کا میلا دیکھا نہ سُنا ہان تو اب ہم بھی چلتے ہین محرم الحرام اور بہار بسنت کے تو خوب مزے اُڑائے اب چلیے یہ میلا بھی دیکھ لین کیا جانے پھر ہاتھی چھوٹے گھوڑا چھوٹے۔ یہ کہکر میان آزاد بھی لکھنؤ چلے۔ نور کے تڑکے داخل سبحان اللہ کیا صبح ہے۔ عارفان حق پرست کے دل کی طرح نورانی۔ اور باطن مین اہل تصوف کے

مثل مہبط فیض ربانی جدہر دیکھو تجلی اور نور۔ جدہر جاؤ لطف اور سرور سلطان خاوری کے تاج زرین کی چمک اور اشعۂ زرنگار سے ذرون کی جھلک نمودار۔ در و دیوار سے آیۂ وجعلنا الشمس ضیاءً آشکار۔ شنبہ کا دن جسکی شان مین فصحا نے کہا ہی۔ دکہ مکتب خانہ ہا را روز بازار از دست و اطفال دبستان سبق آموز او۔ الف ابجد زبانان ست و نقطۂ اولین پرکار دوران) دیکھتے کیا ہین کہ صبح ہی سے میلے کا رنگ جما ہی۔ نخل بہار کی نشو و نما ہی غٹ کے غٹ ٹھٹ کے ٹھٹ۔ شہدے لچے۔ لوٹرے بیچے گرہ کٹ جیب کترے۔ جرہیے مدکیے۔ گنجریے بھنگریے۔ شریف و نجیب زیرک و لبیب سب جوق جوق امنڈے آتے ہین۔ نامدان ہوادار رہوار باد رفتار فنس زرنگار۔ ٹو ٹٹو گھوڑا اسب خرامان خرامان پو قدمے آتے ہین۔ بگہی پر بگہی ٹوٹی پڑتی ہے۔ گاڑی سے گاڑی لڑتی ہی۔ رنگیلون چھیل چھبیلون کی بن آئی۔ گاڑھی بوٹی چڑھائی بن ٹھن کے چھیلا بن کے میلا دیکھنے چلے۔ بالون مین حنا کا تیل چھوڑے کیچل لسٹ کا دھانی رومال اوڑھے دو انگل مانگ کھوے بانڈی سے بٹیان جمائے گھڑی لگائے۔ داڑھی چڑھائے گلے مین گلوبند دلفریب شربتی کا انگرکھا تن کا زیب پانون مین مخملی جوتی۔ کاشانی یا سوتی قہقہے اڑاتے آنکھین لڑاتے جا رہے ہین ادھر ادھر نظارہ بازی کرکے مسکرا رہے ہین فنس پر ماہرو گھٹنے سے بیٹھی ہین۔ مگر بند۔ ہٹو بچو کا شور بلند ساقیون کا بازار گرم کسی نے دو کش پیے تکا ہتھیایا۔ ساقنون کی دکانین دھوان دھار۔ تنبولیون کے بڑے مزے دار کان میلیے کی سرگوشی۔ حجام کی رونمائی۔ برف والے کی سر دمہری شنکرلون کی ہانک۔ آنب کے مجے کی کمرکھ ہین۔ کابل کا میوہ رس بھری۔ تاجے گلابیان شہتوت۔ بوٹ لوہرے بھرے بوٹ۔ کسی طرف سرمہ مسی شیشہ کنگھی دیا سلائی کی ڈبیا ہے بخشی بھولاناتھ کا باغ میلے کا چشم و چراغ ہے۔ ٹکیٹ رائے کا تالاب ہزارون مین انتخاب لاکھون مین لاجواب ہی جو سلسبیل و کوثر کو شرمائے تسنیم دیکھے تو پانی پانی ہو جائے۔ عجب لطف و سماہے۔ ہزار ہا تماشائی تالاب کے ارد گرد بستر جمائے کوئی دری کوئی زین پوش بچھائے بیٹھا میلا دیکھ رہا ہے۔ کوئی جہانیان جہان گشت چکر لگا رہا ہے کوئی ہوا کھاتا ہے۔ ایک فنس پر ایک جوان رعنا ڈھوہ کا ڈھوہ پچیس برس کا سن چلنے پھرنے کے دن لدا ہوا جا رہا ہی۔ کوئی ٹٹو کو تخ تخ کرتا آ رہا ہے امرا کے لڑکے زیور سے گوندنی کی طرح لدے مٹھائی خریدنے مین مصروف ہین مگر خدمتگار دیکھ بھال رہا ہی۔ کہ کوئی دست چالاک ہاتھون ہاتھ پانون کے گونگھرو نہ اڑا لے۔ عورتین الگ زیور سے منجلی گھونگھٹ کاڑھے دبکی چلی جاتی ہین کہ کوئی جیب دتیا ن ہوس لیجائے۔ تخت روان آتے ہین سوانگ کرتب دکھاتے ہین۔ شعبدہ باز سوانگ لاتے ہین۔ کوئی دہکتا انگارا کھا گیا کوئی لوہے کے چنے کرکرکے چبا گیا۔ برہمن ڈول لیے گشت لگاتے ہین۔ سقے اور بہشتی کٹورے کھنکھناتے ہین سہیر تک خوب جمگھٹا رہا۔ چراغ روشن ہوے اور یار لوگ کھسکے کسی نے مٹی کا بوا لیا کسی نے روئی کا لنگور۔ اتنے مین ایک ریلا آیا تو کھلونے چکنا چور۔ ایک غل مچا یا کہ وہ ہاتھی آیا بھیڑ چھٹ گئی اور وہ دوڑاتے ہوے چلے۔ مگر بگڑے دل اپنی جگہ سے نہ ٹلے شربتی کا انگرکھا چاہے ان گاؤ زوریون مین چرسے نکل جائے مگر ممکن کیا کہ ہل جائے اس بھیڑ بھاڑ مین پولیس کا انتظام خوب رہا چوٹے اچکے جا کر بچھتائے بھلے مانس مزے سے گھر آئے۔

ایک رئیس کی صحبت

ہمارے دقیقہ رس اور صبح نفس سیاح میان آزاد آج شام سے سیر گشت کے لئے چل کھڑے ہوئے ہین اور اتو فصل بہار مین جنون کے پینگ بڑھے ہوئے ہین۔ وہ شام کہ شام اودھ بھی اسکے مقابل مین گرد۔ وہ نور کہ صبح بنارس کا رنگ اُسکے آگے زرد۔ طرۂ شام روکش زلف مہوشان فرخار۔ سواد سرمہ کش دیدۂ خوبان گلعذار۔ ماہ مثل محبوب چاردہ سالہ منظر فلک سے جلوہ افگن۔ حیرت تھی کہ الٰہی یہ شام ہی یا روز روشن یہ قمر ہی یا محفل طرب کا چشم وچراغ۔ یہ شب ہی یا نور کا جھلکتا ہوا ایاغ آسمان ہی یا خوان جواہر الوان۔ میان آزاد بادل شاد سیر کرتے پھونک پھونک کر قدم دھرتے مزے مزے چلے جاتے تھے اور بہار طبع تو تھے ہی قدم قدم پر وجد مین آتے تھے۔ چلتے چلتے ایک چمنستان پُر بہار گلزار بےخار مین گذر ہوا۔ سبحان اللہ سبحان اللہ جو در و دیوار ہے لطافت بار ہی۔ کہین امرود کے ہرے بھرے درخت کہین تختۂ انار ہی جس گل کو دیکھتے ہین شگفتہ طبع کشادہ جبین۔ جس پھول کو سونگھتے ہین مشکبو عنبرین۔ عنادل پُرسوز زمزمہ پرداز۔ ہر روش گلستان سعدی شیراز۔ جس غنچے کو دیکھو نازپرورد۔ کوئی سبز کوئی سُرخ۔ کوئی زرد کہین نرگس حیران وفتان۔ کہین ارغوان وعشق پیچان گل شبو صناعی مصور بہار کا گواہ اور شمیم مشکبار سے معنبر از ماہی تا ماہ۔ گلنار انتخاب فصل بہار۔ کوکنار خال عارض شاہدان فرخار۔ ؎

درچمن بنگر بہار کوکنار — لالہ غلطان درکنار کوکنار
گرچہ افیون خویش را بیرون کشید — کم نشد زان اعتبار کوکنار
نشّہ دارد معتّا از خمار — شوخ پُرکار نگار کوکنار

مخزن رازست وہرے بردہان — اہل دل باشند یار کوکنار
سنگ بر سر میزند از ننگ آن — نیک تنگ آمد ز کار کوکنار

ناشپاتی کی آبداری وسیرابی۔ شفتالوے آڑوی وکاروی کی شادابی کچھ سبز کچھ سُرخ۔ ؎

تو گوئی کہ گل چہرگان فرنگ — کشیدہ بسر چادر سبز رنگ

انار لعل آبدار شیرین کار۔ عناب بالب دلبران در شکر آب بر روش رشک بستان۔ ہر قطعہ روکش روضۂ رضوان۔ ؎

در دامن ہر شگوفہ باغے — ہر برگ گلے چو شب چراغی
گلہاے شگفتہ جام بر دست — برداشتہ بانگ بلبل مست
در ہر چمنے بہ چشم مینا — مینو کدۂ برنگ مینا
سیرابی سبزہ ہاے نوخیز — از لولو تر زمرد انگیز

وسط باغ مین سنگ مرمر کا ایک صاف وشفاف چبوترہ ہی اور اُسپر فرش مُکلّف بچھا ہی۔ اور ایک رئیس با توقیر صدر محفل خلد نظیر مع رفقاے فرمان پذیر وفخر پر بیٹھے ہین شعر خوانی ہو رہی ہی اپنا اپنا رسوخ پیدا کرنے کے لیے ہر ایک مصاحب اساتذہ بےہمتا اور شعراے غرا کے چیدہ چیدہ اشعار پڑھ رہا ہی۔ ؎

۱- وحشت عیان ہی خاک سے مجھ خاکسار کی — بھڑکے ہرن بھی سونگھ کے مٹی مزار کی

دوسرے صاحب بولے بھئی یہ رنگ پسند نہین۔ پھیکا رنگ ہی دیکھیے شعر ہم سنائین ؎

۲- آبداری تو کرین خنجر مژگان پیدا — ہم بھی کرلین گے ہر اک ٹھوکر جان پیدا

دوچار حاضرین نے گردن ہلائی۔ مگر ایک صاحب جل مرے کہ ایسا نہو یہ رئیس گردون مدار کے مزاج مین دخیل ہو جائین تو ہم پھسڈی ہی رہین اُنھون نے یہ شعر پڑھا۔ ؎

۳- من عاشقم دیار بکار دگران ست — چون غرۂ شوال کہ عید رمضان ست

اکثر مصاحبین نے اسپر وجد کیا۔ سبحان اللہ ۔ چون غرۂ شوال کہ عید رمضان ست ۔ کتنا خوب کہا ہے۔

اتنے مین رئیس والا تبار نے فرمایا کہ جام و مینا کی تعریف مین کچھ شعر سنائیے ؎

۴۔ ساقی سر قدما چو ز جا بر خیزد ۔ از لب ساغر می نام خدا بر خیزد
۵۔ میرود خندہ زنان باز صراحی برکوع ۔ این نمازیست کہ از قہقہہ باطل نشود
۶۔ اعجاز بادہ بین کہ مسیحی بصد نیاز ۔ تعلیم قم قم از لب مینا گرفتہ است
۷۔ کہنہ ہر چند شود بیشترش میخواہند ۔ دختر تاک عجب بخت جوانی دارد
۸۔ دے شراب ارغوانی ساقیا ۔ ہے ابھی جوش جوانی ساقیا

اتنے مین ایک صاحب کو جام و مینا کا کوئی شعر اسوقت یاد نہ تھا فرماتے کیا ہین حضور گردن کی تعریف مین نجف علی بیگ نے کیا جادو بیانی کی ہے۔ اہا ہا۔ ؎

از لطافت میتوان چون نور در فانوس دید
از بیاض گردن او شعلۂ آواز را

سبحان اللہ کا ڈونگڑا برسنے لگا۔ اور کئی منٹ تک لوگون نے تعریف کی تب تو ایک بزرگوار نے اونکا رنگ پھیکا کرنے کے لیے یہ شعر فرمایا۔ ؎

خون عشاق بران گردن سیمین باشد
چون بیاضے کہ پر از معنی رنگین باشد

واہ وا سبحان اللہ خون کے لیے معنی رنگین۔ واللہ اس لفظ سے شعر مین جان پڑگئی۔ اچھی طبیعت لڑگئی خداوند یہ کسی کا حصہ نہین۔ حضور یہ اشعار سنیئے گا مین نے ایک شیرازی کے سامنے پڑھے بربب کعبہ کہنے لگا کہ این قال شما ست۔ مینے عجز کی راہ سے کہا کہ با ما کہ شاعر نیستیم نمیدانیم کہ کیستیم۔ پھر اصرار کیا کہ کلام خویش برخوان۔ عرض کیا بندہ کم کم می گوید نہ قابل سماعت فصحا کے

خاک پاک شیراز کو حسن اللہ خیر وہ شعر تو سناؤن ؎

تا گرد ماہ سنبل مشکین نہادۂ ۔ بس داغہا کہ برمن مسکین نہادۂ
بر عارض تو زلف سمن سا چہ حکمت است ۔ یعنی بجیب فاتحہ آمین نہادۂ
دان خال نازنین تو بر بیضے دلفریب ۔ طغرای مشک برگل نسرین نہادۂ
جانہا حیات یافت ز حسن کلام تو ۔ در زیر لب چہ شیوۂ شیرین نہادۂ

فریاد ہای قاسمی از آسمان گذشت
زین جور ہا کہ شیوۂ آئین نہادۂ

رئیس باوقار نے اس غزل کی بڑی تعریف کی اور فرمایا کہ بھئی ہمین تو آتش اور حافظ کا رنگ دل سے پسند ہے۔ ؎

مروڑون کا کچھ مجنون کے تئیں طفل کرے ۔ عجب نہین جنون کی بزرگواری ہے
چال بر کی چلا جو گلستان مین جھوم کر ۔ طاؤس نے قدم ترے رہوار کے لیے

رفقا اور لیمو نچوڑ تڑ سے بول اٹھے کہ بجا ہے خداوند آتش کی سی زبان کسی کو نصیب ہی نہین ہوئی ۔ یہ روزمرہ کہان سے پائیے وہ تو وہ انکے تلمیذ سعید و رشید صبا کے محاورات اور بول چال کو تو دیکھیے ۔ ؎

نہایت جوش پر دریا ہے اپنی طبع موزون کا
جہان مین شور ہے طوفان آب در مضمون کا

ایک صاحب نے کہا خداوند نعمت فصاحت اور جادو طرازی مین انیس مبرور۔ بول چال مین آتش مغفور۔ خیالات مین ناسخ۔ تشبیہ مین ذوق ۔ عاشقانہ رنگ مین مومن ۔ بلاغت مین دبیر۔ استعارہ مین میان امانت۔ مثنوی مین نسیم لکھنوی ۔ واسوخت مین عیشی ریختی مین بیدل۔ محلات کی بول چال مین حکیم نواب۔ خدا جانتا ہے کہ قلم توڑ گئے ۔ اور سرور مبرور تو خدائے نثر تھے۔ ذرا اس بول چال کو دیکھیے۔

وہ سرخ سرخ پیازے سے ہنامری کا بگھار۔ سریلی جھنکار۔ شیرمال

شنگرف کے رنگ کی خستہ بھری ایکبار کھائے نان نعمت کا مزہ پائے۔ ہر کنجڑن کی وہ تیکھی چتون کہ آدمی صورت دیکھتا رہے رعب حسن سے بات نہ کرسکے۔ سنگترین پریزاد سرو قامت رشک شمشاد دوکانون مین انواع و اقسام کے میوے قرینے سے چُنے۔ محاورے اُنکے دیکھے نہ سُنے کبھی کوئی پکار اُٹھی میان یہ ٹکے کو ڈھیر لگا دیا ہی۔ خواجہ حیدر علی آتش کی آتش بیانی شررافشانی سے دل جلون کے سینہ مین سوز و گداز ہی مرد قانع شاعر ممتاز ہی یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ ایک صاحب نے اُٹھکر ایک کاغذ رئیس جمجاہ کی خدمت مین پیش کیا۔

رئیس۔ یہ کیا ہی بندہ نواز۔

شاعر۔ حضور کی شان مین کچھ نثر پریشان کہی ہی اور کچھ اشعار موزون کیے ہین۔ اب لگے فارسی مین گفتگو کرنے۔ خداوند چہ گویم از مفلسی و تنگدستی نوبت کار و باستخوان رسیدہ نان گریہ بہ تیری دو زم اگر قصیدۂ ہذا کہ بیش از مزخرفات نیست پسند خاطر عاطر افتد فہو المراد ورنہ خیر خدا حافظ و ناصر ست زیادہ بجز دعاے دولت بندگان عتبۂ عالیہ متعالیہ چہ گویم

رئیس نے ایک مصاحب کو اشارہ کیا کہ پڑھو۔ اُنھون نے یون پڑھنا شروع کیا۔

تعالی اللہ چہ دولت دارم امشب
کہ آمد ناگہان دلدارم امشب

روزے بباغے رسیدم دیدم کہ بلبل خوش نوا برگ گل در منقار داشتہ در روے سخن بما نمودہ می سراید کہ ای مرد خدا ما کہ بسبب خجستہ وجیہ انیت دور از تصور حضور موفور السرور سر تا پا نور رجاجت رواے جمہور اکلیل تاج ارجمندی در رغرا فسر سربلندی۔ کان سخا۔ جان وفا۔ مزین مسند علم و افضال۔ رونق محفل ہنر و کمال حمیدہ خصال خجستہ جمال۔ مریخ جلال۔ سکندر اقبال۔ ماہ خدم سپہر حشم عطارد قلم۔ آسمان خیم۔ ستودہ شیم۔ عالی ہمم کیوان ایوان۔ فریدون مکان۔ دادرس مظلومان سحبان طلاقت انوری بلاغت۔ بوعلی ذکاوت۔ حاتم سخاوت۔ اسفندیار شجاعت۔ زینت و سادۂ دولت۔ زیب انجمن حشمت۔ صفا اخلاق عمیم الاشفاق۔ ع

نیر آسمان عز و علا
آفتاب سپہر مہر و وفا

کوکب برج دولت و اقبال
گوہر درج عظمت و اجلال

زیرک و مدرک و فہیم و عقیل
منشی بے بدل شکیل و جمیل

در دریاے ہمت و جرأت
معدن جود و مخزن نصفت

گل شاداب بوستان نقا
بلبل شاخسار بذل و عطا

اتنے مین میان آزاد چپکے سے بول اُٹھے کہ یہ چوہون والے کی باقی ہی یا امیر حمزہ کی کہانی ہے حضرت دم گھبرانے لگا۔ اب اُلجھن ہوتی ہی۔ یہ دُنبالۂ توصیف۔ الٰہی خیر۔

حاضرین جلسہ نے قہقہہ لگایا۔ اور اُنکو بھی تیورہ پر بلایا اور پھر وہ زٹل قافیہ شروع ہوا۔ والا نژاد۔ پاک نہاد۔ سرو قامت گل رخسار سہی قد ماہ عذار سنبل مو۔ خورشید رو۔ کاکل در پیچ و تاب بلبل را دل از مشاہدۂ جمال کباب۔ یاقوت لب سیم غبغب۔ ماشاء اللہ لب فوق از ظہور بروت تماشاگاہ حور۔ چاہ زنخدان از نمود ریش مصداق نور علی نور۔ از خجلت ابروان خمدار قوس قزح گوشہ نشین و از خوف سنان مژگان تیر بدامن نرگس امان گیر چشمانش رشک غزال ختن و شیر افگن۔ سلک دندانش خجلت دہ در عدن و عقیق یمن ماہ کامل بمقابلۂ عارض صاف آن دریا دل داغدار و مہر زرنگار پیش روے آن والا تبار شرمسار حکیمی کہ ارسطو و جالینوس بقراط و بطلیموس را در مطبش لیاقت نسخہ نوشتن نیست و بوعلی بن سینا را پیش او مجال دم زدن نہ بہ تصدیق می گویم کہ در علم

منطق بہ تصورم در اشکال انواع انسانی مثل آن صاحب کمال
کسے بنتیجہ بخش بدیہی نہ گذشت ۔ ؎

اے رفیع المرتبت عالی نسب والا مقام   یافتہ از فیض بابت زیب م احتشام
مہر تابان دائما با اینہمہ شان و شکوہ   بردر دولت سرایت مینماید اہتمام
حسن یوسف بود تماشائے رخ چون ماہ نو   چون زلیخا باہزاران جی بدہ می اندرام
از نہیب قہر تو لرزان مثال شاخ بید   زیر مرقد رستم و اسفندیار و زال و سام
گر دہی ترتیب بزم راحت و عیش و سرور   چون گدا جمشید آید در بیت محتاج جام
از ادب پیش تو کے ہر کس تواند ایستاد   چون کند اقبال دربانی در مثل غلام

اسپر ایک شخص نے دبے دانتون فرمایا دربانی در کی ایک ہی کہی ؎

چون نگیرد وام از خلق تو باد شمال   در گلستان غنچہ گل را نسازد ابتسام
ایک مصرع کی کٹ گئی ہے دم   ہی لنڈورا یہ مصرع وہ دمدار
گر کنی جولان سمند باد پا را در نبرد   فرق نحس خصم را آرد بزودی زیر گام
از صبا اسپ گلگونت نسبی فرق ستان   تا بماند او ہمین جا طے کند این روم و شام

واہ واہ واہ سپ گلگون کیا خوب فرمایا اور ہان بھی کلمہ تنبیہ اچھا آیا

نعرہ ہائے الحفیظ و الامان گردد بلند   روز میدان گر کشی تیغ غضب را از نیام
دشمنت در بیچ جوزا گر بجوید حفظ جان   ہیچو کھیرا میکند دو نیم تیغ سبز فام

اہاہاہا ۔ کھیرا خوب موقع پر یاد آیا اس سے تو یون ہی کہا ہوتا کہ
چون خیار تر کند دو نیم تیغ سبز فام ۔

شیر می ترسد چو بز از خوف عدل و داد تو   ساختی گردن کشان دہر را این در غلام
حاتم طی در طی میدان بخشش پیش تو   اے یحیی بن السخی ابن السخی سرنگون باشد مدام

بارک اللہ مصرعۂ ثانی کیا مختصر و موزون ہی ایک دفعہ ابن السخی اور آجاتا
تو مصرعہ ابن الشیطان کی آنت بن جاتا ۔ ؎

عادل غربا نواز و جوہر مردم شناس   مسند آرائے امارت ہست آن گردون خیام

ماشاء اللہ جوہر مردم شناس اچھی ترکیب ہی ۔ شیخ نہین کہہ گئے ہین
در زبان آفرین یغربا کی رائے مہملہ کا سکون عین لطف شاعری اور ثبوت
کمال شاعری ہے ۔ ؎

فخر شعرائے زمان حال روم و چین و ہند   میکند ختم دعا و ختم کل ختم کلام

اس مقطع کے قربان ۔ یہ تعلّی تو جائز ہی ہے ۔ نظامی نہین کہہ گئے ہین

نظامی بسا صاحب آوازہ
کہن گشتہ و ہمچنان تازہ

ضعیف الاعتقادی

کوچہ گردون کے پشت پناہ ۔ رہ نوردون کے قبلہ گاہ قلمرو وحشت کے شہنشاہ ذیجاہ میان آزاد کو ایک دن شوق چرآیا کہ کسی مسجد مین جا کر نماز دوگانہ پڑھین ۔ سوچے کہ آج یوم الجمعہ روز آدینہ ہی مکتبون مین یہ آزادی کا سکہ بیٹھا تا ہی مسجدون مین اسکے نام کا خطبہ پڑھا جاتا ہی ۔ آج کے مبارک دن سے سبزہ و گل بھی ہزار زبان سے وحدہ لاشریک لہ گویان ہے بلبل رنگین گفتار کو وظیفہ معشوق حقیقی ورد زبان ہی ۔ طاؤس طناز فرط طرب سے رقص کنان ہی ۔ طوطی مثل حلہ پوشان جنان سبز پوش ہی ۔ صوفی صافی نشۂ بادۂ ما عرفناک حق معرفتک مین سرخوش و مدہوش ہی ۔ جدھر دیکھو تسبیحین کھٹا کھٹ چل رہی ہین شراب عرفان کی مٹھورین جوش سے ابل رہی ہین ۔ بارک اللہ کیا روز برکت آثار ہی کہ ہر در و دیوار فیض بار ہے ۔ جمعہ رہ گم کردگان بادیۂ ظلمت کے لئے چراغ سراغ ہے ۔ جمعہ عرفان کا پھولا پھلا باغ ہے ۔

میان آزاد ایسے مزے مین آئے کہ فوراً چل کھڑے ہوئے دیکھتے کیا ہین کہ بڑے بڑے زہاد اور مولانا بالعلم و الفضل و اولنا اور قاضی و مفتی شیخ و شاب عمامۂ فضیلت بر سر اور ردائے معرفت در بر با جبہ و دستار بصد فخر و افتخار چلے جاتے ہین چہرے سے نور الٰہی برستا ہی ۔ اتنے مین دو رندان ساغر نوش

بصد جوش و خروش جن اور چڑیل کی باتین کرتے انکے قریب آئے ایک لحیم و شحیم دوسرا لاغر۔

لحیم ۔ یار تم تو مغز کے بھیجے کے گودے کے کیڑے تک چاٹ گئے بڑے ابگّی ہو ۔ لاکھون دفعہ سمجھایا کہ یہ سب ڈھکوسلا ہی مگر تمھین تو کچے گھڑے کی چڑھی ہی ۔ تم کب سب سننے والے ہو ۔ مرد آدمی یہ سب لغو باتین ہین واللہ بنی ہوئی باتین ہین ۔

لاغر ۔ قبلہ مرد آدمی تو خواہ مخواہ آپ ہی ہین ۔ ماشاء اللہ صاحب تن و توش واللہ گینڈے بنے ہوے ہو ۔ یار کس چکی کا پیسا کھاتے ہو موٹے آدمی تو بہت دیکھ ڈالے مگر واللہ ہی جو ایسی کلائی ایک کی ہو شاید پچھاڑتا ہے مگر اُستاد یاد رکھو ۔ ؎

اسپ لاغر میان بکار آید
روز میدان نہ گاؤ پرواری

جیسے تم بھدّے ویسی تمھاری عقل بھدی ۔

لحیم ۔ بجا ہی پیر و مرشد ۔ یونان کے حکما کا سرتاج فیثاغورث بھی بڑے تن و توش کا آدمی تھا ۔ مگر اچھے اچھے حکیم اریب اور علماے ادیب اُسکے سامنے زانوے ادب تہ کرتے تھے ۔ یہ بحث مین موٹے اور دُبلے سے کیا واسطہ اگر آپ بھوت پریت دکھا دین تو ٹانگ کے راستے نکل جاؤن ۔

لاغر ۔ ہان ۔ یہ دعوی بھی پرسون ہی کا تذکرہ ہی کہ میرے ایک دوست نے آدھی رات کے وقت دیوار پر ایک چڑیل دیکھی چوٹی تا بناف اور چیپے کا موباف ۔ بال بال موتی پروے ہوے یہ ست مارے پڑے رہے منکے تک نہین مگر آپ کہہ دینگے جھوٹ ہی ۔

لحیم ۔ بھائی یہ سب غپ ہی ۔ یہ واہمہ وہ بلا ہی جو بصورت بناوے اور سناوے حس و حرکت دکھاوے ۔ چلا پھرا دے ۔ واہمہ خلاق ہی آپ کیا جانین ۔ ابھی جمعہ جمعہ آٹھ دن کی تو پیدائش ہے آپ کی ۔ اور میان کرور باتون کی ایک بات یہ ہی کہ بے دیکھے اینجانب نہ پتیائین گے لوگ بات کا بتنگڑ سوئی کا بھالا ۔ بدرو کا نالہ بنا دیتے ہین ۔ ایک صحیح تو ننانوے لغو ۔ پتا کھڑکا اور بندہ سرکا اور آپ ایسے ڈھلمل یقین حضرات کا تو کہین ٹھکانا ہی نہین جو سُنا فوراً تسلیم کر لیا ۔ برہان و دلیل سے سروکار نہین ۔ رات کو درخت کی ٹہنگی پر بندر دیکھا اور روح فنا ہو گئی کہ پریت جھانک رہا ہے بولے اور ٹیٹو الیا ۔ کلبلائے اور گلا دبوچا ۔ ذرا بلے اور شامت آئی اندھیرے گھپ مین تو یون انسان کا جی گھبراتا ہی ۔ اور جو بھوت پریت کا خیال جم گیا تو ساری چوکڑی بھول گئے ۔ ہاتھ پانون سب بھول گئے ۔ بلّی نے میاؤن کیا اور مرغ روح قفس تن سے پرواز کر گیا ۔ چوہون کی کھڑ بڑ سُنی اور بل ڈھونڈھنے لگے اب جو چیز سامنے آئے گی پریت بن جائے گی ۔ اس وحشت کے قربان ۔ میان بندۂ درگاہ سب پاپڑ بیل چکے ہین ۔ کئی جن ہم نے اُتارے کئی چڑیلون سے ہم نے محلے خالی کرائے جہان دس جوتے کھوپڑی پر جمائے اور پریت نے بقچہ سنبھالا ۔ میان ہم جیتے جاگتے بھوت ہین اور پڑھے لکھے جن ۔ یہ سب ڈھکوسلا ہی ڈھکوسلا ہے کوئی ہمیں بلائے تو جائین اور یون گپ اڑانے کو کہیے تو ہم بھی بے پر کی اُڑانے لگین یاد رکھو یہ عامل و امل سب رنگے سیار ہین ۔ ؏ ۔ روٹی تو کما کھائے کسی طور مچھندر + بندر نہ نچائے مرغ نہ لڑائے پتنگ نہ چھپکائے ۔ بھوت پریت ہی جھاڑنے لگے اتنا نہین سوچتے کہ بھوت پریت چڑیل برمھ راکس کو مانو تو پھر لونا چماری اور رنٹا پیتا بیتا کی بھی بیعت لاؤ ۔ اب آپ ہی انصاف کیجیے کہ لونا چماری کو کوئی بھی مانے گا ۔ ارے غضب ۔ ارے ستم ۔

لاغر ۔ خیر اس تو تو مین مین سے کیا واسطہ ۔ چلیے ہمارے ساتھ یہان سے کوئی دو تین کوس کے فاصلے پر گانون ہی وہان ایک صاحب رہتے ہین اگر آپکی کھوپڑی پر اُنکے عمل سے بھوت نہ چڑھ بیٹھے تو گدھے کے

پیشاب سے مونچھ منڈا ڈالون کہیے گا شریف نہین چمار ہی بیل بب چلیے۔ دعویٰ بے دلیل کے مہمل ہوتا ہی۔ بندہ بدیہی ثبوت دیگا۔ آپ نے تو جہان ذراسی چڑھائی اور بس کہنا شروع کیا کہ سب پوچ۔ سب ہیچ۔ پیر و پیمبر۔ دیبی دیوتا۔ بھوت پریت۔ جو تصوف شیطان۔ خبیث۔ بہشت دوزخ تک کے آپ قائل نہین لیکن آج ٹھیک بنائے جائیے گا۔ یہ کہکر وہ دونون اُس گانون کی طرف چلے۔ میان آزاد تو دنیا بھر کے بفکرے تھے ہی۔ شوق چرّایا کہ چلو سیر دیکھ آؤ۔ اچھی دل لگی ہوگی۔ یہ بھی ان خیالات فقیانوسی کے جانی دشمن تھے اب کہان تو مسجد جاتے تھے کہ نماز دوگانہ نہ پڑھین کہان چھو چھکے کے دیکھنے کا شوق ہوا۔ مسجد کو دور ہی سے سلام کیا اور سیدھے سرا پہلے۔ ارے کوئی اِکّہ کرایہ کو ہوگا۔ کوئی اِکے والا ہے۔ ارے میان کوئی بھٹیارا اکہ بھاڑے کریگا۔ جی ہان کہان کو جائیے گا۔ کہان کو۔ سک جملدی پور کیا دیجیے گا۔ پہلے گھوڑا اکہ تو دیکھین۔ گھر گھوڑا انخاس مول وہ کیا کمائی دار اکہ کھڑا ہے اور یہ سرنگ گھوڑی ہے۔ ارے! تو یہ۔ مریل۔ دُبلی تپلی۔ ہڈی ہڈی گن لو۔ یہ تو کوئی نو دن مین اڑھائی کوس چلے گی۔ کون؟ یہ گھوڑی۔ واہ حضور ہوا سے باتین کرتی جاتی ہے۔ بیٹھے اور ون سے پہونچے واہ وا۔ گھڑیا کیا ریل کا انجن ہی کہ چلتے ہی الوپ انجن ہوجاتی ہے۔ اچھا کسو چار آنے دینگے۔ دھیلی کے پیسے لین گے۔ میان آزاد دوسری طرف چلے۔ پھر پلٹے اچھا پانچ آنے۔ ناہین کھداوند۔ سات گنڈے سے کوڑی کم نہ لین گے۔ اچھا کسو۔ اتنے مین میان آزاد نے ایک صاحب سے پوچھا کیون حضرت اس گانون کو سک جملدی پور کیون کہتے ہین۔ بندہ نواز اسکی بڑی داستان ہی ایک صاحب تھے شیخ جمال الدین اُنھون نے گانون بسایا۔ اور شوق چرّایا کہ اپنا پورا نام رکھدین شیخ جمال الدین پورا نام رکھا۔ گنوار آدمی شیخ جمال الدین کیا جانین۔ اُنھون نے شیخ کا سک اور جمال کا جمل اور الدین کا دین کر دیا اتنے مین اکّے والے نے آواز دی کہ یکہ تیار ہے۔ میان آزاد جلدی سے اِکّے پر سوار ہوے اور اکّہ کھڑکھڑاتا چلا۔ اثنائے راہ مین اُنھون نے پوچھا کیون بھئی دن بھر مین کیا مل رہتا ہوگا۔ اے حجور اب رُجگار کہان صبح سے شام تک جو ملا پر ندم پرندم۔ دو ڈھائی آنے جنور کھا گیا۔ دو تین گنڈے گھر کے کھرچ مین گئے دھیلے پیسے کا سُلپھا تنباکو اُڑ ایا۔ پھر موچی کے موچی۔ مہاجن کے پچیس روپیہ چھ مہینے سے بیباک نہ ہوے اور جو کہین کچہری مین چار پانچ کوس لے گئے۔ تو پٹھیان دھنس گئین پنجنی ہال دھرے دھرے انجر پنجر سب نکل گئے۔ دو چار کے ماتھے گئی۔ اور میان رُجگار تو تھاری سلامتی سے تب ہو جب یہ ریل اُڑ جائے۔ اسنے سب رجگار لے ڈالے۔ اب آپ ہی نے سات گنڈے جملدی پور تک کے دیے مُل تین چکر لگا کر۔ یہ تو رجگار رہ گیا ہے مل مل کے پیسہ نکلتا ہے۔ کوئی دو پونے دو گھنٹہ مین میان آزاد سک جملدی پور پہونچے۔ پتا و تا تو انکو معلوم ہی تھا۔ سیدھے چلے اور عامل کے مکان پر کھٹ سے داخل۔ اللہ اللہ بڑی بھیڑ ہے۔ خلقت ہی کہ اُمڈی چلی آتی ہے۔ عورت مرد ٹوٹے پڑتے ہین تماشائیون کا تانتا لگا ہی۔ ایک آدمی سے اُنھون نے پوچھا کیا آج یہان میلا ہی۔ ناہین میلا ویلا ناہین۔ ایک نئی کے مونڈ پر آج پریت آئے ہے۔ تون مہر اور منیر وسب دیکھے آوت ہین ہان ہے دل لگی۔ اس جھنڈ مین اُنھون نے اس حکیم و تسحیم آدمی کو ڈھونڈھ نکالا۔ جو دعویٰ کر کے آئے تھے کہ بھلا ہم پر تو کوئی پریت بلا دے اور تنہا ایک گوشے مین

لے جا کر یون کہا -

آزاد - میان ہم اُسوقت مسجد کے پاس تمھاری چہ میگوئیان کان دھر کے سن رہے تھے - رب کعبہ جو آج تک ہم کبھی بھوت پریت کے قائل ہوے ہون - یار اب کچھ ایسی تدبیر کرنی چاہیے کہ اس عامل کی قلعی کھل جائے -

لحیم - اور مین آیا کس فکر مین ہون - آپ خاموش رہین دیکھیے مین ابھی ابھی ٹھیک بناتا ہون - ساری مشیخت کرکری ہو جائے تو سہی آج ہی تو پھنسے ہین چنڈا گنجو - ایسا دباؤن کہ چھٹی کا دودھ نکل پڑے - اب ہم ایک سے دو ہوے -

اتنے مین عامل صاحب عباسی تہ بند باندھے لمبے لمبے بال بڑھائے حنا کا تیل پڑا ہوا - پٹیان جمی ہوئین - مانگ نکالے کھڑاؤن پہنے تشریف لائے - آنکھون سے جلال برستا تھا جس کی طرف نظر بھر کر دیکھا وہی کانپ اُٹھا کسی نے قدم لیے کسی نے سر ٹیک کی اور اُنھون نے غل مچانا شروع کیا کہ دھونی میری جلتی ہے - جلتی ہے اور رلتی ہے - دھونی میری جلتی ہے - کھڑی مونچھین اور چڑھی داڑھی لمبے گیسو والا ہے - لمبی زلفون والا ہے - میرا درجہ اعلیٰ ہے - جھوم جھوم کر جو اُنھون نے ہانک لگائی تو حوالی موالی سب سناٹے مین ہو گئے - ایک دفعہ ہی با آواز بلند پکارا کہ کسی کو دعوی ہو تو آ کر کشتی لڑے - ہاتھی کو ٹکر دون تو چنگھاڑ کر نوک دم بھاگے (خم ٹھوک کر) آ - کون آتا ہے - اب سنیے کہ پہلے سے ایک شخص کو سکھا پڑھا رکھا تھا وہ تو سدھا ہوا تھا ہی جھٹ کھڑا ہو گیا - ہم لڑینگے لوگون نے دیکھا کہ ایک ڈنڈ پیل کشتی گیر مقابلے کے لیے کھڑا ہوا ہے - تین ابجد کی دبیز گردن گینڈا بنا ہوا - خدا ہی خیر کرے - مگر عامل کی وہ ہوا بندھی تھی کہ لوگ اُس پہلوان کی حالت پر افسوس کرتے تھے کہ بیدھا ہے - عامل چٹکیون مین زور سے چرمر کر ڈالے گا

الغرض دونون آمنے سامنے آئے - اور عامل نے گردن پکڑتے ہی زمین پر دے پٹکا - وہ مارا کا دونگڑا برس گیا اور پہلوان پندرہ منٹ تک بیہوش بنا رہا - میان آزاد نے لحیم سے کہا کہ یہ ملی بھگت ہے اسی طرح گنوار معتقد ہو جاتے ہین اُنھون نے کہا جی مین ایسے مزورون کی قبر تک سے واقف ہون - یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ میان عامل نے پھر اکڑتے ہوے ہانک لگائی - کوئی اور زور آزمائے گا - میان آزاد نے آؤ دیکھا نہ تاؤ چٹ لنگوٹ باندھ دھم سے کود پڑے - آؤ اُستاد ایک ایک پکڑ ہم سے بھی ہو جائے تب تو عامل صاحب چکرائے کہ یہ اچھے بگڑے دل ملے - پوچھا آپ انگریزی خوان ہین - آزاد نے کڑک کر کہا حضرت مین ہفتخوان ہون - بس اب سنبھلیے مین آگیا - یہ کہکر گھٹنا ٹیک کر قلاجنگ کے پیچ پر مارا چارون شانے چت - عامل زمین پر دھم سے گرے اِنکا گرنا تھا کہ میان آزاد چھاتی پر چڑھ بیٹھے - اب بتاؤ بچا کاٹ لون ناک کترلون کان - باندھون دم مین مندا - ہات تیرے کی عامل بنے ہین - لحیم نے جھپٹ کر آزاد کو گود مین اُٹھا لیا واہ اُستاد کیون نہو - میان عامل کی ساری شیخی خاک مین ملگئی - گنوارون کا عقیدہ جاتا رہا - بچارے کو اُسی دن گانون چھوڑنا پڑا صحرائے دشت نوردی کے گرد باد ذی جودت وقاد میان آزاد اُس رنگے سیار عامل کو شیخی بتا کر اور گانون کے ڈھلمل یقین گنوارون کو سیدھے ڈھرے پر لگا کر میان لحیم فہیم کو ساتھ لے ہاتھ مین ہاتھ دیے شہر کی طرف چل کھڑے ہوے راستے مین اُسی عامل کی باتین مزے مزے کی چہ میگوئیان بھلی بازیان ٹھٹھے ہوتے جاتے ہین کیون سچ کہنا کیسا اڑنگا دیا بہت

بلبلا رہے تھے جِدّا ۔

فرعون کے لئے کوئی موسی نہ آئیگا	سمجھے تھے اب کوئی سرکوب ہی نہین

یہان اُستادون کی آنکھین دیکھی ہین ۔ پور پور مین ہیتی کوٹ کوٹ کر بھری ہی ۔ ایک ایک شیخ کے دو دو سو توڑے یاد ہین ۔ گھنٹون لڑ ولڑا ہانے کا نام تہ ہون ممکن کیا کہ دم ٹوٹے ۔ تڑپتے کا تو کینڈا ہی اُسکا نہ تھا ۔ گردن موٹی نہین چھاتا چوڑا نہین ۔ بدن کٹا پٹا نہین کان ٹوٹے نہین ۔ چتونون سے تاڑ گیا کہ گھامڑ ہی ۔ گردن پکڑتے ہی چُرمُر کر ڈالا ۔ مار اچار دن شانے چت دھڑ سے زمین پر گرا ۔ ارا ارا دھون ۔ بہت بلون پر تھے بچہ جی ۔ عامل کی دُم بنے تھے یاد ہی تو کرتا ہوگا قسم حسینؑ کی جوان باتون کی ذرا بھی اصلیت ہو ۔ کیسا پریت ۔ کسکا بھوت کہان کی چڑیل سب ڈھکوسلا سب گپ مگر خلقت بھی کیا بھیڑیا دھسان ہی سُن لیا چاہین بس فوراً ایمان لائین ۔ اور سُنیے ایکمرتبہ ایک بنے ہوئے سدھا بلھا مار کر بیٹھے اور لگے نکارنے کہ کوئی چھپا کر ہاتھ مین پھول لے ہم چٹکیون مین بتا دینگے ۔ آگ لگ گئی واللہ شعلے بدن سے نکلنے لگے ۔ مین نے کہا اچھا ہمنے پھول لیا آپ بتایئے تو سہی پہلے تو آنکھین نیلی پیلی کرکے مجھے ڈرانے لگے ۔ مین نے کہا میان عقل کے ناخن لو مین ان گیدڑ بھپکیون مین نہ آنیکا ۔ یہ تیلیون کا تماشا کسی نادان کو دکھاوے بتاؤ بس بتاؤ تھوڑی دیر سوچ ساچ کر بولے زرد پھول ہی مین نے کہا کہین ہو نہ زرد اتنا کہنا تھا کہ کہان پھول کا رنگ زرد بتاتے تھے کہان خود حضرت کا چہرہ زرد ہوگیا ۔ رنگ فق ۔ ع ۔ کاٹو تو لہو نہین بدن مین + پھر گھبرا کر فرمایا کہ ارے دھوکا ہوا سبز پھول ہی ۔ مین نے کہا واہ بھئی لال بجھکڑ کیون نہ ہو ۔ بھینس نہ کودی کودی گون یہ تماشا دیکھے کون ۔ ہرا پھول آج تک دیکھا نہ سُنا این گل دیگر شگفت

اچھا شگوفہ چھوڑا ۔ واللہ یہ نیا گل کھلا ۔ واہ مچھئی ۔ میرا اسقدر کہنا کہ اُنکا گلاب سا چہرہ کھلا گیا ۔ میری باتین کانٹے کی طرح چبھنے لگین اور ادھر ۔ ع ۔ لوگون کو شگوفہ ہاتھ آیا + واللہ کوئی اسوقت اُنکی بیکلی دیکھتا اور مین جامے مین پھولے نہ سماتا تھا غنچے کیطرح کھلا جاتا تھا ۔ ان باتون سے اُنھین ایسا خار ہوا کہ بگولا بنکے وہان سے پٹا توڑ بھاگے ۔ لجیم نے کہا اُستاد واللہ باللہ ایک تم کو اپنا ہمصفیر ہمدرد پایا ۔ یار ہم بھی یہ سب معرکے جھیلے ہوے ہین سب کھیل کھیلے ہوے ہین ۔

سنیے ایک دفعہ ایک صحبت مین جانے کا اتفاق ہوا تو کیا دیکھتا ہون کہ ایک نیم مُلّا خطرۂ ایمان لسان الغیب بنے بیٹھے ہین اور اچھے اچھے تربیت یافتہ اُنکا کلمہ پڑھتے ہین ۔ پوچھا آپکی تعریف کیجیے ایک صاحب نے جو اُس خرذور کا ایمان لا چکے تھے دبے دانتون کہا شاہ صاحب غیب دان ہین آپکے کمالات ظاہری و باطنی کے جھنڈے گڑے ہوے ہین ۔ دس پانچ نے تو اُنکو آسمان ہی پر چڑھا دیا ۔ مین نے کہا تو زندجو اسے جھنڈے ہی پر نہ چڑھاؤن پوچھا کیون شاہ جی صاحب قبلہ یہ تو بتایئے کہ ہمارے گھر مین لڑکا کب تک ہوگا ۔ شاہ جی سمجھے کہ یہ بھی نرے چونگا ہی ہین ۔ چلو اناپ شناپ بتا کر چونگا کرو اور کچھ لے مرو میرا اور میرے باپ دادا اور اُنکے باپکے پردادا کا نام پوچھا یہان حافظے کی یہ کیفیت ہی کہ باپ کا نام تو اکثر یاد بھی رہتا ہی دادا جان کا نام کس ملعون کو یاد ہو مگر خیر جو زبان پر آیا الول جلول بتا یا تو حضرت فرماتے کیا ہین ۔ بچہ دو مہینے کے اندر ہی اندر بیٹا لے ہائین ! شاہ صاحب قبلہ ذری سنبھلے ہوے ۔ ابتو کہا اب نہ کہیے گا دیکھیے مین جتائے دیتا ہون کیا خوب آپ اچھے ملے اجی حضرت کچھ خیر ہے ۔ پندرہ دن تو بندے کی شادی کو ہوے

اور آپ فرماتے ہین دو مہینے کے اندر ہی اندر لڑکا لے واللہ دوسرا کہتا تو خون پی لیتا - اس فقرے پر یار لوگ کھلکھلا کر ہنس پڑے وہ فرمایشی قہقہہ پڑا کہ کمرہ گونج اُٹھا اور شاہ جی کے آئے حواس غائب ہو گئے - دل مین تو کروڑون ہی صلواتین سُنائی ہونگی اے حضرت کیا عرض کرون اُس جوار مین لوگ اُنھین معاذ اللہ خدا سمجھتے تھے - شاہ جی کبھی روپیہ برساتے تھے کبھی بے فصل کا میوہ منگاتے تھے - کبھی گھرٹے کو چکنا چور کر کے پھر ثابت کر دکھاتے تھے - غرض کہ سیکڑون ہی اسیٹھین یاد تھین مگر میان میرے سامنے تو ایک نہ چلی - نام سُنا تو ہکا بکا ہو گئے - صورت دیکھی اور تھرا اُٹھے جیسے شاہ چور سے اور سانپ مور سے ڈرے - میان آزاد نے مسکرا کر کہا کہ واللہ شاہ اور چور کی اچھی تشبیہ دی - بھئی سنو آزاد ہم گنوار آدمی تین پانچ تو جانتے نہین ہمین بات کرنا کیا آئے - یار ہم تو دوست کے دوست ہین مگر ایسے قابوچیون کے البتہ دشمن ہین - جہان مین ہون بھلا کسی سدھ یا شاہ جی یا عامل کا رنگ جم تو جائے - کیا مجال - رگید رگید کر اور کھدیڑ کھدیڑ کر مارون ادمرا کر دون تو وجہ کیا مین تو زمانہ بھر کا نیاریا - چھٹا ہوا شہدا - ایک ہی کائیان ہون نہ - مجھ سے اُڑ کر جائین گے کہان نیچے پاتال تک کی تو خبر مین لاؤن - اوپر آسمان مین تھگلی لگاؤن مجھ پر بھلا وہ بیچارے کیا ہاتھ صاف کرینگے -

یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ ایک صاحب نے پوچھا کہ کیون پیر و مرشد آپ انگریزی پڑھے ہین - میان آزاد نے کہا جی ہان کچھ شُد بُد جانتے ہین آپ اپنا مطلب کہین - یا حضرت ایک چٹھی عرضی کا ترجمہ منظور ہے - میری ہفتاد پشت پر احسان کیجیے اسکو فصیح انگریزی مین خوب نمک مرچ لگا کر لکھ دیجیے - نمک مرچ! نمک مرچ لگانا مین کیا جانون - یہ کسی گول گپے والے سے کہیے بندے نے کالج مین یہ علم پڑھا ہی نہین -

مصاحبت

ہمارے ندیم با فرہنگ - ہم سنگ دانایان فرنگ والا نژاد فرخ نہاد میان آزاد کڑی کمان کے تیر کی طرح چل کھڑے ہوے اور سیدھے ریل کے اسٹیشن پر پہونچے لگے پلیٹ فارم پر چہل قدمی کرنے پل مارنے کی دیر ہوئی تھی کہ سامنے سے نور کا بکا نظر آیا چکا چوند کا عالم تھا - انکے کان کھڑے ہوے کہ این گل دیگر شگفت -

اتنے مین دیکھتے کیا ہین کہ اغل بغل مشعل دستی روشن اِدھر اُدھر مصاحبین رفقا خوشامد خورے لیمو نچوڑ بیچ مین ایک امیر کبیر رئیس ابن رئیس بڑے ٹھسّے سے آرہے ہین - ہٹو بچو دور باش و ادب کی آواز بلند ہے - سب کے پہلے اُس جھنڈ کی نظر میان آزاد پر پڑی جو ہے اُنھین کو گھور گھور کر دیکھ رہا ہے - یہ اسوقت وحشت مین جو آئے تو اور بھی ڈبل چال چلنے لگے - رئیس کے مصاحبین سب حاضر جواب تیز طبیعت زبان دراز فقرہ باز ٹھٹھول ضلع جگت مین طاق پھبتی کہنے مین مشاق آوازہ کسنے مین شہرۂ آفاق تھے پھبتی نہ کہین تو ذہن کند ہو جائے - ایک نے کہا حضور دیکھیے گا یہ فرنگی بھی واللہ عقل کے پتلے ہین - آسمان مین اُنھون ہی نے تھگلی لگائی ذری دیکھیے تو بے پڑی کے چھوٹا موٹا انجن چبوترے پر چلا دیا - دوسرا بولا خدا کی قسم کیا لاگ ہے - تیسرے صاحب نے فرمایا خداوند یہ چلتا پرزہ ہے - چوتھے ماشاء اللہ! ذری اس وحشت کو ملاحظہ فرمائیے گا یہ احتباس یہ گرمی اور آپ سیاہ بانات کا دگلا ڈانٹے گھوم رہے ہین - پانچوان بادۂ انانیت کے نشے مین جھوم رہے ہین چھٹا یہ سر یا ڈھیلے والا کدو یہ توند ہے یا بانگر مؤ کا تربوز - ساتوان ماشاء اللہ

کیا چہرہ نورانی ہے۔

میان آزاد نے دیکھا کہ پھبتیون کا گراب ہی پڑنے لگا۔ جسے دیکھو نئی سُناتا ہی۔ جو ہی وہ بناتا ہی تو پر پُرزے جھاڑ کر یہ بھی جواب ترکی بترکی دینے پر آمادہ ہوگئے۔ جیسے ہی ایک مصاحب نے کہا کہ ماشاء اللہ کیا چہرۂ نورانی ہی۔ میان آزاد تڑسے بول اُٹھے واللہ اچھا غول بیابانی ہی۔ اب تک تو سیار اور سگ زردبراور شغال ہی دور دور سے ہوہو کیا کرتے تھے اب برملا رکس بھی اسٹیشن پر آنے لگے مین تو اس روشنی ہی سے تاڑ گیا تھا۔ کہ غول بیابانی ہے۔

مصاحب۔ اندھیرے مین بہت دور کی سوجھی۔

رفیق۔ اس کالی بانات کے دگلے پر مجھے دھوکا ہوا کہ کُسم کے کھیت سے بنڈیلا نکل آیا۔

لیموںچوڑ۔ ع۔ سب صورت لنگور ذرا دُم کی کسر ہے۔

میان آزاد نے اسکا مصرع اولی پڑھ دیا۔ ع۔ لاحول ولا قوۃ یہ کون بشر ہی۔ ایک اور صاحب نے آگے بڑھ کر پوچھا۔ اسم نامبارک۔ میان آزاد نے کہا آپکا مزاج بلید؟ دوسرے نے قہقہہ لگا کر کہا کس کھیت کے ہو یہ بولے بھیڑیے کے بھاٹے سے کب نکلے تھے۔ رئیس کو میان آزاد کی باتین ایسی بھائین کہ پاس بُلوا لیا۔ حضرت آپ اسوقت جو مکھ لڑ رہے تھے یہ آپ ہی کا کام ہے میان آزاد جھک کر ایک فرشی سلام بجا لائے۔ رئیس باتوقیر تو امیر کبیر تھے ہی جس سے خوش ہوے دم کے دم مین نہال کر دیا فرمایا کہ آج سے آپ ہمارے ساتھ رہا کیجیے۔ خانہ احسان آباد بہت خوب ہمراہ رکاب ہون۔ جہان حضور کا پسینا گرے مین خون گراؤن۔ کوئی تیکھی چتون سے دیکھے تو آنکھین پھوڑ ڈالون مصاحبون کو میان آزاد کا نوکر ہونا کانٹے کی طرح کھٹکا۔

ایک۔ (دبے دانتون) پیر و مرشد۔ استخارہ تو دیکھ لینا واجب آئے تو کیا مضائقہ۔

دوسرے۔ (جل بھُنکر) خداوند بے سمجھے بوجھے کیونکر یہ رکھ لیے گئے۔ خدا جانے چور ہین اُچکے ہین۔ خونی ہین۔ یہ ہین کون بلا اور یون صورت سے تو مرد آدمی سب ہی معلوم ہوتے ہین مگر کسی کے دل کا حال کیا معلوم۔

تیسرے۔ بیشک کیا چوٹون کے سر پر دو سینگ ہوتے ہین۔

چوتھے۔ حضور والا یہ ایک دفعہ جعلی دستاویز بنانے کی علت مین ماخوذ ہو چکے ہین۔

پانچوین۔ اجی یہ تو برف بیچا کرتے ہین۔ مگر واللہ اچھا نقشہ جمایا۔

چھٹے۔ خداوند انکی چشم ازرق پر نظر ڈالین یہ عین دلیل طوطے چشمی کی ہے۔

ساتوان۔ نا صاحب انکا یہان کہان ٹھکانا۔

میان آزاد سب کی ہانک سُنکر بولے۔ پیر و مرشد یہ سب چوٹے اُٹھائی گیرے ہین۔ جانبازون مین بندہ درگاہ ہی ہین۔ اچھا ایک کام نہ کیجیے اسٹیشن پر کوئی کام بتا دیجئے۔ دیکھیے کون حسن لیاقت سے انجام دیتا ہے۔

مصاحب۔ تو آپ تو ریل کے خلاصیون مین کام کر چکے ہین آپ سے اسمین کون بھڑے۔

آزاد۔ اچھا حضور عروض مین کچھ سوال و جواب ہون دیکھیے ان سب کا قافیہ تنگ کر دیتا ہون یا نہین۔

اتنے مین ایک مصاحب نے جھلا کر کہا۔ اے واہی ہوا ہے۔ ٹین ٹین لگائی ہی۔ کہین مین ایک گدانہ دو دن حضور کو بھولا بھالا

سادہ مزاج دیکھ کر بہت چل نکلا ہے - چل الگ ہٹ -

میان آزاد	بری خون ہی کی مین نے بھی آنکھین دیکھی ہین مین ڈر نجاؤنگا آنکھین دکھایئے نہ مجھے

میان آزاد - یہ گیدڑ بھبکیان ! ای کیون نہو - شان خدا - آپ اور ہمین گدا دین سُن ادگا ودی ہم گدا کھانے والے ہنین کیا کھون ایک رئیس کے مصاحب نہین ہوتا تو اسی دم مین گردن ناپتا - مگر کل تم کو ٹھیک بناؤنگا - ہمین ایک اور رفیق نے ڈپٹ کر کہا آپ ہین کس بھکوے رئیس کے مصاحب! میان آزاد نے کہا دیکھیے خداوند نعمت ایسے مصاحب ہین حضور کے ایک تو حضور کے سامنے گدا دینے پر آمادہ ہین - دوسرے پنجے جھاڑکر پیچھے پڑ گئے - تیسرے نے آپکے دشمنون کو بھکوا بنایا - چوتھے صاحب نے فرمایا کہ ہمارے آقا بھولے سادے آدمی ہین اب کون نہین جانتا کہ بھولا اور سادہ اس زمانے مین گاؤدی احمق گھامڑ سے مراد ہی - لاحول ولاقوۃ رئیس کو یہ کلمے ایسے برے معلوم ہوے کہ فوراً مصاحبون کو للکارا جسنے بھکوا کہا تھا وہ تو کھڑے کھڑے موقوف ہوا کیون بے نمک حرام یہ کیا بات چیت تھی - جسکا نمک کھائے اُسی کو بھکوا بتائے ابھی موقوف - انکو نکال دو - میان آزاد نے (بہت خوب پیرو مرشد) کہکر اُنکو تو اسٹیشن کے باہر نکالا - اب اُنکی شامت آئی جو سادہ مزاج بتاتے تھے - کیون بے مردک ہم احمق ہین بھولے ہین گدھے ہین - ابھی دور ہو سامنے سے اگر ڈیوڑھی پر آیا تو رئیس نے تو کہا ہی تھا کہ میان آزاد نے فقرا پورا کر دیا (تو وہ بے بھاؤ کی پڑینگی بچہ کہ سر پر ایک بال نہ رہے گا) رئیس نے پوچھا کوئی ہی؟ حاضر پیرو مرشد کہکر آزاد نے انکی بھی گردن ناپی اور اسٹیشن سے بدر کیا - خبردار جو ڈیوڑھی پر آیا تو تو جانے گا اب اُن حضرت کی باری آئی جو گدا دیتے تھے - ہان جی کیا تم نے کہا ذرا پھر تو کہنا - گدا دوگے - میری طرف دیکھو - گدا دوگے اللہ اللہ اب آپ اتنے ہو گئے - کہ جسکو ہم نوکر رکھین اُسکو آپ گدا دین ہٹ سامنے سے -

میان آزاد نے دیکھا کہ سب کے سب کا موقوف ہونا اچھا نہین تو کس مزے سے کہتے ہین - ای خداوند - انسے مجھ سے مذاق ہوتا ہی جانے دیجیے - دیکھو جی تم کو رئیسونکی ابھی صحبت نہین رہی ہی - کوئی اپنے آقاے نامدار کے سامنے ایسا کلمہ منھ سے نکالتا ہے اب خطا معاف اور کدورت صاف کراؤ ہاتھ جوڑو قدموں پر ٹوپی رکھو - بیچارے نے ناچار ہاتھ جوڑے اور کانپتے ہوئے کہا خداوند قصور ہوا - از خردان خطا و از بزرگان عطا -

اب سنیے کہ میان آزاد نے کہا چلیے حضور ہوٹل گھر دکھا دون رئیس گردون مدار مع مشعل دستی و رفقا چلے تو آزاد نے کہا حضور اگر میرا کہنا مانین تو اس غٹ کے غٹ کو ساتھ نہ لے چلین - ان لوگون کو حکم دیجیے کہ باہر جہان کنکڑ والا بیٹھا ہی وہان ٹھہرین اور دستی گل کر دیجائے - حضور تشریف لے چلین - کمترین ہمراہ رکاب ہو اور ایک خادم باادب بس ادھر رئیس مع میان آزاد مصاحب خاص اور خادم باادب کے ہوٹل کیطرف چلے ادھر مصاحبون مین ہنڈیان پکنے لگین - واہ بھئی واللہ ہم سمجھے تھے کہ ہم ہی زمانے بھر کے فقرہ باز ہین مگر یہ ہمارے بھی چچا نکلے - آدمی کیا بلا ہے بے درمان ہے - یہ وہ کالی ناگن ہی جسکے کاٹے کا منتر نہین اچھی سونگھ جائے تو انسان پٹ کر کے رہ جائے - ارے یار ہم جانتے تھے بدبخت پر آوازے ہی کیون کستے - کیا کہین - شدنی شدنی دیکھو اُس چٹکیون مین رنگ جمایا - آتے ہی دو کو کھڑے کھڑے نکلوا دیا اور تیسرے کی خطا معاف کرائی ایسے دخیل ہو گئے - اور غضب

کس فقرے سے ہم سب کو سوتت ٹہلایا - اور گگڑوالے سے مصاحبت گرانے کا حکم دلوایا ہات تیری دم مین موٹا سا رستا باندھون مصاحب خاص بنے ہین - چڈا - یار و بیڈھب ہوئی اب اس مردود کا نکلنا مشکل ہی - اسپر فقرہ چلنا سخت دشوار ہی پرلے درجے کا مکار طرار عیار ہی - واللہ ہنسی آتی ہی - جی تو آپ کو ہنسی آتی ہوگی - ہماری روح تو رو رہی ہی - بھلا ہنسی کا یہ کون موقع ہی جسطرح دودھ سے مکھی نکالی جاتی ہے - اسطرح ہم آپ برسون کے رفیق نکال دیے گئے - کٹ جانے کا مقام ہے - تیجیے اس ملعون نے خدا اسے غارت کرے آتے دستی گل دو مصاحب غائب - خود مصاحب خاص الخاص بن بیٹھے - اب کوئی ایسی فکر کرنا چاہیے کہ اب یہ جمنے نہ پائین - ہم بتائین مشہور کر دو کہ یہ بوچڑ ہین تیج قوم - ہمارے حضور کو اسکا بڑا خیال ہی بھی جو ابھی موقوف نہ کر دین تو ہاتھ کٹاتا ہون ناک بدتا ہون - واللہ بوچڑ کی خوب سوجھی مگر کہے کون کسی ایرے غیرے پچ کلیان کو لگا دو - اُدھر رئیس خورشید کلاہ کو آزاد شیخو خیست پناہ نے ہوٹل دکھایا لمونیڈ کا ایک جام پلایا اور خرامان خرامان اسٹیشن کے باہر سیر کرانے لائے مصاحبون نے دیکھا کہ مصاحب خاص سے میٹھی میٹھی باتین کرتے آتے ہین - ایک شخص کو پہلے ہی سے سکھا پڑھا رکھا تھا - اُسنے آگے بڑھکر آوارہ کسا کہ واہ رے زمانے کے اُلٹ پھیر - س

اسپ تازی شدہ مجروح بزیر پالان	طوق زرین ہمہ در گردن خر می بینم

شریف بیچارے تو نکالے جائین اور قوم کے بوچڑ رئیسون کی مصاحبت پائین - اتنا سننا تھا کہ رئیس کے کان کھڑے ہوے - انکو پنج قوم خصوصًا بوچڑون سے بہت نفرت تھی فوراً میان آزاد سے بیساختہ پوچھ بیٹھے کہ کیا آپ بوچڑ ہین - اتنے مین ایک مصاحب چلا اُٹھے کہ حضور نہین تو اور رہینا کون - دوسرے نے موقع پا کر کہا ابھی کل تک تو کلیجی بیچتے تھے آج حضور کے مصاحب خاص ہوے - ایاز قدر خود بشناس - کیا مزے سے گربارہے ہین - گوشت بیچتے بیچتے عمر گذر گئی - اب باتین بناتے ہو - اور رئیس زادون کو بہکاتے ہو اب میان آزاد حیران ہین کہ یہ سر دست اچھی ہٹی - خوب پچھاڑا کیا دل گردہ ہی کہ کلہ بکلہ بوچڑ بنا رہے ہین - الغرض میان آزاد کا رنگ پھیکا پڑ گیا - مصاحبین کا داؤن چل گیا - میان آزاد بیچارے بوچڑ بنا کر نکالے گئے - اور مصاحبین نے کہنا شروع کیا کہ حضور تو اُس بوچڑ والے کے دم مین اچھے آگئے ہم برسون کے جان نثار - پشت ہا پشت کے نمک خوار گگڑوالے کے سپرد کئے گئے اور وہ حضور کے ساتھ ساتھ اسٹیشن کی سیر کر رہا تھا صاحب لوگون نے دیکھا ہوگا تو کیا کہا ہوگا کہ یہ امیر آدمی اور بوچڑ کے ساتھ ہوا کھا رہے ہین - الٰہی توبہ - الٰہی توبہ -

کیا کمال ہے

زعفران کشمیر کوچہ گردی - گیسوے غدار دشت نوردی دبستان جنون کے مسلم الثبوت اُستاد میان آزاد ایک روز بادۂ طرب کے نشہ مین چور سرخوش و مخمور لور کے تڑکے سبزان چمن اور خوبرویان گلشن کا جوبن لوٹتے چلے جاتے تھے - ہر سمت باغ و بہار انفاس نسیم سحری عطر بیز و عنبر بار - آب جوئبار کا جھلکنا مرغان خوش الحان کا چہکنا - غنچون کا پیاری ادا سے چٹکنا چکورے کے قہقہے - بلبل کے چہچہے - ابر کی اٹکھیلیان برق کی بتیا بیان سبزے کی لہک کلغی کی دہک سے فلک الافلاک پر باغ تھا سینہ فرط مسرت سے باغ باغ تھا - ایکدفعہ ہی چارون طرف سے ابر تند و پرشور گھر آیا - فیل مست کی طرح جھوم جھوم کر گھٹا آئی اور سیر باغ کی کیفیت دہ چند بڑھائی - پہلے تو ٹپ ٹپ

ننھی ننھی بوندین پڑنے لگین اور پھر چشم زدن مین رم جھم موسلا دھار دونگڑا برس پڑا - آسمان پر ابر محیط نا پیدا کنار اور سحاب پر بحر کا دھوکا ہوتا تھا اتنے مین ہوا نے وہ زور باندھا کہ ٹہنیان پھٹ پڑین اُدھر برق نے چشمک زنی کی ادھر رعد گرجنے لگا جیسے جلترنگ بجاتے تھے - سارنگ گاتے تھے کالی کالی گھٹائین لال لال انگارا سی بجلی کا کوندنا ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے کسی حبشی کے جسم سے خون کے شرّاٹے بہ رہے ہین - یا کسی گنوارن نے مانگ مین سیندور بھرا ہے - یا سونا کسوٹی پر کسا ہے - میان آزاد ایک [illegible] مین دبکے دبکائے بیٹھے تھے جب پانی کسی قدر کھل گیا اور سبزے کا غبار دھل گیا تو میان آزاد خرامان خرامان چلنے لگے - اتنے مین کیا دیکھتے ہین کہ ایک یورپین معزز سوداگر ایک گلعذار کو بغل مین بٹھائے برانڈی کے نشے مین ٹُکری دوڑائے زن سے نکلگیا پھر دو رہوار صبا رفتار ایک اسپ پا ریختہ پر فرانسیسی ساج اور دوسرے گلگون آہو شکار پر ایک خاتون زہرہ جبین کڑکڑاتے اور چمکاتے چلے جاتے ہین ایک جنٹلمین یا جر باوقار زن جمیلہ وطرحدار کو ساتھ لیے ہاتھ مین ہاتھ دیے میٹھی میٹھی باتین کرتے وہ نازدادا سے قدم دھرتے میان آزاد کے قریب سے نکلے - زن حسین و مہ جبین کی زلف پرشکن مشکبار ہے الٰہی یہ زلف ہی یا عرق بہار یا فتنۂ روزگار - سامنے سے تین چار لیڈیان غنچہ دہن سیمتن ہمجولیون سے چہل کرتی اٹھلا اٹھلا کر آرہی ہین اُدھر ایک عالیشان وسپہر توامان کوٹھی مین تین جنٹلمین پیارے پیارے اونچے سرون مین کچھ الاپتے ہین اور آگے بڑھے تو دیکھا کہ ایک احاطۂ دلکشا اور فرح بخش مین چار یا پانچ لڑکے اور لڑکیان سبزہ زار پُر بہار پر اُچک پھاند مین مصروف ہین میان آزاد اپنے دل مین سوچے کہ بہار عمر انھین کو حاصل ہے زندگی کے مزے یہی لوٹتے ہین - کہین باجا بج رہا ہے - کہین گانا ہوتا ہے - کوئی بگھی پر ہوا کھاتا ہے - کوئی پیدل جاتا ہے اُس سہانے وقت اور ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کے جھوکون اور پھولون کی بھینی بھینی مہک کی یہی داد دیتے ہین - نوعروسان چمن کا جوبن دونون ہاتھون سے لوٹتے ہین - میان بیوی خوش وخرم خندان فرحان تر دماغ و غزل خوان یہ اسیر عاشق وہ اسیر مفتون - ع

نے غم دزد نے غم کالا + یہی خوشی اسے کہتے ہین - اب شہر کی طرف پلٹے تو بو بے بد دماغ مین آنے لگی - کوئی پڑا سو رہا ہے - کوئی اپنی قسمت کو رو رہا ہے - ایک شخص نے ذرا سی بات پر اپنی بیوی کی کمر پر ایک لات کس کے لگائی اور پھر ایک چھڑی جمائی اور لے گی - حلوائی اور حلوائن نانبائی اور اُسکی بیوی مین جوتی پیزار نند بھاوج مین گلخپ اور تکرار - دیورانی جیٹھانی مین مار دھاڑ بہوٹے اور بہوون مین گالیون کی بوچھار ہو رہی ہے جس گلی کوچے مین نکل جاتے ہین شور محشر بپا ہے اور چہار طرفہ سے یہی آواز آتی ہے کہ تڑکا ہوا اور لڑنے لگے صبح صبح آدمی رام کا نام لیتا ہے خدا کی یاد کرتا ہے - پیر پیغمبر کو مناتا ہے - یہ نہین کہ تڑکے تڑکے جوتا چلنے لگا - خیر یہ تو نیچ قومون کی بات چیت تھی - اب شرفا کا حال سنئے کوئی تو دروازے پر بیٹھا حقہ پی رہا ہے - کوئی لمبی تانے پڑے خراٹے لے رہا ہے - کوئی بیوی کو ڈپٹ رہا ہے - کوئی لہسن پیاز گوشت کی فکر مین ہے - اور کہین میان بیوی مین تُخ تُخ چل رہی ہے -

میان آزاد نے اپنے دلمین افسوس کیا کہ واہ رے ہم اور ہمارے شغل کجا وہ سجے سجائے بنگلے - وہ میٹھی میٹھی باتین وہ پیاری پیاری ادائین - وہ اودی اودی گھٹائین - آبی لباس کی جھلک

وہ مل جل کر گانا۔ وہ مزے مزے سے باجا بجانا۔ وہ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کے جھونکے وہ چمن اور روشون مین اٹھلانا۔ کجا یہ جنون خیز گلیان۔ یہ وحشت انگیز کوچے۔ یہ عفونت بیز ہوا۔ یہ کیچڑ یہ جوتی بیزار۔ یہ میان بیوی مین تکرار جسے دیکھیے گھر سے باہر نکلنا ہی نہین جانتا۔ کوئی مُردون سے شرط کر کے سویا ہی۔ کوئی انگڑائیان لے رہا ہی۔ کوئی کروٹ پر کروٹ بدلتا ہی۔ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا۔ اتنے مین میان آزاد ایک مکتب کے قریب پہونچے بیس بائیس لڑکے جھوم جھوم کر بیٹھے پڑھ رہے ہین۔ اور ایک کمسن طالب علم کو مولوی صاحب یہ پڑھا رہے ہین۔

آن عشوہ گر کرشمہ سنج شیوۂ ساحری بکار بردہ و شعبدہ ساحری آشکار کردہ مراتے از بغل بر آوردہ درویش بر کب اندوہ در محاذی آن بیدل لختہ گذاشت و برگے چند از نار در آب ریختہ بگفت منزل من حصنی ست حصین و حصاری ست بلند چون چرخ برین کہ در ہوائش پرواز گم کند و سیمرغ در عمیہ راہش بال مجال بریزد ہرزہ ہیون ہوس بسوی اجل متاز و بیہودہ بکام نہنگ گام منہ عبث بادیہ پیمائے بادیہ جنون مباش و چون مجنون بزنجیر رسوائی سر در مکن کہ ذرہ بفتراک خورشید دست نتواند زد و پشہ بربام آسمان نتواند پرید این بگفت و راہ منزل خود پیش گرفت ز زرگر کہ خدنگ دل دوز عشق آن جادو فطرت ماہ فریب تا سوفار در دل نشستہ بود برخاک بیقراری برافتاد۔ میان آزاد کے کان کھڑے ہوے کہ این! یہ تو بہار دانش ہے آگے بڑھ کر علیک سلیک کے بعد مولوی صاحب سے پوچھا کہ جناب مولانا صاحب آپ کیا درس دے رہے ہین۔ فرمایا بہار دانش کا سبق پڑھا رہا ہون۔ کیا بہار دانش!۔ اور مکتب مین۔ افسوس ہے کہیے بید نجم بھی پڑھایا۔ جی دو لڑکے تو ملک زادہ ختن اور عشق مہر بانو کا سبق پڑھتے ہین۔ اور ایک نے ابھی کوئی چالیس صفحہ تک پڑھا ہی۔ مولوی صاحب کیا بال دھوپ مین سفید کیے ہین گردن پیرانہ سالی کے سبب سے ہلنے لگی مگر ابھی تک عقل نہ آئی یا یون کہون کہ آپ سٹھیا گئے۔ ای قبلہ بھلا یہ کتاب اس لائق ہی کہ مکاتیب مین تعلیم دیجائے۔ سن شریف شصت و ششنازم باین ریش و فش ایسی مین کہین عشق جنون خیز کا قصہ۔ کہین بتان جادو فطرت کا فسانہ کہین گل فروش خونین نگاہ کا ذکر۔ کہین معشوقون کی کج ادائی۔ کہین عورتون کی بیوفائی کا مذکور یا جادوگرون کی حکایت دیو اور جن کی شکایت ہی۔ از سر تا پا فحش بلکہ افحش الافحاش۔ کمسن طلبہ کے دل پر اس کے مطلب کا کیسا خراب اثر ہوگا۔ حضرت از براے خدا اس کتاب کو نہ پڑھایئے واہ صاحب آپ کیا جانین۔ یہ تو ہمارا علم ادب ہی پھر آخر پڑھائین کیا۔ میان آزاد نے افسوس کیا کہ بعض گاودی مدرس کیسی کیسی واہیات کتابون کا طلبہ کو سبق دیتے ہین کہ معاذ اللہ

چلو مین الو

میان آزاد ایک روز چلے جاتے تھے تو دیکھتے کیا ہین کہ ایک چوراہے کے نکڑ پر بھنگ والے کی دُکان ہی۔ اور اُسپر اُنکے ایک لنگوٹیے یار بیٹھے ڈینگ کی لے رہے ہین کہ ہم نے جو خرچ کر ڈالا وہ کسی کو پیدا کرنا بھی نصیب نہوا ہوگا۔ لاکھون کمائے کرورون لٹائے کسی کے دینے مین نہ لینے مین۔ اتنے مین میان آزاد نے جھک کر کان مین کہا۔ واہ بھئی اُستاد کیون نہو۔ لفاظی کے صدقے اچھی لن ترانیان ہین۔ بابا تو آپکے عمر بھر فالودہ بیچا کیے اور دادا جوتے کی دکان رکھتے رکھتے بوڑھے ہوے آپ نے کمایا کیا اور لٹایا کیا۔ یاد ہی کہ ایکدفعہ ساڑھے چھ روپیہ ماہواری کی

محرری پائی مگر اُس سے بھی نکالے گئے - اب آپ ڈینگ کی لے
رہے ہین اُسنے کہا آپ بھی نرے گاؤدی ہین ارے میان اب گپ اڑانے
سے بھی گئے گذرے - بھنگ والے کی دُکان پر بندۂ درگاہ تہذیب
کو رفوچکر کر دیتے ہین - تہذیب آئے تو بھنگ گھوٹنے کا سونٹا ہی
لگاؤن - اور پھر اتنا تو سمجھو کہ یہان ہمین جانتا کون ہی - بھئی خیر
بیٹھو یا جاؤ مگر از برائے خدا ہمتھے پر نہ لو کو میان آزاد تو ایک
سیلانی آدمی تھے - خود بھی تپائی پر ٹک گئے - تو دیکھتے کیا ہین
کہ ایک درخت کے تلے چھپر پڑا ہی مگر سرکی کا - صاف ستھرا ایک
تخت بچھا ہی - دو تین تولیان دو ایک گھڑے ڈول رسی لوٹے
کونڈی بھنگ بھری دھتورا شکر کالی مرچ یہ سب سامان
موجود ہے - بھنگ والا اصل پر رگڑے لگا رہا ہی - لگے رگڑا مٹے
جھگڑا - دو چار بگڑے دل دُنیا و مافیہا سے بیخبر - نہایت بیتابی
سے غل مچا رہے ہین کہ داتا تیری دکان پر ہن برسے - ہان
ہان ایسی چکی پلا جسمین جوتی کھڑی ہو - آج تو دھتورا بھی چاہے
ذرا سا گرد ٹے - ہان جسمین خوب سرور گھٹین اسے تیری
دُکان کے تو چوہے بھی بھنگڑی ہو گئے - بھنگ والے نے دو تین
کو خوب گاڑھی بوٹی پلائی وہ رفوچکر ہوئے تو دو چار آئے -
اتنے مین میان آزاد کے دوست نے جنکو لوگ موٹاپے کے
سبب سے بھد بھد کہا کرتے تھے یون ہانک لگائی - اُستاد
آج تو دو دھیا پلواؤ - مگر خوب چکی ہو - پیتے ہی سے اُٹھے چلو مین
اُلو ہو جائین - اُستاد تو ان ایسون کی فکر تک سے واقف تھے
دودھیا میٹھی کیوڑے سے بسی ہوئی پلائی - پہلے تو میان آزاد نے
کہا کہ کیا! بھنگ نشے کی چیز! ناصاحب توبہ توبہ - خطائے
تو بلقائے تو بخشیدم - بندہ درگذرا - بلی بخشے چوہا لنڈورا ہی جی
جائے گا - نشے کا تو مین جانی دشمن ہون - زردا دن دو دوسر

خریدین - کونسی دانائی ہی دام خرچ کر کے اُلّو بننا - ذی ہوش
ہو کر بیہوشی کو ترجیح دینا آدمی سے اونٹ بنجانا انسانیت سے
اپنے کو خارج کر دینا حماقت ہی یا نہین -

بھد بھد - تو یہ کہئے چین وچنان کے پھندے مین پھنس گئے اور
پڑھو کہتے ہین رفتہ رفتہ پاگل ہو جاؤ گے لے اب پہلے تو آپ نصد
کھلوائین پھر دماغ کا علاج کرین - میان سہ

بہار عمر ملاقات دوستداران ست | چہ حظ برد خضر از عمر جاودان تنہا

ایک گلھڑ پیو - دیکھو تو کیسے سرور گھٹتے ہین - نہ پیے تو ہمارا ہی خرچ ہے
بھد بھد نے اپنے ایک دوست ہرچج کو پلا دی اور سب ملکر پیے

بھد بھد - یہ پچھواڑے کا پیڑ ہے -

آزاد - ہان ہم خرما ہم ثواب -

بھد بھد - کیا خوب -

آزاد - تسلیم -

راستے مین ہرچج نے پوچھا کیون یار یہ کون محلہ ہی - جی چینی بازار کے
واہ کہین ہو نہ - یہ چینیا بازار ہی - ماشاءاللہ یہ نیا نام سنایا -
چینیا بازار کیسا چینی بازار ہی - آپ تو کہنا نہین مانتے کہتے ہین کہ
چینیا بازار ہی - کیا اکہتے ہین - آپ ہین کون جو کہتے ہین ہم گلی گلی
کوچے کوچے چپے چپے سے واقف ہین - آپ ہمین راستہ بتاتے
ہین - ای تیری قدرت اسی شہر مین پیدا ہوے اسی مین عمر بھر رہے
اسی مین اتنے بڑے ہوے - آپ فرماتے ہین چینیا بازار اور نہین تو
کیا آپ کی طرح چینی بازار کہین - ناقبلہ بندۂ درگاہ کی زبان سے غلط
لفظ نہ نکلے گا - جی ایسے ہی تو آپ بڑے محقق ہین سے پھر دال
اب چینیا بازار نہ کہیے گا - میرے سامنے گنوار سا ہے - ایسے
چینیا بازار کے کیا معنے مردک - ہائین کیا بکا - مردک! بد مردک
کسے کہا - میری شان مین اور یہ کلمہ شہید مردون سے بھی دل لگی

اچھا کسی ثالث سے پوچھو۔ آزاد نے دونون کو سمجھایا کہ کیون لڑے مرتے ہو۔ مگر سنتا کون تھا۔ اُسوقت سامنے سے ایک آدمی چلا آتا تھا آزاد نے بڑھکر پوچھا کہ او میان جانے والے ہوت بھلا یہ کون محلہ ہے۔ اُسنے کہا کہ چینیا بازار اب بھد بھد اور ہرنجھ دونون نے اُسکو دق کرنا شروع کیا چینی بازار کہ چینیا بازار بولو۔ جلد بولو۔ چینیا بازار کہ چینی بازار۔ بتاؤ جھٹ پٹ۔ چینیا بازار کہ چینی بازار چینی بازار یا چینیا بازار۔ سو سو دفعہ پوچھ رہے ہین کہ چینی بازار یا چینیا بازار اور آدھ کوس تک اُسکے ساتھ گئے اُس بیچارے کو ان بھنگڑ سلطانون سے پیچھا چھوڑانا مشکل ہوگیا۔ بار بار ڈپٹ رہے ہین کہ چینی بازار یا چینیا بازار۔ اسنے صدہا مرتبہ کہدیا کہ جناب چینیا بازار اور چینی بازار دونون صحیح ہین۔ مگر انکو تو کچے گھڑے کی چڑھی تھی۔ انھون نے سوا اسکے اور کچھ بات ہی نہ کی کہ چینی بازار یا چینیا بازار۔ جب آدھ کوس تک اُس بیچارے رہرو کو رگیدتے گئے اور چینی بازار اور چینیا بازار سنتے سنتے اُسکے کان تک پک گئے تو وہ جھلّایا اور ڈانٹ کر بولا کہ چپ رہو بدمعاش چینی بازار اور چینیا بازار دونون کی ایسی تیسی اور تمھاری ساتھ سے کر۔ اب بولے تو ہم کھوپڑی پر ایک ڈنڈا جمائینگے نامعقول۔ ہم کو بناتا ہے۔ ہم کوئی گنوار نہین۔ تم اپنے دل مین سمجھے کیا ہو۔ ابھی آواز دون تو تین سو تلوریے تلوارین سوت سوت کر آن موجود ہون۔ ایک گھنٹے سے جان عذاب مین کردی کہ چینیا بازار یا چینی بازار۔

ہرنجھ۔ ہت ترے بھد بھد کی ایسی تیسی۔ کہتے تھے مردک سے کہ ہم کو نہ پلا نہ مانا۔ دیکھو بھنگ سے کیسی مت بھنگ ہوئی

صنعت اور تجارت کے کرشمے

اُدھر خاتون شب نے شکست فاش پائی اور عامل روز کی سواری بصد کر و فر آئی۔ چراغون نے برطرفی کا پروانہ پایا اور سفیدۂ صبح نظر آیا۔ ادھر مجنون لیلاے دنیاے دون۔ حدّت تیغ کشور کشایان معرکۂ جنون۔ وحشت کے نہنگ بحر آشام۔ شیطان سے زیادہ مشہور خاص و عام۔ شیخو خیت پناہ میان آزاد لوحش اللہ چلے تو کیا دیکھتے ہین کہ بستی سے کوئی دو کوس کے پٹے پر ایک جوئبار اور لب چشمہ سارنگلون کی قطار ہے اور ہر گلبن پر بلبل رنگین گفتار ہے غزل خوان گلشن کی زبان صرف قصیدہ ہاے نوروزی۔ ہر سمت سامان طرب ہے اور اسباب عشرت اندوزی۔ ہر مرغ خوش الحان ترانہ سنج ہے اور ہر نجان مرنج۔ سبزہ مثل ساکنان خلد سبز پوش ہے رند عالم سوز بھی بادۂ وحدانیت کے نشے مین سرخوش و مدہوش ہے۔ در و دیوار سے وجعلنا انہار معاشاً آشکارا اور مفہوم وجعلنا سراجاً وہاجاً نمودار۔ جمان جمان اور خرامان خرامان حضرت بھی گلگشت چمن کرتے چلے جاتے تھے اور تماشاے نسرین و نسترن سے دل بہلاتے تھے کہ دفعتہً ایک مقام پر پہونچے مینو سواد ہر کوچے و برزن آباد۔ چپہ چپہ رشک بہشت شداد۔ ذکور حسیت و جالاک اُناث مست و فرحناک۔ مکانات فرح بخش و نظر آراستہ۔ دکانین بصد قرینہ پیراستہ۔ دلبر میوہ فروش۔ سبز تہ گلگون کی پیاری صدا انکھی چتون بانکی ادا جس گل زمین مین اُسکی دکان ہے وہ رو کش باغ نعیم رشک جنان ہے۔ ثریا دور سے خوشۂ انگور کو تاکے۔ امرود حلواے بیدود۔ سیب دافع آسیب بہی قوت دل۔ انار راح روح۔ تنبولی کی دکان پر شوقین آدمی مصروف جان سپاری ہین اور ایک عالم مشغول خریداری اور کیون نہو سرخروئی کا بیڑہ اُٹھایا ہے۔ سبز بخت کا خطاب پایا ہے ادھر بنگا ہاتھ مین لیا اُدھر چاندی کا ورق لگا کر بیڑہ دیا کتھا کیوڑے کا بسا ہوا ایک گلوری کھائے تو غذا اے

ثقیل ہضم ہو جائے۔ گگھے کا منھ کالا ہو باگر دکرڑ الا تمباکو والے کی دلکش دکان پر ادر ہی آن بان ہی۔ نرالی سج دھج انوکھی شان ہی جسے دیکھو اُسی کا دم بھرتا ہے۔ نا کے پر پیچ تو مہنال دروازے تک ٹراتے کی آواز جائے۔ نیچہ کیا ہزار داستان ہی۔ ہر فصل مین چہک رہا ہے۔ تمباکو مشک و عنبر کی طرح مہک رہا ہی آتش زبانی مین فرد۔ دود افگن کی گرم بازاری۔ اسکے مقابلے مین سرد پھول ہے سدا بہار۔ یا کوہ ہی آتش بار۔ بقول رسا گل بھی ہے بلبل بھی ہی۔ نقل بھی ہی گل بھی ہی۔ گیند لطافت کا سر طوق جنبر ہے چلم گویا کلاہ ناز بر سر ہے۔ جہجہہ زنی پر آمادہ ہوا تو اچھے اچھون کے دھوین اُڑا دیے۔ آتش نفسون کے چھکے چھڑا دیے محفل کی رونق اسکے دم سے مجلس کا لطف اسکے فیض قدم سے۔ خوبان شکر لب کے ساتھ دمساز ہی۔ ہوا خواہون کا سرمایۂ ناز ہی۔ دود عنبرین سرکش چشم پری رخان فرخار۔ چانڈو بازون کا لنگوٹیا یار۔ گندھی کی دکان عنبر بار کی طرف جو گذر ہوا۔ تو دماغ طبلۂ عطار بن گیا۔ خوشبو کیا فتنۂ روزگار ہی۔ کسی کنٹر مین عرق عروس کسی مین عرق بہار ہی خراج خطا و ختن اسکا مول ہی قنوج اور جونپور اسکی چاہ مین ڈانوان ڈول ہی۔ لخلخہ در ائحہ سے دماغ معنبر ہے دور تک شمیم عنبر بیز عطر روح پرور ہی۔ دلدار چوڑی فروش بلاے بیدرمان ہی۔ چوڑی سیاہ رد کش سرمہ آلودہ چشم خوبان ہی۔ سبز چوڑی سبزان ہند کی یاد دلائے۔ سُرخ چوڑی کے رشک سے یاقوت احمر ہیرا کھائے صورت دیکھے جی للچائے زاہد صد سالہ بھی دیکھ پائے تو بیدام بکائے خرید لیجائے رعب حُسن سے مول تول کا لفظ زبان پر نہ لائے چوڑی کیا مشاطۂ چابک دست ہی جو ساعد سیمین کے جوبن کو بھڑکاوے بانک دیرینہ روز کو محبوب چاردہ سالہ بنادے۔ پھر جوہری کے دکانچۂ زرنگار پر جو نظر پڑی تو گویا پکھراج پری سے آنکھ لڑی نیلک دیکھے تو لآلی آبدار پر انجم نثار کرے۔ ایک ایک دُر یتیم کا مول خراج بدخشان ہی۔ حاصل بحر ایک دُر مکنون کا بہا نہو۔ پھر بزازے کی طرف جو نکل گئے تو آب روان کی جھلک پر خریداری کا شوق چرایا روپیہ گاڑھے وقت کام آیا۔ زربفت گلبدنون کو بھایا۔ لالہ نین سکھ سے بھاؤ چکایا۔ انھون نے کبھی دھن کبھی پانچ دام بتائے دھوپ چھانو نے گرگٹ کے ایسے رنگ بدلکر شرمایا۔ حلوائی کا میٹھا پکوان غضب کا آب و تاب۔ ہم خرما و ہم ثواب۔ برفی دیکھیے تو منھ مین پانی بھر آئے۔ گرسنہ چشم کا جی چاہے کہ تھال کے تھال کھا جائے۔ کتب فروش کی دکان پر شائقین علم و ہنر کی گرم بازاری شمع کتب پر اہل قلم کا پروانہ وار ہجوم ہے۔ شعرا کے تذکرے دواوین مذرت طراز مثنوی کتب اخلاق۔ طب کے نسخے۔ رسائل علم ہیات اور طبیات کے رسالے۔ شعراے گرانمایہ ایران کا کلام فصاحت سیام علماے عرب کے مصنفات۔ عاشق مزاجون کے مطائبات ظرافون کے ہزلیات فرح سمات۔ جدھر نکل جاتے ہین خوشی کی کھانچیان بھری ہین۔ مسرت کے انبار لگے ہین۔ بازار نشاط کی گرم بازاری نے غم و زد و غم کا لا عیش و عشرت کا بول بالا۔ میان آزاد دل ہی دلمین سوچتے جاتے ہین کہ الٰہی یہ شہر ہی یا خلد برین۔ یہ زمین ہی یا سواد اعظم عرش نگین۔ راستے صاف۔ سڑکین شفاف۔ کوئی خوشی کے شادیانے بجاتا ہی۔ کوئی رنگ رلیان مناتا ہی کہین دنگا نہ فساد ایک کو دوسرے سے رنج نہ عناد چلتے چلتے ایک شخص سے مڈبھیڑ ہوئی علیک سلیک کے بعد پوچھا کہ یا حضرت یہ کون گلزمین ہی مین تو اسیر ہزار جان سے عاشق ہو گیا۔ یہ سمان دیکھا نہ سنا۔ باشندے سب مرفہ حال سیم و زر سے مالا مال بشرے سے خوشی ٹپکتی ہی۔ چہرے سے مسرت برستی ہی میان یہ شہر تقدس بنیاد مینو سواد (حشمت فرساد) چند ہی روز سے آباد ہی لیکن ایسی ساعت سعید اور آوان حمید مین اسکی بنیاد پڑی

کہ صناعی نے روز بروز ترقی پائی تجارت نے خوب ہاتھ پاؤن پھیلائے دستکاری کو دن دونا رات چوگنا فروغ ہوا حضرت یہ سب صنعت و تجارت کے کرشمے ہین ۔ علم و فضل مین بھی یہان کے باشندون نے ید بیضا سے ناموری حاصل کیا ۔ شاعری مین عدیم المثل وسہیم شاعری مین فقید المثال ۔ نثر نثرہ نثار شعر شعری شعار الغرض کسی فن کسی صناعی مین کم نہین ۔ سیم و زر کالعدم نہین ۔ ہان ایک بات ضرور ہے نوکری کا کوئی شائق نہین اور نوکری بھی کی تو اعلیٰ فنون کی اسسٹنٹ سرجن ۔ مڈیکل افسر انجنیر ۔ اکونٹنٹ تاجر اور دستکار البتہ یہان بکثرت موجود ہین کشمیر سے شال ۔ ڈھاکہ سے ململ ۔ مالوا سے افیون متھرا سے پیڑے لکھنؤ کی کامدانی اور چکن ۔ دہلی سادہ کاری انگوٹھیان ۔ آگرہ کی دریان کانپور کے منڈے ۔ لسوان کا تمباکو بمبئی کی اشیاے غریبہ عرب کے گھوڑے شتفلیڈ کے چاقو مینچسٹر کا کپڑا ۔ کابل کے انار بہی سیب کشمیر کا بنفشہ امرود خراسانی ساری خدائی کی مشہور چیزین یہان آتی ہین اور دم کے دم مین بکجاتی ہین ۔ ایک ایک لال نے کوٹھیان بنالین لکھ پتی ہوگیا ۔ میان آزاد ایسے خوش ہوے کہ جامے مین پھولے نہ سمائے واہ ری تجارت تیرے قدم دھو دھو کر پیے یہ تیرے ہی دم کا ظہور ہے یہ خدا کے مقبول بندے ہین ۔ یہ نہین کہ الف بے پڑھی اور منڈاسا باندھکر کچہری پہونچے ۔ پرپرختم کی اور جھٹ ڈانٹا کر کلارکی دکا بیڑا دھا کھا مٹھیے ۔ برسون ایڑیان رگڑ رہے ہین مگر نوکری نہ ملی نہ ملی چاہے ادھر کی دُنیا اُدھر ہوجائے تو وہ نوکری ہی پر لٹو رہین گے ہائے افسوس یارو از براے خدا ذرا اس شہر کی حالت پر نظر ڈالو ۔ نوکری کے پھندے سے چھوٹو ۔ یہ چہل پہل یہ رونق یہ کیفیت یہ لطف تازہ اور سرور بے اندازہ نوکری مین کہان ۔

میان آزاد مترجم

اُس شہر مبارک بنیاد سے چلے تو ایک نئے مقام پر پہونچے اب سُنیے کہ کڑاکڑاتی دھوپ پڑ رہی ہے کھوپڑی چٹخی جاتی ہے ٹھیک دوپہر چیل انڈے پر انڈا چھوڑ رہی ہے ۔ لون کے تھپیڑے وہ زناٹے کے چل رہے ہین کہ الامان ۔ دانہ زمین پر گرتا تو بھُن جاتا چوطرفہ سناٹا ۔ ہو کا عالم پرندے اپنے گھونسلون مین دبکے دبکائے حضرت انسان مکانون مین جان بچائے بیٹھے ہین معلوم ہوتا ہے کہ قیامت آگئی آفتاب سوا نیزہ پر ہو رہا مگر واہ رے میرے شیر کیا کہنا ۔ میان آزاد گلی کوچون مین چکر لگانے سے کب بند ۔ گو ۔ ع

شیر اُٹھتے تھے نہ دھوپ کے مارے کچھار سے	آہو نہ منھ نکالتے تھے سبزہ زار سے
آئینہ مہر کا تھا مکدر غبار سے	گردون کو تپ چڑھی تھی زمین کے بخار سے

لیکن میان آزاد بے غل و غش شہر کے صدقے ہو رہے تھے آخر کار پھرتے پھراتے چلتے چلاتے ایک جوہری کے دکانچہ زرنگار کی طرف سے جو گذرے تو کیا دیکھتے ہین کہ ایک کمسن لڑکا جھکا ہوا کچھ لکھ رہا ہے میان آزاد گھومتے گھومتے جہان دیدہ ہوگئے تھے ہی چتونون سے تاڑ گئے کہ یہ جوہری بچہ نوکری کی تلاش مین سرگردان ہے ۔ لفافہ دور سے دیکھتے ہی خط کا مضمون بھانپ لیا ۔ سوچے کہ اس سے کسی طرح ملین مگر جان نہ پہچان خالہ جی سلام ۔ ملاقات کے لیے کچھ تو تقریب چاہیے آپ نے آؤ دیکھا نہ تاؤ پوچھا کیون صاحبزادے اس گانون کا کیا نام ہے ۔

جوہری بچہ ۔ گانون یہان سے کوئی دس بارہ کوس کے پیٹے پر ہے گانون کہین اور ہوگا ۔ گانون کی ایک ہی کہی یہ شہر ہے یا گانون

آزاد ۔ ہان وہی شہر ۔ لاحول ۔ کیون میان یہان میٹھا حلوا بھی بکتا ہے ۔

جوہری بچہ ۔ (مُسکرا کر) اور کیا آپ کے گانون مین کھٹا حلوا بھی بنتا ہے ۔ کیا کریلے کا حلوا بناتے ہین یا نیم کا ۔

آزاد - میان مین مسافر غریب الوطن ہون سرا کا پتا بتا دیجئے تو احسان ہوگا-
جوہری بچہ - پورب کی طرف ناک کی سیدھ پر چلے جاؤ بائین ہاتھ
کو راستہ گیا ہو دس ہی قدم پر چوراہا ہی بس سامنے سرا کا پھاٹک
نظر آتا ہے - یہان آپ کا کس غرض سے آنا ہوا کسی بھٹیاری سے
رشتہ داری ہے -
آزاد - کیون صاحب شہید مردون سے بھی دل لگی - ہم پر فقرہ بازیان
ای تیری قدرت آپ بھی اتنے ہوے خدا رکھے میان صاحبزادے
ابھی نام خدا اٹھارہ برس کا سن ہی - جمعہ جمعہ آٹھ دن کی پیدائش - کل
ہوش سنبھالا آج ہم پر منھ آنے لگے سنیے بندہ نواز ہم یہان
مسافرانہ طور پر آئے ہین اگر ترجمہ در ترجمہ کہین ملے گا تو فہو المراد
ورنہ چلتا دھندا - سو اگر آپ کے امکان مین ہو تو آپ ہی ترجمہ
دلوا دین چہارم آپ کی بھی نذر ہی - ع

	کوشش کرو کار رفیر ہے یہ	

جوہری بچہ - واہ وا از ین چہ بہتر نیکی اور پوچھ پوچھ مگر ترجمہ
ایسا ہو کہ لوٹیا فرستادہ دھوتی رسید اور نہ ایسا کہ لکھے
موسیٰ پڑھے خود آئے -
آزاد - اجی ایسا ترجمہ کرون کہ آنکھین کھل جائین - ہم کیا
کو دون دے کر پڑھے ہین خط دیکھیے موتی پروتا ہون -
جوہری بچہ - اچھا تو ہماری عرضی کا ترجمہ کر دیجیے چونی نذر
کرونگا - ابھی ابھی دونگا - کھری مزدوری چوکھا کام -
آزاد - چونی! تو ایسے مترجم بہت ملجائین گے اچھا آپ لائین تو
سہی صبح صبح بوہنی سہی -
جوہری بچہ - ادچھا جی - ابھی آپکے نزدیک تڑکا ہی ہی - تو بس
معاف کیجیے - دوپہر ڈھل گئی - آپکے یہان ابھی پو پھٹنے ہی کا
وقت ہی - دن دہاڑے یہ اندھیر تو ترجمہ کیا برے کا سر کیجیے گا

بس قبلہ بس - خیر سُن تو لیجیے -
عرضی - کرم پرور غریب گستر نوشیروان ثانی عادل زمانی سلامت
فدوی کے چینگی پوٹے ماشاء اللہ کھا انجیون بھرے ہین کوئی رتی بھر کا
کوئی ماشہ بھر کا کوئی تولے بھر کا کوئی چھٹنکی کوئی پنسیری - دونی چونی
اٹھنی گنی سب ہی رقم کے ہین - میری مصیبت پر نظر ڈالکر کوئی عہدہ
عطا فرمایئے تو اسکے جلدو مین خدا حضور کو فرانس کا پریسیڈنٹ کر دے
فدوی نے ایک کنڈے والے کی زبانی سُنا ہی کہ آجکل داروغگی بم پولیس
بمشاہرہ تیس روپیہ ماہواری خالی ہی - چونکہ کمترین کو صفائی کا بہت
خیال ہی - لہذا اس استحقاق کے بموجب عرض رسان ہی کہ عہدۂ
مذکور پاؤن - واجب تھا عرض کیا - فدوی -
آزاد - سبحان اللہ - عرضی کیا لکھی ہی کہ قلم توڑ دیے - کیون بھی کتنی
صاحبزادیان اور صاحبزادے آپ کے ہونگے - ہین کوئی آدھے درجن
جوہری بچہ (ہنس کر) اجی یہان تو ابھی شادی ہی نہین ہوئی
ہمارے چھوٹے بھائیون تک کا بیاہ ہوگیا - چھما چھم کرتی بیویان آئین
مگر ہم ترس ہی رہے ہین - رنڈکے کیسے -
آزاد - پھر یہ آپنے کیا لکھ دیا کہ کھا انجی بھر چینگی پوٹے ہین -
جوہری بچہ - اجی تو اب لکھنے سے بھی گئے گذرے - چور چوری سے گیا
ایرا پھیری سے بھی گیا - اب صاحب کو تو یہی پڑی ہی - کہ تحقیقات کرتے
پھرین میر محلہ سے پوچھین تحصیلدار کے ذریعہ سے دریافت کرین - اور
تو کچھ اُنھین کرنا ہی نہین آپکی باتین بھی واللہ لکھ رکھنے کے
لائق ہین -
آزاد - عہدہ بھی چشم بد دور وہ تجویز ہوا کہ زمانے بھر کا کوڑا ٹیوکا
ہوا اور بم پولیس جھانکنے لگے - کبھی بھنگیون سے جج چل رہی ہی کبھی
بھنگنون سے گلخپ ہو رہی ہی - بھائی ابھی جوان ہو پڑھو لکھو جم کر محنت
کرو نوکری کی الجھین کیا فکر ہی - لکھ پتی آدمی - جواہرات کے ڈھیر

لگے ہین - دکان جھک جھک کر رہی ہی - اور چلے بتیس روپیہ کی نوکری کرنے - اے لعنت خدا -

جوہری بچہ - ہائین! ہائین! کہان تو عرضی لکھتے تھے کہان لگے پانی پی پی کر کوسنے -

آزاد - میان پڑھنے لکھنے کا یہ ماحصل نہین ہی کہ خواہ مخواہ نوکری ہی کرے - اور نہین تو داروغہ بم پولیس ہی سہی - خاصے جوہری بنے ہو - صدہا آدمی لالہ جی لالہ جی کہتے ہین - لالہ جی کے دماغ پر گرمی چڑھ گئی تو داروغہ بم پولیس بن بیٹھے - ہات ترے کج خلقی کی دم مین نمدا - ایسے شوق ملازمت کی ایسی تیسی - خدانخواستہ ایسا کیا گاڑھا وقت ہی کہ پندرہ بیس۲ کی نوکری پر جان دیتے ہو - یار عزیز اپنی دکان کا کاروبار دیکھو بتیس روپیہ تو بات کی بات مین خیرات کر سکتے ہو -

میان آزاد وہان سے اُٹھے تو سوچے کہ بھئی شگون اچھا ہے - جھپ سڑک ایک کمرہ کرایہ سے مترجم بن بیٹھے اور دروازے پر ایک تختہ لگا دیا کہ (میان آزاد مترجم)

اب دل لگی دیکھئے کہ صبح سے شام تک بیچارے ہون غرضمند آنے لگے جسے دیکھو مصاحبت گرداتا ہی ایک لالہ صاحب قلمدان دبائے عینک لگائے تشریف لائے - آداب بجا لاتا ہون کہکر دستگی سے کاغذ نکالا -

لالہ - بندہ پرور اس عرضی کا ترجمہ کر دیجیے - جو کچھ ہو لیجئے -

آزاد - آہاہ یہ تو عرضی کیا امیر حمزہ کی داستان ہی - ذرا پڑھیے تو سہی -

لالہ - حضور پر نور دام - بعد آداے آداب بجا آوردہ معروق رائے فیض انجلاے گردانیدہ می آید کہ چون فی زمانہ بفضل قادر یگانہ عہدہ ہائے چند در چند بوجہ انتزام دریا بُردنی و دریا برآمدنی خلوے خواہد شد او رفدوی جان نثار کئی ماہ سے سحر اور مساوظیفہ ترقی آپ کا اوپر زبان میمون کے لاتا ہے - لہذا انسد یا پرداز ہی کہ اگر عہدۂ تحصیلداری عطا ہو تو پرورش ہو - اور کمترین ماہ مین سے بندوبست مین محرر ہو - کمترین کے بڑے بھائی کی بیوی یعنی کمترین کی پھوپھی جس سے مذاق کا رشتہ ہی اُسکے باپ کے پہلے خسر کا چچا زاد بھائی داروغہ نہر بمشاہرہ اسی روپیہ ماہواری تھا - چونکہ حکم ہی کہ عالی خاندانان کی پرورش ہو گی لہذا اس استحاقیت پر ملحوظ رہے - اور بندہ آبکاری کے کام سے بخوبی واقف ہی - ازانجا کہ کارگزاران کی پرورش اور حاکمان کے خداوند مجازی انکو خاص وعوامان کہتے ہین اُسی طرح لازم ہی جسطرح مسلمان کو حج عتبات عالیات اور ہم ہندوان کو تیرتھ (گنگا توری لہر ہمارے من بھائی - گنگا توری لہر) واجب ہی اگر عہدۂ مسطورۂ بالا عطا ہو تو خدا حضور اور حضور کے بال بچون اور بابا لوگ اور قبیلہ کو ایاس کی عمر دے - الٰہی دولت کا ستارہ بلند رہے - فدوی -

میان آزاد نے جو یہ عرضی سُنی تو لوٹنے لگے پیٹ مین بل پڑ پڑ گئے اسقدر ہنسے اسقدر ہنسے کہ آنکھون سے اشک جاری ہو گئے -

لالہ جی عقل کے ناخن لیجئے - ہوش کی دوا کیجیے - پیش پا افتادہ الفاظ کے املا مین تو ہزار جگہ آپنے غلطی کی - معروض کو (معروق) یہ نئی گڑھت کا لفظ ہی - انتظام کی خرابی (انتزام) تصدیعہ کے عوض (تسدیا) ملحوظ کی جگہ (ملحوف) ماشاءاللہ - اور یہ دریابردنی اور برآمدنی کی ایک ہی سوئی (بعد آداے آداب بجا آوردہ) سب سے افصح محاورہ ہی - عالی خاندان کے لیے (عالی خاندانان) بہت ہی خاصے (استحاقیت) باب استحاقیت سے ہی - اور واللہ (گنگا توری لہر ہمارے من بھائی) پڑھان تو ایسی اُڑائی کہ صاحب بھی ترتجھ جائین گے - واہ اُستاد اچھے گرو ہین عالی خاندانی کا ثبوت بھی کتنا صاف ہی کہ حضرت کے بڑے بھائی کی بھاوج کے باپ کے پہلے خسر کے چچا زاد بھائی اسی روپیہ مہینے کے نوکر تھے - اللہ اللہ اے حضرت آپ تو بڑے عالی خاندان نکلے

اور یہ سمجھا دینا تو آپ پر فرض عین تھا کہ بھاوج سے آپ کو دن لگی کا رشتہ ہی۔ اسکے بغیر غرضی پھیکی رہتی۔ قبلہ بندہ سے اس کا ترجمہ ہو سکے گا ذری اتنا تو بتا دیجیے کہ آپ ہین کون ٹھاکر۔

لالہ - جی بندہ تو اگن ہوتری ہی۔

آزاد - اگن ہوتری! یعنی بھڑبھونجے - یہ کہیے تو پھر آپ کی عالی خاندانی مین کیا شک ہی - میان آدمیت سیکھو۔ سات کی محرری سے تحصیلداری کے طالب ہو۔ بھلا کوئی بات بھی ہی۔

میان بھڑبھونجے بڑبڑاتے ہوے چلے کہ واہ اونچی دُکان پھیکا پکوان - نام بڑے درشن چھوٹے - مترجم بنے ہین بڑا سا تختہ دروازے پر لگا دیا اور موٹے حرفون مین لکھدیا کہ میان آزاد مترجم

اکرٹ فون

میان آزاد زمین کے گز بنے ہوے ادھر اُدھر گھوم رہے تھے کہ اتنے مین ایک بڈھے کھوسٹ نے ایک بانکے سے کہا کہ میان سیدھے آئے ہو یا جان وبال ہی یا زندگی دوبھر ہے - یا چھینکتے گھر سے چلے تھے یہ اکڑنا اور بربرنا کیا معنی - یہان گردن جھکا کر چلا کیجیے ورنہ کوئی پہلوان گردن ناپے گا - تو یہ شیخت ساری خاک مین ملجائے گی - تنّا اور اینڈنا بھول جایئے گا مفت مین کرکری ہوگی اس سے کیا واسطہ - یہ شہر کشتی پٹے بانک لکڑی کی ٹکسال ہی - بہت سے لڑتیے آئے مگر پٹخنی کھا گئے - ہاتھ ملاتے ہی یہان کے پہلوان پکڑ لائے - اور بارا چارون شانے چت تنگڑی پر اڑانے مین طاق - سواری کسنے مین مشاق - کولے پر لادنے مین طرّاق - یہ سنتے ہی وہ میان بانکے آگ بھبوکا ہو گئے - جی - تو کہین اس بھروسے بھی رہیے گا بندہ پٹخنی کھانے والا آدمی نہین ہی پیچ کھیت بچھاڑ ٹن تو سبھی فریان اپنے اُستاد کے جھفون نے ہمین لکڑی سکھائی - ٹاٹون کی لکڑی پھینکنا تو سب ہی جانتے ہین - مگر میدان کارزار مین ٹھہرنا البتہ کارے دارد - اور زبانی داخلہ تو اور ہی بات ہی ہمارے اُستاد بتیس بتیس آدمیون سے گھار رٹتے تھے اور کون لوگ - ایسے ایسے گنوار گھامڑ نہین - پڑھے ہوے پٹھے جنپر انکو ناز تھا - پھر یہ خیال کیجیے کہ بتیس گتکے برابر پڑتے تھے مگر بتیسون کی خالی جاتی تھین کبھی آڑے ہو گئے کبھی گتکے سے چوٹ کاٹ دی کبھی بدن کو سمیٹ لیا کبھی پینترا بدل دیا - شاگردون کو للکارتے جاتے تھے کہ لگا بڑھ کے ہاتھ آگھس کے اور وہ جھلا جھلا کے چوٹین لگاتے تھے - مگر منھ کی کھاتے تھے - اور اپنا سا منھ لے کر رہ جاتے تھے - جب سب کا دم ٹوٹ گیا اور لگے ہانپنے تو گتکے ہاتھ سے چھوٹ چھوٹ پڑے مگر واہ رے اُستاد - اُن کے وہی خم دم وہی چتون - وہی تاؤ بھاؤ - پہرون لکڑی پھیکین لیکن دم نہ پھولے اور جو کہین بھڑ پڑے تو بات کی بات مین پرے صاف تھے کسی پر بالٹ کا ہاتھ جمایا - کسی کو جا کی کا ہاتھ لگایا - پھر بس یہی معلوم ہوتا تھا کہ پھلجھڑی چھوٹ رہی ہی - یا آتشبازی کی چھچھوندر ناچ رہی ہے (اُستاد کی اچھی تعریف کی) یا چرخی چکر مین ہی - جنیوکا ہاتھ تو آجتک چاردانگ ہند مین کوئی روک ہی نہ سکا وہ تلا ہوا پڑتا تھا کہ ادھر اشارہ کیا اُدھر تڑ سے پڑ گیا جنیو کا ہاتھ کیا قضا ہے مبرم ہی پیام اجل ہے آفت ناگہانی ہے - بلائے بیدرمان ہے - گتکا ہاتھ مین آیا اور معلوم ہوا کہ بجلی کوندنے لگی - ممکن نہین کہ انسان کی آنکھ نہ جھپکنے پائے اور آدمی بھورا نہ جائے - للکار دیا کہ روک جا کی - پھر لاکھ جتن کیجیے بھلا روک تو لیجیے - نشانہ تو کبھی خالی ہی جانے نہین پایا - تاکا اور بھرپور ہاتھ لگایا - پھری عمر بھر نہ چھوٹی - ایک انگ ہی لڑا کیے انکے ٹھاٹھ ہی نرالے ہین - چھریرا بدن سادہ فراج - آدمی صورت دیکھے تو یقین نہ آئے کہ یہ اُستاد بے بدل ہین - مگر ایک ذرا سی بانس کی کھپاچ دیجیے پھر دل لگی دیکھیے کہ کیسے جوہر کھاتے ہین - میان ہم اپنے استاد کی آنکھین دیکھے ہوے ہین پٹے بانے بنوٹ کشتی لکڑی کسی مین

بند نہین - جی چاہے کسی سے بھڑوا کر دیکھ لیجیئے اتنے مین ایک گنوار کا لڑکا چلا جاتا تھا اُنھون نے پکارا کہ ارے ذرا ادھر آنا - اِدھر اُدھر کی بات سُننے جاؤ - لڑکا قریب آیا تو پوچھا کہ انسے دو چوٹین ہوتی ہین اُسنے نظر بھر کر دیکھا اور کہا ہان ہم کسی سے دب کے نکلنے والے نہین جسکا جی چاہے ارمان نکال لے -

بانکا - ابے جا ایسے دیہاتی چھوکرے ہم نے بہت چرائے ہین

گنوار - جی تو کہین سوریان چرائی ہونگی - دیہاتی چھوکرون سے شیطان نے پناہ مانگی ہے - آپ ہین کس شمار و قطار مین ہم نے بھی شہر ہی مین تعلیم پائی ہے - ان گیدڑ بھبکیون مین اور آتے ہونگے

گنوار تو یہ فقرے سنا کر چلدیا میان آزاد اور بانکا پھر شہر مین چکر لگانے لگے چوک مین پہونچے تو جسپر نظر پڑتی ہے بانکا ترچھا ٹیکھا چنٹدار انگرکھے پہنے نکے دار کٹی ہوئی ٹوپیان سر پہ جمائے چست گھٹنے ڈانٹے آنڈ دیرٹے ہوے ڈھانٹے باندھے ہوے تنے چلے جاتے ہین تینچے کی جوڑی کمر سے لگی ہوئی دو دو لاتیان لڑی ہوئین باڑھین چڑھی ہوئین - قرابنچہ - پیش قبض - کٹار - سروہی - شیرِبچہ - سب سے لیس - خاصے اوچے بنے ہوے - ایک بانکے کو دیکھکر ایک دکاندار شامت اعمال سے کہین ہنس پڑا - اُنھون نے آؤ دیکھا نہ تاؤ دن سے تمنچہ داغ دیا - مگر حُسنِ اتفاق سے خالی گیا لوگون نے پوچھا کیون آغا کیون بگڑ گئے تیکھے ہو کر فرمایا کہ ہم کو دیکھکر بچہ جی مسکرائے تھے ہم نے گولی لگائی کہ دانت پر پڑے اور اس جواب دندان شکن سے آئندہ بھی دانت کھٹے ہو جائین - مگر زندگی تھی کہ گولی سے بچ نکلا میان آزاد اپنے دل مین سوچے کہ یہ بانکے تو بالکل ناخدا ترس ہین انکو زیر نہ کیا تو کچھ بات نہین - ایک تنبولی سے پوچھا کہ کیون بھئی اس شہر مین بانکے بہت ہین اُسنے کہا میان بانکا ہونا تو دل لگی نہین - ہان یون کہیے کہ بفکرے بہت ہین اور ان سب کے گرو گھنٹال وہ ذات شریف ہین جنکو لوگ یکرنگ کہتے ہین - وہ صندلی رنگا ہوا جوڑا پہن کے نکلتے ہین - مگر مجال کیا کہ شہر بھر مین کوئی صندلی جوڑا پہن تو لے یکرنگ صندلی جوڑا کوئی پہن نہین سکتا کوئی پہنے تو گولی بھی سر کر دین اسکے ساتھ یہ بھی ہے -

میان آزاد سوچے کہ اس یکرنگ کا ٹیٹوا نہ لیا تو کھانا حرام دوسرے دن حضرت بھی صندلی بوٹ صندلی گھٹنا صندلی انگرکھا صندلی ٹوپی دے کر نکلے - میان بھی صندلی - اب جس گلی کوچے بازار سے گذر ہوتا ہے لوگ تعجب کرتے ہین کہ یہ آج اس ڈھب سے کون نکلے ہین بھئی چوطرفہ اُنگلیان اُٹھنے لگین شدہ شدہ حضرت یکرنگ کے چیلے چاپڑنے اُنکے کان مین بھی بھنک ڈالدی - سُنتے ہی منھ لال چقندر ہو گیا - کپڑے پہن ہتھیار لگا چل کھڑے ہوے - میان آزاد تنبولی کی دکان پر جاکر ٹک گئے اُنکی وضع دیکھتے ہی اُسکے ہوش اُڑ گئے - لگا ہاتھ جوڑنے اور منت کرنے کہ از براے خدا میری ٹوپی دے دیجیے - یا جوتا بدل ڈالیئے ورنہ وہ آتا ہی ہوگا مفت کی ٹھائین ٹھائین سے کیا واسطہ انکو تو کچھ گھڑے کی چڑھی تھی یہ مانتے کب تھے گلوری لی اور اکڑ کر کھڑے ہو گئے اردگرد تماشائیون کا ہجوم ہے اور شہر بھر مین دھوم ہے کہ آج یکرنگ سے تلوار چلے گی - اتنے مین حضرت یکرنگ بھی نمودار ہوے - تنبولی نے میان آزاد سے کہا کہ سنبھلے وہ - ع - آتے ہین تینچے کو چڑھائے ہوئے کل پر + اُنکے آتے ہی بھیڑ چھٹ گئی - تتر بتر - کوئی ادھر لڑا کیا کوئی اُدھر دبک رہا - کوئی گلی مین گھُسا - کوئی کمرے پر چڑھ گیا یکرنگ نے جو انکو دیکھا کہ از سرتاپا صندلی پوشاک پہنے ہی لیو جل ہی مرا - نظر قہر آلود ڈال کر کہا - ابے او ہولا خبطہ - اُتار ٹوپی بدل جوتا گستاخ! ہمارے ہوتے ساتھی تو صندلی جوڑا پہنکر نکلے

تیرے اور یہ خم و دم - اُتار - اُتار - نہین مین بڑھکر کام تمام کردونگا میان آزاد بستر ابدل کر تیر کی طرح جھپٹ پڑے اور نہایت پھرتی سے یکرنگ کی توند پر پنجہ رکھدیا - اوخر نا مشخص جنبش کی اور دھوان اُس پار - ہلا اور رو ائین کی آواز آئی - بولا اور رلاش پھڑکنے لگی - مردک بڑا بانکا بنا ہے - صد ہا شرفا کو بے عزت کیا تم جیسے بدمعاش اور بانکپن کا دم بھرو - اتنے چابک ماروںگا کہ یاد کروگے بچہ - ابھی اُتار ٹوپی - اُتار اُتار نہین دھوان اُس پار اتفاق سے کہین ایک درزی کا اُدھر سے گذر ہوا میان خلیفہ کی ٹوپی اُتار یکرنگ کی جیب گاہ پر رکھی اور یکرنگ کی صندلی ٹوپی اپنی جیب مین رکھلی ہات تری ایسی تیسی - بڑے بانکے بنے تھے شہر بھر مین کوئی یکرنگ جوڑا نہ پہنے - نادری حکم لگا دیا - زبردستون غریبون شریفون کو بہت ستاتے تھے - ہم سے ایک نہ چلی - حوصلہ ہو تو آؤ دو دو ہاتھ بھی ہو جائین خبردار جو آج سے صندلی جوڑا پہنا تو تم جانوگے -

شہر بھر مین یہ دھوم ہوگئی کہ میان آزاد نے یکرنگ کے چھکے چھڑا دیے گھگھی بندھ گئی چپ چاپ درزی سے ٹوپی بدلی سچ ہی دبے پر بلی چوہے سے کان کٹاتی ہے - اب تو میان آزاد پر بانکون کی بھی نظر پڑنے لگی جس ٹکڑی مین جاتے تھے لوگ بہ تعظیم پیش آتے تھے - ایکدن اُنھون نے منادی کردی - آج میان آزاد ۶ بجے صبح سے آٹھ بجے تک اپنے فن کے کرتب دکھائینگے جن اصحاب کو شوق ہو آئین اور حظ اُٹھائین روز معینہ کو ایک فراخ و وسیع میدان مین خلقت کے غٹ جمع ہوے اور میان آزاد نے طرح طرح کے جوہر دکھائے - لیمون پر نشان بنایا اور تلوار سے اُڑایا تو نشان کے پاس کھٹ سے دو ٹکڑے کیسر اچھالا اور پانچ چھ مرتبہ مین چھیل ڈالا - تلوار کی باڑھ سے دس بارہ کی آنکھون مین سرمہ لگایا - چراغ جلایا اور کھانڈا پھیکتے پھیکتے گل کاٹ ڈالا لو الگ بتی الگ - ایک پیالے مین دس کوڑیان رکھین اور دو پر نشان بنادیا دونون کو تلوار سے پیالے ہی مین کاٹا اور باقی کوڑیان تلوہ بچ نکلین - لکڑی ٹیکی اور چھت پر ہو رہے گتکے کا ذرا اشارہ کیا اور سبن ہاتھ اُڑگئے - چالیس چالیس آدمیون نے گھیرا اور یہ صاف نکل بھاگے - پلنگ کے نیچے ایک جنگلی کبوتر چھوڑ دیا گیا - اُنھون نے اُسکو نکلنے نہ دیا وہ لاکھ کوشش کرتا رہا مگر پھڑ پھڑا پھڑ پھڑا کر رہ جاتا تھا - اتنے مین ایک پھکیت بولے اجی یہ شعبدہ بازی ہے میدان کارزار مین سامنا ہو تو جانین -

آزاد - ہان یہ دعوی - اچھا فہمیدہ خواہد شد - تمھارے یکرنگے سیار کا رنگ تو پھیکا ہوگیا اب تم منہ آتے ہو - کسی دن گردن ناپونگا -

پھکیت - چونچ سنبھالو نہین ہم تمھاری خبر لینگے -

آزاد - یہی دلی خواہش ہے کہ تم جتنے کوٹھے بانکے ہو سب کو نیچا دکھاؤن اور تمھارا بل نکالون - دیکھو صبح و شام تمھاری بھی قلعی کھلی جاتی ہے - تم لوگ بانکے نہین مردم آزار خونخوار نا خدا ترس ہو جس طرف سے نکل جاؤ اُدھر آدمی کانپ اُٹھین کہ کھیڑیا آیا کوئی ہنسا اور تم نے بندوق چھتیائی - کسی نے بات کی اور تم نے چوٹ لگائی بھئی واہ اچھا بانکپن ہے تو جبہ کیا جہان دس ڈنڈ پیلے اور ایل پیڑ کے دس بارہ ون لکڑی پھیکی اور محلہ والون پر شیر ہوگئے ورنہ باکمال کو ہمیشہ بردبار ہی دیکھا تم ایسے تو - ع

باد شوند از بجر اغی رسند	دو دو شوند از بد ماغی رسند

جیسے رذیلون مین پھکیتی نکلیتی باناشروع ہوگیا تب سے شرفا اُسکو معیوب سمجھنے لگے اور یون اوچھی بن کر اور رجب تن کر

نکلنا تو سب ہی جانتے ہین مگر فن کا جاننا اور ہی شے ہے

اتنے مین میان آزاد کے قریب سے ایک پہلوان اینڈتے ہوے نکلے۔ چٹ لنگوٹ باندھے ململ کی چادر اوڑھے دو تین پٹھے ساتھ ایک کیسر والے کی چپت گاہ پر پہلوان نے خدا واسطے کو دھپ لگا دی وہ پیچھے پھر کر دیکھتا ہی تو ڈھو کا ڈھوہ آدمی۔ قہر درویش بر جان درویش۔ بولے تو خوب پھاجائے۔ کان دبا کر دھپ کھا کر دل ہی دل مین کوستا ہوا چلا گیا ایک تھوڑی ہی دیر مین میان پہلوان نے ایک خوانچہ والے کا خوانچہ اُلٹ دیا۔ تین چار روپیہ کی مٹھائی خاک مین ملگئی۔ جب اُسنے خوب ہی غل غپاڑا مچایا تو شاگردون نے سر سہلایا۔ دو تین گدّے گھونسے مکّے لگا دیے دو چار رپٹّے جما دیے وہ بیچارا روتا چلاتا دہائی دیتا چلا گیا! دہائی ہی میرا خوانچہ لوٹ لیا۔

میان آزاد اپنے دل مین سوچے کہ یہ تو کوئی بڑا ہی شورہ پشت معلوم ہوتا ہے۔ کسی پر لپٹ کسی پر جھپٹ۔ واہ کیا پہلوانی ہو اسکی خبر نلی تو کچھ نہ کیا۔ اُسنے تو شہر بھر مین تہلکہ مچا دیا ہی یہ سوچتے ہی میرا شیر جھپٹ پڑا اور پہلوان کے پاس جا کر گھٹنے سے ایسا دھکا دیا کہ میان پہلوان نے باانہمہ تن و توش بیس لڑھکیان کھائین اور سنبھلتے ہی اُنکی طرف ڈپٹ پڑے یہ بھی شیر نر کی طرح ڈکارتے ہوے چلے۔ تماشائی تو سمجھے کہ پہلوان قوی ہیکل کس بل کا آدمی ہی چُرمُر کر ڈالے گا لیکن آزاد نے پہلے ہی سے وہ داؤ پیچ کیے کہ پہلوان کے چھکے چھوٹ گئے۔ ایسا دبایا کہ چھٹی کا دودھ حضرت کو یاد آ گیا پہلوان نے جیسے ہی میان آزاد کا بایان ہاتھ گھسیٹا اُنھون نے داہنے ہاتھ سے اُسکا ہاتھ باندھا اور اپنا چھڑا لیا اور چٹکیون مین کولے پر لاد گھٹنا ٹیک کر مارا چارون شانے چت۔ یا علی پہلوان ابتک کوارا تھا۔ کسی دنگل مین آسمان دیکھنے کی نوبت نہین آئی تھی میان آزاد نے جو سر بازار ایک ٹھنی بتائی اور اُسنے ہزارون آدمیون مین پچھاڑ کھائی تو بڑی کرکری ہوئی اور تمام عمر کے لئے داغ لگا۔ میان آزاد نے شادان و فرحان اور اُس پہلوان نے نالان و گریان وہان سے اپنی اپنی راہ لی۔ ابتو میان آزاد جگت اُستاد ہو گئے۔ یکرنگ کا رنگ پھیکا پڑ گیا پہلوان نے ٹھنی کھائی اور وہ وہ جوہر دکھائے کہ لوگ دم بھرنے لگے بنکیتی پھکیتی کشتی شورہ پشتی کی شہر بھر مین دھوم تھی۔ جدھر جاتے تھے لوگ تعظیم بجا لاتے تھے جس سے چار آنکھین ہوئین اُسنے فراشی سلام کیا اچھے اچھے بانکون کی کور دبنے لگی جہان کسی زبردست نے زیردست کو دبایا اور اُسنے غل مچایا دہائی میان آزاد کی۔ دہائی اُستاد کی اور یہ بانڈی سے کر آن موجود ہوے کمزور کو کسی مردم آزار نے ذرا اینٹھ پو نچائی اور اُسنے دانٹ بتائی۔ ہائین نہین مانتے بلاؤن میان آزاد کو شہدے لقے لونڈے لچے میان آزاد سے ایسے تھرّاتے تھے جیسے چوہے بلّی سے۔ یا مریض تلی سے نام سنا اور بغلین جھانکنے لگے صورت دیکھی اور گلی کوچون مین دبک رہے۔ الغرض شہر بھر مین اُنکا ڈنکا بج گیا چو طرفہ سکہ بٹھا دیا ایک دن میان آزاد سر وہی ہے اینڈتے جا رہے تھے اور لوگ اُنگلیان اُٹھا رہے تھے کہ ایک درزی کی دُکان کے قریب سے انکا گذر ہوا دیکھتے کیا ہین کہ تیرہ صدی کے ایک رنگیلے چھیل بانکے ترچھے جوان چھوٹے پنجے کا چڑھوان مخملی جوتا پہنے زلفین لٹکائے چھری کمر سے لگائے درزی سے تکرار کر رہے ہین۔

بانکے۔ واہ میان خلیفہ تم نے تو ہمین اُلٹے استرے سے مونڈا واللہ عجیب قطع کے آدمی ہو بھئی۔ مین تو زمین کا گز بن گیا جب کہین یکسوئی ہاتھ آئی اور جو شے سلوانی ہوئی تم سے سلوائی

مگر تم خدا جانے کس کتر بیونت مین رہتے ہو سینا پرونا بخیر
ہان زبان البتہ کترنی کی طرح چلا کرتی ہی - تم سے کپڑا سلوانا اپنے
کو انگشت نما کرنا ہی - تمھارے رشتہ دار سب اُستاد ہین مگر تم
نرے گھامڑ نکلے - ہان دم دھاگا دینا خوب جانتے ہو - ٹوپی ایسی
بھونڈی بنائی کہ یاران سرپل نے پھبتی پھبتی سُنائی - واللہ
ہمارے ایک شفیق کا درزی کیا ٹوپی سیتا ہے کہ سر پر قالب کا
دھوکا ہو جاتا ہے -

خلیفہ - ای تو حضور مین اسکو کیا کرون - میرا بھلا اسمین کیا
قصور آپ کا سر ہی کاواک ہی - مین ٹوپی بناتا ہون سر بنانا
نہین جانتا -

بانکے - او گیدی چونچ سنبھال - بہت بڑھ بڑھ کر باتین بنانا
نہین مارتے مارتے اُلّو کر دونگا جامے سے باہر ہوا جاتا ہے
بانکون کے منھ آتا ہی اور سُنیے ہمارا سر کاواک ہے - تیرا سر
سانچے کا ڈھلا ہی - چہ مغز ا نامعقول ابے تیرے ایسے ایسے
درزی میری جیب مین پڑے رہتے ہین - جی چاہتا ہی لکڑی
ٹھونس دون ملعون کے حلق مین - منھ بند کر نہین دونگا اُلٹا ہاتھ تو
منھ ٹیڑھا ہو جائیگا اور تماشا دیکھیے - ہمارا سر گویا کدو ہو گیا ہم
چو مغزے ہین کان کتر ونگا بچہ -

درزی - حضور مالک ہین پر میری خطا نہین جیسا سر ویسی ٹوپی
ایسا سر تو مین نے دیکھا ہی نہین - یہ نئی گردہت کا سر ہی صاحب
پنج پی ہزار نعمت کھلائی - آپ پہلین بس مین سی چکا بھر پایا
جب دام دینے کا وقت آیا تو یہ فقرا سنایا - یہ سنتے ہی بانکے نے
درزی کو چپڑ غٹو کیا - اور اس درجہ پیٹا کہ وہ بیچارہ بیدم ہو گیا
آخر کار کفن پھاڑ کر چیخا کہ دہائی میان آزاد کی - دہائی میرے
اُستاد کی - میان آزاد دور سے کھڑے سیر دیکھ ہی رہے تھے

جھٹ تلوار سوت عین موقع واردات پر پہونچ گئے سنبھل
او آکا کی دم بانکپن کا دعوی اور تم - پیچھے پھر کے دیکھا تو میان
آزاد جگت اُستاد -

آزاد - اس ڈُنڈبل کے قربان - واہ بھئی پہلوان - تم تو رستم
داستان ہو - خلیفہ بیچارے پر ساری چوٹین صاف کر دین کبھی
کسی کرٹے خان سے بھی پالا پڑا ہے کہین گھار بھی لڑا ہی یا غریبون
ہی پر شیر ہو - بڑے دلیر ہو تو آؤ ہمسے بھی دو دو ہاتھ ہو جائین
تم ڈھیر ہو جاؤ یا ہم جرکا کھائین آئیے پھر بیترا بدلیے - اوہو
اب تامل کیا ہے - لے تیغ دو دم - اور لگا بڑھکر ہاتھ ادھر
یا اُدھر -

بانکے - ہائین ہائین ! - اُستاد - ہمین پہ ہاتھ صاف کرنے کا
داعیہ ہی - ہماری تلوار تم پر اور تمھاری سر ہی ہم پر چلے - کیا مجال ہم
ابھی تو سیکھے تم گرو گھنٹال - کجا چر کوا کجا طاؤس نہ مردین بالی
اور اس کمینے درزی کی طرف سے آپ بولتے ہین اور شیر نقویم
تلوار تولتے ہین - سبحان اللہ - آئیے آپ سے کچھ کہنا ہی آگے
اپنا اپنا کہنا ہی - شاد باید زیستن ناشاد باید زیستن مصیبت
تکلیف سب کچھ سہنا ہے - اگر تم کمک کرو تو بیڑا پار رہو ورنہ
ہم ہین اور منجھدھار ہی -

آزاد - اچھا تو یہ کرو کہ اب کسی غریب زبردست کو نہ دھمکائین گے

بانکے - اجی حضرت دھمکانا کیسا ہم خود بلا مین پھنس گئے - خدا ہی
بچائے تو بچین - صاف صاف یون ہی کہ یہان ہمارا ایک پٹیت ہی
کمیدان - بلا کا پھکیت - ستم کا بنکیت - قیامت کا ہاتھ ہی - اس سے
ہم سے لاگ ڈانٹ ہو گئی - کل نو چندی جمعرات کو ہمین درگاہ
مین گھیرے گا - کوئی دو سو بانکون کی جماعت سے ہم پر حربہ
کرنے کا قصد ہی - ہم پھی طرف ساری خدائی ہی ادھر کچھ بھی نہین -

ہم سوچتے ہین کہ درگاہ نجائین تو بانکپن مین حرف آتا ہے جائین تو کس برتے پر یار تم ساتھ چلو تو مزے ہین۔ ورنہ بے موت مرے۔

آزاد ۔ بس اتنے ہی کے واسطے تو تمھارا ساتھ دیتے ہین بیڑا اُٹھا لیا کہ تم کو کل لے چلین گے۔ اور سب سے بھڑ پڑینگے وہ سو سو ہون خواہ ہزار۔ ہم ہین اور ہماری تلوار۔ خنجر ہی اور کٹار۔ اتنی کٹارین بھوکون کہ دم بند ہو جائے۔ مگر یہ بتا دو کہ تمھارا قصور تو نہین ہی۔

بانکے ۔ نہین اُستاد شہید کربلا کی قسم۔ جو میری جانب سے پہل ہو تو ناک کاٹ لیجئے اور جو چاہیے سزا دیجئے مجھ سے اُنھون نے ایکدن اکڑ کر کہا کہ تو تلوار نہ باندھا کر مین بھی آپ جانیے انسان ہون بشر ہون فرشتہ نہین ملک نہین مجھے بھی غصہ آ گیا۔ مین نے کہا۔ دت۔ تو اور ہم سے ہتھیار رکھوا لے۔ اے تیری قدرت اتنے مین لگا بے نقط سنانے اور بیندرہ بیس آدمی اُسکی طرف سے ہو لینے لگے مصلحت وقت سمجھ کر مین نے بھی دو چار باتین کہین دبا نہین۔ مگر لڑ پڑنا خلاف عقل سمجھا۔ بانکا ہون تو کیا ہوا لیکن بے سمجھے بوجھے بات نہین کرتا۔ خیر اُسنے باواز بلند کہا کہ اچھا جمعرات درگاہ مین سمجھ لین گے ابکی نوچندی مین یا ہمین نہ ہونگے یا تم ہی نہ ہو گے۔

آزاد ۔ اچھا تم بس رہنا مین دو گھڑی دن رہے آؤنگا گھبراؤ نہین تمھارا بال بیکا ہو تو مونچھ منڈا ڈالون۔ یہ دو آدمی دیکھنے ہی بھر کے ہونگے جانباز اُنہین دو ہی دو چار ہونگے جو آزاد کی تیغ کی چمک اور آب خنجر کی جھلک کا سامنا کرین ورنہ ایک چھپاتو لو کدم بھاگین تو سہی۔ اجل کا تقابلہ کرنا دل لگی نہین ہی۔ مرد میدان باید۔ بے بس اب رخصت کل ملین گے۔

میان آزاد دوسرے دن ہتھیار باندھ کر آ ویچی بنے ہوئے چلے راستے مین وہی بانکے ملے۔ علیک سلیک کے بعد دونون ساتھ ساتھ چلے جھٹپٹے وقت ٹہلتے ہوئے درگاہ پہونچے۔

نوچندی جمعرات جسکے آگے بنارس کا بوڑھا منگل مات چو طرفہ چہل پہل۔ کہین مہوشان غنچہ دہن۔ کہین پری رویان سیمتن تماشائیون کا ہجوم مٹھو بچو کی دھوم ٹھٹھ کے ٹھٹھ لگے ہین آدمی پر آدمی ٹوٹے پڑتے ہین کوسون کا تانتا لگا ہوا ہی۔ میوہ فروش صدا لگا رہے ہین۔ تنبولی بیڑے بنا رہے ہین۔ گنڈیریان ہین کیوڑے کی۔ کلیجے ہین کباب۔ میان آزاد خرامان خرامان سیر کرتے گھورتے گھارتے پھاٹک پر داخل ہوئے۔ دیکھا کہ سامنے بیتس چالیس آدمیون کا غول ہی۔ بانکے نے کان مین کہا۔ یہی حضرات ہین۔ دیکھ لیجیے دنگے پر آمادہ ہین یا نہین اور لطف یہ کہ کوئی نہتا نہین۔

آزاد ۔ بھلا یہان تمھارا بھی کوئی جان پہچان ہی۔ ہو تو دس پانچ کو تم بھی بلا لو۔ بھیڑ بھڑکا تو ہو جائے۔ لڑنے والے ہم کیا کم ہین مگر ذرا دو چار جالی خر بزے بھی چاہیئن ڈالی کی رونق ہو جائے باقی ہاتھی کے کھانے کے دانت اور دکھانے کے اور ہوتے ہین۔

بانکے ۔ ابھی لایا۔ دس بیس اچھے جیوٹ آدمی کٹ مرنے والے آپ ٹھہرین مین دم کے دم مین آیا مگر باہر ٹہلیے تو اچھا ہی۔ یہان جوکھم ہی۔

میان آزاد پھاٹک کے باہر ٹہلنے لگے اور انکے یار چلے جیوٹ آدمیون کی تلاش مین۔ کیدان نے جو دیکھا کہ دونون کھسکے تو باہم ہنڈیان پکنے لگین۔ وہ بھگا یا وہ ہٹایا بھاگا ہے لو کدم ہاتے تیری دم مین دمڑا۔ ایک شخص نے کہا

حضور وہ بھاگا نہین ہی واللہ ایک ہی کائیان ہی کسی فکر مین گیا ہی
ذری کسی آدمی کو دوڑا دیجئے تو خبر لائے ایک بگڑے دل باہر
گئے تو دیکھا بانکے کچھم کی طرف شتر بے مہار کیطرح گردن اُٹھائے چلے
جاتے ہین اور میان آزاد پھاٹک سے دس قدم پر چہل قدمی
کر رہے ہین اُلٹے پانون آکر خبر دی کہ واللہ بس یہی موقع ہی
چلیے چلیے مار لیا ہی اناڑی کو۔ بایئن ہاتھ چلا جاتا ہی اور اکیلا ہی
بہ یک بینی و دو گوش۔ تلوار آزاد کے پاس ہی۔ وہ سب دوسرے
پھاٹک سے بھڑ بھڑا کر چڑھ دوڑے۔ ٹھہرے ٹھہر۔ ادھر اُدھر
بس رُک جا۔ آگے قدم بڑھایا اور تلوار کا زخم کھایا جنبش کی اور
دیا تلا ہوا ہاتھ۔ بچہ آج نوچندی جمعرات ہی۔ پندرہ بیس آدمیون
نے چو طرفہ سے گھیر لیا۔ اور لگا گالیون کا جھڑ آ چلنے۔ کمیدان کی
آنکھین لال انگارا خون ٹپک رہا تھا۔ بدن مارے غصے کے
تھرتھرا رہا تھا۔ بانکے کو اکیلا پاکر رفقا بھی شیر ہین کوئی اکڑتا ہی کوئی
بررتا ہی۔ اتنے مین دس پانچ نے مشیخت مین آکر تلوار کھینچ ہی تو
لی ہا یئن ہا یئن ہا یئن۔ اور لوگون نے دیکھا کہ ہم ہی پھسڈی
رہے جاتے ہین سڑسے سرو ہی میان کے باہر تھی۔ بانکے کا رنگ
فق کہ غضب ہی ہو گیا۔ اب کتے کی موت مرے۔ کس کس سے
لڑونگا۔ ایک دو ہو تو نہ کہ سو۔ خیر۔ پھر ہرچہ بادا باد۔ بیچارے
میان آزاد کو کوئی خبر کر دیتا تو وہ جھپٹ ہی پڑتے۔ مگر اب موقع
کہا۔ جبتک کوئی جائے جائے ہمارا کام تمام ہو جائے گا۔ ایک
یار نے بڑھکر بانکے بیچارے مصیبت کے مارے پر ایک لٹھ لگایا
تو بایئن ہاتھ کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ اسمین غل غپاڑے کی آواز میان
آزاد نے بھی سنی انھین کیا معلوم کہ انکے یار پر کیسا وقت
گذر رہا ہی ٹہلتے ہوے چلے اور بھیڑ کاٹ کر ڈراتے ہوے
پہونچے۔ اہو ہو ہو۔ یہ بانکے یہان پھنسے ہوے ہین۔ لاحول
ولاقوۃ ہم ٹہلتے ہی رہ گئے اور حریف جھانسا دے ہی گیا
تلوار کو ذرا ٹیکا اور زن سے اُس پار آن پہونچے بھئی کھلاڑی
خبردار اناڑی۔ ہاتھ اُٹھایا اور مین نے چمپت کیا اور رٹیٹوا لیا
بانکے کے دل مین ڈھارس ہوئی کہ شکر ہے خداوندا۔ جان
بچائی۔ از سر نو زندگی پائی۔ اتنے مین میان آزاد نے کہا
روکو اور۔ ے

یہ کہہ کے لی نیام سے تیغ شرر فشان
شعلے نے الحذر کہا بجلی نے الامان
آواز دی زمین نے کہ یا حافظ جہان
دہشت سے تھرتھرا گیا مریخ آسمان

تلوار کا چمکنا تھا کہ سب ساتھی رفیق نام کے بانکے ہر ہوگئے۔ میدان
خالی فقط میان آزاد اور بانکے ایک طرف کمیدان اور دو شریف زادے
دوسری طرف۔ باقی رفوچکر۔ ایک نے آزاد پر تینچہ چلایا وائین۔ مگر
خالی گیا پھر کل پر چڑھایا اور داغا مگر رنجک چاٹ گئی۔ آزاد نے
جھپٹ کر انکو تو ایسا چرکا دیا کہ تلملا کر گر پڑے۔ دوسرے حضرت
دس قدم پیچھے ہٹ گئے بانکے سٹک گئے اب میان آزاد اور
کمیدان۔ وہ کڑاک پر جھکے انھون نے نہایت خوبصورتی سے
چوٹ روک کر سر پر ہاتھ لگانا چاہا اُسنے روکا اور جاگی کا ہاتھ دیا انھون نے
آدھ گھنٹے تک اِنکے اُنکے شپاشپ تلوار چلا کی۔ آخرکار انھون نے
بڑھکر جنیو کا وہ کافر ہاتھ لگایا کہ پھیپڑا تک کھل گیا۔ مگر کمیدان
بھی گرتے گرتے باہر وے ہی گیا۔ طرفین سے خون کے تڑاڑے
بہنے لگے۔ ادھر یہ اُدھر وہ دھم سے گرے اِنھون نے کہا یا علی
وہ بولے الا اللہ۔

پھوسے بھالے نواب

کمال بھی کیا چیز ہو واللہ انکے ٹھاٹھ دیکھیے کہ کیا آن بان ہے
جدھر گذر ہوتا ہی انگلیان اُٹھتی ہین شدہ شدہ نوابون رئیسون
مین بھی انکا ذکر خیر پہونچا۔ رئیسون کو مرض ہی کہ پہلوان پھیکیت

بٹوے کو ساتھ رکھیں۔ کبھی پر لیکر ہوا کھانے نکلیں۔ ایک نواب صاحب نے انکو بھی بلوایا۔ یہ اچپکن پہنے ہوئے دو دو ولایتیاں کمر سے لگائے تنے ہوئے جا پہونچے تو دیکھتے کیا ہین کہ ایک نواب صاحب اپنی مان کے لاڈلے۔ اندھیرے گھر کے اُجالے بھولے بھالے مسند پر بیٹھے پیچوان گڑگڑا رہے ہین۔ تمام عمر زنان خانہ ہی مین حضرت نے پرورش پائی تھی کبھی گھر کے باہر جانے تک کی نوبت نہ آئی تھی گویا باہر قدم رکھنے کی قسم کھائی تھی۔ دن بھر کمرے مین بیٹھنا یاردن دوستون سے گپین اُڑانا کبھی چوسر کا رنگ جمایا کبھی بازی لڑی۔ کبھی پو پر گوٹ اُڑی کبھی سہ بازی دینی پڑی کبھی حلیمہ اُڑانے لگے۔ ع۔ آفتاب آیا ہی سورج کنڈ مین ؂ ع۔ بزن بیٹے کہ کفرستان بلرزد ؂ تاج کی کھیل اعلیٰ غلام ندارد برات کا سر۔ یہ فقرے اُڑے۔ پھر شطرنج بچھی۔ شاطر اپنے اپنے منصوبے کرنے لگے کسی نے پیادین کی۔ کسی نے گردپیلا۔ مہرے کھٹ کھٹ پٹتے تھے۔ کشت بادشاہ کو پھر کشت۔ وہ گھوڑا پیٹ لیا وہ پیادہ ٹھپک لیا۔ رُخ چھڑا دیے۔ فکر کے میدان مین عقل کے گھوڑے دوڑ رہے ہین جب دل گھبرایا تو مدک کا دم لگایا۔ چانڈو کے چھینٹے اُڑا ئے۔ افیون کی چسکی پی۔ اُس دن حضرت اپنے صاف ستھرے کمرے مین بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے مین میر آغا بیٹر کو موٹھ کرتے ہوئے تشریف لائے اور آداب بجا لاکر دوزانو بیٹھ گئے۔ میر آغا ابھی اچھی طرح بیٹھنے بھی نہ پائے تھے کہ اچھے مرزا بوٹا سا چپلنے ہوئے آہی گئے اور ایک کونے مین جا ڈٹے میان چھمن انگرکھے کے بند کھولے گدی پر ٹوپی رکھے کھٹ سے موجود۔ آ کا دنی دن سے داخل پھر کیا تھا تو آ مین آ۔ دس پندرہ حضرات جمع ہو گئے مگر سب جھنڈے تلے کے شہدے چھٹے ہوئے گرگے۔ کوئی چینی کی پیالی مین افیون گھول رہا ہے کوئی چانڈو کا قوام بنا رہا ہے۔ کسی نے گنڈیریان بنائین کسی نے امیر حمزہ کی داستان چھیڑی۔ سب اپنے اپنے دھندے مین مصروف ہوے۔ اتنے مین نواب صاحب نے میر آغا سے پوچھا کہ میر صاحب آپ نے خشکے کا درخت بھی ملاحظہ فرمایا ہی۔

میر آغا۔ حضور قسم ہے جناب امیر علیہ السلام کی ستر اور دو بہتر (وہ بہتر لاحول مجھے تو گنتی بھی نہین آتی) بہتر برس کی عمر ہونے کو آئی غلام نے آج تک آنکھون سے نہین دیکھا لیکن حضور ہوگا درخت بڑا تو وجہ کیا۔ ایک عالم کی اس سے پرورش ہوتی ہی جسے دیکھو خشکے پر ہتھے لگاتا ہی۔ پھر آخر یہ آتا کہان سے ہی۔

اچھے مرزا۔ قربان جاؤن درخت کے بڑے ہونے مین کیا شک ہی۔ کشمیر سے لے کر قربان جاؤن بڑے گانون تک اور لندھن سے تا بولایت سب اُسکے خوشہ چین ہین مگر حضور بنگال مین خشکے کے پیڑ بڑے بڑے کوئی بلبنیڈی کے برابر ہوتے ہونگے۔ وہان تو اسی پر دار و مدار ہے۔

نوابصاحب۔ میرا قیاس بھی یہی کہتا ہی کہ درخت ہوگا عظیم الشان لیکن ہان دریافت طلب یہ بات ہی کہ آخر کس درخت سے زیادہ مناسبت ہی۔ اگر یہ دریافت ہو جائے تو پھر جانیے کہ ایک نئی بات ایجاد ہوئی اور کبھی سچ پوچھو تو تحقیقات کے بھی یہی معنی ہین کہ جبتک ایک ایک بات کی خوب چھان بان نہو تب تک لطف نہین۔

میر آغا۔ حضور برگد سنا بڑا عظیم الشان درخت ہوتا ہی واللہ اعلم بالصواب۔ نیم کا پیڑ تو ہم نے بھی دیکھا ہے۔ کتابون مین البتہ پڑھا ہی کہ ع۔ برگد کی جٹا مین بال اُسکے۔ اگر درخت بڑا نہوتا تو شاعر مثال کیون دیتے۔

چھٹن - ہم نے کیلے کا پیڑ امرود کا پیڑ گیندے کا پیڑ خربوزے کا پیڑ یہ سب انھین آنکھون دیکھ ڈالے -

آزاد - بھلا یہان کسی صاحب نے واہ واہ کی پھلیون کا پیڑ بھی دیکھا ہے -

گپی - جی ہان حضرت - ایکدفعہ نیپال کی ترائی مین دیکھا تھا مگر شیر جو ڈکارا تو مین گیندے کے درخت پر جھپ سے چڑھ گیا - کچھ یاد نہین کہ پتی کیسی ہوتی ہے -

منے میان - بھئی خشکے کے درخت کا کچھ تو حال دریافت کرنا چاہیے - یہبھی فرمیش ہو گیا ہی کیا کہ لاکھ جتن کیجیے بھید ہی نہین کھلتا - اور یون گدڑے بازیون سے کام نہین چلتا - پیپل سے بڑا درخت تو آج تک سُنا ہی نہین حتی کہ لوگ اس کے سایہ تلے کے لوگون کی قسم کھاتے ہین مثلاً - ع پیپل تلے کے بھتنے کے شیطان کی قسم ۔ انشاء اللہ کہ گئے ہین -

اچھے مرزا - قربان جاؤن ان لوگون کی باتون کا اعتبار کیا سب سُنی سُنائی کہتے ہین - ع شنیدہ کی بود مانند دیدہ - قربان جاؤن غلام نے وہ بات سوچی کہ سنتے ہی پھڑک جایئے - قربان جاؤن کہتے ہوے لب بندھے جاتے ہین -

نوابصاحب - ہان واللہ میر صاحب - آپکو قسم ہے پنجتن پاک کی جو نہ کہیے - حضرت اب اشتیاق بڑھتا جاتا ہے - ے واللہ ہے مجھے یقین ہو گیا کہ آپنے اسکی لم دریافت کرلی ہوگی واللہ دور کی کوڑی لائے ہو -

اچھے مرزا - قربان جاؤن اکتارے کو ٹیک کر اور نیم خیز ہو کر اگر خشکے کا درخت ہوگا تو اس کتارے کے برابر ہوگا جو بھر بڑا نہ تل بھر چھوٹا -

نوابصاحب - واللہ واہ میر صاحب کیا بات نکالی ہے -

مصاحبین - سبحان اللہ واہ اچھے مرزا واہ میرزا صاحب قربان اس سوجھ بوجھ کے - کیا شیرین بیانی ہی واللہ اس کتارے کے صدقے -

آزاد - آپ تو اپنے وقت کے لال بجھکڑ نکلے کیا بات پیدا کی ہے بھئی معلوم ہوتا ہے سفر بہت کیا ہی -

اچھے مرزا - کون - مین نے - سفر - ایسے توبہ قسم لو جو نخاس سے باہر گیا ہون - مگر میان مین لڑکپن ہی سے ذکی تھا - والد مرحوم تو بالکل بیوقوف تھے مگر اماجان بلا کی عورت تھین اُف فوہ - وہ بات مین بات پیدا کرتی تھین کہ اچھے اچھے مردون کی عقل دنگ ہو جائے - سترہ برس کی عمر تک اُنھون نے ہمین بالا پوسا - پھر بھلا ہم برق کیون نہون -

اتنے مین غل غپاڑے کی آواز آئی - ہائین ! خیر تو ہے بھئی آخر ماجرا کیا ہی اندر سے مبارک قدم لونڈی پانون ننگے سر پٹیتی ہوئی آئی حضور حضور مین صدقے واسطے خدا کے جلدی چلیے یہ ہنگامہ کہان ہو رہا ہی - پڑوس مین موئے سنڈے خون کیے ڈالتے ہین بڑی بیگم صاحب کھڑی رو رہی ہین کہ میرے بچے پر آنچ نہ آجائے اور سنیے پچاس قدم پر تو جھگڑا ہو رہا ہی انکے یہان کھلبلی مچ گئی نوابصاحب جوتیان چھوڑ کر اندر بھاگے دروازے سب بند اب کسی کو حکم نہین کہ زور سے بولے اتنے مین ایک مصاحب نے ڈیوڑھی پر سے پکارا کہ پیر و مرشد میان آزاد پھر آخر کس مرض کی دوا ہین - گنڈیری چھیلنے کے کام کے نہین - تو ام بنانا نہین جانتے بٹیر مٹھیانے مین جانگلو انکو بھیجکر دریافت نہ کرایئن کہ یہ دنگا کہان ہو رہا ہے -

مبارک قدم - ہان ہان بھیجدیجیے - کیسے سکتے کی چال چائین اور بلی کی چال آئین -

میان آزاد نے ایک خدمتگار کے ہاتھ مین تیغ اصفہانی دہلی ور
خود کٹارے کرانیڈتے ہوے چلے راہ مین لوگون سے پوچھتے
جاتے ہین کہ کیون بھئی یہ فساد کیا ہی۔ یہ دنگا کہان ہو رہا ہے۔
ایک نے کہا اجی چکمنڈی مین بزقصابون مین چھیچھڑے پر
چھری چلی۔ ایک شخص گوشت لینے آیا تھا اُسکو سر دست یہ سوجھی
کہ اپنے کتے کے لیے چھیچھڑے لے بھاگے۔ جب بوچڑ نے دبوچا
تو سب بوچڑون کے نام لے لے کر کوسنے اور صلواتین سنانے لگا
اس چھیچھڑے پر چھری چلگئی ایک نے پچھاڑا دوسرے نے تنگڑی
لی اور وہ تو جھٹپنے سے چوری چکاری مین برق ہو گیا ہی بس دل
گردے کو تو دیکھیے کہ دن دہاڑے آنکھ مین خاک جھونک کر دکان پر سے
مال غائب کیا۔ یہ چوری ہی یا سینہ زوری پانچ چار قدم آگے بڑھے
تو دو چار آدمی باتین کرتے جاتے تھے کہ میان ہوا یہ کہ پنساری نے پڑیاین
جانگوٹہ باندھ دیا پس انھون نے آتے ہی گردن ناپی کہ مغز کدو کے
عوض جانگوٹہ ملا دیا۔ اور دس قدم چلے تو ایک شخص نے کہا وہ تو کہیے
خیریت گذری کہ جاگ ہو گئی نہین تو بھیڑیا گھر بھر کو اُٹھا لیجاتا۔ ہائین بھیڑیا
کیسا۔ جی حضور ایک منہار کے گھر سے بھیڑیا تین بکریان دو مینڈھے
ایک خرگوش اور ایک خالی پنجڑا اُڑا لے گیا اُسکی عورت کو بھی پیٹھ پر
لاد چکا تھا کہ منہار جاگ اُٹھا۔ اب میان آزاد چکرائے کہ بھئی یہ
عجب بات ہی جو ہی نئی سُناتا ہی انوکھی روایت بتاتا ہی قریب پہونچے
تو معلوم ہوا کہ پندرہ بیس آدمی ملکر چھپر اُٹھاتے ہین اور غل مچا رہے
ہین لاحول ولاقوۃ۔ کوئی کہتا تھا کہ چھیچھڑون پر چھری چلی۔ کوئی
پنساری اور جانگوٹے کی کہانی سُناتا تھا۔ ایک گرگ باران
دیدہ بھیڑیے کی روایت بٹ لائے۔ بس دس ہی قدم مین
پچاسون باتین سننے مین آئین اور قریب آئے تو ٹائین ٹائین
فش۔ معقول جتنے مُنھ اتنی باتین۔ جتنی زبان اُتنے ہی
بیان۔ الامان۔ الامان۔ اور واللہ ہنسی تو یہ آتی ہی کہ نوابصاحب
کیسے بدحواس ہو کر غڑاپ گھر کے اندر ہو رہے اور گھر مین کہرام
مچ گیا تھا اور مصاحبین نے دروازے بند کر لیئے۔ آخر کار ہم
اس میدان مین چُن کر بھیجے گئے۔ اللہ ری دہشت واہ میان واہ
بانکپن ختم ہے۔

ایک دن کوچہ گردون کے پیر پہلوان کشتی گیر منازل وحشت
کے ہفت خوان۔ لڑ بھڑے جوان میان آزاد ادھر اُدھر لاٹھی لٹکائے
بانکے بنے ہوے۔ اکڑتے اور تنتے ہوے اپنے آقا نوابصاحب
بہادر کے یہان پہونچے۔ مجرا عرض کرتا ہون حضرت۔ آیئے
آیئے۔ آج تو میان آزاد پورے اودچی بنے ہین۔ آپ ڈھال
نہین باندھتے؟ پیر و مرشد ڈھال تو زنانون کے لیے ہے۔
ہم عمر بھر ایک انگ لڑا کیے تلوار ہی سے چوٹ لگائی اور اسی
پر چوٹ روکی۔ یا خالی دی یا کاٹ گئے یہ نبوٹ کے
ٹھاٹھ ہی نرالے ہین۔ کون ایسا فن ہی کہ جسمین ہم طاق نہین
شہرۂ آفاق نہین۔ واہ آقا کیون نہو دھوم ہے۔ یہ سب حضور ہی
کی جوتیون کا صدقہ ہی۔ ایکدن حضور کو تلوار کے کچھ ہنر دکھاؤنگا
اور حضور کی آنکھون مین آب شمشیر سے سرمہ لگاؤنگا ناصاحب
بندہ درگذرا۔ یہ کھیل اُجڈون کے ہین۔ میری روح کانپتی ہی
تلوار کی صورت دیکھے جوڑی چڑھ آتی ہے۔ ہان میرزا
صاحب چوٹ کے آدمی ہین۔ انکو جو رنگ کیجیے وہ اُف
کرنے والے نہین۔

مرزا جی۔ خداوند۔ سہ

مرا ہمچنین چہرہ گلفام بود ۔۔ بلور نیم از شوخی اندام بود
مگر قربان جاؤن حضور۔ سہ
بیان خواب کی طرح جو کر رہا ہے ۔۔ یہ قصہ ہے جب کا کہ مرزا جوان تھا

اور اب تو سہ	وقت پیری شباب کی باتین ایسی ہین جیسے خواب کی باتین	

اب بال پک گئے - دانت چوہے کی نذر کیے - گالون پر جھریان پڑ گئین - کمر دوتا ہوئی بصارت نے ٹکا سا جواب دیا ہوش و حواس چمپت ہوے - بس ایک گرمٹ تو عصاے پیری ہے - باقی خدا کا نام - کیا کہون حضور جسوقت یاران سرپل گنڈیریان چوستے ہین منہ دیکھ کر رہ جاتا ہون - اور گنڈیری والا جب صدا دیتا ہے تو کلیجہ پکڑ کر رہ جاتا ہون - اتنے مین حوالی موالی میان ڈنی میان کمالی - آن موجود ہوے - دربار گرم ہے - اور طرح طرح کی چہ میگوئیان ہو رہی ہین -

مسٹر گشت - خداوند آج تو بڑی تشویش کی بات سنی میرے تو حواس فقر ہو گئے - شہر بھر مین کھل بلی مچی ہے اللہ بچائے - ابکی گرمی کی فصل خیر سے گذرتی نہین سوجھتی - آثار بُرے ہین -

نواب - کیون کیون خیر باشد کیا قیامت آنے والی ہے یا آفتاب سوا نیزے پر ہو رہا - یا دوسرے طوفان نوح کا خیمہ نصب ہو گیا ہی - یہ کھل بلی کیسی مچی آخر ماجرا کیا ہی کچھ بتاؤ تو سہی - یہ تو بڑی بُری سُنائی - اللہم احفظنا من کل البلیات -

میرزا - ای حضور یہ جب آتے ہین ایک نیا شگوفہ چھوڑتے ہین خدا جانے کون فرشتہ انکے کان مین پھونک جاتا ہے - اسوقت ایسی سنائی کہ واللہ نشہ ہرن ہو گیا - جمائیان آنے لگین - ابھی افیم گھولی تھی ابھی ڈبیا کھولی تھی حضور کے سامنے ہی چسکی پی - مگر انکے آتے ہی نشہ ہرن ہو گیا - انکی عادت ہی کہ جب آئینگے کچھ نہ کچھ اوٹ پٹانگ ضرور سنائینگے - مفت مین نشہ اُتر گیا -

مسٹر گشت - اجی آپ کس کھیت کی مولی ہین ایسے تو بڑے بڑون کے نشے ہرن ہوے ہین - آپنے تو جہان افیون کا جوگا کھایا اور آنکھین بند کین بس پھر بولنا قسم ہی کسی نے بات کی اور آپکی پینک مین فرق آیا - جب پہلی تاریخ آئیگی تو آپکی آنکھین کھل جائینگی - آٹے دال کا بھاؤ معلوم ہو جائے گا - اور دو چار دن بڑھ بڑھ کر باتین بنا لو - ما بدولتیان اُڑا لو لیجیے صاحب ہم تو ڈھونڈھ ڈھانڈھ کر خبرین لائین آپ دن بھر پینک مین اونگھا اور مٹھائی ٹونگا کرین اور ہمین کو اُلّو بنائین - انیڈی بینڈی سُنائین - پہلی کو قلعی کھلے گی بچہ صورت بگڑ جائے تو سہی -

نواب - کیا کیا پہلی تاریخ کیسی - اے میان تم تو پہیلیان بُجھواتے ہو کچھ حال تو کہو - آخر پہلی کو کیا ہونے والا ہے -

مسٹر گشت - ای حضور یہ نہ پوچھیے - بس کچھ عرض نہین کیا جاتا یہ ایک حلوائن ابھی جوان جہان ہی - کچوری کے ایسے پھولے پھولے گال آنکھین جیسے بتاسے چھینی کہین اتفاق سے اونٹا ہوا دودھ جو مارے ہوکے کے پی گئی - تو پیٹ پھول کے کپّا ہو گیا - کسی نے کچھ بتایا کسی نے کچھ نسخہ پلایا - مگر وہ انٹا غفیل ہو گئی - اب سُنیے کہ اُسکا میان اُسکو بہت چاہتا تھا جب چتا پر جانے لگی تو ایک دفعہ ہی کلبلا کر اُٹھی - آئین - ارے رام - ارے باپ رے باپ توبہ توبہ جیو کا ڈبھوا - حلوائیون اور گنوارون نے وہ بم مچائی کہ توبہ ہی بھلی ارے چپئی ہو - یو دیکھو - لہاس ہلت ہی - آخر کار دو ہیا حلوائیون نے جی کڑا کر کے لاش کو چپکے سے گھسیٹ لیا تو آہستہ سے کہتی کیا ہی - (ارے یو کا ڈا اندھیر مچا یو - ارے مین جلی جات ہون رے) جھٹ پٹ کفن پھاڑ کر اُسکو نکالا تو ٹیان سی اُٹھ بیٹھی - حضور قسم ہے خدا کی اُسنے وہ وہ باتین بیان کین کہ سننے سے تعلق رکھتی ہین کہنے لگی کہ جب مری تو فرشتون نے مجھے فرش گل پر چلایا - اور میری پیاری پیاری صورت پر عاشق

ہو گئے - دو تین مین خوب گدتے بازی ہوئی - دو نے تو لڑ ھکنی کھائی - ایکنے مجھے اُٹھا کر خدا کے پاس پہونچایا خدا اُن بیٹھی پوری بلیت راہین (نقل کفر کفر نباشد) ہم کا دیکھ کر خدا ڈپٹا کہ اسکو پہچاؤ - اتنے مین تم نے چناہی پر رکھدیا - حضور مجھے اُسکی بولی تو یاد نہین مگر مطلب یہی تھا - پھر اُسنے کہا کہ پہلی کو بڑا اندھیرا گھپ چھا جائیگا اور طوفان آئیگا - جتنے گنہگار بندے ہین سب سے اُسدن منکر نکیر سوال کرینگے اور افیمی جس گھر مین ہونگے اُسکو فرشتے جلا کر خاک سیاہ کر دینگے -

نواب - میرزا صاحب سے بوریا بدھنا اُٹھائیے - آپکا یہان ٹھکانا نہین - ناحق کہین فرشتے میری کوٹھی پھونکدین تو کہین شنوائی بھی نہ ہو سکے - قبلہ اب میرا پیچھا چھوڑیے بس لیجیے سنبھالیے کہین اور بستر جمائیے -

میرزا - پیر و مرشد یہ بڑا اڑی مار بے ایمان آدمی ہے حضور تو بھولے بھالے رئیس ہین جسنے جو کہا فوراً باور کر لیا - جو اسکی کچھ بھی اصلیت ہو - بھلا کہین فرشتے گھر پھونکا کرتے ہین - ذرا تو سوچیے اس مزدور کے بھرتن مین آنکر مجھ بڈھے کو نہ نکالیے - غلام پشتہا پشت سے اسی دربار مین پرورش پا یا گیا ہی - اب کس کا دامن پکڑون - حضور کا سایۂ دامن کافی ہی - اس مردک کی افترا پردازی پر نہ جائیے - یہ تو میرا جانی دشمن ہی - پائے تو کچا ہی کھا جائے - ارے واہ رے فقرہ باز اچھی ہی حلوائن کی چھوکری مری بھی اور جی بھی اُٹھی - جھوٹے کی ایسی تیسی بھلا کسی نے بھی یہ باتین سُنی تھین اور سُنیے کہنے لگے آنکھین جیسے بتاس پھینی واہ بھئی واہ کیا مثال دی ہی -

ظریف - حضرت یہ افیون کا تلازمہ تھا -

میرزا - جی بس آپ بیٹھے رہین کونے مین - یہ دل لگی کا موقع نہین ہی آپکو تو سوائے مسخرے پن کے دوسری بات ہی نہین آتی -

نواب - خیر صاحب یہ جھگڑا تو ہوا ہی کریگا آپ اپنا سمجھیتا کرین میرے باپ دادا کی ملکیت مفت مین فرشتے پھونکدین تو مین کہین کا بھی نہ رہون - آپ ہین کس مرض کی دوا - چارپائیان توڑا کرتے ہو -

میرزا - واہ ری قسمت - برسون ریاض کیا - جان لڑ ادی بکری کی جان گئی کھانے والے کو مزہ نہ آیا - اس ملعون سے خدا سمجھے جسنے میرے حق مین یہ کانٹے بوئے - خدا کرے اسکا آج کے ساتوین ہی دن جنازہ نکلے - جیسے ہی یہ آکر بیٹھا اور میری بائین آنکھ پھڑکنے لگی - سمجھا کہ کچھ دال مین کالا کالا ہی سو یہ گل کھلا - اچھا بچہ چچا ہی بنا کر چھوڑون تو سہی -

نواب صاحب مصاحبون کو یہ نادری حکم دیکر زنانخانہ مین گھس گئے کہ میرزا صاحب کو نکلوا دو - وہ تو داخل دفتر ہوے یہان میرزا صاحب کی لے دے شروع ہو گئی -

ہمارے بھولے بھالے امان والے نوابصاحب کا زنانخانہ مین داخل ہونا تھا کہ ماں نے چٹ پٹ بلائین لین - ماما اصیلون نے دعائین دین - چھوٹی بیگم صاحبہ نے آٹھ آٹھ آنسو رونا شروع کیا سب نے منتین مانین - اب کی نوچندی خیر سے گذرے تو مسجد مین گھی کے چراغ جلائین - کمال شاہ کے مزار پر پھولون کی چادر چڑھائین ہی ہی پہلی تاریخ کیا آتی ہی جیسے کال آتا ہی - ای خدا کے لئے اُس نگوڑے افیمی کو نکھارو - موے نے افیم گھول گھول کر اتنے دن سیہ کاری کی جب دیکھو سوگ نشینون کی طرح ماتم مین رہتا ہی ادھر باہر رفقا اور مصاحبین نے میرزا پیچارے کا ٹیٹوا دبوچا اور نکدم کر دیا -

سرگشت - میرزا جی افیون کا ڈبا بغل مین دبائے اور

چلتے پھرتے نظر آیئے ۔ سرکار کا نادری حکم ہی ۔ اور چھوٹی بیگم صاحب مہنا متھ مچا رہی ہین کہ اس بڈھے خبیث کو کھڑے کھڑے شہر بدر کردو ۔ سو اب کھسکیئے ورنہ بُری ہوگی ۔

مسیتا بیگ ۔ واجبی بات ہی ۔ سرکار چلتے چلتے حکم دے گئے تھے ہم لوگ مجبور ہین ۔ اب آپ اپنا سیدھا کیجئے ۔ ابھی سویرا ہی ہین ہم پر بیٹس پڑے گی ۔ اور بھی جب فرشتون کے آنے کا ڈر ہی ۔ تو کوئی تم کو کیونکر اپنے گھر مین رہنے دے ۔ جو کم ہی نہ اور جو فرشتون نے ایک ننھی سی چنگاری رکھ دی تو کیسے مکان جل بھنکر خاک سیاہ ہو جائے گا یا نہین ۔ پھر کیسی ہوگی ۔

میرزا ۔ ابے تو نامعقول فرشتے کہین گانون جلایا کرتے ہین وہی اوٹ پٹانگ باتین بکتا ہی جنکا سر نہ پیر ۔ لو صاحب ہمارے رہنے مین جو کم ہی ۔ جو آٹھون پہر ڈیوڑھی پر بنے رہتے ہین تمسے اُٹھائی گیرے اور ہمین نکلوایئن ۔ خدا کی شان ۔ تم سب کی ملی بھگت ہی ۔ ارے مین تو تمھاری قبر تک سے واقف ہون اچھا اڑنگا دیا ۔

جھمن ۔ اڑنگا وڑنگا مین نہین جانتا اب آپ کھسکنت کی ٹھہرایئن قبلہ ۔ بہت دن میٹھے ٹکڑے اڑائے چغل خور رئیس کا مزاج بگاڑ دیا ۔ ذرا سی خطا کسی سے سرزد ہوئی اور آپنے جڑ دی بھُس مین چنگی ڈال جما لو الگ کھڑی ۔ صدہا تو خدمتگار تونے موقوف کرائے ۔ اور پچاسون بھلے مانسون کی روٹی لی ۔ بندہ بشر ہی غلطی ہو ہی جاتی ہی ۔ یہ چغلی کھانا کیا معنی ۔ع ۔ اصل بد از خطا خطا نکند ٭ تو سہی جو جہنم مین نہ ملا دون ۔ع ۔ سڑی تو صاحبی اُسپر چبوترہ گچ کا ۔ ٹکے کا آدمی اور لگا فرعون سے ٹکر لڑنے پہلے اپنی ہستی کو دیکھ ۔ غفور ا میان غفور ا میرزا تمھاری بھی تو بیخ کنی کی فکر کی تھی ۔

غفور ۔ (خدمتگار) کون ۔ مرزا جی ۔ یہ تو اپنے باپ کی جڑ کو کھودنے والے آدمی ہین ۔ اندر سے باہر تک کوئی ماما کوئی اصیل کوئی آدمی انسے خوش نہین ۔ ایسے چرچرے تو دیکھے نہ سُنے ۔ آج ہی تو ہتھے چڑھے ہین انکے سر پر تڑ تڑ پڑین ۔ پھر یسر دیکھیے جیسے ینڈک کی کھوپڑی پر نمک چھڑک دیا ۔

مسیتا بیگ ۔ مرزا اگر غیرت ہی تو اس مصاحبت پر بامردی سے لات مارو جس اللہ نے منھ چیرا ہی وہ رزق بھی پہونچا دے گا ۔

مبارک قدم ۔ (لونڈی) غفور ۔ غفور ۔ چھوٹی بیگم صاحبہ کا حکم ہی کہ اس موئے افیمچی کو شہر بدر کردو ۔ فرماتی ہین کہ جبتک یہ دفان ہو گا دہنے ہاتھ کا کھانا حرام ہے ۔

میرزا ۔ شہر بدر ۔ کیا شہر شملہ ہی کچھ لوٹ پڑی ہی ۔ تمام شہر پر بیگم صاحبہ کا کیا اجارہ ہی وہ بھی کل آیئن یہان اس گھر مین عمر بتر ہوگئی ۔ اب وہ ہمین گدھے پر سوار کراکر شہر بدر کرواتی ہین جیسے نواب ویسے مصاحب ویسی ہی بیگم صاحبہ ۔

اتنے مین یارون نے جو شہ پائی تو چوطرفہ سے للکار اُٹھے ۔ ابے او نمکحرام ۔ چھوٹا منھ بڑی بات بیگم صاحب کے کہنے کو ڈھکتا ہے اتنی پڑیگی بے بھاؤ کی کہ یاد کروگے بچہ بہت لن ترانیان اچھی نہین ہوتین کیسے بلون پر تھے ۔ جب دیکھو نتھنے پھُلائے بیٹھے ہین بات کی اور لپک کے جکت دی ۔ آپ ایسے شیر ہوگئے کہ بیگم صاحبہ کو بُرا بھلا کہنے لگے ۔ چاندگنجی کر دیجائے گی ۔ جو زیادہ ترائے ۔

میرزا ۔ اب جو یہان پانی پیئے تو اُسکی ہفتاد پشت پر لعنت ۔ چوطرفہ سے ہمین پر بوچھار ہونے لگی ۔ اُٹھائی گیرون کا یہان طوطی بولتا ہی بو خدا حافظ ۔ نظم

نواب کی جاہ دیکھیئے گا	مرزا کا تباہ دیکھیئے گا
لچون سے کھڑے کھڑے سمجھ لون	انشاء اللہ دیکھیئے گا

جوتی توڑے ہمین بنا یئن | ما شاء اللہ دیکھیئے گا
افیون کی لم مین یان سے نکلے | تقصیر وگناہ دیکھیئے گا
مرزا کی اتیچ افیم کا رنگ | سبحان اللہ دیکھیئے گا

مصاحبین - واہ کیا زٹل قافیہ ہو - بڑے شاعر کی دُم بنے ہین ہات تیرے کی چلیے ہنین گردن ناپی جاویگی ے بڑھوہنین دونگا دھکا بینی لڑھکنیان کھاؤ گے -

میرزا تھے تو پیر فرتوت مگر تیکھے - جھٹ بھرا ہوا تپنچہ لیکر کھڑے ہوگئے پاجیو یہ لام کاف چہ معنی دارد - مین بھی ہمایون کی نسل سے ہون کوئی ایسا ویسا ہنین تم ٹکڑ گدون کی یہ مجال کہ ہمکو مارنے اُٹھو اسپر سب کے سب کھلکھلا کر ہنس پڑے کہ واہ رے بڈھے بڑا تیکھا ہے - رسی جلگئی - رسی کا بل نہ گیا - القصہ میرزا نے افیم کی ڈبیا اُٹھائی اور چلے - لو بھئی - سہ

رفتیم یاران تخفیف تصدیع | گر درد سر بود از ما شمارا

خدمتگارون نے اُنکے جلانے کے لیئے فقرہ چست کیا کہ مرزا صاحب کبھی کبھی آجایا کیجیئے - ایک بولا لایئے ڈبیا مین پہونچادون - دوسرے نے کہا کہیئے تو گھوڑا کسوادون -

میرزا سہ | جو ہاتھ اپنے سبزی کا گھوڑا لگا
| تو سلفے کا اور اُسکو کوڑا لگا

میرزا تو چار ناچار بحسرت و ارمان نکلے - ادھر پہلی تاریخ آئی تو مژ گشت چکرائے کہ اب مین جھوٹا بنا اور ساکھ گئی - لوگون نے نواب کو چنگ پر چڑھایا کہ حضور جو ہم کہین وہ کیجیئے تو آج کی بلا ٹل جائے نواب صاحب نے مصاحبون کو سیاہ سفید کا اختیار دے دیا - اب سر شام سے کیفیت قابل دید تھی - ایک طرف تو برہمن بیٹھے استت پڑھ رہے ہین - اور رکھشا کھٹ جاپ کر رہے ہین سواہا سواہا کی آواز آرہی ہو - دوسری طرف قرآن خوانی ہو رہی ہے اور علما قرات کے ساتھ عمل پڑھ رہے ہین امّن یجیب المضطر اذا دعاہ ویکشف السوء - گھر بھر مین چراغان کی بہار - اور چراغون کی قطار - ہزارون لمپ جھاڑ کنول روشن ہین - اور محفل رقص و سرود آراستہ ہے - قدسی تماشا دیکھین تو لاہوت کو بھول جایئن - سہ

جبتک کہ نہ دل کی بیکلی جائے
او دائرہ و اسے گت چلی جائے

ہان اور چھڑے جائے یہی آہنگ - یہی رنگ - فرشتو کو پھانسنا کچھ خالہ جی کا گھر تو ہی ہنین اسوقت تو حضرت جنون ہمارے مرشد کامل ہین سیر پھیر کر جھنجھوٹی کی دُھن رہے - سُنا ہی کہ سبحان ملا اعلیٰ اسی راگ پر مفتون ہین - اور اب اُنسے خوف ہی کیا ہی - وہ تو افیمچیون کی تلاش مین آتے ہین یہان کوسون انیمی کا پتا نہین مرزا سدھارتے ہنین تو معاذ اللہ کا مقام ہوتا اسوقت خدا جانے کیا کچھ ہوگیا ہوتا -

نواب - ہوتا کیا کوٹھی کی کوٹھی بھک سے اُڑ جاتی - توبہ کی کہ اب کسی افیونی کو آنے تک نہ دونگا - اس کالی بلا سے اللہ بچائے چانڈو تک خیریت ہی - افیم کا بندہ دشمن ہو گیا - خبردار آج سے افیونی دہلیز کے پار نہونے پائے ہی ہی جو کہین مرزا ہوتے تو فرشتون نے وہ دند مچائی ہوتی کہ توبہ ہی بھلی دل مسوس کر رہ جاتا - پہلی تاریخ کے انتظار مین آنکھین پتھرا گئین - بارے صد شکر کہ بخیر گذشت -

مسیتا بیگ - حضور میان شوری کا ٹپا سنیئے گا - یا کوئی غزل چھیڑ دی جائے اچھا غزل ہی سُنیے - ذرا اشارے کی دیر تھی دو تین طوائفون نے ملکر یہ غزل گائی - سہ

مرا گھر کہان اُنکے آنے کے قابل | بُلاؤن اگر ہون بُلانے کے قابل

کبھی بوسہ مانگا دہن کا تو بولے	چلو تم نہین منھ لگانے کے قابل
ہنسا مین تو ہنسکر کہا اُسنے مجھ سے	ہوے آپ بھی مسکرانے کے قابل
کہا کچھ جو مین نے تو بولے وہ صفدر	ہوے تم بھی باتین بنانیکے قابل

بھئی واہ واللہ کیا دور کی سوجھی کہ محفل رقص و طرب آراستہ ہو
فرشتون کے بھسلانے کا نیا طریقہ ایجاد ہوا۔ ماشاء اللہ۔
میان آزاد کئی دن سے ساری کیفیت چپ چاپ بیٹھے دیکھ
رہے تھے سوچے کہ ایسے رئیسون کی سرکار مین نوکری کرنا بڑی ٹیڑھی
کھیر ہے چغلخوری کا بازار ہر دم گرم ایک کا ایک دشمن۔
ایک دن مرزاجی منڈی مین بونڈے چکا رہے تھے اور سامنے
سے میان آزاد باندھی ہاتھ مین لیے جھومتے جھامتے گھومتے گھامتے
آرہے تھے۔ جب دو چار ہوے تو باہم یون گرم گفتار ہوے
آزاد۔ تسلیم کا چھرا پھینکتا ہون۔ سن سے بچیے۔
میرزا۔ ہان! تو مین بھی آداب داغتا ہون۔ دن سے سنبھلیے۔
آزاد۔ اللہ اللہ۔ ابھی تک چشمۂ لفاظی جاری ہے۔
میرزا۔ مگر یار چغل خورون سے عقل عاری ہے۔
آزاد۔ کہیے اب کیا شغل کیا رنگ ڈھنگ ہین۔
میرزاجی۔ پینچے کل پر چڑھے ہین آمادہ جنگ ہین حضرت مین نے
دھوپ مین تو بال سفید کیے نہین ہین ایک در بند صد در کھلے۔ مگر
ع۔ بہر کجا کہ رسیدیم آسمان پیدا است + ایک اور رئیس کے یہان
گیا اور جاتے ہی چینی کی رنگ برنگ پیاری پیاری پیالیون
مین اس حکمت کے ساتھ افیم گھولی کہ رئیس پیتے ہی پینک مین
آگئے جسنے چسکی لگائی آنکھین بندان ہاتھون کے قربان اجی مجھ مین
تو وہ جوہر ہے کہ جہان جاؤن قدر ہو۔ افیم کا بول بالا اور پینک
کا منھ کالا۔ جب رئیس اور اُنکے رفیقون کو ذری ہوش آیا تو
حقے کی پکار ہوئی۔ کوئی ہے۔ دس پانچ آدمی بول اُٹھے۔ حاضر
حکم پیر و مرشد۔ ذرا پیچوان تازہ کرکے بھر لانا۔ بھائی ہماری شُتک
بھی لاؤ۔ میان ایک اچھی سی چلم پلاؤ۔ مین تڑ سے حقہ بھر لایا
اور مشکبو تمبا کو دھوان دھار رئیس کو پلایا۔ پینا دینا بخیر مینال
منھ سے لگائے اونگھ رہے تھے جب پھر ہوش آیا تو دو چار کش
پیے آنکھین کھل گئین۔ باچھین کھل گئین۔ یہ حقہ کس خدمتگار نے
بھرا ہے؟ اسکو ہماری دُلائی انعام دے دو تب تو بندۂ درگاہ ہاتھ
جوڑ کر سامنے آن کھڑے ہوے۔ خداوند یہ غلام کی کارگذاری ہے
خدمتگار کو اشارہ کیا تو وہ دلائی اینجانب کے کاندھون پر جھک کر
سات مرتبے فراشی سلام بجالایا۔ حق تعالیٰ ایسے رئیسون کو سلامت
رکھے۔ دم غنیمت ہے۔ اس وقت حضور کا بار احسان
پرورش ہے۔
رئیس۔ یہ افیم بھی تو آپ نے گھولی تھی واللہ مزہ آگیا۔
بندہ۔ قربان جاؤن حضور ایسی افیون پلاؤن کہ قیامت تک
پینک رہے دخل کیا کہ بےکیف ہو جائیے۔ ہاتھ تلے ہوے ہین
سانچے کے ڈھلے ہوے ہین پیر و مرشد کمال یہ ہے کہ دیکھتے دیکھتے
آنکھین سرغا سُرخ ہو جائین۔ لال لال ڈورے رنگ جمائین
سُنبل کے زیر بال کا لطف حاصل ہو۔ کیا مجال کہ کسی دوسرے کے
ہاتھ کی افیم بھائے۔ اب شام کو حکم ہو تو غلام پھر پلائے۔
رئیس۔ ضرور! شام کیا معنی اب مین آپ کو جانے نہ دونگا۔
آپ تو واللہ ڈبیا ہی مین بند رکھنے کے قابل ہین۔ افیون تو کروڑون
روپیہ کی پی ڈالی مگر ایسی کبھی آجتک نصیب ہی نہ ہوئی واللہ
کیا ہاتھ ہین۔ جی چاہتا ہے چوم لون۔ مین نے پھر جھک کر فراشی
سلام کیا۔ حضور کا سایۂ دامن مجھے کافی ہے۔ مگر بھائی
اسوقت جتنے خوشامد خورے بیٹھے تھے سب کا رنگ فق اور
کلیجہ شق ہو گیا پیٹ مین چوہے چھوٹے کہ اسنے اچھا رنگ جمایا

ایسا نہو ہم نظروں سے گر جائیں - کل کدھارے کو کہین دھتا
بولد یا جائے تو اُف قیامت ہی کا سامنا ہو - واللہ معاذہ تدبیر
کی کہ ہمارا اچھا یا رنگ پھیکا پڑگیا (سینے افترا پردازون نے کیا
شیطانی حرکت کی) ایک شخص نے کہا - حضور کی آواز اسوقت کچھ
بھاری ہی دوسرے نے فقرہ چست کیا کہ آواز سے کچھ ضعف بھی
پایا جاتا ہی تیسرے صاحب بولے نصیب اعدا کیا طبیعت بے لطف
ہوگئی - چوتھے نبض پر ہاتھ لے گئے - اخاہ تپ چڑھی ہی - پانچوین
نیم حکیم پیشانی پر ہاتھ رکھکر بولے - اُف فوہ ما تھا کیسا جلتا ہے
چھٹے صاحب نے فرمایا کہ حضور کی آنکھون سے بھی نصیب دشمنان
علالت پائی جاتی ہی - اب چوطرفہ سے یہی ہانک سُنائی دی کہ
رئیس علیل ہین - جب سب نے ملکر کہنا شروع کیا تو وہ بھی
گھبرائے فرماتے کیا ہین - ہان آج تو کچھ بدن بھی ٹوٹ رہا ہے
آنکھین بھی جلتی ہین اور نبض مین بھی سرعت ہی اتنے مین ایک
مصاحب نے کہا خداوند کیا عرض کرون کلیجہ بیٹھا جاتا ہی - خدا جانے
کیا ہوگیا دوسرے نے سر پکڑ کے کہا اُف سر پھٹا جاتا ہی تیسرے
نے آنکھین ملکر کہا بھئی آنکھین نکلی پڑتی ہین - الغرض سب نے
ایک نئی بیماری بتائی - کسی کو بخار آیا کسی کو جوڑی کسی کا بدن
گنگنا ہوگیا - کسی کا جی متلایا - سب سکیمان بن بیٹھے - ایک کانپنے
لگا دوسرا ہائے ہائے کرنے لگا - ہم چکرائے کہ بارخدایا یہ کیا بات ہی
یہ سب کے سب ایکدم سے بیمار کیونکر پڑ گئے - ارے ابھی تو مین
سوچا کہ یہ یاران سرپل کی کارستانی ہے - آنکھ اُٹھا ملکر -
رئیس - آخر کچھ سوچے تو کہ یہ بیٹھے بٹھائے کیا گل کھلا ابھی تو ہم
سب بھلے چنگے بیٹھے تھے - آناً فاناً مین کیسی ہوا چلی کہ درد سر
درد کمر تپ لرزہ نے آدبوچا - ہمین کچھ فیہ ضرور ہی -
مصاحب - حضور تو جہان کسی نے دو چار چکنی چپڑی باتین سنا دین

بس دم مین آ گئے - خدا جانے ان ذات شریف نے افیم مین کیا
کیا ملایا تھا کہ سب کے منھ پر ہوائیان چھوٹنے لگین کچھ دال مین
کالا کالا ضرور ہے -
رفیق - کیا پتے کی بات کہی ہے - واللہ میری زبان سے
لے گئے جیسے افیم پی جی متلانے لگا - اور ایک ہم پر کیا فرض
ہے - سب کا یہی حال ہی -
لیموں نچوڑ - مین کہنے ہی کو تھا کہ یہ انھین تازہ وارد حضرت کے
کانٹے بوئے ہوئے ہین اور حضور سچ کہون مجھے تو یہ کوئی
اُٹھائی گیرے معلوم ہوتے ہین دیکھئے آنکھون ہی سے چوٹا پن برستا ہی
اور خدا جھوٹ نہ بلائے - تو یہ جیب کی فکر مین آئے ہونگے ضرور
افیم مین کچھ ملا دیا انکو تھا نہ پر لے چلئے -
خدمتگار - میرے سامنے انھون نے کچھ جیب سے نکالا اور افیم
کے ساتھ گھولا - پھر حقہ بھرا تو تنباکو مین بھی کچھ ملا دیا - اب مجھے انکی
نیت کا حال کیا معلوم تھا بھلا شکل صورت سے تو بھلے آدمی معلوم
ہوتے ہین کوئی کسی کے پیٹ مین تو پیٹھا ہی نہین ہی -
رئیس - واہ صاحب آپ کے جوہر تو اب کھُلے - بھلے کو جلد
آپ کی ذات پہچان لی ورنہ آپ تو ایک آدھ کی جان لیتے اور
سنکھیا دے دیتے اب خیر اسی مین ہی کہ آپ چپکے سے کھسک جائین
ورنہ بُری ٹھہرے گی -
مصاحب - ہم تو انکو بغیر ٹھیک بنائے نجانے دینگے - وہ تو کہئے
حضور کی نیک نیتی ہی کہ گاڑھے وقت آڑے آئی - ورنہ اسنے
تو تسمہ تک نہین باقی رکھا تھا - انکو کوٹھری مین بند کرکے خوب
ٹھونکے اور پھر راہ خدا پر چھوڑ دے - مگر ذری خیال رکھے کہ خون
نہ نکلنے پائے -
حضرت تب تو میرے ہوش اُڑ گئے کہ خدا ہی خیر کرے ہم سُنے پھنسے

دلائی کیا پائی کہ شامت ہی آئی - اب کرون تو کیا کرون - بھاگون تو چور بنون بیٹھون تو پچھاجاؤن مگر اتنی تشفی بھی کہ کوتوالی کوئی نہ دکھائے گا انہین اتنی جرأت کہان ایک دفعہ ہی مین اُٹھ کھڑا ہوا - وہ بھی غنیمت سمجھے کہ ازین چہ بہتر - ایک نے دلائی پر ہاتھ مارا - دوسرے نے ہرونی چھین لی - تیسرے نے کہا بھاگتے بھوت کی لنگوٹی ہی سہی - بیچیے کہان تو دلائی انعام مین پائی تھی کہان شجاع الدولہ کے کوٹھون کی ہرونی بھی ہاتھ سے دی قہر درویش برجان درویش - بھاگا تو یہان آکر دم لیا - رخصت فی امان اللہ -

میان آزاد دل مین سوچے کہ بھئی رئیسون کے دربار مین چنڈو خورون کی بڑی گرم بازاری ہی ان ملعونون کی دم مین رسا نہ باندھا تو آزاد نہین - اُسوقت سے بیڑا اُٹھا لیا کہ انکو ٹھیک بناؤنگا - پھر سوچے کہ کوشش ٹھکانے لگنا معلوم - ریل گھر پر تو ایک دفعہ بوچڑ بن چکے ہین اب کہین منہار یا چمار نہ بنائے جائین کہ ساری مشیخت نکل جائے بھی کم کھائے غم نہ کھائے - اتنے مین میان آزاد اپنے آقائے نامدار کی کوٹھی پر پہونچے - تھوڑی دیر بیٹھے تھے کہ ایک شخص نے نواب صاحب کو ایک خط دیا اور کہا حضور میرزا جی نے یہ خط بھیجا ہے اِسکو ملاحظہ کرکے جواب عنایت کیجیے مصاحبین کا چہرہ زرد اور دل سرد ہو گیا کہ اب اُسنے یہ تدبیر نکالی کہ چٹھیان بھیجنے لگا - اے حضور اِس ردی کو چاک کر ڈالیے - وہ اور خط بھیجے - اتنے ہوے اے تیری قدرت یہان تک آتے کیا پانون کی مہندی گھستی تھی ایسے بڑے مشیخت پناہ ہو گئے - نواب صاحب نے کہا اچھا پڑھو تو دیکھو لکھا کیا ہی -

میرزا صاحب کا خط

حقوق خدمت صد سالہ لعب اطفال ست
بکشورے کہ درو کودکان خداوندند

افیمچیون کے پشت پناہ - بدکیون کے قبلہ گاہ دام لعنتہ - لاکھ سکھایا پڑھایا مگر تم لونڈے ہی بنے رہے - ابھی جمعہ جمعہ اٹھوارے کی پیدائش اور یہ پھیر عتاب - تمھارے دادا جان تک کی تو مین نے آنکھین دیکھی ہین اور تمھارے لکڑ دادا کے دادا پیر تک کی قبر سے واقف ہون - اِس بڑھوتی وقت تم نے مجھکو نکالا ناچ نچاؤن تو سہی - سنیے صاحب ایک بدمعاش نے آکر ٹل قافیہ اُڑایا اور حضرت کو چنگ پر چڑھایا کہ یکم کو فرشتے گھر پھونکینگے - بات ترے چھوٹے کی دم مین رسا - اور نواب کو تو کیا کہون وہ تو پچھیاکے تاؤ ہی نکلے جسکو اتنی عقل بھی نہین کہ فرشتے کہین چھپڑ جلایا کرتے ہین واہ ری عقل قربان اس فہم و دانش کے - نوصاحب اب فرشتے بھس مین چنگاری ڈالنے لگے - ارے توبہ - ارے توبہ - ان بے ایمانون پر آسمان نہین پھٹ پڑتا - اور دل لگی دیکھیے گا کہ حلوائی مرکز جی اٹھی اِس کذب پر شیطان کی پھٹکار -

نواب اب ذرا تو دل مین غور کرو کہ ساری خدائی بھر مین کہین بھی اندھیر اگھپ چھایا - کوئی بھی فرشتہ آیا ایک بھی گھر جلا یا آپکے یہان مفت خورون نے میری بیخ کنی کے لیے یہ بنی مگر آپ تو سادہ لوح ہین سنتے ہی نادری حکم دیدیا کہ نکال دو - افسوس ع - گو سالہ ما پیر شد و گاؤ نشد + نام خدا سیانے ہونگے مگر ہو نہ دیوانے ہو - ذرا تو عقل سے کام لو - ذرا تو ان خوشامدیون کے منھ مین کالک ملو - کل کو کہین بیچاری بیگم پر آنچ نہ آجائے ایسا ہو کہ کسی طرح مین اُنکو بھی شہر بدر کرا دین -

واہ بھئی واہ - کیون ہو آئے نہ چھانسے مین کھاگئے نہ چڑھ گئے نہ چنگ پر - ابھی کیا ہے دیکھنا جو کہین نو مہینے یہ

لوگ جم گئے تو کوٹھے پر جھنڈی کا پھریرا اُڑ رہا ہوگا۔ ڈگڈگی بجے تو سہی کسی کا دل دکھانا اچھا نہین۔ اب تمھارے یہان تو بندہ آنے سے رہا۔ لاکھ روپیہ دو آنے والے کی دُم مین نمدا۔ ع

گر صد ہزار لعل و گہر مے دہی چہ سود
دل را شکستۂ نہ کہ گوہر شکستہ

اب دل لگی دیکھیے تمھاری قلعی نہ کھولون تو میرزا نہین مجھے تو اندر باہر سب کا حال معلوم ہے نہ۔ وہ پتے پتے کی سناؤن کہ یاد ہی تو کرو۔ دریا مین رہ کر مگر سے بیر۔ ارے نادان نواب نوابی کے ٹھاٹھ ہی اور ہوتے ہین ریاست کے تیور ہی اور ہین وہ خم ودم ہی اور ہین۔ تم تو دمڑی کے بودے ہی بنے رہے۔ نام کے نواب۔ میان نواب بننے کا شوق چرائے تو ہم ایسون کو نوکر رکھو۔ داستان گوئی مین ہم بند نہین نقالی مین ہم بند نہین۔ خوشامد مین ہم بند نہین خیر اب بکے کون۔ آدمی ہو تو سمجھ جاؤگے۔ ورنہ پچھتاؤگے۔

ہمارے گول مول نواب صاحب ایکدن دونون وقت ملتے اپنی خوش سواد کوٹھی کے ایک رنگین کمرے مین بیٹھے مصاحبون رفیقون سے چہ میگوئیان کر رہے تھے کہ اتنے مین میان آزاد نے دروازے مین سے گردن نکالی مجرا عرض کرتا ہون پیرومرشد آئیے میان آزاد۔ کہیے کہان سے سواری آتی ہے۔ اسوقت تو کچھ چہرہ تمتایا ہوا ہے کیا کسی سے جھوڑ ہوئی ہے۔ اے حضور آپ کی جوتیون کے صدقے مین ہم جوار مین تو کوئی آنکھ نہین ملا سکتا دھاک ہے محلہ محلہ ہوا بندھی ہے۔ اچھے اچھے پہلوانون نے پچھاڑین کھائین۔ ہم نے وہ وہ تخنیان بتائین کہ چھٹی کا دودھ یاد آیا ہوگا۔ اسوقت بندہ ایک نانبائی کی دُکان پر کوہ پلاؤ بنانا سیکھتا تھا۔ آنچ کے سامنے جو جم کے کچھ دیر بیٹھنا پڑا تو چہرہ لال انگارا ہوگیا۔ خاصے تو یہ کہیے نانبائی گری کا بھی شوق چرّایا۔ ع۔ دماغ بیہدہ پخت وخیال باطل بست + خیر صاحب ع۔ روٹی تو کما کھائے کسی طور مچھندر + کیون بھئی معقولات مین بھی کچھ دخل ہے یا لنگوٹا باندھکر کشتی اور ڈھینگا مشتی ہی جانتے ہو۔ کون! مین! معقولات! ہونھ۔ عمر بھر کیا کیا کیے۔ اس فن کی وہ کونسی کتاب ہے جسپر اینجانب نے نکتہ چینی نہین کی۔ فقہ امامیہ اور فقہ حنفیہ اور کتب تفسیر وتصوف جسمین چاہیئے بحث کیجیے۔

مصاحب۔ حضور اس شہر مین ایک عالم آیا ہے کہتا ہے دنیا بھر کی کتابین چاٹ گیا ہون خصوصًا علم مناظرہ مین تو ید طولی رکھتا ہے منطق کے زور سے جھوٹ کو سچ کر دکھائے مگر خدا کو نہین مانتا ہے۔ پکا ملحد اور منکر ہے۔

آزاد۔ واہ منطق کی اچھی قدر کی۔ حضرت اُنکے تو ہم بھی مشتاق ہین۔ واللہ خدا کا وہ کامل ثبوت دون کہ وہ خود پھڑک جائین ذری یہان تک لائیے تو سہی۔ بھاگے راہ نہ ملے۔ جو پھر اس شہر مین منھ دکھائین تو آدمی نہ کہنا۔

نواب۔ ہان ہان میر صاحب ذری اُنکو پھانس پھونس کر لائیے تو میان آزاد کے جوہر تو کھلین۔ مگر میان ان منکرون سے بھڑنا دل لگی نہین کسی کے قائل ہی نہین۔ بس ایک مادے کے قائل ہین۔

اسپر میر صاحب نے زور سے دو چار دم لگائے اور لڑھکتے ہوے گئے اور جھٹ سے اُس دہریے کو لائے یہان ہجوم عام تھا وہ ازدحام تھا کہ تھالی اُچھالئے تو سر ہی سر جائے ملحد نے

آتے ہی پوچھا کہ کون بزرگوار بحث کرینگے - میان آزاد بولے ہم - اب سب منتظر ہین کہ دیکھین کیا سوال جواب ہوتے ہین چوطرفہ پھبڑی پک رہی ہی کہ یہ ملحد تو کسی سے آجتک قائل ہی نہین ہوے انھین کوئی بند کیا کریگا -

میان آزاد

توحید مین مقام نہین قال وقیل کا
ہی کس کو ناطقہ ترے ذکر جمیل کا

یا ایہا السامعین - اس دہریے کے دل گردے کو دیکھیے کہ اللہ میان ہی کے قائل نہین - یہ شکل اور یہ صورت اور یہ خیال اے لعنت -

ملحد - پانی پی پی کر کوسنا اور بات ہی اور بحث کرنا اور بات ہی ہمین کوئی معقول کرے تو البتہ جانین - یہ کیا کہ لگے گالیان دینے -

آزاد - نامعقول کو معقول کون کرے - کوئی سوال کیجیے تو ہم جواب دین شک ہو رفع کر دین -

ملحد - اچھا پہلے تو ان تین سوالون کا جواب دیجیے پھر اور بحث چھیڑینگے -

سوال اول - خدا ہی تو ہمین نظر کیون نہین آتا -

سوال دوم - شیطان ناری ہی اور وہ دوزخ مین جلایا جائیگا - واہ وا واہ بھلا ناری کو آگ کا کیا ڈر ہی - اس سزا سے وہ ضرور نڈر ہے -

سوال سوم - جو کرتا ہی خدا کرتا ہے - پھر انسان کا قصور کیا - چوطرفہ سناٹا پڑ گیا - کہ واللہ کیا عالم ہی - اہو ہو ہو - کیا کڑے سوال کیے ہین سب کے اوسان خطا - ہوش اڑے ہوے - بگڑے دل لوگ دانت پیس رہے ہین کہ باہر نکلے تو گردن ہی ناپین کوئی دل ہی دل مین کوس رہا ہی کہ خدا کرے یہ مردک ابھی ابھی مر جائے کوئی قہر کی نگاہ سے گھور رہا ہی کہ اتنے مین میان آزاد نے کہا یار عزیز ایسی باتین نہ کرو جہنم مین جلائے جاؤ گے جہنم مین اُسنے مسکرا کر کہا کہ -

ہمکو معلوم ہے جنّت کی حقیقت لیکن
دل کے خوش کرنے کو غالب یہ خیال اچھا ہی

اسپر میان آزاد نے ایک ڈھیلا کھینچ مارا کھٹ سے اُس منکر کی کھوپڑی پر پڑا - ہائے کر کے بیٹھ گیا - اُف لاحول ولاقوۃ اچھے وحشی سے پالا پڑا مین بحث کرنے آیا یا لپاڈگی - جب تقریر مین ہارے تو کلوخ اندازی کرنے لگے اور جو مین بھی ایک پتھر کھینچ مارون تو پھر کیسی ہو بچہ جی - جاہلون کا قاعدہ ہی کہ ہاتھا پائی پر آمادہ ہو جاتے ہین دہائی ہے نواب صاحب کی جیجہ بے سبب ہم پر ایک جہاڑ کا چہار کھینچ مارا - سر پھٹا گیا -

نواب بھئی آزاد ہمین یہ تمھاری حرکت پسند نہین آئی - یہ ڈھیلے بازی کے کیا معنی - مانا کہ یہ ذات شریف کشتنی سوختنی گردن زدنی ہین مگر بحث کر کے معقول کیجیے - یہ نہین کہ جوتا کھینچ مارا یا تان کے ایک ڈھیلا لگایا -

آزاد - پیر و مرشد مین نے تینون سوالون کا وہ جواب دیا کہ اگر کوئی قدردان ہوتا تو اسوقت گلے سے لگا لیتا اور کرورون روپیہ انعام کے دیتا - سنیے -

پہلا سوال - خدا ہی تو ہمین کیون نظر نہین آتا -

جواب - اگر اس ڈھیلے سے انکو چوٹ لگی تو چوٹ نظر کیون نہین آتی -

سبحان اللہ کا ڈونگڑا برس گیا - واہ اُستاد - واللہ کیا جواب ترکی بترکی دیا ہے -

دوسرا سوال - شیطان کو نار جہنم مین جلانا بیکار ہے ؟

تو خود ناری ہے ۔

جواب ۔ انسے پوچھیے کہ یہ مٹی ہی کے پتلے ہین یا نہین ۔ انکی کھوپڑی مٹی ہی کی بنی ہے یا سوبڑکی ۔ پھر مٹی کا ڈھیلا لگا تو سر کیون بھنّا گیا ۔ بات ترے کی ۔ واہ میان آزاد کیا جواب دندان شکن دیا کہ دانت کھٹّے ہو گئے ۔

تیسرا سوال ۔ جو کرتا ہے خدا کرتا ہے ۔

جواب ۔ پھر ڈھیلے لگانے کا جُرم ہمپر کیسا ۔

ٹوپیان چوطرفہ اُچھلنے لگین ۔ کہ واہ میرے شیر کیا کہنا ہی ۔ اُہو ہو ہو کھوپڑا گلیجو ۔ اب خدا کے قائل ہوے یا اب بھی کچھ مین میکھ ہے ۔ کرورون باتون کی ایک بات یہ ہی کہ جب آپ ہی خاکی ہین اور مٹی ہی کا ڈھیلا مارا تو آپ کی کھوپڑی کیون بھنّائی ۔

لیجیے صاحب ابتک تو میان آزاد پہلوان اور پھکیت ہی تھے اب صوفی صافی اور مولوی بھی مشہور ہو گئے ۔ نوابنے میان آزاد کی پیٹھ ٹھوکی ۔ واہ کیون نہو ۔ پہلے تو مین جھلّایا کہ یہ ڈھیلا بازی چہ معنی دارد ۔ مگر پھر تو پھڑک گیا کہ واہ کیا نازک خیال آدمی ہی ۔ یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ ایک مصاحب بڑی سی رزائی جسمین کوئی دس سیر روئی پڑی تھی اوڑھ کر تشریف لائے اہن ! یہ رزائی کیسی رزائی کیا لحاف کہیے ۔ کیون میان یہ بے فصل رزائی اوڑھنا کیسا واہ قبلہ اس بھید کو آپ نہ سمجھے ۔ اے بھائی رزائی تو طالبعلم کی لنگی ہی اوڑھیے تو گرم بچھایئے تو نرم ۔ دبیجیے تو دھرم باندھیے تو بھرم ۔ واہ بھئی قافیہ سنجی بھی ہو تو اتنی ۔

ایک دن ہمارے باغ و بہار جوان لڑنتیے پہلوان میان آزاد اپنے آقاے نامدار نواب گردون مدار کی کوٹھی مین دوزانو بیٹھے مصاحبین سے گپ اُڑا رہے تھے ۔ کسی کو لکڑی کی چوٹین کسی کو کشتی کے داؤ بتا رہے تھے کہ اتنے مین نواب صاحب نے کہا کیون آزاد کبھی بٹیرین بھی لڑائی ہین ۔ نیت شب بخیر ۔ اب کی ربیع الاول مین وہ گھمسان کی لڑائیان دکھائین کہ واہ جی واہ ۔

مصاحب ۔ میان آزاد تم تو اپنے کو بڑا جہانیان جہان گشت سمجھتے ہو مگر واللہ یہ لڑائی نہ دیکھی ہوگی ۔ سطرح گتھ جاتے ہین کہ تو بہ ہی بھلی بٹیر کی لڑائی کے آگے تو توپ و تفنگ بھی گرد ہی اور پھر ہمارے نواب صاحب کے یہان کی پالیان ۔ اُف فوہ آج ہماری سرکار مین جتنے بٹیر ہین اُتنے تو مٹیا برج کے چڑیا خانہ مین بھی نہونگے ایک ایک بٹیر ہزار ہزار کی خرید کا ۔ نوک دم کے بنانے مین توڑے کے توڑے صرف ہو گئے ۔ سیرون موتی مروارید تو مین نے اپنے ہاتھون پیس کر کھلا دیے ہین ۔ کچھ دنون روز کھرل چلتا تھا ۔ مگر واللہ آپ بھی کہین گے کہ ہم آدمی ہین اِس ڈیوڑھی پر اتنے دن سے ہوا ابتک بٹیر خانہ بھی نہ دیکھا ۔ آؤ چلو تمکو سیر کرائین ۔ یہ کہکر بٹیر خانہ لے گئے ۔ میان آزاد کیا دیکھتے ہین کہ چوطرفہ کابکین ہی کابکین نظر آتی ہین ۔ اور کابکین بھی وہ بیش بہا کہ اُہو ہو ہو ۔ ہاتھی دانت کی تیلیان ۔ اُپر گنگا جمنی گمذیان اور کارچوبی چھتین اور مقیش کی جھالر اُسپر کامدار مخملی غلافین ۔ رنگ برنگ سونے چاندی کی ننھی ننھی کٹوریان جسمین بٹیر اپنی پیاری پیاری نکیلی چونچون سے پانی پیتین ۔ پانچ پانچ چھ چھ سو کی لاگت کی کابکین ہر سمت ٹنگی ہین ۔ کھونٹیان بھی رنگ برنگی ۔ مصاحب ایک ایک کا بک اُتار کر بٹیر دکھا کر تعریف کرنے لگے تو پُل باندھ دیے ایک بٹیر کو دکھا کر کہا کہ اللہ رکھے کیا منجھولا جنور ہے ۔ صف شکن جو آپ نے سُنا ہو یہی حضرت ہین لندن تک خبر کے کاغذ مین اسکا حال چھپ گیا میری جان کی قسم ذری اسکی آن بان کو تو دیکھیے گا (بوسہ لیکر) ہاے کیا بانکا بٹیر ہی ۔ یہ نواب صاحب

کے دادا جان کے وقت کا ہی - ایسے رئیس پیدا کہان ہوتے ہین
دم کے دم مین لاکھون پھونک دیے - روپیہ تو ٹھیکریان سمجھا کیے
پتنگ بازی کا شوق ہوا تو شہر بھر کے پتنگ بازون کو نہال
کر دیا کنکوے والے بن گئے - اجی اور تو اور لونڈے جو گلی
کوچون مین لنگر اور گٹے لے کر ڈور لوٹا کرتے ہین روز دو دو پیچ بیچکیر
جکھوتیان کرتے تھے - عیاشی مین بھی وہ نام روشن کیا کہ کوئی
ڈوم ڈھاری غریب نظر نہ آیا - چانڈو کا شوق ہوا تو دقیانوس
کے وقت کی نگالیان ہزارون روپیہ کو خریدین اور فی سبیل اللہ
دو دو ڈھائی ڈھائی سو آدمیون کو ایک ایک دن مین چانڈو
پلا دیا - افیم اتنی خریدی کہ ٹکے سیر سے سولہ روپیہ سیر بکنے لگی -
مالوا غاخی جین ٹھکھل - دن رات قوام کے چوٹھے کا منھ کالا -
افیم کے ست کا بول بالا - جب دیکھو لمپ روشن جاگتی جوت
مکھیان تک فیض سے محروم نہین رہین بمبئی تک کے گنے آتے
تھے اور ہاتھی کے قد آدم چھلکون کا ڈھیر لگ جاتا تھا -

آزاد - ہاتھی کے قد آدم بھی کتنا خوب -

مصاحب - اللہ کی عنایت سے جو شوق کیا ایسا ہی کیا بٹیر
بٹیر بازی مین انکے سامنے کون ٹھہرتا - لاکھون روپیہ صرف
کر ڈالا اب یہ ایک صف شکن انکے وقت کا باقی رہ گیا ہی - یہ بزرگون
کی نشانی ہی - بٹیر کیا ہفت خوان منازل پہلوانی ہی ہفت اقلیم مین
لاثانی ہی - انکی وفات کو کوئی بیس تیس برس ہوئے ہونگے لیکن
سمجھیے کہ محمد علی شاہ کے وقت مین خریدا گیا تھا - اب کوئی ننانوے برس
کا ہوگا دو کم یا دو اوپر مگر اس بڑھوتی وقت بھی وہ ہٹے مو تھڑے
ہین کہ مرغ کو پٹک کر لات دے تو وہ بھی چین بول جاوے جیسے
باز اور پدّے کی لڑائی - اور کیون نہو نمک کس شوق کا کھاتا ہی
اور نوابصاحب کے جیوٹا بنے کو تو آپ جانتے ہی ہین شاہی
مین جب دو گلے والی پلٹن بگڑی تھی تو ہمارے حضور ہی بھیجے گئے تھے
پار سال کی دل لگی سنیے نواب صاحب کے مامون تشریف لائے
انمین بھی ریاست کی بو ہی - کنکوا تو ایسا لڑاتے ہین کہ میان
ولایتی انکے آگے پانی بھرین دو دو تو وے افیم پی جائین اور وہی
خم و دم بٹیر بازی کا بھی پرے سرے کا شوق ہی - آپکا ظفر پیکر
تو بلا کا بٹیر ہی - بٹیر کیا شیدی لندھور ہی - ڈھوہ کا ڈھوہ - جیسے
خاصہ چھوٹا تیتر - خیر آتے ہی نواب کو لیکر بٹیر دیکھنے گئے میرے
منھ سے بیساختہ نکل گیا کہ حضور کو تو بٹیر دن کا مدت سے شوق ہی
کرورون ہی بٹیر دیکھ ڈالے ہونگے مگر صف شکن سا بٹیر تو حضور نے
بھی نہ دیکھا ہوگا -

مامون - ہونھ - اسکی اصل و حقیقت کیا ہی ظفر پیکر کو دیکھو تو
آنکھین کھل جائین عقل کے ناخن لیجیے بڑھکر ایک لات دے
تو صف شکن کیا معنی آپ کو نوکدم پالی باہر کردے - حوصلہ ہو
تو منگواؤن -

نواب - اچھا مامون جان پھر کل شد ہو جائے - دو دو
چونچین تو ہون -

مامون - کیا مضائقہ - مگر اپنا بٹیر آپ مفت مین کٹوائینگے
آپس کی لڑائی سے فائدہ یا اچھا کل ہو ہی جائے - ادھر یا ادھر -

الغرض دوسرے دن پالی ہوئی - ہزارون آدمی جوق جوق آن
موجود - شہر بھر مین دھوم تھی کہ آج بڑے معرکہ کی جنگ ہی یعنی
قسم ہے رزق کی دو چیزین جسنے نہین دیکھین اسنے دنیا مین کچھ
دیکھا ہی نہین ایک تو یہ پالی - دوسرے پیرو مل کی سوگھی - ادھر
ظفر پیکر اس ٹھاٹھ سے آیا کہ زمین ہلگئی اور ہیرا تو کلیجہ دہلنے لگا
مگر صف شکن نے اسدن آبرو رکھ لی - جب ہی تو نوابصاحب
اسکو بچون سے زیادہ عزیز رکھتے ہین پہلے اسکو دانہ کھلوا لیتے ہین

پھر کہین آپ کھاتے ہین ایکدن خدا جانے بلّی دیکھی یا کیا ہوا کہ اپنے آپ پھڑکنے لگا - نواب سمجھے کہ بوندا ہو گیا پھر تو ایسے دھارون دھار روے کہ گھر بھر مین کہرام مچ گیا مین نے نواب صاحب کو کبھی روتے دیکھا نہین - مجالس عزا مین ایک آنسو نہین نکلتا - جب بڑے نواب صاحبؒ نے انتقال کیا تو اشک کا ایک قطرہ بھی نہ گرا - بھئی یہ بٹیر ہی ایسا انمول ہے - اور سچ تو یون ہے کہ اُسنے اُسدن نواب کی شان بٹیرهیون پر احسان کیا واللہ جو کہین گھٹ جاتا تو بندہ تو جنگل کی راہ لیتا - میان جنگ مین آبرو ہی آبرو تو ہے - اور ہے کیا - خیر صاحب جیسے ہی دونون جھکی کھا چکے ظفر پیکر بجلی کی طرح صف شکن کی طرف چلا - یہ تُوری وہ گھاگ آتے ہی دبوچ بیٹھا اور چوٹی کو چونچ سے پکڑ کر ایسی ایسی مرتوڑیان دین کہ دوسرا ہوتا تو ایک گرفتے مین پھر سے بھاگ کھڑا ہوتا - نواب کا اُسدم چہرہ فق ہو گیا - اور کلیجہ شق منہ پر ہوائیان چھوٹنے لگین - نصیب اعدا زہر کھانے کا وقت پہونچا کہ اتنے مین صف شکن قلفی کرکے لوٹ ہی تو پڑا - واہ میرے شیر - خوب پھرا - پالی بھر مین آواز گونجنے لگی - کہ اہو ہو ہو وہ مارا - ہان بیچے دے بڑھ کر لات - ایک لات ایسی جمائی کہ ظفر پیکر نے منہ پھیر دیا - منہ کا پھیرنا تھا کہ صف شکن نے اُچک کر ایک جھنجھوٹی بتائی واہ واہ وا - اسی مقام پہ ایک لات اور کس کر اہو ہو ہو شاباش - واہ پٹھے - اہو ہو ہو - اسی جگہ ایک اور اہو ہو ہو لگا ایک اور مرتوڑی - اہو ہو ہو - اتنے مین میان ظفر پیکر پیچ کرکے تو کدم پالی باہر - پھُر سے اُڑ گیا - پالی بھر نے کہا وہ بھگایا - وہ مارا - چوطرفہ ٹوپیان اُچھل گئین - اور تالیان بجنے لگین واہ رے صف شکن - ظفر پیکر گھٹ گیا تو صف شکن کا دل اور بھی بڑھا - آج یہ بٹیر اپنا ثانی نہین رکھتا -

میان آزاد نے دیکھا کہ نواب کا ہزار ہا روپیہ بٹیرون کے پھیر مین ناحق گھوما جاتا ہے - ذہن کے پکے تو تھے ہی سوچے کہ آؤ آج ان سب کو اُڑا دین تو بھی دل لگی ہو یہ سوچتے ہی مصاحب سے کہا کہ یار آج اچھی سی افیون گھول کر پلاؤ تو ہم بھی بسم اللہ کردین - مصاحب کی باچھین کھل گئین کہ اچھے کو چیلا کیا - بڑے مدّھد کو مونڈا دوڑتے ہوے گئے کہ افیون گھولکر لائین - ادھر میان آزاد نے میدان خالی پاکر کابکون کی کھڑکیان کھولدین - بٹیر سب پھر سے بھاگ گئے - صف شکن کو انھون نے چھپا لیا - باقی سب ہوا مین موجین لے رہے ہین - ہات ترے کی گھر بھر مین کتاب کا نام نہین کاغذ قلم دوات سے کام نہین کہین اور کابک اور بٹیر کے سوا کچھ نظر ہی نہین آتا - لو بچہ اور پالو بٹیر -

ہمارے رئیس نامدار یعنی نواب عرش وقار جھٹپٹے وقت اپنے باغچۂ پُر بہار مین فرش مکلف پر بیٹھے رنگ رلیان منا رہے تھے مصاحب اور رفقا خوشامد کی باتین بنا رہے تھے اور میان آزاد صحبت گرما رہے تھے اتنے مین دریاے اخضر فلک پر کشتی ہلال نظر آئی یعنی مہ نو نے اپنی پیاری پیاری صورت دکھائی چاندنی کا چھٹکنا تھا - کہ مصاحب بلبل کی طرح چہکنے لگے - نوابون کے دربارون مین مسخرون کا کال نہین - ایک افیمچی پلاؤ کی چاٹ پر مسخرے بن گئے - چوطرفہ اُن پر بوچھار ہونے لگی - ایک شخص نے پوچھا کیون یار - واحد علی تمھارے کون ہین بھائی ہین - تو فرماتے کیا ہین - جی واحد علی! میری خالہ جان کی بہن کے میان کے لڑکے کے باپ کے بیٹے ہین اسپر وہ فرمایشی قہقہہ پڑا کہ فلک ہفتم تک آواز پہونچی -

بھئی واللہ یہ نیا رشتہ ہی ابھی اُلٹ پھیر ہی۔ اور کیون میان تمھارے باپ تمھارے کون ہوے۔ واہ واسمین کونسی مشکل بات ہی بھلا۔ ہوے کون! باپ ہوے اچھے رہے اب ہمین ایسا گھامڑ سمجھ لیا ہی مجھے بھی کوئی گنوار مقرر کیا ہی۔ نواب صاحب نے کہا خوجی اس حوض مین نہاؤ تو ایک اشرفی دیتا ہون پیرومرشد اشرفیان تو حضور کی جوتیون کے صدقے مین بہت سی مل جائینگی مگر پھر جینا دوبھر ہو جائیگا۔ وہ نہ مرے سہی لیکن نکٹا جیا برے احوال۔ ناصاحب مجھے تو کوئی فی غوطہ ایک اشرفی دے تو بھی پانی مین نہ بیٹھون۔ پانی کی صورت دیکھے بدن کانپ اُٹھتا ہے اور روح لرزنے لگتی ہے بھئی واہ کیسے مردے ہو جی۔ میان نہاتے نہین۔ تو آپ کوئی قاضی ہین۔ ہم نہین نہاتے پھر آپ کو کیا۔ ابھی سرکار کا حکم ہے۔ چلیے آپکی بلا سے کہنے لگے سرکار کا حکم ہے۔ پھر کوئی اپنی جان دیدے۔ حضور جو یہ بوقت دھم سے حوض مین نہ کود پڑین تو انیم انھین نہ ملے۔ آپ بہت چل نکلے ہین۔ کھلائین حضور کھائین ہم۔ آپ کون بیچ مین بولنے والے اڑسٹھ برس سے تو مین افیم کھاتا آیا ہون اب آپ کے کہنے سے چھوڑ دون تو کیسے مرا جیا۔ نواب صاحب نے کہا اچھا بھئی جانے دو۔ دودھ کھاؤ گے۔ واہ خداوند نیکی اور پوچھ پوچھ دودھ تو وہ شے ہے جسکو انسان ماں کے پیٹ سے نکلتے ہی غٹ غٹ پیتا ہی۔ لیکن ذری مٹھاس خوب ہو۔ شاہجہان پور کی سفید شکر یا روسر کی کوچھٹی کا قند یا کالپی کی مصری گھولیے گا اور تھوڑا سا کیوڑا بھی گرا دیجیے تو پیتے ہی آنکھین کھل جائین نواب صاحب نے حکم دیا کہ بھئی انکے واسطے دودھ لاؤ۔ کیون جی تم طولانی کا دودھ پیتے ہو یا گھوسن کا۔ حضور جو بلیجائے۔ آم کھانے سے کام ہے یا پیڑ گننے سے۔ غفور خدمتگار چاندی کے کٹورے مین دودھ لایا

خواجہ صاحب دودھ پیجیے۔ چُپ نامعقول اتنا بڑا لوڑھ ہوا ہے ابھی تک تمیز نہین آئی۔ یہ دودھ پینا کہان کا محاورہ ہے گنوار دودھ کھاتا نہین کہتا۔ کٹوری یہان رکھدے مین ابھی آیا ذری کتے بلی کو دیکھتے رہنا۔ کہان کہان۔ خوجی کہان۔ ای دودھ تو کھائے جاؤ مرد آدمی۔ کہین نہین حضور ابھی آیا۔ خوجی جب نظر سے اوجھل ہوے تو میان آزاد چپکے سے آدھا دودھ کھا گئے اور کٹورا لبالب کرنے کے لیے حوض سے پانی لے کر بھر دیا۔ اتفاق سے ایک چھوٹی سی مچھلی بھی پانی کے ساتھ کٹورے مین آ رہی جب خواجہ صاحب تھوڑی دیر مین پھونک پھونک کر قدم اُٹھاتے ہوے برآمد ہوے اور کٹورے کو دودھ سے لبالب پایا تو باچھین کھل گئین جاتے ہی منھ ڈالدیا۔ اتنے مین مچھلی بھی منھ مین آئی تب تو چکرائے کہ الٰہی یہ کیا اسرار ہی۔ غفور پر بہت ہی جھلائے۔ اور نواب صاحب سے بڑی شکایت کی حضور اسکی کان گوشی واجب ہے۔ ایسا غافل ہو گیا کہ حوض سے مچھلی اُچک آئی اور انھین کانون کان خبر نہین۔ او گیدی اتنی قرولیان بھونکی ہونگی کہ چھٹی کا دودھ یاد آجائیگا حاضرین نے خوب قہقہہ لگایا جسے دیکھو لوٹ رہا ہی کہ واللہ اچھی دل لگی ہوئی۔ اسپر میان آزاد نے کہا ع۔ اسے کھا جایہ شیرازی ہو تب تو میان افیچی نہایت ہی افسوس کرنے لگے کہ ہائے ہائے سونے کی چڑیا ہاتھ سے نکلگئی۔ مجھے کیا معلوم تھا کہ یہ شیرازی ہے ورنہ کچا ہی چباجاتا۔ اس قسم کی مچھلی مین یہ خاصیت ہی کہ اسّی برس کا بڈھا کھائے تو جوان ہو جائے نئے سر سے دانت نکل آئین اسپر گھنٹون دل لگی رہی اتنے مین ایک صاحب نے پوچھا کہ خواجہ صاحب لوگ آپکے پدر بزرگوار کو باورچی بتاتے ہین واللہ ہم تو آپکو شریف زادہ سمجھتے تھے مگر آپ باجی ہی نکلے باجی آپ اور آپکے باپ۔ کچھ سیدھے تو نہین ہو یہ باجی کی

کونسی بات چیت ہی ہمنے تو عمر بھر کبھی چوطھا نہین پھونکا - باپ
دادا کا حال نہین معلوم کون تھے - کون نہین تھے - واہ میان واہ
تو یہ کہئے آپ کو اپنے باپ دادا کا حال ہی نہین معلوم - یہ لاعلمی
تو بندہ نواز آپ کی عالی خاندانی کی قلعی کھل گئی - بس بس
اب آپ اس دربار کے لائق نہین - نواب صاحب نے
مسکرا کر کہا - اسے میان خوجی تمکو اپنی زبان سے بھی کہنا نہین
یہ تم بک کیا گئے - کوئی اپنے باپ دادا کو بھی نہین جانتا واہ رے
پاگل ساٹھ برس کا ہوا آدمیت نہ آئی سٹھیا گیا ہی - میان آزاد
نے پوچھا کیون میان صاحب آپ پٹھان ہین یا شیخ - جی مین
تو ہندوستانی ہون - این! یہ بھی کیا خوب اسے بھئی مسلمان
ہو یا کافر صاحب پیدا کہان ہوے - ہندوستان کے بیچ مین پھر
اس سے کیا واسطہ - اگر اصطبل کے بیچ مین پیدا ہوتے تو کیا
لوگون کے بیچ مین گھوڑے کہلاتے - اس معاملہ کے بیچ مین انصاف تو
کیجیے - پھر ایک فرمایشی قہقہہ پڑا - اور حاضرین لوٹنے لگے -

اب سنیے کہ ایک اور مسخر الدولہ آئے - حضور کو مجرا - اخاہ میر
مذاق ہین آئیے مشفق کہیے کوئی تازہ خبر - تازہ خبر یہ ہی کہ آج سے
اینجانب تارک اللحم ہو گئے - گوشت اب نہ چھوئین گے - نباتات ہی
پر وانت لگائین گے - کیون کیون خیر باشد - یہ کیا بد پرہیزیان
ہین - کیا باورچی نے گوشت نہین دیا - غفور - حضور - محمدو کو
بلاؤ - محمدو آیا - آداب بجالایا - کیون جی تم سے تو ہمنے کہہ دیا ہے
کہ سب کو ایک آنکھ سے دیکھا کرو (اتفاق سے میان محمدو
واحد العین تھے) حضور غلام سب کو اسی ایک آنکھ سے دیکھتا ہی جھوٹ
کہتا ہو تو یہ (کانی کو دکھا کر) آنکھ اپنے بائین ہاتھ کی چھنگلیا سے
پھوڑ ڈالیے (بائین ہاتھ کی چھنگلیا نواب صاحب کی نذر دیکھی)
اسپر نواب صاحب ہنس پڑے - انکا ہنسنا تھا کہ مصاحبون
نے بھی کھلکھلانا شروع کیا - مسخر الدولہ بولے کہ خداوند اسکا
قصور نہین - مین کچھ اور ہی عرض کرتا ہون - وہ فرمائیے -
حضور ایک بڑے عالم نے لکھا ہی کہ نباتات کھایا کرو گوشت
کھانا برا - سو حضور کچھ دن آپ بھی اسکا تجربہ کرین مصاحبون
نے جو یہ سنا تو پیٹ مین چوہے چھوٹ گئے کہ کہین ایسا نہو کہ
نواب سیدھے سادھے تو ہین ہی گوشت وشت کا کھانا
چھوڑ دین تو پھر ہم منھ ہی تاکا کرین یہ سیخ اور شامی کباب
اور قورما اور کوفتے اور دوپیازا اور کوکو پلاؤ کھانے ہی مین
نہ آئے - واہ بے بھانجی خور - اچھا آیا -
۱ - حضور انکو تو سودا ہو گیا ہی - گرمی کے دن آئے اور ان کے
سر پر شیخ سدو سوار ہوے کہنے لگے گوشت نہ کھائیے پھر
کھائین کیا برے کا سر - آپ تو گھانس کھا گئے ہین -
۲ - پیر و مرشد یہ ایسی ہی بے ٹھکانے بات ایک دیا کرتے ہین
جسکا سر نہ پیر ایک عالم گوشت چکھتا ہی - انکے یہان ممانعت ہی
تو صاحب گوشت نہ کھائین تو پھر کیا بھوسا کھائین سانی کھائین
میلا کھائین چھپر کا پھوس کھائین -
۳ - اجی انکی فصد کھلوائیے - قطرب کی علامت پائی جاتی ہے
حضور گوشت کبھی نہ چھوڑیے گا - یہ بڑی نعمت ہی -
۴ - میان کیسی باتین کرتے ہو - حضور چھوڑین بھی تو کہین چھوٹ
سکتا ہے - رئیسون سے گوشت بغیر ایک لقمہ تو کھایا نجائے نہ کہ
ترک کرنا - اور انکی نہ کہیے - یہ تو دیوانے مشہور ہی ہین -
پائین تو بکرے کا بکرا چکھ جائین اور ڈکار تک نہ لین - مگر
نصیحت کرنے مین آندھی ہین - آپکو قسم ہے جو آج سے گوشت
کھائیے - گوشت کھاؤ تو مردار - حرام - سور - کھو بیش باد
بس رہ گئے -

مسخر الدولہ - میان ستو برس کے بعد گھوڑے کے بھی دن بہورتے ہین سو کئی صدی بعد گھانس پھونس کی بھی رتی چمکی - لے دیکھ لینا جو دس برس مین ایک گوشت خور بھی نظر آئے سب گھانس خور ہوجائین تو سہی -

میان آزاد ایکدن سویرے منھ اندھیرے بازار مین گشت کر رہے تھے - بازار بھر مین سناٹا - حلوائی بھٹی مین سو رہا ہی - مگر نانبائی برتن دھو رہا ہی نہ بزازہ بند - کنجڑون کی دکان پر اروی نہ شکر قند - جوہریون کی دکان مین قفل لگا ہوا ہی - مگر تنباکو والا جگا ہوا ہی - خاکروب سڑک پر جھاڑو دے رہا ہے میدے والا پسنہاریون سے جائزہ لے رہا ہے - ادھر صدائے مرغ سحر ادھر ندائے اللہ اکبر - شوالے کا گھنٹا ٹھن ٹھن بج رہا ہے کوئی اپنی دکان سج رہا ہی - میان بز قصاب دکان پر ڈٹے ہوے کھٹا کھٹ چھری چلا رہے ہین - کتے دم ہلا رہے ہین اور بوٹیون کی خیر منا رہے ہین - اتنے مین دیکھتے کیا ہین کہ ایک شخص لنگی باندھے افیم کی پینک مین جھوم رہا ہی - اور بوکھلایا ہوا چوطرفہ گھوم رہا ہے ہاتھ مین چلم - دکان کے صدقے ہو رہا ہی کہ کہین سے ایک چنگاری ملجائے تو دم لگے دھوان دھار حقہ اڑے - جہان جاتے ہین پھر بانگ کی آواز آتی ہی بہت ہی چکرائے لاحول ولاقوۃ - بھئی ایسا شہر نہین دیکھا منحوس جہان آگ مانگے نہ ملے - جانو ہمین بھی کوئی چھین ٹکے صرف ہوتے ہین - یا گرہ سے کچھ جاتا ہی - الغرض محلے والونکو صلواتین سناتے اور دل ہی دل مین جھلاتے ہوے نانبائی کی دکان پر حضرت پہونچے -

حضرت - بڑے بھائی اک ذری آگ تو جھپ سے دیدینا میرا یار لاؤ تو جھٹ پٹ -

نانبائی - اچھا اچھا تو دکان سے الگ رہو - چھاتی پر کیون چڑھے بیٹھتے ہو - یہان ستو دھندے کرتے ہین - آپکی طرح کوئی بیفکرا تو ہی نہین کہ تڑکا ہوا اور چلم لی اور لگے کوڑی کوڑی دکان مانگنے - ملگئی تو خیر نہین تو گالیان دینی شروع کین - صبح صبح اللہ کا نام نہ رسول پیغمبر سے کام نہ رام رام چلم لیے دکان پر ڈٹ گئے - واہ اچھی دل لگی مقرر کی ہے - ایسی ہی طلب ہی تو ایک کنڈی کیون نہین گاڑ رکھتے کہ رات بھر آگ ہی آگ رہے - اب ہم اپنا کام کرین گاہکون کو سودا دین یا آگ دیتے پھرین - اب کیا کوئی خوان لے بھاگیگا - یا کتا کاٹ کھائیگا یا سیخ پر دانت ہی - ایسے ہی اچکے تو چوری کرتے ہین - آنکھ چوکی اور مال غائب - کیا سہل نسخہ ہی کہ چلم لیکر آگ مانگنے آئے ہین کسی دن مین چلم وِلم نہ توڑ تاڑ کے پھینکدون - تم ترٹے کے ترٹے دکان پر آ یا کر دو جی - نہین محنت مین کسی دن لٹائین ہو جاوے گی -

حضرت کی آنکھون سے خون ٹپکنے لگا جی چاہا کہ بھٹی ہی مین سر گھونس دین مگر سوچے کہ ہم افیمی آدمی وہ نانبائی گوشت پر لیے کھا کھا کر کپے کی طرح پھول گیا ہے ایسا نہو کہ ایک تخنی بتائے خیر دانت پیس کر رہ گئے - وہان سے چلے تو حلوائی کی دکان پر پہونچے -

حضرت - میان ایک ذری سی آگ دینا بھائی ہوت -

اسوقت حلوائی کا دودھ بلی پی گئی تھی جھلایا بیٹھا تھا گھبراہٹ مین سمجھا کہ کوئی فقیر بھیک مانگنے آیا ہی - ترک کر او بھڑک کر بولا کہ اور دکان دیکھو - سویرے سویرے کوڑی کی پڑ گئی - جاتا ہی کہ دون دھکا - رہین کہین عرض کین - کوڑی مانگنے یہان موجود دنیا بھر کے مرتے نانا مو گھاٹ - اب کھڑا اگھورتا ہے کیا - دونون کہین پھوڑ نہ ڈالون مین -

حضرت - کچھ دا ہی ہوا ہی ہے - ابے ہم کوئی فقیر ہین - ہین ایک گھسن پٹی نہ بتاؤن بچہ - لو صاحب ہم تو آگ مانگنے آئے ہین یہ ہم کو بھک منگا بتاتا ہے - اندھا ہے کون -

حلوائی - (دکان سے اتر کر) بھک منگا نہین تو ہی کون لنگوٹی باندھلین اور چلے آگ مانگے تمھارے بابا کا کرج (قرض) دھرا ہے - جب انھون نے دیکھا کہ یہ لپاڈگی پر آمادہ ہو ہی گیا اور رنگ کس کرد ھم سے کود پڑا تو سوچے کہ بولے اور پیچھے گئے - یہ اسوقت جھلّایا ہوا ہی ایسا نہو کہ دو چار گدّے کس کے لگا دے تو پھر کس ہی نکل جائے چپکے سے کان دبائے چل کھڑے ہوئے آج ترڑکے ترڑکے کسکا منھ دیکھا تھا کہ جہان جاتے ہین جھونڑ ہو جاتی ہی - آگ نہ ملی نہ ملی - اتنے مین دیکھا کہ ایک سنار کی دکان پر آگ دہک رہی ہی او ہو ہو سمجھے یہ بیچارہ بھلے مانس آدمی ہی بے عذر آگ دیدیگا - اتفاق سے اسوقت سنار دکان پر نہ تھا - یہ تو حقے کی فکر مین چوندھیائے ہوئے تھے ہی جھپ سے دکان پر چڑھ گئے انکا دکان پر چڑھنا تھا کہ سنار بھی اسی وقت آ گیا اور ان کو دیکھکر آگ بھبھوکا ہو گیا تو کون ہے بے - دیکھو بے تے نہ کرنا - سنار نے جھلاّ کر ایک چپت جمائی ابے تو ہے کون - اور سنیے صاحب خالی دکان پر کیا مزے سے چڑھ گئے (ایک اور دھپ جما کر) اور جو کوئی عدد جاتا رہتا - میان افیمچی نے دیکھا کہ اسنے تو "اینجانب کا سر پنجون کا سر مقرر کیا" معاً چلم پھینک کر سامنے کھڑے ہوے بھلا اب کی تو ہاتھ چلا - سنار نے دیکھا کہ منحنی سا آدمی دبلا تیلا اور اتنا اکڑتا ہے - بڑھ کر ایک چانٹا اور رسید کیا اور بے گا - اتنے مین تیس چالیس آدمی جمع ہو گئے - کیا ہے میان کیا ہی - ہی کیا یہ ہماری دکان پر چوری کرنے آئے تھے - ہم نے گردن ناپی - تو مین چوری کرنے آیا تھا - مین چور ہون چور کی ایسی ہی صورت ہوتی ہے -

لوگ - کون! تم! ہمین تو تم شاہین چور معلوم ہوتے ہو -

کال جواری - اچھا پھر تم انکی دکان پر گئے کیون - دکاندار نہین تھا تو وہان تمھارا کیا کام - اور جو سونا چاندی کا گہنا لے بھاگتے تو یہ بھتین کہان ڈھونڈھتے پھرتے -

سنار - توبہ کرو صاحب انکا پھرتیا کہان ملتا یہ چانڈو خانے مین جاتے یا جمنا اُس پار - چلو تھانہ پر -

لوگ - میان اب جانے دو - تم اپنی طرف دیکھو جاؤ خبردار اب دکان پر نہ چڑھ جانا - نہین پیچھے جاؤ گے بچہ -

افیمچی کی جان اس جھمیلے سے بچی تو سب سے پہلے چلم کی فکر ہوئی این! چلم کون لے بھاگا بارے خدا خدا کر کے چلم ملی سنار نے کہا اچھا آؤ آگ لیتے جاؤ - حضرت نے آگ پائی اور گھر کی راہ لی ترڑکے ترڑکے اچھی بہنی ہوئی - چور بنے مار کھائی جھڑکے گئے تب کہین بعد خرابی بصرہ آگ پائی - ایسی طلب کو آگ لگے -

میان آزاد یہ دل لگی دیکھکر آگے بڑھے چلتے چلتے نواب کی ڈیوڑھی پر آئے اور آداب بجا لائے -

نواب - آج اتنا دن چڑھ گیا کہان تھے - کیا دربار گئے تھے -

آزاد - حضور آج بڑی دل لگی دیکھنے مین آئی - واللہ ہنستے ہنستے لوٹ لوٹ جائیے گا - طلب بھی کیا بری چیز ہے اور یہ افیمچی تو اور بھی ستم ڈھاتے ہین (ساری داستان کہہ سنائی) -

نواب - (کھلکھلا کر) واللہ اچھی دل لگی ہوئی - آگ کے عوض چپتین پڑین ارے میان ذرا خوجی کو بلانا ہان ذرا خوجی کے

سامنے سُنانا۔ کسی دن وہ بھی بہکین گے۔

اتنے مین خواجہ صاحب تو دھرا فیم پی کر نشے مین غین جھومتے جھامتے لڑھکتے پڑھکتے آئے۔ غلام کو حضور نے یاد کیا ہے۔ جی ہان اسوقت کس فکر مین تھے۔ ای خداوند افیم گھول رہا تھا۔ اور فکر تو حضور کی بدولت قریب ہی نہین پھٹکنے پاتی۔ مین فکر کیا جانون جو رونہ جاتا اللہ میان سے ناتا۔ دو وقتہ پلاؤ اُڑانا اور افیم کی چسکی لگانا۔ حضورا تو لٹ گیا نوابی مین غلام پر بھی جوبن تھا۔ چوک مین اُنگلیان اُٹھتی تھین۔

مصاحب۔ (قہقہہ لگا کر) اچھی بے تکی سُنائی اسوقت جوبن اور ڈنڈ بل کا کیا ذکر تھا جی۔

اتنے مین ایک چوبدار برہنہ سر پریشان ہانپتا کانپتا ہوا آیا۔ خداوند بڑا غضب ہوگیا۔ کیا۔ کیون کیا کہون۔ کہو۔ این خیر ہے۔ بولو تو۔

سب کا رنگ فق کہ خدا ہی خیر کرے۔ نواب کا کلیجہ دہل گیا میان کچھ منھ سے بولو۔ سر سے کھیلو۔ آخر کیا آفت آئی۔ کچھ معلوم تو ہو

چوبدار۔ (ہاتھ جوڑ کر) جان بخشی ہو تو عرض کرون بٹیر سب اُڑ گئے

نواب۔ (ہاتھ ملتے ہوے) سب!!! ارے سب اُڑ گئے۔ ہائے میرے صف شکن کو جو ڈھونڈھ لائے ہزار نقد انقد گنوائے اسوقت مین جیتے جی مر مٹا۔ اُف اُف یہی ابھی سانڈنی سوار دوڑیگی حکم دو کہ مجکو سی دورہ کرون جہان صف شکن ملے سمجھا بوجھا کر لے ہی آئین۔

مصاحب۔ خداوند سمجھانا کیسا۔ وہ بھی کوئی آدمی ہے کہ سمجھ جائیگا۔ جنور لاکھ پڑھے پھر جنور ہے۔

نواب۔ کوئی ہے۔

رفقا۔ حاضر۔ پیر و مرشد خداوند جی حضور۔

نواب۔ اپنے جوتے پڑین۔ لو صاحب ہم تو اُسوقت گھبرائے ہوے ہین۔ یہ بات کاٹتا ہے۔ صف شکن کو تم ایسے گدھون سے زیادہ تمیز ہی۔

رفقا۔ حق ہے۔ ای حضور وہ تو عربی سمجھ لیتا ہی۔

دوسرے بولے خداوند اُسکو قرآن کے کئی سپارے یاد ہین۔

تیسرے نے کہا قسم ہی پنجتن پاک کی مین نے اُسکو نماز پڑھتے دیکھا ہی

چوتھے۔ ایکدن ہنس رہا تھا۔ پانچوین۔ اجی ہمنے ڈنڈ پیلتے دیکھا ہی

نواب صاحب کو اِن کل باتون کا لقین آگیا۔ اُس مصاحب بیچارے کی گُدی پر دو چار گُدّے پڑ گئے۔

بٹیر کیا اُڑ گئے کہ نواب کے ہاتھون کے طوطے اُڑ گئے آنکھون سے اشک جاری ٹپ ٹپ آنسو گر رہے ہین۔ کلیجہ بلیون اُچھل رہا ہی چہرے پر ہوائیان اُڑی ہوئی ہین۔ ہاے میرا صف شکن۔ پیارا صف شکن۔ ~

اگر دانستم از روز ازل داغ جدائی را	نمیکردم بدل روشن چراغ آشنائی را

مجھے تو اُس سے عشق ہوگیا تھا جی۔ مین تو اُسکی بانکی ادا پر جان دیتا تھا۔ یارو۔ وہ نکیلی چونچ۔ وہ بیتابی سے کاکن چلنا چکھی کھائی اور ڈٹ گیا۔ سیکڑون معرکون مین لڑایا مگر کورا آیا۔ دو دو چوٹین ہوئین۔ اور بٹیر دُم دبا کر بھاگا۔ پھر سامنا ہوا اور منھ پھیر دیا۔ کس بانکپن سے جھپٹ کر لات دیتا تھا کہ پالی بھر بھرا اُٹھتی تھی اور اُسکی بساط ہی کیا تھی۔ منجھولا جنور۔ لیکن بلا کا کس بل۔ اور قسم ہی صف شکن ہی کی اُسکی خوبیان تو مجھپر آج کھلین۔ یہ تو مین پہلے ہی سے جانتا تھا کہ وہ حقانی جانور ہی صورت بٹیر کی۔ مگر سیرت فقرا کی۔ اور ایک پنڈت نے مجھ سے کہا تھا کہ یہ کیا جانے کیسی کھنڈت ہوگئی نہین تو اسکا بڑا درجہ تھا۔ اب سُنا کہ نماز بھی پڑھتا تھا۔

مصاحب۔ حضور کو یاد ہوگا کہ رمضان شریف کے مہینے مین

اُسنے دن کے وقت دانہ تک نہ چھوا حضور سمجھے تھے بوندا ہوگیا مگر مین تاڑگیا کہ پابند صوم وصلوٰۃ ہی۔

خوجی - جل جلالہٗ - جل جلالہٗ - کیا شان کبریائی ہی - خداوندا اب مین حضور سے کہتا ہون کہ دس پانچ دفعہ مین نے افیم بھی پلادی مگر واللہ باللہ ثم باللہ جو ذرا بھی نشہ ہوا ہو - ہان انکھڑیون مین لال لال ڈورے تو پڑ گئے تھے -

میر صاحب - پیر و مرشد یقین جانئے پچھلے پہر سے سحر کاذب تک حق حق کی آواز کا بکسے آیا کرتی تھی غفور تم کو بھی تو ہم نے کئی بار جگا کر سُنایا تھا کہ صف شکن یاد خدا مین مصروف ہین -

غفور - ہان میان پچھلے سے حق حق کیا کرتے تھے اور اکثر دیکھا تھا کہ سجدہ کر رہے ہین -

خوجی - جل جلالہٗ - جل جلالہٗ - واہ میان صف شکن علی شاہ -

نواب - بھئی ہم نے اُسے پہچانا ہی نہین -

افسوس کہ عمر رفت وہشیاری نیست	دردا کہ خیال خویشتن داری نیست

اُف اُف بھئی کوئی پنکھا جھلنا -

مصاحبین - (غل مچا کر) پنکھا لاؤ - جلدی - سامنے کھڑے ہو کر جھلو

نواب - پیتم جو مین جانتی کہ پیت کیے دُکھ ہوئے
نگر ڈھنڈھورا پیٹتی کہ پیت کرے نا کوئے

خوجی - (پینک سے چونک کر) ہان ذری اونچے سُرون مین - واہ اُستاد چھیڑے جا - اسوقت تو میان شوری کی روح پھڑک گئی ہوگی -

نواب - چُپ نامعقول - کوئی ہی - انکو یہان سے ٹہلاؤ - یہ رئیسونکی صحبت کے قابل نہین - مجھکو بھی کوئی گویا مقرر کیا ہی - یہان تو جی جلتا ہے اور اندر ہی اندر پھُنک رہا ہون اُنکے نزدیک قوالی ہو رہی ہی کہنے لگے اونچے سُرون مین میان شوری یاد آتے ہین - تم ایسے مفت خورون کو کسی کے درد دکھ سے کیا سروکار - تم کو تو چکھو تیون سے مطلب ہی اور بس - فرنی ہو کھیر پکے - مزعفر پر ہاتھ پڑے - ٹکڑے کھائے دل بہلائے کپڑے پھٹے گھر کو آئے -

خوجی - خداوند غلام تو اسدم اپنے آپے مین نہین - ہائے صف شکن کی کابک خالی ہو اور مین اپنے ہوش وحواس سے چوکس رہون - میرا معشوق نظر سے غائب ہو تو طبیعت کیونکر حاضر ہو حضور نے اسوقت مجھپر جبر کیا - افسوس ہائے افسوس - اے یارو صف شکن کو کہین سے تو ڈھونڈھ لاؤ کوئی تو پتا لگاؤ چور گیدی سے خدا سمجھے -

نواب - شاباش - خوجی شاباش - اسوقت طبیعت بہت ہی خوش ہوگئی - بیشک تم نمک حلال تمھارے باپ دادا نمک حلال ارے بھئی سانڈنی سوار دوڑائے گئے یا نہین -

مصاحب - شجاعت علی سے کہو ابھی سانڈنی تیار ہو - اور ہنجکوسی چکر لگائے - جہان صف شکن ملین اُنکو سمجھا بجھا کر لے ہی آئے -

شجاعت - جاتا تو ہون مگر یہ تو منطق پڑھے ہین میری کیا سُنین گے کوئی مولوی بھی تو ساتھ بھیجیے اُنسے بحثے گا کون - غلام تو کچھ اونٹ ہی چلانا خوب جانتا ہی - اُنسے دلیل کون کرے بھلا -

خوجی - خداوند قربان جاؤن - افیم چانڈو مدک چرس کی بحث ہو تو بندۂ درگاہ کو بھیجا دیجیے مگر وہان تو حقانی باتین ہونگی اسمین اینجانب کو واجبی ہی واجبی دخل ہے پھر دخل در معقولات دیکر اُلّو بنون مفت مین -

میان آزاد - پیر و مرشد - بانک بنوٹ لکڑی پٹے کا چرچا ہوتا تو بندہ بھی تلوار سوت کر عین موقع واردات پر جا ڈٹتا اور پیر کے پیرچر کا نشتر پر نشتر لگاتا - مگر منطق کی بحث کچھ خالہ جی کا گھر تو ہے نہین کسی جغادری مولانا کو بُلوائیے -

مصاحبون نے ایک مولانا صاحب کو تجویز ا مولانا بیچارے

بھٹے حالون تھے - سمجھے کہ جو ملے غنیمت ہی مگر یاران سرپل نے اُنسے کل داستان نہین بیان کی - چوبدار مکان پر گیا اور کہا کہ نوابصاحب نے آپکو یاد کیا ہی چلیے کسی بڑے عالم سے بحث ہوگی

مولانا - السلام علیکم - حضور نے آج یاد فرمایا ہی؟ زہے نصیب

نواب - وعلیک السلام - آپ کو اسوجہ سے تکلیف دی کہ میرا قرۃ العین لخت جگر نور بصر ناراض ہو کر چلا گیا مگر منطقی آدمی ہی اسرار خدائی سے واقف - علم مناظرہ مین طاق - پابند روزہ ونماز آپ بحث کیجیے اور معقول کر کے لے آئیے -

مولانا - انشاء اللہ - والدین کا بُراعق ہوتا ہے وہ کیسے نادان آدمی ہین کہ والد سے خفا ہوگئے مقام استعجاب ہی -

خوجی - مولانا صاحب - وہ بیٹر ہے - مگر خوش تمیز - عارف زاہد عفت کوش - متقی - متشرع - منطقی - فلسفی - سیاست دان عربی خوان -

میر صاحب - کیا صف شکن کا نام مولانا صاحب نے نہ سُنا ہوگا وہ تو روم و شام تک مشہور تھے قبلہ حقیقت حال یون ہی کہ سرکار کا بیٹر صف شکن کل کابک سے اُڑ گیا - اب تجویز یہ ہوئی ہی کہ ایک سانڈنی سوار جائے اور سمجھا بجھا کر لے آئے مگر شتربان پھر شتربان ہی - لاکھ صحبت یافتہ ہو تو کیا لہذا آپ بُلائے گئے کہ سانڈنی پر سوار ہو جیے اور اُنکو بلطائف الحیل بُلا لائیے -

مولانا - درست - آپ سب کے سب نشے مین تو نہین ہین - ہوش کی باتین کیجیے - خود مسخرے بنتے ہو یا مجھے مسخرہ بناتے ہو بیٹر منطقی کیسا لاحول ولاقوۃ - آپ نے مجھے بھی کوئی نقل محفل بنایا ہے اور سُنیے بیٹر اُڑ گیا اُسکو سمجھا بجھا کر لاؤ - وہ بھی کوئی مولوی ہی یا آدمی ہے صف شکن؟ کون لڑائی سر کی تھی استغفر اللہ استغفر اللہ اچھے گاؤدیون کا مجمع ہے بندہ رخصت ہوتا ہی -

نواب - یہ کس کوڑھ مغز کو لائے تھے - خاصہ جانگلو ہی -

آزاد - اچھا حضور بھی کیا یاد کرینگے کہ اس اتنے بڑے دربار مین ایک بھی منطقی نہ نکلا - اب غلام نے بیڑا اُٹھالیا کہ جاؤنگا اور لاؤنگا - ایک تو سانڈنی دیجیے بادرفتار اور دو دن کی خوراک دیجیے اور ایک خط اپنے دستخط مبارک سے لکھ دیجیے - تیسرے دن غلام مع صف شکن خان بہادر کے ڈیوڑھی پر موجود ہو تو مونچھین منڈوا ڈالیے -

نواب - اچھا آپ جائیے اور لیس ہو کر آئیے مین یہان بندوبست کیے دیتا ہون - مگر ابھی آئیے - دیر نہ ہونے پائے - اتنا خیال ہے

میان آزاد گھر گئے تو اور مصاحبون مین کھچڑی پکنے لگی - یار یہ تو بازی جیت لے گیا - بالا ہی کے ہاتھ رہا - اور جو کہین صف شکن کو لے آیا تو پھر ہم سب پر شیر ہو جائے گا - پھر آزاد ہی آزاد چوطرفہ نظر آئین گے ہم کو آپ کو کوئی نہ پوچھے گا - اسکی فکر ضرور کیجیے -

خوجی - حضور جان بخشی ہو تو عرض کرون -

نواب - کہیے نہ یہ جان بخشی کا کون موقع ہے - کوئی عمدہ صلاح بتائیے - کوئی معقول تدبیر نکالیے -

خوجی - حضور میان آزاد ابھی دو دن سے ہی دربار مین آئے ہین اُنکا اعتبار کیا - خدا جانے اُچکے ہین - اُٹھائی گیرے ہین - چور ہین - گرہ کٹ ہین - کوئی کیا جانے - اور جو سانڈنی ہی لے کر رفو چکر ہون تو پھر کوئی کہان اُنکا پتہ لگاتا پھرے - انصاف سے کہیے گا کہ ایک خانہ برباد خانہ بدوش آدمی کا ٹھکانا کیا - اور دو کچھ بیدھا ہی کہ پھر واپس آئے گا -

مصاحب - ہان خداوند کہتے تو سچ ہین -

رفیق - پیر و مرشد سڑی ہی تو کیا ہوا مگر کہتا پتے کی ہی -

میر صاحب - یہ خوجی صورت ہی سے ایسے معلوم ہوتے تھے مگر

بات کہی ٹھکانے کی - ای ہان ایسے آزاد کا ٹھکانا کیا - سانڈنی کے کوڑے کرے اور اپنی راہ لے -

مستا بیگ - ہم تو حضور کو صلاح نہ دینگے کہ میان آزاد کو سانڈنی دیجیے اور راہ خدا پر چھوڑیے جو کہ ہم سے خالی نہین -

نواب - چلو بس بہت نہ بکو - تم اُٹھائی گیرے مفت خورے ہو نہ سب کو اپنا ہی ایسا سمجھتے ہو - آزاد کی چتون کہے دیتی ہی کہ وہ وزارت کے قابل ہی - تم مین سے کوئی اُسکی جوتی کی بھٹ بھٹ کو نہین پہونچتا اور فرض کرو کہ سانڈنی جاتی ہی رہے تو کیا مین بھی کوئی ٹکرگدا ہون کہ سانڈنی کے کھونے سے مجھے بھیک مانگنے کی نوبت آئیگی اور ہزار بات کی ایک بات تو یہ ہی کہ صف شکن پر سے لاکھون صدقے ہین سانڈنی کس مین ہے -

پریون کا دنگل (بمبئی کے پارسیون کا تماشہ)

ہمارے سیلانی جوان - رنگیلے پہلوان - ظریفون کی جان زندہ دلون کی روح روان میان آزاد نے سانڈنی پر کاٹھی کسی اور بھولے بھالے دیوانے متوالے نواب سے رخصت ہوے پیر و مرشد رخصت خدا حافظ و ناصر ہے میان آزاد - سہ

بسلامت روی و بازآئی		بہ سفر رفتنت مبارکباد

خوجی - فی امان اللہ - میان آزاد جسطرح بیڑا اُٹھا کر جاتے ہین خدا کرے اُسی طرح سُرخ رو آئین -

میر صاحب - ذری سانڈنی سے چوکس رہیے گا ہان ایسا نہو کہ ع - چور جاتے رہے کہ اندھیاری + کا ایسا نقشہ ہو -

آزاد - خداوند رخصت - مجرا عرض ہی - غلام کے حق مین دعاے خیر دیجیے -

نواب - خدا حافظ و ناصر ہے اور میرا تو رونگٹا رونگٹا دعا دے رہا ہے - لے بسم اللہ کیجیے -

میان آزاد نے پشت پھیری تھی کہ اتنے مین پیٹھ سے چھینک پڑی - ہات ترے کی ناک کاٹون ہتّے پرٹو کا کمبخت نے لو میان ذری جوتا بدل ڈالو اور یہ گلوری کھا لو - میان آزاد پھر سب سے رخصت ہوئے - فی امان اللہ - خدا حافظ اللہ کو سونپا - مگر سانڈنی کی خیر نہین نظر آتی - بی مبارک قدم لونڈی اور ماما اصیلون نے چٹا پٹ بلائین لین اور دعائین دین -

العرض میان آزاد سانڈنی پر سوار ہو کر ہوا ہوے - یہ جا وہ جا تھوڑی ہی دیر مین نظر سے اوجھل - بانکا صندلی عمامہ بر سر اور جامۂ پہلوانی در بر - شتر بے مہار زیر ران - صرصر تک و سبک عنان گھونگرو چھن چھُن بولتے جاتے ہین - کاٹھی پر قرمزی زرین پوشش اور کاکریزی گوٹ سے اونٹنی کا جوبن دو بالا ہو گیا چلتے چلتے ایک پھاٹک پر بڑا لمبا چوڑا اشتہار دیکھ کر ٹھٹک رہے پڑھا تو باچھین کھل گئین -

بڑے بڑے کھیل اور بڑے بڑے تماشے

(آؤ کھلاڑی آؤ) پریون کے یون دیکھ جاؤ - بمبئی کے پارسی لکھنؤ چھتر منزل مین اندر سبھا کا وہ تماشہ دکھاتے ہین کہ اس فن کے مبصر تک وجد مین آتے ہین - وہ پیاری پیاری صورتین مٹی کی مورتین دکھائین کہ ناظرین دنگ ہو جائین - درجہ بندی تو ضرور ہے - پھر جیسا گُڑ ڈالوگے ویسا مزہ پاؤگے - مگر دیکھینگے سب برائے خدا آؤ آؤ اور ضرور آؤ ورنہ پچھتاؤگے -

آزاد تو سیر سپاٹے پر اُدھار کھائے ہی ہوے تھے جھٹ سانڈنی کو لکھنؤ کے رُخ سبک پو یہ کیا جہان تماشا ہونے کو تھا - سانڈنی بلا کی باد رفتار آہو تکا ر دغا پسند و سر بلند - گردن اُٹھائے دُم دبائے بلبلاتی اور شتر غمزے دکھاتی شہ گام جانے لگی - اور دن سے لکھنؤ کے پل پر پہنچی دو گھڑی مین داخل - میان آزاد کا دماغ فلک الافلاک

کہ میری اُنٹنی کی کچھ نہ پوچھو - یہ بے پر کی پریون کو مات کرتی ہی وہان
سے ایک طرارہ بھرا تو چھتر منزل مین کھٹ سے آن موجود - اُہو ہو ہو
کیا مقام مینو سواد ہی - الٰہی یہ زمین ہی یا بہشت شداد ہی - یہ رنگین
دروازے ہین یا باب گلستان - یا ابواب الجنان - اہا ہا آج معجزات
ہی مشتری کی کرامات ہی - ردز آدینہ پر اُسکو تقدم بالزمان ہی سعد اکبر
مشہور جہان ہی - لیلاے شب کا کل پریشان - نوعروسان چمن مست
و غزلخوان - اُدھر چشمہ سار کی روانی - ادھر بحر طرب کی طغیانی -
تماشائی جوق جوق ڈٹ رہے تھے - ٹکٹ کھٹا کھٹ بٹ رہے تھے
اتنے مین گھنٹی بجی - اور محفل دُلھن کی طرح سجی سامنے پردۂ زنگار اور سُر
کہسار اور دامن کوہ مین سبزہ زار ادھر اُدھر اشجار پُر بہار عقل دنگ
ہی کہ الٰہی یہ پردہ ہی یا نگارخانۂ ارژنگ ہی - وہ گل بوٹے کہ واہ جی واہ
وہ نقش و نگار کہ سبحان اللہ - تماشائی پرانے رسیا تاڑ گئے کہ ع
کوئی معشوق ہی اس پردۂ زنگاری مین ❊ اتنے مین پردہ اُٹھا - تو
آنکھ جھپک گئی - وہ چکا چوند کا عالم کہ نظر کا پاؤن پھسلا جاتا تھا -
راجہ اندر تخت جواہر نگار پر بڑی شان اور بان سے متمکن ہین تخت
فیروز بخت کو دیکھ کر حیرت تھی کہ یا للعجب یہ جواہر ثمین کی دکان ہی -
یا تخت روان ہی - تاج مکلل کے گوہر شاہوار افشان جبین خوبان
یغمائی - اور عکس یواقیت آبدار نور مہر درربائی - برنائی اور خود نمائی
چہرے سے عیان - شان کشور کشائی بشرے سے نمایان - ع

بالاے سرش ز ہوشمندی	می تافت ستارۂ بلندی

پھر تو ہر در و دیوار سے چھُن چھُن چھم چھم کی آواز آنے لگی - اور محفل بھر
کھلکھلانے لگی - ایک نولی غلمان نظیر نے عجب ڈھب سے دلپذیر سے
چمک چمک کر گانا شروع کیا اور دائرہ والے نے گت کا بجانا شروع کیا ع

سبھا مین دوستو اندر کی آمد آمد ہی
پری جمالون کے افسر کی آمد آمد ہی

اون - اون - این! یہ کیا؟ جی کا ے ڈیوکی آمد ہی -
ماشاء اللہ - انوکھی قطع اور نرالی وضع کے علاوہ خوش گلو بھی کتنے
بڑے ہین - اس گلے پر ٹڈیان اور چوہے نثار - یہ ٹڈیون اور چوہون
کی خصوصیت کیا تھی - کتنے کیون نہ صدقے کر دیے - واہ واہ ٹڈیان
اور چوہے تو کھیت کے کھیت ستیاناس کر جاتے ہین اور کتے
رات بھر چوکی پہرہ دیا کرتے ہین - اُنھون نے آتے ہی وہ داند جمائی
کہ ساری محفل لوٹ گئی - ماشاء اللہ خوش لقا ہی نہین خوش ادا بھی
ہین اللھم زد فزد - راجہ اندر نے حکم دیا کہ میری پریون کو بُلاؤ اور کہو
اپنا اپنا جوہر دکھاؤ - پردہ پڑ گیا - اب تماشائی نرگس کی طرح
دیدۂ حیران ہین کہ کہین پردہ اُٹھے - زبان حال سے پکار رہے
ہین کہ - ع

کیسا حجاب کسکی حیا اور کہان کی شرم
پردے سے ہاتھ ہاتھ سے پردہ اُٹھایئے

اتنے مین ع

پل مارنے کی ہوئی جو دیری
سبحان اللہ شان تیری

یہ پردہ ہلا - وہ اُٹھا - جل جلالہ - عم نوالہ - اُہو ہو ہو - کیا پیاری پیاری
صورت نظر آئی ہی - کیا شان کبریائی ہی - چھم چھم چھم چھم - وہ برق دم
وہ خم و چم کہ زاہد صد سالہ بھی آیۂ فتبارک اللہ احسن الخالقین پڑھین
کیون نہین قدرت حق کا نمونہ ہی یا باتین - استعجاب تھا کہ یہ باد بہاری
ہی - یا پکھراج پری کی سواری ہی - یہ انسان ہی یا سچ مچ کی پری
آدمزاد اور یہ شان دلبری - ع

اس طراقے سے تھی وہ مہ پارہ	کہ پھسلتا تھا پاے نظارہ
روے تابان چراغ گلشن نور	صبح رخسار رونکش رُخ حور

محفل راجہ مین پکھراج پری آتی ہی
سارے معشوقون کی سرتاج پری آتی ہی

چھم چھم چھم چھم - ہان گت چلی جائے گت -
پھر پردہ پڑگیا - دیکھین اب کی کس کا جمگھڑا نظر آتا ہی کس
برق وش شعلہ رو کا حسن گلوسوز خرمن دل کو جلاتا ہی - کھٹ سے
حجاب مرتفع ہوا - چھما چھم کرتی ہوئی نیلم پری آئی - اُس مصور کے
صدقے جسنے یہ نورانی صورت بنائی - ع

سبھا مین آمد نیلم پری ہے
سراسر وہ نزاکت سے بھری ہے

نہ دیکھا ہوگا ناچ ایسا کسی نے
بلا ہی سحر ہے جادوگری ہے

پھر پردہ پڑا اور دم مین غائب - یا مظہر العجائب - لال پری
چمکتی ہے اور سرتاسر سرخ پوشاک دمکتی ہے -

سبھا مین لال پری کی سواری آتی ہے
جمانے رنگ اب اندر کی پیاری آتی ہے

پھر وہ پردہ پڑگیا - ابکی تو کچھ ٹھاٹھ ہی نرالے ہین - پردہ بھی فرط مستی
سے جھوم رہا ہی - اور اندر کے اکھاڑے کو بار بار چوم رہا ہی الٰہی یہ کس
مست صہبائے نازبت طناز کی آمد آمد ہی - ع - کہ شاخین جھومتی ہین نام
بلبل ہو مستانہ + خدا ہی خیر کرے - ابکی تو قہر کا سامنا ہی - ابھی سے دل
دھک دھک کرنے لگا - ہس پردۂ زنگار مین کوئی ترک زرین کمر ستمگر ضرور ہی

بعزم دل نوازیہا کہ می آید کہ در گوشم
صدای آمد آمد می پرد از دل طپیدنہا

وہ پردہ اُٹھا اور نور کا بکا نظر آیا جیسے دامنی دمکے یا بجلی چمکے - الٰہی
یہ نور کی سواری ہی یا خاتون حسن کا ہنڈولا ہی - نہین نہین میان یہ
سبز پری کا اُڑن کھٹولا ہی جل جلالہ جل جلالہ الٰہی یہ طوطی زمردین
پر و بال ہی - یا طاؤس رنگین خط و خال ہی یا بت جادو جمال ہی قیامت
کی چھب قہر کی چال ڈھال ہی - انکھڑیان لگاوٹ باز مست خوب و محو ناز
گورا گورا مکھڑا چاند کا ٹکڑا - غالیہ مو - قوس ابرو نازک خرام - گلفام
وہ سبک ساز ایسی رفتار کہ نسیم فردوس اُس پر نثار - خرام ناز موج تسنیم بہار

ابرو بسم اللہ سورۂ نور یا پیش طاق منظر سرور - زلف سیاہ کے قریب
کانون مین دُر خوش آب - جیسے اندھیری رات مین کرمک شب تاب
وہ جڑاؤ پازیب ملائک نظر فریب - ع

خشمگین برق خرمن دل و جان
چتون رہزن متاع توان

غیرت چشمۂ حیات دہن
روزن کوزۂ نبات دہن

سرو جسپر فدا وہ قامت ہی
نازپروردۂ قیامت ہے

نشۂ بادۂ شباب مین چور
چال مستانہ حسن پر مغرور

شور خلخال برق خرمن ہوش
عکس نور عذار جلوہ فروش

پھر وسمے پر جو نظر پڑی تو بے اختیار محفل کی محفل زبان حال سے
کہنے لگی کہ - ع

خوش وسمہ کشیدی خم ابروے دوتارا
کردی چہ سیہ تاب دم تیغ قضا را

جب اس ٹھسّے سے سبز پری آئی اور سوہنی کی دُھن مین امانت
کی غزل گائی تو در و دیوار نے یہ صدا سنائی - ع

تو بدین جمال و خوبی سر طور گر خرامی
ارنی بگوید آن کس کہ بگفت لن ترانی

لب سرخ پر سبز پوشاک ہری - بقول اُستاد - چہرے مین زمرد سے
سوا جلوہ گری فیروزے سے خوش رنگ اور رکھی - آب گوہر سے
منہ دھوئے ہوئے بال بال موتی پروئے ہوئے وہ چمک دمک کہ
الامان - وہ شوخی کہ الحفیظ - وہ قہر آلود نظر غلط انداز کہ الحذر محفل کا
رنگ ایسا جما اور وہ سمان بندھا کہ واہ جی واہ - وہ نازک آوازی وہ
لحن داؤدی وہ صورت باربدی کہ او ہو ہو ہو - ذرا مسکرا دیا تو عجمی
بول اُٹھے کہ بابا این تبسم نازست - نظامی گنجوی نے تربت سے
آواز دی کہ - دکان شکر فروش بازست - ناچنا شروع کیا تو دل
عشاق پامال ہوگیا - شجر عاشقی نہال ہوگیا - ع

ز رقص سبزہ پوشی مردہ زیر خاک می رقصند
تو گوئی در لباس خضر پیدا شد مسیحائی

زمزمہ جانفزا - نغمہ روح افزا -

الغرض سبز پری کا شہزادۂ گلفام کو خواب ناز مین دیکھنا اور شمع رخسار شہزادہ شعلہ رو سے آنکھین سینکنا - انگوٹھی کا بدلنا - اور فرط عشق سے مچلنا - کالے دیو کو اُسکی تلاش مین بھیجنا - اور شہزادے کا مع پلنگ آنا اور سبز پری کا شانہ پکڑ کر ہلانا اور خواب سے جگانا اور شہزادے کا بیدار ہوکر نظر حیرت سے چوطرفہ دیکھنا - سبز پری کا اصرار شہزادے کا انکار - پھر سبز پری کے ساتھ اندر کے اکھاڑے مین جانا اور لطف اُڑانا اس خوبی و خوش سلوبی سے ادا کیا کہ ہر سمت شور تحسین بلند تھا - ہر تماشائی خرم و خرسند تھا - سبز پری نے راجہ اندر کی سبھا مین پیج کی دھن مین (موری انکھیان پھرکن لاگین رے) اِس ٹھمری کو گایا - اور راجہ کو لُبھایا - اتنے مین لال دیو چغل خور نے چغلی کھائی - اور گلفام کی شامت آئی اور سزا پائی - سبز پری با دیدۂ مطروح و سینہ مجروح جوگن بن کے (شہزادے کو ڈھونڈھن چلیان ہاتھ مین سمرن دبائے منھ پہ بھبوت رمائے سر پہ ڈانڈ و اجمائے گردن مین سیلیان پڑی ہوئی در و دیوار سے آنکھین لڑی ہوئین لٹ چھٹکا کر بھیس بنا کر شہزادے کو ڈھونڈھن چلیان) اُف ری لگاوٹ اور واہ ری بناوٹ نقل کو اصل کر دکھایا محفل بھر کو زار زار رُلایا - اس جوگن پن پر اوس ہی عالم تھا شدہ شدہ راجہ اندر کو خبر ہوئی کہ ایک جوگن بن بن متوالے کی طرح گھوم رہی ہے اُنھون نے طلب کیا اور محظوظ ہوکر اِن دیا - گلفام اور سبز پری کا وصل ہوا یہ سما قابل دید بلکہ دید نہ شنید ہے اور جسوقت سب پریان ملکر مبارکباد گا رہین اُسوقت تو یہی معلوم ہوتا تھا کہ راگ اور راگنی ہاتھ باندھے سامنے کھڑی ہے پریون کی چمک اور پاؤن کی جھپک اور پازیب کی چھمک اور دھانی ہری لال پوشاک کی جھلک اور طبلے کی گمک ستم ڈھاتی تھی - ہر سمت سے صدائے احسنت آتی تھی الغرض چھل بل ناچنے گانے تھرک کرتا نے مین سب پریان بلا کی جان تھین - مگر سبز پری سارے معشوقون کی سرتاج تھی -

پارسیون کا عجیب و غریب تماشا

میان آزاد پھر آپ جانیے ترنگی آدمی - پرلے سرے کے سیلانی بلا کے رنگیلے غضب کے چھیل چھبیلے بمبئی کے پارسیون کا تماشا دیکھا تو لوٹ ہوگئے پیاری پیاری ادائین آنکھون مین کھپ گئین دوسرے دن سانڈنی کو املی کے پیڑ مین باندھ گٹھری لُقچہ بھٹیارن کو سونپ بھاڑے کی بگھی پہ سوار ہوکر چھپر منزل پہونچے ٹکٹ سے ٹکٹ لے جھپ سے درجۂ اول مین داخل بیگمیان ٹھرٹھراتی ہوئی چلی آتی ہین فٹن آئی اور شہزادے اُترے - نواب زادے آئے - یوروپین جنٹلمین اور عمائد رؤسا اور عوام جوق جوق اُمڈے چلے آتے ہین

ادھر کھٹن سے نو بجے اُدھر دن سے تماشے شروع ہوے -

پہلے چھیل بٹاو اور موہنا رانی کا دلچسپ قصہ شروع ہوا -

موہنا وہ پری جسم کامنی کہ شیخ و شاب تک کا بے اختیار پیار کرنے کو جی چاہے - چاہ زنخدان وہ جو کنوین جھکائے وہ چلبلاہٹ وہ اچپلاہٹ - وہ سجاوٹ - وہ لگاوٹ - وہ بناوٹ کہ ایک ایک ادا پر انسان غش غش کرے - یوسف مصری بھی دیکھے تو غش کرے خماری انکھڑیان رسیلے نینان - نکیلی - گلعذار حاضر جواب طرار شوخ و شنگ گلرنگ - رشک پری رخان فرنگ - فرط مستی مین خیال ناموس نہ پاس ننگ - طاؤس رنگین خط و خال کی سی مستانہ چال - خرام ناز سے دل عشاق پامال - ؎

چہ گردن کشتۂ او شمع کافور
نباید گردنش را داشتن دوست

بلورین دستہ فوارۂ نور
کہ خون عالمی برگردن اوست

صراحی تا نظر گردش بگردن
سرش فرسود از بس سجدہ کردن

نمودہ موج رنگ پان زسینہ
برنگ موج مے در آبگینہ

خوشا آئینہ بے رنگ زانو
گرو شد طوطی طبعم سخن گو

اب سُنیئے کہ یہ جادو جمال مشتری خصال رانی راجہ جےسنگھ راجپوت کے ساتھ کہ جوان رعنا بلند بالا تھا منسوب ہوئی۔ مگر ایک عورت دلالہ نے کچھ ایسا جھلا وا کردیا اور پڑھ کر وہ افسون پھونکا کہ جےسنگھ سے اُس پری رو کا دل پھر گیا اور ایک جوان نوخیز وطناز۔ سرمست صہبائے ناز پر جادو کے اثر سے ایسی مفتون ہوئی کہ یہ غزل گانے لگی ؎

ساقیا برخیز و در دہ جام را　　خاک برسر کن غمِ ایام را
ساغرِ مے بر کفم نہ تا ز سر　　برکشم این دلق ازرق فام را
گرچہ بدنامی ست نزدِ عاقلان　　مانمی خواہیم ننگ و نام را

اُدھر چھیل بٹاؤ کو سحر نے وہ پٹی پڑھائی کہ تیرِ عشق کلیجے کے پار ہوا اور وہ زخم کاری لگا کہ بلبلا اُٹھا۔ ؎

کس سے کرون مین شکوے دل جلکے ایجدا　　دلدادۂ زلف رخ دلبر ندیدہ ہون

سچ ہے ؎

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد　　بسا کین دولت از گفتار خیزد
درآید جلوۂ حسن از رہ گوش　　ز جان آرام برباید ز دل ہوش

ہائے اس عشق کا بُرا ہو جسنے فرہاد کی جان شیرین لی جسنے مجنون کو بن بن پھرایا جسنے وامق کو کنوین جھنکائے۔ جسنے خسرو پر آفت ڈھائی۔ چھیل بٹاؤ بھی جوان نازک بدن سیمتن غنچہ دہن تھا دلمین ٹھان لی کہ پیاری موہنا رانی نہ ملی تو دم توڑونگا۔ زندگی سے منھ موڑونگا۔ شدہ شدہ چھیل بٹاؤ کی بوڑھی مان کو پاس پڑوس کی عورتون نے خبر دی کہ تمھارا لڑکا چل نکلا کسی رانی کے عشق مین دیوانہ ہو رہا ہے مان کی محبت! خون نے جوش کیا اور ڈھارین مار مار کر رونے لگی۔ ہے ہے دنیا مین ایک لڑکا اور اُسکا یہ حال! اتنے مین چھیل بٹاؤ بھی سر پر خاک اُڑاتا۔ رسیان تڑاتا۔ اُفتان وخیزان زار و نالان حیران و ششدر بیقرار و مضطر اپنی مان کے پاس گیا دونون کا مکالمہ سننے کے لائق ہے۔ مان بیٹے جو ملے تو رو رو کر یون کہنے لگے

چھیل بٹاؤ۔ میری پیاری امان دودھ ہمین بخش دو دین صدقے میری امان۔ دودھ بخش دو۔ قسم لو جو پھر کچھ مانگون۔ ہے ہے مادر مہربان سے مادر نامہربان نہ بن جاؤ۔ امان میری تو جان پر بنی ہے۔ ہائے عشق کے خنجر نے مجھے گھائل کردیا۔ میرا کہا مانو دودھ بخش دو۔ اُف۔ اُف۔ ہائے کلیجہ بلیون اچھل رہا ہے۔

ضعیفہ۔ میری جان کوئی ایسا نادان ہوجاتا ہے۔ بہکی بہکی باتین نہ کرو۔ یہ تو موئے شہدے نگوڑون کی صحبت مین بیٹھ بیٹھ کر چل نکلا ہے۔ باپ نہ مارے پیڈری بیٹا تیرانداز۔ اچھا نام جگاؤ گے شاباش برخوردار۔ آخرش کچھ منھ سے بولو تو۔ کس چڑھائی پر جاؤگے جو تیر کمان سے جوڑے کھڑے ہو۔ ارے لڑکے جمعہ جمعہ آٹھ دن کی پیدائش۔ ذرا ہوش کی باتین کرو۔

چھیل بٹاؤ۔ امان مین اپنا گلا آپ گھونٹ کر مرجاؤنگا۔ سنکھیا کھاؤنگا۔ مگر دودھ بخشواؤنگا۔ ہائے میرا دل تو موہنا نے موہ لیا بیمار عشق کا بس یہی علاج ہے کہ شربت دیدار نصیب ہو۔ امان خدارا دودھ بخشو۔ تو مین اپنی موہنا پیاری موہنا کو ڈھونڈھ نکالون ہائے وہ تو میری پتلیون کی تارہ ہے پری رخسار ہے مہ پارہ ہے موہنا! موہنا!! موہنا رانی!!! ہائے موہنا وائے موہنا! بار خدایا کسی در و دیوار سے موہنا پیاری کی پیاری صورت دکھا دے اے خضر پے خجستہ راہ ہی بتا دیجئے۔

یہ کہکر چھیل بٹاؤ دیوانہ وار خشق کی ترنگ اور جنون کی امنگ مین بصد حسرت مستون کی طرح جھومنے لگا۔ کبھی کنوان جھانکا اور پکارا موہنا۔ کبھی اوپر نظر کی اور آواز دی موہنا کبھی موہنا موہنا کرتا لوٹ گیا کبھی موہنا کی یاد مین سر دھنے لگا ابھی رو دیا ابھی مُسکرانے لگا کبھی خاک سر پر اُڑائی۔ کبھی کہا جنون کی دہائی ہے۔ یا مشکل کشا وقت مشکل کشائی ہے

یا علیؓ مدد دے۔ مرتضیٰ علیؓ مدد دے۔ ایک دفعہ ہی تنکے چُننے لگا اور گریبان کو چیر سے چاک کر ڈالا۔

ضعیفہ۔ لوگو دوڑو (سر پیٹ کر) ارے لوگو دوڑو اچھا تی ٹیکر ہی ہو میری ستر برس کی کمائی لُٹی جاتی ہے۔ میرے لال مجھے چھوڑ کر کہان جائیگا۔ ارے تو تو پور ترڑدن کا رئیس ہے۔ ہے ہے بن مین تجھے کون کھلائیگا یہ ٹھنڈا ٹھنڈا پانی کون پلائے گا۔ یہ جلتی بلتی فصل یہ گرما گرم لون۔ یہ چلچلاتی دھوپ کہ ہرن کالا ہو جائے۔ مجھ نصیبون جلی کو موت بھی بھول گئی اے نادان وہ راجا تو پرجا۔ کجا راجہ بھوج کجا گنگا تیلی۔ آدمی آدمی انتر کوئی ہیرا کوئی کنکر۔ وہ بت مہوش تو رند سبوکش۔ وہ شوخ عیار۔ تو ناکردہ کار۔ وہ بلائے جان تو نادان وہ اپنے حسن و جمال پر مغرور۔ تو شراب عاشقی کے نشے مین چور۔ وہ راجہ کی رانی مہارانی۔ تو زمین گیر کوے پریشانی وہ نازک اندام و گلفام۔ تو نامراد و ناکام۔ وہ گلعذار جانانہ تو نام پر دیوانہ۔ تیرا اُسکا سامنا مٹھی مین ہوا کا تھامنا۔ اُسکی چاہ نے اچھے اچھے شہزادون کو کنوین جھنکائے۔ تو اور اُسکو پائے۔ نادان نہ بن اُسکا نہ نام لے۔ بات مان عقل سے کام لے اُسکا مکان پرستان۔ تیرا جھونپڑا کلبۂ احزان۔ تیرے سے سیکڑون سودائی اُسکے در پر ٹھوکرین کھاتے ہین۔ مگر اُس کی گلبدن سہیلیون کی چھانھ نہین پاتے ہین۔ بیٹا اس خیال خام سے درگذرو۔ اور میری ضعیفی پر نظر ڈالو ایسی سُنائی پھر نہ سُنا نا تمھارے ابّا کو خدا بخشے مرتے وقت مجھے تمھارے سپرد کر گئے۔ اب مجھے اس بڑھوتی وقت کہان چھوڑ جائے گا۔

چھیل ٹٹاؤ۔ امان۔ اُنھین کی روح پاک کی قسم۔ اب بن جا کے زیست محال اور زندگی وبال ہے۔ اری موہنا پیاری مین صدقے ایک جھلک تو دکھا دے۔

ضعیفہ جب سمجھاتے سمجھاتے ہار گئی تو تھک کر پڑوس کی ایک طرار جوان و حسین عورت کو لپک کر بُلا لائی۔ وہ برق وش بجلی کی طرح چمکتی آئی اور بیڑا اُٹھا لیا کہ مین سمجھا بجھا کر پٹی پڑھا کر نہ جانے دونگی نہ جانے دونگی۔

حسین چھیل چھبیل۔ ہائین! ای واہ میان یہ آج آپکا حال کیا ہے وہ رنگ نہ وہ روغن۔ نہ وہ جوبن۔ وہ شباب نہ وہ آب و تاب چہرے پر ہوائیان اُڑی ہوئین۔ بال بکھرے گریبان چاک دامن کا پتا ہی نہین انکھڑیان لال انگارا واہ اچھا سوانگ ہے۔ اب رنگ لائی گلہری۔ ہم نے سنا آپ موہنا رانی پر عاشق ہوے ہین سچ ہے جیسی روح ویسے فرشتے۔ جو عشق ہی چرّایا ہے تو پیارے ہم کیا بُرے ہین۔

چھیل ٹٹاؤ۔ پیار تمھارا کوئی اور ہوگا مین تو پیاری موہنا کا پیا راہون ہائے اسوقت پری خانہ مین سہیلیون کے ساتھ اٹھکیلیان کر رہی ہوگی۔

حسین۔ (جھڑک کر) بس جائیے دیکھ لیا ہم پر رئیس زادون بادشاہ و زیرون کی نظرین پڑتی ہین۔ تم اپنی موہنا کے پیچھے ہو کیا مین چنچل نا چھیل چھبیلی کامنی نہین ہون۔ موہنا کہان کی ایسی پدمنی ہے۔ جو بے جانے بے دیکھے بھالے اُسپر ریجھ گئے۔ اتنی دور جانا کیا دل لگی ہے اس سے پڑوس ہی مین کوئی شعلہ رو عنبر مو لیجئے تو در در کیون جاؤ۔ کہا مانو۔ ہمارے ساتھ بیاہ کر لو موہنا کو اپنی ایڑی چوٹی پر سے قربان کر دون۔ میری رگ رگ مین شوخی کوٹ کوٹ کر بھری ہے۔

چھیل نے قہر کی نگاہ سے اپنی زبان دراز اور بیباک ہمسائی کو دیکھا اور ایک نعرہ مار کر وہان سے چل کھڑا ہوا۔ بن بن جنگل جنگل کوہ و ہامون مین گھومتا ہوا موہنا رانی کے راج مین پہونچا۔ ایک گنوار

سے یارانہ پیدا کیا۔

چھیل - کاہے ہو بھیا بھلا موہنا رانی بھین گھر کے باہر نکلت ہین یا گھر ہی مان رہت ہین - سُنت ہین بھل سُندر ہین - مانو ہمجھی گنوار - کو - موہنا رانی - ارے - وہ آکھن کا اس ٹکاوت ہین جس کنھیا کا کا کیا رہٹوا - بھائی ہن سٹکٹ ٹپکت ہی جیسے گوڑیا - اب سنیئے کہ وہی ساحرہ جس نے یہ کانٹے بوئے تھے آن موجود ہوئی اور جادو کے زور سے وہ کرتب کیا کہ ہو بہو چھیل ایکدن چھیلا نے بھیے جوش عشق اور خمار صہبائے جنون سے نگری بھر مین گھوم رہے تھے - گویا اپنے وقت کے میان آزاد ہو گئے ادھر موہنا رانی نے شب کو خواب مین چھیل بٹاؤ کی صورت دیکھی اور خواب ہی مین ہزار جان سے عاشق زار ہو گئین نیند اُچٹ گئی اُسی وقت سہیلیون کو جگا یا ذری میرے کلیجے پر تو ہاتھ رکھنا - دھک دھک کر رہا ہی - آج سپنا دیکھا کہ ایک جوان رسیلا چھیل چھبیلا رنگیلا ایک کنوئین کی جگت پر کھڑا ہی جیسے ہی چار آنکھین ہوئین جی چاہا بلائین لون - ہائے دیکھتے ہی کنوئین مین دھم سے گر پڑا اور دھماکے کی ایسی آواز ہوئی کہ آنکھ کھل گئی - ہائے اب اُسے کہان سے لاؤن - کیونکر پاؤن مین تو جیتے جی مر مٹی - نوجوان سہیلیان تو باہم آنکھون سے اشارے کرنے لگین کہ رانی کا کسی البیلے آتش پر دل آگیا - مگر ایک بڈھی سہیلی نے بڑھکر کہا کہ رانی مین بتاؤن - وہ کنوان نہ تھا وہ تمھارے پیار کی چاہ تھی دیکھ لینا صبح و شام ہی تمھارا دلدار تمھین ملا چاہتا ہے -

نور کے تڑکے موہنا رانی پیاری پیاری سہیلیون کے ساتھ باغ مین اٹھکھیلیان کر رہی تھی کہ اتنے مین چھیل بٹاؤ بھی سامنے سے آن موجود ہوا -

موہنا - ارے! یہ تو وہی جوان سیم غبغب دلبر شکر لب ہی یہی پیارا پیارا مکھڑا تو مین نے خواب مین دیکھا تھا -

چھیل - الٰہی یہ ابرو ہی یا خنجر بُرّان یہ بحر لطافت ہی یا چاہ زنخدان یہ گردن ہی یا فوارۂ نور - الٰہی یہ رانی ہے یا حور - چشم بد دور نور علیٰ نور - ع

چہ شکر گویمت ای کارساز بندہ نواز	منم کہ دیدہ بدیدار دوست کردم باز

موہنا - ع

صد شکر کہ آفتاب مقصود
از برج اُمید چہرہ بنمود

الغرض عاشق و معشوق مین دور ہی دور سے میٹھی میٹھی باتین اور رمز و کنایہ کی گھاتین ہوتی تھین کہ موہنا کی ساس بر آمد ہوئی موہنا موہنا کچھ خیر ہی - ناحق بن ناحق کلنگ کا ٹیکا لگا ئے گی - سات پیڑھیون کا نام ڈبائے گی - یہ محل کے باہر بے حجاب اُلٹے نقاب آنا اور اٹھلانا!

موہنا - ہمین ایک بات کی اجازت دیجیے کہ کل ہم دیوستھان جائین مگر سہیلیان سب ہمارے ساتھ ہون -

ساس - اچھا آج منادی کرادونگی کہ کوئی مرد کل گھر کے باہر نہ نکلے -

موہنا - تو مین جا چکی کیا کچھ ڈر پڑا ہے - یا شہر شملہ ہے وہ جاگتی جوت ہے کہ کوئی نگاہ بد سے دیکھے تو آنکھین نکال لون ہماری تو یہ خواہش ہے کہ ہم جائین اور دن ہاڑے بیچ کھیت جائین -

ساس - اچھا بہتر - تم خود مختار رہو جو چاہے سو کرو -

دوسرے دن پچھلے پہر سے موہنا نے زرد فوق البھڑک ساری زیب تن کی اور سولہ سنگھار بارہ ابھرن کرکے چھم چھم کرتی دیوی کے مندر گئین - کم سن نو عمر نوخیز پری پیکر رشک قمر سہیلیان بیچ بیچ مین ارد گرد ہین - اور چہل کرتی چلی جاتی ہین -

چھیل بٹاؤ سے تو کہہ ہی دیا تھا کہ کل فلان مقام پر ملنا دونون کی آنکھیں ہوئین چار تو دل مین آیا پیار - یہ تیر نگاہ غلط انداز کا گھائل اُسکی طبیعت اسیر مائل - اتنے مین ایک سہیلی نے چمک کر کہا اے یہ مردوا یہان کون ہی -

موہنا - (تنک کر) ہائین! ہائین! کوئی ہوگا - تم کو کیا تم کوئی خدائی فوجدار ہو - وہ بیچارہ تو گردن جھکائے دیوانستان مین بیٹھا ہے تم کیون گھبرائی جاتی ہو -

اس کے بعد موہنا رانی گردن نیوڑائے بیٹھی بہا ساری پھڑکائے ہاتھون مین مہندی لگائے - پٹیان جمائے گیسو کی لٹ لٹکائے بوٹی بوٹی پھڑکاتی - اینڈتی - اٹھلاتی - کنوین کے اردگرد پھیرے دینے لگی - سہیلیان پرستان کی پریان بنی ہوئین ساتھ ساتھ گھومتی تھین کوئی نوعمرا چپلاہٹ کے سبب سے پیشقدمی کرتی تھی - کوئی شوخ و شنگ فرط مستی سے جھوم رہی تھی! کوئی چلبلے پن کے مارے ہمجولیون کو چوم رہی تھی - مگر پیاری موہنا نظر غلط انداز سے اپنے معشوق طناز چھیل بٹاؤ کو دیکھتی تھی اور اُسی کے رخ آتشین سے آنکھین سینکتی تھی اُسکا کنکھیون سے دیکھنا قہر ڈھاتا تھا حشر توڑتا تھا - ادھر سہیلیون کی آنکھ چکی اُدھر اُسنے چٹ چٹ بلائین لین جنون نے سلسلہ جنبانی کی اور اُسنے ہاتھ پھیر دیا -

محفل بھر کی اسی سمان کی طرف نظر تھی - اور غلغلہ جزاک اللہ ہر سمت سے بلند تھا کہ واہ رے پارسیو - وہ تماشا دکھلایا کہ روح فرحناک ہوگئی - خصوصًا موہنا رانی کی پیاری پیاری صورت خماری انکھڑیان بیساختہ پن - بلا کا بھبن جبین مبین کی افشان اور بھی قیامت بپا کرتی تھی - چال تو ایسی مستانہ نہ دیکھی نہ سُنی - اس ناز و ادا سے قدم دھرتی تھی - کہ اہو ہو ہو اُسکی صنعت بالغہ کے صدقے کہ ایسی ایسی رانیان بنائین اور پارسیون کے ہاتھ چوم لے جنھون نے یہ نقلین دکھائین اور چشم فسون پرداز کو قتل عام کی گھاتین سکھائین - الغرض آخرکار جادو کا اثر جاتا رہا اور طلسم ٹوٹا تو راجہ جے سنگھ اور موہنا رانی اور چھیل بٹاؤ اور سب سہیلیان مل مل کر خوب گائین مگر واہ ری موہنا کہ یکدا مین ہی رہی -

پارسیون کا نادر تماشا

میان آزاد کو پارسیون نے ایسا بھایا اور تماشا ایسا بھایا کہ دوسرے دن ادھر گھڑیالی نے ٹھن ٹھن آٹھ کا گجر بجایا ادھر میرا شیر تماشا دیکھنے آیا - پارسیون نے تماشے کے آخر مین ایک نقل ایسی دکھائی کہ محفل بھر بے اختیار کھلکھلائی - پہلے ایک سیٹھ جی دُھتیا لٹکائے گال پھُلائے - لال لال پگیا مستک گاہ پر جمائے تشریف لائے ماشاء اللہ کیا قطع مبارک ہی - ترُخ ترُخ نور برس رہا ہے آدمی ہی یا کشت زعفران جسنے دیکھا لوٹنے لگا - توند کوئی پچاس ٹن کی کھوپڑی سو من کی - بوکھلاہٹ بشرے سے نمایان - کائیان پن چہرے سے عیان - صورت سے تو بھپیا کے تاؤ ہی معلوم ہوتے تھے لیکن بڑے ہی گھاگ ایک ہی نیا ایسے بڑے بڑے چالاک آدمیون کو کھڑے کھڑے نخاس مین بیچ لین - اور اچھے اچھون کو چٹکیون مین غبّا دیدین - اس کے بعد اُنکی چاہتی بیوی عجب ناز و ادا اور انداز معشوقانہ سے چھان چھان آئین - کمر پر رگ گل کا دھوکا ہوتا تھا - جو دیکھتا تھا عقل سے ہاتھ دھوتا تھا بیر بہوٹی کی ایسی لال بھبھوکا ساری سرخا سرخ اور اُسکے نیچے سیتیون دار ہری ہری کرتی آستینین پھنسی ہوئین سیٹھانی جی تنی ہوئین شوخی رگ رگ مین کوٹ کوٹ کر بھری ہے حیرت تھی کہ یہ

ہند نی ہے یا کوہ قاف کی پری ہی۔ گل رخسار کی وہ رعنائی نہ گلاب پانی پانی ہو جائے۔ دست سیمین وہ حنائی کہ یاقوت احمر ہیرا کھائے۔ آنکھین وہ شوخ کہ الامان یہ عورت ہے یا برق درمان - یا بلاے بیدرمان - یہ ابرو ہے یا فتنۂ دوران - بلاکی ادا ستم کا ناز۔ ایک ایک اشارہ سر و صفحہ دیباچۂ انداز۔ زاہد صد سالہ کو مرید بنائے ۔ آگ جان مین نشتر لگائے ۔ میان بیوی مین خوب گھل گھلکر میٹھی میٹھی باتین ہونے لگین۔

سیٹھ - پیاری آج تمھارا چہرہ اُداس کیون ہی مطبل (مطلب) کی بات ہو تو تم کو کھوش (خوش) کر دون -

سیٹھانی - (تنک کر) اجی تم کو میری کیا پڑی ہی۔ مین تو دل ہی دل مین کڑھا کرتی ہون - آج یہ کیا جاتی دنیا دیکھی کہ اتنا پوچھا یہ کدھر سے چاند نکلا ہے -

راوی - اری واہ ری سیٹھانی - اللہ اللہ یہ خوش بیانی بلاکی شوخ و چالاک - غضب کی بیباک شین وقاف سے درست چالاک و چست -

سیٹھ - اچھا تو کچھ کو ہو (کہو) تو میرے سے۔ میرے کو تھارا بڑو پیار ہی۔

سیٹھانی - ای آگ لگے تیرے ایسے پیار کو موئے نگوڑی کنٹھے والیان تک بچھوا۔ ٹڑیان - ہنسلی - چُڑیان پہنے رہتی ہین گہنے پاتے سے گوندنی کی طرح لدی رہتی ہین - یہان نگوڑی کیل تک ناک مین نہین - ناک چھوچھی یہ لاکھون کماتے ہو کس دن کے لیے جب دیکھو گاڑھے کی لنگوٹی باندھے ہین - یہ ڈھائی تلے کا چرچراتا جوتا کیا جانے انکے داداکے وقت کا ہی یا لکڑ دادا نے مول لیا تھا یہ گانٹھ گانٹھ کے توڑے کس دن کے لیے رکھتے ہو میری یہ جوانی ہی ہی اُٹھتی جوانی - پہننے اوڑھنے کے دن - کھانے پینے کے دن تم ایسے قصائی کے پالے پڑی سُکھ سپنے مین بھی نہین دیکھا روئی کا نہ کپڑے کا سیت میت کا بھترا -

سیٹھ - ناک چھوچھی کا ہے کھاتر (خاطر) ہی لاکھ کی کالی کالی کیل نہ بڑوا دونگا - اس گورے گورے مکھڑے پر کالی کالی کیل کھوب (خوب) جھلکے گی -

سیٹھانی - چمڑی جائے رہا دمڑی نہ جائے کیل بھی ہو تو لاکھ کی - اچھا تم اپنا گہنا رہنے دو - ہمین ایک آدمی نوکر رکھ دو - یہ گورے گورے ہاتھ یہ پیاری پیاری ہہیان روز ٹہل کرنے مین کالی نہ ہو جائینگی - ہمین ایک آدمی رکھدو - مین صدقے اجی ہمین تو کوئی چھپن ٹکے کا صرف نہین ہی خاصی رانی بنی بیٹھی رہونگی -

سیٹھ - شاستر مین لکھو ہے کہ گرت (گرہست) کو کام کاج کرنا اچھا ہی وہ بے کاج بیٹھے تو بُری باتان کا کھیال (خیال) جاتا ہے -

سیٹھانی - اجی بھین تو یہی سوجھتی ہے - نامحرم مردوے پر کبھی نظر بھی کی ہو تو تمھاری ہی آنکھین پھوٹین -

راوی - دونون - دائین بائین دونون - واہ بی سیٹھانی کیا قسم کھائی - سیٹھ بیچارے کی آنکھین کیا مفت کی پڑی پائی ہین -

سیٹھ - اچھا آج ہی کوئی کھندمدار (خدمتگار) کی تلاش کرتا ہون

اتنے مین ایک بابو صاحب تشریف لائے یہ بڑے ہی رسیا نکلے - آئے تو تھے سیٹھ سے حساب کرنے اُنکی پری جم بیوی کو جو دیکھا تو لوٹ ہو گئے - اب سیٹھ جی سے بات ہی نہین کرتے سیٹھانی سے لسر لگایا -

سیٹھ - بابو صاحب میری جورو کو ایک چھوکرا کی تلاش ہی کوئی ۱۲ بارہ برس کا آدمی لادو گے مگر ایسا نہ ہو کہ کام تو کرے کم اور کھائے بہت - کھائے سیر دس بارہ - اور کام مین ننھا بیچارہ - مگر ۱۲ بارہ برس کا ہو جی -

بابو - (مسکرا کر) بھلا چھ چھ برس کے دو ہون -

سیٹھانی - (اچک کر) اجی بابو صاحب مین صدقے کوئی لادو -

سیٹھ - بس بس اب مت بولیو - یہ صدکے بدکے کیون بولی پرائے مرد سے بولنا کیا بات ہے -

سیٹھانی - اجی بھلے مانس آدمی ہین - دیکھو بیچارہ نیچی نظر کرکے دیکھتا ہے -

سیٹھ - تو بابو شاحب ایسا ہو جو سیٹھانی کی کھند مد (خدمت) کرے اور لے کم -

بابو - اچھا جبتک کوئی اور ملے - مین ہی نہ خدمت کیا کرون اور دینے لینے کی کیا بات چیت ہی - تمھاری چیز ہماری - ہماری چیز تمھاری -

سیٹھ - نہین نہین آپ جاوہی ہم کھد (خود) تلاش کرین گے جی -

سیٹھانی - اجی تکلیف تو ہو گی - رہا بابو جی تکلیف نہو تو کبھی کبھی آدمی کو سکھا جایا کرو -

سیٹھ - (گال پھلا کر) ہجار بار کہدیا کہ پرائے مردوے سے نہ بول بکتی جاوتی ہی - بس اب نہ بات کرنا کہدیا ہی - یہ سکھائے گا آدمی کو - کیا میرے کو سکھاونا نہین آتا -

سیٹھانی - بابو جی کب تک آدمی لاؤ گے -

بابو - سیٹھ دکان پر جالین تو ابھی لادون -

سیٹھ - ہم آج دکان ہی نہ کھولونگا جی - تم پرائی استری سے کیون باتین کرتے ہو گے جی -

بابو - اجی سیٹھ جی تمھاری جورو بڑی ہسیار (ہوشیار) ہین -

سیٹھ - (غصہ مین) ہان ہان سنو بابو شاحب مین بھی بڑا ہسیار ہون لے آپ ادھر کھڑے ہو جیے -

سیٹھانی - بابو جی صاحب اسوقت کے بجے ہونگے -

سیٹھ - (آنکھین نکالکر) ارے میرے پاس تو ایک چھوڑ دو دو گھڑی رکھی ہے - تو بابو شاحب سے کیون پوچھتی ہے -

بابو - سیٹھ جی تمھاری عورت تمسے چالانک ہی -

سیٹھ - نسان کھاطر (خاطر) رہو ہم اُس سے بھی چالانک ہی -

سیٹھانی - اجی بابو جی تمھاری طرف کیا سب ایسے ہی گورے ہوتے ہین -

سیٹھ - (بگڑ کر) پھر بولی - اری تو بولی - تیرے کو گورے کالے سے کیا مطبل ہی ری - بابو جی تم یہان نہ آیا کرو دکانڑ پر آیا کرو -

سیٹھانی - اے واہ اچھے آئے - کوئی بھلے مانس آئے تو دُتکار دین -

سیٹھ - ارے اُسنے ناک مین دم کردیو رے (اگر) لگا کہا لے اور لے گی -

پھر بیچاری سیٹھانی نے رونا شروع کر دیا - ہاے یہ ہات ٹوٹ جائین اور نگوڑے کی ٹانگ بھی ٹوٹے - جب دیکھو موا اننا کلکل کیا کرتا ہی کسی چھیل سے پالا پڑا ہوتا تو چاند گنجی کر دیتی جب دونون مین گتھم گتھا ہونے لگا تو بابو جی کی بن آئی بڑی ہمدردی سے بیچ بچاؤ کرنے لگے اب سنیئے کہ سیٹھ کے تو ہاتھ پکڑ لیے اور سیٹھانی کو اشارہ کیا تو لگی دھمڑ دھمڑ کوٹنے اور جب سیٹھ کا وار ہوتا تھا تو حضرت بڑے ہی ہمدردی سے میر فیصل بنکر سیٹھانی کو چھپا لیتے تھے - آخر کار بابو جی آدمی کی تلاش مین گئے اور میان بیوی پھر ایک ہو گئے -

بابوجی سٹر پٹر کرتے چلے جاتے تھے کہ اتنے مین دیکھتے کیا ہین کہ ایک آدمی بانسری بجاتا چلا آتا ہی۔ ابے تو کون ہی۔ ہم کون ہین ہم آدمی ہین آدمی۔ ا۔ آدمی نہین تو کیا جانور ہی۔ جانور نہین تو کیا آدمی ہون۔ آپ اپنا مطلب کہین۔ ابے چل نوکری کر۔ ہان ہان اُچھل کر) اہو ہو ہو کس کے یہان۔ ایک سیٹھ ہین۔ نا میان وہ مجھے مار یگا بھلا سیٹھانی بھی ہین۔ ہان ہین۔ اچھا چلو رہا صبح کو کھاؤنگا۔ نوبجے کھاؤنگا۔ دوپہر کو کھاؤنگا۔ تیسرے پہر کو کھاؤنگا۔ شام کو کھاؤن گا اور شام سے لمبی تانونگا تو صبح کی خبر لاؤنگا۔ اور جو آنکھ کھلی تو سیٹھ جی یا سیٹھانی کھانا دیجائین۔ اچھا چلو تو وہان تک چلتا ہون مگر کھانا بہت سا کھاؤنگا۔ بہزار خرابی بابو صاحب اُسکو لے چلے۔ راہ مین کوئی اٹھارہ (۱۸) دفعہ ہی مچلا۔ بارے خدا خدا کرکے پہونچے۔

بابو۔ لو سیٹھ جی آدمی لے آئے۔

سیٹھ۔ کام اچھا کرے گا رے۔

آدمی۔ ہان بہت کھاؤنگا دس دفعہ کھاؤنگا۔

سیٹھانی۔ ارے کچھ کام کاج بھی کرے گا یا دن بھر منھ ہی چلاتا جائے گا موئے۔

آدمی۔ دس دفعہ کھاؤنگا۔

سیٹھانی۔ اب مین کہین جیپٹ نہ جاؤن بڑھ کر۔

سیٹھ۔ اسے تو پھر بولی۔ عورت جات اور جیپٹ کی بات جیت

سیٹھانی۔ اجی تو کیا یہ تمھارا کوئی قبلہ گاہ ہی۔

الغرض وہ جھٹ سے نوکر ہوگیا۔ مگر برابر یہی کہتا گیا کہ دن بھر مین اٹھارہ (۱۸) بار کھاؤنگا۔

سیٹھ۔ ہم ابھی دکان پر جاتا ہون۔ سیٹھانی جو کہین وہ چپکے سے کان مین کہہ جانا۔

یہ کہکر سیٹھ جی تو دکان پر گئے اور بابو صاحب سے حساب ہونے لگا۔

سیٹھ۔ (بہی کھولکر) آپ پر پانچ سو (۵۰۰) ہین جی۔

بابوجی۔ ارے! پانچ سو! یہ ڈھائی سو کے پانچ سو ہو گئے۔

سیٹھ۔ اور سود نہین چڑھا۔

سیٹھانی۔ آدمی او آدمی۔ ارے تیرا نام کیا ہی۔

آدمی۔ فضیحت۔ اجی مجکو روٹی دو۔ بھوک لگی ہے۔

سیٹھانی۔ مر موئے آگ لگے تیرے پیٹ کو۔ جا سیٹھ جی سے دکان پر جاکر چپکے سے کہدے کہ گھر مین چاول نہین ہی رہا کان مین کہنا الگ بلا کر۔

فضیحت۔ اجی روٹی تو دیدو۔ بڑی بھوک لگی ہی۔

سیٹھانی۔ اوئی دور ہو نگوڑے۔ چانول تو ہین نہین کھائیگا کیا انگارے

فضیحت نے دکان پر جاکر اور اشارے سے بتا کر سیٹھ کو علیحدہ بلایا اب سیٹھ جی جون جون آگے بڑھتے آتے ہین میان فضیحت پیچھے ہٹتے جاتے ہین آخرکار کان مین غل مچا کر کہا کہ چاول نہین ہین۔

سیٹھ۔ دت گدھا۔ ارے گل (غل) کیون مچایا۔ ہمارے یہان چانول نہین اور تو سب کے سامنے جور (زور) سے کہتا ہے۔

بابو۔ دیکھو فضیحت جو اب سیٹھانی جی بھیجین تو اُنکے کان مین کہنا جسمین کوئی اور نہ سُنے۔ خبردار۔ کان مین کہیو۔ کان مین۔

سیٹھانی۔ ارے فضیحت کہہ آیا۔ جا اب اُنسے کہدے کہ تمھاری مان ابھی ابھی مر گئین۔ جلدی جا دوڑتا ہوا۔ ہائے میری ساس بیچاری اُٹھ گئی۔ ارے جلدی جانا۔

فضیحت۔ اجی مجھے کھانا تو دیدو۔ جلدی دو بڑی بھوک لگی ہی

سیٹھانی۔ بھاڑ مین جائے تیرا پیٹ موے۔ ارے مردہ گھر مین پڑا ہی اور تو کھانا مانگتا ہی۔ اُن کی تو مان مر گئی اور تجکو پیٹ کی پڑی ہے۔

فضیحت - اچھا مُردہ اُٹھ جائے تو دوگی۔ تو لاؤ اُدھر سے اس
بڑھیا کو بھی گڈھیا مین پھینکتا ہی جاؤن اور اُنکو بھی لے آؤن
جسمین کھانے مین دیر نہو۔ اچھا جاتا ہون۔ دکان پر پہونچکر
اپنی بانسری بجائی اور چپکے سے اشارہ کیا کہ یہان آؤ سیٹھ جی
قریب آئے تو کہا کان پاس لائیے اور کھسک آئیے آپ کی
بڑھیا ڈھلک گئین۔ سیٹھ نے سر پیٹنا شروع کیا اور میان فضیحت
پر ایک دو ہتڑ ایسا لگایا کہ اُنکے نتھنے بگڑ گئے بابو بیچ بچاؤ کرنے
آئے تو اُنپر بھی دو ایک پڑ گئین۔

بابو - ارے بیوکوف (بیوقوف) یہ کون چھپانے کی بات تھی کہ
تو نے کان مین چپکے سے کہا اُنکی مان مر گئین اور تو چپکے سے
کہتا ہے جا گدھے روتے سر پیٹتے کیون نہ آیا۔

سیٹھانی - ارے فضیحت جا دوڑ کر کہہ آ کہ تمھارے گھر مین
لڑکا ہوا دوڑتا جا۔

فضیحت - اہو ہو ہو۔ اہا ہا ہا - ابتو روٹی کھلاؤ - اجی مجھے بڑی
بھوک لگی ہی - پہلے تو چانول نہ تھے غرۃ - پھر بڑھیا ڈھلک گئی
فاقہ - اب لڑکا ہوا ہی - اسی بات پر کھانا کھلوا دو -

سیٹھانی - ارے موے مین تو زچا خانہ مین ہون - اُنکو بلا لا تو
آج وہی منھ پھونکین - لکڑیان لیتا آنا -

میان فضیحت روتے سر پیٹتے غل مچاتے آنسو بہاتے دُکان پر
پہونچے - ہاے ہاے ارے یہ کیا ہوا - ارے دوڑو ہاے رے
اُف اُف - ارے آسمان پھٹ پڑا ارے - اوہ اوہ سیٹھ جی بھی
لگے سر پیٹنے کہ کیا جانے کیا واقعہ ہوا -

بابو - ارے بتا تو ہوا کیا - آخر کوئی مر گیا ہے -

فضیحت - اجی بابو جی پہلے رو تو لو - خوب رو لو - ہاے ہاے
ارے اُف یا خدا (اہل جلسہ کی طرف مخاطب ہو کر) تم بھی رو لو

(سیٹھ کے کان مین) آپکے یہان لڑکا ہوا ہے جائیے منھ پھونکیے
لکڑیان لیتے جائیے گا -

سیٹھ نے فضیحت کو خوب ٹھونکا اُس شخص کے یہان تو لڑکا ہوا
وہان سے روتا چلاّتا چیختا غل مچاتا آیا اور کہتا ہی کہ منھ پھونکو
چلکر اور لکڑی لیتے چلو -

بابو - ابے تو بڑا گدھا ہے بے -

فضیحت - واہ بابو بڑے تو سیٹھ ہین اُلٹے اُترے کر آپ -

بابو - جا اب ایسی بات ہو تو شکر بانٹتا آنا اور خوب کھلکھلانا -

سیٹھانی - ارے غضب - لو آگ لگ گئی - ارے فضیحت
جلدی دُکان پر جا - کہ گھر مین آگ لگ گئی -

فضیحت - اجی مجھے روٹی تو کھلا دو ہاے مین تو مرا جاتا ہون
میان فضیحت دُکان پر جاتے ہی خوب کھلکھلائے - اہو ہو ہو
اہا ہا ہا - قہ قہ قہ لو شکر کھاؤ - محلہ بھر کو شکر بانٹیے اور دوکان کیطرف
سے جو نکلے اُسے شکر کھلا دیے -

سیٹھ - کیا ہی؟ کیا کوئی اور لڑکا ہوا -

فضیحت - گھر مین آگ لگی ہی سیٹھانی گھر کے باہر منھ کھولے
کھڑی سر پیٹ رہی ہی سیٹھ جی ایسے گھبرائے کہ ہی کود کان پر چھوڑ سیدھے
گھر گئے اور بابو صاحب نے موقع غنیمت جان کر ہی بغل مین دبائی اور
مع فضیحت کے چلے آگ بجھانے وہان پہونچے تو ہی کو بھی آگ مین
"بھسم" کر دیا اور پانچ سو کے پانچ پیسے بھی نہ دیے -

پارسیون کا دربا تماشا

ادھر عروس عدن نے پرند مشکین سے رخ انور کی جھلک دکھائی
اور لیلاے شب زلف عنبرین کھولے ہوے آئی اُدھر شاہنشہ تخت
رہ نوردی خدیو مصر کوچہ گردی فلک سیر ملک نہاد میان آزاد کو
تماشے کی دُھن سمائی پھر کیا تھا فوراً سنبھالا اور ڈبل چال

کھٹ کھٹ کرتے لمبے لمبے ڈگ بھرتے ٹھنڈی ہوا کھاتے سیر دریا کے مزے اُڑاتے چھتر منزل مین دھم سے آن کودے۔ دریا کی روانی۔ بذلہ سنجون کی نکتہ رانی۔ بیگمیون کی گھڑگھڑاہٹ معشوقون کی اچپلاہٹ۔ تماش بینون کے ڈٹاؤ اور ربھکیرون کے جٹاؤ دیکھ کر میان آزاد درلستہ خبطی ہو گئے۔ ایک جگہ بیٹھنے کی تو اُنھون نے قسم کھائی تھی سوچے چلو اسوقت دریا مین ٹھڑی لگائین یا ملاحی چیرین یا چڑھاؤ کاٹین۔ کپڑے ویڑے اُتارنے ہی کو تھے کہ گھنٹی بجی ٹھن ٹھن ٹھن ٹھن ارے بھلے کو دریا مین کود نہین پڑا تھا۔ ورنہ غضب ہی ہوجاتا جھٹ تنگ توبڑا چڑھا کر آپ بھی ایک کرسی پر جا ڈٹے۔ سامنے زرنگار اور پُر بہار پردہ پڑا ہے یہ ہلا۔ وہ اُٹھا۔ دیکھتے کیا ہین کہ ایک تاجدار ثریا جاہ زین الملوک کج کلاہ تخت ہمایون بخت پر بیٹھا آنکھین مانگ رہا ہے اوپر چتر سعادت اثر اور تاج مکلل زیب سر اپنے نور بصر شہزادہ عالی مقام تاج الملوک گلفام پہ جو شاہ گیتی پناہ کی نظر پڑی تو چشم روشن مین آنکھ کی بینائی غائب۔ یا مظہر العجائب۔ ؎

مہر لب شہ ہوئی خموشی — کی نور بصر سے چشم پوشی
دی آنکھ جو شہ نے رونمائی — چشمک سے نہ بھائیون کو بھائی
گھر گھر یہی ذکر تھا یہی شور — خارج ہوا نور دیدۂ کور

کوئی نسخۂ نور لایا کوئی سرمۂ طور لایا۔ مگر آنکھون مین اُجالا نہ آیا نہ آیا۔ معلوم ہوتا تھا کہ جیسے سچ مچ کوئی اندھا ہی بیٹھا زبان حال سے پکار رہا ہے کہ آنکھون والے بابا آنکھیان بڑی نعمت ہین اتنے مین ایک کحال فرید الدہر دقیانوس کے دادا کا ہمعصر آیا اور اُسنے خوب سوچ ساچ کر بتایا کہ ؎

ہے باغ بکاؤلی مین اک گل — بلبلون سے اُسی پہ مار چنگل

یہ سنتے ہی چار خوش پوش خوش رو خوش ادا شہزادے بادشاہ سے رخصت ہوے اور بوے گل کی طرح چمن وطن سے جنگل کیطرف چلے۔ چلتے چلتے راہ مین حسن اتفاق سے زین الملوک سے چار آنکھین ہوئین پوچھا کدھر کی سدھیان ہین۔ کسی لشکری نے ساری داستان کہہ سنائی اور تاج الملوک کو گل بکاؤلی کی دھن سمائی پردہ پڑا اور جب حجاب مرتفع ہوا۔ تو دیکھتے کیا ہین کہ وہ چارون شہزادے بیٹھے شش و پنج کر رہے ہین اور دلبر بیسوا اُنکو داؤن پر چڑھا رہی ہے۔ کھیلتے کھیلتے اُن تک کو بازی مین جیت لیا تاج الملوک بھی گرتے پڑتے کہین وہان پہونچے اور اُنھون نے دلبر کے چھکے چھڑا دیے تب تو وہ چکرائی کہ میان مین تو مرشد تھی تم ولی نکلے پھر پردہ پڑا اور اُٹھا تو تاج الملوک کے سر پر قضا۔ ایک دیو سر بفلک کشیدہ کھڑا غرا رہا ہے دیو تو ایسا بنایا تھا کہ بارہ صدی کے بنگالی صورت دیکھتے ہی آنکھین بند کر لیتے۔ الغرض دیو کو اُنھون نے ایسا جیتے یار بنایا کہ وہ بھی اُنکا دم بھرنے لگا۔ پھر پردہ پڑا اب کی کچھ اور ہی ٹھاٹھ نظر آتے ہین وہ اُٹھا جل جلالہ تیری بندہ نوازی کے صدقے۔ کیا گلزار پُر بہار دکھایا۔ یہ بکاولی کا چمنستان نظافت ہے باغ کیا ہے سچ مچ باغ و بہار ہے۔ اللہ اللہ کہکر اُنھون نے چپکے سے پھول توڑا اور ؎

گل لے کے چلا ایاغ بر کف — چوری سے چلا چراغ بر کف

اک دفعہ ہی دیکھتے کیا ہین کہ ؎

بارہ دری ایک سونے کی ہے — وہ خواب گہ بکاولی ہے
گول اُسکے ستون ساعد حور — چلمن مژگان چشم مخمور
پردہ جو حجاب سا اُٹھایا — آرام مین اُس پری کو پایا

شوق چرایا کہ اُس مست نشۂ خواب ناز کو جگائے مگر پھر ؎

سوچا کہ یہ زلف کف مین لینی — ہے سانپ کے منھ مین اُنگلی دینی

ادھر گلچین تو جیب و دامن کو گل مقصود سے بھر کر چمن سے بوے گل کی طرح چل کھڑا ہوا اُدھر ؎

وہ سبزۂ باغ خواب آرام
جاگی مرغ سحر کے غل سے
یعنی وہ بکاؤلی گل اندام
اُٹھی نکہت سی فرش گل سے

بکاؤلی کا خواب ناز سے بیدار ہونا اور حوض لطیف پر منھ دھونا پھول کا ہوا بتانا اور گلچین کا نیا گل کھلانا۔ بکاؤلی کا جھنجھلانا سنبل سے تازیانہ منگانا۔ شمشاد کو سولی پر چڑھانا۔ ان سب باتون کو اس خوش اسلوبی اور لطف سے ادا کیا کہ تماشائی عش عش کرنے لگے اور پارسیون ہی کا دم بھرنے لگے اب بکاؤلی بھیس بدلکر گلچین کی تلاش مین چلین اور حضرت کو ڈھونڈھ نکالا جب دونون مین ملاقات ہوئی اُسوقت کا لطف قابل دید تھا پہلے وہ قہر کی نگاہ پھر پیار اور چاہ۔ پہلے وہ تیکھی چتون۔ پھر عشق گلچین گلبدن۔ سے

بولی وہ پری بصد تامل
کیون جی تمھین لیگئے تھے وہ گل

وہ شکر لب اس بیساختہ پن سے بول رہی تھی کہ معلوم ہوتا تھا لبون سے قند گھول رہی تھی۔

تاج الملوک بیچارہ سرگردان و آوارہ نے۔ سے

کی عرض رضا ہی جو خوشی ہو
مشکین زلفون سے مشکین کسواؤ
تلوار سے قتل ہو جو منظور
عاشق کی سزا جو بوجھتی ہو
کالے ناگون سے مجکو ڈسواؤ
ابرو کے اشارے سے کر دو چور

القصہ ساری داستان کو اسطرح ختم کیا کہ حاضرین جلسہ پھڑک گئے اسکے بعد اندھیر نگری کی نقل چھیڑی۔ ایک رنگے سیار باباجی گیرُوے کپڑے پہنے ایک موٹے تازے چیلے کو ساتھ لیے بھجن گاتے کھنجڑی بجاتے ایک نئی بستی مین وارد ہوئے۔

باباجی۔ بچہ جاؤ کچھ نون تیل لکڑی لاؤ۔ روٹی پکاؤ۔ خود بھی کھاؤ ہمکو بھی کھلاؤ۔ اور دند ناؤ۔

چیلا۔ چلا بازار مین پہونچے تو دُکانین جمی ہوئین۔ کرارے تل کے لڈو گول گپے مصالح کے مٹر دٹر۔ گنڈیریان لوپوںڈے کی۔ گلاب ٹیان اب جس دکان پر جاتے ہین اور جو سودا چکاتے ہین سب ٹکے سیر چکرائے کہ این یہ کیا اسرار ہے ٹکے ہی سیر مربا ٹکے ہی سیر چارہ۔ ایک خوانچے والے سے پوچھا یہ کیا ہے۔ باباجی یہ ریوڑیان ہین اور یہ؟ یہ بیسن کے لڈو ہین۔ اور یہ؟ یہ دال موٹھ ہے اور یہ؟ کھاجا۔ ہو ہو ہو کھاجا تو کھاجا۔ ایک کھاجا چکھ گئے پھر دوسرا اُڑا یا۔ اسیطرح خوب مٹھائی ٹونگی اور کچھ کھائی کچھ باندھی پوٹ وہان سے ماری لوٹ تو باباجی کے پاس۔

بابا۔ کیون بچہ کچھ گھی شکر آٹا لایا۔

چیلا۔ ہونھ۔ گھی کیا کروگے کھاجا کھاجا۔ چکھو تیار کرو مٹھائی چکھو۔

بابا۔ اس نگری کا کیا نام ہے۔

چیلا۔ باباجی ہمین تو مٹھائی کھانے سے کام ہے۔ اندھیر نگری چوپٹ راجا ٹکے سیر بھاجی ٹکے سیر کھاجا۔

بابا۔ ہان! بچہ یہ نگری رہنے کے لائق نہین۔ چلو بھاگ چلین۔

چیلا۔ واہ تم جاؤ مین تو مٹھائی چھوڑ کر نہ جاؤنگا۔

پردہ پڑ گیا اُٹھا تو اندھیر نگری کے چوپٹ راجا برآمد ہوئے۔ واہ بھئی واہ اچھے راجا ہین تو اندھیر نگری کیون نہو۔ راجہ صاحب شراب لنڈھائے۔ چرس کے گنجیرے۔ بھنگیرے۔ چانڈو باز افیمچی نشے مین چور سیہ مست دمحمور کرسی پہ بیٹھے ہین۔ مگر گرے پڑتے ہین اتنے مین ایک فریادی آیا۔

وزیر۔ جہان پناہ ایک فریادی آیا ہے۔

راجا۔ تمھارا دادی آیا ہے۔

وزیر۔ نہین جہان پناہ ایک فریادی آیا ہے۔

راجا۔ اچھا۔ ہون۔ تو پانچ بلاؤ۔

راوی - یہ بہکی بہکی باتین یہ بے تکا پن -

فریادی - حضور کل دیوار گر پڑی میرا لڑکا دب کر مر گیا -

راجا - ہان دیوار مر گیا - لڑکا دب گیا دیوار کو سولی دیدو -

وزیر - جہان پناہ - دیوار گر پڑی اور اسکا لڑکا مر گیا -

راجا - ہان ہان جہان پناہ گر پڑا اور دیوار پر لڑکا مر گیا اچھا لڑکے کو پھانسی دیدو -

وزیر - نہین خداوند لڑکا دب کر مر گیا -

راجا - معمار کو سولی دیدو -

معمار - پیرو مرشد مین بے قصور ہون - یہ مزدور کی شرارت ہی

راجا - مزدور کو سولی دیدو -

مزدور - مین نے کیا کیا سقے کا قصور تھا -

راجا - اچھا جاؤ سقے کو سولی دیدو -

سقہ - حضور میری کیا خطا - آپ کا کوتوال جو آیا تو مارے ڈر کے پانی زیادہ گر گیا -

راجا - کوتوال کو سولی دیدو -

راوی - واہ رے چوپٹ راجا - تحقیقات کسی کی نکو جو ہو اُسے پھانسی دیدو - پھانسی پر کوتوال صاحب چڑھائے گئے تو چوبدار نے عرض کیا کہ پیرو مرشد - پھانسی کا منھ بڑا ہی اور کوتوال دبلا پتلا

راجا - اچھا تو کسی موٹے آدمی کو پکڑ کر پھانسی دے دو -

موٹا اس اندھیر نگری بھر مین باباجی کا چیلا تھا دھرے گئے ہائے غضب بھئی ہم نے کیا کیا کہ پھانسی پر چڑھائے جائین گے واہ تم سب مین موٹے ہو چو رنگ کیے جاؤ گے - ارے تو یارو یہ بھی کوئی جرم ہے کہ موٹا تازہ ہون - اتنے مین باباجی بھی حسن اتفاق سے سامنے نکلے دیکھا کہ چیلا رو رہا ہے -

بابا - کیون بچہ کیا کہا تھا کہ یہ اندھیر نگری چھوڑ دو - نہ مانا آخر وہی آگے آیا نہ -

چیلا - باباجی بچاؤ - میری طرف سے پھانسی پر چڑھ جاؤ -

بابا - ارے آج اچھا دن ہے جو پھانسی پر چڑھے وہ سیدھا سُرگ لوک کو جائے مین پھانسی پر جاتا ہون -

چیلا - نہین مین جاتا ہون -

اتنے مین راجہ بھی گرتے پڑتے آ نکلے -

راجا - وزیر پھانسی نہین ہوئی -

وزیر - خداوند گرو اور چیلے لڑ رہے ہین کہ مین پھانسی چڑھون وہ کہتا ہے ہی مین پھانسی چڑھون - آج بڑا ایترھ کا دن ہی جو پھانسی چڑھے وہ بیکنٹھ مین جائے -

راجا - ہان تو چل مین پھانسی پر خود چڑھ جاؤن -

لیجئے چوپٹ راجا کھٹ کھٹ کرتے پھانسی پر چڑھ گئے

لیلی مجنون

بیا ساقی بیا جان تماشا ۔ نہان در پردہ تا کی میکشی ہا
بیا ساقی بیا ای من مریدت ۔ بدہ جامے کہ خواہم شد شہیدت
بیا ساقی بیا ای عین جادو ۔ بدستت ساغر مے چشم آہو
بیا ساقی بیا ای ابر احسان ۔ بساغر کن مے از خون رقیبان

سرت گردم بجامے ساز شادم
کہ رنگین قصہ آمد بیادم

ہمارے آوارہ و آزادہ - سر بھر ادادہ - میان آزاد خانہ برباد شب کو نواب کی برق وش باد رفتار سانڈنی پر سوار ہو کر بگولے کی طرح اڑنچھے تو تب جو بارہ چھتر منزل کے ایوان جواہر نگار مین جھین لینے لگے - دونون ہاتھون سے دعائین مانگ رہے ہین کہ الٰہی کہین جلد گھنٹی بجے اور نقل بجے - اتنے مین پردہ زرکار بند تھا تو آنکھین کھل گئین - ۵

بیا ساقی بیا ای جان جمشید — بدہ جامی و آتش دہ بخورشید

کہ دارم از تمنائے دل ریش
خیال سیر مکتب خانہ در پیش

واہ کیا پری بزم مکتب خانہ ہی۔ مدرسہ کیا عیش و طرب کا کاشانہ ہی ہر طفل پریزاد فن دلبری مین بے بدل اُستاد ستم ایجاد و بلاے جان وامق و فرہاد۔ میان جی شمس بازغہ کے عوض بدر منیر کا سبق دیتے ہین اور رکھڑے بلائین لیتے ہین۔ کج ادائی مین شہرۂ آفاق دلربائی کے فن مین طاق۔ مولوی صاحب کی ریش مخضب تا بناف شریر لڑکون پر شتر اب شتراب قمچیان جماتے ہین اور وہ اخوان الشیاطین حضرت کو بناتے ہین۔ اتنے مین سامنے جو نظر پڑی تو ایک بت غنچہ دہن سیم غبغب سے آنکھ لڑی۔ گیسو لیلۃ القدر جبین مطلع الفجر نسیم گلشن دلربائی۔ شمیم زلف آشنائی پرافشان جبین ناز سراپا انداز خوش وضع خوش قد۔ قامت دلجو۔ زلف عنبر بار جبین ابرو تیغ جوہردار۔ قیامت کبریٰ سے دوش بردوش۔ غارت گر دین رہزن ہوش۔ مصحف رخ سجدہ گاہ آتش پرستان ابروے کج قبلۂ کفر گزینان۔ روکش خوبان فرنگ۔ نرگس مخمور صہبائے حسن سے گلرنگ۔ رنگین ادا۔ وہ بانکی ادا وہ تیکھی چتون وہ قہر بھری نگاہ وہ جوبن کہ محفل بھر پھڑک گئی۔ یہ پیاری صورت اور چنچل پدمنی گھورنے ہی کے لائق تھی۔ گورا گورا مکھڑا ایسا جیسے چاند۔ بلکہ چودھوین کا چاند بھی اُسکے مقابل مین ماند۔ بال بکھرے ہوے بانکی ٹوپی سر پر دھرے ہوے۔ عجب عُجب و غرور حسن سے متمکن تھی اسکی کمسنی اُسکے اٹھنے کے دن۔ اُسکی نزاکت اور صباحت ستم ڈھاتی تھی۔ ؎

سر تا قدمش کرشمہ و نازہ — ہم سرکش حسن و ہم سراندازہ
افگندہ بدوش زلف چون شست — او بے خبر و نظارہ گر مست

معجون لبش بدر فشانی — پروردہ بہ آب زندگانی

میان آزاد آپ جانیے حسن پرست آدمی زندشاہد باز صورت دیکھتے ہی اُس گل چمن نزاکت پر ہزار جان سے عاشق ہو گئے لوگون سے پوچھا کہ کیون حضرت یہ پری چہرہ خورشید لقا مہ جبین شیرین ادا۔ دختر گل رخسار۔ نازک اندام و طرار کون بُت عیار ہی این! اجی واہ حضرت آپ کو بھی نہین معلوم بسنت کی خبر ہی نہین ای میان یہ لیلی مجنون کی نقل ہوتی ہی محفل بھر عقل سے ہاتھ دھوتی ہے۔ اُہو ہو ہو اب سمجھا۔ اُس لیلی پر تو ایک مجنون کی طبیعت مائل تھی مگر اس پیاری لیلی کے تیر نگاہ سے ساری محفل گھائل ہی یہ میان جی لیلی کے پدر بزرگوار ہین اور مکتب مین لونڈے پڑھا رہے ہین۔ ؎

بہ مکتب میرود طفل پریزاد — مبارک باد مرگ نو باستاد
اگر باشد معلم خود فلاطون — باندک روز خواہد گشت مجنون

اُس مکتب خانہ عشق کاشانہ مین مجنون بھی درس لینے آیا اس طفل سیم بدن غنچہ دہان۔ سراپا بقدم آفت جان پر جو طلبہ کی نظر پڑی تو۔ ؎

ز طفلان ہر طرف برخاست فریاد — کہ یاران آتشی در مکتب افتاد
بگفت اُستادش اے مجموعۂ ناز — کہ بسم اللہ ز بسم اللہ کن آغاز
بہ پیش او الف چون دال خم شد — میان عشقبازانش علم شد

اب سُنیے کہ میان جی نے اور سب لڑکون کو تو چھٹی دیدی اور خود بھی سیر گشت کو چلدیے مگر لیلی مجنون دونون وہین رہے لیلی کی نظر جو اس سرو گلشن رعنائی پر پڑی اور مجنون کی آنکھ جو اس بحر لطافت و خودنمائی سے لڑی۔ جوان طناز نے بت سراپا ناز کو پایا اور صنم پری چہرہ کو امرد گلعذار نے والہ و شیدا بنایا۔ خلوت مین دونون نے لبون سے قند گھولے اور باہم یون ہنسے بولے۔

لیلیٰ ؎

سرمست ناز آن بت بدست میرود
خود میکند خرام و خود از دست میرود

مجنون ؎

دستے دہم بہ یار کہ بدست میرود
دستے بدل نہم کہ دل از دست میرود

لیلیٰ ؎

سبزۂ دامن نسرین ترا بندہ شوم
ابتداے خط مشکین ترا بندہ شوم

حرف ناگفتن و تمکین ترا بندہ شوم ۔۔۔ طرز محبوبی و آئین ترا بندہ شوم
اللہ اللہ زکہ این قاعدہ آموختۂ ۔۔۔ کیست استاد تو ایہا زکہ آموختۂ

مجنون ؎

صد شعلہ جنون ریخت بآشفتہ سرہا
زد بخیۂ مژگان کہ بخون جگرہا

یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ ایک ماں دیرینہ روز نے لیلیٰ کے باپ سے کچا چٹھا کہہ سنایا۔

ضعیفہ - لیلیٰ - پیاری لیلیٰ میری آنکھوں کی تپلی اب اور ہی دھن میں ہیں۔ مجنون پر انکا - کہتے کلیجہ لرزتا ہے اور مارے شرم کے گڑی جاتی ہوں۔ لیلیٰ کو اب روگ ہے مجنون سے اسکا دل منھ سے وہ لفظ نہیں نکلتا۔

میاںجی - دت نابکار - میری لیلیٰ اور ایسی خوار وہ روپوش عصمت کوش ابھی نام خدا کمسن ہی۔ عاشقی معشوقی کی باتیں رمز و کنایہ کی گھاتیں کیا جانے - تو تہمت تراشتی ہی اور جھک مارتی ہی -

الغرض وہ ماں دیرینہ ایک روز انکو ساتھ لیگئی تو دیکھتے کیا ہیں کہ لیلیٰ اور مجنون گلے مل ملکر میٹھی میٹھی باتیں کرتے ہیں۔ لیلیٰ کا سر مجنون کے کاندھے پر اور مجنون کا ہاتھ لیلیٰ کے دست حنائی میں اور مجنون کہہ رہا ہے کہ عمر بھر تیرے اس مکھڑے کی بلائیں لیا کرونگا ؎

برزمینے کہ نشان کف پاے تو بود ۔۔۔ سالہا سجدۂ صاحب نظران خواہد بود

وہ فرط محبت سے بولیں ؎

معلمت ہمہ شوخی و دلبری آموخت ۔۔۔ جفا و ناز و عتاب و ستمگری آموخت
من آدمی بچنین خد و قد و روے و جمال ۔۔۔ ندیدہ ام مگر این شیوہ از پری آموخت

لطف یہ کہ لیلیٰ کے والد بزرگوار اور وہ زن عیار دونوں کلے پر انگلی رکھے چپکے چپکے سب سُن رہے تھے۔ ہی ہی یہ کیا آسمان پھٹ پڑا لیلیٰ اور مجنون عاشق و معشوق کو داغ ہجران نصیب ہوا۔ پھر پردہ پڑا ؎

صحرا و کوہ و درہ من خستہ و ضعیف ۔۔۔ اے خضر پی خجستہ مدد دہ بہ ہمتم

پردہ پھر کھڑکھڑایا۔ تو سامنے ایک لق و دق جنگل نظر آیا سبحان اللہ چھتر منزل میں بیچ بیچ کا جنگل۔ وہی بیل وہی بوٹے۔ وہی پہاڑیاں وہی دشت وہی ہاموں۔ اور ادھر مجنون ادھر مجنون۔ سر پر خاک اڑاتے پھونک پھونک کر قدم جماتے جنگل جنگل بیچارہ گھوم رہا ہی زار و نحیف لاغر و ضعیف بدن کی ہڈیاں ہڈیاں گن لیجئے لب پر تبخالہ زبان پر آہ و نالہ چشم تر ابر گریاں۔ آہ آتشین برق سوزاں۔ شہید حسرت آغوش سیاہ پوش درد دل سے ایسا کراہتا تھا کہ سامعین کے کلیجے پر چوٹ لگتی تھی۔ وہ ڈاڑھیں مار مار کر رونا۔ اشک گلگون چشم خونیں سے بہانا غم و الم کی تصویر کھینچ دیتا تھا۔ ؎

ماکوس بادشاہی دست جنون زدیم ۔۔۔ تخت روان آبلہ در زیر پای ماست

ادھر لیلیٰ بیچاری سوز غم سے شمع کیطرح جلنے لگی۔ گل رخسار کو نسیم ہجران نے مرجھا دیا غنچہ دہان مو پریشان سینہ بریان دیدہ گریان بصد حسرت و ارمان لیلیٰ کی بیقراری و بیتابی دیکھ دیکھ حاضرین جلسہ نے دل مسوس لیا کہ ہی ہی یہ مہ پارہ اور یہ حال زار یہ باغ حسن بدست خزان گرفتار ؎

صد باغ و بزم چشم براہ نشست من ۔۔۔ دست جنون گرفتہ بویرانہ میروم

آخر کار دونوں کا وصال ہوا مگر فرط مسرت سے لیلیٰ نے ملتے ہی ابدی جدائی کی اور راہ عدم کی راہ لی عشق صادق اسے کہتے ہیں ؎

در ماتم تو دہر لبسے شیون کرد ۔۔۔ لالہ ہمہ خون دیدہ در دامن کرد
گل جیب قباے ارغوانی بدرید ۔۔۔ قمری نمد سیاہ در گردن کرد

بھلا اب یہ مجنون کیونکر زندہ رہ سکتا ہے معاً دم توڑا اور دنیا دون سے منھ موڑا۔ شہید خنجر ناز ایسے ہوتے ہین۔ ؎

نیست پروائے عدم وانہ دہ ہستی را	از قفس مرغ بہر جا کہ رود بستان ست

چہ میگوئیان

آج میان آزاد سرا مین لمبی تانے پڑے خرّاٹے لے رہے ہین

بھٹیارن ۔ (پانون ہلا کر) اُٹھیے اُٹھیے۔ اے اُٹھو بھی۔ آج تو جیسے گھوڑے بیچ کر سوئے ہو اے لو وہ آٹھ کا گجر بجا۔ اے واہ میان انگڑائیون پر انگڑائیان لے رہے ہین مگر اُٹھنے کا نام نہین لیتے اجی میان مسافر (شانہ ہلا کر) اے میان مسافر آپ تو کہتے تھے کہ ایک دن تماشا نہ دیکھین تو کھانا نہ ہضم ہو۔ یہ آج بد پر ہیزیان کیسی لے اُٹھو بھی بہت نخرے نہ بگھارو۔ اے ہوش کی دوا کر مردوے۔ اوئی۔

چانڈو باز ۔ اے بی تو تم کو کیا پڑی ہے سونے نہین دیتین کیا جانے کس موج مین پڑے ہین۔ ترنگی آدمی تو ہی ہین مگر سچ کہنا کیسا دھاوت سیلانی ہے۔ اُف نوہ۔ کچھ ٹھکانا ہے۔ دوسرا اتنا گھومے تو ہلکان ہو جائے انکا تلوا اٹکتا ہی نہین۔ کوئی خاکی ہوتا ہے کوئی ناری۔ یہ سیمابی ہے۔ اور جو جگانا ہی منظور ہے تو آفتابے کی ٹونٹی سے ذرا سا پانی کان مین چھوڑ دو دیکھو کیسے کلبلا کر اُٹھ بیٹھتے ہین۔

بھٹیاری نے چلّو سے منھ پر قطرہ افشانی شروع کی۔ دس ہی پانچ بوندین ٹپ ٹپ گری تھین کہ میان آزاد ہائین! ہائین! ہائین! ہائین! کرتے ہوے اُٹھ کھڑے ہوے۔

آزاد ۔ واہ خوب اچھی دل لگی نکالی ہے کیسی میٹھی نیند سو رہا تھا کہ واہ جی واہ خواب مین وہ پری چہرہ صورتین نظر آئی تھین کہ بس کچھ پوچھو نہین۔

بھٹیاری ۔ واہ وا۔ تو نقد تیرہ اُدھار اب تو پری چہرہ آنکھون کے سامنے ہے۔

آزاد ۔ کون؟ آپ نہ!

بھٹیاری ۔ اے آج حضور کی سواری چھتر منزل نہین گئی وہ دیکھو سانڈنی بلبلا رہی ہے۔

آزاد ۔ ارے آج تو اتوار ہے۔ بی بی۔ آج چھٹیان منائین کل سمجھا جائیگا۔

چانڈو باز ۔ کیون میان جٹاؤ تو خوب ہوتے ہونگے بھئی کل ہمین بھی سانڈنی پر چڑھا لینا۔

بھٹیاری ۔ مین واری میان مجھے ٹکٹ لے دینا۔

آزاد ۔ ارے یار بس یہی تو افسوس ہے کہ آدمی تھوڑے ہی آتے ہین جو سب کے سب ملکر چلین تو خوب ہی نقشے جمین اور وہ دل لگیان ہون کہ آدمی لوٹتے لوٹتے فرش ہو جائین۔

چانڈو باز ۔ سنیے بندہ نواز رات کا وقت۔ نو بجے شروع ہو بارہ بجے ختم ایک بجے گھر پہونچے۔ محلہ بھر مین آگ ڈھونڈھتے سلگائے حقہ بھرے تو اچاہے گھنٹا بھر گڑگڑائے۔ پلنگ پر جائے تو نیند اُچاٹ کروٹین پر کروٹین لے تب کہین چار بجتے بجتے آنکھ لگے پھر فرمائیے جو بھلے مانس چار بجے تڑکے سوئے وہ دوپہر تک اُٹھنے کا نام لے گا بھلا سمجھیے دن یون گیا رات دون گئی۔ اب انسان چانڈو کب پیے۔ داستان کب سنے۔ قوام کب بنائے پینک کے مزے کب اُڑائے بھئی کون جائے۔ مفت مین مٹی پلید کرنا اس سے فائدہ کیا گلابو شتابو کے تماشے سے اچھا ہوتا ہوگا۔ اجی بس بیٹھے بھی جسوقت وہ مٹک مٹک کہتی ہین (جنیا لال بلونگی) واللہ بے چانڈو پیے نشہ چڑھ جاتا ہے جو وہان جائے تو اس سے ریچھ والے ہی کا تماشا نہ دیکھے وہ چھنی دی

اور وہ دے مارا رچا رون شانے چت - میان انیٹھا سنگھ کے
ھرے نہ اڑائے - بکری پر تنے بیٹھے ہین - چھینک پڑی اور رکھٹ سے
پھُندنے دار ٹوپی الگ - آچھین - وہ پہونچی ڈگڈگی بج رہی ہے
بندر یا تھرک رہی ہے - ناچ کھلاڑی دھنک دھنا کبھی کوئی بیدھا ہی
ہو جو وہان جائے ہم تو نجائینگے - اور میان لوگ آئین کہان سے
خلقت تباہ خستہ ہے کسی مین دم کہان اور جب سے افیم سولہ روپے
سیر ہو گئی تب سے تو اور بھی خلق خدا کا دوالہ نکلگیا اور رہا سہا یہ
یہ چانڈو کی ٹھیکیون نے مارستیاناس کردیا جائے تو دام کس کے گھر سے
لائے - سیلانی تو یہان کا چرچا ہے جیسے دیکھو سیر سپاٹے پر لٹو - مگر ٹکٹ کا
نام نہو - اور بھی صاف تو یون ہے کہ ہم لوگ مفت کے تماشا دیکھنے
والون مین ہین میلا ٹھیلا تو کوئی چھوٹنے ہی نہین پاتا ایک بندۂ درگاہ ہی
ہین کہ ساون بھر عیش باغ کے میلے چھوٹے - کبھی املیون مین
جھول رہے ہین کبھی بندرون کی سیر دیکھ رہے ہین - بہت بڑھکر
حاتم کی قبر پر لات ماری تو ایک گنڈے کے پونڈے لیے - ایک
گنڈا اور بڑھایا اور بی ساقن کی دکان پر دم لگایا چلیے پانچ چھ
پیسے مین میلا ہو گیا - بھلا یہ بات یہان کہان حقہ نوشی کی پہلے ہی
سے قطعی ممانعت ہو گئی - نادری حکم ہے کہ دھوان کوئی نہ اڑائے
نہین تو ہم سوچے تھے کہ چانڈو کا سامان سب لیتے چلین گے اور
مزے سے کسی کونے مین بیٹھے ہوے اڑاتے جائین گے ہمین کسی کے
باپ کا کیا اجارا - بندے کو خدا نے فعل کا مختار کردیا پھر اپنی اپنی
سب بھگت لین گے ٹکٹ تو کرادیجیے معاف اور جنیدو کی دکان بیچیے
کھولیا اور دس دن پہلے ڈھونڈھورا پٹوا دیجئے کہ فلان تاریخ کو
سرِ شام سے بڑے بڑے کھیل اور بڑے بڑے تماشے ہونگے
ٹکٹ ندارد - مگر ہم دھم کرم دھم پھر دیکھیے جو لکھنؤ بھر نہ ٹوٹ پڑے
تو بیٹا نام بدل ڈالون -

آزاد - جی بجا ہے - سوجھی تو خوب - چشم بد دور - دور کی
کوڑی لاتے ہو -

بھٹیارن - ہان ہان - اچھے آزاد پھر تو ہم بھی روز چلا کرین

آزاد - کتنی سادی ہو - یہ تو بھنگیا گئے ہین - رہا تمھاری عقل بھی
دیمک چاٹ گئی انکو کیا پڑی ہے بھلا - کہ بمبئی سے انگڑ کھنگڑ
لے کر کوسون اتنی دور آئین ہیلتے چلتے آندھی روگ آجائے اور
یہان آن کر آپ کو مفت تماشے دکھائین چیری اور دودو
وہی بے ٹھکانے بات کہتی ہو جسکا سر نہ پیر - ایسے آنکھون کے
اندھے گانٹھ کے پورے اللہ کے بندے کہین اور رہتے ہونگے
ایسی تو خوبصورت بھی نہین ہو -

چانڈو باز - اچھا تو تمھاری خاطر ہی سہی تم بھی کیا یاد کروگے
بھلا - ایک دن ہم بھی چونی گلائین گے پر زنانے کا خون ہی سہی
کہان تماشا ہوتا کہان ہے گول دروازے مین نہ -

آزاد - ہین گول دروازہ نہ لمبا پھاٹک چھتر منزل مین یہان سے
دس قدم پر ہے -

چانڈو باز - ہونھ تو بندہ جا چکا دس قدم کی ایک ہی کہی - ہان
تم کو البتہ پاس ہے بنیدو خان کی سرا سے نکلے اور کھٹ سے داخل
یہان سات بجے سے چلنا شروع کرین تو دس بجے پہونچین آدھا
تماشا ہو چکا ہو مفت بین اٹو بنین اور جو کہین پینک نے زور کیا تو خود
تماشا بن گئے - کبھی کرایہ پر کرین تو آٹھ آنے آنے کے اور آٹھ ہی
آنے جانے کے ایک روپیہ ہوا اور جو تین گھنٹے کبھی روک لی تو دو
روپیہ اسنے اور ٹھونک دیے مفلسی مین آٹا گیلا - تین بجے گھر پہونچین
تو سچ جلیے کہ ابتک میان تھے کہان نا صاحب ہم نجائین گے اور
میان اتنی عمر تماشے ہی دیکھتے دیکھتے گذری ہے اب تین اوپر ساٹھ
برس کے ہوے مگر یار سنا ہے کہ سبز پری پر بلا کا نکھار ہے جو شوقین

ہے تو کسی روز چانڈو پینے آوے ہی گی دیکھ لینگے۔

آزاد - جی منھ دھو رکھیے - یہ مداری لال کی اندر سبھا نہین ہے کہ چانڈو نہو تو آواز ہی نہ نکلے ارے نادان یہ سب تربیت یافتہ لوگ ہین نمے گاوُدی ہی رہے - اچھا بھئی اب اُنکو صلاح دینگے کہ شہر مین بھی دو ایک دن کے لیئے چلین - وہان تو آوُ گے -

چانڈو باز - موچھون پر تاوُ دیکر انشا ء اللہ تعالیٰ ضرور خیال کیجئے کہ کجا چھتر منزل اور کجا نگریان - دُنیا کے اُس سرے چلتے چلتے پانُون سوج جایئن تین ۳ دن تک کھٹیا سے اُٹھنا مشکل ہو الٰہی توبہ کیون جی سُنا اُڑن کھٹولے آتے ہین اور سچ مچ کی پریان آن کر گورا گورا مکھڑا دکھاتی ہین یہی جا ہے ادھر کی دنیا اُدھر ہو جائے اینجانب کل ضرور ڈٹین گے - مگر یہ قید تو نہین ہے کہ کوئی باہر نجائے ایسا نہو جا ر۴ گھنٹے تک قید مین پڑے رہین - بلا سے ہم باہر چنڈو اُڑائین گے ہمین کسی کا کیا اجارہ ہے اندر سبھا تو دیکھنے کو بے اختیار جی چاہتا ہے کل ننُّو کام چھوڑ کر جاوُنگا۔

بھٹیارن - واہ تو شہر مین ہم کیونکر جایئن گے اتنی دور بھلا اچھا آزاد کی سانڈنی پر انکے ساتھ ہی سوار ہو لینگے - مزے سے دل لگی دیکھ کر دو ۲ بجے تک سرا مین آجایئن گے - پیدل جانا کٹھن ہے -

بلبلِ بہار

بیا ساقی کہ خلوت خانۂ ما ... سرو رگشت از جانانۂ ما

بیا ساقی کہ شوق صحبت یار ... دلم را ہمچو من برد شت از کار

بدہ جامے کہ چون چشم کشاید

نگاہم بر جمال دوست آید

ہمارے جوان مرد جہان نورد میان آزاد فرخ نہاد سر مین ٹکٹ بانٹ زرق برق کپڑے ڈانٹ - سانڈنی پر کاٹھی کس کس عطر و عنبر مین لس کر لی بھٹیاری کو پیچھے بٹھائے اونٹنی کو چمکائے یہ جا وہ جا - شہر بھر مین دھوم ہے ہر سمت ہجوم ہے - چپے چپے کو معلوم ہے -

بشہر امشب رسیدہ طرفہ جمعے ... شرر پروانہا بر گرد شمعے

مقلد پیشۂ باطرز و انداز ... مشعبد سیر تان با نغمہ و ساز

بعلم رقص و تقلید اوستادان ... مراد خاطر عشرت نژادان

بفن خویشتن اُستاد ہر یک ... گہے مرد و گہے زن گاہ مفلک

گہے سناسیان مو پریشان ... گہے اسلامیان اہل ایمان

گہے رنگ زنِ نوزادہ بر رو ... بدست دایہ گریان زادۂ او

ز ہر قومے کہ خواہی جلوہ سازند ... بہر رنگے کہ گوئی جلوہ بازند

اُہو ہو ہو - آج تو محفل جگمگاتی ہے - آنکھ جھپکی جاتی ہے - ہر دیوار پرستان کا لطف دکھاتی ہے - باد عنبر بیز سے باغ نعیم کی لپٹ آتی ہے سامنے پردۂ زمردگون اور اُسپر نقش و نگار بوقلمون - دامن کوہ مین لالہ زار سراپا بہار قلۂ کوہ پر سپہر زرنگاری والا اعتبار ایک طرفہ ہے پردہ مین سے زمزمۂ سحر آمیز اور نغمۂ فسون انگیز سامعہ افروز ہوا اور دل سامعین رنگین طبع مصروف آہ جگر سوز ہوا - ہر سمت شور تحسین بلند تھا - ہر فرد بشر آرزو مند تھا کہ کہین گھونگھٹ کا طلسم ٹوٹے چاندنی چھوٹے نازک آوازی اور جادو طرازی لیے دیتی ہے کہ یہ پرے والی ابھی کمسن ہے - نام خدا اُٹھتے سے کے دن ہین ہے

بیا جانان کہ من از خویش رفتم ... ز خود چندین بیابان بیش رفتم

شنیدم لحن خوبت رفتم از کار ... چہ خواہی کرد بامن وقت دیدار

خدا خدا کر کے وہ کافر پردہ اُٹھا - تو ہے

نظر پڑا اک بت پری وش نرالی سج دھج نئی ادا کا

جو عمر دیکھو تو دس برس کی یہ قہر آفت غضب خدا کا

زہرہ کا کیا زہرہ کہ تاب جمال لائے مہ انور کو شوق دیدار چرائے تو پہلے ستر بار آب کوثر سے منھ دھو آئے -

فروزان شمع باحسن گلو سوز	پر پروانہا لیش صبح نور وز
بروليش طرۂ پر پیچ وتاب ست	سیہ مستی زجام آفتاب ست

اُس بت شکر لب اور دلبر سیم غبغب کا بلبل بہار نام ہے - اور واقعی اُسکی رسیلی آنکھ نرگس بیمار ساقی زندان مے آشام ہی اس محبوب چار دہ سالہ کو اُسکا دادا بچپا کا ماما ایک پیر فرتوت کے سپرد کر گیا جسنے دقیانوس کے باپ کو گودیون کھلایا تھا اور بابا آدم کو بونا سکھایا تھا کبھی ہم تو سفر کر چلے - ایک مہینے مین جیتے ہوے تو فہو المراد ورنہ تم جانو اور یہ پریزاد - فی امان اللہ یہ کہکر اُس پریزاد بار بد نژاد پری چہرہ کے جد امجد تو سدھارے - اور ایک مہینا بات کرتے گذر گیا اُنھون نے آنے کا نام نہ لیا - اُدھر بڈھے میان کو یہ بڑھ بھس ہوا کہ اُس برق دم پری جہم تند رو کو ہمسارد لربائی جدت تیغ رعنائی کے ساتھ بیاہ رچے - ؎

پیریکہ دم زعشق زند بس غنیمت ست	از شاخ کہنہ میوۂ نورس غنیمت ست

واہ بھئی بوڑھے میان - واہ میان لال خان - بڑھوتی وقت ان سفید بالون مین کالک لگاؤ گے - کمر ہشت جگہ سے خم - مگر یہ دم ماشاء اللہ منھ پچق رنگ فق - خاصے ہونق - گالون پر گرو رون جھریان آنکھین اندھا کنوان کا نکھو کو نکھو کے لٹھیا ٹیکتے ہوے ذرا چلے تو بے پھسلن کے پھسل پڑے - دانت بتیسون[۳۲] چوہے کے بل مین اور خیال گدگدایا کہ اس پری پیکر کو عقد مین لائین اور بیوی بنائین عقدۂ دل کھلے - ایکدن کمر و مرکس کر سفر کی تیاریان کر دین -

پیر نابالغ - او بت عیار - ترک ستمگار رنگیلی گلعذار - پیاری بلبل بہار مین اس چاند سے مکھڑے پر واری - میری جان میری پیاری - وہ تو آج تک آتے ہی رہے اور ہم مناتے ہی رہے - آج ہم سوچے کہ کسی ناخدا ترس کے پالے پڑو گی تو میری روح پر صدمہ ہوگا اس سے میری شبستان کو اپنے چاند سے چہرے سے منور کر دو تو کیا - ہم اپنی پرانی کھوپڑی پر نئی نئی پگیا جمائے نوشہ بنائے ٹٹو پر سوار ہو کر بین بین کرتے آئین تم سولہ سنگار کئے گردن نیوہڑائے بیٹھی رہو -

بلبل بہار (مسکرا کر) اوہ واہ میان (واہ میان کا ڈونگڑا برس گیا)

پیر نابالغ - ادھر ساون بھادون کے چھائے ہون - ادھر ہم مین تم مین پینگ بڑھین - دونون جھولے پر چڑھین - بانس گڑے ہون امریون مین جھولے پڑے ہون - بیوی ملار گائین میان نغلین بجائین

بلبل بہار - نغلین نہین میان تالیان بجائین - امریون مین بور آجائین

پیر نابالغ - اشرفی لقمہ کھلاؤن - پھولون کی سیج پر سلاؤن -

بلبل بہار - اوہ واہ ری چاہ - بس اتنے ہی کے لئے بیاہ -

پیر نابالغ - تمھارے دم کے لئے گرمی کی فصل مین خسخانہ د برفخانہ ہو اور سردی کے دنون مین شراب ناب اور کربا گرم نرگسی کباب ہو

بلبل بہار - یہ ٹھنڈی گرمیان ! -

پیر نابالغ - رات کو کہانیان سناؤن - فرمائشی قہقہے لگاؤن -

بلبل بہار - یہ سوکھے ٹھٹھے -

پیر نابالغ - رات کو ہم مال کی کوٹھری مین تم مہتابی پر سو رہو -

بلبل بہار - (گردن نیوھڑا کر) پھر آگے کیا -

پیر نابالغ - کہان میری جان -

بلبل بہار - (قہقہہ لگا کر) اوہ واہ جی میان -

پیر نابالغ - مین نہال عاشقی ہون -

بلبل بہار - مگر نخل بے ثمر -

پیر نابالغ - مین شمع محفل عشق ہون -

بلبل بہار - مگر چراغ سحری -

پیر نابالغ - مین آفتاب سپہر سرور ہون -

بلبل بہار - مگر آفتاب لب بام -

پیر نابالغ - ابتو عشق چرایا سو چرایا -

بلبل بہار۔ کس برتے پر۔

پیر نابالغ۔ پیا ہونگا۔ ضرور پیا ہونگا۔

بلبل بہار۔ شرط جوانمردی یہی ہی۔

پیر نابالغ۔ ہ

کوچ کی اپنے اب تیاری ہے	تیرا حافظ جناب باری ہے

بلبل بہار۔ (انگلیاں مٹکا کر) اچھے دور۔

اُس بت عنبرین مو۔ قوس ابرو کی اس حاضر جوابی اور بوڑھے میاں کی بیقراری وبیتابی پر محفل عشعش کرتی تھی۔

بُلبل بہار کی تیکھی چتون اور پیاری ادا پر دل لوٹ لوٹ تھا کلیجے پر چوٹ تھی۔ کس نازوادا سے تھرک تھرک اور چمک چمک کر پیر فرتوت کو دندان شکن جواب دیتی تھی کہ واہ جی واہ عنفوان شباب اور آب وتاب اُٹھتی جوانی اور خوش الحانی نازک آوازی اور زبان درازی نے ستم ڈھایا حشر بپا کیا ستم بپا کرنے اور آفت ڈھانے والی تھی ساری خدائی سے نرالی تھی۔ بوڑھے میاں نے بوڑھی خرانٹ ماما عصمت کو بُلایا اور کہا کہ لو عصمت ہم تو کچھ دن کے لئے باہر جاتے ہین گھر بار اور پیاری بلبل بہار تم کو سونپ چلے پچنبے غلام حبشی کو طلب کیا اور کہا خبردار چوکس رہنا عصا پیری تھام کر راہ لی۔

اب سنیے کہ وہ گُل سدا بہار یعنی بلبل بہار ایک جوان سادہ کار گل رخسار پر فریفتہ تھی اور وہ اُسیر ہزار جان سے عاشق سمجھا کہ مالک دیرینہ رونز گ باران دیدہ ہے۔ چلو مطرب پسر اور مغنا گر کے بھیس مین چلین۔ بڑھیا رنگین مزاج چپچین طبع ہے شاید رنجھ جائے سارنگی بجاتے اور خوش الحانی سے ٹھمریان گاتے بلبل بہار کے ایوان جوا ہرنگار کے پھاٹک پر پہونچے پچنبے کو شراب کی بوتل بطریق رشوت دی اور منھ کر گانا شروع کیا (پیا کے آون کی بھی بریان درد جو اُٹھیا لاگ رہی) بلبل بہار نے جو یہ آواز سنی تو بیقرار ہو کر دروازے کی سلاخون کے پاس سے تاک جھانک کرنے لگی۔ ادھر بڑی بی نے للکارا۔

عصمت	پچنبے پچنبے ارر رے یہ کیا ہے یہ طوفان
پچنبے	عاشق اور معشوق ملے ہین چپ رہ او نادان
عصمت	منھ کالا ہو تیرا پچنبے کیا بکتا ہے بدنام
	بڈھا ہمکو سونپ گیا ہے یہ دخت گلفام

عاشق۔ کیا ٹرٹر کرتی ہو بڈھی تجکو اس سے کیا کام

پچنبے۔ ارے یہان قلف لگا ہی۔ اور قلفا۔ قلف کا بھی باپ۔

عصمت۔ ہی ہی اس بڈھے نے میرا بھی اعتبار نہ کیا۔ تو عصمت جو اس فیاض جوان طناز کو گھر مین داخل نہ کرون قفل لگا کا لگا ہی رہے یہ کہکر عصمت نے دو سو کی تھیلی سیدھی کی اور پچھواڑے کے دروازے سے عاشق زار کھٹ سے بلبل بہار سے ہمکنار ہوا۔

عصمت۔ ارے جوانی مین مین بھی آفت کی پرکالہ تھی مجھپر بھی عالم تھا۔ اتنے مین پیر نود سالہ سفر سے واپس آئے۔ دروازے کو دیکھا تو افیونیون کی آنکھ کی طرح بند۔ میاں پچنبے کہین اتفاق سے شراب لینے باہر گئے تھے انکی اُنکی چار آنکھین ہوئین۔

پیر۔ پچنبے پچنبے ارے کمبخت گھر بار کس پر چھوڑ گیا تھا۔

پچنبے۔ بلبل بہار کے عاشق زار پر۔

پیر۔ ہائین بُلبل بہار کا عاشق زار تو مین ہون۔ کیا اور بھی پیدا ہوا۔

پچنبے۔ ہونھ۔ اب چار دن مین سُن لینا کہ لڑکا پیدا ہوا۔

پیر۔ (سر پیٹ کر) اُف۔ ہائے ستم۔ وائے ستم۔

گھر مین گھسے تو بلبل بہار اور عاشق زار کیسے رنگ رلیان منا رہے

اُسوقت اُنھون نے توبہ کی کہ اب اِس سن مین شادی کرے تو اُسپر لعنت

نوابصاحب اور رفقا کی چہ میگوئیان

اب اُدھر نواب کے یہان کا حال سنیئے کہ وہان کیا ہوتا تھا جب کئی دن گذر گئے تو خوشامد خورون نے چنگ پر چڑھایا کہ پیر و مرشد دیکھا ہم نہ کہتے تھے کہ میان آزاد خانہ برباد کا ٹھکانا کیا حضور نے نمانا آخرش سانڈنی کی سانڈنی گئی اور رنج کا رنج ہوا۔

خوجی۔ اور بیوقوف کے بیوقوف بنے۔

میر صاحب۔ اور انعام و زاد راہ جو دیا گھاتے مین اُسکی گنتی ہی نہین۔

غفور۔ ہجور اب وہ پھرتے بخیر نہین آتے۔ دو[2] تین[3] سو کی سانڈنی پر پانی پھر گیا۔

خوجی۔ ہونھ یہ دو ہی تین سو پیے پھرتے ہین۔ ای میان وہ سانڈنی بلا کی دھاوا کرنیوالی ہی۔ ریل کی دُم مین باندھ دو دیکھو چند و پیچھا تک برابر چھم چھم کرتی چلی جاتی ہی یا نہین۔ ہندوستان سے ملک مین ویسی ایک تو نظر آتی نہین۔ کیا دم خم ہی بھئی مین دو ایک دفعہ سوار ہوا۔ واللہ ہی یہ معلوم ہوتا تھا کہ ہوا پر جا رہا ہون وہ ٹھمک ٹھمک چال کہ اہو ہو ہو۔ سواری اور اونٹ مگھی گھوڑا پالکی ہاتھی سب اُسکے مقابل مین گرد ہین۔ اور بھئی سچ پوچھو تو میان صف شکن سے اُسکے کھونے کا زیادہ رنج ہوا۔

میر صاحب۔ واہ خواجہ صاحب آپ بھی واللہ کیا بے تکی باتین کرتے ہین۔ کجا بے زبان جانور۔ کجا ہمارے صف شکن سلمہ اللہ تعالے باجی اور بھلے مانس کا مقابلہ کیا ارے وہ اشرف الحیوانات ہی ایسی ایسی ہزار ہا سانڈنیان اُسکی ایک لات پر نثار کرنے لگے سانڈنی کے کھونے کا زیادہ رنج ہوا۔

نواب۔ اتنے بڑے بوڑھے ہوئے مگر گو کھے ہی رہے جو بات کرینگے بے ٹھکانے سانڈنی ملگے کا جانور۔ گئی گئی اب اُسکا رونا کیا۔ ہای رنج تو یہ ہی کہ میان صف شکن اب ہاتھ نہ آنے کے میرا ہی دل جانتا ہی کہ کلیجے پر کیسی چوٹ لگی ہے بھئی اس سے تو مجھے ہی موت آجاتی تو سمجھتا بڑا خوش نصیب ہون۔ افسوس۔

مصاحب۔ حضور صبر کیجیے۔ ع صبر تلخ ست ولیکن بر شیرین دارد آتش کہ گئے ہین۔ بڑے نواب صاحب مرگئے تو حضور نے کیا کر لیا چچا حضور کو چھوڑ کر چل بسے تو حضور نے کیا کر لیا دادا جان ساری ثروت سے منھ موڑ کر داغ جدائی دے گئے حضور نے کیا کر لیا۔ اب صبر کیجیے۔ صبر کیجیے۔

نواب۔ میان بات یہ ہی کہ باپ دادا تو سب ہی کے مرا کرتے ہین مگر صف شکن سے وفادار جانور کا ایکدم بھی جدا ہونا کھلتا ہی نہ کہ کابک سے اُڑ جانا۔ خیر خدا اُنکو بخشے اسوقت دل ہی کہ بے اختیار اُمڈا چلا آتا ہے۔

خوجی۔ یہ کیا بک دیا کہ۔ صبر تلخ ست ولیکن بر شیرین دارد آتش کہ گئے ہین۔ واہ ری معلومات۔ ای حضرت یہ سعدیؒ کا شعر شیخ جی کا کلام ہے۔

نواب۔ کیا خرافات بک رہا ہی۔ یہ شعر شاعری کی تحقیقات کا بھلا کون موقع ہی وہ سعدی نہین رودکی کہ گئے سہی پھر اس سے واسطہ۔ معلوم ہے کہ آپ بڑے شاعر کی دُم ہین۔ عجب نامعقول آدمی ہی بھئی۔

مصاحب۔ اور خدا وند یہ انمین سخت عیب ہی کہ کسی نے بات کی اور اُنھون نے جھٹ کاٹ دی۔ یون نہین وون ہی وون نہین یون ہی۔ آم نہین املی ہی۔ بھلا پوچھیے ہم تو اپنے آقا کی تسلی کے لیے تشفی آمیز باتین کر رہے ہین کہ صبر کیجیے۔ یہ ٹٹو بے پر چڑھے بیٹھے ہین کہ آتش نہین سعدیؒ کا کلام ہے جسمین لوگ سمجھین کہ آپ بھی بڑے

شاعر غرا ہین اور املا تک درست نہین - بھلا صف شکن تو اس کاغذ پر لکھ دیجئے -

خوجی - چلیے صاحب وہ ہم گو کھے گھامڑ گاؤدی سہی - آپ تو اپنے وقت کے افلاطون ہین نہ بس چھٹی ہوئی -

نواب - چھٹی رُوئی کے بھروسے نہ رہیئے گا چھٹی نہین ہوئی ایک بھلے مانس کو آپ نے دس آدمیون کے سامنے ذلیل کیا آپ کو ہم ذلیل کرینگے - غفور قلم دوات کاغذ خوجی کو دو - لکھیے قبلہ صف شکن کا لفظ لکھیئے -

مصاحب - نہین حضور یہ فقرہ لکھوائیے کہ اسوقت ہوش و حواس دُرست نہین -

خوجی - نے یون لکھا (اسوقت حوش وہواس درست نہین)

مصاحب - (ہنس کر) واہ واہ - کیا لیاقت ہے حوش کو حاے حطی اور ہواس کو آپ ہاے ہوز سے لکھتے ہین - یہ دیکھ لیجیے نہ -

نواب - ای لعنت خدا - اور بڑھ بڑھ کر باتین بناؤگے پھر کسی کو ٹوکو گے بچہ - ای میان ہوش وحواس نہین لکھ سکتے - اے پھٹکار شرمائے تو نہو گے ؟

میر صاحب - وہ شرما چکے - شرم چہ کتی ست کہ پیش مردان بیاید شرم تو انھون نے بھون کھائی ہے - تب تو شرمائے نہین جب بڑی بڑی محفلون سے نکالے گئے -

خوجی - حضور کے مزاج مین انصاف تو ضرور ہی لیکن برب کعبہ اسوقت حضور نے میری گردن کُند چھری سے ریتی ملے ملے اتنا تو سمجھیے کہ اگر ہوش وحواس ٹھکانے ہوتے تو بیش یا افتادہ الفاظ کے املا مین بھلا کیون غلطی کرتا - شاعر ہین - نثار ہین - مولوی ہین منشی ہین - مگر جب ہوش بھی ہون ہاے صف شکن کا پتا نہ ملے اور ہم ہاہا چھتیان اُڑائین -

نواب - واہ خوجی واہ - اسوقت طبیعت تمھاری نمک حلالی دیکھ کر خوش ہو گئی - شاباش - کوئی ہی ؟ -

مصاحبین - کوئی ہو - حاضر ہو جلد - چلا -

پیرو - پیرو مرشد (دست بستہ) کیا حکم ہے -

نواب - داروغہ سے کہو کہ ہمارے رفیق خواجہ صاحب کو وہ عبائی رومال اُڑھا دین جو پرسون خرید اتھا - لو خوجی یہ ہم نے انعام دیا - واہ بھئی واہ - گاہے بہ سلامے برنجند وگاہے بہ دشنامے خلعت دہند کہان تو خوجی پر وہ عتاب تھا کہان اب انعام پایا - داروغہ نے طشت مین رومال لاکر خوجی کو اُڑھا دیا خوجی نے استادہ ہو کر سات دفعہ سلام کیا اور کہا کہ واہ حضور کیا ریاست ہے - اب خدا گواہ ہے کہ اسوقت تہ دل سے دعا نکلتی ہے کہ میان آزاد مع صف شکن علی شاہ کے کھٹ سے آجائین اور حضور واللہ دل گواہی دیتا ہے کہ آیا ہی چاہتے ہین بس صبح وشام آئے داخل -

نواب - تمھارے منھ مین گھی شکر -

مسیتا بیگ - حضور مٹھائی کا اقرار کرلین -

خوجی - اور سنیے یہ بندۂ شکم گرسنہ چشم خوب بولا - اجی مٹھائی کیسی وہ جلسے اُڑین وہ جشن ہون کہ واہ جی واہ - جھینون جلسے پر تھاپ پڑے اور دور دور سے طائفے آئین - صف شکن کا آنا کوئی ایسی ویسی بات ہی - گیدی کہین کا -

نواب - انشاء اللہ - پھر مین اپنے دل کا ارمان نکالون شاہ دھاچوکڑی مچے کہ واہ جی واہ -

مسیتا بیگ - (میر صاحب کے کان مین چپکے سے) نقل عیش بہ از عیش - آنا جانا ملنا ملانا معلوم - مگر واللہ آزاد بھی بلا کا جوان ہے وہ جھانسا دیا کہ نواب بھی ساری عمر نہ بھولین گے - ساندنی تو بھی اُسنے بیچ لی - اونے پونے دام سیدھے کیے صف شکن کی دُم مین نمد

میر صاحب - (آہستہ سے) کیون جی یہ ہمارے رئیس بھی کتنے بھولے ہین - بٹیر سے صف شکن ہوے اور صف شکن سے اب صف شکن علی شاہ بنے (ہاہاہا) لاحول ولاقوۃ واللہ بزا گاودی ہی ہا

مسیتا بیگ - اجی خدا کرے ایسا ہی بنا رہے مگر یہ یار خوجی کا عباسی رومال آنکھون مین کھٹکتا ہی - یہ مردک بگڑی بات کو ایسا بنا لیتا ہے کہ کچھ پوچھیے نہین -

میر صاحب - ہان مگر آزاد انکے بھی چچا نکلے انکے کان انھون ہی نے کاٹے - اور بھئی آدمی بھی پرکالۂ آتش ہی - پڑھا لکھا عالم فاضل - شاعر نثار - پھر کشتی پٹے مین طاق -

نواب - اب زنان خانہ مین جاتے ہین ہم - رخصت -

شکرنی کی نقل

ہمارے رسیا یار رچے میان آزاد کے کان مین بھنک پڑی کہ لونے نو کا عمل ہے - اے توبہ - آج ہم بھی اتو ہی بنے - بی بھٹیاری ایک سیلانی لگی للکارنے - اجی بس چلو میان جاؤ بھی - آپ بھی کہین گے کہ ہم آدمی ہین کنگھی چوٹی ہی سے مہلت نہین ملتی جب دیکھو ڈھاٹا بندھا ہے پٹیان جمائی جاتی ہین او لی لگوڑی بیسوائین بھی اتنا سنگار نکرتی ہونگی - بے اب کمر کسو چلو گے یا نٹھلے بازی ہی کیا کرو گے -

چانڈو باز - اری بی آخر ش جوان جہان ہین - آرائش سرو دستار کے شوق پر لٹو ہین - تم بھی تو بے بال سنوارے گھر سے قدم نہین نکالتین -

بھٹیاری - آپ بھی بینک سے چونکے - آج جسکی کمر پی بھی کیا تو ایک چھینٹا اور نہ اڑاؤ - ہمارے تو سنگار نکھار کے دن ہی ہین میان - الٹا کیا دیتے ہو -

میان آزاد نے لپ جھپ فوق البھڑک کپڑے ڈانٹے اور بی بھٹیاری کو پیچھے بٹھا کر اونٹنی کو کڑ کڑا دیا - راہ مین بی صاحب رنگ لائین ہی ہی اس موئی سواری پر خدا کی سنوار اللہ سنوان مارے ہچکولون کے ناک مین دم آگیا - میان آزاد ایک ٹھٹھول آدمی - ایک ایڑ کا اشارہ جو بتاتے ہین تو سانڈنی اور بھی تیز ہوئی تب تو آگ بھبھوکا ہو گئین - ای مردوے کچھ خیر ہے - واہ اچھی دل لگی مقرر کی ہے مجھے بھی کوئی اور سمجھے ہو - واہ مین لاکھون سناؤنگی بے سب سیدھی طرح چلنا ہو تو چلو نہین مین چیختی ہون - پیٹ کا پانی تک ہل گیا ایسی سواری کو آگ لگے - میان آزاد نے ذرا لگام کو کھینچا تو سانڈنی بلبلانے لگی - بی بھٹیاری تو سمجھین کہ اب جان گئی گذری - دیکھو یہ چھیڑ چھاڑ یہان کسی کو گوارا نہین ہمین اتار ہی دو بس پیچ بی ہزار نعمت کھائی - لو اور سنو ذرا سے ہچکولے مین منھ کے بھل آرہون تو چکنا چور ہی ہو جاؤن - تم مسٹنڈون کو اسکا کیا ڈر ہی روکو - روکو - روکو ہاے میرے اللہ مین کس بلا مین پھنس گئی میان اپنے خدا سے خوف کرو - بس ہمین اتار ہی دو - سانڈنی کیا نگوڑی جوڑی ہی - اتنے مین حسن اتفاق سے سانڈنی ایک درخت کا سایہ دیکھ کر ایسی بھڑکی کہ جھک کر دس قدم پیچھے ہٹ آئی -

میان آزاد تو ران پڑی جمائے ہی بیٹھے وہ تو لوہ پچ نکلے آئی گئی بی بی صاحب ماتھے گئی - سانڈنی کا بچکنا تھا کہ وہ بھی ساتھ ہی دھم سے زمین پر ارررر دھون - خدا کی مار اس موے موذی پر - وہ تو کہو خیر سے پکی سڑک نہ تھی نہین تو تخت مین ہڈی پسلی چور چور ہو جاتی -

چانڈو باز - شاباش ہی تیری مان کو چھٹی بھی کھائی مگر وہی تیور وہی خم و دم ہین - دوسری حیادار ہوتی تو لاکھ برس تک سوار ہونے کا نام نہ لیتی - سواری کیا جنازہ روان ہی - مگر چھاڑ پچھاڑ پھر موجود بے حیائی بلا دور -

بھٹیاری - چلیے آپ کی جوتی کی نوک سے - ہم بیحیا ہی سہی - آپ اپنی حیا کو چھپر پر رکھیے - عورت کوئی اور ہی ہوگی - بندی سوا مردہی سوار کو کھڑے کھڑے گھوڑے پر سے اُتار دون - کیا جھانسے دینے آئے ہین جسمین ہین اُتر پڑون اور آپ مزے سے چم جائین منھ دھو رکھیے ہم نے کچی گولیان نہین کھیلی ہین -

چانڈو باز - بیوی تو سہی جو آپ کے ہاتھ پانؤن نہ ٹوٹے سر نہ پھوٹے

الغرض بعد خرابی بصرہ میان آزاد داخل منزل مقصود ہوئے تو دیکھتے کیا ہین کہ محفل جمی جمائی مثل نوعروسی سجی سجائی اتنے مین ایک پارسی نے آن کر کہا کہ (صاحبان مجلس) علاؤالدین اور اُسکے نادر چراغ کا ذکر آج ختم ہوا - اب شکر بی کی کہانی باقی ہی جسطرح آپ لوگون نے آج آسرا دیا اُسی طرح ہمین اُمید ہے کہ کل بھی آیئے گا -

میان آزاد - ارے! ایک داستان کی داستان ختم ہوگئی اور ہم ندارد آج مزہ ہی کرکرا ہوگیا - کہین بی بھٹیاری سے نوک جھونک ہوئی کہین بالون مین خدا کا تیل ڈالا کیے - کہین ڈاڑھی مین ڈھاٹا باندھا واللہ بڑا ہی افسوس ہوا -

اتنے مین شکر بی کی کہانی شروع ہوئی - پہلے ایک مخارام آئے - واہ میان تندیل - چشم بد دور کیا قطع مبارک ہی - لال لال پگیا پر لٹو صورت دیکھی اور ہنسی آئی اور حضرت کی بھونڈی ادا اور بھی ستم ڈھاتی تھی - معلوم ہوتا تھا کہ سفر کی تیاریان ہین دساور مال لینے جاتے ہین - اس کے بعد ایک نگار شوخ و طرار چمکتی ہوئی آئی صورت سے چلبلا پن برستا ہے - رگ رگ مین شوخی - بوٹی بوٹی پھڑک رہی ہی کبھی دھوتی کو سنوارنا کبھی بالون پر ہاتھ پھیرنا کبھی آنکھین لڑانا کبھی مٹکنا کبھی اُٹھلانا - ابھی یہ کھڑی تھین - دم کے دم مین تڑپ کر وہ ہو رہین - اُف ری شوخی جو طرفہ کٹاؤ تھا غضب کا بناؤ چناؤ تھا -

میان - ہم نے چھکڑا وکڑا ٹھیک کر رکھا ہی - اسباب سباب لد گیا ہی سب سامان لیس ہی تم میری جدائی مین گھبرانا نہین - جب جی گھبرائے تو گروجی کو بلا لینا دو گھڑی دل بہلانا - مین نے مال لیا اور پلٹا ہوا اب کی پو بارہ ہین -

شکر بی - سبھ گھڑی جاؤ اور توڑے سے کرآؤ - رہا مجھے نہ بھول جانا نہین مین یہان کڑھ کڑھ کر مر جاؤنگی - آسمان سر پر اُٹھاؤنگی - ہی ہی تمھاری دو گھڑی کی جدائی بھی شاق ہے جلدی آنا - مین واری جلدی سے آجانا کسی کے کلپانے سے کیا ملے گا بھلا اچھا اب ٹھنڈے ٹھنڈے تارون کی چھانو مین جاؤ -

میان مخارام تو جو بردے چھکڑے پر لد کر سدھارے ادھر انکے گروجی نے میدان جو خالی پایا تو آن موجود ہوے اور لگے اختلاط کی باتین عشق کی گھاتین کرنے - شکر بی ایک طرار عورت - تاڑ گئی کہ گروجی کی نیت ڈانوان ڈول ہی -

گروجی - مخارام تو چلے گئے - ہم روز آئین گے اور میٹھی میٹھی باتین اچھی اچھی کہانیان تم کو سنائین گے - مگر شکر بی واہ وا تم نے کتنی پیاری صورت پائی ہے - دیکھون - مین صدقے - ذری مکھڑا تو دیکھون (چٹکی بجا کر) ادھر ادھر - پیاری ادھر دیکھو - اس جوبن کے واری کیا کامنی ہے چھب ادا سب مین برق دم -

شکر بی - ہم آپکا مطلب آپ کی چتونون ہی سے تاڑ گئے رہا ایک بات مان لو تو ہم بھی تمھاری بات مان لین - سوقت تو ہوا کھاؤ کل آٹھ بجے آؤ تو خوش روزہ منائین خوب گائین بجائین اسوقت میدان خالی ہی -

گروجی جو پورے گرو تھے کھل گئے کہ کل آٹھ بجے اور دھم سے یہان آن کودے - پیاری شکر بی اور ہم اینجانب رسیاوہ

پری جیم - خوب مزے سے کٹے گی - آج کسی اچھے کی صورت دیکھکر اُٹھے تھے گروجی مہاراج جو اس لائق تھے کہ دور ہی سے ڈنڈوت کرے خوش خوش گھر چلے مگر مچل مچل کر پھر پھر کر دیکھتے جاتے تھے اور اشاروں سے بتاتے تھے کہ ہم اب مفتون ہو گئے - شکر بی لجا کر منھ پھیر لیتی تھیں - مگر اس لجانے ہی مین وہ جوبن تھا کہ گروجی ریشہ خطمی ہوے جاتے تھے جب خدا خدا کر کے گروجی سدھارے تو شکر بی ایک جگہ کھڑی ہو کر ڈھارین مار مار کر رونے لگین ادھر سے کہین کوتوال شہر برآمد ہوے - اس بت گلعذار کا رخسار تابان اور پتلی کمر اور نرگس بیمار دیکھ کر ہزار جان سے عاشق ہو گئے

کوتوال - ای پری پیکر تو رشک قمر - جوان وطرحدار شوخ وعیار ہے مگر سر بازار رو رہی ہی - کیا کسی نے ستایا ہی - یا کسی پر دل آ گیا ہی تیرے رونے سے اسوقت میرا کلیجہ پھٹتا ہے - از براے خدا بتا تو یہ بات کیا ہے -

شکر بی - میان مین کیا بتاؤن - اسوقت کلیجے پر چوٹ لگی ہی کہتے شرم آتی ہی - میرے گروجی مجکو چاہنے لگے آپسے فریاد کرنے آئی ہون

کوتوال - گروا اور تجھپر ریجھے - اسکی ایسی تیسی ایسا ٹھیک بناؤن کہ چھٹی کا دودھ یاد آ جائے - ساری چوکڑیان بھول جائین - میری عملداری مین اور یہ اندھیر تجھ سی پری کے لائق ہم ہین یا وہ شیطان واہ کیا رنگین طبع شوخ مزاج معشوق ہی اسوقت دیکھا تو جی خوش ہو گیا - ؎

حسن تو ہمیشہ در فزون باد	رویت ہمہ سال لالہ گون باد

اس حسن کے قربان اس رخ کے صدقے چلو ہمارے مکان چلین -

شکر بی - اچھا کیا مضائقہ - آیئے مگر ایک بات ہاتو تو مین لونڈی ہو جاؤن آج تو روندیر ہو آؤ کل نو بجے ملین گے اور گھل گھلکر باتین کرینگے - عورت مرد راضی تو کیا کریگا قاضی -

کوتوال - مگر ادھر دیکھو - ڈرتے ڈرتے ایک عرض ہی -

شکر بی - اجی یہی تو اسمین ڈر کا ہے کا - کہہ تو دیا کہ کل نو بجے آؤ بس سمجھ جاؤ -

کوتوال صاحب خوش خوش چلے ادھر شکر بی نے پھر زار زار رونا شروع کیا - حسن اتفاق سے کہین وزیر ریاست اُدھر سے آ نکلے این! یہ کون رو رہا ہی بھئی - مگر آواز ہی کسی چلبلی کی - اہو ہو ہو کیا چاندسی صورت ہی چاند بھی دیکھے تو بلا ئین لے عورت کیا پرکالۂ آتش ہی کیون چنچل نارکس نے دُکھ دیا جو ڈھارین مار مار کر رو رہی ہو - مین اسی شہر کا وزیر ہون جس نابکار نے ستایا ہو اُس سے کھڑے کھڑے سمجھ لون اور مین تو تیری صورت پر دیوانہ ہو گیا جو حکم دے بجا لاؤن

شکر بی - ہاتھ جوڑ کر عرض ہی کہ اپنے کوتوال کو سمجھا دو وہ مجھپر بری نگاہ ڈالتا ہے اب آپ کے سوا کس سے کہون -

وزیر - میرا کوتوال اور ایسا بداعمال! کیا مجال - ابھی اُس لعین کو قتل کا حکم دون تو وزیر - تیری اُٹھتی جوانی اور یہ بچپن تو اس لائق ہی کہ وزیرون کے محل مین رہے مین تو تیرا درم ناخریدہ غلام ہون جو حکم دیجیے بجا لاؤن اشارے کی دیر ہی مگر -

شکر بی - ہان ہان مین سمجھی - زہے نصیب - اگر مگر کیا معنی - اس وقت تو اب آپ جائین - کل دس بجے میرے مکان پر آئین -

وزیر - (دست بستہ) ذرا خوب بن ٹھن کر بیٹھنا - ہان خوب نکھر کر کے اب ہم جاتے ہین -

یہ حضرت بھی دفان ہوے تو سُنیے کہ بادشاہ سلامت تشریف لائے ہائین! تو کون ہی - عورت یا پری - آج تڑکے تڑکے خدا نے اچھی صورت دکھائی - یہ کوہ قاف سے آئی ہی یا پرستان سے حور ہی حور تمھارا نام کیا ہی بی

شکر بی - مجھے شکر بی کہتے ہین -

بادشاہ - شکر بی! واہ کیا میٹھا نام ہے اور کیون نہو بات کرتے وقت لبون سے قند گھولتی ہو - اپنے وقت کی شیرین ہو - اچھا پری پیکر یہ تو بتاؤ کہ صبح صبح یہ بیقراری اور آہ وزاری کیون ہو کیا کسی اگلے پچھلے کو رو تی ہو - میرے کلیجے پر سانپ لوٹنے لگا -

شکر بی - اجی حضور کیا کہون آپکے وزیر کی مجھپر بے طور طبیعت آئی ہو - وہ وزیر مین فقیر - میری عزت اب آپ ہی کے ہاتھ ہو -

بادشاہ - اوہ تو یہ کتنی بڑی بات ہو وزیر کو ابھی بیدخل کیے دیتا ہون تو کہا مان میرے ساتھ بیاہ کرے - مزے سے راج کرنا مین اب والہ و شیدا ہو گیا -

شکر بی - اجی واہ تم بادشاہ مین وادخواہ - تم راجا مین چڑیا کہین گزی مین زربفت کا پیوند لگا ہو - تمھارے یہان ایک ایک پیش خدمت مجھ سے اچھی ہوگی - مین ہون کس مین -

بادشاہ - کوئی میرے دل سے پوچھے - یہ نرگس غمزہ زن - یہ زلف پر شکن - اہوہو - بلاے جان ہو - اب اتنا مان لے کہ -

شکر بی - بس بس - اچھا - تو اتنا کہنا اس گھڑی آپ بھی مان لین آج تو مین سب سامان لیس کر رکھون - کل آپ گیارہ بجے آئین بس شکر بی اور بادشاہ سلامت گھل گھل کر باتین کرینگے -

بادشاہ اور وزیر اور کوتوال اور گرو جی بشاش گئے کہ مالہ مار لیا کل ڈیوٹین گے ادھر آٹھ بجے اُدھر گرو جی برآمد ہوے مارے خوشی کے جامے مین پھولے نہین سماتے - شکر بی کے سراپا کی جو تعریف کرنے پر آئے تو پل باندھ دیے - شکر بی اپنے دلمین سوچتی تھی کہ یہ گھامس تو نہین کھا گیا ہے - موا یہ توند جیسے نقارہ یہ سن وسال - یہ صورت کالا کلوٹا اور میرا عاشق بنا ہے - سن موے کو تو ایسی جوتی پر سے بھی نہ قربان کردون - واہ رے گرو - تیرا ستیاناس جائے یہ گرہستو نہین آنے کے لائق نہین رہا - رہ جا تیرا منھ نہ جھلسا ہو تو شکر بی نہین - کیا مزے مزے سے میٹھی باتین بنا رہے ہین اور خبر ہی نہین کہ انکے بھی باوا آیا ہی چاہتے ہین" - اب گرو جی چشمک زنی کرنے لگے - شکر بی ٹال ٹال جاتی تھی کبھی شرماتی تھی - کبھی مسکراتی تھی کہ واہ رے گرو - کیا بڑھ بس ہی گرو جی بڑے مزے سے پلتھا مارے اکڑے ہوے بیٹھے تھے کہ اتنے مین کسی نے دروازہ کھڑکھڑایا - این! یہ کون آیا - ارے باپ رے باپ یہ ہی کون - کوتوال - اُف رے غضب اب جان بچتی نظر نہین آتی شکر بی ذرا ہمکو کہین بچاؤ - یہ کیون! یہ کیون! - آپ عاشق جو بنے ہین - ہات ترے گرو کی دُم مین نمدا - رہ تو دیکھ تیری بوٹی بوٹی نہ چیلون کو دون تو شکر بی نہین ای ہی اب کیا کرون شکر بی - شکر بی کہان چلی کہان - کہین دروازہ نہ کھول دینا مین تو باتون ہی تک کا گھگا رکھا - شکر بی نے گرو جی کی کھوپڑی پر جھلا کر دو تین ٹھیٹین زناٹے سے لگائین - اور ایک بورے کے نیچے بٹھا کر دروازہ کھولدیا -

کوتوال - شکر بی آج شام کو اُس گرو کی خبر لونگا اور قید کردونگا - تم میری معشوق ہو اُس موذی کی ایسی تیسی قبر مین پانون لٹکائے بیٹھا ہے اور یہ عشق چرایا - تمھارے لائق تو ہم ہین پیاری آؤ ادھر بیٹھو - واہ کیا جمال ہو - کیا مستانہ چال ہو -

یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ وزیر بھی آن موجود - دھم دھم - دھم دھم دروازہ کھولو اجی شکر بی دروازہ کھولدو - کوتوال کے اوسان خطا کہ غضب ہی ہوا لو وزیر اعظم آ گئے - اب میرا کہین ٹھکانا ہی نہین - الٰہی خیر - خداوندا بچائیو - ہاے کیا بُرے پھنسے - دیکھ پائیگا تو رقابت کا خیال گدگدائیگا اور بوٹی بوٹی نوچ کھائیگا - شکر بی للہ بچاؤ - شکر بی بی موے تیرا جنازہ نکلے یہ تو کوتوالی کرتا ہے مین تو گئی فریاد کرنے آپ مجھی پر ریجھ گئے اب خمیازہ اُٹھاؤ گے بھلے مانسون کی بہو بیٹیون سے یہ بدنیتی

کیا شہر شملہ ہے۔ چل اُس صندوق مین بیٹھ اور چُپ چاپ بیٹھ۔
یہ کہکر شکر بی نے دروازہ کھولا تو وزیر برآمد ہوے۔

وزیر۔ پیاری قسم لو جو کل رات کو آنکھ بھی جھپکی ہو۔ کوتوال مردک کو تو آج ہی موقوف کرتا ہون۔ مگر قسم دو کہ آج سے تم ہماری ہو۔ مین تو تیری ایک ایک ادا پر عاشق ہون ۔ اب ادھر اُدھر تاکتی کہان پھرتی ہو۔ آؤ ادھر آؤ۔

اتنے مین کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا کون! یہ کون نا بکار آیا۔

چُپ جہان پناہ ہین۔ اے ہے! ستم ہی بپا ہو گیا۔ مین کہان جاؤن شکر بی بچا لے واسطے خدا کے کہین چھپا لے۔ اُف۔ اُف مین اس صندوق مین گھس جاتا ہون تو بلا سے۔ دروازہ کھولا تو جہان پناہ برآمد ہوے شکر بی چاند مین داغ ہی تیرے مکھڑے مین داغ نہین آفتاب مین یہ چمک کہان۔ تو بادشاہون ہی کے لائق ہی۔ یہ ادا کوئی کہان سے لائے۔ یہ بوٹی بوٹی کوئی کیونکر پھڑکائے تجھے کیا دیکھا کہ خدا کی قدرت مجسم نظر آئی۔ جل جلالہٗ۔ اجی حضور مین آپ کے لائق کہان۔ آپ بادشاہ ہم غریب آدمی۔ این! کسی نے دھم دھمایا کون شخص ہی۔ اسوقت کہان سے یہ کمبخت آیا۔ اے! ہٹو تو ہٹو تو جی۔ یہ تو میرا میان ہی خوب مال لائے ہون گے۔ او شکر بی او شکر بی۔ میری عزت اب تیرے ہاتھ ہی کرسی کی آڑ مین انکو بھی چھپایا۔ دروازہ کھولا تو مخارام دن سے داخل۔

شکر بی۔ آئے آئے میان آئے۔ سب خیر و عافیت۔

مخارام۔ کئی آنکھ کے اندھے گانٹھ کے پورے ملگئے اونے پونے بیچا اور دام کھرے کیئے اور یہان تو سب خیریت ہی گرو جی تو اچھے ہین۔

شکر بی۔ آگ لگے موے گرو کو۔ گاج پڑے اُس پر۔ وہ تو کسی اور ہی گھات مین تھے (بورا اُٹھا کر) لیجیے درشن کیجیے۔

مخارام۔ لعنت ہی تجھپر۔ مردک۔ ڈوب مر چُلو بھر پانی مین تھو تیری اوقات پر (چپت لگا کر) اے پھٹکار (دھول جما کر) ارے پھٹکار۔

شکر بی۔ موذی جوتی خورے۔ شرم نہین آتی۔ دیکھو پاکدامن عورتین ایسی ہوتی ہین۔

مخارام۔ تم نے کوتوال سے کیون نہ فریاد کی۔

شکر بی۔ بس چُپ بھی رہیے وہ موا اسکا بھی چچا نکلا (صندوق کھولکر) یہ آپ کے کوتوال صاحب ہین۔ یہ اپنے ہی ڈورے ڈالتے تھے۔ یہ کیا حرکت تھی ٹھرکی ہی۔

مخارام۔ کیون بے نالائق۔ جاؤن وزیر سے کہدون۔

شکر بی۔ واہ وزیر ان کے بھی گرو گھنٹال ہین (صندوق کی طرف اشارہ کر کے) یہ وزیر بیٹھے ہین۔ ای لعنت۔ دیکھ حیا پروری اسے کہتے ہین۔

مخارام۔ سلام صاحب سلام۔ چلو بھر پانی مین ڈوب مرجا کر تف ہی۔ تم نے جہان پناہ سے ان سب کی کیون نہ فریاد کی۔

شکر بی۔ ہونھ وہ بھی اسی تھیلی کے چٹے بٹے ہین (کرسی ہٹا کر) مجرا عرض کرو بادشاہ سلامت یہ چھپے ہوے ہین۔ واہ حضور۔

مخارام۔ ارے ستم! بادشاہ وقت اور یہ حال!۔

شکر بی۔ کیون جہان پناہ مین نے انعام کا کام کیا یا نہین۔ واہ ری شکر بی۔

نہ ہر زن زن ست و نہ ہر مرد مرد
خدا پنج انگشت یکسان نہ کرد

دوسرے روز میان آزاد نے سانڈنی کی دُم مین بمدا باندھا اور کرایہ کی گاڑی پر لد کے چلے تماشا دیکھنے۔ کوچبان کوچبان گھوڑون کو کرٹ کرٹ ادو تھوڑی دیر کے بعد پھر وہی غل غپاڑا

مچایا کہ کوڑے پھٹکارو۔ گھوڑون کو للکارو۔ واہ اچھی گھی ہی نوڑن چلے ارھائی کوس۔ ای ہجر راب چلتے چلتے چلین یا کہین اُڑنے لگین کیا ریل گاڑی مکرر کی ہی۔ بھاڑے کی گاڑی تو یون ہی جائیگی۔ چاہے اُتر پڑیے ابھی سویرا ہی۔ میان اچھا اچھا باتین پیچھے بنانا۔ چلو تیز ہا ہیٹ ہائیٹ بارے خدا خدا کرکے پہونچے اور ڈٹ گئے لیلی مجنون کی داستان شروع ہوئی۔ آج تو پارسیون نے محفل کو رُلا چھوڑا مجنون کا بن بن جنگل جنگل ٹھوکرین کھانا جوش جنون مین ہر در و دیوار سے لیلی کو بلانا۔ دن کو گریہ و زاری۔ شب کو اختر شماری۔ چلا چلا کر رونا اور اشک گلگون سے ہر دم گل رخسار کو دھونا ایسا ثابت کیا کہ حاضرین جلسہ پھڑک گئے۔ کبھی کسی شجر ارفع سے جھپٹ کر پکارا لیلی لیلی۔ کبھی لب جوئبار اشجار و سبزہ زار کا عکس دیکھ کر غل مچایا لیلی لیلی۔ پانؤن مین کانٹے چبھے مگر اُف تک نہ کیا۔ بدن گلا جاتا تھا لیکن زبان پر لفظ فریاد نہین آتا تھا یون نام کو مجنون بن جانا تو سب ہی جانتے ہین مگر وہی ادا وہی بیقراری وہی عشق صادق ظاہر کرنا کارے دارد۔ ادھر لیلی بھی تڑپ رہی تھی آخر کار جذب دل نے رنگ اثر دکھایا اور عاشق و معشوق کو باہم ملایا۔ اُسوقت لیلی نے وہ ستم ڈھایا کہ الامان۔ اتنے مین مجنون نے آنکھ کھولی معشوق پری پیکر کو ہمکنار پایا دیکھتے ہی دم توڑا۔ اور لیلی بھی ساتھ ہی چھری بھونک کر چل بسی۔

اس مقام پر حاضرین جلسہ کا دل بھر آیا اور بعض رقیق القلب آدمی ڈھارین مار مار کر رونے لگے۔ محفل سکتے کی حالت مین تھی بس شہر خموشان معلوم ہوتا تھا جسے دیکھو مارے رنج کے بات نہین پھوٹتی۔ آنسو ڈبڈبا آئے۔ کلیجہ دھک دھک کرنے لگا۔

الغرض پارسیون نے اسدرجہ رقت اور عبرت ظاہر کی کہ جلسے کو ایک قسم کی مجلس کر دکھایا اور حاضرین کو زار زار رلایا۔ سب کی گردن ہل رہی تھی کہ اہو ہو ہو اور باہم ہی گفتگو چپکے چپکے ہوتی تھی کہ آج تو غضب ڈھایا اتنے دن رہے تماشا دکھایا مگر یہ حسرت کبھی نہوئی تھی جو اسوقت ہوئی واہ وا واہ۔ خصوصاً لیلی کا مجنون کی لاش پر رونا اور بصد حرمان کہنا کہ ہاے دل کی دل ہی مین رہی مراد ایک نہ برآئی۔ داغ جدائی نصیب ہوا۔ صدمۂ ہجر سہا۔ ای وائے بخت میان آزاد کی آنکھون سے ٹپ ٹپ آنسو گرتے تھے اور اردگرد کے حضار جلسہ رومال سے اپنے اپنے اشک پونچھتے تھے اور بعض تو پھوٹ پھوٹ کر روتے تھے۔ اس درجہ محو ہو گئے کہ دو تین بدتمیز آدمیون کے عین اسوقت جبکہ لیلی نہایت حسرت مین ہجر کے صدمون کو رو رہی تھی ہنس دینے پر محفل بھر قہر کی نگاہ سے دیکھنے لگی۔ جب پہلا تماشا ختم ہوا تو چو طرفہ سے واہ واہ۔ سبحان اللہ۔ بارک اللہ۔ جل و جلالہ ہو ہو ہو کا غلغلہ بلند تھا۔

میان آزاد سیر گشتی کے عادی۔ ڈھائی گھنٹے جم کر بیٹھنا پڑا تو گھبرا اُٹھے سوچے کہ چلو محفل بھر مین گھوم آئین دیکھین تو لوگون کی کیا رائے ہی اب سنیے کہ بیس منٹ درجہ دوم مین ادھر بیٹھے ۱۵ منٹ اُدھر ڈٹے پھر پھدک کر درجۂ سوم مین ہو رہے۔ وہان چہ میگوئیان کین اور جو درجے مین کھٹ سے موجود کئی آدمیون کا مکالمہ سُنا۔

ایک۔ یار اُن کے پاس سامان تو خوب لیس ہی۔

دوسرا۔ واہ کیا کہنا زرق برق پوشاکین اور لطف یہ کہ سب سجی جھک جھک کر رہی ہین۔ اور پردے تو ایسے دیکھے سُنے بس ہی یقین ہوتا ہے کہ بارہ دری کا پھاٹک ہی یا پری خانہ ہے جنگل کا سامان دکھایا تو وہی بیل بوٹے۔ وہی دوب۔ وہی پیڑ۔ وہی جھاڑیان۔ وہی باڑیان۔ وہی کہسار۔ وہی لالہ زار۔ بس بالکل سندربن معلوم ہوتا ہے۔

تیسرا۔ اور سبز پری کی تعریف ہی نہ کی۔

چوتھا - کون! حضرت واللہ یہ جو وہ کہین لکھنؤ مین چھ مہینے بھی
تعلیم پائے تو پھر آفت ہی ڈھائے - یہ نورانی گلا - یہ ٹیپ دار آواز
یہ سن وسال یہ حُسن وجمال - واللہ لاکھون لوٹ لیجائے لاکھون
ہر رئیس کے یہان سے بُلوا آئے اور جہان جائے لکھا لکھ اشرفیان
پائے اور جو نشاطہ سنوائے تو پھر دیکھیے جوبن دونا ہو جائے

تیسرا - (پھر) اجی ہان کیا خوب بات کہی ہے - جو کہین دو مہینے بھی
یہان ٹک جائین تو پھر واللہ کلیون دار پائجامہ نہ پہنا دیا ہو تو
لکھنؤ نہین - اصیلین پائنچے اُٹھائے جاتی ہون اور سبز پری
جھوم جھوم کر آتی ہون اور حاضرین جلسہ پکار رہے ہون کہ خدا کرے
بچائے کہین کلائی میں نہ موچ نہ آجائے - بھئی لکھنؤ پھر لکھنؤ ہے - ہاتھی
لُٹے گا تو کہان تک -

دوسرا - (پھر) بھئی انکے ساتھ مین وہ سپنے ٹرا جید مسخرہ ہے بس
پورا بھانڈ ہے میان -

ایک طرف تو یہ باتین ہوتی تھین - اب درجۂ سوم مین جو گئے تو دو
تین چانڈو باز شمسو اور میان چمرو اور قنبر بیٹھے چہ میگوئیان کر رہے تھے -

چمرو - اجی دھویا ہی دھویا ہے - کچھ ہین نہین -

شمسو - ہان ٹن ٹن کی آواز تو آتی ہے - باقی خیر صلاح -

قنبر - اجی تم دونون تو چانڈو کی پینک مین اونگ رہے تھے نہ
نقل دیکھی نہ کچھ اور رنگے گا بیان دینے بھلا قسم تو کھاؤ کہ لیلی مجنون کا
سارا قصہ دیکھا آنکھین تو آپ کی بند تھین آپکو سوجھا کیا خاک
تم نے تو کچھ دیکھا ہی نہین مزے تو ہم لوٹتے تھے اسوقت اس سرے
سے اُس سرے تک کہرام مچا تھا سب کے سب ڈھارین مار مار کر رو
رہے تھے آپ ایک گھنٹا بھر کے بعد آنکھ کھولی تو بتا اُٹھے کہ دھویا ہی
دھویا ہے ذرا آنکھین کھولکر دیکھو تو -

شمسو - کیا یار کی اندر سبھا سے بڑھ کر ہے -

چمرو - اجی واہ - اندر سبھا کی ایسی تیسی وہ لوگ کیا جانین یہ
چمکتی دمکتی پوشاکین - یہ روشنی یہ حسن وجوانی یہ سبز پری کی غزلخوانی
اُنکو نصیب کہان - آپ بھی گزری اور سترہتی کو ملاتے ہین -

قنبر - ہان - اور نہین تو کیا - اجی یہ سیکڑون نقلین کرتے ہین
ایک اندر سبھا کیسی - لیلی مجنون کا قصہ چھیل ٹپاؤ اور موہنا رانی
کی داستان - سات پرین کا تماشا - گل بکاؤلی - شکر پی کی چٹک مٹک
میان فضیحت کا مسخرہ پن - صدہا تماشے یاد ہین اور سب چوٹی کے

یہان سے پھدک کر میان آزاد درجۂ اوّل مین آئے -

رئیس - ان لوگون کو کمال حاصل ہے -

مصاحب - ہان پیر و مرشد یہ دیکھیے بڑے بلا کے نقال ہین -

رئیس - بلا کے - ! - اجی یون کہو کہ نور کی طبیعت پائی ہے -

مصاحب - بجا ہی خداوند - یہ دیکھیے گلے کتنے نورانی ہین اور
مانگ پر تو حضور یہ دیکھیے وہ جوبن ہے کہ واہ جی واہ حضور یہ
دیکھیے محفل بھر اُسی کو گھورا کرتی ہے -

خانصاحب - ہان واللہ سچ کہیے گا کتنی پیاری ادائین ہین -

رئیس - دوایک کی آواز بھی بہت اچھی ہے -

مصاحب - ہان خداوند - یہ دیکھیے بہت اچھی ہے روشنی
بہت ہی اچھی -

رئیس - روشنی تو ہے ہی - مین آواز کو کہتا ہون -

مصاحب - بجا ہے حضور والا - آوازین بھی نورانی ہین - کوئی
کیا گائے گا - اور گائے گا بھی تو یہ گلا کہان سے لائیگا - یہ خداداد
بات ہے - حضور کی قدر دانی پر اُن لوگون کو بڑا بھروسہ ہے حضور نے
بڑی جوہر شناسی کی یہ دیکھیے سب مداح ہین -

صاحب بہادر - ول لیلی اچھا تھی - پسند کیا -

میم صاحب - اوس بہت پسند - کھوب کپڑا اور بات کو سمجھا تا

اچھا - لیلی کی شکل بھی گوری ہے -

اتنے مین بہادر شاہ ظفر کا حال شروع ہوا - واہ واہ واہ - یہ اُس سے بڑھ کر ہے - ہمین اور ہی لطف ہو بھئی - ہائے دہلی کی تباہی کو اسطرح بیان کیا کہ لوگ پھوٹ پھوٹ کر رو دئے - جلسہ برخاست ہوا -

تھانہ دار

ادھر دھوم دھڑکے سے خاتون شب کی سواری آئی اور چراغون نے پروانۂ تقرری کی خوشخبری پائی - اُدھر قبلہ کے رُخ سے جھومتی ہوئی گھنیری گھٹا چھائی - مورلیون کی سُریلی جھنکار اور پپیہون کی پکارنے گھٹا کی کیفیت بڑھائی - اتنے مین بجلی تڑپی اور بادل گرجنے لگے ارے! واہ کیا بیوقت کی شہنائی ہو - غضب ہی ہوگیا - اب تماشا و ماشا غیر صلاح ہے - یہ سمجھیے وہ ٹپ ٹپ بوندین گرنے لگین میان آزاد جھنجھلا کر کہنے لگے ؎

کیا برستا ہی یون برس کمبخت   کوہ سے لیکے ڈوب جائین درخت

بارے ایک دفعہ ہی ہوانے وہ زور باندھا کہ بادلون کو اوپری اوپر اُڑا لے گئی - مطلع صاف - اہو ہو ہو - اب تو لیلیٔ شب پر بلا کا نکھار ہے - غضب کا سنگار ہے ؎

مہتاب شبے چو وصل معمور   بر روز کشیدہ پردۂ نور
در راہبری چو دو رہنیان   در پردہ دری چو مہر جبینان
ابروے افق گرہ کشادہ   افلاک صلاے نور دادہ
از خوش طرب زمانہ سیراب   پا لغز نظر زمین ز مہتاب

اللہ اللہ رات کیا لیلۃ البرات ہے - بلکہ وہ بھی مات ہو چاندنی سینۂ عارفان حق پرست کی طرح صاف - پرتو ماہ از قافتا قاف پردہ دار عاشقان ہو - مضمون اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَاءَ بِزِينَةٍ الْكَوَاكِبِ ہر در و دیوار سے عیان ہے - شب معشوق سے پردہ ہو - تو چاند محبوب چاردہ (۱۴) سالہ - ہمارے صوفی صافی طینت - ریاض جنون کے زیب و زینت میان آزاد بی بھٹیاری کے ساتھ اکے پر سوار ہو کر ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کھاتے خوش گپیان اڑاتے چلے - راہ مین ایک فقیر نے پیچھا کیا - جوڑی سلامت میان بیوی کی جوڑی سلامت ان گورے گورے ہاتھون سے ایک پیسہ دلوائیے سائین کو -

چاندو باز - سائین میان بیوی نہین - بہن بھائی ہین -

فقیر - بھائی بہن کی جوڑی برقرار - مان کا کلیجہ ٹھنڈا رہے -

میان آزاد بہت ہی جھینپے - بی بھٹیاری خوب کھلکھلا کر ہنس پڑین لو اب تو ہمارے میان ہوے اور میان سے بھائی جان - اب مکرنے کی سند نہین - بولو دونون مین کون پسند ہے - میان آزاد اور بھی شرمائے - لاحول ولا قوۃ - بھئی آج سے تمھارے ساتھ آئے تو تمھارا ہی بھائی - خیر قہقہے لگاتے اور اکا اُڑاتے دن سے داخل محفل ہوے آج ستم کا جوبن ہو کہین بولیان گلعذار - کہین پری رُخان شوخ و عیار - کھچا کھچ آدمی بھرے ہین - اور شہر بھر ٹوٹ پڑا ہو اتنے مین نقل شروع ہوئی -

ایک سیٹھ جی دستار گلنار سر پر جمائے - دھوتی کی لانگ لٹکائے مچھندر کی صورت بنائے - دانتون مین مسی لگائے مٹکتے ہوے آئے اور ساتھ ساتھ انکی نکیلی رنگیلی البیلی چھیل چھبیلی بیوی عجب ناز و دلربائی سے آئین وہ چھبن وہ بانکپن - وہ نکھار وہ سنگار کہ زاہد صد سالہ بھی دیکھے تو کلیجے پر چوٹ کھائے - ہزار جان سے عاشق ہو جائے ؎

جھبجھو کا روپ سج دھج قہر آفت چلبلاہٹ ہے
جھمکڑا نور کا نکھرا غضب اُسکی سجاوٹ ہے
خبر لیجیو یہ کس کے پاؤن کی اٹکھیل اہٹ ہے
کہ ہر ٹھوکر پہ جسکی دل مین اٹھتی گدگداہٹ ہے

سماء الدنیا

چکاچوندی نہ لگ جاوے بھلا کس طرح آنکھونکو
بسان برق بیتابانہ اُسکی اچیلاہٹ ہے

بہار باغ رعنائی۔ افشان جبین دلربائی۔ تیز و گرم خیز شکستہ دلون کے لیے مومیائی۔ پیاری مائی۔

میان۔ پیاری اسوقت تو رنگ فق اور کلیجہ شق ہوگیا۔ اب جان پربن آئی ہے۔ ملک الموت کی دُہائی ہے۔ ہاے میرا یہ سن و سال اور موت کا خیال۔ کیا بُرا دھڑکا ہی کس مزے سے کٹتی تھی۔

بیوی۔ (روتی ہوئی) اجی کچھ کہو تو یہ ماجرا کیا ہی۔ خاصے جیتے جاگتے ہٹے کٹے بنے کھڑے ہو۔ مرنا کیسا۔ ہوا کیا۔ ہاے میرا تو کلیجہ پھٹ گیا۔

میان۔ جس سوداگر کا مین کمبخت نوکر ہون اُسکی بیگم نے بُلا کر کہا کہ وہ چل بسے اور کہہ گئے ہین کہ سیٹھ کو میرے پاس بھیجدینا سو اب مین جاتا ہون۔ رخصت۔ ہاے تیری محبت کا پانی پیٹ مین چلبلا رہا ہے۔ آؤ پیار کرین یہ آخری پیار ہے۔ اب وہان ملین گے۔

بیوی۔ ارے مین تو کہین کی نہ رہی۔ ہاے اسوقت آنکھون مین اندھیرا چھا گیا۔ مجھے چھوڑ کر کہان جاؤگے۔ کس کو سونپے جاتے ہو (گلے چمٹ کر) اب گلے کس کو لگاؤنگی۔ ہاے میرا سوہاگ سوگ سے بدلگیا۔ رنڈاپا دیکھنا قسمت مین بدا تھا جتنی ہنسی نہ تھی اُتنی اب روؤنگی۔

میان۔ آؤ پھر گلے مل جائین ارے اب پیار کون کرے گا یہ آخری ملاقات پیاری آخری ملاقات ہے۔ تمھارا پیارا اب تم سے جدا ہوتا ہے کہا سنا معاف کرنا۔ یہ دم واپسین ہی خوب نظر بھر کر دیکھ لو۔ بس پھر وہان دیکھنا نصیب ہوگا۔

بیوی نے دھارون دھار رونا شروع کیا۔ ہچکیان آنے لگین سر پر خاک اُڑائی۔ چوڑیان چٹ چٹ توڑ ڈالین۔ لوگو دیکھو رانڈ بیوہ کی صورت دیکھو۔ ہاے جیتے جی مرمٹی۔ ہی ہی مجھی کو موت آئی ہوتی۔ ہاے مین جیا نہ مری۔ نہ مری۔ اب ایڑیان رگڑ رگڑ کر مرونگی۔

میان۔ واہ واہ۔ تو جب مین مرونگا تب رو لینا۔ ابھی تو سامنے کھڑا ہون اور تو کہتی ہے کہ مین رانڈ ہوگئی۔ مین سنڈا بنا ہوا ہون تو رانڈ کیونکر ہوگئی۔

یہ نقل اتنی ہوچکی تھی کہ میان آزاد کو ایک سپاہی نے بُلایا اور کہا چلیے تھانہ دار صاحب نے بُلایا ہے۔

میان آزاد مزے سے بیٹھے ہوے تماشا دیکھ رہے تھے۔ سیٹھ جی کی دستار گلنار اور زوجہ شوخ و ستمگار سیٹھانی کی جوانی اور خوش بیانی چلبلاپن اور پھبن دیکھ کر عش عش کرتے تھے کہ دفعتہً عین کرپال مین غلہ لگا سارا مزہ کرکرا ہوگیا۔ برقنداز نے آن کر کہا کہ آپ کو تھانہ دار صاحب نے اسوقت بُلایا ہے چلیے ذرا جلدی اُٹھیے۔

آزاد۔ کون تھانہ دار؟ ہمسے تھانہ دار سے واسطہ۔ کوئی وجہ بھی ہی یا یون ہی بُلایا ہی۔ چلو چلو ایسے بہت بُلایا کرتے ہین ہمین بھی کوئی ایسا ویسا مقرر کیا ہے۔ کیا دل لگی ہے۔ جاؤ بُلا لاؤ اُنسے کہیے کہ آپ کو خود میان آزاد نے یاد کیا ہے ابھی حاضر ہو۔

بھٹیاری۔ ہون ہون ے بس بیٹھے رہو۔ بہت اُجڈ پنا بھی نہین اچھا ہوتا۔ واہ کہنے لگے ہم نہ جائین گے وجنیہ (وجہ) منحت مین بیٹھے بٹھاے لڑنا جھگڑنا۔ بڑے وہ بنے ہین اور نہین تو کیا۔ آخر ش سانڈنی کی رپٹ لکھوائی ہے کہ نہین پھر اب دڑ دھوپ گے نہین تو بنے گی کیونکر اور وہان تک

جانے کیا چوڑیاں ٹوٹی ہین یا پاؤن کی مہندی گھس جائے گی
مین تو مرد ہوتی تو ابتک سانڈنی کی کھوج لگا لی ہوتی اسنے ذری
تھانہ تک نہین جایا جاتا۔ واہ یہ دھاچوکڑی تو روز ہی مچی رہتی ہے
کل آکے دیکھ لینا کیا تاؤ مارا جاتا ہے۔

آزاد۔ بھلا تماشا چھوڑ دون۔ یہ پری چہرہ نازنین یہ گلفام
مہ جبین پھر کہان سے نظر آے گی۔

بھٹیاری۔ ای میان ادمی کے روغن مین تو وہ روپ نکل
آتا ہے کہ آدمی سجدہ کرنے لگے۔ اچھا ہم تم تو سراہی مین یہ
رنگ و روغن نہ دکھادین تو آدمی نہین۔

آزاد۔ اچھا چلو چلین مگر چلو تم بھی ساتھ چلو راستے مین دو گھڑی
دل لگی ہی ہوگی۔ ہان خوب یاد آیا تھانہ دار سے اور ہمسے تو
لاگ ڈانٹ ہے اُسدن چخ چل گئی تھی نہ کہین ایسا ہو کہ وہ
کوتوالی کے چبوترے پر بیٹھ کر فرعون بے سامان بن جائین اور
ایک آدھ اوچھی سنائین تو پھر مین لے ہی پڑونگا اتنا سمجھ لینا
مین آدھی بات سننے کا روادار نہین۔ سانڈنی ملے یا جہنم مین
جائے اُسکی پروا نہین مگر کوئی اینڈا بینڈا فقرہ سنایا اور مین نے
کرسی کے نیچے پٹخا۔ مین آدمی مراقی ہون اور پھر کیون سننے لگا
سبب کیا۔ چور نہین کہ کوتوال سے ڈرون جواری نہین کہ
پیادے کی صورت دیکھ کر جان نکلے۔ دوڑ کا خوف ہو بدمعاش
نہین کہ منھ چھپاؤن۔ مرتل نہین کہ دو باتین سہ جاؤن کوئی
بولا اور ادھر بندے نے خنجر تولا۔ یا ہم نہین یا وہ نہین۔

بھٹیاری۔ تم کو تو خفقان (خفقان) ہے مین دیوانی تو ہون
نہین وہ بیچارہ تو ایک ہنس مکھ آدمی ہے۔ رنگیلا جوان
لڑائی کیون ہونے لگی۔

کانسٹبل۔ چلیے یا نہ چلیے مگر ہمین تو دیر ہوتی ہے چلیے تو اچھا
نہ چلیے تو کہدون کہ وہ اسوقت نہ آوینگے۔ ہاں ہم تو جانتے ہین
چلتے ہی چلیے دو دو باتین کیجیے گا اور پھر یہین آجایے گا۔

آزاد۔ ارے ہان ہان تم تو تھانہ دار کے مزاج سے واقف
ہوگے بھلا گالی تو نہین دے بیٹھتے ہین۔

کانسٹبل۔ (دانت کے تلے اُنگلی دبا کر) ناہین گالی دینا کیا
کچھ ہنسی ٹھٹھا ہے آپ نشان کھاطر رہین (نشان خاطر)

العرض اس قیل و قال کے بعد میان آزاد اور بی بھٹیاری اور
کانسٹبل تھانہ پر چلے۔ راہ مین ایک آدمی اکڑتا ہوا جاتا تھا۔
میان آزاد مست آدمی اُسکا اینڈنا دیکھ کر آگ ہوگئے قریب جاکر
ایک دھکا جو دیتے ہین تو کوئی پچاس[۵] لڑھکنیان کھائین اور بازار
بھرنے تالیان بجائین۔ بی بھٹیاری نے حضرت کے ٹُنڈل دیے
اور تھوڑی دور چلے تھے کہ ایک شخص چادر بچھائے جڑی بوٹی اُسپر
پھیلائے بیٹھا گپ اُڑا رہا تھا کہ اس بوٹی سے اسّی برس کا بڈھا
جوان ہو جائے۔ اس جڑ کے استعمال سے بال سفید ہونے پائین یہ
چوبیس[۲۴] دن نہار منھ ایک ایک تولہ پیے تو بواسیر عمر بھر نہ ستائے میان آزاد
اُسکی طرف جھک پڑے کہو بھئی کھلاڑی یہ کیا گرگری خانہ پھیلا کر
بیٹھے ہو۔ آج صبح سے کتنے گوکھے پھانسے کتنے عقل کے لونڈے
گانٹھ کے پورے کو غچّا دیا کس کس کو مونڈا واہ سوجھی خوب
بہت سے بیوقوف اُلّو بنے ہونگے کھو سلاجیت بھی ہے۔ ہاہاہاہا۔
وہ ایک کائیان تاڑ گیا کہ یہ بڑے حضرت ہین۔ کان مین
چپکے سے کہا کہ اُستاد جانتے تو ہو پھر یہ سب کے سامنے ہماری
ہجو کرنا کیسا میان ۶۔

روٹی تو کما کھائے کسی طور مچھندر

میان آزاد نے آہستہ سے اُنکی کھوپڑی سہلادی اور چل کھڑے
ہوے تو ایک تیلی جا رہا تھا۔ پوچھا کیون میان تیلی کتنا دن ہوگا

تیلی جو پیچھے پھر کے دیکھتا ہو تو اُسکے اوسان خطا ہو گئے چپکا چلدیا یہ دس قدم آگے بڑھے تھے کہ غل غپاڑے کی آواز آئی ایک حلوائی گاہک سے تکرار کر رہا تھا -

حلوائی - کھالی بھیجا نا ہین، بکت ہی ہمری دکان پر کس کس دے دیئی بھلا -

گاہک - ابے مین کہتا ہون کہین ایک گدا نہ دون -

آزاد - گدّا تو پیچھے دیجیے گا مین ایک گدا آپ کی گدّی پر نہ جماؤن کہین -

گاہک - آپ کون ہین کہین بیدھا تو نہین ہوا ہی -

آزاد - ان ہاتھ پاؤن پہ یہ طیش - بھلا اُس بیچارے کو جو تم للکارتے ہو تو اسکی وجہ -

بھٹیاری - ای ہی تو مر دوے تو کوئی خدائی فوجدار ہے - اوئی کسی کے بیچ مین تم کون پاؤن ڈالنے والے - میرا تو ناک مین دم آگیا اسکو سمجھاتے سمجھاتے تھک گئی مل اُسنے نہ مانا نہ مانا -

آزاد - وہ تو کہو چلدیا نہین مین گھسن ٹپّی بتاتا -

کانسٹبل - بھیّا یو بڑے لڑاکا بس کا دکھی - جہان دیکھو اڑ پڑت ہین

یہان سے چلے تو بی بھٹیاری نے ہاتھ مین ہاتھ دیا اور کہا جواب کسی سے تم بھڑے تو خون جگر کر ڈالونگی - تھوڑی دیر مین تھانہ پر پہونچے -

کانسٹبل - ے آیا وہ کھڑے ہین -

تھانہ دار - اور یہ زنانہ ساتھ کیسا - اخاہ بی اللہ رکھی ہین - مین تو اس چلبلی مست چال ہی سے سمجھ گیا تھا کہ بی چکو ہین - آؤ نہ کوئی - کچھ بیٹھنے کو دو انھین - سچ کہنا تمھاری چال سے کیسا پہچان لیا -

آزاد - واہ بھئی واہ - واللہ دور کی کوڑی لائے اور اپنے اپنون کو سب ہی پہچان لیتے ہین -

تھانہ دار - یہ کون بولا - ہادی حسن - کون ہے بھئی -

بی بھٹیاری نے دیکھا کہ اب بات بڑھے گی - اور مفت مین ٹھائین ٹھائین ہوگی - آزاد مست آدمی - تھانہ دار کو حکومت کا غرّہ - یہ ایک کہینگے تو میان آزاد دس سنائین گے عورت تھی چالاک جھٹ

بگڑی ہوئی بات یون بنائی

جھک کر تھانہ دار کی طرف چلی -

بھٹیاری - اے بس چلو دیکھ لیا - منھ دیکھے کی محبت ہے یہ گھر کی تھانہ داری اور تین دن سے موئی سانڈنی نہ ملی - تم سے تو بڑی بڑی اُمیدین تھین (آزاد کی طرف مخاطب ہو کر) آؤ مولانا صاحب آؤ ادھر آن کر بیٹھیے (تھانہ دار کی طرف مخاطب ہو کر) اے ذری ہٹو جگہ دو - آخر بیٹھین کہان زمین پر -

میان آزاد نے مونڈھا اپنی طرف گھسیٹا اور ٹک گئے -

تھانہ دار - کہو جی وہ سانڈنی تمھاری ہے نہ -

آزاد - تم کی تقریر کا اینجا نب جواب نہین دیا کرتے - آپ کہیے مین کوئی چیر کٹا نہین ہون -

تھانہ دار - کیا ! -

بھٹیاری - (سر پیٹ کر) ہاے میرے اللہ مین کیا کرون یہ تو جہان جاتے ہین دنگا مچاتے ہین - مجھ اُجڑی ہوئی کو ان کے لچھّن کیا معلوم تھے بھلا -

تھانہ دار - کیا کچھ انسے تعلق ہے سچ کہنا تمھین قسم ہے اپنے شیخ سدو کی -

بھٹیاری - تو تمھین معلوم ہی نہین - اے واہ اچھی تھانہ داری کرتے ہو مین تو ان کے گھر پڑ گئی ہون نہ -

تھانہ دار - لاناہاتھ -

آزاد۔ بس الگ کسی کی بیوی سے ہاتھ ملانا کیا دل لگی ہے۔ ذرا سنبھل بیٹھیے گا ہٹ کر۔

تھانہ دار۔ حضرت آپکو بیوی مبارک ہون سلے مجھے اُس رشتے کا حال کیا معلوم تھا بھلا یہ عقدہ تو اب کھُلا کہ عقد ہو گیا ہے۔ مبارک مبارک۔ چین کیجیے۔ آج ہماری بائین آنکھ پھڑکتی تھی۔

میان آزاد سمجھ گئے کہ یہ بڑے ضعیف الاعتقاد ہین۔ بولے حق۔ حق۔ حق۔ حق۔ اللہ باقی والکل فانی۔

اِسکو جو میان آزاد نے لہرا لہرا کہ بہ آواز بلند پڑھا اور قرأت کے ساتھ ادا کیا تو تھانہ دار کے ہوش اُڑ گئے پڑھے لکھے بھی واجبی ہی واجبی تھے لگے تھرتھرانے۔

تھانہ دار۔ (ہاتھ جوڑکر) یا شاہ اجنہ۔ اگر کوئی خطا سرزد ہوئی ہو تو تو۔ وہ تو تو تو ہی کرتے رہے میان آزاد نے کڑک کر کہا کہ السعید من وعظ بغیرہ۔

تھانہ دار صاحب نے کانپتے کانپتے کہا کہ جو حکم۔ بی بھٹیاری بولین کہ سانڈنی کانجی ہوس سے منگوا دو تھانہ دار نے فوراً حکم دیا کہ ابھی سانڈنی لاؤ۔

کھٹ سے سانڈنی آن موجود ہوئی۔ میان آزاد سوار ہوے اور پیچھے بی بھٹیاری مزے سے بیٹھین۔

بھٹیاری۔ میان تمھارا بایان قدم ہے۔ اخوہ۔ تم تو آدمی کیا بلا ہو۔ ہم تو مان گئے۔ ایمان کی قسم آج سے مان گئے۔ وہ ڈانٹ بتائی کہ تھانہ بھر تھرا اُٹھا۔

آزاد۔ (کڑک کر) القبر صندوق العمل۔ الدال علی الخیر کفاعلہ

بھٹیاری۔ ذرا سنبھلے ہوے کہین سانڈنی پر سے ڈھکیل نہ دون مجھے بھی کوئی ڈرپوک سمجھے ہو مجھ سے ذری یہ شیخی کی نہ لیجیے گا یہ نخرے کسی اور ہی سے بگھاریے۔

آزاد۔ ہائین تم ہم سے نہین ڈرتا۔

بھٹیاری۔ یا وحشت۔

آزاد۔ ہم شاہ اجنہ ہین۔

بھٹیاری۔ ہم تمھارا بھی کان کاٹے گا۔

دونون نے ملکر خوب قہقہے لگائے۔

آزاد۔ لے آج تو تم دس آدمیون کے سامنے ہمین اپنا میان بنا چکی ہو۔ مکر نہ جانا۔

بھٹیاری۔ پھر تمھاری قسمت ایسی قبول صورت بستی بھر مین کوئی دکھلا دو بھلا۔ مگر ہمین غرض کیا۔ ہمارے میان آپ موجود ہین جی۔

اتنے مین سرا پہونچ گئے۔ روز تو میان آزاد سویرے منہ اندھیرے نور کے تڑکے کیا بلکہ پچھلے سے اُٹھتے تھے آج کچھ ایسے گھوڑے بیچکر سوے کہ دُنیا و مافیہا کی خبر نہین۔ بی بھٹیاری جھٹ سے صبح صبح اُٹھنے کی عادی مگر نو بج گئے دس کا عمل ہے ابھی خرّاٹے ہی لے رہے ہین۔ دونون خواب خرگوش مین ہین۔ دونو کی چارپائیون پر دھوپ پھیلی ہوئی ہے۔ خُرخُر خُرخُر۔ خرار۔ خٹ خٹ ای واہ یہ وزن ہی نرالا ہے۔ ابھی خٹ خٹ اور خُرخُر نکالی ہے کیون نہین۔ سانڈنی پائی ہے یا باتین۔

بی بھٹیاری کھلی جاتی ہین کہ میان آزاد ہم پر فریفتہ ہو گئے اب نکاح ہوا ہی چاہتا ہے۔ جب سے یہ خبط ہوا تب سے وہ بھی نخرے بگھارنے لگین۔ جاگی تو ہین مگر مکر کیے پڑی ہین منکتی تک نہین۔

اتنے مین میان چانڈو باز آئے۔ آتے ہی پکارا میان آزاد میان آزاد۔ بی بھٹیاری بی بھٹیاری۔ صدائے برخاست

یہ آج ہی کیا میان - خدا ہی خیر کرے - اُفوہ بھلا کچھ ٹھکانا ہے دس کا عمل اور ابھی تک کھٹیا ہی پر پڑے ہین کل شب کو تماشا بھی نہ تھا - پھر یہ کیا کیا کیے - درخت کی طرف نظر پڑی تو سانڈنی بندھی ہوئی - اہو ہو ہو - یہ بی سانڈنی آ گئین شکر ہے جب ہی خوش خوش سو رہے ہین - ارے بھئی آزاد ہوت ارے میان آزاد - ارے میان کیا سانپ سونگھ گیا - یہ ماجرا کیا ہی (ہاتھ ہلا کر) اُٹھیے اُٹھیے - آخر کب تک خفتن کا صیغہ گردا نیے گا ہان اللہ کہکر اُٹھ تو بیٹھ شاباش ہی میرے شیر -

آزاد - (انگڑائی لے کر) اون - اوون - اووون - اُف کیا صبح ہوئی ہے -

چانڈو باز - صبح گئی کھیلنے - آنکھ تو کھولو تڑکے کا باپ ہی یا صبح ہی - اب کوئی دم کے دم مین بارہ (۱۲) کی توپ دغا چاہتی ہی دن سے - دیکھنا آج دن بھر سستی نہ رہے تو کہنا - وہ تو جہان ذرا دیر کر کے انسان اُٹھا اور بس ہاتھ پاؤن ٹوٹنے لگے - اب ایک کام کرو سر سے نہا ڈالو -

آزاد - کیا بک بک لگائی ہے - سونے نہین دیتا -

چانڈو باز - اچھا - ابھی سونے سے پیٹ نہین بھرا آپکا - تو یہ کہیے کوئی برس دو برس سویئے گا ایسی نیند بھی کیا نیند نہ ہوئی روگ ہوا بی بھٹیاری چپکے چپکے سب سُن رہی ہین - مگر اُٹھتی نہین اتنے مین میان چانڈو باز نے اُنکی طرف بھی نظر عنایت سے دیکھا - اور غڑاپ سے چارپائی کی پٹی پر جا بیٹھے اے اُٹھ اللہ کی بندی - ایسا سونا بھی کیا - بکھرے ہوے بال جو زمین پر لٹک رہے تھے اُنکو اُٹھا کر حضرت نے چارپائی پر رکھا ہاتھ سونگھا تو وہ بوے خوش کہ دماغ معنبر ہو گیا ادھر میان آزاد کی آنکھ کھُل گئی - اور جاگے تو پہلے ہی سے تھے -

چانڈو باز - (گدگدا کر) اُٹھو میری جان کی قسم وہ ہنسی آئی وہ مُسکرائی -

آزاد - او گستاخ یہ کیا حرکت تھی - الگ ہٹ کر بیٹھ ہمارے سامنے اور یہ بے ادبی -

چانڈو باز - اوہ او ہو - بڑے وارث علی خان بن بیٹھے - بھائی آخر تم کو بھی تو جگایا تھا - اب اُنکو جگانا شروع کیا تو تنکتے کیون ہو بھلا - ہم تو سیدھے سادھے بھولے بھالے صاف طینت آدمی ہین -

آزاد - اس صفائی پر شیطان کی پھٹکار ہمین تو شانہ پکڑ کر جگایا یہ معلوم ہوا کہ چارپائی کو جوڑی چڑھی یا بھونچال آ گیا اور انھین گدگدا کر جگاتے ہین - کیون بچہ -

یہ سنکر بی بھٹیاری جاگی تو ہنستی ہین کھلکھلا کر ہنس پڑین ای ہٹ مردوے - یہ پلنگ پر آن کر بیٹھ جانا کیا معنی مجھے بھی کوئی وہ مقرر کیا ہے - چانڈو باز نے طیش کھا کر کہا - واہ وا - پلنگ پلنگ کی اچھی کہی - رہین جھونپڑون مین اور خواب دیکھین محلون کا - کبھی باوا راج پلنگ دیکھا تھا کہتے لگین پلنگ ای تیری قدرت - میان مجھ سے یہ جلی کٹی باتین نہ کیجیے گا ذری وہ ہم جھونپڑون ہی مین رہتے سہی اور پھر اب تو ہم ایک بھلے مانس کے گھر پڑنے والے ہین - کیون میان آزاد - ہے نہ یہ بات دیکھو مکر نہ جانا -

آزاد - (مسکرا کر) واہ مکرنے کی ایک ہی کہی یکی اور پوچھ پوچھ - بیچ کھیت - ایسی بات ہی بھلا - جو کہا وہ نہ کرین قول جبان کے ساتھ ہی -

بھٹیاری - ہان اور کیا - قول مردان جان دارد - تمھین شرم نہین آتی کہ اس نامحرم نے ہاتھ لگایا اور تم مُکر مُکر دیکھا کیے

ڈوب نہیں مرتے جا کر چلو بھر پانی مین - پھیری منھ پر بولی تو کیا کرے گا کوئی - دوسرا ہوتا تو مہنا متھ مچاتا -

چانڈو باز - کیون لڑوائی ہوئے بھلا مفت مین - ہمین کیا معلوم تھا کہ یہان نکاح کی تیاریان ہو رہی ہین -

اتنے مین میان آزاد حمام گئے - تو چانڈو باز اور بی بھٹیاری مین یون باتین ہونے لگین -

چانڈو باز - آخر کہو تو یہ بات کیا ہے - واللہ تمھارا بایان قدم نے پھانسا تو بڑے مڈھ کو - کیا سچ مچ نکاح پر راضی ہی ہو گئے جانے نہ دینا - ایسا نہو نکل جائے - بھئی قسم خدا کی عورت کیا بس کی گانٹھ ہے تو -

بھٹیاری - مگر تم بھی کتنے بے شہور (شعور) ہو اُسکے سامنے آپ نے گدگدانا شروع کیا - اب وہ کھٹکے نہ کھٹکے تمھاری بھی جو بات ہو دُنیا سے انوکھی بلینڈی ساقد بڑھایا مگر تمیز چھو نہین گئی -

چانڈو باز - اب تم سے جھگڑے کون - مین کیا کچھ علم غیب تھوڑا ہی پڑھا ہون مگر پکی کر لو -

بھٹیاری - ہان پکّی پوڑھی ہونی چاہیے - کسی اچھے وکیل سے صلاح لو - وہ کون وکیل ہین جو گمید گھوڑے کی جوڑی پر نکلتے ہین اجی وہی گبھرو سے ہین ابھی -

چانڈو باز - اجی وکیلون کی نہ پوچھو - وکیل تو تین سو ساٹھ ہین کسی کے پاس لے چلین گے -

بھٹیاری - نہین واہ - ہونھ - کسی بوڑھے وکیل کے یہان تو ہم نہ جائین گے - ایسی جگہ چلو جو جوان ہو اچھی صلاح دے - یہ نہین کہ عورت کو دیکھا اور دو دو دبک بتائی -

چانڈو باز - اچھا آج اتوار ہے شام کو میان آزاد سے کہنا کہ ہمین اپنی بہن کے یہان جانا ہے - بس ہم پھاٹک کے اُس طرف دبکے کھڑے رہین گے - تم آنا ہم تم چلکر سب معاملہ بھگتا دینگے - کیون ہو نہ عقل کی بات -

بھٹیاری - (قہقہہ لگا کر) اچھا - اچھا - اچھا - اوہو ہو کیا سوجھی ہے

ادھر عامل روز نے بحر ظلمات کا راستہ لیا اور مہ انور نے جلباب خفا سے رخ انور نکالا اُدھر بی بھٹیاری نے میان آزاد پر فقرہ چست کیا -

بھٹیاری - ہمین تو آج بہن کے ہان نیوتا ہے - کوئی گھڑی دو گھڑی مین آجاؤنگی تو اب ہمین جانے دو - تمھاری سالی نے بڑے پیار سے بُلایا ہے -

آزاد - ذرا سالی کی صورت ہمین بھی تو دکھا دو - ایسا بھی کیا پردہ ہے کہو تو ہم بھی ساتھ ساتھ نہ چلے چلین - تھک جاؤگی تو گود مین اُٹھا لونگا -

بھٹیاری - بس رہنے دیجیے - یہ دل لگی تہ کر رکھیے - گود کسی اور کو بٹھائیے -

یہ کہکر بی بھٹیاری تنک کر کوٹھری مین گئین اور سولہ سنگار کرکے نکلین تو میان آزاد پھڑک گئے اُسوقت اُنپر ظلم تھا - جوبن پھٹا پڑتا تھا - پٹیان جمی ہوئین - گوری گوری ناک مین کالی کالی لونگ پیارے پیارے مکھڑے پر زلف عنبر بو - ہاتھون مین کڑے پاؤن مین چھڑے - چھم چھم کرتی ہوئی چلین - میان چانڈو باز تو راہ مین منتظر کھڑے ہی تھے جھپ سے ہاتھ مین ہاتھ دے کر لے چلے -

چانڈو باز - ذرا اُنکے سامنے چمک چمک کر باتین کرنا - یہ نہین جھینپنے لگو -

بھٹیاری - مجھے اور آپ سکھائین - چمکنا بھی کچھ سکھانے سے آتا ہے میری تو بوٹی بوٹی یون ہی پھڑکا کرتی ہے - نہ کہیں جگہ - آپ چلین تو

جو میری باتون اور میری آنکھون پر نہ عاشق ہو جائین تو اللہ رکھتی نہین - بات تو اُنھین کرنے نہ دون کچھ ایسا کرو کہ وہ بھی نکاح پر رضا مند ہون تو اُنسے اور آزاد سے ذری جوتی چلے -

اتنے مین وکیل کے مکان پر پہونچے - اہو ہو ہو - مکان کیا بہشت برین ہی - باغ نعیم ہی - وہ فرح بخش بنگلہ کہ روح خوش ہو جائے پاگل جائے تو آدمی بن جائے باغیچۂ دلکشا مین تخت بچھے ہین اور اُنپر ٹاٹ اور اُسپر دری اور اُسپر سفید چاندنی جیسے بگلے کا پر اور اُسپر یاران بذلہ سنج بیٹھے رنگ رلیان منا رہے ہین - اغل بغل کرسیان اُسپر بھی احباب چمن طبع رنگین مزاج -

خدمتگار - (وکیل سے) گریب (غریب) پرور ایک عورت آئی ہے کہتی ہی کچھ کہنا ہی -

احباب - کون کون - کیا - کون آیا ہی بھئی - ارے میان عورت کیسی جوان ہی یا پیر زال -

خدمتگار - اب ہجور یہ تو دیکھنے سے معلوم ہو - مل ابھی ہی جوان

وکیل - کہو صبح کو آئے - اسوقت نہین - آخر ہی کون -

احباب - واہ واہ واہ - صبح کی ایک ہی کہی - اجی بلاؤ بھی بھئی ہمارے سر کی قسم بلاؤ ذرا واسطے خدا کے - کہو ٹوپی تمھارے قدمون پر رکھدین -

بی بھٹیاری چھڑ دون کو چھم چھم کرتی ہوئی عجب مستانہ چال سے اٹھلاتی بوٹی بوٹی پھڑکاتی ناز و انداز سے قدم دھرتی ہوئی جمان جمان آئین جسنے دیکھا پھڑک گیا کوئی چال پر عاشق ہوا کوئی ناز دلربایانہ پر مرنے لگا - کسی کو پیاری پیاری صورت دیکھکر بلبل تصویر کی طرح سکتا ہو گیا - لطف یہ کہ تخلیے کی صحبت -

یاران سر پل جمع - سب رنگیلے - عاشق تن - سودائی مزاج ٹھٹھول - بگڑے دل - مہذب شہدے ایسے ہی ہوا کرتے ہین

نواب - (وکیل سے) یا حضرت آداب عرض ہی - اجی قبلہ تسلیم باایں‌ہمہ تہذیب یہ شاہد پرستی - مگر واللہ آپ کے مذاق پر صاد ہی خدا کی قسم حسینان روزگار ڈھونڈ ڈھونڈ کر نکالی -

منشی - بھئی صورت سے تو بڑے مہذب معلوم ہوتے تھے لیکن ایک ہی مرشد نکلے -

شمیم - میان عالم جوانی ہاست لیکن چیز خوب ہی - خوش رو خوشخو خوش سلیقہ خوش تمیز -

وکیل - بھئی اب ہم کچھ نہ کہین گے اور کہین کیا چھا گئی قسم لو جو انکی صورت بھی دیکھی ہو - بی صاحب آپ کس کے پاس آئی ہین کہان سے آنا ہوا -

بھٹیاری - الٰہی خیر ایسی اجیرن ہو گئی -

جوان - ای ہین - ای بو واہ - تم اور اجیرن - ع

گر بر سر و چشم من نشینی	نازت بکشم کہ نازنینی

بیٹھیے ادھر تخت پر آئیے - مزاج شریف - مین اور میرا خدا رعب حسن سے بات کرنا دوبھر ہی -

بھٹیاری - ہان بنا لیجیے ہم تو سیدھے سادے ہین صاحب -

جوان - ہائے تیرے اس بھولے پن کے صدقے - آپ بھولی ہین بجا ہے -

وکیل - واللہ بڑی مغرز معلوم ہوتی ہین - عورت ہی یا پرستان کی پری ہے -

احباب (قہقہہ لگا کر) رتجھے - رتجھے - رتجھے - رتجھے - حضرت رتجھے - یہ بی اب بوبارہ ہین -

بھٹیاری - حضور ہم یہ بوبارہ اور رتین کا نے تو جانتے نہین ہمارا مطلب نکل جائے تو آپ سب صاحبون کا منھ میٹھا کرونگے -

احباب - آپ کی باتین ہی کیا کم شیرین ہین اور حسن ہی کیا

کم نمکین ہی۔

بھٹیاری ۔ کیا خوب شیرین نمکین دونون۔ تو یہ کیسے کھٹ مٹھی ہون ۔ واہ اچھی کڑوی تعریف ہی۔

ٹھٹھول ۔ اللّٰہ ری شوخی ۔ اُف ری بچپن ۔ بلا کا نکھار ہی اور تقریر مین جادو ہی جادو ہے ۔

اتنے مین میان چانڈو باز برآمد ہوے۔

وکیل ۔ (گھبرا کر) کون ۔ باہر ٹھہرے اسوقت ۔ لاحول ولاقوۃ

بھٹیاری ۔ میرے بھائی ہین سگے ۔ آپ ڈر ڈرا ہے دیتے ہین۔

جوان ۔ آئیے آئیے ۔ آپ کی ہمشیرہ جان تو واللہ بلاے بے درمان ہین ۔

چانڈو باز ۔ حضور عرض کرون یہ بی اللہ رکھی بھٹیاری ہین ۔ آج دور دور تک اُنکا نام روشن ہی۔

جوان ۔ اور آپکا اور آپ کے باپ کا نام بھی انھون نے خوب روشن کیا۔

چانڈو باز ۔ بندہ نواز سرا مین ایک خوش رو جوان گرا رے پہلوان زندہ دل صبح نفس روشنضمیر بزرگوار ٹکے ہین ۔ وہ انکے اوپر جان دیتے ہین اور یہ اُنپر مرتی ہین ۔ کئی آدمیون کے سامنے وہ قبول چکے ہین کہ انکے ساتھ نکاح کرینگے مگر آدمی ہین تلوّن مزاج ایسا نہو کہ انکار کر جائین ۔

بھٹیاری ۔ حضور مجھ غریبنی سے کوئی چھپن ٹکے تو آپکو ملنے نہین ہین رہا اتنا ثواب کیجیے کہ کوئی تدبیر بتا دیجیے جسمین وہ شکنجے مین جکڑ جائین اور سرکار کے ذریعہ سے نکاح کرنا ہی پڑے اب اکیلے رہتے رہتے جی گھبراتا ہے ۔

ٹھٹھول ۔ اگر نکاح ہی کرنے کا شوق چرایا ہی تو ہم کیا بُرے ہین ہمین صدقے ہمین سے نہ نکاح پڑھا لو۔

جوان ۔ اچھا تم نہین ہم سہی ۔

احباب ۔ ایک تم پر کیا فرض ہی ۔ جی یہان سب جھنڈو تلے کے شہدے چھٹے ہوے لچے جمع ہین تم جسکو پسند کرو اسی کے ساتھ نکاح ہو جائے یون سہی ۔ ہان جوانو ۔ ذرا نکھر کر اور اکڑ کر بیٹھنا تو ہان لے اب چیتیے ۔ خدا کرے ہمین پر نظر پڑے ۔

وکیل ۔ اچھا کل آؤ تو ہم وہ ترکیب بتائین کہ تم بھی یاد کرو۔ یہ بتاؤ کہ تمھارے میان کہان ہین ۔

بھٹیاری ۔ خدا گنج بہو بچے ۔

وکیل ۔ اوہ تو پھر کیا مشکل ہی ۔ کل تم اُنسے کہو کہ چڑھے چاند کو بیاہ ہو جائے ۔ جو نہ مانے تو نالش داغ دو ۔

بھٹیاری ۔ (جھک کر سلام کیا) مگر بندی نے کبھی سرکار دربار کی سکل (شکل) تک تو دیکھی نہین ۔ آپ وکالت کیجیے گا ۔

جوان ۔ ہان ہان جی ۔ اسمین منت ہی کیا ہی ۔ مگر جانتی ہو یہ وکیل تو روپیہ کے آشنا ہین ۔

بھٹیاری ۔ واہ روپیہ یہان اللہ کا نام ہی ۔ ہم ہین چاہے بیچ لو۔

وکیل ۔ اچھا تم کل آؤ پہلے دیکھو تو وہ کہتے کیا ہین ۔

میان آزاد کی پیاری اللہ رکھی بھٹیاری بیٹھے بیٹھے اُکتا گئین نام خدا خوش سلیقہ تھین ۔ کچھ دیہاتن تو تھین نہین کہ دفعتہً فتنہ کی طرح اٹھ کھڑی ہوتین طبیعت کو تو کلفت ہو گئی تھی لیکن مصرع ناموزون کیطرح سکتے مین رہ گئین ۔ جب بیکلی بڑھی تو کنکھیون سے میان چانڈو باز کیطرف دیکھا اور چشم فسون پرداز سے اشارہ کیا کہ اب بوریا بدھنا اُٹھایئے اور سرا مین بستر جمایئے وہ ایک خرانٹ آٹھون گانٹھ کمیت چھوٹتے ہی تاڑ گئے کہ بی اللہ رکھی زلف مہوشان فرخار کیطرح پریشان ہین تو یون عنمانے ۔

چانڈو باز ۔ ای حضور ذری گھڑی کو تکلیف دیجیے گا دیکھیے تو کچھ کہتی ہین

بھٹیاری - مین توجانون کوئی بارہ بجی ہونگے اٹکل سے کہتی ہون
چانڈو باز - مین بھی کہون یہ جمائیون پر جمائیان کیون آرہی ہین انگڑائیان الگ بدن کا کچومر نکال رہی ہین - ہڈیان جدا چُور ہو رہی ہین - ابتو مین ٹھُس ہو گیا - نشے کا وخت ٹل گیا کمبخت حلوائیون کی دُکانین بھی بڑھ گئی ہونگی - بالائی سے بھی گئے - آج بے موت مرے صبح صبح میان آزاد کی منحوس صورت دیکھی تھی جبھی ان دہاڑون کو پہونچے - اے پیر و مرشد اگر پروانگی ہو تو رخصت ہون - ابتو چانڈو کی لو لگی ہی - مگر -
بھٹیاری - اگر مگر تور کھو چیبر ہر - یہ میان آزاد کا نام کیسا لیا - ہوش کی دوا کر مردوے - قدرت خدا کی - اکی کہا تو کہا اب ایسی اینڈی بینڈی سُنائی تو مجھ سے بُرا کوئی نہین - دست پناہ سے پکڑ کر زبان کھینچ لونگی - چلو ہٹو ایسی باتین ایک آنکھ یہان نہین بھاتین خدا جھوٹ نہ بلائے تو آئینے مین سویرے اپنا ہی منھ دیکھا ہوگا ناحق بن ناحق کسی پر چھدّا رکھنا اچھا نہین -
چانڈو باز - کیون مفت مین جھیجھڑ ون سے بیزار ہوئی جاتی ہو یہان خود ستر ہون گرم ہو گئے - ٥

	بیوی خطا معاف کرو مین نشے مین ہون شیشے مین می ہی می مین نشہ مین نشے مین ہون	

اے وکیل صاحب - اب ٹھیک ٹھیک وخت (وقت) بتا دیجئے یہ تو ہندی کی چندی نکالا ہی کرینگی - یہان اپنا قُل ہوا جاتا ہی ایک آدھ چھینٹا اُڑائین تو جی مین جی آئے بے پیے نشہ چڑھ گیا -
یاران سرپل - قدرت - اے میان قدرت - دیکھو دکانین بڑھ نہ گئی ہون - تو انکو چانڈو ہمین پلوادین - ذرا دو گھڑی بی اللہ رکھی سے صحبت گرمائین -
قدرت - جانے کو کیسے مین جاؤن ایک نہین سب دفعہ چلی

دُکانین کب کی بڑھ گئی ہین ۸ بجے سے چانڈو خانے مین جانے کا حکم نہین - کوئی بید ھا ہی جو اسوقت چانڈو بیچے گا - کتے بھونک رہے ہین - سناٹا بزار (بازار) بھر مین پڑا ہوا ہی - چڑیان جنگل تک سوتی پڑی ہین - چوکیدار خربوزون کے کھیت بچا رہے ہین باغبان گوندنی کے کھٹکھٹے کو کھٹکھٹا رہے ہین - اب کوئی دم مین چکیّان چلین گی -
بھٹیاری - (تالیان بجا کر) ای ادی کیا آدھی رات ڈھل گئی باتون باتون مین یہ بھی نہ معلوم ہوا کہ رات کدھر گئی - لے ابتو بندی رخصت ہوتی ہی -
یاران سرپل - ای واہ - یہ اندھیری رات - آدمی نہ آدم ذات (زاد) ٹھوکرین کھاتی اس اندھیاری مین کہان جاؤگی - ساتھ مین ایک مردوا سو بھی عورت سے بدتر - کیا بدی کیا بدی کا شوربا آج رات یہین نہ تیر کیجیے - فجر کو اپنے چل دینا - ہم تمھارے ہی بھلے کے لئے کہتے ہین - نہین تو ہم پہونچا دین -
چانڈو باز - جی ہان گود مین اٹھا لیجیے نہ - ٥

	جب حُسن ہی تو عشق کا ہونا ضرور ہے آنکھون کی کچھ خطا ہی نہ دل کا قصور ہے	

یہ چہرہ کیا پری کا ٹکڑا ہے - واللہ کیا گورا مکھڑا ہے -
بھٹیاری - اب خوش گپیان تو ہو چکین - آنکھین بند ہوئی جاتی ہین نیند نے بوکھلا دیا بس اب رخصت حضور بھولیے گا نہین - اتنی دیر مزے سے باتین کی ہین - یاد رکھیے گا لونڈی کو -

یاران سرپل -	وہ ہنستے آئے یہان سے ہمین رُلا کے چلے نہ بیٹھے آپ مگر درد دل اُٹھا کے چلے	
وکیل -	دکھا کے چاند سا مکھڑا چھپا یا زلفون مین دو رنگی ہمکو زمانے کی وہ دکھا کے چلے	

جوان - دکھایا ضعف نے زور اپنا جب مکان سے چلے
مثال نبض وہین رہ گئے جہان سے چلے

ٹھٹھول - ہوائے عشق سے ہے شہر بھر مین اب شہرہ
قلم کیطرح جدھر ہم چلے زبان سے چلے

وکیل - انیس بارِ علائق یہ اور بارِ گناہ
وہ بوجھ اُٹھا کہ جو اس مشت استخوان سے چلے

داروغہ - نہ تھا جو کوچے مین اپنا قیام مدنظر
تو میرے بعد مری خاک بھی اُڑا کے چلے

احباب - قسم حسین رض کی - اسوقت دل مسوس کر رہ گئے واللہ کیا پیاری صورت پائی ہی - شان کبریائی ہی - اسدم تو سب کے سب شہید ناز مرغ بسمل ہو رہے ہین (ہاتھ جوڑ کر) از برائے خدا اتنا تو اقرار کرتی جاؤ کہ کل ضرور ملونگی - ہاتھ پر ہاتھ مارو -
بھٹیاری - ہی ہی میرے دل کا تو عجب حال ہی - یہ کیا جادو کر دیا بھلے مانسو - بس رخصت -

احباب - یہ بھی کوئی ہنسی ہی کہ رخصت کا لیکے نام
سنو لبار بیٹھے بیٹھے ہمین تم رُلا چلین

وکیل - آنکھون آنکھون مین لے گئین وہ دل
کانون کانون ہمین خبر نہ ہوئی

اتنے مین بی بھٹیاری چمک کر انا ابرق کہتی ہوئی چل کھڑی ہوئین - میان چانڈو باز سایہ کی طرح ساتھ ساتھ ہین - اُدھر وہ نظر سے اوجھل ہوئین ادھر یاران بذلہ سنج ٹھنڈی سانسین بھرنے لگے عورت ہی یا چھلاوا - جادو کر دیا - سحر کر دیا - ٹونا کر دیا - واللہ معشوق تو بہت دیکھے مگر یہ آنے وارد - ع

بسیار خوبان دیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری

خیر بی اللہ رکھی میان چانڈو باز کو لے کر سرا مین پہنچین - راہ مین وہ تو اپنے حسن وجمال اور کبک دری سی چال اور رنگین خدو خال اور پیاری پیاری بول چال کی تعریف کرتی جاتی ہین کیون سب کے سب ہماری ادا پر لوٹ گئے نہ - میان یہ تو فقیر کی دعا ہے کہ جس محفل مین جاکر بیٹھ جاؤن وہین کٹا ڈ ہونے لگے راہ مین سیکڑون شریف زادے آوازے کستے ہین - ہزار دل عاشق مزاج ٹھنڈی سانسین بھرتے ہین - کوئی کہتا ہی خدا نظر کو بچائے کوئی کہتا ہے الٰہی اس مکھڑے کے صدقے اس چھب کے واری اس سج کے قربان - اس ناز کے نثار قسم لو جو آنکھ اُٹھا کر کسی کو دیکھتی بھی ہون اور جو کہین کسی سے آنکھ لڑ گئی تو کلیجہ پکڑ کر رہ گیا بی اللہ رکھی تو اپنے حُسن پر اتراتی تھین - اُدھر میان چانڈو باز اپنی ہی سُناتے تھے یہ کہنا کیسے وکیل کے پاس لے گیا صحبت کتنی اچھی ہے - میری جان کی قسم نہ کہوگی - ہم تو ہوا خواہ ہین - دونون مین خوب چخ چلی - ہوتے ہوتے میان آزاد سے سرا مین دوچار ہوے -

بھٹیاری - اللہ اللہ آپ جاگ رہے ہین - آج کیا ہی - جو پلک تک نہ جھپکی جی - یہ کسکی یاد نے نیند اُچاٹ کر دی - ع - دل میری طرف نظر کہین اور - آثار تو کچھ برے ہین -

آزاد - ہان جلاؤ - جلاؤ - دو دو بجے تک ہوا کھاؤ اور ہم سے انکر باتین بناؤ - اور غرّاؤ چلئے بس دیکھ لیا - یہ چلتر باز یان رہنے دیجئے مین ایک گھاگ ہون مجھ سے اُڑ کر کہان جاؤگی بھلا تم ڈال ڈال تو مین پات پات - بندہ پُرانا سیار ہی -

بھٹیاری - اے واہ - یہ بدگمانی - تو منڈلان پٹ جکی - سُنئیے اب انکے مارے کوئی بھائی بہن کچھ چھوڑے - آخر ہم نے کیا کیا وہان گئے تو شہر بھر کی بھٹیاریان جمع - خوب ڈھولکین ٹھنکین چہل پہل رہی دھاچوکڑی مچی ابھی تم کو نیند سے جگاتے ہین گے -

آزاد - ہان ضرور اور میان چانڈو باز کیا کیا کیے -

بھٹیاری - کون یہ اونگھا کیے - آنکھین بند - گردن زمین دوز یہ گرے وہ گرے - چل چل چل - دھم - وہ گر پڑے - ای لعنت خدا اتنا پی کیون جاتے ہو جو پھر اپنے آپے مین نہین رہتے - خیر جی یہ کھڑا تو ہوا ہی کرے گا - اب یہ بتاؤ کہ نکاح کا کون دن قرار پایا ہے ہم آج سب سے کہہ آئے کہ میان آزاد کے گھر پڑین گے - پھر جھٹ پٹ نکاح پڑھوا لو - بکھیڑا جائے یہ روز روز کی فکر کیسی (گردن مین ہاتھ ڈال کر) اچھے آزاد - ابکی چڑھتے چاند نکاح ہو جائے صبح شام کیون لگاتے ہو - خوجانے (خدا جانے) ہاتھی چھوٹے گھوڑا چھوٹے -

آزاد - تم یہ کہتی کیا ہو - کیا سچ مچ تم سب سے کہہ ہی آئین غضب ہی کیا - واللہ کہین ایسا کرنا بھی نہین - مین دل لگی کرتا تھا خدا کی قسم فقط دل لگی تھی - مین پردیسی آدمی - شادی بیاہ کے کیا معنی - اور پھر بھٹیاری کے گھر پڑون - مانا کہ تم حور پری چہم مگر پھر بھٹیارن ہی تو - اپنی وضع کے خلاف ہے - چار دن کے لیے سرا مین آن کر ٹکے یہان سے بلا ساتھ لے جائین -

بھٹیاری - (جھک کر) جوچ سنبھال مردوے - اور سنیے گا ہم ایسے جیسے سلسے شہر کی نگاہ پڑی ہے - بے تکا پن بھی تو کتنا - دوسرا کہتا تو خون خرابا کر ڈالتی مگر کیا کرون قول ہار چکی ہون برادری بھر مین کلنگ کا ٹیکا لگے گا - انگلیان اٹھینگی - بلا کی اچھی کہی - تمھارے منھ سے میری ایڑی گوری ہے چاہے ملا لو - آئے وہان سے بڑے شہزادے بنکے -

آزاد - تو بی صاحب سنیے - اس خیال خام سے درگذریے تم کو مین دیکھتا ہون گلے کا ہار ہو گئین کیسی شادی کس کا بیاہ کہان کا نکاح معقول -

بھٹیاری - معقول معقول کیا کرتا ہے نامعقول - کل ہی تو مین نالش داغتی ہون - تو سہی جو ناچ نہ نچاؤن - کیا نکلے جاتے ہین اقرار کر کے مکر جانا خالہ جی کا گھر ہے - دیکھو یہ ٹٹی بٹی سب بھول جاؤ گے ای واہ (انگلیان مٹکا کر) ذری ٹھہرے ہوے - میان مین جو اپنی والی پر آئی تو بڑا گھر ہی دکھاؤنگی کسی اور بھروسے پر نہ بھولنا - زمانا مجھ سے بڑا کوئی نہین -

آزاد - توبہ - خدا کی پناہ - مین ابتک سمجھتا تھا کہ مین ہی بڑا مقرر ہون مگر اس عورت نے میرے بھی کان کاٹے - بھلا دی ساری چوکڑی - ہاری مانتی ہے نہ جیتی - خداوندا کہین تڑکا جلدی سے ہو تو مین دوسری کوٹھری لون -

بھٹیاری - (ناک پر انگلی رکھ کر) روئے رووے - اس سے بچھو کری ہی ہوے ہوتے تو کسی بھلے مانس کا گھر بستا - واہ رے مردوے - بھلا مجال پڑی ہے - کہ کوئی بھٹیاری ٹکائے -

آزاد - تو سارے شہر بھر مین آپ کی حکومت ہے کچھ -

بھٹیاری - ہئی ہے ہئی ہے - دیکھ لینا نہ - کیا ہنسی ٹھٹھا ہے - کل پرسون تلک آٹے دال کا بھاؤ معلوم ہو جائیگا -

آزاد - چلیے آپ کی بلا سے -

چانڈو باز - بلا ولا کے بھروسے بھی نہ رہیے گا - الٹی آنتیں پڑینگی - دو چار دن تا ٹھیا مچے گی -

آزاد - ذری آپ چپکے بیٹھے رہیے گا - تو ... تا بند ہوئی جاتی ہے ٹکر گدے جوتی خورے - یہ تو نازنین کا منی ... ٹی کو چھوئیے گا نہین - مفت مین شامت ہی آجائے گی -

چانڈو باز - میرے منھ نہ لگیے گا - ہان اتنا کہہ دیا ہے -

میان آزاد نے اٹھ کر دو چار چانٹے جڑ دیے - بی بھٹیاری نے بیچ بچاؤ کر دیا - ہاتھ ہی ٹوٹین موے کے - کیا نرا پا کر جھٹ جھٹ

مارنے لگے - جانو - اسکی ہڈیان مفت کی ہین سے کے پیٹ ڈالا

چانڈو باز کمر در مار کھانے کی نشانی بولے تو کیا بولے (میرے بھی تو دو ایک ٹپر گیئن جی) اُسوقت تو سب کے سب لڑجھگڑ کر سو رہے ترکے بی بھٹیاری اور چانڈو باز وکیل کے گھر پہونچے ساری داستانین سنائی اور میان چانڈو باز نے اور بھی حاشیہ چڑھایا وکیل تو بی بھٹیاری پر ریجھ ہی گئے تھے فوراً مسودۂ عرضی تیار کیا -

اللہ رکھی - مدعیہ ساکن سرائے مینڈھو خان - بنام میان آزاد خانہ برباد ولدنا معلوم ساکن وحشت آباد - اللہ رکھی مدعیہ حسب ذیل عرض کرتی ہے -

ا - یہ کہ مدعا علیہ جو شکل صورت سے بھلا مانس معلوم ہوتا ہے اُسنے اس مہینے مین کئی بار مدعیہ سے شادی کرنیکا اقرار کیا کبھی کہا تم پدمنی ہو کبھی کہا رشک نگار ارمنی ہو کبھی مستانہ چال پر ریجھا کبھی لال لال گورے گورے گالون کی تعریف کی کبھی پیاری بنایا

۲ - یہ کہ مدعا علیہ کے وعدے پر مدعیہ نے ایک رئیس سے جنکو اُسکے ساتھ بیاہ کرنے کا شوق چرّایا تھا صاف انکار کر دیا تو وجہ کیا اُس خوش رو جوان کا حُسن گلو سوز دل مین کھپ گیا تھا -

۳ - یہ کہ رئیس سے انکار کرنے مین اُسکا دو ہزار سات سو اکتیس روپیہ ۱۲ آنہ پانچ پائی کا نقصان ہوا -

لہذا دادخواہ ہے کہ مدعا علیہ قرق کر لیا جاوے اور مدعیہ کے ساتھ بیاہ دیا جاوے اور زر مذکور مع سود بحساب ۲ فی صدی مع ہرجہ مدعیہ کو دلایا جاوے -

مین کہ نام میرا عرضی دعوی مین درج ہے اقرار کرتی ہون کہ بیان دعوی میرے علم و یقین مین صحیح اور درست ہے اور ماحصل اسکا یہ ہے کہ شوہر مستقل دلایا جائے -

میان آزاد تو سرائے مین مو چین سے رہے ہین اور بی اللہ رکھی اس فکر مین ہین کہ اُنکے ساتھ بیاہ رچے - اب صبح شام نالش دغا ہی چاہتی ہے اور کچہری جگا ہی چاہتی ہے میان چانڈو باز اور بھی ہشہ دے رہے ہین - وکیل اور اُنکے احباب بذلہ سنج تو گویا شگوفہ ہاتھ آیا اُنھون نے بی اللہ رکھی کو وہ پٹی پڑھائی کہ کھل گئین - اب یہ فکر ہے کہ میان آزاد قرق ہو جائین - ابھی قرقی ہے اُنکو یہ حال معلوم نہین کہ وہان کیا ہنڈیا پک رہی ہے - یہ تو یہان کا حال ہوا -

اب نواب نامدار کے دربار دُربار کا کچا چٹھا سُنیے - ایکدن نواب صاحب زنان خانے مین بیٹھے بیگم صاحب سے میٹھی میٹھی باتین کر رہے تھے -

بیگم - ای ہان - آزاد کس کھوہ مین دھنس گیا مین تو جانون کوئی دو مہینے سے کم نہوے ہونگے جس دن سدا بہار کی لڑکی گل چمن کی ہنسلی بڑھائی گئی تھی اُسی دن لدھپند کر گیا تھا - مین کھڑکی سے جھانک رہی تھی -

سدا بہار - ای وہ چمپت ہوا - مواچور -

بیگم - بس انھین باتون پر تو مین جھلّا اُٹھتی ہون پھر کہتی ہے چھوٹی بیگم مجھ سے تیکھی رہتی ہین - تیری باتون سے میرا جی جلتا ہے -

نواب - تو کٹی کیون مرتی ہو بھلا - چاہے اُدھر کی دُنیا ادھر ہو جائے میرا آزاد میان صف شکن علی شاہ کو لا ہی چھوڑیگا - ہم جانتے ہین علمی بحث ہو رہی ہے - اور پھر تم جانو علم تو وہ سمندر ہے جسکا اور نہ چھور -

بیگم - (قہقہہ لگاکر) علمی بحث ہو رہی ہوگی - کیون صاحب میان صف شکن علی شاہ علم بھی جانتے ہین (پھر قہقہہ) مین کہتی ہون آخر اللہ نے تم کو کچھ رتی ماشہ تو نہ عقل بھی دی ہے - موا بٹیر - ذری سا جنور کاکن کے تین دانون مین پیٹ بھر جائے اُس کو آپ بوڑھے حافظ سے بھی زیادہ علم والا سمجھتے ہین (پھر قہقہہ) میرے میکے کے پڑوس ایک ستری سودائی دن رات واہی تباہی بکا کرتا ہے اُسکی اور تمھاری

باتین ایک سی ہین۔

سدا بہار۔ نابیوی (دانت کے تلے انگلی دباکر) اوی کوئی ایسا کہتا ہی اُس سودائی نگوڑے کو اپنے سے صدقے کر دون۔ واہ وا۔

نواب۔ تم سمجھی نہین سدا بہار۔ ابھی تو الھڑ پنے ہی کے دن ہین انکے۔ خدا کی قسم مجھے انکی یہی باتین تو بھاتی ہین۔ یہ کمسنی کا سبھاؤ ہے اور دو تین برس۔ پھر یہ شوخی اور چُلبلا پن کہان۔ یہ جب جھڑکتی یا گھُڑکتی ہین تو جی خوش ہو جاتا ہے۔

سدا بہار۔ ہان ہان بھر جوانی تو باؤلی ہوتی ہی ہی۔

بیگم۔ اچھا سدا بہار سے کہو کہ اُسکو اپنے بڑھاپے کی قسم جو جھوٹ بولے۔ بھلا کیون سدا بہار۔ بیٹیر پڑھے لکھے بھی ہوا کرتے ہین منھ دیکھی نہ کہنا اللہ لگتی کہنا۔

سدا بہار۔ بڑھاپا! ہونھہ۔ بڑھاپا کیسا۔ بیوی بس یہی باتین تو اچھی نہین لگتی ہمین۔ مین بوڑھی کاہے سے ہو گئی۔ بُرا ماننا تو کہون آپسے ابھی ٹانٹھی ہون۔

اتنے مین غفور خدمتگار نے پکارا۔ فرخندہ۔ فرخندہ۔ اجی بوا فرخندہ سرکار سے کہدو کہ پیچوان بھرا رکھا ہی۔ یہان بھیجدون یا بغیچے مین رکھون۔ حضور باہر نہ آئین گے کیا۔

نواب۔ وہ چاندی والی چھوٹی گڑگڑی بیگم صاحب کے واسطے بھر لاؤ کل نسوان سے تنبا کو آیا ہی۔ وہی بھرنا اور پیچوان باہر لگا دو ہم ابھی آئے۔

یہ کہکر نواب نامدار بیگم صاحب کے ہنسی ہنسی مین آہستہ سے ایک چٹکی لے کر مسکراتے ہوئے باہر تشریف لیگئے اور حالی موالی مصاحب رفقا انکے جاتے ہی سر و قد تعظیم کے لیے کھڑے ہو گئے۔ آداب بجا لاتا ہون حضور۔ کورنش ہی پیر و مرشد تسلیمات عرض کرتا ہون خداوند بجز اعرض ہی حضور والا۔ ہر طرف سے آداب و تسلیمات کے چھرّے چلنے لگے

خوجی۔ اُف اسوقت ملک الموت سے سامنا ہوا۔ ایسا دھکا لگا کہ کلیجہ بیٹھا جاتا ہی اور بے اختیار رونا آتا ہی۔ ہات تیرے گیدی چور کی

نواب۔ کیون خیر باشد۔

خوجی۔ پیر و مرشد اُسوقت بٹیر خانے کی طرف گیا تھا وہان۔

نواب۔ اُف (دھم سے گر پڑے)

مصاحبین۔ یا علیؑ۔

نواب۔ بھئی دل بیقرار ہی طبیعت بے لطف ہو گئی۔ خوجی میان تم کو تو ہماری تشفی کرنا چاہیے تھی کہ اُلٹے خود ہی روتے ہو۔ جسمین ہمارے ہاتھ پانون اور بھی پھول جائین۔ اب شاہ جی سے ہاتھ دھونا چاہیے۔ ہم جانتے ہین کہ انکا وصال ہو گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

رفقا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

خوجی۔ (پینک سے چونک کر) اسی بات پر پھر کچھ مٹھائی نہین کھلواتے منگواؤ تو کوئی کی دکان کی مٹھائی۔

نواب۔ کوئی ہی۔ اس مردک کی گردن تو نا پنا۔ ہم تو اپنی قسمت کو رو رہے ہین یہ مٹھائی مانگتا ہی بے تکا نمک حرام۔

خوجی۔ دیکھئے دیکھیے پھر میری گردن کُند چھری سے ریتی جاتی ہے مین مٹھائی کچھ کھانے کے واسطے تھوڑا ہی منگواتا ہون مین تو اس لیے منگواتا ہون کہ فاتحہ پڑھون۔

نواب۔ شاباش جی خوش ہو گیا۔ خوجی مجھے معاف کرنا بے اختیار نمکحرام کا لفظ نکل گیا تم برے۔

مصاحب۔ حلال خور۔ حلال خور ہو۔

اسپر وہ فرمائشی قہقہہ پڑا کہ نواب صاحب لوٹنے لگے۔ اور بیگم صاحب نے گھر سے لونڈی کو بھیجا کہ دیکھنا تو یہ کیا ہنسی ہو رہی ہی۔

نواب۔ بھئی کیا آدمی ہو واللہ رونے کو ہنسانا اسی کا نام ہے

خوجی بیچارے کو حلال خور ہی بنا دیا -

خوجی - حضور اب مین یہان نہ رہونگا - کیا بیوقت کی شہنائی سب کے سب بجانے لگے کہ توبہ ہی بھلی - افسوس صف شکن علی کا کسی کو بھی خیال نہین -

اتنے مین نواب صاحب پلنگ پر دراز ہوے اور رفقا مین سے کوئی چانڈو خانہ پہونچا کوئی افیم گھولنے لگا -

رند ساغر نوش - فتنہ ہمدوش - ستم ایجاد - میان آزاد سر این کھٹیا کی پائی پر مزے سے بیٹھے سرور کے ساتھ بلبل شاخسار معجز طرازی حضرت لسان الغیب خواجہ حافظ شیرازی علیہ الرحمۃ کی یہ غزل بہ لحن داودی لہرا لہرا کر پڑھ رہے تھے اور اس سرمست صہبائے عرفان کے کلام سحر نظام پر احسنت و مرحبا کہہ رہے تھے ؎

اگرچہ بادہ فرح بخش و باد گل بیزست
ببانگ چنگ مخور مے کہ محتسب تیزست
در آستین مرقع پیالہ پنہان کن
کہ ہمچو چشم صراحی پیالہ خون ریزست

عراق و فارس گرفتی بشعر خوش حافظ
بیا کہ نوبت بغداد و وقت تبریزست

مقطع پر میان آزاد لوٹ گئے اور عین حالت وجدان مین غلغلہ جزاک اللہ بلند کرنے لگے - اور چارپائی سے دس دس انگل اچھل پڑے بار بار یہی شعر شیرین اور کلام رنگین زبان پر لائے کہ ؎

عراق و فارس گرفتی بہ شعر خوش حافظ
بیا کہ نوبت بغداد وقت تبریزست

اتنے مین کیا دیکھتے ہین کہ ایک بزرگ حلہ پوشان بہشت کی طرح جامۂ سبز در بر اور شملہ بقدار علم بر سر سامنے آن کھڑے ہوے چہرے سے نور الٰہی برستا ہی - ریش مبارک یکمشت و دو انگشت میان آزاد اور اس بزرگ قدسی نہاد کی چار آنکھین جو ہوئین تو اس بزرگ موصوف نے یون فرمایا ؎

آن سیہ چردہ کہ شیرینی عالم با اوست
چشم میگون لب خندان دل خرم با اوست
گرچہ شیرین دہنان بادشہانند ولے
او سلیمان زمان ست کہ خاتم با اوست

میان آزاد نعرۂ حق سرۂ بلند کرنے ہی کو تھے کہ ایک سیمتن اور غنچہ دہن طفلک دہ سالہ آفت کے پرکالہ نے ایرانیون کے لب و لہجہ مین ان اشعار سحر بار کو ادا کیا اور میان آزاد کو لٹا دیا ؎

اے نسیم سحر آرامگہ یار کجاست
منزل آن مہ عاشق کش و عیار کجاست

اسیر میان آزاد کی پیاری بی اللہ رکھی بھٹیاری بھی انا البرق کہتی ہوئی آئین اور یون گائین - ؎

شب تاریک و رہ وادی ایمن در پیش
آتش طور کجا موعد دیدار کجاست

ہمارے عارف باللہ ولی حق آگاہ میان آزاد درویش شیخ خیت پناہ تڑپے کہ اٹھے - ؎

دلم از صومعہ و صحبت زندان بگرفت
یار ترسا بچہ و خانۂ خمار کجاست

سب کے آخر مین میان چانڈو باز بھی منمنائے - انھون نے دیکھا کہ سب بلبل ہزار داستان کی طرح اسوقت چہک رہے ہین ایک ہم ہی پھسڈی رہے جاتے ہین کچھ بات نہین لہو مل کے شہیدون مین داخل ہو گئے اور بولے تو کیا بولے ؎

گر بیاید ملک الموت کہ جانم ببرد
بے دو سہ چھینٹے کشتی ندہم جان رسیدن

اب میان آزاد چکرائے کہ خداوندا یہ اسرار کیا ہی - ان بزرگ نے آکر حضرت خواجہ حافظ طاب ثراہ کا کلام معجز نظام پڑھا تو مقام استعجاب نہین - مگر بی اللہ رکھی اور حافظ شیراز کا شعر اس آب و تاب سے پڑھین اور شین قاف درست - فقرے اور بندش چست - حیرت تھی کہ یا للعجب یہ کیا بوالعجبی ہی اور طرہ یہ کہ ذری سا لونڈا وہ بھی جھوم جھوم کر - ع - ای نسیم سحر آرامگہ یار کجاست پڑھ رہا ہی اور میان چانڈو باز جنکو تھک اور چانڈو اور لمبو اور گرگٹ اور چھٹے کے سوا دنیا و مافیہا کی خبر ہی نہین وہ بھی مصروف

خوش الحانی اور مشغول غزلخوانی ہو گئے - ایک نظر غلط انداز سے اُنھون نے سب کو آنکھ بھر کر دیکھا مگر بحر حیرت مین غوطے کھا رہے ہین کہ الٰہی مین یہ خواب تو نہین دیکھ رہا ہون - آخر یہ ماجرا کیا ہے اس بھٹیاری کو حقانی کلام سے کیا سروکار اور یہ سبز پوش کون بزرگوار ہین جنکے چہرے سے نور الٰہی اور صفات ملائکہ نورانی آشکارا ہین و اللہ قدسیون نے لاہوت پر بھی یہ تماشا نہ دیکھا ہوگا جو ہم یہان مشاہدہ کر رہے ہین - خدا کرے کسی طرح یہ بھید ہم پر کھل جائے و اللہ اسوقت تو پیٹ مین چوہے چھوٹے ہوے ہین کہین یہ سب ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کھائین تو ہم بی اللہ رکھی کی خوشامد کرین کہ واسطے خدا کے کچھ حال ہمین بھی تو بتاؤ اُنھون نے غور کر کے دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ بزرگوار رنگے سیار ہین اور بی اللہ رکھی کی طرف دیکھ دیکھ کر مسکرا رہے ہین ایکدفعہ ہی اُسنے حق حق حق تین بار کہا اور جھپٹ سے زمین پر گر پڑا اب تو یا علی کہکر میان آزاد جھپٹے اور اُنکو تڑسے اٹھایا - یا حضرت پیر جی اتنا کہنا تھا کہ وہ بزرگ آنکھین کھولکر مسکرائے اور میان آزاد کو جھک کر سلام کیا اور کہا (حضور میرا انعام ہوا) سچ کہیے گا ایسے بہروپیے کم دیکھے ہونگے کیون کیسا روپ بھرا - لونڈے نے کہا اور کسی بارسی بولا (بی اللہ رکھی مسکرا کر بولین (ہم نے بھی کیا جل دیا) میان چانڈو باز موچھون پر تاؤ دیکر فرمانے لگے کہ کیون بھئی شعر خوانی مین بھی اپنے چانڈو کو نہ چھوڑا - میان آزاد اس درجہ خفیف ہوے کہ گویا عرق خجالت کے سیکڑون گھڑے ان پر پڑ گئے - اب ایسے خوش ہوے کہ بوکھلا کر بی اللہ رکھی کی فوق البھڑک دُلائی (ناہی) اُسکو انعام مین جھٹ دیدی بی صاحب نے دیکھا تو دُلائی گئی مگر شاباش شاباش کہ آزاد سے پھر چھیڑ چھاڑ شروع کی - بہروپیے نے دُلائی لی جھک کر سلام کیا اور رفو چکر ہوا لونڈے نے دیکھا کہ مین ہی رہا جاتا ہون بڑھ کر میان آزاد کا دامن پکڑا ہمین کچھ بھی نہین (حضور! میان آزاد نے جیب سے ایک روپیہ نکال دیا کھن سے بی اللہ رکھی سمجھین کہ اسوقت میان آزاد حاتم کی قبر پر لات مار رہے ہین فرط شوخی سے جھک کر آگے بڑھین اور رہا تھا ایک عجیب ادا سے دلربا سے بڑھا کر کہا (اور ہمین) ؟ -

آزاد - تمھارے لیے جان حاضر ہے -

چانڈو باز - سب زبانی داخلہ خالی خولی باتین - اور بیوی کو یہ خبر ہی نہین کہ دُلائی انعام مین دیدی گئی - میان ہی کی جوتی میان ہی کا سر - ہوتا الٹی چلی مین مانگنے - لیڑی کی خبر ہی نہین بہروپیے کو کیا جھٹ سے دُلائی اُڑھا دی یہ نہوا کہ بی بھٹیاری کو بھی اودی اطلس کا پائجامہ بنوا دین - پڑاتے کی جوڑی گوٹا لگی ہو یہ نہ ہوا کہ چاندی کے چھڑے بنوا دیتے کہ سرا بھر مین چھما چھم کی آواز گونجتی یہ نہوا کہ کسی دن ہمکو دو چار روپیے دے ڈالتے کہ بھئی اتنے دن سانڈنی کی رکھوالی کی ہے - جاؤ میان بس تم کو بھی دیکھ لیا کون کے یار ہو - چمڑی جائے دمڑی نہ جائے -

بھٹیاری - (ہنستی ہوئی) ای واہ ری تیری ہانک - کہین گرمی تو نہین چڑھ گئی - ذرا چندیا کے پٹے کتروا ڈال - نرا گو کھا ہی رہا یہ چمڑی اور دمڑی کا کون موقع تھا -

آزاد - انکی نہ کہو یہ جوتی خورے ہین پٹنے کا انھین ڈر نہین جوتے کھانے کا انھین خوف نہین - گالی کھانے کا انھین لحاظ نہین خاصے باک بیباک چھٹے ہوے گرگے ہین مردک کو کہتے ہوے شرم نہین آئی کہ سانڈنی کی رکھوالی کی - اچھی رکھوالی کی - وہ تو کہیے قسمتون سے ملگئی ورنہ ہم تو ہاتھ ہی دھو چکے تھے - اور اوپر سے باتین بناتا ہے شرمائے نہ شرمانے دے -

بھٹیاری - چلو یہ باتین تو ساری عمر نہ ختم ہونگی اب کہو نکاح کی کب تیاریان ہین -

آزاد - ابھی بحاح کی اُمید آپ کو ہی - واللہ کتنی خوش عقیدہ ہو سچ ہے دُنیا بہ امید قایم -

بھٹیاری - چہ خوش چرا نبا شد معقول - کیا آپ کل بھی جائینگے ای مین تو چڑھونگی عدالت واہ کہہ کہہ کر مُکر جانا کیا ہنسی ٹھٹھا ہے مجھے بھی کوئی ایسی ویسی سمجھے ہو - مجھ سے بُری کوئی نہین -

آزاد - اخاہ - یہ خم وچم - یہ دعوی - واہ بی واہ - عدالت! اچھا کیا نالش کیجیئے گا -

بھٹیاری - کیون! کیا کچھ شک بھی ہی - کرینگے اور پیچ کھیت کرینگے ہم کیا کسی کے دبیل ہین - یہ چکنی چُپڑی باتین وہان ایک نہ چلینگی دیکھیے گا مزے - وکیل ایسا ویسا نہین ہی معلوم ہوگی قدر آفیت (عافیت)

چانڈو باز - (داڑھی پر ہاتھ پھیر کر) اور گواہ کو دیکھ رکھیے پیرو مرشد دُلائی کیا جھپٹ اُٹھا دی - یہ رائی دُلائی کے آپ کون دینے والے تھے یہی ثبوت کافی ہی اور مین تو وہ تقریر کرون کہ آپ کے ہوش اُڑ جائین ایسے گواہ بھی نہ دیکھے ہونگے -

آزاد - اچھا تو میان جھگڑا کاہے کا - یہ شوق سے نالش کرین نہ اور آپ گواہی دین تو چشم ما روشن -

چانڈو باز - کیا! چشم ما روشن - یا چشمان ما روشن کیا ایک ہی آنکھ ہی -

آزاد - اب ایسا ہو کہ مین دونون چھوڑ دون -

چانڈو باز - ذری میرے منھ نہ لگیے گا - ہان مین نے عرض کر دیا مین پھر گواہی دونگا -

بھٹیاری - (جھڑک کر) چل ہٹ بڑا آیا وہان سے گدا دینے والا ایسا ہی ہوتا تو نہ جانے کیا کرتا - گدا دینگے - ابھی مین جھپٹ جاؤن تو ٹھنی کھا جائے گدا دینگے - او رپٹ چکا ہی تیسر - بڑا بچیا ہے

خیر میان چانڈو باز تو اپنے گھر سدھاے اور بی اللہ رکھی چھپر کھٹ پر سو رہین - میان آزاد کے پیٹ مین چوہے چھوٹے دل ہی دل مین سوچنے لگے کہ کیون جی جو کہین سچ مچ اُسنے نالش واغدی تو بڑی ہنسی ہوگی وکیل کا نام لیا ہی - ایسا ہو کوئی وکیل جنگ پر چڑھ جائے اُنکی دو گھڑی کی دل لگی ہو اپنا کام تمام ہو جائے - اسی سوچ بچار مین میان آزاد سو رہے -

شوخ مدہوش فتنہ ہمدوش ستم ایجاد - جان آزاد بی اللہ رکھی بھٹیاری

	جاگی مرغ سحر کے غل سے اُٹھی نکہت سی فرش گل سے	

میدان نشہ بازی کے یکہ تاز - بی بھٹیاری کے ہمراز میان چانڈو باز گرمٹ لیے - لدے پھندے سامنے موجود -

چانڈو باز - لگی بھی کیا بُری ہوتی ہی - ہونہہ کہان تو آٹھ آٹھ بجے تک پلنگڑی پر دراز رہتی تھین - راحت افزا پھولون کی پنکھیا جھلا کرتی تھی - فجر کو چاندنی تان دیجاتی تھی کہ دھوپ سے گورا گورا مکھڑا کمھلا نہ جائے مگر پھر بھی چھن چھن کے شعاع آتی ہی تھی گل شمع جیپی کرتی جاتی تھی - بی اللہ رکھی ہین کہ مسہری ہی پر انگڑائیان لے رہی ہین کبھی ادھر کروٹ بدلی کبھی ادھر لڑھک کر ہو رہین ململ کا لباس اور اُسپر عطر فتنہ کی بو باس کو سون بھینی بھینی مہک سے دماغ معطر ہوا جاتا ہی - زلف چلیپا کیا مشک اذفر تھی یا لخلخہ و عنبر تھی - یا آج دیکھیے تو سویرے سویرے منھ اندھیرے آنکھین کٹورا سی کھلی ہوئی ہین - بکھرے بال چہرے کی بلائین لے رہے ہین -

آزاد - (چادر کو منھ سے اُٹھا کر) چھوٹے پر خدا کی مار شیطان کی پھٹکار پلنگڑی! یہ نہین کہتے ہو کہ ٹوٹی پھوٹی کھاٹ - اور وہ راحت افزا اور گل شبو کہان ہین - اپنے ہاتھ سے تو بیوی پنکھیا جھلتی ہین کہنے کو مشک اذفر ہے - اور لخلخہ عنبر ہی - بات تیرے خوشامد خورے کی

دُھم مین رسّا باندھون - دس بجے تک تو بیوی دھوپ مین پڑی رہتی تھین مسہری اور بچھونون کی بنکھیا کی ایک ہی کہی -

چانڈو باز - جی ہان آپ جلے پھپھولے پھوڑیے - فریاد کیجئے فریاد

آزاد - کیسی شکایت - کسکا شکوہ - ؏ - تقدیر سے گلہ ہی بتون سے گلہ نہین

مین نہ فریادی بتون کا ہون خدا کے سامنے
آشنا کا کیا گلہ نا آشنا کے سامنے

اللہ رکھی - ای تو اس بحثا بحثی سے مطلب کیا جب سرکار کا پیادہ آئیگا تب میان کی آنکھین کھل جائینگی یہ کہہ کر بگڑ جانا - واہ کیا ہنسی ہے

چانڈو باز - چلو پھر اب دن چڑھتا جاتا ہے - وہان ہو آئین نہ ابھی کنگھی چوٹی مین بھتین گھنٹون لگین گے - اور وہ سرکاری درباری آدمی ٹھہرے یک انار وصد بیمار - ایک انگور وصد زنبور - مقدمہ والے صبح شام ڈٹے رہتے ہین - جب دیکھو بگھیان ٹم ٹم فٹن جوڑی گاڑی گھوڑے ہاتھی پالکی - اکے یا بوفلس میانے دروازے پر موجود -

آزاد - بس چپ نہ ہو رہیئے بکتے جاؤ نہ - آج سرور خوب گٹھے ہین معلوم ہوتا ہے -

چانڈو باز - اجی یہان بی اللہ رکھی کی بدولت روز ہی سرور گٹھے رہتے ہین میان آپ اپنی کہیے - کہ ہر دم کچھے گھڑے ہی کی چڑھی رہتی ہے اب دیکھیے نشہ ہرن ہوا چاہتا ہے - انشا اللہ بی اللہ رکھی نے کوٹھری مین جاکر سنگار کیا اور نکھر کر چلین تو میان آزاد کی آنکھ پڑ ہی گئی - ہائے حسن بھی کیا بری چیز ہے - چار آنکھین ہوئین تو دونون مسکرا دیے - میان چانڈو باز کن انکھیون سے دیکھ ہی رہے تھے بولے کہ ؎

انکو دیکھا تو یہ ہنس دیتے ہین
آنکھ چھپتی ہی نہین یاری کی

ہنسنے مجھی ہنسے - ؏ - وہ لب پہ آئی ہنسی دیکھو مسکراتے ہو

آزاد - رعد کا شور ہو مورونکی صدا سے پیدا
جھومتا ابر بہاری ہو ہوا سے پیدا

قد کشی آج وہ سروون سے ہین کرتے جاتے
ای شہ حسن ترے عشق مین مرنے کیلئے

کل کی ہے بات ہوئے تھے جو ذرا سے پیدا
لڑکے ہوتے ہین فقیرونکی دعا سے پیدا

اتنے مین بی اللہ رکھی ایک ہری ہری نازک سی چھتری لگائے چانڈو باز کو ساتھ لیے ہوئے چھم چھم کرتی چلین - بازار مین جدھر جاتی تھین - یاران سرپل آوازے کستے تھے - جسے دیکھو مصروف نظارہ بازی ہے مگر وہ غرور حسن سے کسی کی طرف آنکھ اٹھا کر نہین دیکھتین - چانڈو باز ہٹو بچو دوت دبک کرتے جاتے ہین - ذری ہٹ جانا سامنے سے - این اوہ میان - کیا جھگڑا آتا ہے ہٹ جاؤ بائین کو یا وحشت آخر کیا ہے کیا - کچھ معلوم تو ہو - اخاہ - یہ کہیے یہ انکی آمد آمد تھی - کیون نہین - لو صاحب ہٹ گئے بس - مگر واہ رے زمانے اب بھلے مانسون نے بس یہ شیوہ اختیار کیا ہے کہ ایک کو ساتھ لیا کہی کے وارث بنے - بازار بھر مین غل مچاتے چلے جاتے ہین - ای لاحول ولا قوۃ -

عاشق تن - اسوقت تو بازار بھر مرغ بسمل کیطرح تڑپ رہا ہے - بی اللہ رکھی اور میان چانڈو باز آگے آگے پو قدمے جا رہی ہین اور میان عاشق تن لڑھکتے پڑھکتے پیچھے آرہے ہین طبع موزون کا دریا ہے کہ امڈا آتا ہے - شعر پر شعر پڑھ رہے ہین تک سے مطلب نہین کبھی دیوان ناسخ کا مطلع پڑھ دیا - کبھی عمر خیام کی رباعی بک دی کبھی معمّا یاد کرنے لگے - کبھی خالق باری کے شعر ورد زبان ہین ؏ چیل ہے درگوش کن گفتار من - اور سمجھاتے بھی جاتے ہین کہ اس ذرا سے مصرعے مین - ہے درگوش کن گفتار من - اسقدر برائے بیت ہے -

چانڈو باز نے دیکھا کہ یہ اچھے بگڑے دل ملے - ساتھ جو ہوا تو پیچھا ہی نہین چھوڑتے - اور منھ جو کھولا تو دیوان کے دیوان

پڑھ ڈالے - انسے کسی طرح پیچھا چھڑانا چاہیے - اتنے مین عاشق تن نے کہا - ؎

کچھ نہین اور تو حسرت ہی سہی	چھیڑ خوبان سے چلی جائے اسد

چانڈو باز بولے کہ حضرت آپ کون ہین اور یہ ساتھ ساتھ آوازے کستے ہوئے آپ کیون آتے ہین - یا آگے بڑھیے یا پیچھے چلیے کسی بھلے مانس کو ستانا کیا معنی - اسپر بی اللہ رکھی نے چانڈو باز کے کان مین چپکے سے یون کہنا شروع کیا - سنو تو بھلا - یہ بھی تو شکل صورت سے بھلے مانس معلوم ہوتے ہین - ہمین انسے کچھ کہنا ہی لیس یا تو انھین اپنے یہان لے چلو - یا انکے یہان چلو - ہان اتو یہ کہیے اب آپ اپنر ریجھ گئین - اچھا ہمارا ہرج ہی کیا ہے - ہم تو حکم کے بندے ہین بیوی جو کہو منظور - مگر چلتی تو وکیل کے پاس تھین - کہان عرضی دینے کی فکر مین تھین کہان اس شرّی سودائی سے بال و پر ملانے کی فکر ہوئی سچ ہے معشوقون کے مزاج کا ٹھکانا ہی کیا تو آخر یہ تو بتا دو کہ اس سے کہون کیا - "کہنا اور سُننا کیا معنی یہی کہو کہ انکو آپ سے کچھ کہنا ہے"

چانڈو باز - یا حضرت ذری ادھر گلی مین آیئے گا - آپ سے کچھ کہنا ہے -

عاشق تن - واہ نیکی اور پوچھ پوچھ - چلیے اس گلی مین - مگر انکو یہان بیچ سڑک پر اکیلا کہان چھوڑ جایئے گا - انھین بھی ساتھ لیتے چلیے بی تم بھی چلی چلو نہ -

عاشق تن اور چانڈو باز اور وہ تینون گلی مین گئے تو دیکھا کہ اُس گلی کے اندر ایک اور گلی ہے سمٹین دھنسے - اس کے اندر ایک اور گلی تھی اُسمین گُھسے "کہیے حضور کیا حکم ہے" اجی انکو آپسے کچھ مشورہ کرنا ہے ہان - زہے نصیب زہے نصیب اسوقت تو ہمنے منھ مانگی مُراد پائی دل کی آرزو برآئی - یہ اور ہمین بُلائین آج اپنی قسمت پر ناز ہے - کہیے بی صاحب جو حکم - ای تو اس گلیارے مین کیا کہون - کوئی آئے کوئی جائے - کھڑے کھڑے کہین باتین ہوا کرتی ہین ہمین اپنے گھر لے چلو تو خیر - کیا مضاقہ (مضائقہ) چلیے چلیے واہ نیکی اور پوچھ پوچھ - چانڈو باز سوچے کہ دوسرا گل کھلا چاہتا ہے پوچھا کہ میان تمھارا مکان یہان سے کتنی دور ہے جو کاے کو سون ہو تو مین ایک بگھی کرایہ کر لون - انسے اتنی دور چلا نہ جائے گا عورت ذات اور نازک اور دھوپ اب زیادہ ہوتی جاتی ہے انکو تو مارے نزاکت کے چھتری ہی کا سنبھالنا دوبھر ہو گیا ہے - اتنی دور جائے گا کون - آندھی رو گ - نا صاحب دور نہین - بس کوئی دس قدم - آیئے ایک لمحہ مین پہونچتے ہین - چلے تو عاشق تن نے چھتری لے لی اور خدمتگار کیطرح چھتری لگا کر ساتھ ساتھ چلنے لگے چانڈو باز نے دیکھا کہ اچھا گاودی ملا - اپنا بوجھ بھی اُن پر لادا اور خود بھی چھتری کے سایہ مین رئیس بنے ہوئے چلنے لگے گلیون سے نکلے سڑک پر آئے - سڑک سے بائین کو مُڑے نالے مین گئے چڑھائی اُترے پھر بازار ملا - چلیے کھٹ سے عاشق تن کے مکان پر تھے صحن مین چوکیون پر صاف ستھرا فرش بچھا ہے جا کر بیٹھے - خدمتگار پنکھا جھلنے لگا -

عاشق تن -	وہ آئے گھر مین ہمارے خدا کی قدرت ہے کبھی ہم اُنکو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہین	
چانڈو باز -	عشق بلبل مین اثر ہے تو قفس مین آتش بوے گل پھاند کے دیوار گلستان آئی	

عاشق تن - جب ہم چھٹے ہوئے گرگے بدمعاش تھے تب تو ایک بھی معشوق پری پیکر نظر نہ آیا - اب جو توبہ کی تو یہ صورتین دیکھنے مین آتی ہین ؎

توبہ کرتے ہی جھلکتی ہے سیاہی تیری	یون تو لے ابر تباہی ہمین ملتا تیرا

مگر اپنا عشق بھی دُنیا سے نرالا ہی جسکو دل دیا اُسکو دیا - پختہ مغز جنون ہین - جان جائے - مال جائے - عزت جائے - بدنام ہون - ستم سہون - یہ سب گوارا ہے ہین تو ہزار جان سے عاشق زار ہون کچھ تو بانی ہین کو دیرتَن کو جلتا باتا انگارا اٹھاؤن ہمارا عشق خام نہین جان کا دینا یہان بائین ہاتھ کا کرتب سمجھتے ہین -

تو عاشقان مسلم ندیدہ جائے	کہ تیغ بر سر خود بندہ دار و پیش آمد

چانڈو باز - اب انکا مطلب سنیے - یہ بچاری ابھی کوئی اٹھارہ اُنیس برس کی ہونگی - ے ابھی کل تو پیدا ہوئی ہین مگر بلا کی شوخ طبیعت اور چنچل اور بات ایسی تاڑتی ہین کہ جسکا حق ہی حسن جمال پر تو آپ ہی سمجھے ہین - اب سنیے کہ اُنکے میان یہان سے لڑ جھگڑ کر اور شاید کچھ بگڑ ابکی کیا تھا غرض کہ بھاگ کے حیدر آباد دکن گئے وہان کسی کو گھر مین ڈال لیا - اب یہ اکیلی ہین - انکا جی گھبراتا ہم اور پھر آپ جلنے یہ شباب یہ حسن شوق ہوا کہ بیاہ کرین - ادھر اُدھر ہین اور یہ دونون ملکر خوش رو گبھرو جوان ڈھونڈھتے تھے کہ حسن اتفاق سے سرا مین ایک چھیل چھبیلا جوان آیا ابھی مسین بھیگی ہین

بھٹیاری - ہان گلّے ٹھلے کے جوان ہین اور میان آنکھین تو ایسی رسیلی دیکھین نہ سنین مین کیا کہون تم سے بس دیکھنے سے تعلق ہی

چانڈو باز - اری تو مجھی کو اب کہنے دو - تم تو بات کاٹے دیتی ہو ہان تو حضرت مین کیا کہتا تھا - ہان اُنکی انکی چار آنکھین ہوئین تو اُدھر وہ ادھر یہ دونون گھائل ہو گئے - پہلے تو آنکھون ہی آنکھون مین باتین ہوا کین پھر کھل کے صاف کہدیا کہ ہم تم کو بیاہین گے مگر پھر نکر گئے - رہا ایک بات یہ تو ہی کہ جب اُنکو دیکھ لیتے ہین تو ٹھنڈی سانسین بھرتے ہین اور اُف اُف کرنے لگتے ہین - اب انکا قصد ہے کہ اُن پر نالش جڑ دین -

عاشق تن - اجی اُنکو بھاڑ مین جھونکو - جو بیاہ ہی کرنا ہی تو ہم سے نکاح پڑھوا لو اُنکو دھتا بتاؤ - واہ چاہیے تھا انھین عاشق ہونا اُلٹے تم ہی عاشق ہوئی جاتی ہو - ہمارے ساتھ عقد کر لو دونون کے دونون مزے سے رہین - پھر تو بیوی کیا مرضی ہی -

اللہ رکھی - سچ کہون - تم مردون کا ہمین اعتبار ذرّی بھر نہین رہا اب جی نہین چاہتا کہ کسی سے دل ملائین اور محنت کا (مفت کا) دُکھ لیں -

عاشق تن - تم نے ابھی ہمین پہچانا ہی نہین - پانچون اُنگلیان برابر نہین ہوتین - بھلا ہمین بھی آزما دیکھیے - ہم شریف زادے ہین بیوی -

اللہ رکھی - سچ کہون - لوگ ایرے غیرے تو ہمین ساری خدائی یہی سمجھتی ہی کہ اللہ رکھی بڑی خوش نصیب ہین - مگر میان مین کس سے کہون دل کا حال کوئی کیا جانے اُنھون نے چمک دمک دیکھی اور مرنے لگے - اب مجھ سے سنو کہ مجھ سے بڑھ کر کوئی بد قسمت ہی نہین اس سن مین میان ندارد - اٹھتی جوانی اور یہ حیرانی کہان ماری ماری پھرون - دن رات اسی سوچ مین رہتی ہون کہ کوئی بھلے مانس ملین تو نکاح پڑھوا لون سو میان اپنے سوچ سمجھ لو اور مجھے قول دو -

عاشق تن - قول مردان جان دارد -

چانڈو باز - یہ دیکھیے عرضی دعویٰ ہے -

عاشق تن - ارے یہ کس پاگل نے لکھی ہی جی - یہ کہین ایسا ہو سکتا ہے بھلا - سرکار یہ نہین کر سکتی ہی کہ آزاد کو خواہ مخواہ تمھین دلوا ہی دے - ہان اتنا ہو سکتا ہی کہ ہرجہ دلوا دے سو اسکا بھی ثبوت مشکل ہی ذرا -

بھٹیاری - اچھا ہو گا بھی مسود (مسودہ) پھاڑ ڈالو - اب میان آزاد سے مطلب ہی کیا رہا -

عاشق تن - ہم بتائین - نالش تو داغدو - ہر چہ بلا تو ہرج ہی کیا ہی باقی بیاہ کسی کے اختیار مین نہین ادھر تم مقدمہ جیتین اُدھر ہم برات لے کر آئے اور تم کو سُکھپال پر بٹھا کرلے چلے -

اللہ رکھی - تو چلو تم بھی وکیل کے یہان تک چلے چلو نہ -

عاشق تن - ہان - ہان - چلو - چلو -

عاشق تن اور میان چانڈو باز اور بی اللہ رکھی چلین وکیل کے یہان -

میان آزاد ایک دن خواب خرگوش سے بیدار ہوے تو سوچے کہ واللہ واہ رے ہم - بیفکری بھی تو کہان تک - آزادی تا کجا واللہ آئے تھے تماشہ دیکھنے لیکن خود ہی تماشہ بنگئے پہلے تو وہ فکر ہوئی تھی کہ سانڈنی شتر غمزے کرتی ہوئی سدھارین - واہ میری اُلٹی کے سننے والے - اور اُسکی کاٹھی اپنے ہی اوپر کسنی پڑتی پھر یہ گاج پڑی کہ بیاہ کا ڈول ہاے - مگر آنکھ کھلی تو بیشانہ ہاتھ مین برات نکل گئی خود بدولت نئی سڑک پر پتا پوچھتے چلے جاتے ہین اور جو کہین نواب کے آدمی چھوڑتین تو پھر خدائی بھر مین اپنا ٹھکانا نہ رہے چور کے چور بنین اور اللّو کے اُلّو بنائے جائین اور طرہ یہ کہ کسی کے منھ دکھانے کے لائق نہ رہین - کوئی کہان تک بدنامیون کا ٹوکرا اُٹھائے - اس آزادی نے تو کلنک کا ٹیکا لگایا - آبرو پر پانی پھر گیا - عزت خاک مین ملگئی - ابھی دیکھیے کیا کیا ہوتا ہے - کس کس کی نازبرداریان کرنی پڑتی ہین کس کس کے آگے سری ٹیک کی نوبت آتی ہی - کہان کہان ٹھوکرین کھاتے ہین کیسی کیسی زکین پاتے ہین سلجھی ہوئی بات ہم نے اُلجھائی دل کا دل دکھایا اور داغ کا داغ پایا - جب دیکھو تلوے کھجلایا کرتے ہین - دنیا بھر کا راستہ ناپتے پھرتے ہین - اس جنون کے صدقے جس نے ہمین وحشت دکھلایا فلک بے مہر نے کبھی نگہ رحم نہ فرمائی - کوئی دم چین لینے ہی نہ دیا اگر پہلے کانٹا چُبھتا ہی پھر کہین پھول ہاتھ آتا ہی خدا کو اسی مین کچھ مجھ غریب کی بہتری منظور ہوگی - ؎

در دہر کسے بہ گلعذاری نرسید	تا بر دلش از زمانہ خارے نرسید
در شانہ نگر کہ تا بصد شاخ نشد	دستش بسر زلف نگارے نرسید

دفعتہً سرا مین غل مچا - لینا - لینا - لینا - یہ گڑبڑا کر کوٹھری کے باہر نکلتے ہین تو - ع - کچھ اور ہی گل کھلا ہوا ہی ٭ سانڈنی نے رسی وسی توڑ تاڑ کر پھینکدی ہی اور سرا بھر مین اُچکتی پھرتی ہی مگر حقیقت حال حضرت نہ سمجھے کہ ایک ٹھٹھول نے دل لگی دل لگی مین رسی کو چاقو سے کاٹ ڈالا اور جُھس مین جنگی ڈال چلا تو بھاگ کھڑی سانڈنی پہلے تو ایک مسافر کے ٹٹو کی طرف جھپٹی اور اُسکو مارے ہشکون کے بوکھلا دیا مسافر بیچارہ ایک لگا لیے ہوے کھٹاکھٹ ہاتھ صاف کر رہا ہی مگر کہین کھپا بچون سے اتنے بڑے جانور مانتے ہین پھر جو وہان سے طرارہ بھرا تو دو تین بیلون کا کچومر نکال ڈالا گاڑیبان ہائین ہائین ہائین کر رہا ہے لیکن اس آئین بائین شائین سے بھلا اونٹ سمجھا کیے ہین - یہان سے بلا کی طرح جھپٹی تو ایک کمہار جھپیٹ مین آگیا - دھم سے منھ کے بھل زمین پر - مٹی کے بھوے بھائے کھلونے سب چکنا چور پھر دُم دبائے ہوے ذقند بھری تو دو چار اکون کو گرا دیا کسی کی کمانی توڑی - کسی کے انجر پنجر الگ - سرا مین چوطرفہ غل مچا ہوا ہے - ٹٹو والا اپنا سر پیٹتا ہی - گاڑیبان کھڑا رو رہا ہے - کمہار ادھ مرا ہوگیا - چانڈو باز توبڑا دکھاتے پھرتے ہین - ہنسوڑ آدمی فقرے پر فقرے چست کر رہے ہین - تھان ہی تھان واہ ری اونٹنی کیا کہنا ہے وے بڑھکر لات چبا جا ایک آدھ کو چانڈو باز سانڈنی کو پکڑنے دوڑتے ہین تو یار لوگ دور ہی سے

تالیان بجا دیتے ہین وہ اور بھی بوکھلا گئی بگٹی بلبّون اُچھلنے جب
چوطرفہ سے یاران سرپل نے خوب ہی دق کیا تو بیک کراس نے
ایک ذات شریف کو دانتون سے دبا کر اُٹھا لیا اور جھنجھکا دہم سے
ہاے کچھ فر نکل گیا۔ گرے تو بیدم زخمون سے خون کے سرّاٹے بہنے
لگے اور حوالی موالی سب نفرو ہو گئے۔ ساری بھیڑ کائی کی طرح
پھٹ گئی تب تو چانڈو باز لپکے کہ نکیل لون۔ وہ نام پوچھتی ہی
بارے جب خوب ہی شل ہو گئی تو اُنکے ہاتھ آئی۔ اُنھون نے
چمکار کر باندھ دیا کھاری جھاڑ پونچھ کر اُٹھ کھڑا ہوا۔ بیل بھی کنمنا کر
بھوسے کی طرف جھکے گر ٹٹو کی بُری نوبت ہے۔

ادھر کا تو یہ حال تھا اب اُدھر کا ذکر سنیے کہ میان چانڈو باز اور
عاشق تن اور بی اللہ رکھی ملکو وکیل کے یہان گئین۔ لیکن
بڑی دیر تک تینون کے تینون باہر ہی ٹاپا کیے۔ یہ رئیس آئے
وہ امیر آئے۔ کبھی کوئی مہاجن آیا کبھی کسی بیوپاری نے اپنا مقدمہ
سُنایا خیر عرصہ کے بعد اُنھون نے بار پایا۔ وکیل جو دیکھتے ہین تو
آج وہ رنگ و روغن ہی نہین۔ وہ جوبن ہی نہین۔ وہ مسکرانا
وہ لجانا سب بھولی ہوئی ہین۔ کیون خیر باشد۔ آخر ماجرا کیا ہی بی۔
آج چہرہ اتنا اُداس کیون ہی۔ خدا ہی خیر کرے۔ ہماری جان کی قسم
سچ سچ بتا دو مقدمہ تو گیا جہنم مین یہ دو ہی دن مین ہو کیا گیا کہان
وہ چمک دمک تھی۔ کہان یہ حال۔ کہان وہ شگفتگی تھی کہان یہ
ملال۔ کہان وہ جوش جوانی۔ کہان یہ سراسیمگی و پریشانی۔ کہان
وہ رُخ انور غیرت ماہ۔ کہان لب پر فغان و آہ۔ کہان وہ چھب وہ ڈھب
کہان یہ رنج و محن۔ زلف پُرشکن کا وہ پیچ و تاب نہین۔ چہرہ پر وہ آب و
تاب نہین۔ آہی یہ کیسی ہوا بندھی کہ حسن کا چراغ ہی گل ہو گیا شوخی و
مستی کا قُل ہو گیا۔ اتنے مین بی اللہ رکھی کا دل بھر آیا اور ٹپ ٹپ
آنسو گرنے لگے۔ خوب پھوٹ پھوٹ کر روئین آنسو کا تار بندھ گیا

روتے روتے ہچکیان بندھ گئین وکیل سنّاٹے مین کہ الٰہی یہ کیا
اسرار ہی اُس دن تو کھلکھلا کر ہنستی تھی آج آٹھ آٹھ آنسو روتی ہی
یا تو ادائے دلربا مین لاکھ انداز تھے کبھی سیاہی زلف چلیپا کی
جھلک دکھائی۔ کبھی دُر دندان کی چمک دکھائی۔ مسکرا مسکرا کر باتین
کرنا نازو انداز سے قدم دھرنا۔ آج بیقراری اور اشکباری اور
گریہ و زاری ہے۔ انکی آنکھون مین آنسو ڈبڈبا آئے لاکھ ضبط
کیا مگر دامن تر ہی ہو گیا۔ ع

وان جھوٹ موٹ تم نے بناوٹ سے غش کیا
ہم سچ مچ ایسے روئے کہ یان جی سے غش کیا

میان چانڈو باز تو کل کارروائی سے واقف تھے بی اللہ رکھی
کے درد دل کو وہی خوب سمجھے اور وکیل کی پریشانی دیکھ کر بولے کہ
حضرت یہ بڑی پاکباز عفت کوش حیا پرور عورت ہین۔
بھٹیاری۔ جی وہ تو میری وزار (وضع) کیے دیتی ہے۔ اُف۔
چانڈو باز۔ انکی ظاہری وضع پر نہ جائیے گا یہ واقعی بڑی وضعدار
ہین جیسی گلعذار باغ و بہار طرحدار ہین ویسی ہی خدا کی قسم وضعدار
ہین گو سر تا بقدم نور ہے۔ پرستان کی حور ہے چنچل رنگین مزاج بہار
طبع رنگین ادا نازک آواز فصیح نکتہ پرداز خبیث و طرار۔ عالم فریب
ستمگار مگر میرا خدا اور مین کہ بُری راہ چلتے آجتک نہین دیکھا۔ ان کی
پاکدامنی کی قسم کھائی چاہیے۔ خیرات فرمائیے کہ مقدمہ کی کیا صورت کیجائے
عاشق تن۔ جی ہان پیر و مرشد۔ کوئی فکر معقول بتائیے مگر زبردستی
تو یہ شادی نہین کرا سکتین۔ ہان۔ ہرجے کا ثبوت ہو تو بیشک ملجائے
پھر ہرج ہی کیا ہی۔ بھاگتے بھوت کی لنگوٹی ہی سہی۔ کچھ تو ہے ہی منگی
چانڈو باز۔ مرین انکے دشمن آپ بھی کتنے بھولے ہین۔ واہ۔
وکیل۔ اچھا تو یہ بتائیے کہ وہ رئیس کہان سے آئین گے
جو عدالت مین بدھڑک کہہ گذرین کہ ہم سے ادا نسے بیاہ کی

کھڑی ہتی پہلے کوئی تجویز تو کر لیجیے ورنہ عدالت مین جانا کچھ خالہ جی کا گھر تو ہے نہین -

عاشق تن - اب بتا ہی دون - بندہ سمجھے صاحب بندہ درگاہ کہین گئے کہ ہم سے مہینون سی بات چیت ہے بیچ مین میان آزاد کود پڑے ہم منھ تاک کر رہ گئے - واللہ وہ جواب دون کہ آپ بھی خوش ہو جائین

وکیل - واہ تو پھر کیا پوچھنا ہے - ہم آپکو ذرا ایک کنایہ بتا دینگے پھر آپ فراٹے بھرنے لگیے گا - گواہ ایک گواہ تو ٹھہرا لیجیے بس ایک روپیہ گنیے - پٹی ہم انھین پڑھا دینگے -

چانڈو باز - ایک گواہ تو مین ہی بیٹھا ہوا ہون - فراٹے باز

خیر اب بات کو طول کون دے بی اللہ رکھی سیدھی کچہری پہونچین جس پیڑ کے تلے جا کر بیٹھین وہان وہ ٹھٹ لگا کہ الامان - جدھر گذر ہوا کٹا لگ کر دیا - کچہری بھر کے آدمی ٹوٹے پڑتے ہین - میان چانڈو باز عظیم اللہ خانی حقہ گڑگڑا رہے ہین - اور وارث علی خان بنے بیٹھے ہین کہ جاؤ بھئی اپنا کام کرو - آخر یہان کیا میلا ہے بھئی واہ اچھی دل لگی نکالی - کیا بھیڑیا دھسان خلقت ہے!

ایک - جی بھیڑیا دھسان خلقت ہے - آپ لائے ہی ایسی ہین -

دوسرا - اچھا ہم کھڑے ہین - آپکا کچھ اجارہ ہے - واہ اچھے آئے -

تیسرا - آپ کوئی خدائی فوجدار ہین -

چوتھا - بھائی ذری ہنس بول لین - آخر مرنا تو ہے ہی -

خیر جب ایک بجا تو بی اللہ رکھی نازو ادا سے اٹھلاتی دوپٹا پھڑکاتی چھڑون کو چھم چھم کرتی ہوئی چلین عرضی دینے چانڈو باز ایک ہاتھ مین حقہ لیے ہین دوسرے مین چھتری خدمتگار بنے چلے جاتے ہین اب سنیے کہ کچہری کے دروازون پر یاران سرپل ٹھٹھ کے ٹھٹھ لگائے کھڑے ہین

چانڈو باز تو برآمدے مین ٹھٹک رہے - اب بی اللہ رکھی کو کوئی بتاتا نہین کہ عرضی کہان بیچاتی ہے - ایک کہتا ہے دہنے ہاتھ جاؤ دوسرا کہتا ہے نہین نہین بائین - تیسرا بولا میان کیون بہکاتے ہو بیچاری کو دیکھو وہ سامنے کمرا ہے -

الغرض بی صاحب چمکتی ہوئی منصرمی مین پہونچین عرضی دے دی منصرم صاحب پرانے رسیا - خوب گھورا کیے - خیر انھون نے پرچہ لیا اور یہ چل کھڑی ہوئی -

دوسرے دن نور کے تڑکے میان آزاد چھپر کھٹ پر لیٹے ہوئے لہرا لہرا کر عین حالت وجد مین پڑھ رہے تھے کہ ع

شگفتہ شد گل حمرا و گشت بلبل مست	صلائے سرخوشی اے عاشقان بادہ پرست
بیار بادہ کہ در بارگاہ استغنا	چہ پاسبان و چہ سلطان چہ ہوشیار و چہ مست

اتنے مین عدالت کے مذکوری نے سمن لا کر دیا اور بی اللہ رکھی مسکرانے لگین -

مذکوری - سمن آیا ہے -

آزاد -
شب صحبت غنیمت دان و داد خوشدلی بستان
کہ مہتاب دل افروز است و طرف لالہ زارے خوش

مذکوری - حضور سمن آیا ہے گانے کو تو دن بھر پڑا ہے - لیجیے دستخط تو کر دیجیے -

آزاد -
بغفلت عمر شد حافظ بیا با ما بمیخانہ
کہ شنگولان سرمستت بیاموزند کارے خوش

مذکوری - اجی صاحب شعر ہی پڑھا کیجیے گا یا میری بھی سنیے گا -

آزاد - کیا ہے سے کہتے ہو -

مذکوری - جی اور نہین تو کس سے کہتے ہین - یہ لیجیے آپکے نام سمن آیا ہے -

آزاد - (سمن لے کر) یہ سمن کیسا بھئی - ذرا پڑھین تو -

ازانجا کہ بی اللہ رکھی نے تم پر نالش کی ہے لہذا حکم ہوتا ہے کہ حاضر عدالت ہو ارے واہ واواہ - یہ سچ مچ نالش ہی جڑ دی -

چانڈو باز - کیون میان مذکوری اگر ہم نہ جائین تو کیا ہو -

مذکوری - جی کچھ بھی نہین وارنٹ آنے سے رہا یک طرفہ ڈگری ہوجائے گی -

آزاد - اور جو روپوش ہوجائین -

مذکوری - تو ہو کیا - وارنٹ جاری ہو - بس دیوانی کے مذکوریون کی حراست مین آئین - مزے سے دوپہر اسی ساتھ مذکوری نے دستخط کرائے اور بی اندر رکھی کو گھیرا - آج تو ہاتھ گرماؤ ایک چہرہ شاہی لاؤ "ای تو ابھی سوت نہ کپاس کوری سے لٹھم لٹھا جیتین تو انام و نام دین محنت مخنت مین کون دے بھلا" "اجی تم جیتی داخل ہو بی بی - ہمارا حق نہ مارو" "اچھا کل آؤ تو دے جاؤ" اچھا -

میان آزاد کے پیٹ مین چوہے چھوٹے کہ بڑی بدتہذیب ہوئی شوہر ہے تو مزے ہین جب چاہین گے بیوی کو ٹھٹکار کر چپت ہوجائین گے لیکن جو کہین جرمانہ ہوا تو کس کے گھر سے دینگے یہ بڑی ٹیڑھی کھیر ہے ہو ہو ہو - خوب یاد آیا - نواب کی سانڈنی کے کوڑے کرین گے پو بارہ ہین - ع - انہم اندر عاشقی بالاے غمہاے دگر - لیکن بی اندر رکھی ہشاش بشاش چہرہ چمکنے لگین اور آس پاس کی بھٹیاریون سے چلا چلا کر کہنے لگین - اجی جو چاندی ہی جیتے تو گھی کے چراغ جلائین گے نہ کہا کہ منھ میٹھا کرینگے گلگلے کھلائین گے - دوسری نے کہا اندر کرے جیتو تو نہ کھلاؤ گی تو نکاح والے دن ڈھولک کون بجائے گا -

میان آزاد خوش قد نے جب سمن پایا تب سے اُن کے ہوش پیترا گئے - آزادی کا نشہ ہرن ہوگیا سوچے اب کرین کیا جائے ماندن نہ پائے رفتن - بھاگ کھڑے ہون تو مذکوریون کی حراست مین آئین نواب صاحب کے مصاحب حسد کے مارے خوب ہی خاکا اُڑائین - ڈٹے رہین تو یہان والے قہقہے لگائین کچھ کرتے دھرتے بن ہی نہین پڑتی - یار نہ مددگار - ع - زمانہ بر سر جنگ است یا علی مدد - ع - یا علی مشکل کشا مشکل کشائی کیجیے - ایک دفعہ انھین خیال آیا کہ سوچ کا ہے کا ہو - چپکے سے چلتا دھندا کرو - کوئی کہان ڈھونڈھتا پھریگا ٹھور نہ ٹھکانا - یہ سوچتے ہی انکا چہرہ بشاش ہوگیا - ادھر بھٹیاری کی آنکھ چوکی اُدھر جھپاک سے کاٹھی کس بقچہ سنبھال ڈنڈا لے یہ جا وہ جا - ناکے تک تو انکو کسی نے نہ ٹوکا - مگر جب ناکے سے کوئی گولی بھر کے ٹپے پر باہر نکل گئے تو میان چانڈو باز سے چار آنکھین ہوئین - ارے غضب ہی ہوگیا اب دھر لیے گئے -

چانڈو باز - ای بڑے بھائی کدھر کی تیاریان ہین - یہ بھاگ جانا ہنسی ٹھٹھا نہین ہے بندہ پرور کاٹھی کسی اور چل کھڑے ہوئے مگر ہمین اُنھون نے بھاگنے کیا سمجھ کر دیا بھئی - یا آنکھون مین خاک جھونک کر چلے آئے بس اتر پڑو - آؤ ذری حقہ پی لو دم تو لگاؤ -

آزاد - اس دم مین ہم نہ آئین گے - یہ فقرے کسی گنوار کو دیجیے آپ اپنا حقہ رہنے دین بس اب ہم خوب پی چکے ناکون دم کر دیا بدمعاشون نے - چلے تھے مقدمہ دائر کرانے - اب جو ہماری چھانو بھی پاؤ تو آزاد نہین - ہات تیرے کی کس مزے سے کہتے ہین کہ حقہ پیے جاؤ - ایسے ہی تو بڑے ہمدرد ہین - آپ اپنی ہمدردی تہ کر رکھیے -

چانڈو باز - نیکی کا زمانہ ہی نہین - ہمنے تو کہا اتنے دن ملاقات رہی ہے - آؤ بھئی تواضع تکریم خاطر مدارا کرین اب خدا جانے کب ملنا ہو -

آزاد - خدا نہ کرے کہ تم ایسے منحوس بے ایمانون کی صورت پھر کبھی خواب مین بھی نظر آئے -

اتنے مین چانڈوباز نے غل مچانا شروع کیا کہ دوڑو چور ہی بنیا چور چور چور۔ میان آزاد نے ادھر چانڈوباز پر شڑاپ سے کوڑا اچٹکارا اور اُدھر سانڈنی کو جو ایک ایڑ لگاتے ہین تو چھن چھن چھن چھن یہ پہونچ وہ پہونچ۔ شہر سے باہر ہوے تو میان آزاد کی روح فرحناک ہو گئی۔ صبح کا سہانا وقت۔ صبا نافۂ نسیم عنبر بیز طرف چمن غالیہ بار۔ ہر سمت باغ و بہار۔ سانڈنی اٹکھیلیان کرتی جاتی ہین۔ سوچے کہ اللہ اللہ آج بعد مدت روح نے غذا پائی اور میدان کی صورت نظر آئی۔ چلو بڑے خنخطے سے جان بچی سستے چھوٹے۔ میان آزاد سرا کی سرگذشت سوچتے چلے جاتے تھے کہ راہ مین دو مسافر باہم یون باتین کرنے لگے۔

ایک - ارے میان آجکل لکھنؤ مین ایک نیا گل کھلا ہے کسی ذات شریف نے کرورون روپیہ کے جعلی اسٹامپ بنائے اور لندن تک مین جا کر کوٹے کیے۔ سنا کابل مین دو جعلیے گرفتار ہوے۔ مشکین کس لی گئین اور ریل پر بند کر کے یہان پہونچ گئے مگر میان اللہ جانتا ہے کیا جعل کیا۔ جو جو بھر بھی فرق معلوم ہو تو مونچھین منڈوا ڈالو۔ سنا کئی برس سے بیچا کیے۔ کوئی ڈیڑھ سو دو سو برس سے بیچتے تھے اور کچھ چوری چھپے نہین۔ کھلم کھلا۔ اور سنیے ایک میان حسین بخش ہین مصور اور فوٹوگراف کی تصویر کھینچتے ہین وہ بھی اس چپیٹ مین آ گئے۔ کنھیا لال نام ایک جعلیا ہے وہ بھی دھر اگیا اور اُسکے چیلے چاپڑ بھی پھنسے ہین۔

دوسرا - واہ دنیا مین بھی کیسے کیسے کائیے پڑے ہین ایسون کے تو ہاتھ کٹوا ڈالے۔

ایک - واہ وا۔ کیا قدردانی کی ہے کہنے لگے ہاتھ قلم کروا ڈالے یہ نہ کہا کہ پھانسی دیدے۔ واللہ ہے کہ اُنھون نے تو وہ کام کیا کہ ہاتھ چوم لے۔ جاگیر دیدے۔ کارے کردہ است برادر کارے کردہ است واللہ کارے کردہ ست۔ اس سوجھ بوجھ کے صدقے۔

میان آزاد کو پہلے مسافر کے مبالغہ اور تعریف پر بے اختیار ہنسی آئی اور سوچے کہ ایسے ہی ذات شریف تو بات کا بتنگڑ بناتے ہین۔ کیا خوب سے جعلیون کو کابل تک پہونچا دیا۔ اور ہندوستان کے اسٹامپ لندن مین بکوائے۔ واہ ری عقل اچھی ہی۔ انھون نے اُنسے پوچھا کہ کیون جی کیا کرورون کے اسٹامپ بیچ ہیے بھی کمال کیا ہی واللہ۔ وہ دونون سمجھے کہ یہ کوئی پولیس افسر ہین اور بھیس بدل کر سانڈنی پر سوار ہو چلے ہین ٹوہ لینے۔ ایسا نہ ہو کہین ہمکو بھی گرفتار کر لین کوئی کہ دے کہ (ایمنم بچہ اشتر ست) تو پھر بیڈھب ہی ٹھہرے اور صاف نکر جاؤ۔ انگریزی ہے دل لگی نہین ہے کہ بیچ میدان مین کھڑے ہو کر سرکار دربار کی باتین کرنے لگے۔ اس سے بالکل انکار ہی کرنا اچھا۔

آزاد - کیون صاحب کتنے کے جعلی اسٹامپ بیچے۔

مسافر - جی!۔

آزاد - آپ ابھی کہتے نہ تھے کہ جعلی اسٹامپ بیچنے والے دھرے گئے ہین۔

مسافر - کون؟ ہم نہین تو۔

آزاد - اجی آپ باتین نہین کر رہے تھے کہ اسٹامپ کسنے بنائے اور ڈیڑھ سو دو سو برس سے بیچتے چلے آئے مگر اب پکڑے گئے کیری پتون کی آڑ مین کب تک چھپے گی۔

مسافر - (کانپتے ہوے) حضور ہم کو تو کچھ معلوم نہین۔

آزاد - (ڈانٹ کر) ابھی بتاؤ سعو نہین ہم تم کو بڑا گھر دکھائے گا اور بیڑی پہنائے گا۔ تم بدمعاش۔ ابھی بتا۔

میان آزاد تو انکے چتونون سے تاڑ گئے کہ دونون کے دونون چونگا ہین۔ مارے ڈر کے اسٹامپ کا لفظ زبان پر نہین لاتے

آؤ انکو ذرا دق کرین - جیسے ہی اُنھون نے ایک ڈانٹ بتائی اور اُنکے اوسان خطا ہوئے - ایک تو بگٹٹ پچھم کی طرف بھاگا دوسرا اکھر بڑ کرتا ہوا پورب کے رُخ - اُنھون نے سانڈنی کو ذرا تیز کیا تو وہ بھی دوڑنے لگے - اس وحشت کے قربان -

میان آزاد چلے جاتے تھے تو راہ مین دو چار مسافر ایک پیڑ کے سایہ مین بیٹھے حقہ پی رہے تھے یون گفتگو کرنے لگے -

جوان - کوئی تدبیر ایسی بتائیے کہ لُو نہ لگے - آج کل کے دن بڑے ہی بُرے ہین - اب دوپہر یا کسی باغ مین منائیے چلکر -

پیرمرد - لُو نہ لگنے کی سہل ترکیب یہ ہے کہ پیاز کی گٹھی پاس رکھے جتنی لُو چلے گی وہ سب اُس گٹھی مین جذب ہوتی چلی جائے گی - یا دو چار کچے آم توڑ لو اور ایک کنکری نمک کی یا ذرا سی شکر ڈالکر اور ایک آبخورہ پانی ملا کر پی جاؤ - گر آمون کو پہلے بھون لینا جب خوب پلپلے ہون تو گودا نکالکر چھلکا پھینکدو اس سے سہل نسخا ہی نہین -

جوان - اور جو کہین اسوقت برف ملجائے تو پانی مین ڈال کر غٹ غٹ پی جاؤن - کلیجہ تک ٹھنڈا ہو جائے -

پیرمرد - کہین ایسا غضب بھی نہ کرنا - تمنے صاجزادے ہی رہے پانی مین تو برف ڈالنی ہی نہ چاہیئے - برف کے پانی مین آبخورہ رکھد یا جب خوب ٹھنڈا ہو جائے تو آبخورے کا پانی پیے ورنہ مضر ہے

جوان - واہ لاکھون آدمی پیتے ہین -

پیرمرد - اجی لاکھون آدمی جھک مارتے ہین - لاکھون چوریان بھی تو کرتے ہین بس دیکھ لیا کہ لاکھون آدمی ایسا کرتے ہین - پھر اس سے مطلب - صدہا آدمیون کو ہم نے دیکھا ہے کہ گڑھیاؤن اور تالابون کا پانی سفر مین پیتے ہین آپ پیجیئے گا - ہزارون آدمی دھوپ مین کوسون چلکر کھڑے کھڑے تین چار لوٹے پانی کے پی جاتے ہین مگر یہ کچھ اچھی بات تھوڑا ہی ہے -

میان آزاد کا ایک دلکش باغ کی روح افزا بہار دیکھ کر جی للچایا کہ ذرا اٹک جائین - سانڈنی پر سے دھم سے کود ے ایک درخت کے قریب اُسکو باندھا اور زین پوش اُتار کر ایک صاف ستھرے مقام پر پیڑ کے سایہ مین بچھا کر لڑھک رہے تو کیا سُنتے ہین کہ ایک گانون مین دو آدمی بیٹھے ہوئے باہم مزے مزے سے یون گفتگو کر رہے ہین -

ہندو - ارے میان کچھ اور بھی سُنا -

مسلمان - اب سونے دو بھئی - آخر منزل طے کرنی کچھ دل لگی ہے - بک بک بک لگائی ہے یہ سنو وہ سنو - یہان آج مارے گرمی کے پُتّھر بگڑے ہوئے ہین -

ہندو - اجی وہ بات سناؤن کہ نیند خواب مین بھی نظر نہ آئے یاد ہوگا کہ اُس بوڑھے کھوسٹ نے ایک جوان طنّاز شوخ سراپا ناز کو بیاہا تھا نہ اور خود جا کر دوسرے شہر مین بسے تھے وہ انتقال فرما گئے ہوئے اور اُنکی بیوی نے سرا مین کچھ دُکانین سی بنوا کر رہنا اور مسافرون کو بسانا شروع کیا - میان آزاد نامے ایک بھلے مانس اُسپر ایسے لٹو ہوئے کہ روز اپنے ساتھ سانڈنی پر بٹھا کر تماشہ دکھانے لے جاتے تھے - ایک دن ایسے ریجھے کہ اُسکے ساتھ بیاہ کرنیکا اقرار کر لیا - اور پھر مُکر گئے اب اُسنے نالش جڑ دی تو وہان سے بھاگ کھڑے ہوئے یہ دیکھیے یہ لیٹے ہوئے ہین -

مسلمان - ہونھ کہنے لگے بھلے مانس بھلے مانس ہوتے تو چھوڑ بھی دیتے - اجی مزے سے نکاح پڑھواتے - اور اُسکی جمع جتھا لیکر دھتا بول دیتے -

میان آزاد کے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو گئے کہ یہان بھی ہمارے پہچاننے والے موجود ہین - جب ٹھنڈا وقت ہوا تو میان

آزاد پھر چلے مگر افسردہ اور پژمردہ چلتے چلتے خدا خدا کرکے نواب کے شہر کے قریب پہونچے۔ جب کوئی دو ڈھائی کوس شہر رہگیا تو ایک کنوئیں پر پانی پیا کہ اتنے مین ایک بھڈری آنکلا۔ ساعت بچارین ساعت۔ سگن بچارین۔

بھڈری۔ (پوتھی سنبھال کر) تمھاری نواب صاحب کے یہان بڑی تلاش بھی جی۔ تم گائب کہان ہوگئے تھے اونٹ لے کے اب مین جاکے کہونگا کہ مین نے پرشن دیکھا تو نکلا کہ آجاد (آزاد) پانچ کوس کے اندر ہی اندر ہین جب تم ٹپ دینی پہونچ جاؤ گے تو پھر ہماری چڑھتی کلان ہوگی۔ تم کو بھی آدھون آدھ بٹا دین گے مگر بھانڈا نہ پھوڑنا جڑھ باجی ہے۔ جو تم راضی ہو جاؤ تو چاندی ہی

آزاد۔ واللہ کیا سوجھی ہی۔ منظور ہے بس اب تم جاؤ۔ ہم بھی تم کے دم مین پہونچتے ہین۔

بھڈری نے پشتاک بغل مین داب کر راہ لی اور نواب کے یہان دھر دھمکے۔

خوجی۔ اجی جاؤ بھی تمھاری ایک بات بھی ٹھیک نہ نکلی اب کہو کچھ حکم لگاتے ہو۔

نواب۔ برسون ہمارا نمک تم نے کھایا ہی برسون۔ ایک دو دن نہین برسون برسون۔ اب اسوقت کچھ پرشن ورشن بھی دیکھو گے یا باتین ہی بناؤ گے چکنی چپڑی۔ ہم کو تو مسلمان بھائی تمھاری وجہ سے کافر کہنے لگے اور تم ذرا محنت کرکے کوئی اچھا سا حکم نہین لگاتے۔

بھڈری۔ وہ حکم لگاؤن کہ بٹ ہی نہ پڑے۔

خوجی۔ اجی جاؤ بھی دیکھ لیا۔ بس زبانی داخلہ۔ ڈینگیے ہو خاصے کہین کسی روز مین قرولی نہ بھونک دون۔ سوا بے پر کی اڑانے کے بات سیکھی ہی نہین۔ مرد آدمی سال بھر مین ایکدفعہ تو سچ بولا کرو۔

مصاحب۔ واہ سچ بولتے تو قصائی کے کتے کی طرح پھول نہ جاتے۔

نواب۔ یہ کیا واہیات گفتگو ہے۔

بھڈری۔ ناہین ہم سے انسے ہنسی ہوتی ہے۔ یہ ہمین کہتے ہین ہم انھین۔ اب آپ کوئی پھول من مین لین۔

نواب۔ یہ ڈھکوسلے ہمین اچھے نہین معلوم ہوتے۔ ہمین صاف صاف بتا دو کہ میان آزاد کب تک آوین گے۔

بھڈری۔ (کچھ بڑبڑا کر) پانی کے پاس ہین۔

مصاحب۔ واہ آسون برکھا گھم گھم برسے۔ واہ استاد پانی کے پاس ایک ہی کہی۔ لڑکی نہ لڑکا۔ دونون طرح اپنی ہی جیت۔

بھڈری۔ یہان سے کوئی تین کوس کے اندر ہی اندر ہین جو نہون تو ناک کٹا ڈالون۔

خوجی۔ آؤ آؤ ناک ناک بدتے ہین وہ منزلون کی راہ ہین سانڈنی کے گوڑے کیے ہونگے۔ گلچھرے اڑا رہے ہونگے آپ تین کوس لیے پھرتے ہین۔

رفقا۔ حضور یہ بھڈری بڑا فیلیا ہی۔ آپ تو پوچھتے ہین کہ میان آزاد کب آئین گے وہ کہتا ہی کہ تین کوس کے اندر ہی اندر ہین۔ ہ اوسے جھپ جھپا ہے۔ سوائے جھوٹ۔ سوائے جھوٹ۔

بھڈری۔ تو بتاتے بتاتے بتائین گے۔ یا ایکدم سے بتا دین سب پشت بچارین بھی تو۔ بے ناک ناک کون بدتا ہے۔ کاٹ ہی لونگا۔ نا کے کے پاس گوندنی والی بغیہ مین میان آجاد بیٹھے ہونگے جاؤ دیکھ لو پوتھی جلا دون ناک کٹا ڈالون جو جھوٹ نکلے۔

نواب۔ جا ایک سوار کو بلواؤ اور حکم دو کہ ابھی سرنگ گھوڑی پہ سرپٹ جائے اور دیکھے میان آزاد ہین یا نہین۔ ہون تو اس بھڈری کا آج گھر بھر دون۔ بس آج سے اسکا معتقد ہی ہو جاؤن۔

چابک سوار نے بانکا منڈاسا باندھا اور سرنگ گھوڑے پر کاٹھی کس یہ جا وہ جا پچاس ہی قدم گئے ہونگے کہ گھوڑی بھڑکی اور عین تیزی مین دوسرے ناکے کی راہ لی۔ چابک سوار بہت اکڑے بیٹھے تھے مگر روک نہ سکے۔ دھم سے منھ کے بھل سڑک پر گھوڑی چمپت۔

خوجی۔ حضور گھوڑی نے نادر علی خان کو دے ٹپکا اور کیا جانے کس طرف نکل گئی۔

نواب۔ چلو خیر سمجھا جائیگا۔ تم شرغہ مانگن کسواؤ اور دوڑ جاؤ۔

خوجی۔ پیرو مرشد مین تو بوڑھا ہو گیا اور رہی سہی سکت افیم نے لے لی۔ ٹانگن ہے بلا کا شریر کہین پھینک پھانک دے ہاتھ پاؤن ٹوٹے تو دین و دنیا دونون سے جاؤن۔ آزاد خود بھی گئے اور ہم سب کو بھی بلا مین مبتلا کر گئے حضور مجھے معاف کیجیے شرغہ ٹرا ہوتا ہے اور یہ ٹانگن برسون سے بندھا ہے اور کاٹ کھاتا ہے شپنک اچھالتا ہے دولتیان جھاڑتا ہے۔ خدائی بھر کے عیب تو انمین کوٹ کوٹ کر بھرے مین میرا تو بھر کس ہی نکل جائے گا۔

میان آزاد ذرا ادھر ادھر ٹہلنے لگے تو کیا دیکھتے ہین کہ سامنے تھوڑی دور پر ایک پختہ مکان بنا ہے مختصر و موزون۔ خوشنما اور دلکشا۔ ارد گرد گلبن بھی ہین۔ دوب بھی چوطرفہ جمی ہوئی ہے۔ سڑک پر سرخی بھی کٹی ہے شوق چرایا کہ دیکھین تو یہ کیا ہے جب ہم تھے تب تو یہان اسکا نام و نشان بھی نہ تھا حال ہین بنا ہے خرامان خرامان ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کھاتے لکڑی ہلاتے پہونچے تو دیکھا کہ کسی کا مقبرہ سا ہے اخاہ یہ کسی بڑے شخص کا مقبرہ ہے کتبہ پڑھا تو یہ لکھا تھا ؎

شوے شدہ از خواب عدم چشم کشودیم
دیدیم کہ باقی ست شب فتنہ غنودیم

مزار پرانوار مقبول بارگاہ لم یزلی ولی حق آگاہ عارف باللہ حضرت صف شکن علی شاہ برد اللہ مضجعہ و انار اللہ برہانہ ؎

پختہ مکان کسطرح سے ہو فکر گور بھی
انسان جان دیتا ہے آرام کے لیے

رہتا ہے آدمی کا نشان اس جہان مین
بنتی ہے قبر بعد فنا نام کے لیے

ای خاک تیرہ خاطر مہمان نگاہ دار
کین نور چشم ماست کہ در بر گرفتہ

حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا

میان آزاد نے جو یہ پڑھا کھلکھلا کر ہنس پڑے۔ یہ کیسے پاپیہ لوگون نے قبر بھی بنوادی۔ واللہ کیا کیا فقرے باز ہین۔

ادھر چابک سوار نے شبدیز آہو شکار سے ٹھنی کھائی ادھر ایک لونڈے نے تالی بجائی۔ مگر واہ رے شہسوار کچھ فر نکل گیا لیکن وہی چم دم گرد جھاڑ جھاڑی پہلے نواب کے اصطبل مین گئے اور ایک خوش خرام و تیز گام کمیت پر کاٹھی کس سوار ہوتے ہی کڑکڑا دیا ہوا سے باتین کرتے جاتے ہین۔ چلتے چلتے گومتی والی بغیا مین دھم سے جا کودے دیکھا تو سانڈنی پر کانکر یزی جھول جھلک رہی ہے اور اونٹنی گردن جھکائے چوطرفہ تک رہی ہے پکارا میان آزاد۔ میان آزاد ہوت۔ اخاہ۔ آپ ہین۔ آئیے ذرا بغلگیر تو ہو جیے مصافحہ معانقہ دونون مین سے ایک تو ہو بسم اللہ کیسے مزاج معلی اجی ہمارے مزاج کی نہ پوچھو۔ گھڑی مین ماشہ گھڑی مین تولہ۔ ابھی شیطان انگلی دکھائے تو دلی ہو رہین وہان وحشت ٹٹوائے تو دھاکے سے جبل پور پہونچین۔ آپ کہئے نواب کے یہان تو خیریت ہے جی ہان خیر صلاح کے ڈھیر ہین۔ مگر آپ کی راہ دیکھتے دیکھتے آنکھین پتھرا گیئن اے میان کچھ اور بھی سنا آپ کی قبر بنائی گئی ہے۔ سمجھے صاحب یہ سامنے وہی تو ہے واللہ لانا تو ہاتھ۔ یار تمھاری ہی کسرتھی کہو ہمنے سنا خوب گلچھرے اڑائے چلو پھر اب نواب نے یاد کیا ہے۔ اپنا انھین ہمارے آنے کی کہان سے خبر ہو گئی بھئی۔ اجی اب یہ ساری داستان راہ مین سنادینگے۔ اچھا تو پہلے آپ ہمارا خط نواب کے پاس لیجائین۔ لائیے ایک نہین دس۔

میان آزاد نے ترٹ سے خط کھینچ ڈالا۔

آج قلم کی باچھین کھلی جاتی ہین۔ دماغ فلک الافلاک پہ ہے سینہ تختۂ گل بن گیا۔ اور کیون نہو۔ میان صف شکن علی شاہ [illegible] قدس سرہ الشریف کی سواری آتی ہے۔

ساقی بنور بادہ برافروز جام ما ۔ مطرب بگو کہ کار جہان شد بکام ما
چندان بود کرشمہ و ناز سہی قدان ۔ کاید بجلوہ سرو صنوبر خرام ما
ای باد اگر بگلشن احباب بگذری ۔ زنہار عرضہ دہ بر جانان پیام ما

حضور کے نمک کی قسم ادھر تحت الثری ادھر کرسی آسمان تک ہو آیا تب کہین جاکے کھوج پایا۔ شاہ جی صاحب ہر روز ڈاڑھین مار مار کر روتے ہین اور الحق مر الحق مر الحق مر کیا کرتے ہین کل مینے عند التذکرہ آپکا ذکر خیر حضور بہ سلک بیان پرو دیے تو آہ سرد کھینچکر فرمایا کہ بہ خداوندے شخصے کہ رحیم ست و کریم ست و علیم ست و حلیم ست و حکیم ست و عظیم ست و سلیم ست و قدیم ست و شریف ست و لطیف است و خبیر ست و بصیر ست و کبیر ست و رؤف ست و غفور ست و شکور ست و ودود ست و مرا خلق نمود ست و بود خالق آفاق قسم خوریم اکنون مرا ہیچ از ہجو تو سر و کار نبود ست دلی از خرقت گشت شروع این ہمہ اقوال فرخرف مشغولے مردک نادان اندر دہنت آب زفرم و مسبد هم یاد اللہ کی دم بدم۔ خم اور چم۔ چچم اور خم امبو ہٹی امبوہ

ہو عطر سہاگ کا لگا کر مسرور ۔ آرام محل رکھو اسم دل کا اور حور
وہ طور دکھاؤ کہ کل ہو معلوم ۔ ہوئے کہ کا عالم اور وہ لمعۂ طور

سنیے حضور پر نور۔ بندۂ جان نثار نے وہ کام کیا ہے کہ خلعت دیجیے انعام و اکرام دیجیے۔ زر و جواہر دیجیے۔ یاقوت اور جواہرات میرے اوپر سے صدقے دیجیے۔ اللہ اللہ یہ کار نمایان کیا کہ صف شکن علی شاہ غازی کو سمجھا بجھا منو کر لے آیا۔ بڑی بڑی دلیلین چھانٹتے تھے پہلے فرمایا کہ ع۔ درین بزم رہ نیست بیگانہ را ۔ مین نے چھوٹتے ہی جواب دیا کہ شاہ جی ع۔ کہ پروانگی داد پروانہ را ۔ کھلکھلا کر ہنس پڑے اور اشارے سے بلا لیا۔ روبرو گیا تو خدمتگار سے کہا ع۔ رمضانی گمان می آیند ۔ مین نے بڑھکر عرض کیا کہ پیر و مرشد ع۔ ناکسان بیش کسان می آیند ۔ پیٹھ ٹھونکی اور فرمایا کہ شاباش برخوردار نواب صاحب کی صحبت مین آپ بہت برق ہو گئے ہین۔ الغرض کامل دو گھنٹے تک مجھ سے رد و بحث رہی۔ آخرکار فرمایا کہ تمھاری سر مغزن سے یاد آلہی مین فتور پڑتا ہے۔ مین نے قدم لیے اور دست بستہ عرض کیا کہ آپ چلیے ورنہ مین زہر کھا کر مر جاؤنگا مجھے سمجھایا اور کہا دیکھو یہ زندگی بہین عطیہ یزدان ہے اسکو مفت مین رائگان کرنا خلاف عقل و سعادت ہے۔ مگر خیر تمھاری خاطر سے چلتا ہون لیکن وہ خوجی جو نواب صاحب کے مزاج مین دخیل ہین اُنسے میری طبیعت نفور ہے۔ مین ایک شرط سے چلتا ہون کہ جسوقت مین وہان ہوجون تو نواب صاحب کے سامنے خوجی بیٹھنے نہ پائین۔ مین نے عرض کیا بہت بہتر بہت بہتر فرمایا کہ قول دو۔ عرض کیا کہ قول جان کے ساتھ ہے۔ تب کہین آئے۔ اب آپ لوگون کو ٹھاٹھ سے بھیجیے تو دھوم دھام سے میان آزاد کو ساتھ لائین اور اہل شہر انکی زیارت سے استفادہ اٹھائین۔ مین بالکل حقیر ہو گیا ہون لیکن حضور کا سایۂ دامن مجھے کافی ہے۔ سے اب جلوس جلد بھیجیے تو شاہ جی صاحب تشریف لائین۔

یہ خط لیکر چابک سوار روانہ ہوا۔

نواب کا کامل فن شہسوار شبدیز باد رفتار کو ران کے تلے دبائے باگ اٹھائے آسن جمائے مہمیز کا اشارہ کرتا بڑھتا چلا جا رہا تھا اور پھٹا چپت کوڑے جما رہا تھا۔ چھیل گھوڑا۔ اور سر کوڑا تاب کہان ہوا کی طرح جھپٹا بگولا بن گیا۔ یہی معلوم ہوتا تھا کہ دریا لہرین مارتا ہے۔ ہوا بھی مقابلہ کو آئے تو پچھاڑین کھا کے اسکی گرد تک نہ پائے کیون نہین۔ نواب کے اصطبل کے گھوڑے خاصے کے گھوڑے پر زاد

گھوڑے دیونژاد گھوڑے ہین کہ باتین -

الغرض میان آزاد کا خط لے کر چابک سوار نواب کی خدمت مین حاضر ہوا -

چابک سوار - مجرا عرض ہے -

نواب - سلام - کہو بیٹا کہ مٹی - جلدی سے بولو یہان پیٹ مین چوہے چھوٹے ہوے ہین -

چابک سوار - حضور غلام نے راہ مین دم لیا ہو تو حرام یا نہ دون بس گھوڑے کی پیٹھ پر آیا اور گرد کرڑا آیا -

خوجی - کتنے بے تکے ہو میان - سوال دیگر جواب دیگر کہین کھیت کی سُنین کھلیان کی - بھلا اپنی کارگذاری جتانے کا یہ کون موقع ہے جی آزاد کا پتہ بتاؤ ہائے مشیخت کے دُبلے ہی ہوے جاتے ہین -

چابک سوار - حضور گوندنی والی بنیا کے پاس زین پوش بچھائے بیٹھے ہین اور حضور کو یہ عرضی دی ہے -

نواب - لاؤ لاؤ لاؤ لاؤ جبھی لاؤ کہین لاؤ تو - کوئی ہے - منشی صاحب کو آواز دینا -

منشی - تسلیمات عرض کرتا ہون پیر و مرشد -

منشی صاحب نے خط پڑھنا شروع کیا تو حاضرین جلسہ کا رنگ فق ہو گیا - ع - کاٹو تو لہو نہین بدن مین -

خیز دلا صبح سعادت دمید
فصل گل و باد بہاری وزید

از مدد شیر خدائے ودود
ذہن وذکا رقص چو طاؤس کرد
طائر اقبال بہ نشو و نما

صورت عنقائے طرب بر کشود
مست شدہ آہو صحرا نورد
سایہ فگن گشت بسان ہما

بوقت صبح ہو یون نشۂ شراب طلوع
کہ جیسے شرق سے کرتا ہے آفتاب طلوع

یکا یک ابر سے شیشے کے ہو گیا تی
و نور نور سے خورشید جام تاب طلوع

خوجی - خداوند جان بخشی ہو تو غلام کچھ عرض کرے -

نواب - جان بخشی کیسی - آج تو وہ خوشی ہے کہ بادشاہ قیدیون کو چھوڑ دیتے ہین اور یہان تو اسوقت شادی مرگ کی نوبت ہو گئی ہے قدسیون نے لاہوت پردہ نہ دیکھا ہوگا جو ہمنے ان آنکھون سے اس دار الغرور مین دیکھ ڈالا - ایسی خوشی کے وقت جان بخشی بھی کیسی بے تکی بات ہے - کہو نا -

خوجی - پیر و مرشد - اور تو میان آزاد نے جو کچھ لکھا ہمین رتی بھر فرق نہین مگر غلام کا جو حال لکھا ہے وہ سب ڈھکوسلا ہے جو ذری بھی اصلیت ہو تو ہاتھ کٹا ڈالون -

بھڈری - بس بیٹھے رہیئے - تم پہلے بھی تو ناک کٹاتے تھے - اب کاٹ لون جڑ سے ناک - ہجو رغلام کا پرشن کیسا ٹھیک نکلا جو ہے سو مانو نشانے پر تیر - کھٹ دینی بیٹھ گیا -

نواب - ہاتھی گھوڑا جاگیر انعام اکرام خلعت جو کہو دینگے مگر ذرا میان آزاد کو آنے تو دو اور کیون بھئی رمّال نے تو بیان کیا تھا کہ صف شکن علی شاہ کے دشمن خدانخواستہ خدانخواستہ داخل خلد ہوے یہ میان آزاد کو کہان سے ملگئے حیرت ہے - کیون میر صاحب واللہ اعلم یہ کیا اسرار ہے -

میر صاحب - خداوند نعمت اُسکی کُنہ حقیقت تک پہونچنا امر محال ہے - جناب باری کے قصر رموز کا کنگرہ رفیع اسدرجہ بلند ہے کہ اسکے لب بام تک کمند اوہام کا پہونچنا دشوار ہے - از بس دشوار ہے ماعرفناک حق معرفتک - ماعبدناک حق عبادتک - ؎

ہے تجھکو جنون کی قسم اے جذب محبت
اُس نور تجلی کی جھلک مجھکو دکھا دے

رفیق - قربان جاؤن حضور ہمین تو کچھ دال مین کالا کالا معلوم

ہوتا ہی شق القمر تک تو جناب رسالتمآب نے کر دکھایا اور استدراج براعتبار ہو تو سمندر پھاند پھاند گئے ہین لیکن یہ ہمارے فرشتون نے بھی نہین سنا کہ مُردہ بٹیر از سر نو زندہ ہو جائے گیا لوٹ لوٹ گے پر پُرزے جھاڑ کر اُٹھ بیٹھے ہین توبہ کیجیے جو سچ ہو تو ڈاڑھی منڈوا ڈالون -

اتنے مین اندر چھوٹی بیگم کو خبر ہوئی - مبارک قدم نے کچا چٹھا کہہ سنایا -

بیگم - ہمارے میان کا ایسا سُست اعتقاد کوئی خدائی بھر مین تو ہووے گا نہین - لو پدے کے برابر تو موا بٹیر اور خوشامد خورون نے اُبھار اُبھار کر مقبرہ بنوا دیا - میری باتین تو اُنھین بُری لگتی ہین مین خواہی نخواہی روز روز کہا تک بکون مجھے تو ڈر ہی کہ کوئی مجھ پہ کچھ طوفان نہ باندھ دے - اسی سے مین چھیڑ خانی نہین کرتی انکے پاس جو آتا ہی چھوٹون کا سردار -

مبارک قدم - بیوی بُرا مانو یا بھلا - انھین وہ راہین ہی نہین معلوم کہ میان قابو مین آجائین - ہم نے تو نک قدم کے آبا کو شیشے مین اُتار لیا تھا رہا انھین تو بھونی مونگ سمجھتے ہین جھوٹے خوشامدیون کی دھاڑ کی دھاڑ جمع رہتی ہی - نوج ایسے کسی کے میان ہون آپ تو جان بوجھ کے انجان بنی جاتی ہین -

بیگم - تم نے تو مبارک قدم دھوپ مین یہ جونڈا سفید کیا ہی - میری جوتی کی نوک کو کیا غرض پڑی ہوئی ہے - جب تو مین ان دہاڑون کو ہو چکی ہو کلہ درازی کرتی تو جانے کیا ہوتا - ایکدن ذری منہ پُھلا کر بیٹھی تھی تو جڑاؤ کیل اگلے نے نہ بنوا دی نہ بنوا دی - تم اچھی پٹی پڑھاتی ہو -

ادھر تو بیوی اور لونڈی مین یہ پیچ چل رہی تھی اُدھر سنیے کہ نواب قمر رکاب نے کُل رفقا اور مصاحبین اور حوالی موالی کو بُلا کر حکم دیا کہ اصطبل کے سب ترکی عربی تازی گھوڑے اور فیل خانے کے دیو نژاد مستیون کی دہشت ہاتھی اور نشان اور بگھیان اور خاص بردار اور جھنڈی بردار سپاہی جتنے ہماری سرکار مین ہین سب سے کہو لیس ہو رہین اور شہر بھر کے امیرون اور رئیسون سے جلوس طلب کر لو اور سجا کر جاؤ صف شکن علی شاہ کو ساتھ ہی لے آؤ مگر انتظام ایسا ہو کہ لوگ دور دور تک تعریف کرین سب چیزین اپنے اپنے قرینے سے - انگریزی باجا ضرور ہو

خوجی - اجی پیر و مرشد انگریزی باجا تو آج کل دھوبیون بھنگیون تک کی برات کے ساتھ ہوتا ہی اسمین کیا شان ہی - رہا جو دھوم دھام چاہتے ہون حضور تو غلام کو افسر مقرر کیجیے اور میر صاحب کو میری نیابت مین دیجئے - پھر مزہ دیکھیے انتظام کا -

میر صاحب - جی بجا ہی - یہان بادشاہون کی مصاحبتین کیا کیے ہین اور آپ کے نائب ہون -

نواب - اچھا تم دونون مل جلکر انتظام کر لو -

پھر کیا تھا - اتنا اشارہ پانا تھا کہ لگے ہاتھون سب بند و بست ہو گیا کیل کانٹے سے دُرست - چھوٹی بیگم کوٹھے پر کھڑے کھڑے جلوس دیکھ رہی ہین اور دل ہی دل مین ہنس رہی ہین کہ نواب کے دماغ پر گرمی چڑھ گئی ہی - اُسوقت کوئی خوجی کو دیکھتا - دماغ ہی نہین ملتے تھے اسکو ڈانٹ اُسکو ڈپٹ کسی پر دھول جمائی کسی کو چانٹا رسید کیا - اسکو پکڑ لاؤ - اُسکو گرفتار کرو - کبھی مشعلچی کو گالیان دین کبھی بیشاخے والے کو بے نقط سنائین -

الغرض جد و جہد اور اہتمام بلیغ کے بعد جلوس اس ترتیب سے چلا سب کے آگے نشان کا ہاتھی - ہری ہری جھول پڑی ہوئی مستک پر سیندور سے گل بوٹے بنے ہوئے ایک ذرا سا مکنا ہاتھی جھوم جھام کر جا رہا ہی - اسکے بعد ہندوستانی باجا - گھڑ جھنجھڑ - تڑ تڑ تڑ تڑ دھم دھم دھم دھم - اسکے بعد آرائش - پھولون کے تخت جھلجلی

کھلا ہی جاہتی ہے۔ کلیان چٹکنے کو ہی ہین کیتکی اب مہکی اور اب
مہکی۔ جوہی پر نیا عالم ہے۔ موگرا انکا تختہ جوبن پر ہے۔ گل لالہ کھلا ہوا ہی
رہین منڈل وہ بنایا کہ جسنے دیکھا جی خوش ہوگیا۔ چانڈو بازون
کے تخت مین قلم توڑ دیے (ماشاء اللہ کیا تعریف کی ہی) دو چار تو
پینک مین غین ہین۔ دنیا کی خبر ہی نہین دس پانچ اوندھے
پڑے ہوے منھ سے دھوئین کے بھپکے اڑا رہے ہین۔ کوئی بھبی
کا لونڈا لیے ہوے چانڈو بازانہ ادا سے جھیل رہا ہی ایک گنڈیری
چوس رہا ہی۔ گرمٹ تھک۔ افیم بنگالی تیل کی کپی۔ سب ہی
کچھ ہے شکار کا وہ سمان باندھا کہ واہ جی واہ۔ ایک شکاری بندوق
چھپائے گھٹنا ٹیکے آنکھ دبائے نشانہ لگا رہا ہی۔ وائین کی آواز
بس آیا ہی جاہتی ہی۔ ہرن وہ چوکڑیان بھرتے جاتے ہین خرگوش
وہ کان دبائے لپکے آتے ہین۔ اس کے بعد انگریزی باجا
تال سم و سُر سے درست اسکے بعد گھوڑے۔ کمیت کاٹھیاوار
کچھ سبزہ رنگ۔ کرنگ۔ نقرہ خنگ۔ کمیت سبزہ۔ دیلا۔ چھم چھم
کرتے ہوے جا رہے ہین۔ دو دو آدمی تعینات گھوڑے
دلھن بنے ہوے مہندی کا رنگ رچاے سجے جاتے۔ کمر نازک
ذرا سی تھوتھنی۔ چوڑی پیشانی۔ کنوتیان بدل رہی ہین۔ اسکے بعد پھر
ارگن باجا غول کے غول۔ اسکے بعد تامدان فنس۔ پالکی۔ نالکی۔
سکھپال اسکے بعد پھر باجا اسکے بعد پریون کے تخت۔ نازنینان عربدہ جو
اور پری پیکران عنبر مو تختون پر تھرک رہی ہین۔ صد ہا تماشائی انکے
شمع رخسار کے پروانہ ہین۔ اسکے بعد روشن چوکی والے ستم ڈھا رہے ہین

مطرب خوش نوا بگو تازہ بتازہ نو بنو
بادۂ دلکشا بجو تازہ بتازہ نو بنو
با صنمے چو لعبتے خوش بنشین بخلوتے
بوسہ ستان بکام ازو تازہ بتازہ نو بنو

اسکے بعد ہاتھیون کی قطار۔ جھلو متے جھامتے سونڈ سے کھیلتے
جاتے ہین۔ روشنی کا انتظام بھی چوکس تھا۔ پنشاخے اور لالٹینین
جھک جھک کر رہی تھین۔ سوئی گرے تو اٹھا لیجیے۔ رائی کا دانہ
صاف نظر آئے۔ اس ٹھسّے سے برات چلی۔ ارے توبہ۔ برات
کیسی جلوس چلا کہ میان صف شکن علی شاہ کو لائین جلوس کا جانا
جگر کھاتے شہر بھر کو دکھاتے ہے

آہستہ خرام بلکہ مخرام | زیر قدمت ہزار جان ست

شہنائی مین گانے بغیر بے تکی اڑاتے۔ اڑھائی چاول
گلاتے چلے گوندنی والی بغیا۔ راہ مین جو دیکھتا ہی جگر مین اتنا ہی کہ
واہ اچھی برات ہی۔ دولھا کا پتا ہی نہین۔ برات کیا گورکھ دھندا
ہو ٹھیم ٹھام دھوم دھام سب کچھ۔ مگر نوشہ ندارد۔ دولھا غائب
تمام شہر اور شہر کے گلی کوچین۔ اور گلی کوچون کے مکانون اور مکانون
کے در و دیوار کے صدقے ہوتے جلوس علین گوندنی والی بغیا پہونچا
اب سنیے کہ میان آزاد اپنی سانڈنی پر سوار صف شکن علی شاہ کو
کابک مین چھپائے سڑک پر ڈٹے ہوے تھے۔ ایین! صف شکن علی شاہ
کہان سے آگئے۔ اجی کسی ایٹر بٹیر کو ادھر ادھر سے خرید لیا ہوگا۔
نا صاحب وہی صف شکن۔ ناظرین کو یاد ہوگا کہ میان آزاد نے اور سب
بٹیرون کو تو اڑا دیا تھا مگر صف شکن علی شاہ کو چھپا رکھا تھا اب
موقع پر انکو نکالا۔ خیر خوجی آتے ہی انسے بغلگیر ہوے اور میر صاحب
گلے ملے اور غفور خدمتگار نے سلام کیا اور رفقا و مصاحبین سے مصافحہ ہوا
خوجی۔ مثل مشہور ہی کہ سو برس بعد گھورے کے بھی دن پھرتے ہین
سو ہمارے تو آج دن پھرے کہ آپ آئے اور شاہ جی کو لائے
غریب خانے کے بیان سناٹا پڑا ہوا تھا۔ وہ چہل پہل ہی نہین وہ دل لگی ہی
نہین۔ صف شکن کے سوگ مین سب پر مردنی چھائی تھی۔ نواب
چونک چونک پڑتے تھے۔ کھٹ ہوا اور پوچھا آزاد آئے۔ وہم ہوا

اور کمناے مگر آپ نہ آئے نہ آئے - حاسدون نے تو جڑ دی تھی کہ حضور وہ سانڈنی دانڈنی ے کر لمبے ہوئے کیسے آزاد اور کہان کے صف شکن وہ پہونچے یہان سے سَو منزل پر - مگر یار ہم تمھارا جذبہ کرتے تھے -

میر صاحب - جی ہان اور ہم بھی آپ ہی کی طرف سے لڑتے تھے - ہم اور خواجہ صاحب دونون -

آزاد - بھائی کچھ پوچھو نہین - واللہ آسمان مین تھگلی لگائی تب کہین انکی زیارت نصیب ہوئی خدا جانے کن کن جنگلون مین جانے کا اتفاق ہوا اور وہان کیا کیا اُفتادین پڑین -

خوجی - جی اسمین کیا شک ہی حضرت - یہان لوگون نے وہ گپین اُڑائی تھین کہ توبہ ہی بھلی - کسی نے کہا بھانڈون کے یہان نوکری کرلی - کوئی طوفان باندھتا تھا کہ کسی بھٹیاری کے گھر پڑ گئے مگر سب بہتان - لوگ تہمتین تراشتے تھے - لیکن اب سب نے منھ کی کھائی ہات تیرے گیدی کی -

خلاصہ یہ کہ خوجی اور میر صاحب اور رفقا اور مصاحبین سب کے سب ملکر میان آزاد کو چیتے یار بناتے تھے مگر ہمارے آزاد بھی گرگ آستاد - ان مردکون کی قرنک سے واقف تھے خوب سمجھے کہ اب نواب کے یہان جو ہمارا طوطی بولے گا اسی سے یہ سب ہمارے یار بنے ہیں - تھوڑی دیر تک خوب گھُل گھُل کر باتین ہوئین - تو میان آزاد نے کہا حضرت اب رات جاتی ہی یا آتی ہی چلیے نہین اب انتظار کسکا ہی - اچھا بسم اللہ کیجیے - نشانچے چڑھاؤ لالٹینین جلاؤ گھوڑے چلاؤ - ہاتھی کے پرے جماؤ - باجا بجاؤ - تامدان بڑھاؤ سب قرینے سے لگاؤ - جب جلوس آراستہ ہوا تو میان آزاد ایک فیل فلک شکوہ پر جا ڈٹے - اور صف شکن علی شاہ کی کابک کو آگے رکھ لیا خوجی اور میر صاحب کو حکم دیا کہ خواصی مین بیٹھین - بائین ارادہ ہم بھی کوئی چوڑے چار چکے ہین جو خواصی مین بیٹھین گے - آپ بھی خوب کہتے ہین - لوگون نے سمجھایا کہ اجی کچھ واہی سے معلوم ہوتے ہو بیٹھو نہین بیتے خواصی ہین - کیا مشیخت مین بٹا لگے گا - یا شان کرکری ہوگی - خیر تہر درویش بر جان درویش دونون کے دونون پیچھے بیٹھ لیے اور جلوس چلا - شہر مین تو پہلے ہی سے ہلڑ تھا کہ نواب والا ہٹڑ بڑے ٹھسّے سے آرہا ہی - لاکھون آدمی چوک مین تماشا دیکھنے کو ڈٹے ہوے تھے چھتین پھٹی پڑتی تھین - وہ بھیڑ بھڑکا کہ شانہ سے شانہ چھلتا تھا باجے کی آواز جو کانون مین پڑی تو تماشائی چشم براہ انتظار ہوے نشان کا ہاتھی جھنڈے کا پھریرا اُڑاتا اٹکھیلیان کرتا سامنے آیا پھولون کے تخت آگے تھے - انگریزی باجے نے کانون کو سرور نازنینان پریوش کے رخ انور نے آنکھون کو نور بخشا جیسے ہی عین چوک مین میان آزاد کا ہاتھی پہونچا ویسے ہی دیوانی کے دو مدکورون نے ڈانٹ کر کہا کہ ہاتھی روک دے - آزاد کے نام وارنٹ آیا ہی ارے! - اوسان خطا ہوگئے - فیلبان نے جو دیکھا کہ سرکاری وردی لال لال پگیا باندھے کالی کالی وردی ڈانٹے - خاکی پتلون پہنے چپراس لٹکائے وارنٹ لیے ہاتھی روکے کھڑے ہین تو اُسکے ہوش پران ہوگئے اور ہاتھی کو جدھر اُنھون نے کہا اُدھر ہی پھیر دیا - میان آزاد مع خوجی اور مع میر صاحب و مع میان صف شکن علی شاہ اور مع فیلبان اور مع ہاتھی اور مع ہاتھی کی دُم مدکورون کے ساتھ ساتھ چلے جلوس تتر بتر - کوئی تخت لیے بھاگا جاتا ہی - کوئی جھنڈے لیے دبکا پھرتا ہی گھوڑے تھان پر پہونچے - تامدان اور پالکیون کو چھوڑ چھوڑ کر کہار اڈّے پر ہو رہے - جلوس کا پتا نہین - برات وبرات سب غائب غلّہ اب نئی سڑک کا پتا پوچھتے جاتے ہین خوجی ابھی افیم کی پینک ہی مین ہین میر صاحب چانڈو کے نشے مین غین - اچھی دل لگی ہوئی آئی تھی کیسی ہوا بندھی کہ ایک ہی جھونکے مین برات کا چراغ گُل جلوس

غائب۔ میاں آزاد لدے پھندے خوجی اور میر صاحب خواصی مین بندھے میاں صف شکن علی شاہ جور و جفا سہتے ہوے اور فیلبان بری اور دھت کہتے ہوے چلے نئی سڑک کا پتہ پوچھتے پنشاخہ ہاتھ مین دو مذکوری ساتھ مین۔ اب سنیے کہ ہاتھی اک دنتا مست

گویا خرطوم اژدہا تھی	صورت دیوار قہقہہ تھی

سنسان بیابان۔ ہو کا عالم۔ پرند کہین پر نہین مارتا تھا اتنے مین ہاتھی جو گرجا تو جنگل بھر مین ہوک پڑ گئی اور خوجی اور میر صاحب ایک دفعہ ہی پینک سے چونک پڑے۔

خوجی۔ این پنشاخے چڑھاؤ۔ پنشاخے۔ ابے یہ کیا اندھیر مچا یا ہی (آنکھین ابھی نیم باز ہین) اور سنیے گا۔ ذری یون ہی آنکھ جھپک گئی تو کی کرائی محنت ساری خاک مین ملا دی۔ اب مین اتر کر کوڑے پھٹکار دنگا تب مانین گے۔ تو وجہ کیا باتون کے آدمی کہین لاتون سے مانتے ہین (کہتے کچھ ہین منہ سے نکلتا کچھ ہی)۔

میر صاحب۔ ہائین! ہائین! ہائین! او فیلبان۔ یہ کہان گلی مین آیا۔ یہ کیا آتشبازی سے بھڑکتا ہی ہاتھی۔ بڑھائے چلو۔ میل میل۔ دھت۔ دھت (آنکھین کھولکر) این! ارے میان خوجی کیسی چٹیل میدان مین آ نکلے۔ ذری خواب خرگوش سے جاگو۔ بھاگو بھاگو۔ آخر یہ ماجرا کیا ہی بھئی میان ذری دیکھو تو آئی خیر اللّٰھم احفظنا من کل البلیّات۔ یا اللہ بچا ئیو۔ ع

یا علی مشکلکشا مشکل کشائی کیجیے

خوجی۔ (چونک کر) پنشاخے چڑھاؤ پنشاخے۔ اور یہ باجے والون کو کیا سانپ سونگھ گیا ہے۔ ذرا زور زور چھیڑے جاؤ۔ ابتو بھاگ کا وقت ہی بھاگ کا۔

میر صاحب۔ آنکھین تو کھولیے روشنی کا چراغ گل ہو گیا۔ آپ کا اور میرا دونون کا قتل ہو گیا۔ باجے والون کی درگت ہو گئی۔ آپ دہی بیوقت کی شہنائی بجا رہے ہین۔ اس جنگلے مین آپکو بھاگ کی دھن سمائی ہے۔

خوجی۔ پنشاخے چڑھاؤ۔ پنشاخے یہنین مین کچا پیا تو دونگا نہین جھپ سے چڑھانا تو پنشاخے۔ شاباش ہی بیٹا۔

میر صاحب تو چلے بھُنے بیٹھے ہی تھے خوجی نے جب کئی بار یہ ہانک لگائی کہ پنشاخے چڑھاؤ تو وہ جھلا اٹھے۔ ایکدفعہ ہی آؤ دیکھا نہ تاؤ خوجی بیچارے کو دھم سے ہاتھی پر سے نیچے دھکیل ہی تو دیا اررا دھون کون گرا۔ کون گرا۔ ذری ٹوہ تو لینا کون گرا کون ای حضرت ٹوہ کیا لین آپ ہی تو لڑھکے۔ ارے! مین۔ ہائے ہائے وہ تو کہیے ہڈی پسلی بچ گئی یہنین شیطان نے تو تسمہ تک باقی نہین رکھا تھا یا رو ذری دیکھنا تو ہمارا سر بچا یا نہین۔ واہ رے میرے گرنے بس یہی معلوم ہوا کہ کوئی ڈوہ کا ڈوہ ہاتھی گرا۔ اللھم احفظنا من کل البلیات مذکوری چلو بس کل بلیا رہنے دو۔ ہونھ کا بلیا۔ وہ تو کہو تیل ہتا نا ہین کلبلیا نکل جات۔ پھر ہین ستھنا اور چلے کا بلیاے۔ ادھر آؤ اٹھاؤ اٹھاؤ۔ اپنا بوجھ ایک مذکوری نے خوجی پر لادا)۔

خوجی۔ ہائین! کیا کوئی مزدور مقرر کیا ہی۔ یا سر بوجھیا بنا یا ہے۔ شریف اور پاجی کو نہین پہچانتا ہے اب اتارتا ہی بوجھ یا مین نا ہے مین پھینکدون۔ یا باپ کا سر سمجھ کر بوجھ لاد دیا جانو ہم گدھے ہین او گیدی لا نا قرولی۔

میر صاحب۔ گدھے نہین اور ہو کون۔ تم نے بوجھ اٹھایا ہی کیون بڑا پاگل ہی۔ جب بوجھ سر پر رکھ لیا تب جھگڑتے ہین منڈا منڈا سزا یہی اور سنیے گا بوجھ سر پر رکھ لیا اور لگے گالیان دینے۔ مزدور کہین کا۔

دوسرا مذکوری۔ تین کوس ہے۔ ارے تین کوس۔ اتر ہاتھی تو اترت ہی۔ کہ ہم ہو چکے پھر۔ ہائین منہ مین نا ہین بوت ہی یہ تو اسے ہم بکت ہین اور دن بھر۔ تین اس نہ منھیے۔

میر صاحب - کہتا کس سے ہی - ارے کس سے کہتا ہی کچھ بدھا تو نہین ہی - اور سنیے گا صاحب - ارے کی یہ کیا تقریر ہی بچہ - ارے ترے کیسا - اور آنے مین کیا ہم کچھو نابر تھوڑا ہی ہین ہو آئے (دھم)

دوسرا مذکوری - اُٹھا یہ بوجھ اُٹھا - لکڑی ہے - ایک تھریا ایک لوٹیا رکھ مورڑے پر اور آگو آ -

میر صاحب نے نیچے اُتر کر دیکھا تو سرکاری پیادہ لال پگیا جمائے وردی ڈانٹے کھڑا ہے - اوسان خطا ہو گئے لگے تھر تھر کانپنے چپ چپاتے تھالی لوٹا اُٹھایا اور مچل مچلکر چلنے لگے - مذکوری دونون کے دونون خواصی مین جا بیٹھے - اب خوجی اور میر صاحب دونون مزدور بنے ہوے لدے پھندے گرتے پڑتے جانے لگے -

خوجی - واہ ری قسمت - کہان تو فیل نشین تھے کہان اب سر پر بوجھے لیے چلتے ہین - واہ کیا زمانے کا نشیب و فراز ہی - کیون جی میر صاحب ہم تو یاد الٰہی مین تھے - یہ تم کو کیا ہوا تھا تم کہان تھے -

میر صاحب - جہان حضور تھے وہین بندہ بھی تھا - آپ بھی پینک مین تھے مین بھی پینک مین تھا - دونون عین واللہ باللہ تم باللہ یہ آزاد چکما دے گیا - یہ اُسی کی ساری کارستانی ہی -

خوجی - خدا سمجھے ایسا شریر آدمی تو دیکھا ہی نہین واللہ ہے -

آزاد - ذرا چوںچ سنبھالے ہوے نہین اُترتا ہون پھر آؤن کردون مرمت -

خوجی - بھائی فیلبان ہوت - تمکو خدا کا واسطہ اتنا بتا دو ذری کہ یہ ہوا کیا - یہ برات کدھر رفو چکر ہوئی انشاخے ہنشاخے سب غائب غلہ باجا واجا سب تین تیرہ - نہ وہ روشنی نہ وہ ٹھٹھ - فقط ہم اور یار دو خرہ واللہ طلسمات کا سامان نظر آتا ہی - یہ سب جادو کی کرامات ہی -

چلتے چلتے تڑکا ہو گیا تو خوجی بولے کہ بھئی ہمارا تو بھورہی ہو گیا اب جو بوجھ اُٹھا کر لے چلے اُسکی ہفتاد پشت پر لعنت (بوجھ پھینک کر) لے جسکا جی چاہے اُٹھائے مذکوریون نے بوجھ تڑسے اُٹھا لیا - اور ان دونون کو بھی ہاتھی پر بٹھا لیا - جب ذرا دن چڑھا تو ایک مذکوری نے کہا بھئی پھیلبان سامنے ہاتھی روک لینا ہم ایک دو گوتے (غوطے) تو لگا لین جھپاک سے بے نہائے چین نہین -

فیلبان - یہ کیون - کیا کُتیا گھسیٹی ہے -

مذکوری - ہان تم کو کیا تم تو چاہے بیس بیس دن نہ نہاؤ - ہم تو جات باہر کر دیے جائین -

فیلبان - اجی تو ایسا نہانا بھی کیا - تالاب دیکھا اور کود پڑے گڑھیا ملی اور پھاند پڑے - واہ نہانا بھی کچھ قضا ہی کہ ٹلے ہی نہین اچھے رہے - تم گنوار دل ہی رہے -

مذکوری - ہان تمھرے تردن (طرح) عید بکرید نہائین تو گنگول نہ رہین -

آزاد - خوجی کہو یار جے نہاؤ گے بھئی ایک غوطہ لگاؤ ہماری خاطر سے واسطے خدا کے -

خوجی - یون ہی نہ زہر کی پڑیا دیدو - گلا گھونٹ ڈالو نہ - یہ دل لگی ہمین پسند نہین -

خیر صاحب خدا خدا کر کے کہین شہر مین داخل ہوے آزاد نے متحیر ہو کر کہا کہ این اتنا دن چڑھ گیا -

اب سنیے کہ سب سے پہلے تو میان چانڈو باز کی منحوس صورت نظر پڑی -

چانڈو باز - بڑے بھائی سلام - کہو خیر سلا چنگی ہو ٹھیک ٹھیک سب اچھے یار کر ورون منتین مانین تب میرے اللہ نے تمھاری صورت دکھائی بھائی آنکھین ہم کو ڈھونڈھتی تھین - ترس گئے یار ترس گئے - اب کہو بناؤ کی بھی کوئی صورت ہی - ہمارا کہا مانو تو اس فضیحتی سے بچ جاؤ - بی اللہ رکھی نے یہ خط دیا ہی چپکے سے پڑھ کر جواب لکھ دو - اب کہا مان لو اپنا خاکا اُڑانا مفت مین اپنے تئین ہنسوانا اس سے فائدہ -

میان آزاد نے خط لیا کھولا پڑھا۔

بی اللہ رکھی کا خط

صدقے آنکھون کے تیرے ساقی ۔ ہے مجھکو ہوس ابھی تو باقی
ایسی ہی شراب دے دھوان دھار ۔ بڑھ جائے یہ جس سے سکر کا تار
اطراف حبش مین جو بنی ہو ۔ انگور سیاہ کی جنی ہو
تیزی مین سیاہ مرچ سی ہو ۔ جھونک اُسکی نکیلی کرچ سی ہو
جس سے جھٹ چاندنی کرے کھیت ۔ چمکے تارون کی وضع سے ریت
بادل آئے ہین عیش کے جھوم ۔ اسوقت نہ رکھو تو مجکو محروم
جس سے کہ سرور یاد آئے ۔ اللہ رکھی مراد پائے
گہری دلدار سے چھنی ہے ۔ آزاد سے عقد کی ٹھنی ہے

میان مجرا عرض ہی۔ کیون جی اسی منھ سے کہتے تھے کہ میان آزاد کی پیاری بی اللہ رکھی بھٹیاری۔ کیون حضور رنڈی کا قصور آپ تو مفت کے بھیا رے دیکر سدھارے مگر اپنا دل کرایا کرتا ہی ہی ہی اندر دارے کو کوئی کہان تک سمجھائے یہ کیسی کے مان ہی کا نہین اھین کر تو تون تو اس درجہ کو پہونچا۔ ہاے یہ کیسا از غیب کا بھیڑا خدا کے واسطے کا بکھیڑا ہی۔ دیکھین ابھی کیا کیا جھک جھوڑے جھیلنے اور کیسے کیسے پاپڑ بیلنے ہین۔ بن بیاہ کے تو میان یہ بیل منڈھے نہ چڑھے گی۔ یہ عشق بھی حد بھر بُرا عارضہ ہی خدا جانے مجھے یہ ہوا کیا گھر گھاٹ نہ سوچا اور ساری آبرو کھاری کنوئین مین ڈبائی۔ اور روز کی دانتا کلکل اور ان تمھارے چھلون سے اور بھی میرا جی جلتا ہی جو ہمارے ساتھ بیاہ رچے تو تمھارا نصیبا جاگ اُٹھے میان مین شوخ محبوب۔ تم مست و مجذوب۔ مین چندے آفتاب چندے مہتاب۔ تم خانہ بدوش خانمان خراب۔ مین مہ پارہ۔ تو ہیچکارہ مین باغ و بہار تو دلفگار۔ مین ستم ایجاد۔ تو خانہ برباد۔ مین فتنہ ہمدوش تو خود فراموش۔ مین برق شرر بار۔ تو رند بادہ گسار۔ ذری اپنا منھ تو دیکھو میان چہرہ زرد۔ دل سرد۔ کپڑون مین نومن گرد۔ رہ نورد عورت سے بدتر نام کا مرد۔ مین بت طناز سراپا انداز۔ سرمست خوبی محو ناز۔ نازک آواز۔ گلعذار۔ گلبدن۔ گلرخ گلرنگ۔ رنگین ادا شوخ و شنگ چست و طرار۔ مردم آزار۔ آتشین رو۔ یاسمین بو۔ مین آشوب دوران تو سست پیمان۔ ؎

نمی گویم کہ تو نا مردی آزاد ۔ ولیکن بوالعجب بیدردی آزاد
بجانِ من بلا آوردی آزاد ۔ جہانم را تباہی کردی آزاد
ترا من نا خدا دانستہ بودم

زجورت جانِ من برلب رسیدہ ۔ جگر خون گشتہ از مژگان چکیدہ
بمردن کارم از دستت رسیدہ ۔ دلت دادم مسلمان زادہ دیدہ
نہ کافر ماجرا دانستہ بودم

پاک پروردگار کی قسم جو ہمارے میان بنو تو وہ پیاری پیاری صورتین دیکھنے مین آئین کہ پرستان کو بھول جاؤ۔ دھاڑے کا دھاڑا راجہ اندر کا اکھاڑا۔ جو ہی وہ پری چہم۔ جو ہی وہ جان عالم۔ مگر تم تو دہی ہیر پھیر کے وحشت ہی کی لیتے ہو پہلے اتنے ہو تو ہو کہ کوئی ناز کبر کن محبوب چار دہ سالہ تم پر مرے۔ سچ ہی۔ ؎

غالب ان سیمین تنون کے واسطے ۔ چاہنے والا بھی اچھا چاہیے

خاتون جنت کی قسم جو کہین ہم سے تم سے بیاہ رچے تو کیسی مزے مزے سے کٹے۔

اور پھر لُطف یہ کہ جہان کہین ہمکو اپنے ساتھ لیجاؤ وہان خدائی بھر تمھاری ہی خوشامد کرے اور نہین تو کیا۔ اور کیون صاحب یہ دھاندلی کیسی۔ بھلا نہا دھو کر اور صاف پاک ہو کر قرآن شریف پر ہاتھ دھرو کہ بیاہ کا وعدہ نہین کیا تھا پھر فرمائیے ہمین گنجائش شکوہ سنجی ہو یا نہو۔ کیون ناحق انصاف کا گلا کُند چھُری سے رہیتے ہو۔ چلو اب ہنسی دل لگی تو ہو چکی کہیے اب وحشت دور ہوئی یا نہین تم بھولون

کی سیج پر سوؤ گے سونے کو خسخانہ ۔ پینے کو برف آب صبح کو شراب شام کو کباب ۔ چٹری اور دو دو ۔ پھیر دت اب اس خط کا جواب تو لکھ دینا ۔ نہین مین اپنی جان دونگی ۔ اب جواب کے بدلے کہین ٹکا سا جواب نہ دے بیٹھنا ۔

میان آزاد کی پیاری بی اللہ رکھی بھٹیاری ۔

میان آزاد پھر آپ جانیے عاشق تن آدمی ۔ اور بی اللہ رکھی کی پیاری پیاری ادائین تو دل مین کھپ ہی گئی تھین ۔ وہ چیلاہٹ وہ چلبلاہٹ آنکھون کے سامنے پھر گئی ۔ خط کو سر پر رکھا آنکھون سے لگایا اور جواب مین لکھا مگر دو ہی باتین ۔

سنو بیوی ہم جنٹلمین ہین کوئی اٹھائی گیرے نہین ہین تم لیڈی ہوتین تو خیر مضائقہ نہین ۔ مگر بھٹرین بھٹیاری ۔ بھلا پھر ہم سے کیونکر بنے ۔ مانا کہ آشوب دوران بلائے جسم و جان ہو لیکن شریف زادی تو نہین ۔ زربفت مین زربفت ہی کا پیوند لگتا ہے گاڑھے کا پیوند بے تکا پن ہے ۔ اللہ اللہ آپ بھی اتنی ہوئین کہ ہماری چاہتی بیوی بنین ۔ اے تیری قدرت شان خدا ۔ مگر سچ کہون جسوقت وہ زلف چلیپا یاد آتی ہے کلیجے پر سانپ لوٹنے لگتا ہے ۔ وہ چال ۔ وہ بال ۔ اچھا پھر اب کیا کہتی ہو ۔ بیاہ کروگی تو خیر ہم بھی موجود ہین ۔ جب کہو سہرا باندھے ۔ بس اب خوش ہوئین وہ ہنس دین ۔ اس مسکراہٹ کے قربان ۔ لو قول دیا اب بیاہ رچے چلو اس مقدمے کی جھنجھٹ ہی سے بچے سہی ۔ اب کوئی کہان تک کہے اسوقت تو نیند آرہی ہے ۔ آنکھین جھکی پڑتی ہین ۔ والسلام

خانہ برباد میان آزاد

چانڈو باز نے جو یہ خط پایا تو ۔ ع ۔ بتا ہوا اور تپے پہ آیا ۔

چانڈو باز ۔ بی اللہ رکھی ۔ ای بی اللہ رکھی ۔ ای لو سو رہین ای واہ ون دہاڑے خر خر خرّاٹے لینے لگین ۔ دیکھو تو مین لایا کیا ہون ۔ اللہ رکھی ۔ دور کی کوڑی لائے گیا ہوا بنا سر میٹھی نیند مین جگا دیا لے کے بڑے وہ بنے ہین ۔

چانڈو باز ۔ بڑے چھوٹے کے برتے پر نہ رہیے گا دیکھو تو مین کیا لکھوا لایا ۔ آزاد نے تو اپنے ہاتھ ہی کاٹ دیے لو اب کیا پوچھنا ہے ۔ ابتو چڑھ بنی ۔ آج کے دسوین دن دولھن بنو میان پائے ۔ بیاہ مبارک ۔ ہمارا حق دلواؤ ۔ جس طرح وکیل صاحب نے پٹی پڑھائی تھی اسی طرح کل کارروائی بھگت گئی ۔

اللہ رکھی چھین کر ۔ یہ لکھا ہی کہ نکاح کرونگا ؟ جو یہ نہین لکھا تو پھر کچھ بھی نہین ۔ جاؤ وکیل کو خط دکھا دو ۔ اور جو کہین وہی کرو ۔

قسمت کو دیکھنا کہ کہان ٹوٹی جا کمند
دو چار ہاتھ جب کہ لب بام رہ گیا

نواب پھول کے کپّا ہو گئے تھے جیسے خاصہ ہاتھی کا پاٹھا مارے خوشی کے ایسے پھولے کہ سچ مچ جامے مین نہ سمائے ۔ بند چٹ چٹ ٹوٹ گئے ۔ اور کیون نہو غنچۂ دل کھل گیا تھا ۔ بڑے ٹھسّے سے بغیچے مین جھوم جھوم کر ٹہل رہے تھے ۔ آنکھین پھاڑ پھاڑ کر دیکھتے جاتے ہین کہ جلوس اب آیا اور اب آیا ۔ کڑک دھون کی آواز اب آئی اور اب آئی ۔ نشان کے ہاتھی کا پھریرا اب سامنے اڑا اور اب اڑا اب اڑا ۔ صف شکن علی شاہ کی زیارت اب نصیب ہوئی اور اب نصیب ہوئی ۔ ایک دفعہ ہی چوبدار بدحواس دوڑتا ہوا آیا

چوبدار ۔ خداوند لٹ گئے لٹ گئے لٹ گئے ۔ ہاے لٹ گئے وہ دیکھو صاحب تمھارے لٹ گئے ۔

نواب ۔ ہائین ! ہائین ! یہ کوئی بہروپیا تو نہین ہے ۔ میان لٹ کیا گئے کچھ کھو گئے بھی ۔ یا لٹ گئے ۔ لٹ گئے ہی بکا کروگے کہین پاگل خانے سے تو نہین بھاگ آیا ہے ۔

چوبدار ۔ خداوند برات کو اٹھائی گیرون نے لوٹ لیا مع ہاتھی غائب

نواب - ہون - برات ابرات کسکی کہین شاہ جی صاحب کی سواری سے تو نہین مطلب ہو ارے یارو جلدی بتاؤ - اُف ہاتھون کے طوطے اُڑ گئے -

چابک سوار - غلام عرض کرے جو جان بخشی ہو تو -

نواب - ای ہی تو اب ان چوچلون کا بھلا کونسا موقع ہی میری بائین آنکھ پھڑکنے لگی -

چوبدار - وہ دیکھو صاحب تمھارے - برات پھرتی پھراتی گھومتی بڑے ٹھسے سے آرہی تھی - چوک مین تماشائیون کا یہ عالم کہ چھتین پھٹی پڑتی تھین ایک پر دس اور دس پر سو گرے پڑتے تھے شانے سے شانہ چھلتا تھا - تھالی اُچھالیے تو سر ہی سر جائے آتشبازی سے برات کا جوبن اور بھی دونا ہو گیا - کوئی پھلجھڑی پر لوٹ ہے - کوئی چرخی کو دیکھ دیکھ خوش ہوتا ہی اور تخت رواں - اجی وہی دیکھو صاحب تمھارے پریون کا تخت تو بس اُڑن کھٹولے تھے - وہ دیکھو صاحب تمھارے بس جیسے بادشاہون کی سواری نکلتی ہے مدامیان جیسے ہی بیچ چوک مین پہونچے کہ بس دو چپراسیون نے للکارا کہ ہاتھی روک لو ہاتھی ابھی پھیر دے - ہاتھی پھیر اُدھر - بس وہ دیکھو صاحب تمھارے ہاتھی اُدھر جھک پڑا - اب ادھر صاحب تمھارے بنشاتے تو یار لوگ بے اُڑے اور دو چار چوٹے بدمعاشون نے ٹوپیان وو پیان بھی اُتارین - سب تر بتر غائب غلہ - وہ دیکھو صاحب تمھارے کہان تو باجے بج رہے تھے کہان سناٹا -

نواب - بھلا شاہ جی کہان ہین -

چوبدار - اجی حضور شاہ جی کو لیے پھرتے ہین یہان دیکھیے صاحب تمھارے -

نواب - کوئی ہی؟ ادھر آنا - ان کے کلے پکڑے ہو جتنی مرتبہ (وہ دیکھو صاحب تمھارے) انکی زبان سے نکلے اُتنے جوتے اینڑ پڑین - وہ دیکھو صاحب تمھارے - اُنھون نے کہا اور جوتا پڑا تڑسے - نامعقول - ایک نقطہ بولتا ہی تو تین سو ساٹھ (وہ دیکھو صاحب تمھارے) -

چابک سوار - اجی خداوند - اب اسوقت غصے کا موقع نہین ہی اب کوئی فکر ایسی کیجیے کہ شاہ جی صاحب تو چھوٹ آئین -

نواب - این! کیا وہ بھی گرفتار ہو گئے -

چابک سوار - جی اور میر صاحب بھی -

چوبدار - اور خوجی بھی -

غفور - اور میان آزاد بھی -

چوبدار - اور ہاتھی بھی اور اُسکی دُم بھی -

نواب - اخاہ تو یہ کہیے بڑے کا بیڑہ گیا ہی واہ - ع - کارے کہ خدا کند فلک راچہ مجال ؎ اب ہمین یہ کیا معلوم تھا بھلا - ورنہ ایک گارد ساتھ کر دیتے - چلو خیر - ابتو جو ہوا سو ہوا افسوس صف شکن علی شاہ کی زیارت نصیبون مین نہین ہی - آخر کچھ معلوم بھی ہوا کہ یہ دھر پکڑ کیسی تھی - سچ تو یون ہی کہ اسوقت ہمارے ہاتھ پانون پھول گئے ہم سے تو کچھ امید نہ رکھو روپیہ ہم سے لو اور فکر تم کرو -

مصاحبین کی بن آئی اب کیا پوچھنا ہی چین لکھتا ہی - پانچون گھی مین ابتو چاندی ہی آپسمین ہنڈیا پکنے لگین کہ واللہ ایسا موقع پھر تو کبھی ہاتھ نہ آئے گا جو کچھ لینا ہوے لو اور عمر بھر چین کرو - اسوقت یہ بوکھلایا ہوا ہی جو کہو گے بیدھڑک دے نکلے گا لیکن ایک کام کرو - دس پانچ آدمی مل جلکر باتین بناؤ اور جنگ پر چڑھاؤ ایک آدمی کے کیے کچھ بھی نہو گا کہین بھڑک گئے تو پھر غضب ہی ہو جائے گا اکیلی تو لکڑی بھی چولھے مین نہین جلتی - چلو سب کے سب ہمصفیر ہو کر اُلّو بنائین

آج تو واللہ بی کے بھاگون چھینکا ٹوٹا ہے - خدا کرے روز ایسے وارنٹ جاری ہون تو دل لگی ہے مگر اتنا یاد رکھیے گا جو کہین زنان خانے مین خبر ہوئی تو چھوٹی بیگم واللہ چھچھوندر ہی کی طرح سے ناچینگی اور باچھو چھو اصیلین اور بھی مہنا متھ مچا ئینگی - پھر آپ کے کرتے دھرتے کچھ بھی نہ بن پڑے گی - ہان اتنا سمجھے رہیے گا ذری -

اب سُنیے کہ مُبارک قدم دروازے کے پاس کھڑی سب سُن رہی تھی - نواب تو نیچے مین ٹہلتے تھے اور مصاحب ادھر چہ میگوئیان کر رہے تھے اور بی مبارک قدم چُپکے چُپکے ساری داستان سُن سُنکر مُسکرا تی جاتی تھین لپک کر گئین اور چھوٹی بیگم کو بُلا لائین ذری چلیے تو سہی مین صدقے - ذری جلدی جلدی قدم اُٹھائیے آئیے آپ کو کچھ باتین سُنوا لائین - یہ موے خوشامد خورے کیا واہی تباہی بک رہے ہین منھ جھلس دے پکڑ کے اور نہین تو بیگم دبے پاؤن گئین - ذرا چاپ بھی نہ معلوم ہوئی - آہٹ کیسی وہ بیفکری سے نواب کو صلواتین سُنا رہے تھے اور گھاتین باہم بتا رہے تھے - بیگم صاحب نے تھوڑی دیر مین مُبارک قدم سے پوچھا کیون مبارک قدم یہ گورا گورا جوان سامنے کون بیٹھا ہے وہ کیا ہین سامنے چھریرا چھریرا بدن ہے اور ابھی مسین بھیگتی ہین - وہ بولی اے حضور یہ بھی رئیس زادے ہین - کوئی ایسے ویسے تھوڑا ہی ہین - ان کے یہان ابھی کل کی بات ہے ہزارون مصاحب نوکر چاکر تھے - انکے باپ فیل نشین تھے - یہان چھوٹا بڑا ایسا کون ہے جو انھین نہین جانتا - اب نواب صاحب سے سب باتین کہوگی کہ نہین مین تو ابھی ابھی جڑ دونگی - تو جس پتل مین کھائین اُسی مین چھید کرین - بیگم کڑکڑا کر بولین - اچھی مبارک قدم اور سب کی جڑ تا - رہا اس بیچارے کا نام نہ لینا بھلا انکی عمر کیا ہوگی

مُبارک قدم نے مُسکرا کر کہا مین تو جانون کوئی ہونگے برس بیس ایک کے - اے ابھی کل کا لڑکا ہے مسین بھیگتی ہین رہا ہین منھ کھلے اور بانکے آدمی - انکا نام نواب سے ہم نہ لین گے -

بیگم - ہان مفت مین کسی کی روٹیان کیون لو بھلا -

اتنے مین بی مبارک قدم گئین نواب کو بلا لائین -

بیگم - اے مین کہتی ہون آخر یہ ماجرا کیا ہے - منھ دیکھنے کو نگوڑا جی ترس گیا - دن رات کُڑھا کرتی ہون - اوپر سے نیچے اور نیچے سے اوپر میرے جی کا حال اللہ ہی جانتا ہے یا مین جانتی ہون - آپ کا یہ حال ہے کہ جو بیسوین دن صورت بھی دکھائی تو جیسے آگ لینے آئے تھے - آخر یہ کس گانون کی ریت نکالی ہے - اے واہ بس چلیے زبانی اختلاط دیکھ لیا آپ کا -

مبارک قدم - یہ حضور کے مصاحب اللہ جانتا ہے کہ ایک ہی اڑی مار ہین جنکے کاٹے کا منتر ہی نہین - پلاؤ پر ہتے لگائے اور اُٹھ کھڑے ہوئے - جو ہے وہ چھوٹون کا سردار - مگر حضور انکو کیا جانے کیا سمجھتے ہین - میری تو عقل گم ہے جو مردود زا دھر ایڑیان رگڑتے تھے وہ لگے بگھیون پر آپ کی بدولت سوار ہونے - پھر اُن کا دماغ کہان سے ملے - ایسے ہی جھوٹے خوشامدیون نے تو لکھنؤ کو ستیا ناس کر دیا - چھچھورا ہوا چلتی تو ٹھنڈا پانی پیتے اب دن بھر شورے کا جھلا پانی ملتا ہے پینے کو اور خدا نے نیامت (نعمت) کھانے کو دی - پھر انھین دور کی نہ سوجھے تو کسے سوجھے -

نواب - یہ آج کیا ہے کیا - بیوی بھی ناک بھون چڑھائے ہین لونڈی بھی منھ پھُلائے ہے - کچھ دال مین کالا کالا ضرور ہے - آتے ہی شکایت کے دفتر کھل پڑے -

مبارک قدم - یہو نہہ لونڈی! آجتک کسی نے لونڈی نہین بنایا تھا

بڑے نواب صاحب کو خدا بخشے جب کہا بی مبارک قدم صاحب ہی کہا - آپ لونڈی بناتے ہین سنتی ہو ماماجی - ذری سنو تو ہم لونڈی ہین -

ماماجی - بیٹا انھین آنکھون آصف دولہ (آصف الدولہ) کا زمانہ دیکھا - انھین آنکھون امجد علی شاہ کی عملداری دیکھی ان آنکھون جانے کیا کیا دیکھ ڈالا - بڑے بڑے شہزادون نے ہماری گودیون سے بھری - ہمارا بھی کوئی زمانہ تھا جسوقت گلابی پشواز پہن کر نکلتی تھی اچھے اچھون کی آنکھین پڑتی تھین - جب ہماری یہ بیقدری ہے تو تم کس کھیت کی مولی ہو -

مبارک قدم - جی ہان - درین چہ شک - منھ چوہے کھا کے بلی حج کو چلی - ہم کوئی ایسے ویسے ہین - آپ بڑی وہ بنی ہین -

بیگم - اجی تو اس جھنجھٹ سے کیا مطلب (نواب کیطرف مخاطب ہوکر) چلو ہمین تخلیے مین کچھ مشورہ کرنا ہے -

میان بیوی دونون کے دونون تخلیے مین گئے - کیا جانے چپکے چپکے کیا باتین ہو رہی تھین - اب کہین کل بات پھوٹے گی -

میان آزاد جس دن شہر مین داخل ہوے اُسدن اتفاق سے تعطیل تھی - دوسرے دن پھر تعطیل - کچہریان بند لیکن جس گلی کوچے بازار کیطرف سے نکل جاتے ہین انگلیان اُٹھتی ہین لوگ آپس مین پوچھتے ہین کہ کیون بھئی یہ کہان کے رئیس ہین ایک بولا راجہ ہین کہین کے دوسرے نے کہا کہ کوئی ٹھاکر ہین اور شوقت تو یہ رئیس ابن رئیس ابن رئیس بنے ہی تھے فیل نشین خواصی مین دو شریف بیٹھے ہوے اغل بغل چپراسی یہ کسی کو معلوم ہی نہین کہ میان کے نام وارنٹ جاری ہوا ہے مذکوریون نے حضرت کو ایک باغ مین اُتارا آپ الا اللہ کہکر ہاتھی پر سے دھم سے کود

خوجی - میان فیلبان - بھئی ذری زینہ لگا دینا -

فیلبان - کیا ! زینہ ! اچھے آئے اب آپ کے لیے زینہ بنوائین ایسے تو خوبصورت بھی نہین ہین آپ -

میر صاحب - ہونھہ - زینہ ڈھونڈھتے ہین - پاڑنہ بندھوادو ہاتھی پر سے کودنا کتنی بڑی بات ہے -

یہ کہکر میر صاحب بہت ہی بر برکر دُم کی طرف سے کود پڑے - تو اس بوکھلاہٹ مین کہ سر نیچے اور پاؤن اوپر ا رو ک - روک - ہات تیرے فیلبان کی سچ ہی گاڑیبان - شتربان - کوچبان - فیلبان یہ جتنے بان ہین سب شریر سب متفنی - لاکھو نیچے گر اوندھے ہی ہو گئے واہ ہمارا ہی کلّہ جانتا ہے - کھٹ سے بولا - وہ تو کہیے مین ہی ایسا بیحیا ہون کہ باتین کرتا ہون - ورنہ دوسرا تو پانی نہ مانگتا خوجی بہت کھلکھلا کر ہنس پڑے ہات تیرے کی - ہمنے جو زینہ مانگا تو ہمین بنانے لگے - مگر بیحیائی کی بلا دور - دوسرا ہوتا تو گھنٹون سینکا کرتا انکے بھاؤ مین کچھ بھی نہین - میان اُترتے ہو کہ مین دون دھکا خوجی بیچارے جان پر کھیل کر جیسے ہی اُترنے کو تھے کہ اتفاق سے ہاتھی اُٹھ کھڑا ہوا - یا علی - یا علی بچائیو - خداوندا خداوندا مین گنہگار بندہ ہون - گنہگار - گنہگار - تو رحیم و غفور ہے - قہار ہے جبار ہے

رحمت کا تری امیدوار آیا ہون
منھ ڈھانپے کفن سے شرمسار آیا ہون

چلنے نہ دیا بار گنہ نے -

(نے) تک لکھ چکے تھے کہ فیلبان نے سچ مچ ڈھکیل ہی دیا - دھڑ ڑرر دھم ارے او ظالم - فیلبان کاہے کو شتر ہے مرگ اور جو میری ہڈی پسلی ٹوٹ جاتی تو پھر کیسی ہوتی -

ہونھہ - ٹوٹ جاتی ٹوٹ جاتی - ہونھ دونھ کے بھروسے نہ رہیئے گا ذری ہان مین نے جتا دیا ہے - اچھا تو ہڈی پسلی ٹوٹتی تو سمجھ لیتے اب پیڑ کے تلے لوٹ مارئیے - ہان بھئی پھر لوٹ نہ مارینگے تو کرینگے کیا بھلا یہان کچھ کھانے والے کو بھی ملتا ہے - جی ہان گھاس

چھیل چھبیل کے کھائیے۔ ہم تو آج میان آزاد کے ساتھ کھانا کھائین گے۔ اُستاد دیکھو تکلیف نہ کرنا بس اپنے اور ہمارے برابر پکوانا۔ کوئی ڈو سیر کا قورمہ ہو۔ ایک تین پاؤ کی سیخ اور شامی کباب اور کوئی سیر بھر کا پلاؤ اور دھنیے کا دوپیازا اور کچھ پراٹھے اور نان پاؤ ہون۔ بس زیادہ بکھیڑے سے مطلب سُنا بھئی آزاد آج تمھارے ہی ساتھ کھائین گے۔ میان آزاد ایک کانپے بولے کہ ہم اسوقت کھانا ہی نہ کھائین گے سو ہضمی کی شکایت ہے شام کو مونگچی اور ڈو پھلکے کھالین تو کھالین ورنہ غرّہ۔

یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ میان آزاد نے دیکھا کہ باغ کے ایک گوشۂ محل مین ایک دختر دہ سالہ ململ کا دوپٹہ اوڑھے چھڑے پہنے ہوے ایک پیر مرد سے پوچھ رہی ہے کہ کیون آبا صاحب لف و نشر کسے کہتے ہین۔ اُسکی کوئی مثال تو دیجیے۔

پیر مرد۔ لف کے معنی لپیٹنا۔ اور نشر کے معنی پھیلانا یہ ایک صنعت کا نام ہے۔ مثال ؎

لپیٹ کر جو چلا کوئی چاندنی اپنی	کُھلا یہ راز کہ اب راہ سے لی اپنی

آزاد۔ الغلط۔ الغلط۔ الغلط۔ لف و نشر کی یہ مثال ہی نہین اور واللہ شعر بھی کتنا برجستہ پڑھا ہے ؎ چہ خوش گفت است تلسی داس در صنو ؎ کالا اُجلا سیہ سفید ؎ اس لپٹنے اور کھلنے نے شعر مین جان ڈالدی۔ لف و نشر کی دو قسمین ہین۔ مرتب اور غیر مرتب۔ مرتب کی مثال لیجیے۔ ؎

سرو و گل شوق مین تیرے قد و عارض کے سدا
نالہ کرتے ہین ہم قمری و بلبل کی طرح

سرو کے لیے قمری۔ اور گل کے لیے بلبل۔ یہ اسیر فداؤ پر شیدا۔ اور مثال سُنیے۔ ؎

بروز نبرد آن یل ارجمند	بہ شمشیر و خنجر بگرز و کمند

بُرید و درید و شکست و ببست	یلان را سر و سینہ و پا و دست

شمشیر کے لیے برید اور خنجر کے لیے درید اور سینہ گرز کے لیے شکست اور پا کمند کے لیے یہ بست اور دست بعض اسکو تفسیر جلی بھی کہتے ہین اور مثال دون؟ لیجیے ؎

امین ہلاہل مدبھرے سویت شیام رتنار
جیت مرت جھک جھک پرت اہیہ جیوت اکبار

ہاے قربان اس کتابی کے۔ واہ واہ۔ واہ واہ۔ واہ واہ امین کے معنی آب حیات کے اُسکے لیے سویت یعنی سفید اور جیت لائے ہلاہل یعنی زہر۔ اسکے لیے شیام۔ یعنی سیاہ اور مرت لائے رتنار یعنی بادۂ احمر۔ اُسکے واسطے جھک جھک پرت۔ آہو ہو ہو یہ معشوق کے آنکھ کی تعریف ہے۔ اب لف و نشر غیر مرتب کی مثال سنیے ؎

روئے پیٹے مرے ماتم مین وہ اتنا ہی قدر
ہاتھ کی مہندی چھُٹی آنکھ کا سرمہ چھوٹا

پہلے مصرعے مین روئے پہلے ہے پیٹے اسکے بعد رونے سے آنکھ کا سُرمہ چھوٹتا ہے۔ وہ مصرعہ ثانی مین دوسرے نمبر پر ہے۔ اور پیٹنے مین ہاتھ کی مہندی چھٹتی ہے وہ مصرعۂ ثانی مین اول نمبر پر ہے۔ یا ؎

یاد مین اُس طرۂ و رخسار کے
ہاتھ سر پر مارتا ہون صبح و شام

سمجھے صاحب۔ طرہ کے لیے شام اور رخسار کے لیے صبح ہے لیکن ہیر پھیر کے ساتھ۔

پیر مرد۔ شاباش تم تو اپنے وقت کے عرفی ہو بھائی۔

آزاد۔ آپکی صاحبزادی نے جو میری پیاری بہن ہے عرفی کے بھی کان کاٹے۔ یہ سن و سال اور اسقدر رجہ بدیع الخیال

پیر مرد۔ جہان آرا ذرا یہان آؤ۔

جہان آرا۔ حاضر ہوئی ابا جان۔ ابھی آئی۔

جیسے ہی جہان آرا نے باہر قدم رکھا اور میان آزاد سے چار آنکھیں ہوئین ویسے ہی نامحرم کو دیکھ کر دیوار سے ٹھٹھک رہی لیکن عجب الھڑ پن کی ادا سے۔

پیر مرد۔ آؤ آؤ۔ شریف زادے ہین۔ آؤ بیٹا۔ اتنا نہین سمجھتی کہ بھلا مین نامحرم کے آگے تم کو خدا واسطے کیون بلاتا۔ کیا ستر برس بھاڑ جھونکا کیا ہون۔

جہان آرا۔ حاضر ہوئی (میان آزاد کو) آداب بجا لاتی ہون۔

آزاد۔ زندہ باش۔ جان برادر زندہ باش۔

کچھ دیر تک آزاد نے خوب گھل گھل کر باتین کین اور دل مین سوچے کہ واہ ری لڑکی حیا پرور۔ پاک نظر۔ اور بلا کی ذہین۔ نازنین حسین و مہ جبین خدائی بھر کی صفتین سہین کوٹ کوٹ کر بھری ہین ابھی ہم کو یہ ملجائے تو ہم اسکو خوب ہی پڑھائین اور جب کہین پڑھ جائے تو واہ واہ ہندوستان بھر کا نام روشن کرے۔

جہان آرا۔ اچھا ابا کوئی اور صنعت بتاؤ۔

آزاد۔ ہم سے پوچھیے۔ بہن ہم بتائین۔ سجع بلیغ۔ یعنی اسطرح سجع کہ بادی النظر مین وہ تعریف معلوم ہو مگر سمجھنے والا سمجھ جائے کہ ہجو کر رہا ہے۔ مثلاً

یک قطرہ بود پیش دہانت یم قلزم
وصف دہن تنگ ترا ہیچ نہ گفتم

ظاہر مین تو یون معلوم ہوتا ہو کہ گویا معشوق کے دہن تنگ کی بڑی ہی تعریف کی کہ اُسکے منھ کے سامنے ایک قطرہ گویا یم قلزم ہی۔ اتنا سا منھ۔ مگر دربردہ مطلب یہ کہ تیرا منھ سمندر کا تبلگاہ ہے جس کے مقابل مین یم قلزم ایک قطرہ ہے۔

پیر مرد۔ اگر آپ کو تکلیف نہو تو مشہور صنعتین مع مثالون کے جہان آرا کو لکھدیجیے تو یہ یاد کرلے۔

آزاد۔ بسر و چشم۔ ضرور بالضرور۔ چشم ما روشن دل ما شاد۔

جہان آرا۔ خانۂ احسان آباد۔

میان آزاد اس فکر مین تھے کہ اسی دم جھپ سے ایک رسالہ کا رسالہ لکھ ڈالون۔ کیونکہ اُس پیاری لڑکی کی بھولی بھالی ادا اُنکے دل مین کھُپ گئی تھی بے اختیار جی چاہتا تھا کہ اپنی سگی بہن کیطرح اُسکو پیار کرین پڑھائین لکھائین اور اچھے گھر بیاہین۔ اتنے مین لونڈی نے آنکر کہا کہ میان کھانا پکا ہے چلیے پیر مرد نے میان آزاد سے کہا کہ آپ کو تو سوء ہضمی کی شکایت ہے۔ آج کل کے دن ہین خراب بندہ اصرار نہ کرتا مگر شام کو کھچڑی یا مونگ کی دال اور پھلکا غریب خانہ ہی پر تناول فرمائیے گا۔

یہ کہکر وہ تو گھر مین گھس گئے اور اُنکی دختر نو سالہ دوپٹہ سنبھالتی ہوئی پیچھے پیچھے اٹکھیلیان کرتی چلی میان آزاد نے اپنے دل مین سوچا کہ واللہ اچھے پھنسے۔ زبان سے کہنا ہی ہین۔ ہمنے تو دل لگی دل لگی مین کہا تھا کہ سوقت سوء ہضم کی شکایت ہی یہ اگلے وقتون کے لوگ سچ مچ ہی سمجھ بیٹھے۔ اور لطف یہ کہ شام کو مدعو بھی ہوئے تو کھچڑی اور دال مونگ واہ ری قسمت اب اسوقت روزہ ہی شام کو بھی غرہ مرے بے موت۔

میان آزاد اپنے دل مین یہ سوچ رہے تھے کہ سامنے سے ایک جوان طناز اکڑتے ہوے آئے۔ علیک سلیک کے بعد وہ بھی کرسی پہ جا ڈٹے این! یہ اجنبی کون ہین بھئی۔ ہی تو آدمی سرخ وسفید۔ اور سفید پوش۔ مگر یہ یہان کہان پہونچے۔

جوان۔ آپ کا کہان سے آنا ہوا۔

آزاد۔ بندہ آسمان کے نیچے اور زمین کے اوپر رہتا ہی اسوقت ایک ضرورت سے یہان باغ مین فروکش ہوا تو پیر مرد کی

پیاری بیٹی کی بھولی بھالی باتین سُنکر جی خوش ہوگیا۔ ذرا دو گھڑی یہان ہی آ بیٹھیے۔ ہ

جوان	من از آن حسن روز افزون کہ یوسف داشت دانستم کہ عشق از پردۂ عصمت برون آرد زلیخا را

میان یہ تو بھولی بھالی لڑکی ہی۔ اسکی بہن کو آپ نے نہین دیکھا اُسمین معشوق پن کی ساری باتین خدا نے کوٹ کوٹ کر بھری تھین اور ایسی خندہ پیشانی ہنس مکھ عورت تو دیکھی ہی نہین لیکن بوڑھے میان اُس سے ناراض ہین۔ وجہ سُنیے۔ اجی یہ تو تیرہ[۱۳] صدی ہی اور وہ ٹھہرے حضرت نوح کے وقت کے۔ اُف ری جوانی کی اُمنگ اور ہاے رے شباب کی ترنگ اِس زمانے کی نادان لڑکیان واند مچاتی ہین آسمان سر پر اُٹھاتی ہین سسرال جانے کی خوشیان مناتی ہین ان بڑے میان کو دیکھیے کیا بڑھ گھُس لگا کہ اٹھارہ[۱۸] برس اپنی بڑی صاحبزادی کی شادی نہ کی۔ تب تو اُس شوخ فتنہ ہمدوش نے ایک دن اپنی مان سے کہا کہ امّان جان ابتو تم صاف صاف کہلواتی ہو۔ آخر میرا کیا اچار ڈالوگی جو ایک مہینے کے اندر شہنائی کی آواز دروازے پر نہ آئی تو ہم ہیرے کی کنی کھا کر مر جائینگے خاتون جنت کی قسم پھر آپ کو اپنی صورت نہ دکھائین گے پاس پڑوس کی عورتون نے سمجھایا کہ بیوی اب یہ ماشاء اللہ سیانی ہوئین کھیلنے کھانے کے دن ہین۔ اب بیاہ نہوگا تو کیا جب سر ہانے لگے گا تب ہوگا۔ اُسکی یہ کیفیت کہ چٹاخ پٹاخ ہمجولیون مین کسی کو منہ چڑھایا کسی کو بنایا۔ اُف رے تیری شرارت اللہ رے تیری شوخی۔ الغرض عمدہ جگہ ایک اونچے گھر مین نسبت ٹھہری تو مان نے کہا۔

مان۔ اے بیٹی مُبارک ہو۔ تیری شادی ٹھہر گئی۔

لڑکی۔ امان ہمین یقین نہین آتا۔

مان۔ اوئی بیٹا تمھارے ابّا نے خود ٹھہرائی ہے۔

جب منگنی ہوگئی تو پھر مان نے کہا کہ۔

مان۔ اے بیٹی مُبارک ہوا بتو منگنی بھی ہوگئی۔

لڑکی۔ امّان جان مجھے تو ابھی ہرگز ہرگز یقین نہین آتا۔

مان باپ نے جھٹ پٹ سامان دُرست کیا اور مانجھے بٹھایا۔

مان۔ لو بیٹا ابتو ملنے مجھے بھی بیٹھین۔

لڑکی۔ نا امّان مجھے یقین نہین آتا۔

آٹھ دس دن کے بعد سانچق آئی چڑھا وا چڑھا۔

مان۔ لو بیٹی مُبارک ابتو سانچق بھی ہوچکی۔

لڑکی۔ (شرماکر) اماجان مجھے تو اب بھی یقین نہین آتا۔

دوسرے دن منہدی کی رسم ہوئی۔ دلھن کے منہدی لگائی گئی اور وہی جھوٹی جھائی دولھا کو بھیجی گئی۔

مان۔ اے بیٹی۔ ابتو منہدی رچی۔ ابتو مبارک ہو۔

لڑکی۔ (لجاکر) اماجان کو تمھاری خاطر سے کہدون ورنہ مجھے تو ابھی یقین نہین آتا۔

راوی۔ یقین کیونکر آوے۔ ہ

وعدۂ وصل چون شود نزدیک
آتش شوق تیز تر گردد

اے لو صاحب دوسرے دن بڑے دھوم دھام سے برات آئی دروازے پر دھما چوکڑی مچی ہوئی۔ سمدھنین زرق برق پوشاک پہنے ہوے چھما چھم کرتی اُترنے لگین۔ ادھر گالیون کی بوچھار ہوئی۔ ڈومنیون نے تھرک تھرک کر گانا اور دست حنائی سے گھڑی گھڑی ندیا بتانا شروع کیا۔ باہر ناچ ہونے لگا مولوی صاحب آئے نکاح پڑھا گیا دولھا اندر آیا ریت رسم ہوئی وقت رخصت مان نے چپکے سے بیٹی کے کان مین کہا کہ۔

ماں - اے بیٹی مُبارک ہو ابتو دولھا کے گھر چلیں -

لڑکی - (مُسکراکر) اماں جان - ابھی یقین نہیں -

الغرض برات چلی - یہ گئی وہ گئی - دوسری صبح کو دُلھن اپنے میکے آئی -

ماں - اے بیٹی مُبارک ابتو شادی ہوگئی -

لڑکی - (آنکھیں نیچی کرکے) اماں جان بندگی - (دبے دانتوں) جی ہاں بندگی سمجھیے قبلہ وہ ایسی تھیں -

آزاد - حضرت خدارا اُنکے مکان کا پتا تو ہمیں بتایئے - واللہ کیا [illegible] فقرے سنائے ہیں - وہ تو خدا کی قسم زیارت ہی کے قابل [illegible] ہائے یار ایسی ہی بیوی تو ہم بھی چاہتے ہیں تو پھر سچ سچ [illegible] کیا سچ مچ بیاہ پھر ہو ہی گیا -

[illegible] - اللہ ری بدگمانی - حضرت اُسکو تو یقین ہو ہی گیا - [illegible] آپ کو ابتک یقین نہ آیا اللہ ری بدگمانی - اللہ ری بدگمانی [illegible] بیاہ ہوگیا یا اب - ع - پس ماندہ کا پیش خیمہ آیا * اور ع - اُمید کے نخل نے دیا بار -

آزاد - سچ کہو واللہ وہ تو اس ہی لائق ہے کہ اُس کے قدم [illegible] - کیوں نہ کہے صاحب جب ماں باپ پاگل بنا [illegible] تو کیونکر نہ کہے -

[illegible] تو یہ داستان دلچسپ سنا کر اور میاں آزاد کو واہ واہ [illegible] گھر لمبا ہوا یہاں کیا سنتے ہیں کہ دو[2] آدمی باہم یہ باتیں [illegible] ہیں -

[illegible] - بھئی آخر منھ پُھلائے کیوں بیٹھے ہو - یا کیا منھ ایسا ہی [illegible] عشرے کے دن تو پیدا ہی ہوئے تھے -

[illegible] - ہاں یار جسکو ہووے بوائی وہ کیا جانے پیر پرائی [illegible] جان پر بنی ہے - آپ عشرۂ مُحرم لیے پھرتے ہیں اجی

ہمنے بی اللہ رکھی سے دو[2] سو روپیہ مہینے بھر کے وعدے پر لیے تھے سو اُسکو آج کوئی دو[2] برس ہونے آئے اب وہ کہتی ہیں کہ یا تو ہمارا روپیہ دو یا ہمارے مقدمے کے گواہ ہو جاؤ نہیں تو ہم داغ دینگے اور جیل خانہ دکھائیں گے وہاں چکی پیسنی ہوگی اور سڑک پر درمٹ چلانا ہوگا - رام بھج - رام بھج - سو اب ہم سوچتے ہیں کہ کریں تو کیا کریں مصیبت میں پڑ گئے بھائی گواہی دیں تو کس برتے پر میاں آزاد کی تو صورت ہی سے آشنا نہیں اور نہ دیں تو وہ نالش جڑے دیتی ہیں اور یہاں دو[2] سو کیا معنی پچاس[50] روپیہ کا دینے والا بھی کوئی نظر نہیں آتا پس سوچ لیے ہیں کہ آج شام کو جھپ سے چل کھڑے ہوں ریل کو خدا سلامت رکھے بھاگیں تو پتا بھی نہ ملے -

دوسرا - ارے میاں وہ ترکیب بتاؤں جسمیں سانپ مرے نہ لاٹھی ٹوٹے تم میاں آزاد سے ملجاؤ - اور اُنھیں کے مفید مطلب گواہی دو ادھر اللہ رکھی سے بھی ملے رہو اور میرے دونوں میٹھے کہتے ہوئے عدالت سے سرخرو آؤ تمھارا اُلو کہیں نہیں گیا ہے اور بچہ تم ہو کس بھروسے پر چار چار گنڈے میں تو وہ گواہ ملتے ہیں جو تڑ سے جھوٹا قرآن یا گنگا اُٹھالیں اور جھوٹ کے پُل باندھ دیں آپ ہم کس میں ہمکو کوئی دو[2] ہی روپئے سے قرآن اُٹھوائے جو چاہے کہوالے آخر ہماری طرف سے کوئی ڈبلیو ہوگا یا نہوگا - پھر واہی ہو خاصے میاں دو[2] سو ملتے ہیں دو سو[200] - اللہ رکھی کیطرف سے ضرور گواہی دو اور بیچ کھیت گواہی دو - جھوٹ سچ سے واسطہ سچ وہی جسمیں دو[2] سو ملیں بھئی یہ تو کلجگ ہے اسمیں سچ بولنا حرام ہے اور جو کُتے نے کاٹا ہو تو سچ ہی بولیئے -

ایک - حضرت سُنیے سچ پھر سچ ہے اور جھوٹ پھر جھوٹ ہی

اتنا یاد رکھیے گا -

دوسرا - ابے جا - لایا وہان سے جھوٹ پھر جھوٹ ہی اربے نادان اس زمانے مین جھوٹ ہی سچ ہی - اک ذرا سے جھوٹ بولنے مین دو۲ سو چہرے شاہی آئے گئے ہوتے ہین - ذرا زبان ہلا دی اور دفعۃً سو ہضم - دو سو کا خیال کیجیے - کتنی رقم کثیر ہی دل لگی نہین ہی دو۲ سو کیا کچھ تھوڑے ہوتے ہین ہمین کسی سے تم دو گندے ہی دلوا دو دیکھو حلف اُٹھا لیتے ہین یا نہین سو بھائی جو عقل سے کام لو تو ہمارا کہا مانو ورنہ تم جانو تمھارا کام جانے -

آزاد - کیون بھئی جوانو ! - اور جو اقرار کرکے مکر جائے تو پھر کیسی ہو - عورت کی بات کا اعتبار کیا - اس سے بہتر ہی کہ اللہ رکھی سے اسٹامپ کے کاغذ پر لکھوا لو -

ایک - اچھا اچھا واللہ کیا سوجھی ہے -

دوسرا - کیا میان - کیا کہتے ہو - اسٹامپ کیسا - ہم کیا جانے کیا مشورہ کر رہے ہین - آپ آئے وہان سے - اسٹامپ پر لکھوالو - ہم کیا کوئی چور ہین -

ایک - اجی وہ تمھارے ہی بھلے کے لیے کہتے ہین - تم تو سمجھتے ہی نہین -

دوسرا - (چپت لگا کر) چُپ گوکھے نا معقول ایسی باتین کہین راہ چلتون سے کہدیا کرتے ہین - آخر وہ آپکے ہین کون پھر بھلا اُن سے راز دل بتانا حماقت ہی یا نہین - مجھکو بھی لیکر دھرواؤ گے معلوم ہوتا ہے - بس اب تم سے مشورہ کرے تو اُس پر لعنت -

آزاد چُپکے سے جا کر دونون مذکوریون اور خوجی اور میر صاحب اور فیلبان کو بُلا لائے تھے اور کہا تھا کہ ساری داستان سُن رکھیے گواہی دینی ہوگی -

خوجی - سننے کو تو سب سُنا لیکن میان گواہی دوا ہی ہم نہ دینگے اور جو زبردستی کروگے تو تم کو دھروا ہی دینگے -

میر صاحب - اجی ہم گواہی دینگے اور ڈنکے کی چوٹ -

فیلبان - جو سُنا وہ کہدینگے -

میان آزاد مذکوریون کی آنکھ بچا کر چلدیے یہ جا وہ جا اسٹیشن پر داخل اور جھٹ سے ٹکٹ لیکر ریل کے ایک درجے مین بیٹھے جاتے تھے کہ اتنے مین ایک بڑے اسٹیشن پر ریل ٹھہری اور آپ کھٹ سے اُتر پڑے رات کا سمان - چوطرفہ اندھیرا گھپ گھٹا ٹوپ ہاتھ کو ہاتھ نہین سوجھتا - انھون نے ریل سے اُترتے ہی واندمچائی کہ کوئی قلی ہی - کوئی مزدور ہی - خدا کے فضل سے زمانہ بھر کو ٹھگ کر آئے تھے کپڑے کی گٹھری - چینی کی پیالی دو ڈھائی سو روپیہ کی پوٹلی - میوہ کا ٹوکرا - بیگ - بقچہ - بچھونا - الم غلم - کئی گدھون کا بوجھ ان کے پاس تھا قلیون کے سر پر لاد کر باہر نکلے - آیئے حضور ہم گاڑی دینا - لیجیے یہ پالکی گاڑی آپ ہی امیرون کے لائق ہی - اجی یہ کمانی دار یکہ کرایہ لیجیے - ہوا کے موافق مشکی یابو جاتا ہی چھُن چھُن کرتا ہوا اجی ادھر آیئے میان ہم بگھی دین کہان چلیےگا کہان - کیا لوگے - کہان جایئے گا - سرا - سرا تو یہان ایک چھوڑ دس دس ہین - جو سب مین بڑی ہو مگر صاف ستھری - اچھا ایک روپیہ ہوا - واہ پہلے گھنٹے ۲ دوسرے گھنٹے کے ۳ اور پندرہ منٹ کی راہ جسکے سولہ گندے مانگتے ہو - ہم پانچ آنے دینگے ہزار دفعہ غرض ہو چلو نہین نہ سہی اچھا چلیے پہونچا دین -

میان آزاد نے اسباب کو بگھی پر لادا - اور چل کھڑے ہوے کھٹ سے سرا مین داخل - سرا کے معاملے اور بھٹیارون کے ہتھکنڈون سے تو یہ خوب ہی واقف ہو چکے تھے ایک کوٹھری مین جا ڈٹے اور بچھونا بچھا کے خوب لہرا لہرا کے باواز بلند گانا شروع کیا -

بیا ساقی آن مے کہ حور بہشت	عبیر ملائک دران می سرشت

میان آزاد بڑے ذوق اور جوش شوق سے گاتے تھے کہ ایک آواز آئی - بس زبانی داخلہ ہی یا اور کچھ بھی - اسکے بندۂ درگاہ قائل نہین ایسا کر دکھایئے تو جانین - اگر شوق چرّایا ہو تو دو دن ایک ساغر آب اندیشہ و بادۂ جان پرور - گلگون احمر قدح ارغوانی - لطف زندگانی کیمیاے فتوح - جوہر روح - صبح کا سہانا سمان ہی)

میان آزاد نے جو یہ آواز سنی تو چوکنّا ہو کر لگے ادھر اُدھر دیکھنے کوئی بھی نہین - بھئی یہ کس گوشے سے آواز آئی - ہے کوئی طرار آدمی الفاظ چست - لب و لہجہ درست - معجز بیان طلیق اللسان بلبل ہزار داستان ہی اتنے مین ایک صاحب برآمد ہوے - فالسئی تہ بند شربتی کا زعفرانی پیرہن زیب تن کیے - مانگ نکالے پٹون مین حنا کا تیل ڈالے آنکھون مین سرمہ لگائے - ہاتھون مین مہندی رچاے ایک زن ملیح و سبزہ رنگ جوان شوخ و شنگ کی طرف مخاطب ہو کر حضرت نے یون فرمایا - ؎

ای بیک پی خجستہ چہ نامے فدیت لک
ہرگز سیاہ چردہ ندیدم باین نمک

علیک سلیک کے بعد آزاد کے چھپر کھٹ پر ڈٹ گئے - بابا ہم شاہ جی ہین قدسی شاہ ہمارا نام ہی - عشق بتان ہمارا خاص کام ہی اسوقت جو آپ نے ہمارے مرشد کامل حضرت حافظ شیراز رحمۃ اللہ علیہ رند شاہد باز کا شعر بلحن داؤدی پڑھا تو طبیعت مسرور ہو گئی اور دنیا و مافیہا کی فکر دور ہو گئی لیکن با ایں ہمہ بادۂ آتش فشان کا جام نوشین روان بھی دیکھا تھا سچ کہنا معلوم ہوتا ہے چوری چھپے پیا کیے ہو - مگر فعل نیک مین محتسب کا ڈر نہ قاضی کا خوف - ؎

زیادہ خوردن پنہان ملول شد حافظ
بیانگ بربط و می رازش آشکارا کنم

آزاد - شراب تو بندۂ درگاہ نے ترک کر دی - کب کی توبہ کر چکا اب تو اس مُردار کو چھوڑا سو چھوڑا آپ پیتے ہون تو پیجیے ؎

نہ قاضیم نہ مدرس نہ محتسب نہ فقیہ
مرا چہ سود کہ منع شراب خوارہ کنم

شاہ جی - ناچہ - توبہ کیسی - یاد رکھو توبہ توڑنے کے لیے اور قسم کھانے کے لیے ہی بہار توبہ شکن ہی ساقی گلعذار توبہ شکن ہے - یہ مرغزار توبہ شکن ہی - یہ رودبار توبہ شکن ہی - وہ جھومتی ہوئی گھٹا آئی - وہ ٹھنگھور گھٹا چھائی - ؎

توبہ نمے کردم و آمد بہار
ساقی توبہ شکنم آرزوست

یہ کہکر شاہ جی نے جھولی مین سے سونف کی ولائتی میٹھی شراب نکالی - دھانی بوتل اور کہا کہ - ؎

سبز بوتل مین لال لال شراب	خیر ایمان کا خدا حافظ
شاہ جی میکدے مین بیٹھے ہین	اس مسلمان کا خدا حافظ

آزاد - یا حضرت اینجانب نے تو قسم کھائی ہے کہ جبتک کوئی زن جوان و زہرہ جبین گلرخسار نازنین اپنے دست حنائی سے شراب آتش خواص نہ پلاے گی اور سیکڑون قسمین نہ کھلائیگی کہ اگر یہ پیالہ غٹ غٹ کرکے نہ پی جائے تو ہمارا ہی لہو پیئے تب تک ایک قطرہ نہ پیونگا - ؎

کردہ ام توبہ بدست صنم بادہ فروش
کہ دگر مے نخورم بے رخ بزم آرائے

شاہ جی - اسپر ہمنے جھٹ پٹ مین مصرعے لگائے تھے سنیے گا ذری - ؎

واعظا چون بطمع خیند درآئی بخروش	کہ بیاد رحمین خلد و می کوثر نوش
گیرم آن خود ہمہ نوش ستلولیکن مے دوش	کردہ ام توبہ بدست صنم بادہ فروش
	کہ دگر می نخورم بے رخ بزم آرائے

آزاد - بارک اللہ خوش گفتی بلکہ دُرسفتی

قدسی بہ فصاحت و بلاغت گویا سلمان ساوجی ہے

قُدسی شاہ سمجھے کہ اب میان نیم راضی ہوگئے اشارہ سے اُس جوان سراپا انداز سرمست صہبائے ناز کو بُلایا اور وہ ایک ادائے دلربا سے قدم دھرتی چھما چھم کرتی میان آزاد کے چھپر کھٹ پر غڑاپ موجود ہوگئی - اتنے مین بھٹیاری نے جو یہ حال دیکھا تو بجلی کیطرح چمکتی ہوئی آئی اور اس درجہ چیخی چلائی کہ الامان "ای واہ میان اٹھارہ اٹھارہ سنڈون کو لیکر کھٹیا پر بیٹھتے ہین - اور جو پاٹی کھٹ سے ٹوٹ جائے تو کس کے ماتھے - ایسے بھی مسافر نہین دیکھے ایک تو ماشاءاللہ سے خود نتھے سے آدمی ہین دوسرے دس دس کو لے کر بیٹھے ہین - لے چرپائی خالی کیجیے ہم ایسے کرایہ سے درگذرے چرپائی نگوڑی کی بساط ہی کیا ہی" میان آزاد کی تو بھٹیاری کے نام سے روح تھراتی تھی چپکے سے چارپائی خالی کردی اور پائی چھوڑ کر دری بچھوا کر مزے سے شاہ جی اور اُس نوعروس سراپا ناز کو لے کر بیٹھے اور دور چلنے لگا -

وہ گلبدن اپنے پیارے ہاتھون سے بھر بھر کے جام شراب ناب پلاتی جاتی تھی اور میان آزاد کے جسم مین گویا جان تازہ آتی جاتی تھی شاہ جی نے ایک جرعہ لیا اُس غنچہ دہن نے ایک گھونٹ پیا میان آزاد نے مزہ چکھا اسیطرح جام پر جام لنڈھایا جاتا تھا - اور دونون کو شیر مادر کا مزہ آتا تھا -

دور چلے دور چلے ساقیا اور چلے اور چلے ساقیا

اور سہی - پھر دور چلا - اب کی کورے سکورے مین انگور کی شراب ہو یہ بھی سہی - پہلے اُس سیمتن نے چسکی لگائی پھر جھوٹی چھائی میان آزاد نے اُڑائی نیچی بچائی میان قدسی شاہ کے حصے مین آئی - ابھی دور کا قل نہین ہوا ہوش باقی ہی -

دور چلے دور چلے ساقیا اور چلے اور چلے ساقیا

اتنے مین میان آزاد تو غین ہوگئے - مدہوش و سیہ مست مطربا کی خبر نہین - ایکدفعہ ہی اُٹھ کھڑے ہوے - اُٹھتے ہی دھڑ سے گرے گرے تو پا بدست دگرے دست بدست دگرے -

ادھر شاہ جی تو اسی گھات مین آئے ہی تھے جھپاک سے کپڑے ویڑے باندھے جمع جتھالی اور چلتا دھندا کیا سیمتن بھی ان کے ساتھ ساتھ لمبی ہوئین - میان آزاد رات بھر بیہوش پڑے رہے سحر کا ذب کے وقت اُنکی آنکھ کُھلی تو حال پیلا - یکہ و تنہا - نہ قدسی شاہ نہ وہ گوہر دُرج دلربائی فقط میان آزاد اور اُنکی چارپائی -

حریفان بادہ ہا خوردند و رفتند
تہی خمخانہا کردند و رفتند

پیاس کے مارے گلے مین کانٹے پڑے جاتے ہین - ہاتھ پانون ٹوٹ رہے ہین - جی مالش کرتا ہے طبیعت گھبراتی ہے -

دوشینہ بکوے میفروشان پیمانۂ مے بزر خریدم
اکنون ز خمار سرگرانم زر دادم و دردسر خریدم

اُٹھے تو لڑکھڑاہٹ نے پانون لیے - لڑھک گئے - پھر اُٹھے پھر منھ کے بھل گرے - بارے خدا خدا کر کے ہزار خرابی آفتابہ سے پانی پیا - آب سرد و خوشگوار نے کسی قدر تقویت بخشی - لیٹے تو آنکھ لگ گئی - پھر اُٹھے پھر پانی پیا - پھر پیا - پھر پیا - جب پیچھے ترہ کا ہوگیا تو دیکھتے کیا ہین کہ سرھانے پر ایک خط رکھا ہی کھولا پڑھا

خط

ساقی بہوش باش کہ غم در کمین تست
مطرب نگاہدار ہمین رہ کہ میزنی

کیون بچہ اور پیوگے اب پیوگے تو پھر جیوگے بھی نہین - ہان اُسکے

میان آزاد بڑے ذوق اور جوش شوق سے گاتے تھے کہ ایک آواز آئی - بس زبانی داخلہ ہی یا اور کچھ بھی - اسکے بندۂ درگاہ قائل نہین ایسا کر دکھایئے تو جانین - اگر شوق چرّایا ہو تو دو دن ایک ساغر آب اندیشہ و بادۂ جان پرور - گلگون احمر قدح ارغوانی - لطف زندگانی کیمیاے فتوح - جوہر روح - صبح کا سہانا سمان ہی)

میان آزاد نے جو یہ آواز سنی تو چوکنّا ہو کر لگے ادھر اُدھر دیکھنے کوئی بھی نہین یہ بھی یہ کس گوشے سے آواز آئی - ہی کوئی طرار آدمی الفاظ چست - لب و لہجہ درست - معجز بیان طلیق اللسان بلبل ہزار داستان ہی اتنے مین ایک صاحب بر آمد ہوے - فالسئی تہ بند شربتی کا زعفرانی پیرہن زیب تن کیے - مانگ نکالے پٹون مین حنا کا تیل ڈالے آنکھون مین سرمہ لگائے - ہاتھون مین مہندی رچائے ایک زن ملیح و سبزہ رنگ جوان شوخ و شنگ کی طرف مخاطب ہو کر حضرت نے یون فرمایا - ؎

ای پیک پی خجستہ چہ نامے فدیت لک
ہرگز سیاہ چردہ ندیدم باین نمک

علیک سلیک کے بعد آزاد کے چھپر کھٹ پر ڈٹ گئے - بابا ہم شاہ جی ہین قدسی شاہ ہمارا نام ہی عشق بتان ہمارا خاص کام ہی اسوقت جو آپ نے ہمارے مرشد کامل حضرت حافظ شیرازؒ رند شاہد باز کا شعر لحن داؤدی پڑھا تو طبیعت مسرور ہو گئی اور دنیا و مافیہا کی فکر دور ہو گئی لیکن با ایں ہمہ بادۂ آتش فشان کا جام نوشین روان بھی دیکھا تھا سچ کہنا معلوم ہوتا ہے چوری چھپے پیا کیے ہو - مگر نعل بیک مین محتسب کا ڈر نہ قاضی کا خوف - ؎

زیادہ خوردن پنہان ملول شد حافظ
ببانگ بربط و نی رازش آشکار کنم

آزاد - شراب تو بندۂ درگاہ نے ترک کر دی - کب کی توبہ کر چکا ابتو اس مُردار کو چھوڑا سو چھوڑا آپ پیتے ہون تو پیجیے ؎

نہ قاضیم نہ مدرس نہ محتسب نہ فقیہ
مرا چہ سود کہ منع شراب خوارہ کنم

شاہ جی - ناچہ - توبہ کیسی - یاد رکھو توبہ توڑنے کے لیے اور قسم کھانے کے لیے ہی بہار توبہ شکن ہی ساقی گلعذار توبہ شکن ہے - یہ مرغزار توبہ شکن ہی - یہ رود بار توبہ شکن ہی - وہ جھومتی ہوئی گھٹا آئی - وہ گھنگھور گھٹا چھائی - ؎

توبہ کردم و آمد بہار
ساقی توبہ شکنم آرزوست

یہ کہکر شاہ جی نے جھولی مین سے سونف کی ولائتی میٹھی شراب نکالی - دھانی بوتل اور کہا کہ - ؎

سبز بوتل مین لال شراب
شاہ جی میکدے مین بیٹھے ہین
خیر ایمان کا خدا حافظ
اس مسلمان کا خدا حافظ

آزاد - یا حضرت اینجانب نے تو قسم کھائی ہی کہ جبتک کوئی زن جوان و زہرہ جبین گلرخسار نازنین اپنے دست حنائی سے شراب آتش خواص نہ پلاے گی اور سیکڑون قسمین نہ کھلائیگی کہ اگر یہ پیالہ غٹ غٹ کرکے نہ پی جائے تو ہمارا ہی لہو پیئے تب تک ایک قطرہ نہ پیونگا - ؎

کردہ ام توبہ بدست صنم بادہ فروش
کہ دگر مے نخورم بے رخ بزم آرائے

شاہ جی - اسپر ہمنے جھٹ پٹے مین مصرعے لگائے تھے سنیے گا ذری - ؎

واعظا چون بطامی جنید و داگی نجروش
گیرم آن خود ہمہ نوش ست ولیکن من و دوش
کہ بیاد چمن خلد ومی کوثر نوش
کردہ ام توبہ بدست صنم بادہ فروش
کہ دگر می نخورم بے رخ بزم آرائے

آزاد - بارک اللہ خوش گفتی بلکہ دُر سفتی

گویا سلمان ساوجی ہے	قدسی بہ فصاحت و بلاغت

قُدسی شاہ سمجھے کہ اب میان نیم راضی ہو گئے اشارہ سے اُس جوان سراپا انداز سرمست صہبائے ناز کو بُلایا اور وہ ایک ادا سے دربا سے قدم دھرتی چھما چھم کرتی میان آزاد کے چھپر کھٹ پر غڑاپ موجود ہو گئی - اتنے مین بھٹیاری نے جو یہ حال دیکھا تو بجلی کیطرح چمکتی ہوئی آئی اور اس درجہ چیخی چلائی کہ الامان "ای واہ میان اٹھارہ اٹھارہ سنڈون کو لیکر کھٹیا پر بیٹھتے ہین - اور جو پاٹی کھٹ سے ٹوٹ جائے تو کس کے ماتھے - ایسے بھی مسافر نہین دیکھے ایک تو ماشاء اللہ سے خود نخصے سے آدمی ہین دوسرے دسن دسن کو لے کر بیٹھے ہین - لے چرپائی خالی کیجیے ہم ایسے کرایہ سے درگذرے چرپائی نگوڑی کی بساط ہی کیا ہے" میان آزاد کی تو بھٹیاری کے نام سے روح تھراتی تھی چپکے سے چارپائی خالی کر دی اور پائی چھڑ کوا کر دری بچھوا کر مزے سے شاہ جی اور اُس نوعروس سرمایۂ ناز کو لے کر بیٹھے اور دور چلنے لگا -

وہ گلبدن اپنے پیارے ہاتھون سے بھر بھر کے جام شراب ناب پلاتی جاتی تھی اور میان آزاد کے جسم مین گویا جان تازہ آتی جاتی تھی شاہ جی نے ایک جرعہ لیا اُس غنچہ دہن نے ایک گھونٹ پیا میان آزاد نے مزہ چکھا اسیطرح جام پر جام لنڈھایا جاتا تھا - اور دونون کو شیر مادر کا مزہ آتا تھا - ؎

اور چلے اور چلے ساقیا	دور چلے دور چلے ساقیا

اور سہی - پھر دور چلا - اب کی کورے سکورے مین انگور کی شراب ہو یہ بھی سہی - پہلے اُس سیمتن نے چُسکی لگائی پھر جھوٹی چھائی میان آزاد نے اُڑائی - بچی بچائی میان قدسی شاہ کے حصے مین آئی - ابھی دور کا قل نہین ہوا ہوش باقی ہے -

اور چلے اور چلے ساقیا	دور چلے دور چلے ساقیا

اتنے مین میان آزاد تو غین ہو گئے - مدہوش و سیہ مست سر و پا کی خبر نہین - ایکدفعہ ہی اُٹھ کھڑے ہوے - اُٹھتے ہی دھڑ سے گرے گرے تو پا بدست دگرے دست بدست دگرے -

ادھر شاہ جی تو اسی گھات مین آئے ہی تھے جھپاک سے کپڑے ویڑے باندھے جمع جتھالی اور چلتا دھندا کیا سیمتن بھی ان کے ساتھ ساتھ چلتی ہوئین - میان آزاد رات بھر بیہوش پڑے رہے سحر کاذب کے وقت انکی آنکھ کھُلی تو حال پتلا - یکہ و تنہا - نہ قدسی شاہ نہ وہ گوہر دُرج دلربائی فقط میان آزاد اور اُنکی چارپائی - ؎

حریفان بادہ ہا خوردند و رفتند
تہی خمخانہا کردند و رفتند

پیاس کے مارے گلے مین کانٹے پڑے جاتے ہین - ہاتھ پاؤن ٹوٹ رہے ہین - جی مالش کرتا ہے طبیعت گھبراتی ہے - ؎

پیمانۂ مے بزر خریدم	دوشینہ بکوے میفروشان
زر دادم و درد سر خریدم	اکنون ز خمار سر گرانم

اُٹھے تو لڑکھڑا ہٹ نے پاؤن لیے - لڑھک گئے - پھر اُٹھے پھر منھ کے بھل گرے - بارے خدا خدا کرکے ہزار خرابی آفتابہ سے پانی لیا - آب سرد و خوشگوار نے کسی قدر تقویت بخشی - لیٹے تو آنکھ لگ گئی - پھر اُٹھے پھر پانی پیا - پھر پیا - پھر پیا - جب تڑکا ہو گیا تو دیکھتے کیا ہین کہ سرھانے پر ایک خط رکھا ہے کھولا تو یہ

خط

ساقی بہوش باش کہ غم در کمین ماست
مطرب نگاہدار ہمین رہ کہ میزنی

کیون بچہ اور پیوگے اب پیوگے تو پھر جیوگے بھی نہین - ان سے

ساتھ یہ بھی ہی - ہوکا ہی تو کھنا - بوتل کی بوتل منھ سے لگالی اب خمیازہ کھینچا - ہات تیرے کی - کیا مزے سے معشوق پری پیکر رشک قمر کے پاس بیٹھے ہوے غٹ غٹ اڑا رہے تھے گٹھری وٹھری گھوم گئی نہ ہات تیرے کی اب کہو اُستاد صبوحی نہ اُڑیگی بھئی ہماری خاطر سے ایک جام تو لو - کہو تو ٹٹی کے ہاتھ بھیجون ہات تیرے کی مثل مشہور ہی کہ انسان کچھ کھو کے سیکھتا ہی مگر تم کھو کے بھی نہ سیکھے یاد ہی ریل پر ہمنے تمھارا بقچہ اُڑا دیا تھا اب جیتے مچھلی - رہی شاہ جی ہم ہین - مگر ہان تب اور روپ مین تھے اب اور بھیس ہی - تب بھی چکما دیا تھا - ابکی بھی غچّا دیا جو تم انسان ہوے تو ہمارے پھندون مین نہ آتے اب ہم جتائے دیتے ہین خبردار مسافر کا اعتبار نہ کرنا اور سفر مین تو کسی پر بھروسا رکھنا ہی نہین دیکھو آخر ہم سے دے کے چلدیئے نہ تمنے عمر بھر سفر کیا مگر آدمی نہ بنے

"درویش مشیخت پناہ قدسی شاہ"

یہ خط پڑھکر میان آزاد پر گویا عرق خجالت کے سیکڑون گھڑے پڑ گئے اور اتفاق وقت ہی ہنسیا کلوارن بھی اُدھر سے چمکتی ہوئی گذرین -

جیسے چور کے گھر چور پیٹھے ڈاکو کے یہان ڈاکہ پڑا - گٹھ کٹے کی جیب کتری گئی - بڑے نیاریے نے غچّا کھایا - میان آزاد سب کو موس لائے تھے مگر یہان بقچہ وقچہ گٹھری وٹھری - روپیہ پیسا جمع جتھا سب غائب غلّہ ہوگیا دکھن کی کمائی کالندرے کے نامے مین گنوائی ساری چوری سرا مین لٹا ئی اب ٹکا کفن کو پاس نہین کوڑی کوڑی کو محتاج -

بہت کچھ غل غپاڑا مچایا - سرا بھر کو سر پر اُٹھایا - بھٹیارے کو دو چار جھپتین لگائین - بھٹیاری کو بے نقط سنائین - مگر ال نہ بلا نہ بلا شاہ جی رفو چکر ہوے مگر نام کیا متبرک رکھا تھا قدسی شاہ -

شاہ یا چورون کے پشت و پناہ اور ڈاکوؤن کے قبلہ گاہ - لوگون نے صلاح دی کہ جاؤ تھانہ پر رپٹ لکھاؤ گرتے پڑتے چلے تھانہ پر - اثنا راہ مین پنساری کی دُکان پر ایک شخص اخبار پڑھ رہا تھا - میان آزاد اپنا نام اُسکی زبان سے سُنکر چونکتا ہوے - این ہمارا ذکر خیر اخبار مین کیسا - سنتے ہی ٹھٹک رہے کیون قبلہ ذرا یہ اخبار ہم بھی پڑھ سکتے ہین - جی ہان جو پڑھے لکھے ہین آپ تو پڑھ سکیے گا ورنہ خیر صلاح کے ڈھیر بیجیے ملاحظہ فرمایئے - وہ تو گلقند آفتابی لے کر رفو چکر ہوے - یہ اخبار پڑھنے لگے -

میان آزاد! میان آزاد!! میان آزاد!!!

نگوڑی چاہت کو کیون سمیٹا عبث کے جھک جھورے جھیلنے کو
دوگانہ پڑ جائے اُٹکی ایسی تمھارے اٹکھیل کھیلنے کو
نصیب جاگین گے میرے جسدم تو مین بھی اک رت جگا کرونگی
ابھی تو آزاد سے ہمین ہان پڑے ہین پاپڑ سے بیلنے کو

پر بیتی کون کہے - ہماری بیتی سنو - سرا مین ایک گورا گورا لانبا لانبا جوان خوبرو آکر ٹکا ٹکایا بلکہ جم گیا - اور جمتے ہی ہمسے نکاح کا وعدہ کیا - ہم تو سیدھے سادھے ہین - ہمین اُسکے ہتکھنڈے کیا معلوم ہم بھی نکاح پر جھٹ سے راضی ہو گئے - اب جب نکاح کے دن قریب آئے تو موا اُکھڑ گیا ہمنے نالش داغدی تو بھاگ گیا سرکار نے اُسکو پکڑ وابلایا - پھر جمیعت ہو گیا - تو جو کوئی ڈھونڈھ لائے ہم اُسکے ساتھ نکاح کرلین گے - المدر کھی بھٹیاری

یہ اشتہار میان آزاد پڑھ ہی چکے تھے کہ دوسرا نظر سے گذرا

لوٹ لیا! لوٹ لیا!! لوٹ لیا!!!

چل دیا دے کے جل ہمین مکار | ایسے شیطان پر خدا کی مار

دُہائی ہی - دہائی ہی - وقت مشکل کشائی ہی بس اب جان پر بن آئی ہی مین بوڑھا جہاجن اگلے وقتون کا رئیزہ کچہری دربار عدالت سرکار سے

ناواقف - ایک چور دن کے قبلہ گاہ ڈاکوؤن کے پشت پناہ ذات شریف کے چنگ پر چڑھ گیا تو اُسکو ڈھائی سو (۲۵۰) روپیہ نقد کھنا کھن گن دیے اب سُنیے کہ تمسک تو ہمارے پاس ہی مگر اُس کا ستیاناس ہو گیا جانے کہان چل دیا میان آزاد کے ساتھ آیا تھا جو کوئی اُسکو پکڑ لائے اُسکو ہم دو (۲) روپیہ انعام دینگے - لالہ گوجر مل مہاجن

اسکے بعد ایک تیسرا اشتہار پڑھا -

مُوس لیا! مُوس لیا!! مُوس لیا!!!

ہات ترے چور کی دُم مین موٹا سا رسّا باندھون - نابکار چھ سات روپیہ کا میوہ لے کر چھا نسا دیکر چلدیا آزاد نام ایک صاحب اُنکے ساتھ تھے صبح کو کافور ہو گیا - یہان سے منزلون دور ہو گیا اگر کوئی صاحب اُنکا پتا لگائین تو بے فصل کے آم کھلواؤن -

جمالی مالی

یہ تینون اشتہار پڑھ چکے تو ایک چوتھا اور نظر آیا

لینا! لینا!! لینا!!!

جانے نہ پائے - جانے نہ پائے - چور - چور - چور - بلکہ سینہ زور واضح ہو کہ میان آزاد کے ایک دوست نے ہماری کوٹھی سے کئی روپیہ کا مال جا کر خریدا اور وعدہ کیا کہ تڑکے دام بھیجدینگے -

ہم تو سادے غریب کیا جانین
اُس فرور کو کیونکہ پہچانین

سمجھے کہ شکل صورت سے بھلے مانس معلوم ہوتے ہین جھوٹ کیا بولین گے وہ تڑکے سے دے کے چلدیے تو آجتک آتے ہی ہین اسی سے تو کسی کی ساکھ نہین رہی - اگر کوئی بزرگوار اُس بے ایمان کو گرفتار کرا دین تو ہم دس گز ریشمی کپڑے سے کمیٹن کا ہاتھ

اینڈ کمپنی سوداگر

پانچوان اشتہار بھی موجود -

ٹھہر تو جا! ٹھہر تو جا!! ٹھہر تو جا!!!

آزاد نام ایک عروض دان اور سخندان ہمارے باغ مین ٹکے تھے دو چار دن ہمارے ساتھ خوب میٹھے ٹکڑے اُڑائے آخرکار اُنکے دوست جو اُنکے ساتھ تھے کوئی پانچ چھ روپیہ کے چینی کے پیالے بھی لے بھاگے سو بھئی آزاد جو یہ اشتہار پڑھو تو واسطے خدا کے وہ پیالے اپنے دوست سے دلوا دو -

پیر مرد

ابھی ایک اور باقی ہے -

پھنسا دیا! پھنسا دیا!! پھنسا دیا!!!

ہم ایک برات مین ہاتھی لے کر گئے تھے - شامت اعمال سے ایک اشتہاری مجرم اُسی ہاتھی پر سوار ہوا - سرکاری مذکورون نے اُنکو گرفتار کر لیا اور یہان لے آئے اب وہ تو خود چلدیے اور ہم کو مع ہاتھی اور ہاتھی کی دُم کے قُرق کرا گئے - یار وجو اُنکو پاؤ تو لاؤ

فیلبان

ادھر میان آزاد تو اس جھنجھٹ مین پڑے تھے اُدھر نواب کے یہان کا حال سُنیے کہ وہ کس مصیبت مین مبتلا تھے جب برات لُٹ گئی تو لوگ رو رو کر یون کہنے لگے - ع

ہوا آزاد پر وارنٹ سرکار
کچہری مین گئے ہو کر گرفتار

غضب ہشیار تھے بیباک تھے وہ
ہوے مفرور کیا چالاک تھے وہ

ازل سے نام جب اُنکا ہی آزاد
وہ سہتے کس طرح محبس کی بیداد

دوسرا ع گئے تھے ہو کے جس ہاتھی پہ اسوار
ضمانت مین اُسے لکھوایا اکبار

امانت مین نہین کے قرق ہو وہ
ضمانت مین نہین کے قرق ہو وہ

تیسرا ع گئے خالی وہان بھی نہ ٹھہرے
ہر اک کو موس کر لے بھاگے دونو -

چوتھا سہ — کسی سے پیا لیان چینی کی لی تھین
فقط ترٹکے ہی کے وعدے پہ دی تھین
انھین بھی ہضم حضرت نے کیا ہی — وہ بوڑھا پیالی والا رو رہا ہی

پانچوان سہ — بزازون سے جاکر مال لائے
اُنھین بھی خالی سُتّے ہی بتائے

چھٹا سہ — مہاجن سے لیے تھے ڈھائی سو قرض
ادائی اُنکی تھی آزاد پر فرض

ساتوان سہ — ہمیشہ سے یہی تھا اُنکا شیوہ
لیا اک میوہ والے سے تھا میوہ
عجب کھوٹی ہی کچھ اُنکی بھی نیت — اُسے بھی آجتک دیتے ہین قیمت

اٹھوان سہ — سوار اک گاڑی پر ہوکر گئے تھے
کئی گھنٹے اُسے چکّر دیے تھے
غضب کا پیٹ ہے اللہ اللہ — کرایہ نوش اُسکا کر گئے واہ

نواب سہ — بڑا افسوس ہوتا ہے ہمین یان
نہ تھے اسطرح کے ہرگز وہ انسان
نہایت ہی دیانت دار تھے وہ — نہ تھے خائن امانت دار تھے وہ

راوی۔ واہ اچھی بے پرکی اُڑ رہی ہے اِس شاعری کے صدقے۔

میان آزاد تھانہ تک جاتے جاتے راہ مین کوئی اٹھارہ ہی جگہ پر ٹکے ہونگے۔ تھانہ پر جانا گویا جوئے شیر لانا تھا۔ اخبار مین درجن بھر اشتہار پڑھے تو ماتھا ٹھنکا کہ خدا ہی خیر کرے اور طُرّہ اُسپر یہ کہ بی اللہ رکھی نے ٹوہ لگا کر خط بھی بیرنگ روانہ ہی کردیا۔ اب جائے رفتن نہ پائے ماندن مخمصے مین جان ہی خوف یہ کہ تھانہ پر جائین تو مبادا کوئی حلیہ ملائے مفت مین دھر لیے جائین بارے سہ

ماکار خویش را بخدا او ندکارساز
بسپردہ ایم تا کرم او چہا کند

کہتے ہوئے تھانہ پر دُن سے داخل ہوگئے تو کیا دیکھتے ہین کہ تھانہ دار صاحب چھپرکھٹ بچھائے بیٹھے ہانک رہے ہین کہ مین نے فلان گانون مین ۱۸۔ ڈاکوؤن سے مقابلہ کیا اور ۲۴۔ برس کی چوری برآمد کی اور گلباز سے نامی چور کو گرفتار کر لایا۔ کانسٹبل ہان مین ہان ملاتے اور بھرّے دیتے جاتے تھے کہ آپ ایسے اور آپ ایسے اور آپ ڈبل پیسے۔

اتنے مین انکے اور تھانہ دار صاحب کے ساڑھے تین آنکھین ہوئین این! یہ ساڑھے تین چہ معنی دارد تھانہ دار کی ڈیڑھ ہی آنکھ تھی۔ آدھی ڈاکوؤن کی نذر کر چکے تھے۔

آزاد۔ السلام علیکم۔

تھانہ دار۔ وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ مزاج اقدس۔

آزاد۔ عالم بالا پر ہے اب گٹھری دلواؤ اُستاد جی۔

تھانہ دار۔ اُستاد جی کس بھکوے کا نام ہے۔ یہ اُستاد جی کہان رہتے ہین۔ اور گٹھری کیسی؟ یہ کیا بہکی بہکی باتین کرتے ہو۔

آزاد۔ واہ ری تیری تھانہ داری۔ ماشاء اللہ صورت سے نہین پہچان جاتے کہ مستغیث مظلوم ہے۔

تھانہ دار۔ کیا کوئی واردات ہوگئی۔

آزاد۔ جی اور نہین تو کیا کتّے نے کاٹا تھا جو مین خاک پھانکتا ہوا یہان آتا۔

تھانہ دار۔ اچھا پھر آپ روزنامچے مین رپورٹ لکھوائیے منشی جی لکھ لو۔

منشی جی - آپ کا کیا نام ہے -

آزاد - اس سے آپ کو کیا کام ہی - آخر آپکو ناؤن اور گاؤن سے کیا واسطہ -

میان آزاد اور تھانہ کے منشی سے آدھ گھنٹے تک گلغپ رہی میان آزاد کو نام بتانے مین انکار منشی کو اصرار - اور میان آزاد نام بتاتے تو بتاتے کیونکر میاؤن کا جو خوف تھا -

خیر آخر کار بڑی غر فش کے بعد نام بتایا مگر مصنوعی اچھا لکھیجی ہمارا نام جنٹلمین ہے -

منشی - کیا جنٹلمین ؟ بھئی واللہ یہ تو انوکھا نام ہی - آپ کرسٹان ہین - ہندو مسلمان کا تو ایسا نام آجتک سُنا نہین -

آزاد - آپ کوئی قاضی ہین -

منشی - آپ کا اسباب وسباب نہین کھویا ہی بس معلوم ہو گیا آپ فقرہ باز آدمی ہین - نو برس سے ہم منشی تھانہ ہین ایسے منطقی دیکھے ہی نہین جیسے آپ ہین - سوائے اسیٹھ کے دوسری بات نہین یاد ہی اگر بیوجہ بھی کسی سے پوچھین کہ آپ کا اسم مبارک کیا ہی تو اسکو بتانے مین اغماض نہو مگر آپکی عقل کے قربان آئے ہین رپٹ لکھانے اور نام بتانے مین مچلتے ہین -

آزاد - مجھ سے زبان نہ ملائیے گا اتنا مین نے کہدیا ہے ذری مین ٹیڑھا آدمی ہون -

تھانہ دار - اچھے اچھے ٹیڑھون کو تو ہمنے سیدھا بنایا - آپ ہین کس کھیت کی موبی - کوئی ہی - گیان سنگھ - وہ حلیہ تو ملاؤ - بالکل ویسی ہی شکل وصورت ہی -

گیان سنگھ نے حلیہ جو ملایا تو سر مو فرق نہین غضب ہی ہو گیا مگر اسوقت کر کیا سکتے تھے دھر لیے گئے فوراً حوالات مین دندنانے لگے -

میان آزاد مصیبت رسیدہ ایک ہی گرگ باران دیدہ پرلے سرے کے بنیا ریے خرانٹون کے قبلہ گاہ اُستادون کے پشت پناہ بھلا وہ اور حوالات مین رہین - واہ رہ چکے - یہ ستم سہہ چکے کانسٹبل کو وہ وہ بھرّے دیے کہ جنگ پر چڑھ گیا - باتون باتون مین یارانہ پیدا کر لیا - دم کے دم مین وہ پینگ بڑھائے کہ اُن کا دم بھرنے لگا - اب اُسے فکر ہوئی کہ انکو حوالات سے ٹہلا دے حوالی موالی سنتری گھڑیالی کی آنکھ چوکی اور میان آزاد اسطرح غائب ہوے جیسے جان تن سے یا بوے گل چمن سے - ؎

کب سبکدوش رہے قیدی زندان وطن
بوے گل پھاندتی ہی باغ کی دیوارون کو

دائین بائین دیکھتے چُپ چاپ دبے پانون جانے لگے ذرا آہٹ ہوئی اور انکے کان کھڑے ہوے کہ پکڑے گئے کھٹ کی آواز آئی اور ہوش پرّان کسی نے کسی کو پکارا اور میرے شیر نے قدم بڑھایا - بارے خدا خدا کر کے وہ کافر راستہ طے کیا اور دَون سے سرا مین داخل ہوے - جاکٹ پتلون ڈانٹا ہاتھ مین ایک موٹا بید لیا - اسباب کا بقچہ سنبھال بیگ گلے مین ڈال بی بھٹیاری کو بھاڑا دے کر عینک چڑھا قدم بڑھا - یہ جا وہ جا اب راہ مین ایک ایک سے پوچھتے ہین کہ کیون حضرت اسٹیشن کی راہ کدھر ہے - کیون میان ریل کا راستہ کس طرف ہے - دل لگی باز آدمی پھر آپ جانیے ایک ٹھٹھول - کوئی پچھم بتاتا ہے - کوئی پورب - ایک مزدور گٹھا لیے ہوے اُتّر کی طرف چلا - دوسرے نے دکھن کی راہ لی - سوچے کہ ابھی ہم پورے جنٹلمین نہین بنے جھپاک سے ایک گاڑی کرایہ کی اب ٹھیٹھ جنٹلمین بن گئے - کبھی کھڑکھڑاتے ہوے اسٹیشن پر داخل ان کو تحقیقات کا عارضہ لگے ہر ایک سے ادھر اُدھر کی گپ

اُڑانے آدمی تھے مشین جاکٹ پتلون اور البرٹ فیشن کے بال دیکھکر لوگ سمجھے کہ کوئی جلیل القدر عہدہ دار ہین دس پندرہ آدمیون سے ساری خدائی کے تذکرے کرکے ایک صاحب سے مڈبھیڑ ہوئی یہ آنکی آنکھون سے تاڑ گئے کہ آدمی حسین طبع اور باوضع ہی انھون نے جو ایک نظر ڈالی تو دیکھتے ہی بھانپ گئے کہ رنگین مزاج اور خوش فکر باغ وبہار آدمی ہین - یہ کہتے ہین کہ وہ پہلے بولین - وہ کہتے ہین یہ اقدام کرین - آخرکار میان آزاد نے سکوت کا کفر توڑا -

آزاد - یا حضرت سچ کہیے گا کیا فرمایشی گرمی پڑتی ہے - ہر بن مو العطش گویان ہی -

جواب - عرض کرون حضرت العطش تک تو خیریت ہی جو کہین خدا ناکردہ ہفتہ عشرہ یہی چلچلاتی دھوپ پڑی اور امساک باران کی یہی کیفیت رہی تو ہر بن مو سے الجوع الجوع کی صدا نکلیگی - غلہ صاف جواب دیجائے گا - خداوندا بچائیو - اور جو کہین جھڑی لگجائے تو پھر مزے ہین - کھیت لہلہائین - لوگ ملار گائین - کسان بغلین بجائین - امریون مین جھولے پڑین - اور اُنپر مہوشان طناز جھولین - تماشائی سیر دیکھین - عاشق تن آنکھین سینکین

آزاد - اسم شریف -

جواب - موج اور آپ کا اسم مبارک -

آزاد - آزاد خانہ برباد - کہیے کس طرف کے عزم ہین مضائقہ نہو تو ہمارا آپ کا ساتھ ہو - ایک ہی درجے مین بیٹھین - خوب گپین اڑین کسی طرح راستہ تو کٹے -

موج - میان - ع - ہم کو تو دل لگی سے غرض ہی کہین سہی - لیکن حضرت راستہ کاٹنے کا یہ طریقہ ہی نہین - بندہ رشتا ئیل آپ مچھا گلا ایک راستہ کٹنے کی یہی صور تین ہین - بھلا ان اگر کوئی عروس نوخاستہ ساتھ ہو تو راستے کے لطف دیکھیے واللہ یہی دعا مانگون کہ الٰہی آج کی رات کی سحر ہی نہو سٹیشن کا پتہ ہی نہ ملے -

آزاد - لاناہا تھ - واللہ اُستاد کیا کہنا ہی - بھئی ہم تو چتونون ہی سے تاڑ گئے تھے کہ اسٹیشن بھر پر ہمارے مذاق کے بس ایک تم ہی تو ہو - پھر چلیے کوئی رنگین کمرہ ڈھونڈھین - ع - گہری چھنیگی آج کسی گلعذار سے - واللہ بس ہمارا ابھی یہی فیشن ہی - یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ ایک دفعہ ہی چھما چھم کی آواز آئی -

آزاد - یادش بخیر - ؎

دل گواہ است کہ در پردہ دل آرائی ہست
ہستی قطرہ دلیل ست کہ دریائی ہست

الٰہی یہ کس متوالی کی آمد آمد ہی کہ چھڑون کی جھنکار سنتے ہی ایسے مست ہوگئے جیسے بسنت کی رُت مین بھونرا - مگر ارے لاحول ولا قوۃ - ہم سمجھے تھے کہ اس نقاب سے کوئی جھلکتا ہوا رُخ انور غیرت شمس وقمر جلوہ کنان ہوگا مگر وہ حسن گلوسوز نہ دہ نور عالم افروز کا لا بھجنگا ہفتہ کا روز -

اتنے مین تیسری گھنٹی ہوئی اور میان آزاد اور میان موج ریل پر تڑ سے جا بیٹھے اور انجن بھک بھک کرتا ہوا چلا - اب راہ کی دل لگی سُنیے کہ میان آزاد کے درجے مین بہت سے مسافر بیٹھے تھے اور سب اپنی اپنی ہانک رہے تھے انھون نے جو سب پر نظر کی تو انکو چٹیلمین کوئی نہ نظر آیا (بجز اپنے) ٹوپی کو تو انھون نے تڑ سے پھینکا اچھین ٹانگین پھیلا کر ناول پڑھنے لگے (مانٹی کرسٹو) پندرہ[15] بیس منٹ مین ناول کو بھی پھینکا اور لگے ٹہلنے - گلاس نکالا اور لمینیڈ کی بوتل کو کھولا - کاگ ون سے اڑا کر غٹ غٹ پی گئے - رومال سے منھ پوچھا - پھر ٹہلنا شروع کیا پھر ناول پڑھا پھر شراب کی بوتل بیگ سے نکالی (کاربو ڈنز) چسکی لگائی کہ اتنے مین سامنے دو باپ بیٹون مین تکرار ہونے لگی -

باپ - تو بڑا شہدہ ہے بے -
بیٹا - آپ تو ناحق بن ناحق کانٹون مین گھسیٹتے ہین قبلہ و کعبہ آپ کے ہوتے ساتھی بڑا مین کیونکر ہو سکتا ہون - بڑے آپ چھوٹا مین -
باپ - محض بیوقوف ہے -
بیٹا - درین چہ شک - آپکی بیوقوفی مین ہی تو ہون -
باپ - اُلّو کہین کا -
بیٹا - اُلّو نہین اُلّو کا پٹھا سہی -

درجے بھر مین اس حاضر جوابی پر قہقہے پڑنے لگے - میان آزاد کو تحقیقات کا مرض - گھنٹون دریافت کیا کیے کہ آخر لڑکے کی گستاخی کا سبب کیا - تو معلوم ہوا کہ تعلیم اچھی نہین ہوئی مان نے لاڈ کیا - باپ نے طرح دی مولوی صاحب دن بھر اونگھا کیے لونڈا خدائی خوار گدھے اسوار زمانہ بھر کے گنڈون لغوون شہدون لچون کے ساتھ پھرنے لگا -

میان آزاد صافی مذاقون کو اشعار آبدار سُناتے - کن رسون کو سُریلی آواز سے رجھاتے کشتی گیرون کو بیٹھے ہی بیٹھے ہاتھون ہاتھ دستی اور روم قلاجنگ اور حلقوم کے داؤ پیچ بتاتے ہنستے کھلکھلاتے ریل پر چلے جاتے تھے - ایک دفعہ ہی ریل ٹھہری اور سٹیشن کے پیچھے ایک شخص نے کفن پھاڑ کر چلانا شروع کیا (ہوہوہو) این! یہ درزن ہی نرالا ہو - دہشت کا بول بالا ہو اُنکی سُنیے کہ چھوٹے کے اس سرے سے اُس سرے تک اپنی ہی ہانک رہی ہین (ہوہوہو) الٰہی خیر گھٹھول مسافرون نے آوازے کسنے شروع کیے دماغ پر گرمی چڑھ گئی - شیطان نے دور سے اُنگلی دکھا دی یا دہشت ٹھہر ہوے فیصلہ کا ارادہ فصد آخر یہ ہوہوہو کے معنی کیا ہیں تو کہتا گیا ہے کسی! واہ معنی! اسنی! کیسے معنی کسی مولوی سے پوچھیے - ہوہوہو - ہائین! پھر وہی ہوہوہو سٹیشن ماسٹر دیکھیے یہ پاگل ہوہوہو کرکے ہم کو ڈراتا ہے - ہائین (نہین) پاگل نہین جاپ راسی (جیراسی) ہے اسٹیشن کا نام بتاتا ہے ہُیُوہو - کیا! ہیُوہو؟ لاحول ولا - وہ تو ہوہوہو کر رہا ہو - ہان دل جلدی - جولدی (جلدی) بولتا ہے - اجی ایسی جلدی پر شیطان کی پھٹکار - آخر گھبراہٹ کیا ہی بارے چلتے چلتے ایک اور سٹیشن پر پہونچے اخاہ کچھ ٹھکانا ہی یہان تو مسافر پٹے پڑے ہین - سٹیشن پر بنارس سے ٹرھوا منگل آگرے کی تیراکی کا ایسا جماؤ ہی -

اسٹیشن ماسٹر - (ایک مسافر سے) یہ لاکھون من کا بوجھ تم کیسے لے جانے پاوے گا -
مسافر - لاکھون من بوجھ تو سوجھا مگر یہ کروڑون آدمی نہ سوجھے
اسٹیشن ماسٹر - ول تو اتنا آدمی کہان ہو -
مسافر - ول تو پھر اتنا بوجھ کہان ہی تم نے سیرون بوجھ کو منون کہا ہم نے پچاسون مسافرون کو کروڑون کہا - چلیے برابر ہو گئے نہین تم لوگون کا قاعدہ ہی کہ ناحق بن ناحق چلتے بیل کے سینگ پکڑتے ہو گیارہ آدمی اور چوبیس سیر بوجھ - کیا بہت ہوا جبین جبر کرتے ہو اتنے مین تیسری گھنٹی ہوئی - گارڈ نے جھنڈی کے عوض ہاتھ دکھایا اور ریل کھڑکھڑاتی ہوئی چلی تو کھٹ سے اسٹیشن پر اخلاب ہا سے پیاس کے مسافرون کے گلے مین کانٹے پڑ گئے - چو طرفہ چل پون مچی ہوئی ہو - پانی والا - پانی والا میان بھشتا ہوت مصری مصری پانی والے مصرجی - اتنے مین سٹیشن ماسٹر نے غل مچایا مسافر لوگ کو چھورنگ (فوراً) جلد جلد پلاؤ - ایک طرف مصرجی دھوتی باندھے دوسری جانب میان بھشتا پائینچے چڑھائے پانی پلانے لگے - مگر آدھا لوٹا پلایا اور دن سے دوسری گاڑی مین - پانی کی جھلک دکھائی اور جھپاک سے پچانوے قدم پر ہو دے اب مسافرون کا ریلا آیا

میان آزاد کوٹ پتلون ڈانٹے جنٹلمین بنے ہوے تھے۔ مجال کیا کہ کوئی اُنکے درجے مین قدم تو رکھے پھر ریل چلی گھڑ گھڑ بھک بھک چھنک چھنک۔ دھمک دھمک۔ این! یہ چھنک چھنک۔ دھمک دھمک کے کیا معنی۔ جی یہ ریل گنگا کے پُل پر سے جارہی ہی بہت ہی خاصے۔ ایک دفعہ ہی ہندوؤن نے غُل مچایا کہ (بول سری گنگاجی کی جی) ریل بھر گونج اُٹھی۔ جی۔ میان آزاد بھی الاپنے لگے۔ گنگا توری لہر ہمارے من بھائی۔ گنگا توری لہر۔ بلہاری بلہاری ریل ہوا ہوئی اور دھماک سے اسٹیشن پر موجود۔

میان آزاد کھٹ سے ہوٹل مین پہونچے۔ حکم دیا کہ ایک گلاس شری ایک بوتل لمونیڈ اور برف لاؤ۔ غٹ غٹ پی گئے کیا دام ہوے پورشری کے ۸ لمنیڈ کے ۴ برف کے ۲ آٹھ اور چار بارہ بارہ اور دو چودہ آنے ہوے۔ روپیہ دیا دو آنے واپس لیے اور ریل کے درجے مین تھے۔ دیکھتے کیا ہین کہ ایک جوان رعنا بلند بالا بیگ گلے مین ڈالے درجے کی تلاش مین گھوم رہا ہی مگر چہرہ اُداس صید حسرت و یاس آنکھون سے جوے اشک جاری اور ایک غشی سی طاری۔ حیرت تھی کہ بارخدا یہ کیا اسرار ہی گبھرو جوان نک سک سے درست۔ یہ روئی صورت کیون بنائے ہوے ہی جھپ سے اپنے درجے کی کھڑکی کھولی اور کہا آئیے یہان آئیے وہ بیچارہ مصیبت کا مارا چپکے سے آن بیٹھا ریل چلی تو میان آزاد سے یون مکالمہ ہوا۔

آزاد۔ کیون میان صاحبزادے بھلا بتاؤ تو۔ ع۔ کس کے ستم رسیدہ ہو کس کے ستائے ہو۔ آخر یہ کیون منھ بنائے ہو۔

جوان۔ جی صورت ہی ایسی ہے ؎

دل ہی تو ہے نہ سنگ و خشت درد سے بھر نہ آئے کیون	
	روئینگے ہم ہزار بار کوئی ہمین ستائے کیون

آزاد۔ ناصاحب۔ صورت سے صاف برستا ہی کہ آپ شگفتہ جبین ہین مگر اسوقت سرکہ جبین ہونے کا سبب کچھ اور ہی ہی۔ ہم نے بھی اس کوچے مین خاک اُڑائی ہی بس تاڑ گئے کہ کسی بُت حور وش پر حضور کی طبیعت آئی ہے اور کسی ترک ستمگار نے تاک کر عین جگر پر نظر کی برچھی لگائی ہے۔

جوان۔ حضرت اسوقت آپکی تقریر سے دل بھر آیا۔ اور پُرانا قصہ از سر نو یاد آیا۔ اصل حال یون ہی کہ خدا ہر شریف کو صحبت بد سے بچائے۔ ؎

کم نشین با بدان کہ صحبت بد	گرچہ پاکی ترا پلید کند

صحبت بد وہ کالی ناگن ہے جسکا کاٹا منھ سے بولے نہ سر سے کھیلے

آزاد۔ حق ہے مگر صاف صاف حال کہیے۔

جوان۔ عشق خانہ خراب نے ہمین ادھر کا رکھا نہ اُدھر کا۔ دین کا رکھا نہ دُنیا کا۔ ؎

این عشق ندانم از کجا خاست	کز ہر رگ و ریشہ ام بلا خاست

اُف ایک روز گھنگھور گھٹا چھائی تھی۔ بادل جھوم جھوم کر منڈلا رہے تھے یاران سرپل ملار گا رہے تھے اور بندہ درگاہ چوک مین چکر لگا رہے تھے کہ دفعتہً ایک رنگین کمرے پر نظر پڑی تو دل ہاتھ سے جاتا رہا۔ صورت سے لوگ بھانپ گئے کہ عشق چرّایا۔ لاکھ چھپایا مگر کہین عشق چھپائے سے چھپتا ہی۔ اے توبہ۔ پھر صورت وہ کہ پری یا چاند کا ٹکڑا۔ یاران سرپل نے سمجھا نا تو درکنار اور اُلٹا پھنسوا دیا اور روز بندہ درگاہ شہدون کے ساتھ وہان پہونچنے لگے۔ خوب گلچھرّے اُڑنے لگے۔ مگر زبانی داخلہ۔ ہان اتنا تو ضرور کہونگا کہ اُسکو بھی گونہ لُطف تھا۔

خیر ایک دن یاران سرپل اُسکو میلے لے گئے اب سنیے کہ پہلے ہی دن پیڑ کے تلے شرابین لنڈھائی گئین۔ اکشا مبرون ایک بوتل

شامین ایک بوتل۔ روز ایک بوتل ہوسکی ایک بوتل۔ اولڈٹام ایک بوتل۔ اور بیل برانڈی ایک بوتل۔ کل چھ بوتلین اور دن بھر آدمی پینے والے ساقی اور صنم بادہ فروش وہ خود ہین ساڑھے چار بوتلین تو یاران سرپل نے پین اور مارے ہوگے وہ خود ڈیڑھ بوتل اُڑا گیئن۔ شام کو گھر آیئن تو مخمور نشے مین چور۔ بارہ بجے سے طبیعت گھبرائی۔ اُنکی بہن ایک فنس پر سوار کرکے اُنکو اسپتال لائی۔ مگر آتے ہی آتے نور کے تڑکے دم توڑا دُنیا سے دون سے منھ موڑا یاران سرپل کو خبر ہوئی کہ چل بسین۔ سر پر خاک اُڑاتے اور چلّاتے وہ بھی پہونچے۔ ع

قبر پر آئے بہت روئے کیا یاد مجھے
خاک اُڑانے لگے جب کر چکے برباد مجھے

اسپتال مین ہر طرف کہرام تھا۔ فنس کے اردگرد ازدحام تھا جسے دیکھو مصروف گریہ و زاری۔ ہر آنکھ سے اشک جاری ہی ہی گُل نوخیز گلستان صباحت مُرجھا گیا۔ ہی ہی پھیلا پھولا ہرا بھرا گلبن کمھلا گیا۔

یہان اس حادثۂ نادیدنی اور سانحۂ ناشنیدنی کی کانون کان خبر ہی نہین مگر تڑکے بستر سے جو اُٹھے تو میٹھا میٹھا درد سا ہونے لگا سوچے کہ ڈاکٹر سے رجوع لائین اور دوا کھائین۔ اسپتال مین آئے تو انبوہ کثیر۔ جم غفیر۔ ٹھٹھ کے ٹھٹھ جمع۔ کیون کیون خیر باشد حضرت خیر کجا۔ ایک بیچاری کی مفت مین جان گئی۔ ہائے ابھی اُٹھتی جوانی تھی۔ حُسن پھٹا پڑتا تھا۔ گر رہے نام اللہ کا۔ ہمارا ماتھا ٹھنکا کہ خدا ہی خیر کرے کچھ دال مین کالا ضرور ہے۔ ع

ندی کنارے دھوان اُٹھت ہی مین جانون کچھ ہوے
جسکے کارن مین جوگن بھئی وہی نہ جلتا ہوے

فنس کے قریب گئے تو شک دور اور گمان کافور ہو گیا۔ ہائے جوانی کا یہ جوش اور کفن پوش۔ ہی ہی یہ کیا ہوا۔ مین تو جیتے جی موا طبیعت بیقرار۔ سینہ فگار۔ حالت زار۔ آنکھین اشکبار۔ دُنیا کی فکر نہ عقبیٰ کا ہوش۔ بادۂ محن کے نشے مین مدہوش۔ مین خرقہ پوش خونابہ نوش۔ رند شاہد باز۔ بندۂ بُتان طناز۔ خوگر راحت اب یہ مصیبت سہنی پڑی جوش سودا نے وہ رنگ اثر دکھایا کہ فکر بیگانہ نہ خیال خویش مین اور دل ریش ع

زہر غصوم طپیدن زد چنان سر را	کہ شد پیراہنم بال کبوتر

اُف اُف۔ اوف۔ دوستون نے سمجھایا کہ مرد خدا عقل کے ناخن لو۔ دیکھو رُسوا ہو جاؤ گے۔ اب معشوق کا زندہ ہونا معلوم پھر گریہ و بکا سے فائدہ۔ مگر جوش جنون اور خط لعینی چہ ع

بر بند عاقبت طلبان گوش کے نہیم
کین مومیائی است کہ خواہد شکست ما

کسی حضرت نے جڑی کہ زہر دیا گیا تھا۔ حکم ہوا کہ لاش چیری جائے ہائے ستم کہ یہ کام اُس نوجوان کے سپرد ہوا جو اُس پری پیکر کے عشاق زار مین سے تھا۔ مگر حکم حاکم مرگ مفاجات۔ ناچار قہر درویش برجان درویش کہہ کے رنج و الم سہہ کے چھری لیکر کمرے مین گیا تو اپنے معشوق زہرہ تمثال مشتری خصال کی نورانی صورت گورے گورے مکھڑے شرگین آنکھ لب لعل شکر خا دست حنائی کو آغشتہ خون و خاک دیکھ کر ایک چیخ ماری اور چھری پھینک کر دھڑام سے زمین پر۔ کسی اور نے جڑ دی کہ یہ بھی اس جلسے مین شریک تھے حالانکہ ہمارے فرشتہ خان کو بھی خبر نہین۔ مگر مجرم ہین تو صرف اسقدر کہ دو چار بار آئے گئے لیکن صحبت بد کا بُرا ہو کہ رجسٹر پر ناکردہ گناہ اینجانب کا نام بھی درج ہو گیا مگر خدا ہی خوب جانتا ہے کہ ہم بالکل بیگناہ ہین۔ ہاتھ بھی لگایا ہو تو ہاتھ ہی ٹوٹین کبھی اشارہ بھی کیا ہو تو آنکھین پھوٹین خدا صحبت بد سے بچائے۔ شہدون کی ٹکڑی مین

بھلے مانس کو نہ پھنسائیے۔ ؎

اے طالب لذت غذا ہاے لذیذ	جو یائے حلاوت مربّائے لذیذ
با نان جوین بساز و بیش و ونان	کف کفچہ مکن از پے حلوائے لذیذ

میان آزاد ریل پر بیٹھے ناول پڑھ رہے تھے کہ دوسرے درجے سے ایک شخص نے پوچھا (یا حضرت) وہ ایک دم لگائیے تو پیچوان حاضر ہے۔ واللہ وہ مشکبو دھوان دھار پلاؤن کہ چھٹا ناکی دکان کی تمباکو کا مزہ حاصل ہو۔ لیکن قبلہ اتنا یاد رہے کہ ؎

حقہ یک دم دُو دم سہ دم باشد	نہ کہ میراث جد و عم باشد

ایسا نہو کہ آپ بھینسیا جونک بنجائین۔ جی ذری اتنا خیال رہے این! حقہ یہان ریل پر کیسا۔ پیچھے پھر کے میان آزاد نے دیکھا تو ایک بگڑے دل مزے سے بیٹھے ہوئے بے غل و غش پی رہے ہین آزاد۔ یہ کیا اندھیر ہے بھئی واللہ کیا کیا بگڑے دل جمع ہین آپ ریل ہی پر گڑگڑانے لگے دھوان دھار اور طرفہ اسپر یہ کہ حقہ بھی نہین پیچوان اور رابنیٹ کا جنگی تو اجو پہرون کی خبر لائے جو کہین گارڈ یا اسٹیشن ماسٹر دیکھ لے گا تو الٹی آنتین گلے پڑینگی پھر آٹے دال کا بھاؤ معلوم ہوجائے گا۔ جڑا اور جو آگ لگ جائے۔

بگڑے دل۔ اور جو مینھ بھی ساتھ ہی برس پڑے اور جو آگ لگتے ہی بجھ جائے اور جو ریل ہی لڑ جائے اور جو آسمان پھٹ پڑے اور جو بجلی گرے۔ اس (اور جو) کا تو جواب ہی نہین ہے پیچئے گا یا باتین بنائیے گا۔ دیکھیے کیا خمیرہ ہے کوڑی نہ دیجیے دم تو لگا لیجیے۔

آزاد۔ یہ دم کسی اور کو دیجیے گا۔ بندہ جنجال در دانے مین رہتا ہے آپ ضامن ہوتے ہین کہ ریل پر حقہ پینا جرم نہین ہے۔

بگڑے دل۔ اجی یہان تو بے حقہ گڑگڑائے چین ہی نہین آتا دوزخ جانے مین ایجانب خوش کا ہے سے ہین۔ سہی سے کہ وہان

جلتے بلتے انگارے ملین گے۔ یارون کے توے خوب مزے دینگے سچے اور پکّے ٹوپلون کی انکے آگے اصل و حقیقت ہی کیا ہے۔ ای توبہ۔ اجی جائیے بھی آپ تو باتون مین لگاتے ہین یہان حقہ ٹھر کا جاتا ہے۔

دو چار پھکڑون نے خوب مزے سے حقہ پیا۔ دو چار نے چلم ہی پر کفایت کی جب اسٹیشن قریب آیا تو آگ گل چلم غائب۔

میان آزاد اپنے دل مین سوچے کہ دھت بھی کیا بری چیز ہے۔ چاہے جرمانہ ہو جائے دھرے جائین ذلیل و خوار ہون مجرم بنین مگر حقے کا دم نہ چھوٹے۔ ایسی دھت پر تین حرف۔

ایک اسٹیشن پر ریل ٹھہری تو خربزے اور آم بٹے ہوئے کھانچیون کی کھانچیان لدی پڑی ہین۔ شاخین آم کے بوجھ سے جھکی پڑتی ہین۔ ٹپکا لگا ہے۔ آم ٹپ ٹپ گر رہے ہین۔ کوئل کی سریلی جھنکار ستم ڈھاتی ہے پپیہون کی پیاری پیاری صدا کانون مین آتی ہے اللہ اللہ یہ اسٹیشن ہے یا آم کی دکان۔ یا خربزے کی کھان۔ کیون بھئی یہ آمپور ہے یا خربزہ نگر۔ جدھر نظر اٹھتی ہے آم اور خربزہ ہی نظر آتا ہے۔

ایک مسافر بولے اجی نظر نہ لگائیے حضرت اسکی فصل تو کھا لیجیے دیکھیے یہان اسی پر تو زیست ہے۔ خدا جھوٹ نہ بلائے ہم بھی کس آفت کے بندے ہین۔ الغلط۔ اچھا خدا کے بندے سہی تلفظ ادا غلط۔ اچھا اپنے آپکے بندے سہی۔ انشا غلط اچھا صاحب شیطان کے بندے سہی۔ از سرتا پا غلط۔ ارے بھئی کھاؤ پیر کے بندے سہی۔ پیٹ کے بندے سہی۔ ہان یہ ہاں۔ اسکے ساتھ زبان کا چسکا بھی ایسا ہی ہے کہ خدا کی پناہ۔ دن بھر کولھو کے بیل کی طرح منھ چلا جاتا ہے۔ الم غلم خدا جانے کیا کیا زہر مار کیا کرتے ہین۔ یہ سال بھر کے چھٹے کا ست ہے۔ مگر خربزہ اور آم کی فصل مین اور ہی مت ہے۔ اور سچ پوچھو تو درگت ہے۔ فالیز مین بیل بڑھی اور

یہان کچے گھڑے کی چڑھی - آم بازار مین آئے اور اینجانب بورائے - این بورانا چہ معنی دارد - لاحول ولا - آپ بھی کہین گیے مین آدمی ہون - نرے چوغے ہی رہے واللہ - بس جمالی خربزے ہی نکلے - بس بھدی کھدری سمجھ پر تین حرف - ذرا تو مغز سخن کو پہونچو - بندہ درگاہ تو خربزے اور آم پر اُدھار کھائے بیٹھے ہین - کپڑے بیچ کھائین - باسن نخاس مٹیل لائین - بدن پر لتا نہ رہے - چوٹھے پر توا نہ رہے - اُدھار لین - سُتھنا تک گرو رکھین - بگڑا کرین - جھگڑا کرین مگر خربزے پر چُھری ضرور تیز ہو - مابدولت ہون اور فالیز ہو - تڑکا ہوا چاقو ہاتھ مین لیا اور سیدہ چلا - بازار ہے کہ مہک رہا ہی کھانچیون کی کھانچیان - کھچا کھچ بھری ہوئی ہین نو عمر سُنکرنین عجیب ناز معشوقانہ سے ہانک لگا رہی ہین ؎

لختے برداز دل گذرد ہر کہ ز پیشم
من قاش فروش دل صدپارۂ خویشم

خریدار ہین کہ ٹوٹے پڑتے ہین - لڑتے ہین جھگڑتے ہین یہ کھانچی ہماری وہ ڈھیر ہمارا - دلبر میوہ فروش جوانی کی اُمنگ اور شباب کی ترنگ مین فرط غرور حُسن سے اچھے اچھون کو ڈانٹ بتاتی ہے - میان الگ رہو - کھانچی پر نہ گر پڑو - بس دور ہی سے بھاؤ تاؤ کرو - واہ محنت (مفت) کی جھنجھٹ - لینا ایک نہ دینا دو ابھی کنجڑا ابوے تو دھپ کھائے وہ دسُل کے بیس ہاتھون ہاتھ لے لین - ایک تراشا دوسرا تراشا تیسرا تراشا - خوب چکھے - آنکھ چوکی تو دو چار منھ مین دبائے اور چلتے پھرتے نظر آئے واہ آدمی کیا بندر ہو گئے - میان سچ تو یون ہے کہ لکھنو کے ایسے کھرے خربزے ساری خدائی مین نہین دیکھے نہ سُنے لذیذ و شیرین اور پھر اب کی سال تو یارون کے پو بارہ ہین - گرمی کی شدت آفتاب کی حدت - دھوپ کی تمازت - زمین کی حرارت نے وہ اعجاز دکھایا کہ ایک ایک پھل کو کوزۂ قند و نبات بنایا - کابل کے سردے کا بازار سرد ہے کشمیر کا گلاس گرد ہی - ادھر خربوزون کا خاتمہ بخیر ہوا - اُدھر آم کی فصل آئی پھر کیا تھا - منھ مانگی مراد پائی - جدھر دیکھیے ڈھیر کے ڈھیر چُنے ہین جس طرف نظر کیجیے انبار کے انبار لگے ہین بمبئی - سلٹ - مالدا - شاہ پسند - زعفرانی پیوندی - تخمی - قلمی - وزیر پسند - سفیدا - الفن - جعفر باغ فقیر والا - لنگڑا - کھچا کھچ کھانچیون مین بھرے ہین - شیرہ شیرین خوشگوار بو باس مین تار تار مہک مین طبلۂ عطار - شیرینی مین شہد کی کپّی یا تنگ شکر - نکہت انگیزی مین کشت زعفران یا مشک اذفر - ؎

معطر چو جیب سمن غنچہ بان
از و لب چشتی کام شیرین لبان

سفیدا رنگ و بو مین ضرب المثل - یہ سرخا ہی یا کرمدی رنگ کی بوتل - پونڈے کا قلم بناؤن تب تو شیرینی کی تعریف لکھ پاؤن واہ کیا بات ہی - آم کیا ہمشیرۂ قند و نبات ہی یا یون کہون کہ چاشنی بخش حیات ہی - شاخ نبات ہی - سچ تو یون ہے کہ اُسکا شیرہ آب حیات ہے - ریشہ ریشہ مسرت دلانے - لیسُ مین وہ ٹپکا شکر لبون کے منھ مین پانی بھر آئے - یہ اصل قند نقل ہے عسل کی بھلا کیا اصل ہے - یہان تو یہ کیفیت ہی کہ دیکھا اور جھپاک اُٹھایا - اُٹھایا اور تراشا - تراشا اور رکھا یا - کھایا اور لوٹ ہو گئے - دم نقد آدمی ٹھہرے - مال اسباب کے کوڑے کیے اور بے گنتی لیے - کھانے بیٹھے تو دو دو ڈاڑھی کھا گئے چار ڈاڑھی کھا گئے - این! یہ ڈارھی کھانا کیسا - اجی حضرت آم اتنے کھائے اتنے کھائے کہ - الٰہی خیر کچھ کہو گے بھی - اجی

اتنے کھائے کہ ڈاڑھی اور ٹھوڑی تک انبار لگ گئے۔

حضرت گرسنہ چشم یہ ڈینگ ہانک ہی رہے تھے کہ ریل ٹھہری اور ایک اہلکار سرکار نے انکے درجے مین آنکر پوچھا کہ فلان شخص کہان ہے۔

میان آزاد آپ جانیے ایک ہی کائیان آدمی۔ دُنیا بھر کے نیارےبھانپ گئے کہ دال مین کچھ کالا کالا ضرور ہی۔ بولے کہ ہم مسافر آدمی ہمین بھلا کیا معلوم کہ کون کہان ہی ہم کیا کوئی خدائی فوجدار ہین۔

اسپر حضرت بندۂ شکم نے چادر سے منھ لپیٹ کر روپوشی کی اور وہ اہلکار دوسرے درجے مین تلاش کرنے لگے۔

میان آزاد نے دبے دانتون کہا کہ اُستاد تم جو روپوش ہوئے تو ہمین کچھ (نیہ) ضرور ہی بھئی اور کسی سے کہو یا نہ کہو یارون سے تو نہ چھپاؤ اس نے کہا کیا۔ روپوشی۔ ماشاء اللہ اچھی کہی، کیا کسی کا قرض دھراتے ہین۔ یا مال مارا ہی۔ یا کسی کا باپ مارا ہی یا کہین خون کرکے آئے ہین۔

آزاد۔ آپ بہت تیکھے ہوجیے گا تو بندہ دھروا ہی دے گا۔ لے بس کچا چٹھا کہہ سناؤ ورنہ مین پکارتا ہون پھر۔

ارے نہین نہین ایسا غضب بھی نہ کرنا یار جے میان صاف صاف بتا دین ہم نے اب کی فصل مین خربزے اور آم خوب جھک کر چکھے مگر ٹکا کفن کو پاس نہین۔ پو چھولائے کس کے گھر سے پہلے تو قرض دام لیا پھر ایک دوست کا مکان اپنے نام سے بیٹیل ڈالا۔ کوڑے کیے اور آم لیے۔ اب نالش ہوئی ہی سو ہم بھاگے جاتے ہین۔

آزاد۔ ایسے آم کھانے پر بھی چار حرف۔ ل ع ن ت۔ ارے نادان سے

خوردن برائے زیستن و ذکر کردن ست	تو معتقد کہ زیستن از بہر خوردن ست

دیکھیے نادان وادان نہ بنایے گا۔ یہ جلے کٹے فقرے کسی اور کو سنائیے گا۔ ورنہ بیڈھب ٹھہرے گی۔

ہان یہ کیسے تو بیڈھب ٹھہرے گی اچھا بلاؤن چپراسی کو دھروادون نا بھائی چاہے دو چار صلواتین اور سنا لو۔

اتنے مین ایک مسافر نے کئی درجے پھاندے۔ وہ اُچکا یہ آیا یہ جھپٹا وہ پہونچا اور دھم سے میان آزاد کے پاس ہو رہا۔

مسافر۔ (میان آزاد سے) غریب پرور۔ غریب پرور۔

آزاد۔ کس سے کہتے کس سے ہو۔ ہم سے؟ آج تو کہا اب کہنا ہم غریب پرور نہین۔ امیر پرور ہین رئیس پرور ہین۔

مسافر۔ حضور امیر لوگ غریبون کی بھی سُنا کرتے ہین۔

آزاد۔ ہان تو جو امیر ہو نہ۔ اچھا تب تو امیر پرور رئیس گر ہین امیر پرور بن کر اب غریب پرور ہمارے دشمن ہون۔

مسافر۔ چلو صاحب وہ امیر پرور نہین۔ امیر کے باپ پرور دادا پرور سہی۔ ذری ہماری بھی تو سنو۔ ہم بھی امیر زادے ہین۔ رئیس کے لڑکے ہین۔ اسوقت ایک سوال ہی۔

آزاد۔ سوال سکول کے لڑکون سے کیجیے۔ یا وکالت کے اُمیدوارون سے

مسافر۔ داتا ذرا سنو تو۔

آزاد۔ داتا بھنڈاری یا ورچی کو کہتے ہین۔ داتا کہین اور رہتے ہون گے۔

مسافر۔ الٰہی توبہ اچھے سوم سے سوال کیا۔ کسی سخی سے مانگتے تو گھر بھر دیتا۔

آزاد۔ کہو تو تمھارا منھ ہم بھی موتیون سے بھر دین۔ اب کچھ کہو گے بھی یا بکتے ہی چلے جاؤ گے۔

مسافر۔ کہون کیا۔ صورت سوال ہی۔ ایک روپیہ دلواؤ۔ تو دعائین دیتا جاؤن۔

آزاد۔ اوہ جی۔ دعا کے تو اپنجاب قائل ہی نہین۔

مسافر - اچھا تو پھر گالیان دون صلواتین سناؤن -
آزاد - گالیان دو تو ستیسی حلق مین ہو - الٹی آنتین گلے پڑین
مسافر - یا الٰہی یون جین نہ وون جین - اے غضب - لے لو اسٹیشن قریب آگیا - اب مفت مین بے عزت ہونگے -
آزاد - یہ کیون -
مسافر - کیون کیا ٹکٹ پاس نہین - گھر سے دو روپیہ لیکر چلے تھے شامت اعمال بنارس کا لنگڑا آم نظر پڑا - بندۂ درگاہ کھاؤ پیر کے مرید - آؤ دیکھا نہ تاؤ دو روپیہ ٹینٹ سے نکالے اور آم پر چھری تیز کی - اب گرہ مین کوڑی نہ پاس تنا گئے کھائین البتہ
آزاد - واہ بے بیٹو - بھلا پھر یہانتک آئے کیونکر -
مسافر - اسکی نہ پوچھیے - یہان سیکڑون ہی اسٹیشن یاد ہین - لیکن اب ایک نہ چلے گی - ابتو اسٹیشن آگیا -

اتنے مین ریل رکی اور اسٹیشن موجود - ٹکٹ بابو کی کالی کالی ٹوپی اور سفید کھوپڑی چمکتی ہوئی نظر آئی - ٹکٹ ٹکٹ - ٹکٹ نکالو - میان آزاد تو ٹکٹ دے کر لمبے ہوے - بابو نے انسے ٹکٹ مانگا تو لگے بغلین جھانکنے - دل تمھارا ٹکٹ کہان - صدائے برنخاست وہ سر کھجلا رہے ہین - دل ٹکٹ نکالو - تم کیسا آدمی ہے - بابو جی ہم پر تو اب کی سال ٹکس وکس نہین بندھا - یو فول اُلو آدمی - معقول - اُلو آدمی کیسا ہوا کرتا ہے - آپکے بنگال مین ہوتا ہوگا ادھر تو کبھی دیکھنے مین نہین آیا - تب تو بابو جھنجھلایا کانسٹبل کانسٹبل - اسکو حوالات کرو - ٹکٹ نہین دکھاتا - اور اول فول بکتا ہے شالا - کانسٹبل نے حضرت کی گردن ناپی اور حضرت گرسنہ چشم - ع - زندان کو چلے مچل مچل کر -

سر آمد محفل آرایان بزم رہ نوردی - جمہر شمشیر کشور کشایان معرکۂ کوچہ گردی میان آزاد خانہ برباد گردون دوری مین خوش کمیان اڑاتے لطیفے سناتے قہقہے لگاتے جا رہے تھے - ریل گیا اُن کے حساب خالہ جی کا گھر تھا - ایکدفعہ ہی کیا دیکھتے ہین کہ ؎

قطرہ زنان میرسد ابر بہاری زراہ
وقت گل و لالہ خوش مژدہ بخار وگیاہ
نامیہ خیاط وار ز اطلس گلگون دگر
فرق گل و لالہ را دوختہ رنگین کلاہ
لشکر گرد و غبار چون نگریزد کہ باز
بر سرش ابر سیہ راندہ زبان را سیاہ

ہر سمت جوش بہار ہے - ہر طرف فیض سحاب آزار ہے زاہد پرہیز شعار بھی رند بادہ گسار ہے - ہر طرف چمن غالیہ بار ہے نسیم سحری کی مشک بیزی اور بادۂ طرب انگیز کی نافہ ریزی سے غنچۂ دل تنگ کھلا جاتا ہے - ہر مرغ چمن ہزار زبان سے شکر الطاف خداوندی بجا لاتا ہے - عندلیب نالان کو وظیفۂ گل نوک زبان ہے طاؤس طناز فرط ابتہاج سے رقصان ہے - قمریون کا شمشاد پر ہجوم ہے - کوکو کا شور نالۂ حق سرہ کی دھوم ہے - ؎

عیش و شور از در و دیوار پدیدست پدید
خوش اللہ از این دور ہمایون آثار

ریل پر جو بیٹھ بیٹھ بر سے تو فرمایئے لطف بے اندازہ ہو یا نہو - ریل پر موسلا دھار پانی پڑے تو مسرت تازہ ہو یا نہو - رنج و ملال کی گرد میان آزاد کے دل سے دھل گئی اور ریل ہی پر لگے ملار اڑانے اور تان لگانے - اسٹیشن پر ریل ٹھہری تو کیا دیکھتے ہین کہ ایک خوبصورت جوان کوئی بیس اکیس برس کا سن ٹیڑھنے لکھنے کے دن - گیرئے کپڑے پہنے ہاتھون مین ہتھکڑی پاؤن مین بیڑی ہے اور دو کانسٹبل ساتھ - گردن نیوڑھائے آنکھین جھکائے منھ بنائے اُن کے ساتھ چلا جاتا ہے اور پیچھے ایک پیر فرتوت آٹھ آٹھ آنسو روتا ہے

وہ گریۂ تلخ کہ الامان اسٹیشن بھر پر ایک کہرام سا مچا ہی - جوان و پیر جسے دیکھو مصروف آہ و بکا ہی - میان آزاد رقیق القلب آدمی انکا بھی دل بھر آیا - اور آنکھون سے ٹپ ٹپ آنسو گرنے لگے اتنے مین میان آزاد کے قریب کے درجے مین کانسٹبل اس نوجوان کو لے کر بیٹھے اور پیر مرد نے بہ خشوع و خضوع میان آزاد سے روتے روتے کہا کہ اگر مضائقہ نہ ہو تو مین آپ کے پاس بیٹھون تاکہ اس کمبخت لڑکے کی قربت رہے - میان آزاد کا تو دل بھر ہی آیا تھا معاً بلا لیا - اور بڑے تپاک سے بٹھایا - جب ریل کوکی اور گھڑگھڑاتی ہوئی چلی تو میان آزاد نے پیر فرتوت سے یون گفتگو کی -

آزاد - کیون قبلہ - اگر بے ادبی معاف ہو تو بصد عجز دریافت کرون کہ اس اشکباری اور گریہ و زاری کا کیا سبب ہی - دل گواہی دیتا ہے کہ آپنے وہ چوٹ کھائی ہے کہ خدا دشمن کو بھی نصیب نہ کرے - روتے آپ ہین مگر آواز میرے کلیجے کے پار ہوتی ہی اور خلق خدا یہ گریۂ و زاری سُنکر روتی ہی ؎

پیر مرد -

دست الم سے لے ولے ویلا
سونے نہ پائے ٹک پانون پھیلا

کیا کہون - کل تک بھلا چنگا تھا آج مجھ سے زیادہ مصیبت زدہ ستم رسیدہ ساری خدائی مین کوئی نہین - آنکھون مین نور نہ رہا - قوت سامعہ سے بے بہرہ ہوگیا - تاب و طاقت نے ٹکا سا جواب دیا مگر پیرانہ سالی کے سبب سے تو ختم ہو ہی گئی تھی اس سانحۂ نادیدنی نے اور ختم کردی یہ جوان بدبخت میرا داماد ہے - ریاض خاندان کا زیب و زین - دل کا چین - ایک لڑکی کے سوائے اور کوئی اولاد نہین - لیکن صحبت بد سے خدا سمجھے جس نے اسکی مٹی پلید کردی - اور آج یہ دن دکھایا کہ مین اس اتنی برس کے سن مین اسکو ایسی حالت زار مین دیکھتا ہون جو خدا کسی کو نصیب نہ کرے - اُف سا تو مین دشمن کو بھی نصیب نہ کرے (لڑکے کی طرف مخاطب ہوکر) ؎

انچہ کردی تو بہ من ہیچ بہ انسان نہ کند
مرگ با جان نکند کفر بہ ایمان نہ کند

اُف - ستم ستم - غضب غضب - جب اسکی شادی ہوئی تو یہ کوئی گیارہ برس کا تھا مگر اُسی سن سے اسکے مان باپ نے اسکو بالکل مطلق العنان چھوڑ دیا تھا - بازارون مین بے غل و غش گھومنا بات بات پر زبان سے گالی نکالنا - کسی کو دھول کسی پر چپت جمانا دو دو دن گھر مین نہ آنا - ہر بات پر مچل جانا ہمین یہ خوب ہی طاق تھے - اس کے پدر بزرگوار کو اس کا اصلا خیال نہ تھا مین نے جو دو چار بار سمجھایا کہ بھائی دیکھو لڑکا خراب ہوا جاتا ہے تو مجھے للکارنے اور صلواتین سُنانے لگے کہ واہ آپ ٹوکنے والے کون - کیا خانہ داماد بنایئے گا یا غلام بنانے کی فکر ہے آپ نے لڑکی کیا بیاہی کہ اتالیق بن بیٹھے رفتہ رفتہ صاحبزادۂ بلند اقبال نے چوری چوری اسباب کے کوڑے کرنے شروع کیے کبھی آفتابہ غائب - کبھی زیور کا پتا نہین - کبھی میوہ فروش دروازے پر غل مچاتے ہین کہ دو مہینے سے ڈھائی روپیہ نہین دیا اب باہر نکلوگے نہ بچہ - کبھی تنبولی نے نالش جڑ دی کہ گیارہ روپیہ کی گلوریان چکھ گئے - دام مانگتا ہون تو اوپر سے غراتے اور آنکھین دکھاتے ہین -

آخر کار یہ نوبت پہونچی کہ آج پابجولان ہین - افسوس صد افسوس

آزاد - حیف صد حیف - پھر اب علاج -

پیر مرد - علاج اعلاج اب کیا - ع - علاج واقعہ قبل از وقوع

باید کرد۔ مگر وکیلون نے راے دی ہی کہ گھبرانے کی بات نہین ہی مقدمہ جان دار ہے۔ اپیل مین رہا ہو جائے گا۔

آزاد۔ خدا ہمچنین کند۔

پیرمرد۔ پھر۔ بازیچہ۔ اب کی اگر رہا بھی ہوے تو آگے چلکر کیا ہونا ہے۔ اگر یہی حرکتین ہین تو خدا ہی حافظ ہی۔ ان کے ہتھکنڈے نہ چھوٹین گے۔

خوے بد در طبیعتے کہ نشست
نرود جز بوقت مرگ از دست

میان آزاد بڑی دیر تک اس نوجوان کو سمجھایا کیے بعد ازان دوسرے اسٹیشن پر وہ نوجوان اور پیرمرد دونون اُتر گئے ۵

بیا ساقی بیا اے من مریدت
بدہ جامے کہ خواہم شد شہیدت
سرت گردم بجامے ساز شادم
کہ رنگین قصہ آمد بیادم

مشاطگان عرائس روایات دلنشین او نگارندان عرائس حکایات رنگین نے شاہد مضمون کو یون جلوہ پرداز بیان کیا ہی کہ عروس وحشت کے برقع کشا۔ جرعہ نوش جام بلا نمک پاش متاع خوان عشق۔ اسیر زندان عشق۔ میان آزاد خانہ برباد ریل پر سے اُترے تو اندھیرا گھُپ۔ اسٹیشن بھر گپ چُپ ۵

بود شبے چون دل گبر سیاہ
تیرہ درون چون مژۂ شمع نگاہ

الٰہی یہ رات ہی یا نمونۂ ظلمات ہی۔ بلکہ وہ بھی اس کے مقابلہ مین مات ہی۔ گھٹا ٹوپ اندھیرا چھایا ہی کالا متوالا بادل جھوم جھوم کر قبلہ کے رُخ سے آیا ہی وہ گھنیری گھٹا کہ ہاتھ کو ہاتھ نہ سوجھے بار خدایا یہ شب تار ہی یا طالع عشاق زار ہی۔ یا زلف مہوشان فرخار ہی۔ تاریکی نے کچھ ایسی ہوا باندھی کہ چراغ ماہ گل ہو گیا۔ فوج انجم کا قتل ہو گیا۔ یہ شب ہی یا تیرہ درونون کا دل۔ یہ شب ہی یا جنون کی پہلی منزل۔ ہر فرد بشر جیب ٹٹکتا ہوا اچل رہا ہی مگر کلیجا دہل رہا ہی کہ کہین ٹھوکر نہ کھائین۔ کہین منھ کے بھل زمین پر نہ رہ ٹھک جائین۔

اب میان آزاد کے آئے حواس غائب۔ کہ یا مظہر العجائب پردیس کا واسطہ مسافر آدمی جاؤن تو کدھر جاؤن۔ سرا کا پتا پاؤن تو کیونکر پاؤن۔ ایک دفعہ ہی کسی شخص سے سر ٹکرایا کھٹ کھٹ ہائین بے اندھا ہی۔ کون۔ تو کون۔ جاتا ہی کہ دون ایک کہین سیدھا تو نہین ہی ایسا نہو ایک جا دون تو پھر روتے ہوئے جاؤ۔

میان آزاد نے جو دو چار گرما گرم فقرے چُست کیے۔ تو انکی عقل سرد ہوئی۔ تاڑ گئے کہ اس سے بولونگا تو خوب پچھا جاؤنگا آؤ چپکے ہو رہو۔ اور دو قدم بڑھے تو ایک مسافر نے للکارا کون آتا ہی میان ذری سنبھلے ہوے دیکھو تینگ رکھے ہین دب کے جانا۔

آزاد۔ این! معقول۔ راستے مین پتنگ کیسے۔ واہ اچھی بے پر کی اُڑائی۔

پتنگ باز۔ بھئی ریل پر بھی واللہ کیا کیا بگڑے دلون سے سابقہ ہو جاتا ہے۔ ہم تو لجاجت سے کہتے ہین کہ میان ذری دب کے جاؤ آپ بیکھے ہوے جاتے ہین۔

آزاد۔ دبکے جاؤ! ہونھ دب کے کوئی اور جاتے ہونگے ہم دبنے والے آدمی نہین۔ اور واللہ کتنے گوکھے ہو۔ ارے نادان یہان ہاتھ کو ہاتھ سوجھتا ہی نہین پتنگ کس بھکوے کو سوجھے۔

پتنگ باز۔ کیا رتوندی آتی ہے۔

آزاد۔ اچھی کہی۔ ع۔ اندھے کو اندھیرے مین بہت دور کی سوجھی کیا پتنگ بیچنے جاتے ہو۔

تپنگ باز۔ لاحول ولاقوۃ کتنے بے تکے آدمی ہو۔ ہم خود گھر کے امیر ہین تپنگ بجین ہمارے دشمن۔ کوئی اور کہتا تو گردن ناپتا

آزاد۔ گردن تو جیسے ناپیے گا ذری ڈنڈ بل میرے دیکھ لیجیے۔

تپنگ باز۔ ارے بھئی یہان سے کوئی چار کوس پر ایک قصبہ ہے وہان ایک رئیس زادے ہمارے لنگوٹیے یار ہین اُنسے ہم سے تپنگون کا میدان بدا گیا تھا ہم اپنے رفقا کو لے کر ایک بارہ دری کے کوٹھے پر تھے وہ اپنے دیوانخانے کی چھت پر حوالی موالی کو لیے ہوے تھے۔ کوئی سات بجے سے ادھر بھی تپنگ چھپکے اُدھر بھی بڑھے خوب لم ڈورے لڑے۔ پانچ روپیہ فی پیچ بدا تھا یار ایک تپنگ خوب لڑا ہمنے مانگدار بڑھایا تھا اور اُدھر سے گول دو پنا کل پتا چھپکا دیا دس بارہ منٹ داؤگھات کے بعد پیچ پڑ گئے پہلے تو ہمارے کنّے غوتے گئے۔ ہاتھون کے طوطے اڑ گئے سمجھے کہ اب کٹے اور اب کٹے مگر واہ رے اُستاد ایسے کنّے چھڑائے کہ واہ جی واہ پھر پیچ لڑ گیا خدا جھوٹ نہ بلائے تو منیرون ڈور بلا دی کنکوا آسمان جا لگا جو کوئی دم اور ٹھہرتا تو جل بھُن کے خاک ہو جاتا کرۂ نار تک پہونچنے ہی کو تھا اتنے مین ہم نے غوطہ دیکر ایک جھپکا جو دیا تو وہ کاٹا وہ کاٹا۔ فریق ثانی (ارے) کر کے رہ گئے اب کوئی کہتا ہم کہتے پر سے اکھڑ گیا کوئی کہتا ہو ڈور اُلجھ گئی تھی مگر یہ باتین ہین اب سُنیے حماقت نے جو گھیرا تو چلے چمٹانے کھٹ سے الگ تھا سیوی گئی تھین نماز بخشانے روزے گلے پڑے۔ ایک خریوزہ کنکوے سے ہم نے کوئی نوڈنّس کے قریب کاٹے مگر تو کچھ ایسی ہوا چلی کہ توبہ ہی بھلی۔ ایک طرف کوئی بلا کا اُستاد آ گیا اُسنے تو حضرت کھینچ کے وہ وہ ہاتھ دکھائے کہ الامان۔ ہاتھ ہی تو تین ہر دن کے پیچکے چھوڑ دیے کبھی سٹر سٹر کرتا ہوا نیچے سے کھینچ گیا کبھی ادہر سے تپنگ برچھاپ بیٹھا کبھی ڈھوکا دے کر

ڈہرا نکال لے گیا۔ آخر ہین نے حساب جو لگایا تو پچاس کے پٹے مین گئے اور یہان ٹکا پاس نہین ہم نے بھی ایک مال تک لیا ہی گھر کے سونے کے کڑے کسی کے ہاتھ بیچین گے کوئی دن تو سکا ہوگا چپکے سے اڑا دونگا کسی کو کانون کان خبر ہو تو ہاتھ کٹوا ڈالون آئی گئی نوکرون ماماؤن اصیلون کے ماتھے جائے گی۔

آزاد۔ آپ کے والد کیا پیشہ کرتے ہین حضرت۔

تپنگ باز۔ جی زمیندار ہین مگر اینجانب کو زمینداری سے نفرت ہی۔ زمیندار کی صورت سے نفرت۔ اس پیشہ کے نام سے نفرت شریف آدمی اور لٹھ لیے ہوے کھیت کھیت گھوم رہے ہین ہم سے یہ نہوگا۔ انگریزی فارسی پڑھکر کسانی کرنا چہ معنی دارد۔ ہم کوئی مزدورے تو ہین نہین۔ یہ گنوارون ہی کو مبارک رہے۔

آزاد۔ حضور نے تعلیم کہان پائی ہی۔ واللہ آپکے خیالات تو بکھا ہین آپ تو لندن کے عجائب خانہ مین رکھنے کے لائق ہین

تپنگ باز۔ یہین کے تحصیلی سکول مین کچھ دن گھاس چھیلی ہی۔

آزاد۔ کیا گھسیارے بننے کا شوق چرّایا تھا۔ کہین گھاس تو نہین کھا گئے ہو۔

تپنگ باز۔ بھائی کوئی چھ سات برس پڑھے مگر کندے دار پڑھائی ایک دن حاضر تو دس دن غرّہ۔ اتنے مین پہلے درجہ کا امتحان دیا مگر پڑھاک گئے پھر دیا پھر اپنا سا منھ لیکر رہ گئے وظیفہ ملا نہین اور ابا نے کہا کہ بلا وظیفہ ہم نہ جانے دینگے ورنہ ضلع اسکول مین ہم تعلیم پاتے۔ خیر اس جھنجھٹ سے نجات پائی تو پیشکار صاحب کے منجھلے صاحبزادے سے دوستی بڑھائی تب تک ہم نرے جانگلو ہی تھے بس انتہا یہ ہی کہ حقہ تک پینا نہین جانتے تھے۔ تو وہ کیا اچھی صحبت مین کبھی بیٹھے ہی نہ تھے۔ چھوٹے مرزا

بیچارے نے ہمین حقہ پینا سکھایا۔ شدہ شدہ چانڈو کے چھینٹے انکے ساتھ اڑائے پہلے آپ نے مجھے دیکھتے تو کہتے قبر مین ایک پانون لٹکائے بیٹھا ہے بدن مین گوشت کا نام ہی نہین ہڈی ہڈی گن لیجیے اب جب سے چھوٹے مرزا کی صحبت مین تاڑی پینا شروع کی تب ذری ہرا ہون۔ پہلے ہم بالکل گاودی ہی تھے یہ پتنگ اڑانا تو اب آیا ہے مگر اب کی پچاس ۵ کے پیٹے مین آ گئے۔ منجھلے میان سے ہم نے تدبیر پوچھی واللہ ترڑ سے بتایا کہ جب ہمن یا جہاد ج یا بیوی کی آنکھ چوکے تو کوئی طلائی عدد صاف اڑا دو بھئی ضلع اسکول مین پڑھتا تو ایسی اچھی صحبت نہ ملتی یار جیہ

آزاد۔ واللہ آپ تو خراد پر چڑھ گئے آٹھون گانٹھ کمیت سب گُنون پورے تمھین کون کہے لنڈورے۔

پتنگ باز۔ آپ یہان کہان فردکش ہونگے چلیے اس وقت غریب خانے ہی پر باحضر تناول فرمائیے اور شب باش ہو جیے تنہا ہان جہ عجب گر نوازند گدا را * سرائین تو تکلیف اٹھائیے گا ہان جو کوئی تعلق ہو یا پیدا کرنے کا شوق چرایا ہو تو کیا مضائقہ (مسکرا کر) سچ کہنا استاد۔ کچھ لسر کا ہے۔ یا ڈھکوسلا ہی ڈھکوسلا ہے۔

آزاد۔ میان یہان۔ ع دل ہی نہین ہے پاس محبت کرینگے کیا * مگر خیال خاطر احباب ضرور چاہیے چلیے آپ ہی کے مہمان ہون۔ یہان تو بیفکری کے ہاتھ بک گئے ہین۔ مگر استاد اتنا یاد رہے کہ بہت تکلیف نہ کیجیے گا بندہ تکلف کا دشمن ہے۔

اے ذوق تکلف مین ہے تکلیف سراسر
آرام سے ہین وہ جو تکلف نہین کرتے

پتنگ باز۔ ہائے واللہ یہ تو وہی مثل ہوئی کہ بس ایک دس سیر کا پلاؤ تو بنوائیے گا مگر تکلف نہ کیجیے گا اور کوئی آٹھ دس قسم کا گوشت بھی ہو۔ مگر میرے ہی برابر۔ واللہ مانتا ہون آپ کا بایان قدم ہے۔

اتنے مین میان آزاد اور پتنگ باز رتھ پر سوار ہوئے تو خوشامد خوردن ہیون نخچر ٹرون نے کہا آداب بجا لاتا ہون حضور یہ رخصت ہوتا ہون پیر و مرشد۔ کورنش عرض ہے خداوند کل نور کے تڑکے حاضر ہونگا جناب مین بھی دوپہر کو کھانا کھانے کے قبل پہونچ جاؤنگا۔ رتھ چلا تو ہوا سے باتین کرتا ہوا کھٹ سے مکان پر داخل۔ آئیے آئیے منجھلے میان آئیے۔ اندر سے باہر تک خبر ہو گئی کہ منجھلے میان تشریف لائے۔ میان آزاد اور وہ دونون اترے۔ صاف ستھرے کمرے مین مکلف فرش پر جا کر بیٹھے اتنے مین ایک لونڈی اندر سے آئی۔

لونڈی۔ منجھلے میان چلیے بڑے صاحب نے آپکو اندر یاد کیا ہے۔

منجھلے میان۔ (وہی پتنگ باز) اے ہے ناک مین دم کر دیا۔ آتے دیر نہین ہوئی بلاتے ہین۔ چلو آتے ہین بنی بخش آپکے لیے حقہ بھر لاؤ اور خاصدان مین گلور پان تیار کرو۔ (آزاد سے) آپ اجازت دین تو ذری والد سے مل آؤن ابھی آیا۔ آپ تب تک حقہ نوش جان فرمائیے۔ گانا رانا سنیے تو بلواؤن کسی کو۔ مغنی ہو مطرب ہو قوال ہو صنم خوش جمال زہرہ تمثال ہو۔ شراب ناب ہو۔ نرگسی کباب ہو یہ کہکر منجھلے میان تو ایک خادم باادب سے علیحدہ چپکے چپکے کچھ چہ میگوئیان کرنے لگے اور لونڈی اندر پہونچی۔

لونڈی۔ میان۔ میان۔ انکے پاس تو کوئی انکے دوست مسند تکیا لگائے زانو سے زانو بھڑائے بیٹھے ہین۔

میان۔ انکے دوستون کی نہ کہو شہر بھر کے خدائی خوار گرگے سوار بدمعاش عیار چور مکار جھوٹون کے سردار انکے لنگوٹیے یار ہین۔ بھلے مانس سے تو ملتے جلتے انھین دیکھا ہی نہین۔

لونڈھی - نامیان شکل صورت وضا (وضع) سے شریف خاصے بھلے مانس معلوم ہوتے ہین مثل ہے بڑے لستان - ابھی جوان جہان کلے ٹھلے کے گبھرو ہین اور قبول صورت ہنس مکھ ہین تو جانون کہین باہر سے آئے ہین بی بی انھین اچھی طرح کھلانا پلانا دوڑ دوڑ کر مین موجود ہون اور لونڈیون اصیلون کی دھاڑ کی دھاڑ موجود ہے رہا منجھلے میان سے دوستی بھتے نہ دیکھی چار دن کی چاندنی پھر اندھیرا پاکھ -

خیر شب کو میان آزاد اور منجھلے میان نے خواب ناز کے لطف اٹھائے صبح کو حوالی موالی جمع ہوے -

لفاظ- حضور کل تو خوب خوب پیچ لڑے اور ہوا بھی خوب ہی موافق تھی -

منجھلے میان- پیچ کیا لڑے پچاس کے ماتھے گئی - خیر اسکا تو یہان غم ہی نہین مگر کرکری بڑی ہوئی -

طرار- واہ حضور کرکری کی ایک ہی کہی قسم خدا کی وہ لم ڈورا پیچ نکالا کہ باید و شاید - ہزار پیچ بھی جو کٹ جاتے تو اُسکے آگے گرد تھے

فقرہ باز- درین چہ شک - حق ہے حضور - واللہ باللہ ثم باللہ زمانہ بھر یہی کہتا تھا کہ بھئی پیچ کیا کاٹا کہ کمال کیا - کچھ انعام دلوایئے خداوند

لسان - خداوند آپکے قدمون کی قسم ہے - آج شہر بھر مین اُس پیچ کی دھوم ہے اور قربان جاؤن پیر و مرشد - چالیس پچاس روپیہ کی بھلا کوئی اصل و حقیقت ہے ای یہ تو ہاتھ کا میل ہے -

رند- حضور آج منجھلے آغا کے یہان مشاعرہ ہے تشریف لے چلیے گا

آزاد- ضرور

مشاعرہ کی دھوم اور شعرا کا ہجوم

در نظم پیچ در در فن او	چون اکذب اوست احسن او

شام کے وقت میان آزاد اور اُنکے حبیب بلبل شاخسار معجز طرازی حضرت شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی نور اللہ مرقدہ کے مطائبات رشیقہ اور غزلیات انیقہ با معان نظر مطالعہ کر رہے تھے - شیخ مبارک نہاد کے کلام ندرت التیام نے آزاد کو کہ خود سخن سنج ملیح الکلام شیرین مقال ذکی الطبع بدیع الخیال ہین ایسا مست الست کر دیا جیسے بسنت کی رُت مین بھونرا کلیون کے رس سے مست ہو جاتا ہے عین حالت وجد مین جھوم جھوم کر یہ اشعار آبدار بلحن داؤدی پڑھ رہے تھے - ؎

اے نقش خرم باد صبا	از بر یار آمدہ مرحبا
قافلہ شب چہ شنیدی ز صبح	مرغ سلیمان چہ خبر از سبا
بر سر خشم ست ہنوز آن رقیب	یا سخنے میرود اندر رضا

کہ یکایک ایک مرد معمر و سن رسیدہ - گرگ باران دیدہ مولویانہ قطع بنائے لٹپٹی دستار کھوپڑی پر جمائے - کالی انگرکھا اُسکے خم و پیچ مین چھپائے دوسری مین سرمہ بریلی کا لگائے عقیق کا کنٹھا ہاتھ مین دبائے کھٹ کھٹ کرتے کمرے مین دراتے چلے آئے - السلام علیکم - وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ - مزاج شریف الحمد للہ علی کل شئ قدیر -

خیر ان تکلفات ضروری کے بعد جیب سے ایک اشتہار نکالا اور آزاد کی خدمت مین بصد ادب بطریق نذر پیشکش کیا -

اشتہار

فصحاے گرانمایہ کو مژدۂ تازہ اور شعراے بلندپایہ کو نوید بے اندازہ ہو کہ ۱۳ - فروری کو روز آدینہ وقت شام نواب بلیغ الدولہ بہادر کی گلابی بارہ دری مین صحبت مشاعرہ قرار پائی ہے خاکسار میر مشاعرہ نے انصرام و انتظام کار خیر مین بڑی محنت شاقہ اُٹھائی ہے لہذا ناظرین تقدس آئین کی خدمات رفیع البرکات مین بصد خشوع و خضوع التماس عجز اساس ہے کہ بر وقت مقررہ و تاریخ معینہ سو کام چھوڑ کر عبادت الٰہی سے منھ موڑ کر

مشاعرے مین قدم رنجہ فرمایئن - عزت بخشین - رتبہ بڑھایئن
مصرعہ ہاے طرح درج ذیل ہین -

۱- ہم سے اُس شوخ نے عیاری کی ؛ ۲ پریشان گشتہ ام جانان
زبخت واژگون خود ؛

مولانا صاحب تو اشتہار دیکر اور اشتیاق دلاکر الوداع کہتے ہوے اُلٹے پانون لمبے ہوے یہان حیرت دامنگیر ہی کہ یا للعجب فروری تو ۲۹ - اور کبھی ۲۸ - ہی دن کا مہینہ ہوتا ہی یہ ۳۱ - فروری چہ معنی دارد - بارے معلوم ہوا کہ اسی وقت مشاعرہ تھا -

خیر میان آزاد اور اُنکے دوست نہایت شوق اور غایت ذوق سے پتا پوچھتے ہوے گلابی بارہ دری مین داخل ہوے حبیب لبیب نے اس دلکشا بارہ دری کی تعریف مین زبان فیض ترجمان سے شاعر آتش زبان خواجہ آتش لکھنوی جعل اللہ مقامہ فی الجنان کا یہ معرکہ کا شعر فرمایا ؎

یہ کس رشک مسیحا کا مکان ہی	زمین جسکی چہارم آسمان ہے

آگے بڑھے تو ایک گلزار پر بہار لطیف وخوشگوار روکش فرخار نظر سے گذرا - ؎

در دامن ہر شگوفہ باغے	ہر برگ گلے چو شب چراغے
سیرابی سبزہ ہاے نوخیز	از بوے ترنہ مرد انگیز

غرضکہ عجب سمان ہی بارہ دری کیا ہفتم آسمان ہی فرش مکلف سے آراستہ اور تکلفات اہل لکھنؤ سے پیراستہ - شمع کافوری نوربخش چشم نابیناے مادرزاد جیبہ جیبہ فصحاے نکتہ پرور کے فیض قدم سے آباد - درودیوار سے نور برستا ہے - اس زمین کی لطافت دیکھکر پیر فلک ترستا ہے - نئی نئی وضع نئی نئی قطع نئے نئے لباس نئے نئے فیشن کے لوگ جمع ہین کسی کا دماغ ہی نہین ملتا جسے دیکھو اپنے خیال مین مست تاناشاہ بنا بیٹھا ہی - ہفت اقلیم کی بادشاہت کو جوتی کی نوک پر مارتا ہی عظیم اللہ خانی ٹھونون کے تڑاخون سے لطف صحبت دیرینہ آنکھون مین پھر گیا - ؎

ز فرق تا بقدم ہر کجا کہ مے نگرم
کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجاست

ارباب صافی مذاق وآزادہ - اصنام شعر وسخن کے عاشق و دلدادہ سیہ خیمہ لیلاے نظم کے والہ ومجنون - دلبر نظم طرازی کے مفتون - جوق جوق اُمڈے چلے آتے ہین - شعرا اور سامعین کھچا کھچ بھرے ہین - کہین تل رکھنے کی جگہ نہین - تھالی اُچھالیے تو سر ہی سر جائے غرضکہ جب رات بھیگی - اور چاندنی خوب نکھری مشاعرہ شروع ہوا ؎

بسم اللہ الرحمن الرحیم		طرۂ دستار کلام کلیم

شعراے طلیق اللسان اور فصحاے رنگین بیان کے گلدستہ اشعار لطافت بار نے وہ رنگ اثر دکھایا کہ گلابی بارہ دری مین گل لالہ کھل گیا جسے دیکھو بلبل ہزار داستان کی طرح چہک رہا ہی - کوئی عالم تصور مین نرگس غمزہ زن سے چشمک زنی کرتا ہی کسی کا دل زلف پر شکن کے پیچ وتاب مین پھنسا ہی بلبل کی خوش نوائی گل کی کج ادائی ایک پرانے مردے کو اُکھیڑ کر منصور کو از سر دار پر کھینچتا ہے - دوسرا صدہا سال بعد سرمد سرپرور کا گلا رتیتا ہی - کوئی دُر دندان کے مقابل مین سلک گہر کو بے آبرو بناتا ہے - کوئی رقیب روسیاہ کو سگ حضور بناتا ہی - کوئی زلف چلیپا کو طول امل سے زیادہ طول دیتا ہے - کوئی عالم خیال مین چاند سے مکھڑے کی بلائین لیتا ہے - قدردان کی ہر جگہ خرابی ہے - ارباب دلوالالباب داد سخن دینے پر آئے تو اس درجہ چیخے چلائے کہ لب اور گلو سوکھ کر کانٹا ہوگئے اہو ہو ہو - اہا ہا ہا - واہ واہ - اے سبحان اللہ شاعر نے پورا شعر پڑھا ہی نہین کہ یاروگ ہے اُڑے حاصل زمین

واہ حضرت کیون نہو قسم حسینن کی قلم توڑ دیے - واللہ آج اس لکھنؤ مین یکتہ ہو - ایک لیستہ قامت زیبا اندام تیز طبیعت ملیح الکلام شاعر بلگرام تربیت یافتہ لکھنؤ نے طرح کے مصرع پر ایک غزل پڑھی جسکا ایک شعر درج ذیل ہی - ؎

ہم کو دیکھا تو وہ ہنس دیتے ہین
آنکھ جھپتی ہی نہین یاری کی

سامعین - گاڑی کی - بارک اللہ کیا تایا ب شعر فرمایا کیا گاڑی کی - اب جسے دیکھیے غل مچا رہا ہی گاڑی کی گاڑی کی شاعر بیچارہ چیختا ہے کہ حضرت گاڑی کی نہین یاری کی - مگر غل غپاڑے مین سنتا کون ہے - تب تو میان آزاد نے جھلا کر کہا کہ صاحبو - اگاڑی نہ پچھاڑی چوپہیا نہ پالکی گاڑی - واسطے خدا کے پہلے شعر سن لو - پھر تعریف کے پل باندھو - گاڑی کی نہین یاری کی ع - آنکھ جھپتی ہی نہین یاری کی ؛ - واہ کیا نیچر ہے - شاعر بھی کھل گئے کہ خیر سچے کلام کی سچی داد دینے والے بھی موجود ہین -

دوسرے شاعر خوش فکر و نکتہ سنج نے اپنی پرانی غزلون مین سے ایک غزل پڑھی - پڑھتے پڑھتے یہ شعر فرمایا -

اُمید روز وصل بھی کس بدنصیب کو
قسمت اُلٹ گئی مرے روز سیاہ کی

سامعین - نگاہ کی - سبحان اللہ - حضرت یہ آپ ہی کا حصہ ہی -
شاعر - قبلہ نگاہ نہین روز سیاہ - نگاہ تو بالکل مہمل و بےمعنی لفظ ہوگا -
آزاد - واللہ کیا مارچال ہی اور کیا صاف بول چال ہی -

شاعر صاحب جھک کر آداب بجا لائے اور پھر اُسی شعر کو باواز بلند فرمایا اس مرتبہ سیاہ کے لفظ پر خوب زور دیا کہ کوئی ذات شریف پھر نگاہ نہ کہہ اُٹھین -

واضح ہو کہ مارچال ہندی کی شاعری مین ایک صفت کا نام ہی - روز سیاہ کی قسمت اُلٹ گئی یعنی بخت خفتہ بیدار ہو گیا چونکہ شاعر موصوف کتابائی مین بھی دخل رکھتے ہین اس سبب سے اُنکا کلام درد انگیز اور عشق خیز ہی - اس صفت مارچال کو تو حضرات سمجھے نہین اور تعریف کے پل باندھ دیے -

تیسرے شاعر غرّا نے فارسی طرح پر یہ مطلع دلکش فصحاے خطۂ پاک ایران کے لب و لہجہ مین پڑھا - ؎

نشستم اگر در خون ز چشم لالہ گون خود
تو چون دشمن شدی من ہم -

سبحان اللہ - ارشد ک اللہ - یہین اور میر اخدا کہ آپ نے مشاعرے بھر کی ناک رکھ لی - میدان فصاحت مین کل فصحاے دہر سے گوے سبقت لے گئے - اب ذرا اس وحشت کو ملاحظہ فرمایئے کہ شاعر نے مصرعۂ ثانی نصف بھی نہ پڑھا تھا کہ تعریف کی بوچھار ہونے لگی - توصیف کی جھڑی لگ گئی - پھر شاعر نے مجبور ہو کر دوسرا مصرعہ پڑھا - ع

تو چون دشمن شدی من ہم کمر بستم بخون خود

اب سنیے کہ خون کا خون کر کے اس لفظ کو ایک رکیک لفظ سے بدل دیا اور رنگین ٹوپیان اُچھلنے - بارک اللہ کا غل فلک ہفتم سے پار ہو کر لامکان تک پہونچ گیا کوئی لوٹ رہا ہی - کوئی سوحق کر رہا ہی شور محشر بپا ہی - واہ واہ کی صدا سے پڑوسیون کی نیند حرام ہو گئی - شاعر نے غل مچانا شروع کیا کہ جناب یہ لفظ خون ہی مگر نقار خانے مین طوطی کی آواز کون سنتا ہی - من چہ می سرایم و طنبورہ من چہ می سراید

الغرض تین بجے تک وہ دھوم اور وہ ہجوم تھا کہ باید و شاید مجال کیا کہ کان پڑی آواز سنائی دے ایک ایک شعر کے پڑھنے کی چار چار دفعہ فرمائش ہو رہی ہی اور بیس بیس مرتبہ اُٹھا بیٹھی سلام پر سلام اور آداب

پر آداب - اور کورنش پر کورنش - اچھی قواعد ہوئی غزل ختم ہوئی تو دم ٹوٹ گیا - ٹھنڈی سانسین بھرنے لگے - بعض بعض شعرائے تلامذ الرحمٰن معدن طبع وقاد عالی خیال وخوش فکر نے البتہ وہ وہ اشعار فصاحت بار سنائے کہ سمجھنے والون کو حال آگیا اور بے اختیار بول اُٹھے کہ بھئی یہ غزل نہین خدائے سخن کا کلام مجید ہے احسنت ومرحبا کی آواز گونج رہی تھی - خوشوقت رائے حمار اور خرسند رائے بصیر تین تین سو شعر کی غزل کہہ لائے ہین جسکا ایک شعر درست نہ ایک مصرعہ چُست - سات بجے سے پڑھنے بیٹھے تو آٹھ کا گجر بجا دیا لوگ کانون مین اُنگلیان دے سُنتے ہین مگر وہ موجین لے رہے ہین -

حقیقت حال یون ہی کہ جو بزرگوار شاعری کے رموز سے واقف ہین وہ ٹھیک موقع پر داد خوش کلامی دیتے ہین ورنہ چُپ رہتے ہین برعکس اسکے بعض کم علم کم عقل کم فہم لفجوائے ع - ہم بھی ہین پانچوین سوارون مین ؛ تعریف کے دریا بہا دیتے ہین جسکے پاٹ کی ابتدا ہے نہ انتہا - جو مضامین منافی نیچر اور خلاف طبیعت ہین اُنکو خیرباد کہکر معشوقۂ خیالات مغربی کو اپنی زبان کے لباس مین فرینچ اور مشین کرین تو پھر دیکھیے شاعری کیسی چمکتی ہے - افسوس ہی کہ نوجوان نوخیز انگیا اور رجوٹی اور موباف اور زلف پستان اور موے میان پر اس درجہ لٹو ہین کہ فن شاعری کے پنجر بگاڑ دیے - الکذبہ احسنہ نے کمیت وحشت پر اور بھی ایک کوڑا جمایا - پھر کیا پوچھنا تھا لگے زمین وآسمان کے قلابے ملانے - قد کو تار اور زلف کو سنبل بتانے -

وہان سے میان آزاد ۲ ونجے اور منجھلے میان تڑکے آئے صبح کو یون باتین ہوئین -

آزاد - اجی حضرت تسلیم - آج تو آپ بڑے سویرے اُٹھے ابھی تو دس ہی بجے ہین بھئی بڑے سونے والے ہو - آپ کے یہان گویا اب تڑکا ہوا -

منجھلے میان - بجا ہی کل تو مشاعرے مین تڑکا ہی ہوگیا - اپنا تو بھور ہوگیا مگر واللہ کیا کیا غزلین سُنی ہین کہ واہ جی واہ اب انصاف کیجیے کہ جب انسان تڑکے سوئے تو دس بجے خواہ مخواہ اُٹھا ہی چاہے اور سچ تو یون ہی کہ ابھی اور سونے کو جی چاہتا ہے لیکن کچھ مشاعرے کے جھگڑے کا حال بھی سُنا - ارے میان بڑی شکر رنجی اور بے لطفی ہوگئی تم تو کوئی چار بجے سو رہے تھے ہم نے ساری داستان سُنی اور سُنی کیا معنی آنکھون دیکھی - لاحول ولاقوۃ بڑی جوتی چلگئی - مولوی بدر اور منشی نشار مین تو لکڑی چلتے چلتے رہگئی جو میان رنگین نہون تو دال مین جوتی بٹے - بارے بخیر گذشت لیکن ابھی دل کے بخار نہین نکلے -

آزاد - کیون کیون خیر تو ہے -

منجھلے میان - آپ تو بسم اللہ کے گنبد مین بیٹھے تھے - ہم سے پوچھیے جو تڑکے تک وہان ڈٹے رہے - اُف - واللہ مین تو سمجھا کہ اب لکڑی چلی اور اب چلی - اور خرابی یہ کہ دو وہین پھنکیت بھی موجود تھے - اُنکو اپنی پھنکیتی کا دعوی -

آزاد - تو مشاعرہ کیا پالا تھا - پوچھیے شاعری کو لکڑی اور بانک سے کیا واسطہ زور قلم دکھانا چاہیے تھا یا زور بازو - افسوس ہی کہ مشاعرہ بھر بھنڈ ہوگیا اب جمنا محال ہی کسی طور پر بدر اور نشار مین ملاپ کرا دیجیے -

منجھلے میان - ای توبہ - ملاپ - کیا مجال - ملاپ ہوچکا - بدر کے چہرے سے جلال برستا ہی - ایسے مغلوب الغضب تو ہم بھر آنکھون سے نہین دیکھے - بات کی اور غصہ آگیا - اور میان نشار اُنکے بھی چچا ہین یہ بات پیچھے کرتے ہین چانٹا پہلے رسید کرتے ہین - پھر پھوٹ کر پوچھے

نہو۔ میل کی اب کون صورت ہی۔ ؎

اگر زنجیر باشد بگسلانند	اگر در ہر دو جانب جاہلانند

ایک حلیم الطبع ہو تو بات بنجائے اور جب دونوں طرف سے اجہل ہوں تو بات بن چکی۔

آزاد۔ آخر بکھیڑے کا سبب کیا۔

منجھلے میان۔ حضرت اس بغض اور حسد کا بُرا ہو کہ انسان کی آنکھ پر پٹی باندھ دیتا ہی۔ ہوا یہ کہ فشار نے پہلے پڑھا۔ اس پر مولوی بدر بگڑ کھڑے ہوے۔ اُسوقت تو کچھ بولے نہین جب اُنکے پاس یکہ (اکہ) گیا تو جھٹ ہی گرما گئے کہ واہ ہم پر انکو کیون ترجیح دی گئی۔ اُنمین کیا بات ہی۔ ہم بھی تو اُستاد زادے ہین آخر۔ یہ بچارے ہین کیا۔ آپ بھی اتنے ہوے۔ اسپر فشار بولے کہ میان صاحبزادے ابھی بوے شیر دہن سے آتی ہے۔ ؎۔ اک ذرا ہوش سنبھالو ابھی دُنیا دیکھو ؛ تم ابھی بیش یا افتادہ الفاظ کے ہجے تو جانتے ہی نہین شاعری کیا جانو۔ کچھ دن اُستاد کی جوتیان سیدھی کرو خدمت کرو تو آدمی بنو۔ شان خدا آپ اور ہم پر منھ آئین اے تیری قدرت۔ ؎

شان ہے تیری کبریائی کی	بُت کریں آرزو خدائی کی

بدر بہت گرمائے اور خوب ہی جھلائے۔ آستینین اُلٹ لین اور چڑھ دوڑے۔ فشار کے شاگردون نے بھی ڈنڈا سیدھا کیا۔ اسپر تو این! ہا ہین۔ ہا ہین۔ ہا ہین جانے دو۔ جانے دو۔ لوگون نے بیچ بچاؤ کر دیا مگر مشاعرہ بھر آمادہ ہو گیا تھا کہ چل چلے تو خوب بات ہی بارے۔ ؎۔ رسیدہ بود بلائے و لے بخیر گذشت ؛

ہمارے وحشی مزاج میان آزاد کا بیٹھے بیٹھے جی گھبرایا تلوے کھجلائے اور وحشت نے سیر صحرا کی یاد دلائی۔ اپنے شفیق باتحقیق منجھلے میان سے کہا کہ قبلہ اب تو ایک جگہ بیٹھے بیٹھے ندی لگ گئی۔ چلیے ذرا چار پانچ کوس سیر تو کر آئین منجھلے میان نے چار پانچ کوس کا نام سُنا تو چکرائے کہ خدا ہی خیر کرے۔ یہ بچارے تھین آدمی آدھ کوس چلنا بھی دوبھر تھا دس قدم چلے اور ہانپنے لگے۔ ذرا چکر کھایا اور چکر آیا۔ بھلا دس میل کون جاتا۔ قدم ڈگمگانے لگتے اور واقعہ ہی ہو جاتا۔ جو کہین گئے بھی تو انکھن پر یا فنس پر لد لیے۔ یا رتھ کی سواری۔

آزاد۔ اب کیسے چلیے گا نہ۔ بس اک پانچ کوس کا چکر لگائین اور دم کے دم مین واپس آئین گے کھانے کے وقت یہان ہی ہون تو سہی۔

منجھلے میان۔ حضرت بندہ اس سیر سے درگذرا۔ آپکو تو ڈاک کے ہرکارون مین نوکری کرنی ہی۔ بندۂ درگاہ اس جھنجھٹ مین نہین پڑنا چاہتے۔ مجھے کیا کتے نے کاٹا ہی کہ بے وجہ بے سبب پنجکوسی چکر لگاؤن اور آدمی سے اونٹ بنجاؤن۔ آپ جائین مگر جلد آئیے گا۔ یار سچ کہتے ہین کہ لمبا آدمی عقل کا دشمن ہوتا ہی یہ گپ اُڑانے کا وقت ہی یا جنگل مین گھومنے کا۔

مصاحب۔ بجا ہی پیر و مرشد۔ بھلے مانسون کو کبھی جنگل کی دُھن سمائی ہی نہین اور حضور کے یہان رتھ پالکی۔ گھوڑا۔ یابو۔ بگھی۔ سب سواریان اللہ کی عنایت سے موجود ہین۔ پیادہ پا جوتیان چٹخاتے ہوے آپ کے دشمن چلین۔ آپ ایک نازک رئیس ہین کبھی پیدل چلنے کا اتفاق کاہے کو ہوا۔

آزاد۔ بھئی ان خوشامد خورون سے تو اور بھی ناک مین دم آگیا یہ نزاکت نہین اسکو تپ دق کہتے ہین ای صاحب آپ پانچ کوس نہ چلیے دو ہی کوس چلیے۔ آدھ ہی کوس چلیے۔ ایسی بھی کیا نزاکت ہی۔ لاحول ولا قوۃ۔

مصاحب۔ نا صاحب حضور نہ جائین گے۔ آپ اپنے جائیے

اور جو سوء ہضم کی شکایت ہو تو کھانے کا وقت ٹال جائیے گا بہت ہو کا اچھا نہین ہوتا۔

آزاد۔ کہین اس بھروسے بھی نہ رہیے گا۔ بندہ بلانوش آدمی ہی پاؤن تو آپ تک کو چٹ کر جاؤن۔

میان آزاد لمبے لمبے ڈگ بڑھاتے۔ ڈاڑھی چڑھاتے پچھم کی طرف چلے۔ اونٹ جب بھاگتا ہی پچھم کی سمت چلتے چلتے رستوگی ٹولہ ہو پنچے۔ اس محلے مین قدم رکھا ہی تھا کہ وہ غل غپاڑے کی آواز سُنی کہ الامان شور محشر بپا تھا کان پڑی آواز کا سُننا مشکل زمین لرزنے لگی۔ در و دیوار غل کی دھمک سے کانپ رہے تھے گھبرائے کہ یا اللہ یہ کیا ماجرا ہی۔ بجلی گری یا آسمان پھٹ پڑا یا آگ لگی۔ یا بھیڑیا دن دہاڑے نکل آیا خداوندا بچائیو۔ سوچے کہ بھئی یہان سے بھاگ چلو۔ انگریزی زمانہ ہی کہین فوجداری ہو رہی ہو تو گواہی مین دھرے جائین اب وہ ہر بونگ کا وقت تو ہی نہین کہ ہر روز خانہ جنگیان ہوتی ہین۔ چوطرفہ تلوار میان سے باہر ہی تڑاپ تڑاپ شڑ شڑ کی آوازین آ رہی ہین۔ خون کی ندیان بہ گئین اور کسی کو کانون کان خبر نہین۔ جب بانکے تلوار لیے مار کوٹ کر چل دیے تو روندآئی دھوتو دھوتو دھوتو۔ وہان میدان صاف۔ آدمی نہ آدم زاد۔ دو ایک دُکان دارون کو دھمکایا۔ ذرا غر فش کیا۔ چلیے تحقیقات ہو چکی۔ اب قضیہ بالعکس ہی جب ہم گواہی شہادت سے منزلون بھاگتے ہین۔ یہان سے پولیس کی چوکی پر جائین۔ وہان سے تھانے پر۔ وہان سے مجسٹریٹی وہان سے اگر گرگڑ بڑائے تو جیلخانہ۔ چلیے اب چکی پیس رہے ہین آئے تھے سیر سپاٹے کو مفت مین مصیبت جھیلین۔ بھاگنے ہی کو تھے کہ ایک آدمی سے پوچھا کہ۔

آزاد۔ کیون میان یہ غل غپاڑا کیا ہو رہا ہی۔ وہ شور ہی کہ کان کے پردے پھٹے جاتے ہین۔ الٰہی توبہ۔

آدمی۔ (ہنس کر) کل طویل احمق[1] تو برسون سے سُنتے آئے ہین مگر آنکھون آج ہی دیکھا۔ یہ بلبنڈی ساقد کس گانون مین بڑھایا ہے بانس بریلی کے پاگل خانے سے تو زنجیر توڑا کر یہین چلے آئے سچ کہنا اُستاد۔ کرسی مین مکان ہی کیا۔ ہوش کی دوا کیجیے۔ عقل کے ناخن لیجیے کیسی لڑائی کیسا جھگڑا۔ کہان کی گھچ پچ کسکا بگڑا۔ نہ کہین فساد ہی نہ کچھ۔ گرو جی لڑکے پڑھا رہے ہین۔

آزاد۔ ارے لاحول۔ گرو جی بھی بس نرے گرو جی ہی ہین۔ بندہ ناخواندہ تو ہی نہین ہم نے بھی کئی مکتبون کی خاک چھانی ہے لیکن معاذاللہ یہ غل غپاڑا۔ ایسے شور پر تین حرف۔ یہ گدڑی بازار ہی یا مکتب خانہ۔ یا وحشت کا کاشانہ۔ لاحول ولاقوۃ پاگل خانہ مین اتنا غل ہے تو مضائقہ نہ تھا۔ چلیے ذرا گرو جی کے درشن تو کرین۔ واللہ زیارت ہی کے قابل ہونگے۔

آدمی۔ ہان جائیے۔ ضرور جائیے۔

میان آزاد جو اُدھر گئے تو دیکھتے کیا ہین کہ گرو جی مہراج دھوپ مین ایک چھپر کھٹ پر اٹا چت پڑے ہین قطع وضع چال ڈھال دیکھی تو اللہ ہی اللہ۔ ماشاء اللہ آپ ہین اسی لائق کہ بایان قدم لے اور دور ہی سے ڈنڈوت کرے۔ لونڈون کی مٹی پلید کرنا ہو تو اس مکتب مین بھیجے۔ گرو جی مہراج ذرا چپیے۔ دیکھیے تو بچے کہہ کیا رہے ہین۔

اتنے مین دو چار لڑکے اور آئے۔ گرو جی رام رام۔ گرو جی سیتارام۔ جیتے رہو۔ آؤ بیٹھو۔ آج ابیر کرکے کیون آئے گرو جی آج بیوتا تھا۔ دیا بھی رگھناتھ کی تیجی دونون جون۔

[1] یہ مقام لکھنؤ کے متصل ہے جہان کے آدمی عقل بھونگام مشہور دیار ہین۔

بنو۔ میل کی اب کون صورت ہی۔ ع

اگر زنجیر باشد بگسلانند	اگر در ہر دو جانب جاہلانند

ایک حلیم الطبع ہو تو بات بنجائے اور جب دونون طرف سے اجہل ہون تو بات بن چکی۔

آزاد۔ آخر بکھیڑے کا سبب کیا۔

منجھلے میان۔ حضرت اس بغض اور حسد کا برا ہو کہ انسان کی آنکھ پر پٹی باندھ دیتا ہی۔ ہوا یہ کہ فشار نے پہلے پڑھا۔ اس پر مولوی بدر بگڑ کھڑے ہوے۔ اسوقت تو کچھ بولے نہین جب اُنکے پاس یکہ (اکہ) گیا تو جھٹ ہی گرمائے کہ واہ ہم پر انکو کیون ترجیح دی گئی اُنمین کیا بات ہی۔ ہم بھی تو اُستادزادے ہین آخر۔ یہ بچا ہے ہین کیا۔ آپ بھی اتنے ہوے۔ اسپر فشار بولے کہ میان صاحبزادے ابھی بوے شیر دہن سے آتی ہے۔ ع۔ اک ذرا ہوش سنبھالو ابھی دُنیا دیکھو ✤ تم ابھی بیش پا افتادہ الفاظ کے ہجے تو جانتے ہی نہین شاعری کیا جانو۔ کچھ دن اُستاد کی جوتیان سیدھی کرو خدمت کرو تو آدمی بنو۔ شان خدا آپ اور ہم پر منھ آئین اے تیری قدرت۔ ع

شان ہے تیری کبریائی کی	بُت کرین آرزو خدائی کی

بدر بہت گرمائے اور خوب ہی جھلائے۔ آستینین اُلٹ لین اور چڑھ دوڑے۔ فشار کے شاگردون نے بھی ڈنڈا سیدھا کیا۔ اسپر تو این! ہائین۔ ہائین۔ ہائین جانے دو۔ جانے دو۔ لوگون نے بیچ بچاؤ کر دیا مگر مشاعرہ بھر آمادہ ہو گیا تھا کہ جوتی چلے تو خوب بات ہی بات ہے۔ ع۔ رسیدہ بود بلائے و لے بخیر گذشت ✤

ہمارے وحشی مزاج میان آزاد کا بیٹھے بیٹھے جی گھبرایا۔ تلوے کھجلائے اور وحشت نے سیر صحرا کی یاد دلائی۔ اپنے شفیق بالتحقیق منجھلے میان سے کہا کہ قبلہ اب تو ایک جگہ بیٹھے بیٹھے پھپھوندی لگ گئی۔ چلیے ذرا چار یا پانچ کوس سیر تو کر آئین۔ منجھلے میان نے چار یا پانچ کوس کا نام سُنا تو چکرائے کہ خدا ہی خیر کرے۔ یہ بچارے تھین آدمی آدھ کوس چلنا بھی دوبھر تھا۔ دس قدم چلے اور ہانپنے لگے۔ ذرا چکر کھایا اور چکر آیا۔ بھلا دس میل کون جاتا۔ قدم ڈگمگانے لگتے اور واقعہ ہی ہو جاتا۔ جو کہین گئے بھی تو انکھن پر یا فنس پر لدیے۔ یا رتھ کی سواری۔

آزاد۔ اب کیسے چلیے گا نہ۔ بس اک پانچ کوس کا چکر لگائین اور دم کے دم مین واپس آئین گے کھانے کے وقت یہان ہی ہون تو سہی۔

منجھلے میان۔ حضرت بندہ اس سیر سے درگذرا۔ آپکو تو ڈاک کے ہرکارون مین نوکری کرنی ہی۔ بندۂ درگاہ اس جھنجھٹ مین نہین پڑنا چاہتے۔ مجھے کیا کتے نے کاٹا ہی کہ بے وجہ بے سبب پنجکوسی چکر لگاؤن اور آدمی سے اونٹ بنجاؤن۔ آپ جائین مگر جلد آیئے گا۔ یار سچ کہتے ہین کہ لمبا آدمی عقل کا دشمن ہوتا ہی یہ گپ اُڑانے کا وقت ہی یا جنگل مین گھومنے کا۔

مصاحب۔ بجا ہی پیر و مرشد۔ بھلے مانسون کو کبھی جنگل کی دُھن سمائی ہی نہین اور حضور کے یہان رتھ پالکی۔ گھوڑا۔ یابو۔ بگھی۔ سب سواریان اللہ کی عنایت سے موجود ہین۔ پیادہ پا جوتیان چٹخاتے ہوے آپ کے دشمن چلین۔ آپ ایک نازک رئیس ہین کبھی پیدل چلنے کا اتفاق کاہے کو ہوا۔

آزاد۔ بھئی ان خوشامد خورون سے تو اور بھی ناک مین دم آگیا یہ نزاکت نہین اسکو تپ دق کہتے ہین ای صاحب آپ پانچ کوس نہ چلیے دو ہی کوس چلیے۔ آدھ ہی کوس چلیے۔ ایسی بھی کیا نزاکت ہی۔ لاحول ولا قوۃ۔

مصاحب۔ نا صاحب حضور نہ جائین گے۔ آپ اپنے جائیے

اور جو سوءِ ہضم کی شکایت ہو تو کھانے کا وقت ٹال جایئے گا بہت ہو کا اچھا نہین ہوتا۔

آزاد۔ کہین اس بھروسے بھی نہ رہیے گا۔ بندہ بلانوش آدمی ہی پاؤن تو آپ تک کو چٹ کر جاؤن۔

میان آزاد لمبے لمبے ڈگ بڑھاتے۔ ڈاڑھی چڑھاتے بھیم کی طرف چلے۔ اونٹ جب بھاگتا ہی بھیم کی سمت چلتے چلتے رستوگی ٹولہ پہونچے۔ اس محلے مین قدم رکھا ہی تھا کہ وہ غل غپاڑے کی آواز سُنی کہ الامان۔ شور محشر بپا تھا کان پڑی آواز کا سُننا مشکل زمین لرزنے لگی۔ درودیوار غل کی دھمک سے کانپ رہے تھے گھبرائے کہ یا اللہ یہ کیا ماجرا ہی۔ بجلی گری یا آسمان پھٹ پڑا یا آگ لگی۔ یا بھیڑیا دن دہاڑے نکل آیا خداوند بچائیو۔ سوچے کہ بھئی یہان سے بھاگ چلو۔ انگریزی زمانہ ہی کہین فوجداری ہو رہی ہو تو گواہی مین دھرے جائین اب وہ ہر بونگ کا وقت تو ہی نہین کہ ہر روز خانہ جنگیان ہوتی ہین۔ چو طرفہ تلوار میان سے باہر ہی شراپ شراپ شپر شپر کی آوازین آ رہی ہین۔ خون کی ندیان بہ گئین اور کسی کو کانون کان خبر نہین۔ جب بانکے تلوار یے مار کوٹ کر چل دیے تو روندآئی دھو تو دھو تو دھو تو۔ وہان میدان صاف۔ آدمی نہ آدم زاد۔ دو ایک دُکان دارون کو دھمکایا۔ ذرا غرفش کیا۔ چلیے تحقیقات ہو چکی۔ اب قضیہ بالعکس ہی بھی ہم گواہی شہادت سے منزلون بھاگتے ہین۔ یہان سے پولیس کی چوکی پر جائیئے۔ وہان سے تھانے پر۔ وہان سے مجسٹریٹی وہان سے اگر گڑبڑائے تو جیلخانہ۔ چلیے اب چکی پیس رہے ہین آئے تھے سیر سپاٹے کو مفت مین مصیبت جھیلین۔ بھاگنے ہی کو تھے کہ ایک آدمی سے پوچھا کہ۔

آزاد۔ کیون میان یہ غل غپاڑا کیا ہو رہا ہی۔ وہ شور ہی کہ کان کے پردے پھٹے جاتے ہین۔ الٰہی توبہ۔

آدمی۔ (ہنس کر) کل طویل احمق تو برسون سے سُنتے آئے ہین مگر آنکھون آج ہی دیکھا۔ یہ بلبنڈی سا قد کس گانون مین بڑھایا ہے بانس بریلی کے پاگل خانے سے تو زنجیر تو ڑا کر نہین چلے آئے سچ کہنا اُستاد۔ کُرسی مین مکان ہی کیا۔ ہوش کی دوا کیجیے۔ عقل کے ناخن لیجیے کیسی لڑائی کیسا جھگڑا۔ کہان کی کھٹ پٹ کسکا بگڑا۔ نہ کہین فساد ہی نہ کچھ۔ گرو جی لڑکے پڑھا رہے ہین۔

آزاد۔ ارے لاحول۔ گروجی بھی بس نرے گروجی ہی ہین۔ بندہ ناخواندہ تو ہی نہین ہم نے بھی کئی مکتبون کی خاک چھانی ہے لیکن معاذ اللہ یہ غل غپاڑا۔ ایسے شور پر تین حرف۔ یہ گدڑی بازار ہی۔ یا مکتب خانہ۔ یا وحشت کدہ کا کاشانہ۔ لاحول ولاقوۃ پاگل خانہ مین اتنا غل ہے تو مضائقہ نہ دارد۔ چلیے ذرا گروجی کے درشن تو کرین۔ واللہ زیارت ہی کے قابل ہونگے۔

آدمی۔ ہان جایئے۔ ضرور جایئے۔

میان آزاد جو اُدھر گئے تو دیکھتے کیا ہین کہ گروجی مہراج دھوپ مین ایک چھپر کھٹ پر اٹنا چت پڑے ہین قطع وضع چال ڈھال دیکھی تو اللہ ہی اللہ۔ ماشاء اللہ آپ ہین اسی لائق کہ بایان قدم لے اور دور ہی سے ڈنڈوت کرے۔ لونڈون کی مٹی پلید کرنا ہو تو اس مکتب مین بھیجے۔ گروجی مہراج ذرا چیتے۔ دیکھیے تو کیا کہہ رہے ہین۔

اتنے مین دو چار لڑکے اور آئے۔ گروجی رام رام۔ گروجی سیتارام۔ جیتے رہو۔ آؤ بیٹھو۔ آج ابیر کرکے کیون آئے گروجی آج نیوتا تھا۔ دیا بھی رگھنا تھ کی تو جھی دونون جون۔

یہ مقام لکھنؤ کے متصل ہے جہان کے آدمی عقل بھونکام مشہور دیار ہین۔

بھلا ہمارے کھاتر کیا لائے -
رام اوتار - کچھونا ہین -
گروجی - دھپ جماکر - دُت بیوکوف - سب لڑکے اس کے کان گرا دو -
انند سروپ - گروجی ڈو پوریان اور گوجھے لایا ہون -
گروجی - تم چلو بیٹھو - دیکھو لڑکو انند ہماری کیسی کھاتر کرتا ہی ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات - اگلے دن کے پہاڑا تو سنا دیو سب لڑکے مل کے - کھبردار - آگے باچھوت رہیو چلو - ارے چلو - ایکنا ایک دونے دو ترکو تین - چوکے چار - پنجے پانچ چھکو چھ - ستو سات - اٹھو آٹھ - نیانو - دہام دس - دو کا دو - دو دُنا چار - دو تیا چھ - دو چوکو آٹھ - دو پنجے دس - دو چھکے بارہ دو ست چودہ - دو اٹھ سولہ - دو نوان اٹھارہ - دو دہام بیس -
ایک ایک سوایان دوسری اڑھیان - تیسر پونے چار چار سوایان پانچ - پانچ سوایان ساچھ - چھ سوائین ساڑھے سات سات سوائین پونے نو - آٹھ سوائین دس - نو سوائین سوا گیارہ دس سوائین ساڑھے بارہ ایک ایک ڈیوڑھے دو ڈیوڑھے تین تین ڈیوڑھے ساڑھے چار - چار ڈیوڑھے چھ - پانچ ڈیوڑھے ساڑھے سات - چھ ڈیوڑھے نو - الخ
او نا ماسی ڈھنگ - کاکھا گاگھا نا - چاچھا جاجھا ناٹاٹھا ڈاڈھا نا - پاپھا با بھا ما - چار الاو اشٹا کھا ساہا -
اسپر میان آزاد نے ہانک لگائی کہ ٹھیو آئے دھوتے ٹکا ٹکا او سوم سے سوم سوم تو را بھلا ہوئی - ہاتھ کی ڈنڈی لاگی کلائی پھوٹیا کا چھوٹا بہائی - خوب قہقہہ پڑا اور کئی بازاری جمع ہوگئے اور گروجی بیچارے پر آوازے کسنے لگے -
اتنے مین بارہ کی توپ دغی - دَن - لونڈون نے غل مچایا کہ گروجی جیو آئین - کھاے آئین - ہان جاؤ - روٹی کھا کے جھپ سے آجاؤنا دیر مت لگاؤنا - پاٹی تیری کھڑ رہی ہی کنول رام بدل لائیو - بابو سے کہیو کہ پاٹی بدل دین - لڑکے بھڑ بھڑا کر نکلے - کسی نے لکڑی کا گھوڑا بنایا کسی نے گھٹنون پر دو تہڑ لگایا - غل غپاڑا مچاتے آسمان سر پر اُٹھاتے چلے -
میان آزاد ایک دُکان پر ٹک گئے کہ اُنکی سیر ذرا تو دیکھین جب لڑکے واپس آئے تو گروجی نے دو ایک سے پوچھا کہ کہو پاٹی کھڑی گروجی کہن ہین کہ دو چار روج مین کاڑھیا پر دن جرور آجیہے -
دیر کیون لگا لیس رے - گروجی رسوئیان مین ابیرہتی - دیکھو گروجی یوہمرے باپ کا گریاوت ہی -
گروجی - بھلا بے کہانا ہین مانت رہے رچیاے رہ ہم تم کا کھوب جانت ہین جو ہے سسُر -
آزاد - اچھا - سسُر کی ایک ہی کہی - ع

گر ہمین مکتب ست و این ملا	کار طفلان تمام خواہد شد

جب چھٹی کا وقت ہوا تو گروجی بولے چوپائیان کہو سری گنیش جی کر پا کرین لکھین چوکڑی - مان باپ پوجین وہ گھڑی ایسی گھڑی رامچندر لادین - گروجی آوین - مُہرین پاوین دہی برفی کھائین - کھاے کھوے کے دین اسیس - لڑکے جیوین لاکھ برسیں - آئے بسنت مہاسکھ دائی - رچیا کرین کالکامائی اور ڈنڈے بجاتے جاتے تھے کھٹا کھٹ - گروجی مہنت بنے ہوئے سُن رہے تھے اور سوچتے جاتے تھے کہ برفی دہی کی دعا روزانہ مانگی جاتی ہی مگر کھانے مین ایک دن نہین آتی -

ڈاک

میان آزاد خانہ برباد بوئے گل کی طرح سبک سیر - ایک دن کیا معنی دو دن کہین ٹک جائین تو تلوے کھجلانے لگین دامن

نرگس یاد آئے۔ سیر دشت کو جی چاہے۔ سیلانی آدمی سیر سپاٹے کے عادی۔ منجھلے میان کے یہان چار پانچ روز جو جم گئے تو طبیعت گھبرانے لگی۔ کھانا پینا حرام ہوگیا۔ ہنسنا بولنا وبال سیر سپاٹا جنجال ہوا جنگل کی دھن سمائی۔ دل مین ٹھان لی کہ اب نہ ٹکین گے نہ ٹکین گے چاہے ادھر کی دُنیا اُدھر ہو جائے۔ بوریا بدھنا اُٹھایا اور مصافحہ کرکے ڈاکخانہ کی طرف چلے۔ راہ مین پوچھتے جاتے ہین کیون بھئی امام بخش کا ڈاکخانہ کہان ہی۔ رمزی صاحب کی ڈاک کا راستہ کس طرف سے ہی۔ پہلے تو امام بخش کے یہان پہونچے آئیے کہیے کیا چاہیے۔ ڈاک ہوگی۔ ہان ایک سواری اچھا تو دو روپیہ ہوے۔ دو روپیہ؟ اچھا آپ ۲ رکم دیجیے۔ لائیے بیعانہ بائین ہاتھ سے داخل کیجیے۔ ہم سوا روپیہ دینگے۔ نہین صاحب سوا مین نہوگی۔ اچھا آئیے ڈیڑھ روپیہ دیجیے۔ آئیے حضور آپ تو چلے جاتے ہین۔ میان آزاد یہان سے رمزی صاحب کے ڈاکخانہ پہونچے ایک سواری کا کیا لوگے ڈیڑھ روپیہ اچھا ہم چلین گے بیعانہ داخل کیجئے۔ لو ایک روپیہ اب کس وقت جائیگی ڈاک بس اب چالان چھوٹتا ہی۔ اسباب وسباب رکھیے۔ اجی یہان اسباب خدا کا نام ہے فقیرون کو اتنا ڈھنگڑ سے بھلا کیا کام ہی۔

اتنے مین سامنے سے ایک ڈاک نکلی یہ کس کے یہان کی ڈاک ہی جی۔ کون! یہ؟ یہ امام بکس کی ڈانک ہے۔ پہلے ہی روانہ ہو جاتی ہے وہ چاہے جب روانہ ہو۔ کل ۱۲ بجے کے ادھر پہونچنے سے رہی اور آپ رات ہی کے چار بجے دن سے داخل ہو جائیے گا خیر میان آزاد اور دو مسافر ڈاک پر بیٹھے اور شکرم کھڑکھڑاتی ہرنی زناٹے سے چلی۔ تو راہ مین ایک گنوار جو میان آزاد کے قریب شکرم پر بیٹھے تھے لگے بے تکی اُڑانے۔ میان آزاد تو آپ جانیے خوش گپ آدمی انھون نے بنانا شروع کیا۔

گنوار۔ کاہے ہو۔ ارے تم سے کہت ہی کوچ بکس۔

آزاد۔ (کوچبین سے) بولو بھئی کوچ بکس۔ ارے میان کوچ بکس بولتے نہین۔

گنوار۔ کاہے ہو ہم تم سے پوچھت ہین کہ یہ اونٹ گاڑی ہے کہ بیل گاڑی۔

آزاد۔ گدھا گاڑی۔

جب رات ذرا بھیگی تو آزاد کی آنکھ جھپک گئی۔ آنکھ کا جھپکنا تھا کہ کھٹ سے داخل۔ این کیا پہونچ گئے۔ جی حضور۔ دیکھیے ٹھیک چار بجے پہونچایا۔ انعام ہو احضور۔

آزاد۔ انعام ہوا؟ بیشک ہوا۔ ہماری ڈاک بڑی تیز آئی ہے۔ میان امام بخش کی شکرم تو ابھی راستے ہی مین ہوگی۔

مسافر۔ (شکرم کی چھت پر سے) ہم سے سُنیے۔ شامت اعمال نے جو گھیرا تو ہم پرسون یہان سے امام بخش کی ڈاک پر گئے تو بہی بھلی رو رو دیے راستے مین۔ خدا کسی بھلے مانس کو نہ لیجائے لاحول ولا قوۃ ہم سے کہا کہ سات بجے گاڑی چھوٹ جائیگی۔ آپ ساڑھے چھ بجے ضرور آجائیے۔ ہم کوئی پونے سات بجے دو بھندے مزدورون کو ساتھ لیے گھر سے چل کھڑے ہوے مگر بدحواس۔ راہ مین لمبے لمبے ڈگ بھرتے مزدورون کو للکارتے چلے آتے ہین کہ تیز چلو قدم جلد اُٹھاؤ۔ ادھر یہان سنسان مقام پایا وہان تھوڑی دور دوڑنے بھی لگے کہ وقت پر پہونچین۔ ایسا نہو کہ دیر لگے۔ وہان ٹھیک سات بجے پہونچے تو گاڑی اگاڑی نہ پچھاڑی سناٹا پڑا ہوا۔ آدمی نہ آدمزاد۔ ارے میان چپراسی۔ منشی جی اجی منشی جی کیا سانپ سونگھ گیا۔

اتنے مین ایک چپراسی آیا۔ کہیے کیا ڈاک کیجیے گا۔ این! اور سنیے ڈاک کیجیے گا کی تو ایک ہی کہی۔ میان بیعانہ کا روپیہ

بھی دے چکے۔ ہان تو اس گھانس پر بستر جمایئے۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کھایئے مزے اڑایئے۔ یا ذرا بازار کی سیر کر آیئے۔ این سیر کیسی؟ ڈاک چھوٹے گی آخر کس وقت۔ کیا معلوم۔ دیکھیے منشی جی سے پوچھون۔ (منشی جی آئے) اے صاحب سات بجے بلایا تھا جس کے ساڑھے سات ہو گئے۔ جناب آج تو آپ ہی آپ ہین۔ اور کوئی مسافر ہی نہین پھر ایک آدمی کے لیے چالان تھوڑا ہی چھوڑینگے این! واہ وا۔ کہین اس بھروسے بھی نہ رہیے گا۔ بندہ بیعانہ دے چکا ہے۔ اچھا ٹھہریے۔ آٹھ بج گئے نو بج گئے۔ دس بج گئے۔ یا الٰہی کب تک ٹھہرے رہین اب طبیعت پریشان ہو گئی۔ جی چاہا کہ بھاگ جاؤن۔ کہ اتنے مین تین مسافر آئے ایک سے دو روپیہ لیے دوسرے سے سوا روپیہ۔ تیسرے سے پھر اور ہم سے ڈیڑھ روپیہ خیر صاحب خدا خدا کر کے بیٹھے اور چلے۔ اب منزل منزل وہ خراب چوکی۔ چوکی کا حال سنیے۔

پہلی چوکی۔ ایک سرنگ ڈگا۔ دوسرا سبزہ میانہ قامت۔ کوئی آدھ کوس تو دونون گھوڑے تیزی کے ساتھ گئے۔ اور پھر سرنگ بول گیا۔ اب سبزہ تو گرمایا اور چلا۔ لیکن سرنگ کے جی چھوٹ گئے یہ گرا وہ گرا۔ کوچبین نے گھوڑے پر کوڑے جمانے شروع کیے مگر اُسنے بھی عہد کر لیا کہ ٹلون ہی گا نہین۔ کھسکا اور وضع کے خلاف نہ ہلا۔ نہ ہلا۔ کوچبین۔ بارگیر۔ گھسیارا سب کے سب ٹھونک رہے ہین مگر وہ کھڑا ہانپتا ہی۔ خدا خدا کر کے۔ ؎

آہستہ خرام بلکہ مخرام	زیر قدمت ہزار جان ست

کہتا ہوا پھونک پھونک کے قدم رکھا۔ راہ مین ناکون دم آگیا جان عذاب مین ہو گئی۔

دوسری چوکی۔ ایک ٹٹو دبلا پتلا شرغہ۔ دوسرا گھوڑا مرا ہوا ٹھیان تھہ یان گن لیجیے۔ یہ پہلے ہی سے رنگ لائے۔ کوچبین نے حسب معمول شڑاپ شڑاپ کوڑے جمائے۔ بعد خرابی بسیار کہین چلے۔ دس قدم چلے تھے کہ پھر دم لیا۔ اور لگے ہانپنے سایئس نے آنکھین بند کر کے رستی پھٹکارنی شروع کی پھر دس بیس قدم آہستہ آہستہ بڑھے اور ٹھہر گئے۔ خیر ہزار خرابی چوکی آئی۔

تیسری چوکی۔ ایک دبلا پتلا اگلا مرا گھوڑا مشکی رنگ کا۔ دوسرا نقرہ پہلے ذرا چین چڑکیا۔ مگر چلے۔ ایک آدھ کوس گئے تھے کہ کیچڑ ملی۔ بس قبلہ پھر تو قیامت کا سامنا تھا۔ گھوڑے تھان کی طرف بھاگتے تھے۔ کوچبین راس تھامے ٹخ ٹخ کرتا جاتا تھا۔ بارگیر پہیون پر زور لگاتے تھے مسافرون کو حکم ہوا کہ اتر آیئے ذرا ہوا کھایئے۔ اُترے بیچارے۔ آدھ کوس تک پیدل چلے اور گھوڑے قدم قدم پر منھ موڑے دیتے تھے اور جی چھوڑے دیتے تھے وہ غل مچتا تھا کہ الاامان۔ شور محشر بپا تھا آدھ کوس کے بعد حکم ہوا کہ اپنا اپنا بوجھ اٹھاؤ گاڑی بھاری ہے چلیے صاحب سب نے گٹھریان سنبھالین۔ بقچہ سنبھالا۔ سر پر اسباب لادے چلے جاتے ہین۔ واہ میری الٹی کے سننے والے مانگا تھا نیچے دیا اوپر۔ تین گھنٹے مین کہین چوکی طے ہوئی۔ مسافرون کا ادھر دم ٹوٹ گیا اور اُدھر گھوڑون کی ناف ٹل گئی۔ کوچبین اور سایئس کے ہاتھ کوڑے مارتے مارتے اور پہیون پر زور لگاتے لگاتے تھک گئے۔ اب سنیے کہ چھ سات گھنٹے گذر گئے اور ابھی تین ہی چوکیان طے ہوئین۔ لیکن مسافر گھوڑے آدمی نوکر چاکر سب بیدم۔

چوتھی چوکی۔ ڈگا شرغہ دورکا بہ نقرہ۔ ہان یہ جوڑی ہے۔ ایکی کبھی تیز جائے گی۔ مگر۔ ؏ خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم۔ یہ گھوڑے تو جالی خربوزے ہی نکلے۔ بس دیکھنے ہی بھر کے تھے۔ نام بڑے

درشن چھوٹے - کوچبان اور بارگیرون نے لاکھ لاکھ کوشش کی کہ چلین مگر اُنھون نے ذرا کان تک نہ ہلایا - کنوتی تک نہ بدلی - بُت بنے کھڑے ہین - میدان مین اڑے ہین - اڑے سوار اڑے کوئی تو گھاس کا مٹھا لاتا ہے - کوئی تو بڑا دور سے دکھاتا ہی - کوئی پہیے پر زور لگاتا ہی - کوئی اوپر سے کوڑے جاتا ہے - آخرکار مسافرون نے بھی اُترکے زور لگایا - مگر ٹائین ٹائین فش - ناچار گھوڑون کے عوض بیل جوتے اور ملا رگاتے میان امام بخش کو ہزارون صلواتین سُناتے چلے - لیجیے صاحب دام دیے شکرم کے سوار ہوے بیلون پر چلتے چلتے چوکی ملی تو جان مین جان پڑی کوچبین استنے مین خوب سو چکے تھے - اُنکی چاندی تھی - یہان خوب حقے اُڑا ہے -

پانچوین چوکی - بابا آدم کے وقت کا ایک گھوڑا آیا - گھوڑا کیا اسپ خرس نما عمر تو نہین معلوم ہے

لیکن مجھے زروے تواریخ یاد ہی | شیطان اسی پہ نکلا تھا جنت سے ہو مولا

آنکھین مانگ رہا ہی - مکھیان بھن بھن کرتی ہین - رات کو بھی مکھیون نے اسکا پیچھا نہ چھوڑا -

مسافر - ارے بھئی اَب چلو - آخر یہان کیا ہو رہا ہی - راستہ چلنے ہی سے کٹتا ہے -

کوچبین - اے لو صاحب گھوڑے کا تو بندوبست کر لین - ایک ہی گھوڑا تو اس چوکی پر ہی -

آزاد - اجی دوسری طرف بھینس جوت دو نہ -

مسافر - یا ہم ایک سہل تدبیر بتائین - ایک کام کیجیے مسافرون سے کہیے کہ اُتر پڑین - بوجھ اپنا اپنا سر پر لادین اور زور لگائین گھی کو ایک چوکی تک ڈھکیل لے جائین -

اتنے مین ایک بھٹیارہ ٹٹو کو ٹخ ٹخ کرتا چلا آتا ہی - کوچبان کی جان مین جان پڑ گئی -

کوچبین - کہو بھئی بھاڑا کرتے ہو جی چاہے سو مانگو دینگے نقد دام لو اور گھی پر بیٹھ جاؤ - ایک چوکی تک تمھارے ٹٹو کو گھی مین جوتینگے لُشان لکھا تر (خاطر) رہو آہستہ آہستہ لیجائینگے ایک چوکی کے بعد تم اپنے چلے آنا - چار آنے آٹھ آنے روپیہ تک دینگے -

بھٹیارا - واہ اچھے آئے ٹٹو کبھی گاڑی مین جوتا بھی گیا ہے مرغی کے برابر - ٹٹو اور جوتنے چلے ہین شکرم مین - یہ سلطانی ڈاک ہی یون چاہو بیٹھو پر سوار ہو لو - مزے سے ایک چوکی دو چوکی چلے چلو - مدا ڈاک گاڑی مین کیسے جا سکت ہی -

کوچبین - ارے بھئی تم کو بھاڑے سے مطلب ہی یا تکرار (تقریر) کرو گے ہم تو اپنی ترکیب سے جوت لینگے - لو چہرہ شاہی لو اور چلو -

ہم نے بھٹیارے سے کہا کہ تم تو واہی سے ہو چکے ہو رہو - روپیہ ٹینٹ مین رکھو اور کہو اچھا جوتو - دل لگی ہی کچھ تھک تھکا کر آپ ہی ہار جائین گے - روپیہ تمھارے باپ کا ہو گیا پو بارہ ہین - ہم نے دل لگی دیکھنے کے لیے بھٹیارے کو جنگ پر چڑھایا اور وہ گاؤدی آدمی جھٹ سے راضی ہو گیا گھنٹون تدبیرین کین کہ ٹٹو کو جوتین - مگر اُسنے سیکڑون ہی بار شتک اُچھالی اور دولتیان جھاڑین مگر گاڑی کے قریب نہ گیا نہ گیا - اسپر ایک شخص نے ٹٹو کو کوڑا مارا تب تو بھٹیارہ آگ بھبوکا ہو گیا - ای واہ میان اچھے ملے - ہم نے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ ہمارا جانور گھی مین نہ چلے گا - آپنے زبردستی کی اب مفت مین گدھے کی طرح گدگد پیٹیا کیا معنی بھلا خیر کسی نہ کسی طرح اُسنے تو اپنا پیچھا چھوڑایا اور ٹٹو کو بغل مین داب لمبا ہوا - یہان شکرم عین میدان مین پڑی ہوئی ہو مسافر بیچارے مصیبت کے مارے اللہ بھیج مولا بھیج کہتے جاتے ہین - سائیس چلم پر چلم اُڑاتے ہین اور مسافرون کو

جلاتے ہین - بگھیان شکرمین کھڑکھڑاتی ہوئی زناٹے سے آئین اور نکل گئین بگل بھون بھوبھون بج رہا ہی - یہان پڑے آنکھین مانگ رہے ہین - سب مسافرون نے ملکر قسم کھائی کہ اب بھولے سے بھی امام بخش کی ڈاک پر نہ چڑھین گے ادھر تو رخ ہی نہ کرینگے خدا جانے کیا گناہ کیا تھا کہ یہ مصیبت سہی - اب تیج پلی ہزار نعمت پائی - کان پکڑے توبہ کی - پیدل آنا اس سے اچھا - ایسی شکرم پر تین حرف - سر بوجھے بنے - فردور بنے قلی بنے - بگھی کو ڈھکیلا - پہیون پر زور لگایا کیچڑ مین لت پت بیدم ہوگئے بیدم - لاحول ولاقوۃ - توبہ توبہ - خداوند ابچائیو - خلاصہ یہ کہ بہزار خرابی رو رو کے یہانتک آئے - جبلپنا نہ اچھا یہ ڈاک نہین اچھی - اور بھئی ہندوستانی کارخانہ ہے نہ - بس ۲ دوکوڑی کا - رفری صاحب کی ڈاک واہ جی واہ کیا انتظام ہی - غواص محیط سدا و میان آزاد خانہ برباد نے ۲ دو دن اُس شہر مینو سواد مین خوب سیر سپاٹا کیا - دوسرے دن شیطان نے اُنگلی دکھائی کہ بس اب بھاگو ۲ دو دن کچھ تھوڑے تھوڑا ہی ہوتے ہین کیا یہان چھاؤنی ڈالنے کا قصد ہے - چلیے جب اُن کے پیر نے ڈانٹ بتائی تو پھر کیا تھا - بقچہ سنبھالا اور لپے ہوئے قسم کھائی تھی کہ میان امام بخش کی شکرم پر نہ جائینگے نہ جائینگے چاہے اُدھر کی دنیا اِدھر ہوجائے - یہ مصیبت کون سہے کہ ۲ دو ۲ دو کوس پیدل چلیے اور طرہ یہ لطف یہ کہ سر پر بوجھ رکھے اور اسپر بھی قناعت نہین گاڑی کو ڈھکیلو اور پہیون پر خوب زور لگاؤ - قلی بننا ہو تو البتہ ایسی شکرم پر جائیے ورنہ اپنے حساب اسپر تین حرف لاحول ولاقوۃ رفری صاحب کی ڈاک خوب ہی - بیٹھے اور تڑسے چوکی پر داخل ذرا آنکھ جھپکی اور کھٹ سے منزل مقصود پر - پہونچے رفری صاحب کے آنکھانے گئے - پوری گاڑی بیٹھے گا - نہین جی ایک سواری سوا روپیہ ہوا - لو میان نہ - پچونی ہے - آئیے تو حضور اب آپ جاتے کہان ہین - گاڑی چھوٹا ہی چاہتی ہی بس - ہان تو روپیہ بھی لو لائیے اسباب مین رکھدون اور کچھ ہی - نا صاحب ادر درویش کے پاس کیا خاک ہی - یہان ٹکا کفن کو نہین - آپ اسباب لیے پھرتے ہین - چپراسی نے اور مسافرون کو پکارا - رسالدار صاحب آئیے - وہ کہان ہین لالہ پلٹو - آؤ جی گاڑی چھوٹتی ہے تین مسافر اندر بیٹھین گے - ایک اوپر کے درجے مین ہان تو پھر تو چین ہی چین لکھتا ہے -

الغرض شکرم روانہ ہوئی - کوئی آدھ ہی کوس گئی ہوگی کہ لالہ پلٹو نے گل کھلایا - ٹھرے کی بوتل نکالی اور لگے کچی پکی اُڑانے میان آزاد کا مارے بدبو کے دماغ پراگندہ ہوگیا - گو مذہبی خیالات سے اُنکو اصلا و اسطہ نہ تھا - کیونکہ خدا کے سوا اور کسی کو مانتے ہی نہ تھے - الہام اور وحی اور منہیات اور معصیات کے اصلا قائل نہ تھے - بہشت کو مانین نہ دوزخ کو جانین لیکن بوے بد نے انکی طبیعت کو بیچین کر دیا رسالدار صاحب کی جان عذاب مین تھی - یہ شراب کے نام پر لاحول پڑھتے تھے اور اُسکی بو سے منزلون بھاگتے تھے - لیکن قہر درویش برجان درویش - میان آزاد سے رسالدار صاحب نے چپکے سے کہا کہ -

رسالدار - حضرت یہ تو بیڈھب ہوئی - اب کہیے تو اُنسے صاف صاف کہدین کہ واسطے خدا کے اسوقت نہ پیجیے - معاف کیجیے - ہم پر احسان ہوگا ورنہ تھوڑی دیر مین ہم اور آپ دونون کو گالیان نہ دینے لگین تو کچھ ہارتا ہون - ذرا آنکھ دکھا دیجیے جسمین بہت بڑھنے نہ پائین -

آزاد - خدا کی قسم اسوقت روح پر صدمہ ہے اور دماغ تو

پھٹا جاتا ہے۔ مگر جاے ماندن نہ پاے رفتن۔ آپ ڈپٹ کر للکار دیجیے نہ مانے تو بندہ مستعد ہے کان گرما دونگا۔

رسالدار۔ کہین ایسا بھی غضب نہ کیجیے گا۔ نیچے جھاڑ کے لڑنے پر آمادہ ہوجائے گا۔ شرابی کے منھ لگنا کس نے کہا ہے بھلا کسی حکمت سے انکو راہ پر لائیے تو خیر ورنہ چپکے ہو رہیے۔

میان آزاد اور رسالدار مین یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ اتنے مین لالہ پلٹو نے ہانک لگائی ہات تیرے کی۔ ہرے ہرے باغ مین گولا۔ بولا۔ بولا۔ آن بولا۔ (ہنس کر) پگ آگے پگ پیچھے ہہاہہا یہ بے تکی کہکر ایک دو ہتڑ جو لگاتے ہین تو رسالدار کی دونون ٹانگون پر شراب کی چھینٹین پڑ گئین۔ ہائین اہائین! او نامعقول مردود۔ خبیث۔ مردک۔ الگ ہٹ۔ دیکھتے ہو بدبخت کی باتین اور اوپر سے آنکھین نکالتا ہی (پلٹو تان کے) دون ایک مردود اور سنیے اچھی دل لگی نکالی ہی۔ اٹھ جا یہان سے رسالدار نے خوب ہی ڈانٹ بتائی۔ مگر وہان سنتا کون ہی ہوش کسے۔ حواس کجا بولے تو کیا بولے۔

پلٹو۔ ہمارا بیوقوف باپ جہنم کا باپ بڑا گدھا۔ بہت بڑا ہہاہہا (ماشاء اللہ وزن ہی نرالا ہی) سمجھے۔ دھنی کے برابر دیو۔ لیو نہ دیو۔ اکبر اور بیربل۔ برسو رام جھڑ اگے سے رسالدار کی بڑھیا مرگئی فاقہ سے۔

رسالدار۔ (گھونسا تان کر) چپ مردک۔ کھونس دون بانس منھ مین مردک۔

پلٹو۔ اجی تو ہنسی ہنسی مین روے کیون دیتے ہو۔ آپ تو ڈپٹے لیتے ہین۔ واہ ہمتو اپنے باپ کو برا کہتے ہین۔ یہ اپنے تئین گدھا سمجھتے ہین۔

آزاد۔ کیا تمھارے باپ گدھے تھے۔

پلٹو۔ ہونھ۔ یہ بھی کوئی پوچھی ہوئی بات ہے اور نہین تو تھے کون آخر آپ ہی بتائیے۔ عمر بھر ڈولی اٹھائی مگر مرتے دم تک نہ اٹھانی آئی۔

آزاد۔ ارے غضب کیا مر گیا بیچارہ۔ افسوس خوب آدمی تھا بڑا رنج ہوا۔

راوی۔ جی بجا ہے۔ آپ کو رنج نہ ہوگا تو کس کو ہوگا گویا آپسے ملاقات ہی تو تھی نہ۔

رسالدار۔ اور ڈولی اٹھانا کیا معنی۔ کیا کہار تھا۔؟

پلٹو۔ اور نہین تو کون چمار تھا۔ یا سیلدار تھا۔ یا چورچکا تھا۔ یا وہ بھی آپکی طرح رسالدار تھا۔

آزاد۔ ہے نشے مین تو کیا ہوا بات پکی کہتا ہے۔

رسالدار۔ جی ہان درست ہی۔ آپ بچا کر کے بے نقط سنوائیے گالیان دلوائیے۔

پلٹو۔ اجی اسمین چوری کیا ہے۔ ہم کہار۔ ہمارا باپ کہار دوا دا کہار۔ پردادا کہار۔

آزاد۔ کہیے آپ کی مہری تو بخیر و عافیت ہین۔

پلٹو۔ چل شنکرم چل گھوڑے چل کوڑے۔ بجے بگل بھون پو بھون پو بھون پو۔ اگلے وقتون کے لوگ سمجھتے کہ اور کیا۔ ہہاہہا۔ خہ خہ خہ۔ یہ کہکر دھم سے گرے۔ سر بولا کھٹ۔ پھر سنبھلے پھر لڑھکے پھر اٹھے۔ پھر دھم۔ اب لگے واہی تباہی بکنے۔ ہم ہم۔ ہم کو کوئی جانے۔ سامنے کانٹا۔ دکان مین آنٹا۔ کبڑیے کے یہان بھانٹا۔ رسالدار کو لگاؤن چانٹا۔

رسالدار۔ اب ایسا نہ ہو کہ مین نشہ وشہ سب ہرن کردون نامعقول بیہودہ بکتا ہے۔ زبان کو لگام دے۔

پلٹو۔ کیا! لگام! سائیس سا معلوم ہوتا ہے۔

آزاد - میاں سیتی علم دریاؤ ہے -

پلٹو - تیرا سرنا ؤ ہے تو ہن بلاؤ ہے -

رسالدار - کوچمین بگھی ٹھہراؤ -

پلٹو - کوچمین بگھی چلاؤ - گھوڑو - ای گھوڑو - او گھوڑ یو ٹٹوون اور ٹٹوبیون گرماؤ - گرماؤ - خوب گرماؤ - تیز - تیز - جیز - خیز - بریز - بریز - جلی چل چل نخرے نہ کر - آٹا گوندھ گیلا نہ کر -

میان آزاد نے دیکھا کہ رسالدار کا چہرہ مارے غصے کے لال انگارہ ہوگیا جیسے چقندر - اور اب کوئی دم مین پلٹو مہرا پر ایک آدھ چپت جمایا ہی چاہتے ہین - انھون نے بات ٹال دی اور پوچھا کہ کیون پلٹو مہرا سچ کہنا اُستاد تم نے تو کبھی ڈولی نہین اٹھائی پلٹو بولے نہین کبھی نہین - برتن البتہ مانجے ہین مگر ہوش سنبھالتے ہی مدرسے مین پڑھنے لگے اور اب تا رگھر مین نوکر ہین ہم او پہونچا - رسالدار جی لوپیتے ہو - رسالدار کے منھ کے پاس بگھی لے جا کر کہا کہ پیو پیو - پی پی اتنا کہنا تھا کہ رسالدار جل بھُن کے خاک ہوگئے - آؤ دیکھا نہ تاؤ تڑ سے ایک چانٹا رسید کیا دوسرا اور دیا - تیسرا پھر - چوتھا اُسپر اور - پانچوان گھاتے مین بوکھلا دیا لالہ پلٹو مزے سے بیٹھے چپتین کھایا کیے اور جب خوب تھک چکے تو ایک قہقہہ لگا کر فرمایا کہ ابے جا بڑا رسالدار بنا ہی نام بڑا درشن چھوٹے ایک جون بھی نہ مری یہ رسالداری کیا خاک کرتے تھے تم رسالدار - رسالدار - رسالدار چلو اب تو ایک بگھی پیو - تمھین قسم ہے اپنے بڑے سر اور نخجی آنکھون کی - دو ایک پھر بولو جھٹ پٹ لو پیو نہ -

رسالدار - بھئی اسنے تو ناک مین دم کر دیا - پناہ خداوندا پناہ - ہاری مانتا ہو نہ جیتی - پیٹتے پیٹتے ہاتھ تھک گئے مگر اس کے خم دوم ویسے ہی ہین - ذرا فرق نہین -

کوچمین - رسالدار صاحب یہ کیا غل مچ رہا ہے -

آزاد - بڑی بات کہ تم جیتے تو بچے - ہم سمجھے تھے کہ سانپ سونگھ گیا - یہان مار دھاڑ بھی ہوگئی مگر تمھین اطلاع ہی نہین -

کوچمین - مار دھاڑ! یہ مار دھاڑ کیسی؟ دیکھون (اُتر پڑے)

رسالدار - دیکھو یہ بیجیا سور بیٹھا شراب پی رہا ہے اور سب کو بے نقط سُناتا جاتا ہے - مین نے خوب ہی درست کیا - ایسا پیٹا ایسا پیٹا کہ یاد ہی تو کرتا ہوگا -

پلٹو - جھوٹے پر لعنت کہو بیش باد - کہو بس اب کہو نہ - ای ٹھیکا لعنت خدا یہان تو کان پر جون بھی نہ رینگی -

کوچمین - تھوڑی سی ہم کو نہین پلاتے -

پلٹو - او واہ وا - نیکی اور پوچھ پوچھ ہم تو چاہتے تھے کہ کوئی ساتھی ملے -

الغرض لالہ پلٹو اور میان کوچمین دونون کے دونون کوچ بکس پر جا کر بیٹھے اور تجھون کا دور چلنے لگا - جب دونون بدمست ہوئے تو باہم خوب ہی گلمخپ ہوئی - اُسنے اُسکو پلٹ لگایا اُسنے اُسکو تاک کے ڈک جمایا - پلٹو نے دھپ دی - اُسنے ایک ٹپ جڑی - اُسنے اُسکو رلایا - اُسنے اُسکو ڈھکیلا اور پلٹو زمین پر ہو رہے - گرتے ہی ٹانگ پکڑ کر گھسیٹا تو کوچمین بھی دھم سے گرے گرتے ہی چمٹ گئے - چمٹتے ہی وہ بھی گتھ گیا - ایک نے کولے پر لادا - دوسرا بغلی ڈوبا - اُسنے دستی کی اُسنے ہفتے کا نٹھنے کے لیے پیشیدستی کی - اتنے مین دونون چمٹ گئے - اور لگا مکا چلنے - دائین - دھائین - دائین - دھائین دھم دھم دھس دھس - تڑ - تڑ - تڑاق - پڑاق - دھون - دھائین کوچمین نے جھپٹ کے میان پلٹو کی ٹنگڑی لی - اُسنے پٹے اکھڑ دے -

اتنے مین رسالدار نے پلٹو کو بے بھاؤ کی چپتین لگائین ایک دو تین چار کرکے کوئی پچاس تک گن گئے - آزاد نے دیکھا کہ مین خالی کھڑا ہون - اُنھون نے کوچبین کو چپتیانا شروع کر دیا اب سنئیے کہ بارگیر اور سائیس اور ایرے غیرے سب بھاگ کھڑے ہوے - دونون کا نشہ جب ہرن ہو گیا تب جا کے کہین چھوڑا -

آزاد - کیون بچہ پھر پیوگے شراب - کیون چیڑا اگنیرو - اور شراب منگواؤن - نامعقول اگاڑی چلاتا ہے یا شراب پلاتا ہے ہاتھ پانون ڈھیلے کر دونگا -

رسالدار - ہاتھ پیرے کی -

پلٹو - تو کیا آپ اکڑ رہے ہین - آپ کی رسالداری کو تو ہم نے دیکھ لیا - آپ کے ہاتھ مین سکت ہی نہین - دیکھو کوچبین کے سر پر آدھے بال رہ گئے - یہان بال تک بیکا نہوا -

رسالدار - بس اب ہم ہار گئے -

اب سنئیے کہ اس ٹھائین ٹھائین اور جھنجھٹ اور مار پیٹ کو کچھ عرصہ ہوا لیکن کوچبین نے مارے خوف کے گھوڑے ایسے تیز چلائے کہ عین وقت پر بگھی پہونچ گئی ذرا دیر نہوئی جو کہین لالہ بھگو یا میان امامی کی ڈاک ہوتی تو دو ہی دن مین پہونچتی لیکن ہندوستانی کارخانہ پھر ہندوستانی ہے - دو قواعد کی پابندی کجا - ضابطے کی فکر کس کو -

این سبزہ و این چشمہ و این لالہ و این گل
آن شرح ندارد کہ بگفتار درآید

ہمارے شفیق نیک نہاد کوچہ گرد خانہ برباد وحشی مزاد درزادا اسم باسمیٰ وارستہ و آزاد رنگیلے جوان بنے ہوئے بڑی آن بان سے تنے ہوے شکرم پر سے اُترے تو نئے شہر کو دیکھ کر باغ باغ ہو گئے ہر محلہ آباد - کوچہ و برزن خوش سواد - ہر سمت لطف خداداد الٰہی یہ شہر ہے یا بہشت شداد - سڑکین صاف چپہ چپہ شفاف - کوڑے کرکٹ سے کام نہین - گندگی و عفونت کا نام نہین - کہین گرد نہ غبار - در و دیوار ندرت بار - ہر سمت سبزہ زار ہر باغ رشک فرخار - چوطرفہ گلزار اور گلہاے بے خار پت جھاڑ سے واسطہ نہ خزان سے سروکار - دماغ طبلۂ عطار نسیم عنبر بار اور رو کش صد ہزار نافہ تاتار - اُسمین ایک رنگین کوٹھی جو نظر آئی تو آنکھون نے چشم بد دور وہ طراوت پائی کہ واہ جی واہ اُسکی بناوٹ اور سجاوٹ ایسی بھائی کہ سبحان اللہ - بس دل مین کھب ہی تو گئی - روشین دُنیا سے نرالی بیلین ساری خدائی سے انوکھی - پودون پر وہ جوبن کہ انسان برسون گھورا کرے درختون پر وہ پھبن کہ دیکھنے سے سیری ہی نہو - سرو مثل قامت مہوشان فرخار آزاد - سبزان چمن خندان و شاد - زمین زمرد رنگ کوہ زمرد کے ہم سنگ -

چمن زمردین فلک اس زمرد رنگ کو دیکھے تو شرما جائے گل لالہ کے تختہ پر یاقوت احمر ہیرا کھائے - صبح ہو اور شام ہو یہ باغ زیبا ہو اور دلارام گلفام ہو - تبارک اللہ یہ باغ نزہت فزا ہے یا عروس آراستہ - یہ گلشن پر فضا ہے یا نگار پیراستہ - گلزار ارم اس کے مقابل گرد ہے - باغ نعیم کا چہرہ زرد ہے - الٰہی یہ باغ جنان ہے یا روضۂ رضوان ہے - جو نہال ہے عشوہ ریز جو ٹہنی ہے بہجت خیز جو پھول ہے رنگ آمیز اور مشک بیز - نرگس مثل چشم آہو چشمان چگل ملائک نظر فریب سنبل مثل طرۂ تابدار پری رخان فرحان آشوب زمانہ و عدوے شکیب - رضوان دیکھے تو مارے شرم کے عرق عرق ہو جائے - فردوسی دیکھ پائے تو گلچین بنجائے

زمین زمین شعر کی طرح رنگین - ہوا عنبر بار و عطر آگین -
میان آزاد نے ایک ہرے بھرے درخت کے سایہ مین جسکے زمردین پتے حلہ پوشان بہشت اور سبزان ہند کی یاد دلاتے تھے - زین پوش بچھایا - سبزۂ بیگانہ کو اپنا مسکن خاص بنایا ٹہنیان ہوا کے جھونکون سے مستون کی طرح جھومتی تھین اور فرط میوہ سے زمین کو بار بار چومتی تھین - چوطرفہ فرش زمردین اور گلہا رنگین غنچون کا چٹکنا - شاخون کا جھومنا پھولون کی مہک سبزے کی لہک - سوسن کی زبان درازی نرگس کی نظارہ بازی آنکھون کو سرور بخشتی تھی اور روح کو لطف موفور جہان تک پیک نظر کی رسائی تھی قدرت کے عجب کیفیت خداداد دکھائی تھی - اور ہر سمت سے نمایان شان کبریائی تھی لیکن اس رنگین کوٹھی پر اور ہی عالم لطف دوبالا تھا اُسکا بام آدم ہی نرالا تھا - گلابی رنگ - سبز دروازے لاجوردی پردے جن کے دیکھنے سے بادام تر کی طرح آنکھ سبز ہوجائے اور قوت باصرہ خضارت پائے ادھر اُدھر دوب ہری بھری اور اسکے بیچوبیچ مین رنگین بارہ دری - چوطرفہ چشمہ اور ادھر اُدھر سبزہ لہلہا رہا ہے اور مرغ چہچہا رہا ہے - گرداگرد چشمہ سار اور جوئبار پر بہار سے یہی معلوم ہوتا تھا کہ جزیرہ ہے - ایک رہرو سے میان آزاد نے پوچھا کہ -

آزاد - یا حضرت ذرا ادھر تو آیئے -

رہرو - الامر فوق الادب لیکن قبلہ کہین وہی سوار والی مثل نہو کہ ایک مجہول آدمی نے ایک سوار کو جو فرس تندخو کی باگ اٹھائے کڑ کڑاتا چلا جاتا تھا دور سے پکارا میان سوار میان سوار تمھین قسم ہے خدا کی جو ادھر نہ آؤ - سوار بیچارہ سمجھا کہ کوئی شخص مصیبت کی حالت مین پڑا سسک رہا ہی چلو مدد کو پہونچو - گھوڑا پھیر دیا - جب قریب پہونچا تو دیکھتا کیا ہی کہ ایک آدمی صاحب تن و توش خاصہ ہٹا کٹا موٹا تازہ ایک درخت کے نیچے لیٹا ہوا ہے مگر چت آنکھین آسمان کی طرف - پوچھا کیون بُلایا تو فرماتے کیا ہین کہ بھئی بھلیندا ٹپ سے چھاتی پر گر پڑا اور ہی اتنا احسان کرتے کہ چھاتی پر سے اُٹھا کر کھلا دیتے تب تو سوار چکر مین آیا کہ لاحول ولا قوۃ اچھے نامعقول مجہول آدمی سے پالا پڑا - دو کوس سے ہمین بلایا - اور یہان بُلا کر اُلّو بنایا - تو حضرت اگر کچھ ضروری بات ہو تو خیر ورنہ رخصت -

آزاد - یہ ندّی کہان سے نکلی ہے اور گرتی کہان ہے طول اور عرض کیا ہے اور راس پر کون شہر بستا ہے اور پُل کتنے بنے ہین -

رہرو - لے اب سیدھے چلے جاؤ دارغہ پاگل خانہ بیچارے پر کیون جرمانہ کراؤ گے مفت مین - واہ کیا سہل بات پوچھی ہے ندی نکلی کہان سے ہونہہ - یہ اچھی سوجھی - اجی پہاڑ سے نکلی ہے اور کہان سے نکلی ہے - کیا املی کی جڑ سے نکلی ہے گرنے کا حال خدا جانے -

آزاد - اس کوٹھی اور بارہ دری مین کون رئیس رہتا ہے

رہرو - رئیس نہین ایک رئیسہ رہتی ہین - بڑی مالدار ہین ابتو کوئی ساٹھ برس کی ہونگی - رات کو روز بجرے پر دریا کی سیر کو نکلتی ہین - اُن کی دونون صاحبزادیان بھی ہوتی ہین اور دو تین مامااصیلین - مغلانیان - ایک پیر کتا - دو مانجھی روز بلاناغہ جاتی ہین -

آزاد - تو بجرہ کیا حضرت نوحؑ کی کشتی ہے (بلاتشبیہ) بھلا کیون صاحب صاحبزادیون کی عمر کیا ہوگی - بیاہی ہین

کہ بن بیاہی -

رہرو - اب سن وسال کا حال بندہ کو کیا معلوم مگر سیانی ہین کوئی تیرہ چودہ برس کی ہونگی - بس اور کیا - شریف زادیان رئیس زادیان ہین - بڑی تمیزدار - بڑی سلیقہ شعار - بڑی خوش فکر اور بڑھیا تو بقراط ہے اپنے وقت کی - ایسی منتظمہ تو دیکھی نہ سُنی بڑی پاکباز - بڑی راستباز - مخیر - جواد - غیور - خوش خلق اور تربیت یافتہ - لڑکیان بھی اپنی مان کے قدم بقدم ہین آنکھون مین شرم - مزاج مین آزرم - روپوش - عفت کوش - حیا پرور - پاک نظر - نازو نعم پروردہ مگر خواندہ - یہ نہین کہ الف کے نام بے نہ جانتی ہون - رات کو بڑی سیر ہوتی ہے جسوقت بجرہ فراٹے سے بہاؤ پر جاتا ہے اہو ہو ہو - وہ لطف آتا ہی واہ - وا - شب ماہ مین البتہ کیفیت مزید حاصل ہوتی ہی - ایکمرتبہ کھانا بھی بجرے ہی پر نوشجان فرمایا تھا - بڑی دل لگی ہوئی - چھوٹی صاحبزادی نے کھاتے کھاتے فرمایا کہ ؎

دریاے اخضر و فلک و کشتی ہلال
ہستند غرق نعمت حاجی قوام ما

واللہ کیا کہی ہی - کیا برجستہ سوجھی ہی - بڑی صاحبزادی نے ایک لطیفہ غضب کا سنایا - اُنکی اماجان نے کہا کہ باقر روٹیان خوب پکاتا ہے (باقر اُن کے باورچی کا نام ہے) تو اسپر بڑی صاحبزادی مسکراکر فرماتی کیا ہین (ہان ہان ہان جان وہ نہین تو اور کون پکائے گا اسی کے نام سے تو باقرخانی مشہور ہی) سبحان اللہ -

آزاد - شادی ابھی نہین ہوئی بھلا کہین پیغام دیغام ہے -

رہرو - ابھی شادی نہین ہوئی نہ کہین بات چیت ہی دونوں بہنون کو مطالعہ کتب کا ازبس شوق ہے - پڑھنے لکھنے اور سیر دریا یا گلگشت چمن کے سوا اور کوئی کام نہین اصغری اور اکبری کا قصہ ابھی وہی مراۃ العروس اور بنات النعش اور فسانۂ حامد اور تزک جرمنی اور علی بند اور اخلاق کاشی وغیرہ کتب تو تصنیف مطالعے مین رہتی ہین اور اُن کو دل لگا کر پڑھتی ہین - سینے پرونے کاڑھنے مین بھی دونون بہنین برق ہین - کھانا بھی خوب پکاتی ہین صفائی کا دونون کو خیال ہے - میلے کچیلے مکان مین دم بھر نہ بیٹھین - ہوادار گھرون پر لوٹ ہین - خدا کرے اُن کی شادی اچھے گھرون مین ہو - ؎

غالب ان سیمین تنون کے واسطے
چاہنے والا بھی اچھا چاہیے

آزاد - بندہ نواز ہم تو اسوقت رشیہ خطی ہو گئے - پوچھیے وجہ - سُنیے جہان ہم نے اپنے وطن کی کسی تعلیم یافتہ پڑھی لکھی لڑکی کا حال سُنا اور بس باچھین کھل گئین خدا کرے تعلیم نسوان اس ملک مین روز بروز ترقی پائے - اور ہر ایک لڑکی فارسی یا ناگری پڑھنا سیکھے آمین - لیکن واللہ اب دلی خواہش یہ ہے کہ کسی ترکیب سے بجرے کو دیکھین اور خدا کا شکریہ ادا کرین کہ اس ملک مین بھی ایسی خوش فکر شریف زادیان ہین جو تعلیم و تربیت کو گناہ نہین سمجھتین -

رہرو - تو پھر اسی جگہ بستر جمار کھیے - مین سر شام ہی آجاؤنگا -

آزاد - حضرت مین مسافر غریب الوطن آدمی ہون ایسا نہو کہ آپ شام کے عوض صبح کو بھی نہ آئیے اور یہان میدان لق و دق مین اسجانب کو بھیڑیا اُٹھا لیجائے -

رہرو - آپ بڑے دل لگی باز معلوم ہوتے ہین - آپ کو تو ستارہین سے بھی خوف نہین - آپ ٹھہرین - مین

دم کے دم مین آیا۔

نہین روزن جو قصر یار مین پروا نہین ہمکو
نگاہ شوق رخنہ کرتی ہے دیوار آہن مین

غواص قلزم خسر رفشانی۔ آشنا ے محیط پریشانی۔ مصباح مجالس دد اد وحشی مادر زاد میان آزاد خانہ برباد زلف کی طرح خانہ بدوش و پریشان روزگار شام تک اُس یار وفادار کے انتظار مین سر دُھنا کیے اور مرغان خوش رنگ اور خوش آہنگ کے ترانے سُنا کیے۔ تدرد خوش خرام کا قہقہے لگانا۔ عندلیب شیدا کا چہچہانا۔ موریلون کی سُریلی جھنکار۔ پپیہون کی پکار۔ رامشگری مرغان چمن زار و مستانہ روی آب رود بار مرغزار پُر بہار کی نمک ریزی نسیم بہجت انگیز کی عطر بیزی شاخ گل کی مہک۔ سبزۂ زمردین کی لہک۔ دریا کی روانی۔ بحر مسرت کی طغیانی۔ اہو ہو ہو۔ اہاہا۔ جو مرغ چمن ہے رنگین ادا خوش نوا ہر طرف مشاطۂ صبا کی گلکاری تھی۔ اور نسیم عنبر شمیم کی فیض باری چشمہ سار کا پانی جو نوش جان فرمایا تو گویا قند و نبات کا مزہ پایا بلکہ آب حیات یاد آیا۔ ہر سمت نکہت روح افزا اور رائحۂ دل آرا۔ امرود۔ حلواے بے دود۔ سیب دافع آسیب ترنج مشک آگین۔ رشک آہوے چین۔ عناب بالب شکر لبان و شکر لب شفتالوے کاردی و آردی کچھ سُرخ کچھ سبز گویا سبزان ہند گلابی پوش ہین یا یاد معشوق مین خونتابہ نوش ہین انبہ پیوندی نوش پیوند ہے دلبند و بادشاہ پسند ہے۔ سبزۂ ہمشیرہ جان شیرین۔ انار حقہ حقہ یاقوت نگار و حلاوت آگین میان آزاد وحشی مزاج کو لطف بہار ایسا بھایا کہ بے اختیار لہرا لہرا یون گایا۔ ؎

شب شنبہ و عید و ابر بہار
مو و مطرب از ہرچہ گویدم خوش ست
سرت گردم ای ساقی عشوہ بار
شب شنبہ از روز عیدم خوش ست

میان آزاد کا جنون بہار فروش تھا اور ستم کوش سوچے کہ جناب باری نصیب آزاد دیدار یار جانی کرے۔ دعاے حزین گل زمین اجابت مین ریشہ دوانی کرے۔ کبھی دھنا دینے کا شوق چرآیا۔ کبھی بھاگ جانے کو جی چاہا۔ کبھی سر دھنتے تھے کبھی تنکے چُنتے تھے۔ آشنا نہ بیگانہ۔ خویش نہ یگانہ۔ ہی ہی یہ بہار اور یار کا انتظار۔ فرقت کا دھڑکا۔ ہجران کا کھٹکا۔ ؎

سوختم از غصہ درین نو بہار
بادہ من در خم و من در خمار

دل ہی دل مین یون سوچنے لگے۔ وہ رہرو تو واقعہ جھانسا ہی دے گیا اب شام مین باقی کیا ہے۔ آنا ہوتا تو آگیا ہوتا بس آچکا اور ہجر ادکھا چکا۔ ہاے یہ چاہ کنوین جھکاے گی تنکے چُنواے گی۔ مگر۔ ع۔ دل کو میرے آفرین یہ جو ڈٹا سو ڈٹا مین بھی نہ ٹلونگا نہ ٹلونگا۔ ع۔ اب تو آزاد نے اس در پہ جمایا زانو ہے۔

ہندوستان مین ایسی شریف زادیان نظر کہان آتی ہین جو زیور علم و فضل سے متحلی ہون۔ حلی شایستگی سے متجلی ہون کسی کو فکر پوری و دال ماش۔ کسی کو شوق تراش و خراش اللہ اکبر اس درجہ دنیا و ما فیہا سے بیخبر۔ ہندیون کا ادبار آٹھ آٹھ آنسو رُلاتا ہے۔ کلیجہ منھ کو آتا ہے۔ ہمدردون کا جی جلتا ہے اور فرط جوش حب وطن سے سینہ مثل دیگ اُبلتا ہے۔ پُرانے فیشن کے اکثر بزرگ لکیر کے فقیر ہین۔ جدت سے طبیعت نفور شایستگی کی باتون سے منزلون دور۔

میان آزاد عین عالت پریشانی مین یہ سوچ رہے تھے کہ رہرو نے کہا السلام علیکم اللہ بالخیر۔

آزاد - عمرت دراز باد - خانہ احسان آباد - آپکے فراق نے کنوین جھنکائے مگر خیر وقت پر آئے - پھر اس فرش زمردگون پہ بستر جمائیے - سبزۂ بیگانہ کو اپنا مسکن بنائیے - سچ کہیے گا کیا سہانا وقت ہی - ہر عروس چمن سبز بخت ہی - ؎

کشیدہ ام ز جنون ساغرے کہ ہوش نماند
وگر معاملہ با پیر مے فروش نماند

نرگس کی طرح دیدۂ حیران ہون اور مثل گل چاک گریبان ہون - ؎

ما کوس پادشاہی دشت جنون دہیم　تخت روان آبلہ در زیر پاے ماست

آج اس بہار کافر بہار نے ہمارے سمند جنون پر اور بھی تازیانے کا کام کیا - ؎

ہر صبح میزند چو شفق جوش خون ما　موقوف بر بہار نباشد جنون ما

رہرو - اگر یہی رنگ بہار ہے اور یہی لیل و نہار ہی تو مجنون کا کوئی نام بھی نہ لے گا - ؎

مین وہ مجنون ہون کہ مجنون بھی ہمیشہ خط مین
قبلہ و کعبہ لکھا کرتے تھے القاب مجھے

آزاد - حضرت یہان تو جنون نیک فال سے سروکار - نہ عشق پری رخان گل رخسار نہ شوق اصنام طرحدار مطلب سعدی دیگر ست اصل منشا تو یہ ہی کہ ہندوستان کی عالی خاندان معالی دودمان نجیب الطرفین و شریف الجانبین رئیس زادیون کو تربیت یافتہ اور شایستہ دیکھین اور جناب باری کی درگاہ مین شکریہ ادا کرین ہم تو ہندوستان کے نام پر فدا ہین اسی کے عاشق و شیدا ہین عاشقی و معشوقی روح مجنون و وامق ہی کو مبارک رہے ہم ایسے ویسے محبوب کو دل نہین دیتے دل کا سودا دل لگی نہین ہے - ؎

شاہد آن نیست کہ موئے و میانے دارد
بندۂ طلعت آن باش کہ آنے دارد

رہرو - الحمد للہ - الحمد للہ تو منھ مانگی مراد پائی - وہ سامنے سے پالکی آئی ہے اب سجدہ کرو اور نماز شکریہ پڑھو -

دیکھو وہ سامنے سکھپال ہی　وہ میان وہ جسکا پردہ لال ہی

آزاد - (عینک کو کپڑے سے صاف کر کے) کہان! کہان! کدھر میان بتاؤ - بتاؤ -

رہرو - اینٹ کی عینک لگاؤ - اتنی بڑی پالکی نہین دیکھ سکتے کیا رتوندھی آتی ہے -

آزاد - آنکھین ہی پھوٹین جو نظر پڑی ہو - اندھا ہی ہون جو پالکی سے آنکھ لڑی ہو - اہاہا وہ دیکھی - این! وہ تو درخت کے سایہ مین رک رہی جی - یہ کیا - ؎

قسمت کو دیکھنا کہ کہان ٹوٹی جا کمند
دو چار ہاتھ جب کہ لب بام رہ گیا

رہرو - گھبرائیے نہین آپ کے تو ہوش ہی بیتیر اڑے جاتے ہین بکیا رہاتھ پاؤن پھولے جاتے ہین - اب کوئی اور ذکر چھیڑیے جسمین معلوم ہو کہ دو مسافر تھک کر کھڑے باتین کر رہے ہین -

آزاد - سوجھی تو اچھی - اب مین کوئی اور ذکر چھیڑتا ہون کیون صاحب اب کی آم کی فصل خوب ہوئی - جدھر دیکھو ٹپے پڑے ہین شیرہ شکر ریز ہی آم پر چھری تیز ہے - منڈی جائیے کھاچیون کی کھاچیان تربوز کی دیکھ آیئے - کوئی ٹکے کو نہین پوچھتا اور آم کے سامنے تربوز کو کون ہاتھ لگائے یہ بھی ہین تو ہمبی پسند ہے اور آمن تو قیامت کی شیرین ہے -

رہرو - دیکھیے کہین فرہاد کی روح کے منھ مین پانی نہ بھر آئے

بھئی امسال تو ہم نے خوب ہی آم کھائے۔

کچھ دیکھا۔ وہ دیکھو۔ ہاتھی آرہا ہے۔ ہاتھی کیسا کوہ کا کوہ ہے فیل فلک شکوہ ہے۔ ؎

بہ پیشانیش شنگرف ست دلکش	زکوہ طور رخ بنمودہ آتش

اب سب آگئے وہ دیکھو بجرا تیار ہو رہا ہی اس فیل مست پر دونون بہنین بصد ناز دلربائی و انداز زیبائی متمکن ہین اور پالکی مین بڑی بیگم صاحب جلوہ فگن ہین۔ اب بجرے پر سوار ہوا چاہتی ہین۔

یہ میٹھی میٹھی باتین ہو ہی رہی تھین کہ ایک دفعہ ہی قبلہ کے رخ سے کالی گھٹا متوالی گھٹا جھومتی ہوئی اٹھی اور بجلی نے لو نکلنا شروع کیا۔ رعد کی گرج سے کان پڑی آواز کا سننا محال تھا اور رم جھم لگا مینھ برسنے۔ ؎

زفیض ابر سرخوش میگساران	ہوا از نار بند از تار باران
کند قوس قزح باران سرکالے	چنین باشد گمان برشگالی
زفیض ابر گلشن کامیاب ست	صدائے رعد چون بانگ رباب ست
فروغ برق بین در ابر سیراب	بعینہ ہمچو عکس لالہ در آب

ادھر قطرہ افشانی ہوئی ادھر فیلبان نے ہاتھی کا رخ پھیر دیا کہارون نے پالکی کو لیا اور چلے گھر کی طرف۔ اے چرخ ستمگار نے چھتے ہی پر ٹوک دیا۔ آتے آتے روک دیا۔ بجرے کی روانی اور دریا کی طغیانی اور باران رحمت کی قطرہ افشانی کیا کچھ لطف نہ دکھاتی۔ دل کی کلی کیسی کھلکھلاتی۔ مگر قسمت۔ ؎

ساقی و جام و می و گوشۂ دیرست اینجا	قد الحمد کہ احوال بخیرست اینجا
نکتۂ عشق بہ پیر سید کہ ہوشم باقی ست	سخن از یار مگوئید کہ غیرست اینجا

اس شہر نشاط آباد و خوش سواد مین میان آزاد خانہ برباد نے بادل شاد شب دلاویز کو بستر استراحت پر آرام فرمایا تو رات بھر

کروٹ تک نہ لی تورکے تڑکے نسیم طرب انگیز نے جگایا اور بہار توبہ شکن نے ایسا لبھایا کہ دل سیر کو چاہا۔ خیال گلگشت چمن و تماشائے نسرین و نسترن نے گدگدایا۔ شوق چرایا کہ احباب بذلہ سنج مرنجان مرنج ہون اور ارباب لطیفہ گو و نکتہ سنج ہون اٹھے تو اشعار آبدار ور د زبان غنچۂ دل گل خندان۔ ؎

بگوے عاشقی چون من نخواہد بود رسوائے
دلم صد پارہ و ہر پارۂ عاشق بیک جائے

رہرو۔ الٰہی خیر صبح صبح رسول پیغمبر سے کام نہ خدا کا نام بس ایک ذکر جام دوسرے خیال دلآرام۔ ؎

محبت مے و معشوق ترک کر آتش
سفید بال ہوئے موسم خضاب آیا

آزاد۔ میان یہ سب بوڑھوتی وقت کے خیال ہین۔ یہان تو حضرت دل خرام ناز کے پامال ہین۔ مگر ہم ترک زرین کمر و موے میان کے دلدادہ نہین۔ عاشق جام و بادہ نہین۔ یہان تو یہی دھن ہی۔ اور یہی ادھیڑ بن ہی۔ ہندوستان کے عاشق زار ہین اسی مرض مین گرفتار ہین۔ دل سے لگی ہی کہ ہندی آدمی بجائے تیغ میدان تہذیب مین علم وحدت اٹھائین۔ ذکور حلیۂ شائستگی سے مشین ہون۔ اناث زیور علم سے مزین ہون۔ ع۔

ہمکو سودا بھی ہوا تو میرزا یا نہ ہوا

بہارست اے ساقی لالہ رنگ	بدہ ساغر می مرا بید رنگ

اسوقت تو در و دیوار عشرت بار ہے۔ رند و چلو عالم بہار ہی خزان کا بازار سنسان ہے۔ اللہ اللہ فصل گل کی بھی کیا آن بان ہے۔ ؎

ہے شوخیون پہ حسن طرحدار آجکل	پال پری ہی طرۂ دستار آجکل

رہرو۔ پہلے منھ دھوئیے۔ حمام خانے جائیے۔ ماحضر تناول

فرمایئے اول طعام بعدہٗ کلام۔ راحت الروح فی قلۃ المنام۔ ہان
ے اب اللہ اکبر کہکر اُٹھ تو بیٹھیے بسم الرحمن الرحیم سستا کر آٹا اور
مہنگی کر افیم۔ ادھر آفتاب نے رُخ انور کی جھلک دکھائی۔ ادھر
میان آزاد کو سیر دریا کی دُھن سمائی۔ رہرو کو ساتھ لیا ہاتھ مین
ہاتھ دیا اور اشعار سُناتے رہرو کو وجد مین لاتے گاتے لہراتے
پھونک پھونک کر قدم جماتے باد بہاری اور قدرت گلکاری
کے مزے اڑاتے چلے۔

اب سنیے کہ شام کا سہانا وقت۔ ہر عروس چمن شاد کام و سحر بخت
ٹھنڈی ہوائین۔ اودی گھٹائین کلیون کا مسکرانا۔ پھولون کا
کھلکھلانا۔ نرگس شہلا کی چشمک زنی عندلیب شیدا کی جانکنی
ادھر جوئبار۔ اُدھر بگلون کی قطار کہین انہار آبدار کہین ازہار
مسرت بار۔ کہین فاختہ دستک زنان۔ کہین قمری کوکو کنان
لالہ کا لباس گلگون۔ کہین نمونہ قدرت بیچون کہین روش دلکش
کہین بوے خوش۔ ہوا فیض بیز عنبر افشان و بہجت انگیز
گل قدم کی زبان سے صداے اللہ اکبر بلند ہی مشک دانہ کا لباس
زعفرانی دلپسند ہی۔ گل چینیہ درخوش آب ہی۔ گل منہدی کی
رنگینی اور طراوت لاجواب ہے۔ یہ تختہ گل فرنگی ہی۔ بارک اللہ
کیا تازہ رنگی ہے۔

اب جو دونون دوستان صادق اور یاران موافق نے
جا کر دم لیا اور حدیث حسن و عشق کو سر کیا۔ میان آزاد خانہ برباد
اس بہار روح افزا اور گھنگھور گھٹا پر ہزار جان سے عاشق
تھے ؎

چون نکہت گل چمن در آغوش	چون زلف نسیم خانہ بر دوش

خاتون شب نے برقع نیلی سحاب سے صورت زیبا چھپائی اور
کالے کوسون تک وہ تاریکی چھائی کہ الحفیظ الٰہی یہ شب بجز رہی

یا گیسوے حور ہے۔ جدھر دیکھو سیاہ ہی سیاہ۔ مہر نہ ماہ ہے
خونابۂ دل کا یہ جوش۔ اور شب اس درجہ قیامت در آغوش
ماتمیون کی طرح سیہ پوش۔

آزاد ؎	آہ کیا قہر کیا تفرقہ پردازون نے کر دیا جلسہ ہی برہم خلل اندازون نے	

رہرو۔ یہ بھی اپنی قسمت کی خوبی ہے۔ اس تیرہ بختی کے
قربان کہ شب ماہ شب تار سے مبدل ہو گئی بس اب تو یہ صحراے
جنون خیز دشت وحشت بار ہے۔ ہم ہین اور دل داغدار ہے
نہ لطف سیر نہ دیدار مہوشان برق رفتار ؎

در رو ہر کسے بہ گلعذاری نہ رسید	تا بر دلش از زمانہ خارے نرسید
درشانہ نگر کہ تا بصد شاخ نہ شد	دستش بسر زلف نگارے نرسید

یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ ایک دفعہ کچھ آواز سی کان مین
آئی معلوم ہوا کہ بڑی دور سے کئی سوار رہوار آہو شکار و برق رفتار
کڑکڑاتے اور چمکاتے ہوے آرہے ہین میدان بھر گونج گیا
این! اسوقت ہماری طرح کس کو تباہی آئی کہ سیر صحرا کی دُھن
سمائی تڑ تڑ تڑ تڑ کرتے ہوے باد رفتار گھوڑے چار تلیون سے
اُڑتے چلے آتے ہین۔ یہ کھائی پھاندی دن سے وہ نالی پر
اُچک آئے زن سے ایک دفعہ ہی بجلی جو چمکی تو گھوڑے ان کے
سر پر تھے دیکھا کہ چار پانچ سوار چست و چالاک گھوڑون پر سوار
سبزہ زار پر بہار مین اشجار تناور کے سایہ مین کھڑے ہین گھوڑے
ہنہنا رہے ہین۔ چمک رہے ہین۔ یہ کڑکڑائے وہ پہونچے
وہ چمکے یہ آرہے جو شبدیز ہے سبک خیز ہے۔
آزاد۔ کیون قبلہ۔ یہ جوان رعنا بلند بالا گلعذار طرحدار کون
ہین کہان سے آئے۔ کدھر کے عزم ہین۔ ذرا دریافت تو کیجیے
مگر واللہ کیا رنگیلے جوان ہین اور گھوڑے تو سبحان اللہ

زمین پر قدم ہی نہین رکھتے۔ گھوڑے ہین یا پری اللہ اللہ یہ شان دلبری۔ رگ رگ مین سرعت بھری ہے جیسے دیکھو برق دم پری جھم

قدم بازایسے گویا زیر پا مواج دریا ہی
سبک خیز اسقدر ہلنے نہ پائے پیٹ کا پانی

رہرو۔ اُدھر آسمان پر ادھر زمین پر بجلی چمک رہی ہی ابھی طرارے بھرین تو فلک الافلاک پر جھلک لگائین لیکن حضرت یہ فوجی آدمی ہین انسے باتین کرتے ہوے ذرا روح کانپتی ہی۔ یہ لوگ بات پیچھے کرتے ہین چانٹا پہلے دیتے ہین۔

آزاد۔ ہونھ۔ چانٹا! اسکا تو ذکر ہی نہ کیجیے۔ یہان مرد میدان ہین دیکھیے ہم پر بال ملاتے ہین۔ ابھی باتون مین لگاتے ہین دیکھین تو ہین کون۔ آئیے کہان سے۔ عزم کدھر کے ہین یہ کہکر میان آزاد نے۔ ع

پوچھا تم لوگ خیل کے خیل | جاتے ہو کدھر کو صورت سیل

شہسوار۔ ع

نہین تاب کہ دیکھون جمال صنم مجھے خوبی دیدہ وری کی قسم
رخ حُسن کی جلوہ گری کی قسم غم عشق کی پردہ دری کی قسم

اے صنم یہ ستم خدا سے ڈر — عاقبت بندۂ خدا ہین ہم
قافلے والو اک ذرا ٹھہرو — پھر کے دیکھو شکستہ پا ہین ہم
تم کو چاہا بڑا گناہ کیا — ہان سزاوار ہر سزا ہین ہم
عاشقانہ مزاج رکھتے ہین — حال مین اپنے مبتلا ہین ہم

آزاد۔ ہا ہا ہا۔ آئیے مصافحہ تو کرین۔ آپ بھی عاشق مزاج چمن طبع باغ و بہار جوان طرحدار نکلے۔ ع

خوب گذرے گی جو مل بیٹھین گے دیوانے دو

شہسوار۔ ع

بنال بلبل اگر بامنت سر یاری ست
کہ ما دو عاشق زاریم و کار ما زاری ست

رہرو۔ معقول! یہ اچھی ہوئی واللہ۔ دونون سودائی ملگئے اب دیکھیے کوئی دیر مین دال مین جوتی بٹا ہی چاہتی ہے۔ خوب ہی گلچھپ ہوگی۔

پانچون سوار گھوڑے پر سے اُتر پڑے اور سب نے میان آزاد سے مصافحہ کیا۔ رہرو کے ہوش پران کہ واہ رے آزاد کیا دم کے دم مین پر و بال ملا لیے گویا برسون کی ملاقات دانت کاٹی روٹی ہے۔

اتنے مین موسلا دھار مینھ برسنے لگا اور میان آزاد رہرو کا ساتھ چھوڑ کر سوارون کے ساتھ ہو رہے۔

آزاد۔ یہ باغ ہو اور چوطرفہ راغ ہو اور احباب لطیفہ گو ہون اور اصنام عربدہ جو ہون۔

شہسوار۔ حضرت آپ ہمارے ساتھ چلیے تو ساری داستان سنیے۔ مگر رقابت کی سند نہین۔ ہاتھ پر ہاتھ ماریے۔ قول ہارئے پرسون یہان ایک پری وش نظر پڑی جسدم سے آنکھ لڑی عقل سے ہاتھ دھو بیٹھا۔ فہم کو رو بیٹھا۔ دن ہے اور گریہ وزاری شب ہے اور اختر شماری۔ ع

صد شعلہ ہون ریخت بہ آشفتہ سر ما
زد پنجۂ مژگان کہ بخون جگر ما

دوسرا سوار۔ (آزاد کے کان مین چپکے سے) انکو بہت منھ نہ لگائیے گا۔ ورنہ پچھتائیے گا اور دست حسرت ملکر رہجائیے گا۔ یہ گھر بار چھوڑ کر وطن سے منھ موڑ کر ہونون کی امنگ اور وحشت کی ترنگ مین اس طرف نکل آئے ہین۔ یہان ایک کافر پر نظر پڑگئی اور بت عربدہ جو غالیہ مو سے نظر لڑگئی لیکن وہ عفیفہ

و پاکدامن عصمت مآب عفت قباب ہے۔ چندے آفتاب چندے ماہتاب ہے -

قد و قامت آفت کا ٹکڑا اتمام | قیامت کرے جسکو جھک کر سلام

اُس کے جمال باکمال نے آپ کی آتش جنون پر اوٹھی تانے دیا کا کام کیا بلکہ اُنکا کام ہی تمام کیا - اب آپ ہان مین ہان نہ ملایئے گا بات ٹال جایئے گا - ورنہ انکا خدا حافظ ہے آیندہ اختیار بدست مختار -

تیسرا سوار - حق یون ہے کہ بلا کی صورت پائی ہے - کیا آن بان کیا شان دلربائی ہے - اول تو شباب اُسپر یہ آب و تاب جوش جوانی اور شکل نورانی - قادر مطلق نے کل خوبیان جو معشوقان طناز و سراپا ناز مین چاہیین اسمین کوٹ کوٹ کر بھری ہین رگ رگ مین شوخی لیکن پاکباز پاکدامن - ؎

حیا بہ پیش رخت چشم بستہ مے آید
ادب بہ بزم تو صد جا نشستہ مے آید

آزاد - دیکھیے مین سراغ لگاتا ہون کل ہی تو کچا چٹھا سناتا ہون سچ کہون - صورت دیکھی ہو تو آسمان پھٹ پڑے - لیکن ؎

کس سے کرون مین دعوی دل جا کے اے خدا | دلدادۂ زلف رخ دلبر ندیدہ ہون

چوتھا سوار - کیا خوب یک شد دو شد مسیحا خود مبتلا مرض ہین تو مریض اچھا ہو چکا بس - اب مریض عشق کا خدا ہی حافظ ہے ؏

مژدہ باد اے مرگ عیسی آپ ہی بیمار ہین

الغرض ہوا کھاتے اور گپین اُڑاتے ہوے سب کے سب داخل منزل مقصود ہوئے -

میان آزاد تو وحشیون کے اُستاد ادب آموز وامق و فرہاد تھے ہی رات بھر تو سوارون کی ٹکڑی مین چین سے بسر کی لیکن ادھر مرغ سحر نے بانگ دی اُدھر میرے شیر نے کچھار کی راہ لی -

کہان کہان - اے حضرت کدھر کی سدھیان ہین - تڑکے تڑکے کیا وحشت نے گھیرا کہ پانون پر سنیچر سوار ہو گیا - خدا ہی خیر کرے تو میان آزاد کیا کہتے ہین - حضرت چلیے ذرا شہر کی تو سیر کر آئین کسی سے پوچھین کہین پتا لگائین - جی چاہے تو آپ بھی چلیے چلیے نہ دو ایک بگڑے دل سیلانی جوان کمر کس کے لیس ہو گئے بسم اللہ چلیے چلیے - تو مست و غزلخوان - کبھی خندان - کبھی گریان چلتے چلتے شہر مین داخل ہوے - اہو ہو ہو - شہر تو خوش سواد ہے لیکن بھئی مکھیون کی بھن بھن نے ستم ڈھایا - ناکون دم آگیا جس گلی کوچے بازار منڈی مین جاؤ بھن بھن بھن بھن - الٰہی توبہ کیا جانے مکھیون کو یہان کے باشندون سے کیون عشق ہے - ایک رہرو نے سُنا تو جوش وطن سے بولا کہ قبلہ یہ اس شہر کا قصور نہین آپکی آنکھون کا فتور ہے - عینک چڑھائی مگر پھر بھی بات سمجھ مین نہ آئی - این! سمجھو تو عینک سے کیا کام ہے معقول ماروں گھٹنا پھوٹے آنکھ اے صاحب مطلب یہ ہے کہ عقل کی آنکھون سے کام لیجیے مکھیان کیونکر ہون بھلا - آخر آم کی فصل ہے کہ دل لگی اور ایکی آم سا میوا - ہمارے ہوش مین تو اس کثرت سے کبھی بور ہی نہ آیا شاخین جھکی پڑتی ہین منزلون سفر کیجیے آم ہی آم چوطرفہ باغون مین نظر آئین اور بور کی خوشبو تو واہ جی واہ - جی خوش ہوا جاتا ہے بے اختیار جی چاہتا ہے کہ باغون ہی مین لوٹ لگائین غلہ کی گرانی سے جو حشر ٹوٹا تھا وہ آم کی ارزانی سے دور ہو گیا اب غریب غربا دو وقتہ آم ہی آم چکھتے ہین - ہمہ شما بھی روٹی اور گوشت کے ساتھ انبہ شیرین پر چاقو تیز کرتے ہین لیکن حضرت جو لوگ باغون مین آم کھا رہے ہین اُنکی بدمزاجی پر شیطان کی پھٹکار آم تو گلی کوچون مین چٹے پڑے ہین ٹکے سیر نہین ٹکے نیرا

لگا دیے لیکن جہان کسی بھلے مانس نے راہ چلتے کوئی آم اٹھا لیا اور بس جھپٹ پڑے ابھی پرسون ہی کی تو بات ہی کہ یہان سے کوئی چار کوس پر ایک مسافر میدان مین راہ راہ چلا جاتا تھا اتفاق سے ایک کانا کھدرا آم ٹپ سے زمین پر ٹپک پڑا مسافر کو کیا معلوم کہ کون ادھر ادھر تاک رہا ہی دیکھا تو سناٹا چپکے سے آم اٹھا لیا لیکن ع مچھلی کو کیا خبر تھی کہ پانی مین شست ہی ٭ اٹھانا تھا کہ دو گنوار دل لٹھ کاندھے پر ڈالے مار سالے کا۔ مار سالے کا۔ مار سالے کا کرتے ہوئے نکل آئے۔ کھڑ بڑ کھڑ بڑ۔ مسافر نے آم جھپٹ زمین پر ٹپک دیا لیکن ایک گنوار نے آتے ہی بے نقط سنانا شروع کین اور دوسرے نے ٹھونسا تانا مسافر بھی چھتری آدمی۔ آگ ہو گیا اور مارے غصے کے بدن تھر تھر کانپنے لگا۔ ایک دفعہ ہی آؤ دیکھا نہ تاؤ بڑھ کے جو ایک چانٹا دیتا ہی تو ایک گنوار لڑکھڑا کے لڑھکنیان کھاتا ہوا دھم سے زمین پر۔ دوسرے نے جو یہ کیفیت دیکھی تو لٹھ تانا۔ لٹھ کا تاننا تھا کہ راجپوت بغلی ڈوب کر جا پہونچا اور ایک آنٹی جو دیتا ہے تو حضرت چار دن شانے چیت جیسے گون کو کوئی شخص بھنیسے پر سے لڑھکا دے ارارا دھون ہات تیرے کی پھر اٹھا پھر چھتری نے اڑنگا دیا تو دھم سے زمین پر آرہا۔ دون دھون ہات تیرے کی

الغرض ایک گنوار تو چانٹا کھا کر اپنا سا منھ لے کر رہ گئے اور دوسرے کا کچومر ہی نکل گیا اور کل ہم بھی پھنسے تھے رستا چلت جو آئی تو ایک درخت کے سایہ مین دوپہر یا منانے بیٹھ گئے بیٹھنا تھا کہ ایک نے ترڑ سے گالی دی۔ اب سنیے کہ گالی تو دی ہم کو لیکن ایک پہلوان بھی قریب ہی بیٹھا تھا۔ سنتے ہی جھپٹ گیا اور جھپٹتے ہی کوے پر لادا اور کوے پر لاتے ہی زمین پر ٹپکا تو دھما سے گرے۔ مگر منھ کے بھل۔ پہلوان تو داو پیچ سے واقف۔ معاً چھاپ بیٹھا اور فوراً ہنسنے گا نٹھ لیے اور بیل سینگڑا باندھ کر آسمان دکھا دیا۔ اور اپنے شاگردون سے کہا کہ چڑھ جاؤ پیڑ پر اور آم پتے بور ٹہنی جو پاؤ توڑ توڑ کر پھینک دو۔ پیڑ نوچ ڈالو۔ لیکن لوگون نے سمجھایا کہ نا استاد جانے دو۔ اجی گالی دینا تو ان کا ادنے سا کام ہے۔ یہ تو ان کے نزدیک کوئی بات ہی نہین یہ اسی لائق ہین کہ خوب دھنین۔

آزاد۔ وجہ آخر کوئی وجہ تو دھنے کی بیان کیجیے۔ اے صاحب ایسا نہ کرین تو باغ بھر مسافرون ہی کے لیے وقف ہو جائے ایک ایک مسافر پیڑ کا پیڑ مع جڑ اور پھنگی کے چٹ کر جائے۔ اور ڈکار تک تو لے نہین۔ آپ تو سمجھے کہ یہ ایک آم پر کٹا مرا مگر اتنا نہین سوچتے کہ ایک ہی ایک کر کے ہزار ہوتے ہین اتنا کید اور احتیاط پر تو یہ حال ہی کہ ہزارون آم مسافر لوگ نوش جان کر جاتے ہین اور جو کہین اتنی تو تو مین مین نہ ہو تو معاذ اللہ خدا جانے کیا ستم برپا ہو۔ باغ والا تو بلٹ ہی جائے۔

ظراف

استنے مین کیا دیکھتے ہین کہ ایک مرد آدمی اپنے لڑکے کو گودی مین لیے ہوئے تھپکی دے دے کر سلا رہا ہی اور بہلا رہا ہی کہ آجا ری نندیا تو آ کیون نہ جا۔ میرے بالے کو گود سلا کیون نہ جا۔ میان آزاد ایک دل لگی باز آدمی قریب جا کر اس سے پوچھتے کیا ہین کیون میان یہ تمھاری گود مین کسکا پلّہ ہے۔ وہ بھی حاضر جواب آدمی۔ جیسے ہی انھون نے پوچھا کہ کسکا پلہ ہے۔ ویسے ہی اسنے کہا کہ مت بھونک پلا پڑتا ہے۔ ڈوریے کا انگرکھا پہن لیا اور چلے مشیخت پناہ بن کر۔ بڑے نستعلیق بیدا

ہوے ہین میان آزاد کی باچھین کھل گئین کہ خیر سے ایک ظراف تو ملا فوراً ہاتھ ملایا گلے لگایا پیشانی پر بوسہ دیا اور کہا یار اسوقت تمھاری حاضر جوابی سے جی خوش ہوگیا واللہ خوش مذاق آدمی ہو کیون نہو استاد لے اب چلو ذرا اپنے شہر کی ہین سیر تو کرا لاؤ کچھ عجایب و غرایب کچھ حسن و جمال کچھ علماے باکمال کا ذکر مذکور فرمایئے ہم غریب الوطن مسافر ہین ؎

خسرو غریب ست و گدا افتادہ در شہر شما
باشد کہ از بہر خدا سوے غریبان بنگری

ظریف - ہم تاڑ گئے - ہم بھانپ گئے شہر کے باہر دیکھیے گا لطف یا اندر -

آزاد - جہان جایئے -

رشتہ در گردنم افگندہ دوست	می برد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست

ظریف - سنیے قبلہ - اس شہر مینو نژاد مین ایک محلہ ہے خوش سواد محلہ کاہے کو مکان ہے - بلکہ مکان کیا باغ جنان ہے - پھر جہان جنان ہو وہان حور کیون نہو - لیکن حور دور از قصور ہے - دشمن صبر و شکیب ملائک نظر فریب - مگر مجال کیا کہ کوئی تاب نظارہ لا سکے -

آزاد - پھر کب -

ظریف - کل شام کو جھٹپٹے وقت -

آزاد - اچھا رخصت -

ظریف - فی امان اللہ -

میان آزاد کی رگون مین خون کے عوض پارہ کوٹ کوٹ کر بھرا تھا - پھر ایک جگہ انکو چین کہان کبھی اس محلے مین کبھی اس محلے مین جو طرفہ باولے کتے کی طرح گھومتے پھرتے تھے شب کو سوارون کے پاس بستر جمایا - بسیرا لیا - صبح تڑکے گجر دم اٹھے اور رروان ہوے پہونچے ظراف کے مکان پر کیون حضرت اب لمبی تانے پڑے سویا ہی کیجیے گا - یا اٹھیے گا بھی - یا الٰہی ؎

شب نیمہ گذشت و صبح سر زد	اے مرد خدا بخواب تا کے

کیا گھوڑے بیچ کر سوئے ہو بھئی آلمی خیر - واہ رے ماچا توڑ اہو ہو ہو کیا وقت بہار ہے - اور کس جوبن پر سبزہ زار ہے - اے غافلو اٹھو یہ وقت خواب نہین - عالم بہار ہے نسیم سحری عنبر بار ہے یہ پڑے خراٹے لیتے ہین بارے میان ظراف کلبلا کر اٹھے اور پھر دھم سے چھپر کھٹ پر - این ما شاء اللہ میان خدا کا نام لیکر اٹھ تو کھڑے ہونا چھایک سے شاباش ہے نیم خیز ہو کر پھر لڑھک رہے - تب تو میان آزاد نے ہاتھ پکڑ کر ہلایا شفق - مشفق - اجی مشفق - میان سات بج گئے - اٹھے مگر آنکھین نیم باز - پھر کھٹ سے پائنتی کی طرف سر کرکے پڑ رہے - اتنے مین ان کے دو چار دوست آشنا اور آگئے - اللہ اللہ ہم دو کوس سے آئے میان ابھی چھپر کھٹ بھی نہ چھوٹا - بھئی بڑا سونے والا ہے - اُف فوہ کچھ ٹھکانا ہے - ہم نے غسل کیا - حقہ پیا - دو چپاتیان کباب کے ساتھ کھائین منھ ہاتھ دھویا کپڑے پہنے - ان سب کو ان کے گھرون سے لیا پا بقدمے خرامان خرامان یہان تک آئے یہ ابھی خفتن ہی کا صیغہ گردان رہے ہین -

دوسرے نے کہا اجی انپر پانی ڈالیے یاران سر پل نے منھ پر چھینٹے دینے شروع کیے - کسی نے کان مین پانی ڈالا - کسی نے بستر پر - تب تو حضرت کلبلائے اور انتہا کے جھلائے - دیکھو دیکھو - ہائین ہائین نہین مانتے - واہ اچھی دل لگی نکالی ہے لگے صلواتین سنانے - اے صاحب ذرا آنکھ تو کھولیے - نہین کھولتے آپ کا کچھ جاتا ہے - دیکھیے یہ میان آزاد تشریف

لائے ہین۔ بے حمیتی بھی تو کتنی۔ اُٹھیے۔ ادھر مولوی صاحب کھڑے ہین اُنسے تو ملیے۔ یار عزیز درع۔ نام خدا ہو جوان کچھ تو کیا چاہیئے ہ سوسو کے نحوست پھیلا رکھی ہی۔

مولوی صاحب اجی حضرت۔

ظرّاف بھئی دق نہ کرو ہمین سونے دو۔ واہ لائے وہان سے اجی حضرت یہان مارے نیند کے بُرا حال ہی آپ کو دل لگی سوجھتی ہی بس اب ہم سے نہ بولیے گا۔ آپ کو تو کچھ کرنا نہین ہی۔

آزاد۔ یا حضرت کورنش ہی۔

ظرّاف۔ اور سنیے یک نشد دو شد۔ آپ اور آئے وہان سے جان کھانے سویرے سویرے آپ کو بلایا کس نامعقول نے تھا بھلے مانس کے مکان پر جانے کا یہ کون وقت ہی۔ بھلا ترٹے کے ترٹے مستعد۔ کچھ بندہ آپ کا قرض تو نہین چاہتا ہی چلیے بس بوریا بدھنا اُٹھایئے۔ تڑکا ہوا اور مستعد۔ کہین اور جگہ نہین ملتی شاید (آنکھین کھول کر) اخاہ آپ ہین معاف کیجیے گا حضرت آزاد مین نے آپ کی آواز نہین پہچانی۔

مولوی صاحب مین بھی مجرا عرض کرتا ہون کہیے خاکسار کی آواز تو پہچانی۔ یا کچھ مین میکھ ہی۔

ظرّاف۔ اخاہ جناب مولانا ہین تسلیمات عرض ہی معاف فرمایئے گا مین اپنے آپے مین نہ تھا۔

مولوی صاحب۔ اجی حضرت اتنا بھی نیند کے ہاتھ بک جانا کیا بھلا کوئی بات بھی ہی۔ آٹھ بجا چاہتے ہین اور آپ پڑے سو رہے ہین۔ لاحول ولاقوۃ۔ کیا کل رت جگا تھا۔ خیر بندہ تو اب رخصت ہوتا ہی ریل کا وقت قریب ہی آپ حکیم صاحب کے نام خط لکھ بھیجیے گا مگر ابھی ابھی۔ ہان ایسا نہو کہ دیر ہو جائے کہین پھر نہ لڑھک رہیے گا۔ آپ کی نیند سے ہم ہارے۔ معاذ اللہ لے اب رخصت۔

ظرّاف۔

بسفر رفتنت مبارکباد	بسلامت روی و باز آئی

سب صاحبون کو خدا کو سونپا۔

لفافہ کیا شیطان کی آنت ہی

ظرّاف۔ اور باتین تو پیچھے ہونگی۔ پہلے آپ اس بات کا جواب دیجیے کہ آپ کھانے دانے سے تو فراغت کر کے آئے ہین نہ یا یہان ہی ڈھئی دیجیے گا۔ آج ماما علیل ہو گئی ہی اور گھر مین کچھ طبیعت ناساز ہی۔ بندے نے روزے کی نیت کی ہی۔ آپ بھی روزہ رکھ لین۔ خوش روزے کا خوش روزا در اجر کا اجر اور پھر حکمت عملی کی رو سے بھی روزہ جائز ہی۔ (ع۔ چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار)۔

آزاد۔ ایسے خوش روزے پر تین حرف۔ اجر کی یہان خواہش نہین اللہ میان ہمین یون ہی بخش دینگے اور حکمت کو آپ بگل حکمت کر رکھیے اچھی سُنائی۔ واللہ تم بڑے دل لگی باز آدمی ہو۔

ظرّاف۔ جی تو کہین دل لگی کے بھروسے بھی نہ رہیے گا ہان بندہ کھرا آدمی ہی۔ اہو ہو ہو۔ خوب یاد آیا مولوی صاحب خط لکھنے کو کہہ گئے ہین۔ خیر دو پیسے کا یہ بھی خون سہی۔ کل بھی روزہ رکھنا پڑا۔

آزاد۔ ہم تو آپ کے خیر خواہ ہین۔ وہ تدبیر بتائین کہ ٹکے کے عوض مین پیسا ہی صرف ہو۔ مگر ڈبل۔

ظرّاف۔ وہ تدبیر کیا ہی بھئی ذرا بتایئے تو ہم بھی سُن رکھین داشتہ آید بکار۔

آزاد۔ اجی اب پیسے والے ٹکٹ جاری ہوے ہین۔ پوسٹ کارڈ
لفافہ اور خط سب ایک مین ایک طرف مطلب لکھیے دوسری
جانب لفافہ کوئی ایسی ہی پوشیدہ بات لکھنی ہو تو مجبوری ہے ورنہ
ایک پیسا کافی ہے۔ چار دمڑی کا پیسا ڈال دیا اور خط
روانہ کیا۔

ظرّاف۔ واللہ! ارے میان۔ ایک ڈبل کا خط بھئی انگریز
بڑے حکمتی ہین کچھ ٹھکانا ہے۔ وہ وہ ایجادین کین کہ عقل خود دنگ
ہی کلین وہ ایجاد کین کہ واہ جی واہ۔ فوٹوگراف مین وہ حکمت
نکالی کہ سبحان اللہ ایک روپیہ دیجیے۔ دم کے دم مین
تصویر لیجیے۔ کیون صاحب وہ پوسٹ کارڈ کہان بکتے ہین
ہم ابھی منگوائینگے۔

آزاد۔ پوسٹ کا ڈھنڈ کیے۔ پوسٹ کارڈ کیے۔ ڈاکخانہ مین
ملین گے۔

ظرّاف۔ روشن علی۔ روشن علی۔ ڈاکخانہ سے جاکے ایک
آنے کے پوسٹ کارڈ لے آو۔

روشن۔ (مسکراکر) میان مین دیہاتی آدمی ہون انگریزی نہین
پڑھا ہون۔

ظرّاف۔ ارے بھئی تم کہنا کہ حضور وہ لفافے دیجیے جو پیسے پیسے
بکتے ہین اور جس مین خط اور لفافہ دونون ہوتے ہین جا جھٹ
سے کتے کی چال جانا اور بلّی کی چال آنا۔

روشن۔ اجی مجھ سے کیسے تو مین گدھے کی چال جاؤن اور
بس کھوپڑے کی چال آؤن۔ مل میان ڈاک والے مجھکو پاگل
بنائینگے اور تم تو ہو ہی جس نے جو کہدیا مان لیا بھلا آج تک
کبھو پیسے کو پیسا پچھا (لفافہ) ملا ہے۔

ظرّاف۔ ابے مردود تجھے اس حجت سے کیا واسطہ بھئی کیا
زمانہ ہے آدمی ملا وہ بھی منطقی۔

روشن۔ (تھوڑی دیر کے بعد) لو میان لے آیا سچ کہتے تھے
مل پیسا چا کیا کھلونا ہے۔

ظرّاف۔ لاؤ دیکھون تو۔ واہ وا واہ۔ اہا ہا ہا۔ اہو ہو ہو ہو۔
کیا بات نکالی ہے کہ بس۔ قلم دوات لاؤ جلد لاؤ ابھی لاؤ مارے
لایا۔ پہونچا۔ جلد قدم بڑھا۔ چلا کہ مین پہونچون۔

روشن جو جلدی جلدی دوڑے کہ میان ٹھوکین نہین تو کیچڑ
مین پانون پھسلا اور دھم سے وہ گرے گرتے ہی کمبخت گر جا دھن یا لکار
تجھپر خدا کی مار۔ ٹانگ کی ٹانگ ٹوٹی اور اوپر سے گالیان کی
گالیان سنین۔ بکری کی جان گئی مل کھانے والے کو مزا (مزہ)
نہ آیا۔ چل ہٹ دور ہو میرے سامنے سے۔ مین خود لے آؤنگا
میان ظرّاف جھپٹ کے قلم دوات لائے اور بڑی خوشی سے
لکھنے بیٹھے۔ اب ذرا دل لگی دیکھیے۔ حضرت نے لکھنا
شروع کیا۔

بجناب فضیلت انتساب مجمع الحقیقتین بحر النقلین مجمع کمالات
صوری ومعنوی واقف السنہ پہلوی دوری دبیر نکتہ دان بلیغ۔
طلیق اللسان گل سرسبز بوستان فصاحت۔ گدیور گلزار بلاغت
مسیح الزمان۔ سحبان گیہان۔ افصح الفصحا ابلغ البلغا۔ اکمل الکملا۔
المشہور فی المشارق والمغارب۔ زندہ دلون کی جان وروح
معززمن ممدوح خلیل باصفا۔ دوست باوفا مہر سپہر نکتہ دانی
افشان جبین خوش بیانی۔ رکش بو علی سینا حضرت حکیم مولانا حقی
محمد مسیح الزمان خان بہادر دام شموس ظلالکم لامعۃ الی النشور
بعد تسویغ لوازم تعظیم وتبلیغ مراسم تسلیم وتفہیم بقدر خور مافد ویان
عقیدت شعار ست معروض رائے فیض انجلا ہے۔ ارے!
لاحول ولا قوۃ۔ یہ تو پیسا ہی غارت گیا۔ مطلب خاک نہ نکلا!

اب لکھین کہان۔ جگہ تو باقی ہی نہین۔ بُری ٹھہری مفت مین ایک پیسا گیا گذرا۔

آزاد۔ چلو جانے دو۔ اب غم کاہے کا ہی۔ دوسرے پر لکھیے

ظرّاف۔ بہت خوب کہکر لکھنے بیٹھے تو لکھتے کیا ہین کہ حضرت طویل القاب اور لمبا چوڑا آداب اور تکلف کی باتین اور رنگین نویسی اور نشی گری اور نوک جھونک اور فصاحت و بلاغت سب برطرف۔ ہم نے طول نویسی کو اب طلاق دے دیا۔ اختصار مدنظر ہی اور میان۔ ؎

کار دنیا کسے تمام نہ کرد
ہر چہ گیرید مختصر گیرید

بس اب دو ٹپی باتین کرینگے۔ تو چل مین آتا ہون۔ لوٹیا فرستاد دھوتی رسید وہ دل کے ولولے وہ جوش و خروش کی باتین وہ رمز و کنایہ کی گھاتین۔ سب کو برطرفی کا پروانہ دیا وہ بیگھے بھر کے آداب وہ دس دس کھیت کے برابر القاب وہ مزاج پرسی وہ دعاے خیر سب پر اوس پڑ گئی۔ وہ کچا چٹھا کہہ سُنانا چینگی پوٹون کا حال بتانا۔ کچے بچے انڈے بچون کی خیر و عافیت سب روانہ سوے کالعدم کالعدم۔ اب ہم بالکل مختصر لکھین گے قسم کھائی ہی کہ جب قلم اُٹھائینگے۔ دس سطرون سے زیادہ نہ لکھین گے نہ لکھین گے بھی قسم قرآن کی نہ لکھین گے اس مین چاہے ادھر کی دنیا اُدھر ہو جائے چاہے آسمان کا آسمان پھٹ پڑے چاہے جو ہو سو ہو۔ بس قول مردان جان دارد۔ اور اب آپ بھی اس پرانے فیشن کو چھوڑ دیجیے ہم تو صرف مطلب سے مطلب رکھین گے حشو و زوائد دور کیجئے دور۔ اطناب ممل سے طبع خاکسار ملول۔ وہ خط لکھون کہ عرض ہو نہ طول۔ خیر اب حاصل مطلب تو سُنیے وہ یہ کہ مولوی۔ ارے! آگے آیت یہ خط بھی گیا گذرا۔ اب جگہ تو تل رکھنے بھر کی بھی باقی نہین

لاحول ولا۔ اچھی کفایت پر کمر باندھی تھی۔ لیجیے بات کرتے کرتے دو پیسے کا خون ہو گیا اور مطلب نہ نکلا۔ اس سے دو پیسے کا ٹکٹ لاتے تو واللہ ہی کھرے کا کھرا لکھ ڈالتے اور نہین تو کیا۔

آزاد۔ مین دیکھون تو آپ نے لکھا کیا ہی۔ اللہ اکبر۔ یہ پوارٹا کچھ ٹھکانا ہی یہ تو آپ نے اپنی چھٹی کا کچا چٹھا کہہ سنایا ہی۔ اجی صاحب مطلب سے مطلب رکھیے بیہودہ نہ بہت بکیے خیر اب بسے آئے گھر سے آئے۔ اب بسم اللہ کرکے تیسرے خط کو داغی کیجیے مگر ذرا شدید قلم کو روکے ہوے۔ ایسا نہو کہ اب کی پھر جولانی پر آجائے اور مُنھ کے بھل گر کے وہ ٹھوکر کھائے کہ بول ہی جائے بس خاص مطلب لکھو۔ یہ بحر طویل واہی تباہی خُرافات واہیات مجنون کی سی بڑ آپ کیا لکھ مارا کرتے ہین۔ اب کی سنبھل کے لکھیے وحشت بھی تو کتنی۔

ظرّاف۔ اچھا صاحب یون سہی اب کی خاص خاص باتین لکھونگا۔ بس حشو و زوائد پر طلاق (لکھنے لگے)۔

جناب فضیلت انتساب مولانا محمد مسیح الزمان خان بہادر مدظلکم العالی الی یوم النشور بعد تسلیم بعد عجز و الحاح و ہزاران ہزار خشوع و خضوع التماس میرود کہ احوال اینجا بفضل ایزد منّان مقرون صحت ست و اعتدال مزاج و ہاج از بارگاہ صمدیت نیکو خواستگار۔ ماحصل اس تحریر کا یہ ہی کہ اختصار کے ساتھ لکھون جسمین ایک ہی پیسا صرف ہو کُل باتین بالتفصیل و التوضیح لکھنا خلاف عقل و حکمت و منافی آداب ڈاک خانہ و مصلحت و کفایت ہین اب اصل حال عرض کرون قبلہ و کعبہ کو گنجایش خیالات بہت اس پیسلچے لفافے پر بہت خیالات بیشمار کا لکھنا آب دریا بکوزہ پیمودن ست و آفتاب بگز تا ہم جس قدر لکھ سکتا ہون اُس سے

دریغ نکرونگا۔ مگر مین لکھون کیا کاغذ کو جو دیکھتا ہون تو ایک رُرخ
سب کا سب لِپ گیا۔ دوسرا رُخ لکھنا پڑا مگر۔ ع۔ عمر
تھوڑی حسرتین دل مین بہت ٭ اجی اب مطلب سُنو۔ باتین
ہوا ہی کرینگی۔ واللہ اسوقت جی چاہتا ہی کہ قلم کو کڑ کڑا دون
مین توتوسن خامہ کو ایڑ لگاتا ہون۔ اور جولانی طبع دکھاتا ہون
پھر اسمین۔ ع۔ ہرچہ بادا باد ماکشتی در آب انداختیم ٭ مگر یہ ڈوبی
وہ ڈوبی۔ چل چل چل چل۔ ای لودہ تہ پر پہونچ گئی ارے!
ارے غضب! لو صاحب تین پیسے ہیٹے یہ سب میان آزاد
کے نام لکھے گئے۔ میرے تین پیسے بات کی بات مین آپ
کی نذر ہوے حضرت یاد رکھیے گا۔ آپ چاہین دین ٹکا نہین
حساب دوستان در دل۔ لیکن صلاح حضور ہی نے
دی تھی۔

آزاد۔ ای حضرت ہوش کی باتین کیجیئے عقل کے ناخن لیجیے
مین نے یہ کہا تھا کہ آپ تاریخ فرشتہ خط مین لکھکر بھیجدیجیئے یہ خط
ہی یا طومار یا طول امل یا شیطان کی آنت خط کیا رانڈ کا چرخہ
ہی خلاصہ۔ ماشاء اللہ اتنے بڑے ہوے خط لکھنے تک کی لیاقت
نہین چلیئے بس چپکے ہو رہیئے کہ دیا۔ سمجھا دیا سکھا دیا پڑھا دیا
کہ بس مطلب سے مطلب رکھو۔ آپ نے جو القاب شروع کیا
تو خط ہی لیپ ڈالا۔ ایسے خط کا مُنھ کالا۔ تم لوگ پُرانے منش کو
نہ چھوڑوگے نہ چھوڑوگے۔ مین آپ سے پوچھتا ہون آخر
اس اتنے بڑے القاب کی کیا ضرورت تھی کہ دبیر نکتہ دان اور
بلیغ طلیق اللسان اور افشان جبین حماقت اور مہر سپہر بلادت
و جہالت یہ خط ہی یا کسی کتاب کی تقریظ اور پھر دعا بھی وہ دی
جسکے لکھنے کو دس تختے چاہیین۔ مادام شموس ظلالکم لامعتہ۔
اسیر اکتفا نہین۔ اُس مین الی یوم النشور۔ اور بڑھا یا۔ اب بے
واہ بے نادان لاحول ولا قوۃ۔ واللہ تمھاری صورت سے نفرت
ہوگئی بس بے تکے پن کا آپ پر خاتمہ ہی۔

ظرّاف۔ واہ ری قسمت تین پیسے گرہ سے گئے اور اُلّو کے اُلّو
بنے اور میان آزاد الگ للکارنے لگے۔ سچ ہی یکے نقصان مایہ
دیگر شماتت ہمسایہ۔ اس ہدایت کے صدقے کہ القاب نہ لکھو۔
آداب کو توپ دو۔ مزاج پُرسی کو چھپر پر رکھو۔ ماشاء اللہ بھلا۔
آپ ہی لکھیے تو جانین لیکن قبلہ اب ایک ہی ٹکٹ رہ گیا ہی۔
خدا کے لیے بندۂ درگاہ پر رحم کیجیے گا ذری۔ ورنہ روشن علی کو پھر
ڈاکخانے دوڑانا پڑے گا۔ بسم اللہ پھر قلم اُٹھایئے دیکھین تو سہی
آپ اس ذرا سے کاغذ پر کُل مطلب کیونکر لکھتے ہین۔ اسکے لیے
تو مانی و بہزاد اور کامل فن اُستاد چاہیئے جو چپنے پر ہاتھی اور شیر
اور گینڈے اور چیتے کی دس دس تصویرین بنا دین۔

آزاد۔ آپ اپنا مطلب خاص مجھ سے فرما دین تو ابھی لکھون مین کچھ
سِڑی تو ہون نہین آپ کی طرح۔

ظرّاف۔ میرا مطلب سنیے۔ یہان خیریت۔ آپکی خیریت مطلوب
مولوی ضامن علی صاحب خدمت شریف مین پہونچے ہونگے اُنکو
اُس تیس روپیے کی اسامی پر نوکر رکھا دیجیئے آپ کا عمر بھر احسان
ہوگا۔ اور دعاے خیر دونگا۔ یہ گھاتے مین ہی۔ خیر و عافیت مزاج
سے اطلاع بخشتے رہیئے۔ بس اسی کو خوب بڑھا دیجیئے۔

آزاد۔ معاذ اللہ۔ بڑھا دیجیے ہی پھر کہا۔ پھر وہی جھک مارا۔
یہ نہ کہا کہ بس اسی قدر مطلب ہی۔ اسکو اختصار کے ساتھ لکھیے خدا
کی مار اس عقل پر۔ لاؤ لفافہ دیکھو یون لکھتے ہین۔

حضرت سلامت۔ مولوی ضامن علی صاحب پہونچے ہونگے
وہ تیس روپیہ والا عہدہ انکو دلوا دیجیے تو احسان ہوگا۔ خیریت
مزاج کا طالب۔ ظرّاف۔ لو دیکھا۔ اتنی سی بات کو اس درجہ

طول دیا کہ تین تین خط لکھے اور چاک کیے اور دونون رُخ لیپ ڈالے - لاحول ولاقوۃ آدمیت نہ آئی -

ظرآف معقول یہ اچھا بریدہ دم کتا لنڈورا خط ہی اور سچ پوچھو تو خط کیا دیوان غنی ہی جس مین ایک دُو دو شعر کی غزلین لکھی ہین اچھا اب لفافہ بھی تو لکھیے -

آزاد - لایئے پتا بتایئے -

جبلپور -

جناب حکیم مسیح الزمان بہادر -

لیجیے لفافہ ہو گیا -

ظرآف - دیکھون - ماشاءاللہ - اجی بعونہ تعالی کہان ہی - اجی لفافہ ہذا در شہر جبل پور کہان ہی - بملاحظۂ اشرف و اقدس جناب مستطاب حضرت حکیم مسیح الزمان خان بہادر کہان ہی - بوقت نیک در آید کہان ہی - تاریخ کہان ہی - میرا نام کہان ہی -

آزاد - آپکا نام بیوقوفون کی فہرست مین ہی - تاریخ کتب فروش کی دُکان پر - اگر بوقت نیک نہ لکھیے گا تو شاید خط نہ پہونچے گا - کیون؟ واہ ری عقل -

ظرآف - اچھا صاحب تو خط مین ابھی گنجایش ہی لایئے مین بھی دو چار سطرین بڑھا دون -

حضرت نے جو لکھنا شروع کیا تو لفافے کی طرف بھی لکھ ڈالا - اور لکھتے کیا ہین کہ -

تھوڑے لکھنے کو بہت سمجھیے گا - اختصار کو گستاخی پر محمول نہ فرمایئے گا بندہ نیازمند قدیم اور نمک پروردہ ہون - اب کچھ کرتے دھرتے بن نہین پڑتی - ؎

از دست گداے بینوا ناید ہیچ	جز آنکہ بصدق دل دعای بکند

یہ شعر کسی فصیح شاعر کا ہی - مگر مصداق حال خاکسار

آزاد - ہائین - ہائین - ہائین - غارت کیا نہ اسکو بھی -

ظرآف - کیون - کیون آخر مین نے کیا کیا - جگہ باقی تھی پیسا پُورا تو وصول کرنے دو -

آزاد - جی پیسا نہین ایک آنہ وصول ہو گیا - اسکی بھی خبر آگئی - اب اور منگوایئے - ایک ہی طرف مطلب لکھا جاتا ہی دوسری طرف فقط لفافہ - آپ سے تو عرض کر دیا تھا ہم نے -

ظرآف - لاحول ولاقوۃ -

روشن - میان اب مین نہ جانے کا - آپ ہی ڈاکخانے جائین مین یہان گھر رکھتا ہون -

ظرآف - (ہاتھ مل کر) توبہ توبہ توبہ -

میان آزاد اپنے شفیق نیک نہاد و فرخ نژاد ظرآف کو ساتھ لیے ہوے سیر کو چلے -

آزاد نے شہرون مین جب جائے عجائب و غرائب ضرور دیکھے خدا کی خدائی ہمارا تماشا - یون ہی تو کامل تجربہ ہوتا ہی - ع - بسیار سفر باید تا پختہ شود خامے + آگرے مین تاج محل دیکھکر روح خوش ہو گئی مولوی غلام امام شہید نے خوب ہی کہا ہی کہ -

پھر جو روضہ نظر آیا تو وہ سمان آنکھون مین سمایا کہ نہ دیدے خواب کی آنکھون سے کبھی دیکھا - نہ شنیدہ نے خیال کے کانون سے کہین سُنا - الٰہی یہ روضہ ہی یا خلد برین - آسمان ہی یا زمین سُنہرا کلس ہی یا سورج کی کرن - گنبد ہی یا نور کا مسکن قبرستان ہی یا روضۂ رضوان مکان ہی یا جواہرات کی کان - جو پتھر ہی جواہرات سے بہتر ہی - جس نے مرمر کے ایسی صفائی پائی تب سنگ مرمر کی صورت بنائی - سنگ موسی کو شعلۂ تجلی نے طور پر جلایا تب اِس درگاہ کے صرف مین آیا کلس کا سایہ دریا مین ایسا رہتا ہی جیسا برج آبی مین آفتاب - حوض مین چاندا ایسا -

نظر آتا ہی جیسے دریا مین حباب دیوار مین منھ نظر آتا ہی - گویا آئینہ ہی جلا کیا ہوا گنبد سے دماغ تازہ ہوتا ہی گویا قرابہ ہی گلاب سے بھرا ہوا - صبح کی طباشیر استرکاری کے صرف مین لائی گئی جو اب تک وہی نور کا عالم دکھاتی ہی رات کا مشک اور شفق کی زعفران پیس کر گارے مین ملائی گئی جو آج تک وہی خوشبو دماغ مین آتی ہی آفتاب کے ترنج کا عرق نچوڑ کر ماہتاب کے پیالے مین موتی کی آب سے ملایا تھا جو چونے مین یہ نور اور ایسی صفائی ہی بہشت کے کافور کو شفق کے ساتھ آفتاب کی کھرل مین پیس کر صبح کے دامن مین چھانا تھا جو رنگ نے یہ آب و تاب پائی ہی - جالیون کی نزاکت مین عقل کام نہین کرتی کہ پتھر کو موم کرکے بال کا قلم پار کردیا یا خیال کا جالا سمجھکر نگاہ کی نوک سے جیسا چاہا کام بنالیا - ہر ایک جالی مین وہ ملاحت ہی کہ دیکھنے مین پنیر کی حالت ہی - کاغذ کی وصلی پر حرفون کا ابھار اپن تو معلوم بھی ہوتا ہی یہان پتھر پر پتھر کی پچہ کاری کا نہ جوڑ نظر آتا ہے نہ پیوند - اور جوڑ نہ کہین سے پست ہی نہ بلند بس شہید بس کر اب لکھنے کی مت ہوس کر - کلام کو طول ہوا جاتا ہی حاکم کے حکم سے عدول ہوا جاتا ہی - سحر بیانی تیری مشہور ہی تیرے قلم کو ہر طرز کی تحریر کا زور اور مقدور ہی پر فرمائش سے مجبور ہی کہ رنگین عبارت لکھنے کی اجازت نہین - نہین تو تجھے کس طرز کی تحریر کی طاقت نہین لیکن یہان بھی عجب کام کیا ہی کہ سادگی مین رنگینی کا رنگ دکھا دیا ہی - سو یہ دوستون کے سیر کے لیے گلزار ہمیشہ بہار ہے - اور حاسدون کی نگاہون مین کھٹکتا ہوا خار ہے دہلی مین جامع مسجد کی زیارت کرتے ہی ہم نے جناب باری کا شکریہ ادا کیا اور دوگانہ نماز پڑھی اور سر بسجود ہوے - جے پور گئے تو [illegible] صفائی کا اس شہر پر خاتمہ ہی - اسکی صفائی کی تو قسم کھانی چاہیے ایسا نادر اور دلکش شہر خواب مین بھی کسی نے نہ دیکھا ہوگا - ایک ایک مکان نمونہ جنان - ایک ایک محلہ غیرت گلستان ہی - واہ کیا بات ہی - باغ ارم بھی اسکے مقابلہ مین ہات جوڑ بنارس سبحان اللہ - ؎

ازبنارس نروم معبد عام ست اینجا	ہر برہمن پسر لچھمن و رام ست اینجا

صد ہا مندر - جو ہی سر بفلک کشیدہ - آسمان سے باتین کرتا ہوا صبح و شام گھنٹہ ٹھنا ٹھن بج رہا ہی - کوئی پجاری دیوتا کو سج رہا ہے کہین نوبت کہین نقارہ - پنڈتون کے پوبارہ - جب دیکھو دریاے گنگ پر تماشائیون کا ہجوم ہی - ایک ایک بچہ وہ پیرتا ہی کہ بارک اللہ کوئی کھڑی لگاتا ہی - کوئی شیر کی پیرائی سیکھتا ہی - کوئی ملاحی چیر رہا ہی جس گھاٹ پر جایئے - وہ چہل پہل کہ میلا سا جما ہوا آؤ جھانو - گھر گھاٹ کشتی پہ کشتی آتی ہی اور ڈونگی پہ ڈونگی جاتی ہی اور کلکتہ تو بس دیدہ ہی نہ شنیدہ ہی - اک داروے مرگ - تو وہان نہین باقی چڑیا کا دودھ تک موجود - ہفت اقلیم کی نعمت وہان لے لیجیے اگر یہان ذرا گرانی ہی - چھوٹے بڑے شہرون مین گرانی تو ہوا ہی چاہیے گوشت گران - ترکاری گران - مکان کا کرایہ گران - آدمی گران سب انتہا ہی اب اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا - بمبئی بھی قابل دید ہی پر ایسا بندر نہ دیکھا ہوگا -

ظراف - واللہ یہ باتین سن سن کر جی بے اختیار پھر پھر آتا ہے کہ ابھی ابھی چلین مگر سمندر کا سفر تو خوب بات ہی اور اسکے ساتھ یہ بھی ہی کہ - ؎

بدریا در منافع بیشمار ست	اگر خواہی سلامت بر کنار ست

آزاد - خیر صاحب یہ باتین ہوا ہی کرینگی پہلے آپ اس شہر کی تو سیر کرا لائیے -

ظراف - اچھا پھر آپ بھی کیا یاد کیجیے گا آیئے چلیے (دونون کے

دونون ساتھ چلے)-

دیکھیے یہ اسکول ہی-

اتنے مین دو چار لڑکے اسکول سے نکلے۔ سب ہم سن اور کم سن۔ مگر انھین سے ایک بڑا شریر۔ انتہا کا متفنی۔ کسی پر دھپ جمائی۔ کسی کو چپت لگائی۔ کسی کے کان گرما دیے۔ اپنے سے ڈیوڑھون دونون تک کو چیتیاتا تھا۔ اور کالا کو یلا چیچک رو بد قطع بد وضع کپڑے سب پھٹے پھٹے پرانے دُھرانے میلے کچیلے روشنائی سے آستین اُسکی صورت کی طرح سیاہ۔ ہاتھ پانون پر اسدرجہ گرد کہ خدا کی پناہ۔ معاذاللہ آزاد نے ظرافت سے پوچھا کہ کیون صاحب یہ حضرت تو بڑے مرشد پرلے سرے کے بدمعاش ایک ہی گرگے معلوم ہوتے ہین۔ ذرا دیکھیے تو اپنے سے دونے تک کی خبر لیتا ہی۔ مگر دیکھ لیجیے گا کوئی اُنکا بھی گرو پیدا ہو ہی جائے گا کسی روز ٹھونکے جائینگے بس پھر یہ سب باتین بنانا بھول جائینگے ظرافت نے مسکرا کر چپکے سے کہا کہ میان خدا کے لیے اِن کے منھ نہ لگنا انکے کاٹے کا منتر ہی نہین۔ یہ اسکول بھر مین مشہور ہین جس طرف نکل جاتے ہین اُنگلیان اُٹھتی ہین۔ دو دفعہ تو چوری کی علت مین دھرے گئے۔ ایک مرتبہ مار پیٹ کی وجہ سے چالان ہوئے کچھ پوچھیے نہ۔ انکے مارے محلے بھر کا ناکون مین دم ہی ایسا خدائی خوار تو کوئی دیکھا ہی نہین۔ ایک روایت سُنیے۔ ایک دفعہ حضرت کو شوق شرارت چرایا پھر سوچنے اور غور و خوض کرنے کی حاجت نہ تھی سُوجھتی ہی تھا۔ تو وجہ کیا انکی شرارت مین کچھ آورد تو ہی نہین آمد ہی۔ اسکا ملکہ ہو گیا ہی۔ خیر صاحب فوراً سوجھے ایک پانون کا جوتا نکال کر حضرت نے ایک الماری پر رکھدیا اور اُسی الماری پر ایک طالب علم کی کتابین بھی رکھی تھین اُن کتابون پر آپ نے جوتا باحتیاط تمام رکھدیا اور تھوڑی دیر کے بعد اُسی طالب علم سے کہا کہ ارے یار ذری اسوقت اُقلیدس تو دینا شب کو سو رہے ایک شکل بھی نہین یاد کی۔ آج ماسٹر صاحب بے طور ٹھونکینگے اب بچنا محال ہی لاؤ بھائی ذرا بستے مین سے اُقلیدس نکال دو سب نہین تو کچھ تو یاد کر لینگے وہ سیدھا سادھا لڑکا۔ —

وہ تو سادہ غریب کیا جانے	اس مزوّر کو کیون کہ پہچانے

چپکے سے اُٹھا کہ تحریر اُقلیدس نکال دے۔ جیسے کتاب الماری پر سے اُٹھائی بس ویسے ہی جوتی منھ پر آئی اور اُچھل کر قریب کے ایک اور طالب علم کے شانے سے چھو کر زمین پر گری تڑسے اور کلاس مین فرمایشی قہقہہ پڑا سب لڑکے کھلکھلا کر ہنس پڑے ماسٹر صاحب یوروپین جنٹلمین وہ الگ چونک پڑے کہ یہ ماجرا کیا ہی۔ اُنکا چہرہ سُرخ ہو گیا ع۔ کاٹو تو لہو نہین بدن مین بہت ہی جھلا کر پوچھا کہ یہ کسکی جوتی کا پانون ہی۔ اب آپ چپ چاپ بیٹھے جغرافیہ پڑھ رہے ہین۔ گویا اُن سے کچھ واسطہ ہی نہ تھا کانون کان خبر ہی نہین۔ مگر اُنکا تو درجہ بھر دشمن تھا۔ کیونکہ یہ سب کو چھیڑا کرتے تھے۔ کسی لڑکے نے اشارے سے جڑدی کہ حضرت ہین زور سے چلا کر نہین کہا کہ ایسا نہو باہر نکل کر گدّے جمائے صاحب نے اُنکو میز کے قریب بُلایا اب قلعی کھُل گئی۔ حضرت کی قطع مبارک ملاحظہ فرمایئے گا بال بکھرے ہوے سر پر خاک۔ بدن پر مٹی۔ ایک پانون مین بوٹ دوسرے مین صفایا۔

ماسٹر۔ ول دوسرا پانون کہان تمارا دوسرا پانون کدٹر دکدھر)

جواب۔ جناب پانون تو میرے دونون متعد ہین پانون دکھا کر لیجیے۔ ایک۔ اور یہ دوسرا۔ بس دونون ہو گئے یا نہین۔

ماسٹر۔ ول جوتا۔ جوتی۔ جوتو۔

جواب۔ بہت ہی خاصے۔ جوتا مذکر مردانہ۔ جوتی مؤنث زنانی اور جوتو جیسے چمار کہتے پھرتے ہین کہ جوتو بنوالو جوتو۔

ماسٹر۔ بیحیا بنچ پر کھڑا ہو۔

جواب۔ (گڑگڑا کر) مین ڈنڈ پیل جوان۔ بے ریش دراز او رکھڑا ہون بنچ پر۔ نا صاحب۔ کوئی اور سزا تجویز کیجیے۔

ماسٹر۔ اچھا کل کے سبق کو سو بار کاغذ پر لکھ لانا۔

جواب۔ کتنے کتنے کتنے مرتبہ؟ سو!!!۔ اور سبق کب یاد کرونگا۔ ناقبلہ۔ کوئی اور سزا تجویز کیجیے۔

ماسٹر۔ ول ایک درجہ ہم نے گھٹا دیا تمھارا۔

جواب۔ دیکھیے انصاف کا خون نہ کیجیے۔ قصور مین کرون مجرم درجہ ہو درجے بیچارے نے کیا کیا۔ وہ تو اپنی جگہ سے ہلا تک نہین

ماسٹر۔ اچھا آٹھ آنہ جریمانہ (جرمانہ)

جواب۔ (اس طالب علم کی طرف مخاطب ہو کر جس بیچارے پر بوٹ گرا تھا)۔ لو بھئی پھر بھنائے کون۔ کہو تو پورا روپیہ ہی نہ لیتے آئین سمجھے اسپر ایک اور فرمایشی قہقہہ پڑا اور درجہ بھر لوٹنے لگا اب صاحب حیران ہین آخر یہ سب کے سب ہنسے کیا سمجھ کر مگر وہ اس روایت کو کیا جانین۔ خیر جب چھٹی ہوئی تو آپ ہاتھ باندھکر صاحب کے سامنے کھڑے ہوے حضور آپ بجاے میرے باپ کے ہین۔ اُستاد اور باپ کا ایک درجہ ہوتا ہی جُرمانہ مین نہ دے سکونگا۔ آپ کل ضرور ضرور یاد کر کے آٹھ آنے ساتھ لیتے آئیے گا بھولیے گا نہین۔ خیر دوسرے دن آپ جُرمانے کے آٹھ آنے ساتھ لائے تو موٹے پیسے کھٹ کھٹ کر کے میز پر ڈال دیے این ایہ کیا۔ حضور پیسے ہین۔ ول اٹھنی کیون نہین لایا۔ قبلہ و کعبہ یہ شرط نہ تھی۔ اور لطف یہ کہ لائے بھی تو پورے آٹھ گنڈے مگر موٹے پیسے زیادہ چلتے ہین۔

ایک دفعہ آپ نے ایک کُتّے کی دم مین کپڑا باندھا اور اُسمین چھچھوندر باندھی اور آگ دکھا دی پھر لُطف دیکھیے کہ جو طرفہ تماشا ناچتا تھا سگ پا سوختہ آپ نے سُنا ہو گا مگر ان میان نے دکھا ہی دیا کئی چھپر پھونک دیے کئی دکانین جھلس دین۔ کئی آدمیون کے کپڑے جلا دیے بستی بھر مین شور تھا بارے خدا خدا کر کے آگ بجھی مگر اُس بے زبان بیچارے کی جان ہی پر بن آئی اور سُنیے ایک بھلے مانس کے یہان کہہ آئے کہ تمھارے لڑکے کو اسکول مین ہیضہ ہوا۔ جلدی جاؤ اور ابھی لاؤ اُن کے گھر مین رونا پیٹنا مچ گیا اُس لڑکے کا باپ اور بھائی اور چچا اور ماموں سب دوڑتے ہوے اسکول پہونچے اور عورتون نے آٹھ آٹھ آنسو رونا شروع کیا۔ کوئی سر پیٹتی ہی۔ کوئی نام لے لے کر پکارتی ہی وہ لوگ جو اسکول گئے تو دیکھتے ہین کہ لڑکا مزے سے باتین کرتا ہوا اور طلبا کے ساتھ آ رہا ہی گلے ملے اور خدا کا شکریہ ادا کیا آخر کار معلوم ہوا کہ یہ انھین ذات شریف کی کارستانی ہی۔ انتہاے شرارت یہ ہی کہ اپنے باپ کو ایک مرتبہ نمک کے عوض پھٹکری کھلا دی اور جان بوجھکر۔ طُرّہ اُسپر یہ کہ بڑے فخر سے آپ نے فرمایا کہ ابّا سچ کہنا کیا مگر اچھا ہوا ہی کیون نہ کہو گے۔

آزاد۔ واہ وا یہ تو ایک ہی مرشد نکلے۔

ہی یہ وہ درد کہ جس درد کا چارہ ہی نہین
وان لڑی آنکھ جہان اپنا گزارہ ہی نہین

صبح بفروغ دلکشائی — بگداختہ شب بروشنائی
روشن چو جبین صبح خیزان — فیض از در و بام چرخ ریزان
دریاے حضور موج در موج — خورشید ظہور اوج در اوج

بارقہ ہفت اختر دوردی افشان جبین کوچہ گردی ادب آموز وامق و فرہاد۔ میان آزاد خانہ برباد لو خش اللہ نے عروس بہار کی

جوانی اور صبح مسرت کی گلفشانی جو دیکھی تو غنچۂ دل اہتزاز نسیم بہجت سے کھل گیا۔ گویا قارون کا خزانہ مل گیا۔ نقش مراد کرسی نشین ہوا تیر دعا بہدف اجابت قرین ہوا آرزوے دلی بر آئی منھ مانگی مراد پائی۔ سیر دریا کا مزہ آیا گلگشت چمن کا شوق چرایا چلے تو نوجوانان چمن محو ناز نرگس کی چشمک زنی میں لاکھ لاکھ انداز۔ باد بہاری صبح خیز نکہت گل عطر بیز چرخ کہن فرط طرب سے رقاص ہے میان آزاد کے لیے عشرت خاص ہی۔ زمانہ محو خود آرائی خلق خدا تماشائی غایت مستی سے نسیم سحری لڑکھڑاتی ہوئی چمن میں قدم دھرتی ہی شاخ گل جھوم جھوم کر کورنش پر کورنش کرتی ہی بلبل اگرچہ کاہلی نہین لیکن بقول غنیمت فارسی زبان ہی۔ زاہلی نہین مگر رستم ہزار داستان ہی طاؤس طنّاز کے زرّین پر و بال نیرنگی قدرت حق پر دال۔ جو عروس چمن ہی ستم کا جوبن ہی۔ قیامت کا پھبن ہے شگفتہ جبین۔ نازک آئین کہین گل ریحان کہین عشق پیچان وہ حسن برشتہ پر مغرور۔ یہ رشک طرۂ حور۔ ادھر گلنار ادھر سدا بہار۔ دختر رز بیباک بنت العنب چست و چالاک۔ انگور کی ٹٹیون سے نوجوانان ساغر نوش کی تاک جھانک ہی سبزگی طراوت سبزۂ نودمیدہ کی خضارت۔ الٰہی یہ کشمیر ہی یا باغ مینو نظیر ہی۔ جو مقام ہی بہشت بہجت۔ جو شجر ہی طوبیٰ طراوت۔ گلزمین ہی۔ یا زمین شعر کی طرح دلکشا نسیم ہی یا مثل آب غورلماے روان روح افزا۔ ع

ٹھنڈی ہوائین سبزۂ صحرا کی وہ لہک	شرمائے جس سے اطلس زنگاری فلک
وہ جھومنا درختونکا پھولونکی وہ مہک	ہر برگ گل پہ قطرۂ شبنم کی وہ جھلک

ہیرے خجل تھے گوہر یکتا نثار تھے
پتّے بھی ہر شجر کے جواہر نگار تھے

پھر جو چشمہ سار نظر آیا تو آنکھون نے وہ نور پایا کہ واہ جی واہ دم تحریر کلک سیہ مست جھوم رہا ہی۔ ناطقہ زبان کو چوم رہا ہی۔ میان آزاد نے ٹوپی اچھالی شیخ و شاب نے پگڑی سنبھالی۔ رندان ساغر نوش کو مے کی گلابی یاد آئی۔ آزاد چلا اٹھے کہ رندو چلو فصل بہار آئی اور ایک دفعہ ہی کالی متوالی گھٹا چھائی۔ بادہ کشون کی بن آئی دور چلنے لگے قرابے ابلنے لگے۔ رندون نے دن سے کماگ اڑائے اور چسکی لگائی۔ اب سنیے کہ بیچون بیچ مین جوئبار اور لب چشمہ سار عشاق زار ار دگرد بادہ گسار چو طرفہ سبزہ زار اور اشجار پر بہار اور دشت جنون خیز مین بہار نسیم مشک بیز و عنبر بار اور دیدار یار کا انتظار۔

آزاد۔ آج تو یہان ازدحام عام ہی مگر جسکو دیکھو رند مے آشام ہی کیا تیراکی کا میلہ ہی جسے دیکھو نقارۂ بادشاہی دشت جنون بجا رہا ہی روح مجنون و فرہاد کو شرما رہا ہی۔ ع

گر جنون آید بسویم رہ بدہ بیگانہ نیست	ور خرد پرسد سراغ من بگو در خانہ نیست

ظراف میان آمد آمد یار جانی ہی وقت جانفشانی ہی آج تیراکی کا میلا کیسا۔ یہ کچھ اور ہی جھمیلا ہی۔ آن دونون تو عروسان زہرہ تمثال اور مہوشان مشتری خصال کی چشم فتان اور موے میان اور گل رخسار اور ناز کی رفتار نے ایک عالم کو مفتون کر دیا۔ لیلائے زلف تابدار و عنبر بار نے خلق خدا کو مجنون کر دیا۔ دیکھو یواقیت سرشک چشم خونبار سے دامان مین طفل اشک ہر سو دوان ہین غشی سی سب پہ طاری ہی عقل عاری ہی کبھی اشکباری کبھی گریہ وزاری کبھی دل کی بیقراری۔ ع

نہ اشک است اینکہ از چشم من مہجور مے آید
برائے دیدنت شخصے غریب از دور مے آید

جب شام ہوئی تو وہ پانچون سوار نوجوان طرحدار فراس تندخو کو کڑکڑاتے اور چمکاتے آن موجود ہوے کالے

کوسون تک بجلی لوکنے اور رعد گرجنے لگا اور تاریکی چھا گئی وہ گھنگھور گھٹا کہ الامان ایک دفعہ ہی دور سے گھوڑون کی ٹاپون کی آواز آنے لگی اور تماشائیون نے نعرۂ فتبارک اللہ احسن الخالقین بلند کیا۔ اتنے مین گھوڑے قریب آئے تو شک دُور ہو گیا۔ اور شبہہ کافور۔ کیا دیکھتے ہین کہ ایک شبدیز سبک خیز پر ایک نوعروس سرمایۂ نازبت شیرین انداز ملائک نظر فریب بلاے جان عدوے شکیب بت شکن کفر گزینان۔ رو کش زہرہ جبینان چست وطرار باغ وبہار عنبرین مو قوس ابرو سوار اٹھکیلیان کرتی چلی آتی ہی میان آزاد نے اس بت رنگین ادا مہ لقا کو پشت توسن پر دیکھا دوسرے سمند وفا پسند پر ایک حسین مہ جبین زن نازنین آفت جان ناتوان۔ بلاے بیدردان ناوک نگاہ نگر پاک دامان۔ ترش رو مگر شیرین زبان۔ تند خواز سر تا پا جادو سرو قد یاسمین بو تنی ہوئی بیٹھی۔ فرس سبک عنان کو جولان کرتی ہوئی آتی ہی۔ ع

بت رنگین سمند ناز جولان کردہ مے آید
کلہ بر سر کج وکاکل پریشان کردہ مے آید

فرس تند خو اور شبدیز جنگجو سے دونون بہنین ایک عجب ادا ے دلربا سے اُتر پڑین اور اُترتے ہی بجرون پر چڑھین۔ اُدھر چشمہ سار لطافت بارین بجرے روان تھے۔ ادھر سبزہ زارین عشاق دلفگار دوان تھے۔ اُدھر بہاؤ پر بجرے فراٹے سے جاتے تھے ادھر قدم لڑکھڑاتے تھے اُدھر شباب اور آب وتاب اِدھر دل پر اضطراب وہ حسن وجمال کے چشم وچراغ۔ یہ خونابۂ دل درایاغ۔ اُدھر بادۂ جوانی کا سرور۔ اِدھر نشۂ شراب خم عشق سے آنکھین چور۔ اُدھر دریا کی طغیانی اور بجرون کی روانی اور جوش جوانی۔ اِدھر شراب رغوانی آب زندگانی اور شوق نظّارۂ یار جانی۔ اُدھر موج مستون کی طرح آشفتہ دستار اور بجرا گرم رفتار۔ اِدھر جنون سر پر سوار۔ اور موج خیز گریۂ زار۔ اتنے مین میان آزاد کو ایک۔ ع

نمک پروردہ ملاح ملیحے | چو کلک نکتہ پردازان فصیحے

نظر پڑا اور اُس سے اُنھون نے باآواز بلند بصد حسرت و حرمان نالان وگریان یون کہا۔

آزاد۔ ع

دریا ز کوہ در رہ من خستہ وغریب
اے خضر پے خجستہ مدد دہ بہمتم

زرلو جواہر لو مگر مدد دو۔ ع

چو داغ لالہ اے آشفتہ کردار
زر خود را بدست خود نگہدار

یہ سنکر ملاح خرد پرور نے لب پر اُنگلی رکھی اور اشارہ کیا کہ خاموش۔ ع

درین ورطہ کشتی فرو شد ہزار | کہ پیدا نشد تختہ بر کنار

اب سُنیے کہ میان آزاد نشہ مین ایسے غین ہو گئے کہ سر و پا کی خبر نہین۔ یہ گرے وہ گرے۔ ع۔ یا بدست دگرے دست بدست دگرے۔ ملاح صبح نفس دقیقہ رس چتون سے تاڑ گیا کہ یہ جوان طناز ونازک آواز ان دونون مہوشان گلعذار رشک شاہدان فرخار کا عاشق زار ہی اور تیر عشق کلیجے کے پار ہی۔ ان دونون بہنون کیطرف مخاطب ہو کر کہا کہ۔ ع

نمایان شد با وج آفتابی | فروزان اخترے از برج آبی
رخے چون برگ گل بسیار نازک | تنے ہمچون دل بیمار نازک
ہنوزش خط نرستہ از بنا گوش | بمرگ عاشقان زلفش سیہ پوش

بس یہی کہا کہ ان دونون پر جان جاتی ہی۔ ہاے موت بھی نہین آتی ہی۔ لیلۃ المعراج گیسو مین دل پھنس گیا۔ خدا گواہ اور صداقت مقال بڑا گواہ ہی کہ ایسا جوان طلیق اللسان فصیح البیان شاعر غزّا

سخندان بیٹھا - خوش رو خوش خو حسین و مہ جبین دکھانہ سُنا اور نام خدا ابھی اُٹھتی جوانی ہی ؎

ہنوزش گرد گل نارستہ شمشاد ز خوبی سر داد چون سرو آزاد

آن بتان جادو جمال و زہرہ تمثال نے فرط شوق سے جانب ساحل ایک نظر غلط انداز ڈالی تو میان آزاد شکر خواب مین تھے نشے نے وہ زور باندھا کہ سبزہ زار پر دھم سے گر پڑے - ہاے کس موقع پر کیا ہوا پیر مرد بھانپ گیا کہ ؎

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد بسا کین دولت از گفتار خیزد

ذکر خیر جوان طناز سُنکر اُنکو بھی شوق دیدار چرّایا - مگر محبوب مطلوب کو نہ پایا - ہاے اس شرابخانہ خراب کو خدا غارت کرے جس نے میان آزاد کے ساتھ وہ کیا جو مرگ جان اور کفر ایمان کے ساتھ کرتا ہی - ہاے کس شوق و جوش صادق سے آئے تھے اور کیا حالت ہو گئی - ؎

ہاے صیاد جفا پیشہ نے کیا گُل کترے
دُور لیجا کے چمن سے پر بُلبُل کترے

میان آزاد نشے مین چور سر شار مخمور سبزۂ نو دمیدہ کے فرش زمرّدین و رنگین پر خدیو مصر مستی اور شاہنشہ ملک بادہ پرستی بنے ہوے غلین پڑے تھے اور اُنکے حبیب لبیب میان ظرّاف سرھانے بصد حسرت و حرمان کھڑے تھے - ایک دفعہ ہی میان آزاد ذرا کُلبُلائے اور کفن پھاڑ کر یون چلائے - ؎

خوشتر ز عیش و صحبت باغ و بہار چیست
ساقی کجاست گو سبب انتظار چیست

ظرّاف - بس بس ذرا شبدیز سُبک خیز زبان کی باگ روکے ہوے دیکھیے سنبھلیے کہین ٹھوکر نہ لے -

آزاد - ای سبحان اللہ ! کیا بھٹیارے کا ٹٹو مقرر کیا ہی ای قبلہ دو داگے گھوڑے ہین - ؎

اِشارون پر چلا کرتے ہین یہ شایستہ گھوڑے ہین
کہ صورت اِنکی حیوانی ہی سیرت اِن کی انسانی

ٹھوکر کوئی اور کھاتے ہین - یہ طرّارہ بھر کے شیر گردون کو ٹاپین مار آتے ہین - ؎

تصویر کھیچے اسکی مصوّر تو بڑے دھوم سُرعت قدم تو سُن تصویر کو لے چوم
کوڑا لیے تعزیر جو چاہے کرے مرقوم اک آن مین تصویر کا سب رنگ ہو معدوم

نقّاش کا دل نقش پہ آمادہ ہی رہ جائے
بس ہاتھ مین اُسکے ورق سادہ ہی رہ جائے

ظرّاف - چلو بس چُپ بھی رہوگے - یا فرّاٹے ہی اُڑایا کروگے کہنے لگے صحبت باغ و بہار اور طرفہ جوئبار اور مے خوشگوار - اے پھکار کچھ اپنی حالت بھی دیکھتے ہو - یا زندان مست ہی کی یاد پر لٹو ہو - حیادار ہو تو ایک چلو کافی ہی مگر حیا کی بلا دور یا بے حمیتی - تیرا ہی آسرا ہی - ہاے جسکے عشق مین خون تھوکا اُس سے آنکھین بھی چار نہو ئین عین وقت نظارہ بازی بیہوش اور دین و دنیا فراموش - ہاے کن انکھیون سے نظر ڈالتی تھی مگر یہان میان گھانس پر لوٹ رہے تھے - اس شراب خانہ خراب سے خدا سمجھے ہمین تو رونا آتا ہی - اور تمھارا تو دل روتا ہوگا - اب ہمارے سامنے کبھی ساقی مہ وش اور بادۂ دلکش اور وقت خوش اور بادۂ ناب اور ارغوانی شراب کا ذکر نہ کرنا - آب زندگانی شراب ارغوانی ہو نہو - اچھا آب زندگی ہی جسکے پیتے ہی انسان زندہ در گور ہو جاتا ہی - اور اچھی شراب ارغوانی ہی جسکا ایک چلو انسان کا مُنھ کالا کر دیتا ہی - واسطے خدا کے اب دیوان حافظ کو طاق پر رکھیے - بادۂ گلگون کو مصفّا جواہر نہ سمجھیے -

آزاد ؎

صد غنچہ بشگفت الّا دل من
اے وادل من آوادل من

اس دل کی کلی نے چٹکنا سیکھا ہی نہین - یہ کہکر میان آزاد خانہ برباد اُٹھ کھڑے ہوے اور بیتابانہ اس ایوان کیوان نشان کی طرف چلے جو اُن بُتان نازنین روکش لُعبتان چین کا مسکن تھا - اور جس کی کل زمین کا چپہ چپہ چرخ برین اور خلد علیین پر طعنہ زن تھا - ظراف نے جو یہ کیفیت دیکھی تو جھپٹ کر میان آزاد کا ہاتھ پکڑ لیا - اور یون سمجھانا شروع کیا اِس بیقراری اور اشکباری سے مطلب برآری معلوم - ناحق ناحق سر دُھننا اور تنکے چُننا فعل عبث ہی - اسوقت جنون کی امنگ اور عشق کی ترنگ نے تمھین دیوانہ بنا دیا - آخر یار عزیز ذرا تو دل مین سوچو کہ جاتے کہان ہو - کوئی تمھین جانتا بھی ہو کوئی پہچانتا بھی ہو آشفتہ دستار خدائی خوار بنکے جانا اور در و دیوار سے سر ٹکرانا یعنی چہ -

آزاد - اب تو یہ سر ہی اور وہ در ہی - بس آزاد ہی اور کوئے بُتان ستم ایجاد ہی - دل ہی اور بیتابی عشق ہی اور خانہ خرابی - چشم ہی اور خونباری - طبیعت ہی اور بیقراری - سر ہی اور سودا ہی سودا ہی اور پریشانی ہی - سرگرانی اور گران جانی ہی -

ظراف - اسکا نتیجہ پشیمانی ہی - یہ محض نادانی ہی - یاد رکھو بس یہی حماقت کی نشانی ہی -

آزاد ؎

فاش میگویم واز گفتۂ خود دلشادم
بندۂ عشقم واز ہر دو جہان آزادم

سایۂ طوبیٰ و دلجوئی حور و لب حوض
بہوائے سر کوی تو برفت از یادم

کوکب بخت مرا ہیچ منجم نشناخت
یارب از مادر گیتی بچہ طالع زادم

نیست بر لوح دلم جز الف قامت یار
چکنم حرف دگر یاد نداد استادم

گر خورد خون دلم مردمک دیدہ رواست
کہ چرا دل بجگر گوشۂ مردم دادم

ظراف - تم تو آپا جانا ہی کرنشے مین چور اور سیہ مست و مخمور لڑکھڑا کر سبزے مین لوٹ گئے مگر ہم پر ستم ڈھایا اپنا تو کلیجہ منھ کو آیا اُس ملاح ملیح و وجیہ نے تمھارے حُسن و جمال اور خط و خال اور مستانہ چال اور اُٹھتی جوانی اور نکتہ رانی عالی خاندانی اور معالی دودمانی کی اس درجہ تعریف کی کہ وہ دونون پری رُخان زہرہ جبین و نازنین نظر غلط انداز سے بصد شوخی و ناز دیکھنے لگین اُنکا دزدیدہ نگاہ دیکھنا اور فرط شوق سے چُپکے چُپکے آنکھین سینکنا ستم بپا کرتا تھا حشر ڈھاتا تھا - آخرکار ملاح عیار اُستاد کامل فن سخندان پروردہ پیر کہن نے بگڑی ہوئی بات بنائی اور کہا کہ آزاد پر غشی چھائی - تاب نظارہ نہ لاسکا - اب صلاح یہی ہے کہ پہلے اُس ملاح سے پر و بال ملاؤ - کچھ چٹاؤ پھر اُسکے مشورے کے مطابق عمل مین لاؤ - ورنہ بے سمجھے بوجھے جانا اور اپنا سا مُنھ لے کر واپس آنا نشان بالغ خردی نہین - ع -

چرا کارے کند عاقل کہ باز آرد پشیمانی

الغرض میان آزاد وحشی مادرزاد اور ظراف نیک نہاد دونون ملک چشمہ بسار کی طرف چلے - تو دیکھتے کیا ہین کہ وہی پیر مرد ملاح ملیح ایک ڈونگی کھیتا ہوا آرہا ہی - ان کو دیکھا تو اشارہ کیا کہ ٹھہرنا مین آتا ہون ڈونگی کو دم کے دم مین کنارے پر لاتا ہون میان ظراف کی باچھین کھل گئین - دل کی مرادین مل گئین اور آزاد تو ریشہ خطمی ہی ہوگئے - شادی مرگ کی نوبت آئی مُنھ مانگی مراد پائی پیر مرد ڈونگی سے اُترا تو آزاد نے یون کہا - ؎

خیر مقدم مرحبا ای طائر میمون قدم
شادمان کردی مرا نازم ترا بستا قدم

تا بدانی کہ بہجران خون عاشق میخورد
نالۂ شبگیر کارست و آہ صبحدم

پیر مرد۔ کیسا نالۂ شبگیر کیسی آہ صبحدم کیسا طاق کسریٰ کیسا جام جم بھی گھبرو ہم تو تمہارے سچے مددگار اور پکے طرفدار ہین لیکن حسن وعشق کا جھگڑا چکانا عاشق ومعشوق کا ملانا خالہ جی کا گھر نہین یہ جون پاک حسینؑ اور یہ حق دین محمد وہ دونون شکر لبان زہرہ تمثال اور مہوشان مشتری خصال حیا پردر ہین پاک نظر ہین۔ عفت کوش ہین۔ روپوش ہین۔ وہان پرندون کے پر جلتے ہین فرشتے سر کے بھل چلتے ہین۔ زہّاد صد سالہ سجدے کرتے ہین سبحان ملا اعلی پھونک پھونک کر قدم دھرتے ہین۔ بوے گل کو خبر نہین باد صبا کا گذر نہین اس سرزمین کا باوا آدم ہی نرالا ہی اس ایوان سپہر توامان کا درجہ فلک الافلاک سے بھی اعلی ہی۔ مگر میری گود کھلائی ہین۔ مین تقریب کرونگا۔ نکاح کا نشا ظاہر کرونگا۔ دونون بہنین پری زاد ہین اور طرّہ اسپر یہ کہ تربیت یافتہ اور عالی نژاد ہین لیکن افسوس ہی کہ ایک اونچے گھر سے پیغام آیا ہی۔ انکی مان کو شوق چرّایا ہی کہ وہان ہی بیاہ ہو بشرطیکہ داماد خردآگاہ ہو۔ تم خاطر جمع رکھو خدا کی عنایت پر شاکر رہو۔ ؎

غم مخور حافظ بہ سختی روز وشب　　عاقبت روزے بیابی کام را

دل کو ڈھارس دو۔ بہت وحشت کی نہ لو۔ اب اسوقت تو جاؤ مگر گل نور کے تڑکے یہان آؤ میان آزاد الوداع کہکر چلنے ہی کو تھے کہ اتنے مین۔ ؎

بل مارنے کی ہوئی جو دیری　　سبحان اللہ شان تیری

کیا دیکھتے ہین کہ وہ دونون بتان سیم غبغب ونوش لب جادو نگاہ غیرت مہر وماہ جھروکے سے جھانک رہی ہین۔ ؎

منم کہ دیدہ بدیدار دوست کردم باز
چہ شکر گویمت اے کارساز بندہ نواز

آزاد ؎

منم غریب دیار و توئی غریب نواز
دمے بحال غریب دیار خود پرداز

بہر کمند کہ خواہی بگیر و بازم بند　　بشرط آنکہ زکارم نظر نگیری باز
برآستین خیال تو میدہم بوسہ　　برآستین وصال تو نیست دست نیاز
درون سینہ دلم چون کبوتران بہ طپید　　چہ آتشی ست کہ بر جان ما نہادی باز

جھروکے مین سے ایک صداے دلربا آئی کہ۔ ؎

بروۂ منال زشامے کہ صبح در پے اوست
کہ نیش ونوش بہم باشد ونشیب وفراز

اتنا سننا تھا کہ میان آزاد کی جان پر بن آئی اور آنکھ فرط شادی سے آنسو ڈبڈبا لائی وہ دونون نظر سے اوجھل ہو گئین میان آزاد کو حیرت تھی کہ یا للعجب یہ کیا بوالعجبی ہی۔ یہ چھلاوا تھا۔ ٹونا تھا۔ سحر تھا۔ جادو تھا۔ آخر تھا کیا۔ طلسمات کا سا سمان ہی عقل خود حیران ہی۔

اتنے مین پیر مرد نے اشارے سے کہا کہ بس اب جاؤ اور حسب مشورہ تڑکے گجردم آؤ۔ دونون یاران موافق اور محبان صادق خوش وخندان مست وغزل خوان چلے۔

ظراف۔ کیون استاد کیا ترکیب بتائی ہی سچ کہنا کیا دور کی کوڑی لائی ہی۔ اس ملّاح کا خدا بھلا کرے اور اسکو خواجہ خضر کی عمر عطا کرے۔ واللہ خدا جانے یہ کون ہی۔ کیون جی کہین سچ مچ خضر پے خجستہ ہی نہو۔ کیا ای ہی۔

آزاد۔ یار یہان ان باتون سے نفرت ہی ضعیف الاعتقادی کے بندۂ درگاہ دشمن جانی ہین۔ خواجہ خضرؑ کا ذکر آپ نہ کر رکھین وہ مقدس بزرگ ہین۔ ہم ایسے رندان مست مین انکا کیا کام۔

ظراف۔ اسوقت تو حضور کا چہرہ گلنار ہی طبیعت باغ وبہار ہی

سچ کہنا کیا صورت زیبا پائی ہی۔ کیا کج ادائی اور دلربائی ہی۔ خدا نے یہ صورت پیاری پیاری مورت اپنے ہاتھ سے بنائی ہی۔ ؎

ای خوش آن صبح کہ عاشق ز شکر خواب وصال
دست در گردن معشوق حمائل برخاست

آزاد ؎

وزید اینک نسیم وصل خوش در گلشن جانم
چنان شادم کہ غم با من درین غم خانہ می رقصد

عروس وحشت کے برقع کشا۔ جرعہ نوش جام بلا۔ روح روان عشق نمکپاش متاع خوان عشق۔ میان آزاد خانہ برباد ایسے بشاش ہوے کہ ایوان سپہر تو امان جب نظر سے اوجھل ہوا اور سنسان بیابان کف دست میدان آیا تو خوب اچھلے پھاندے اور پھر پھر کے اسی طرف جھانکنے لگے اور آپ ہی آپ مجذوبون کی طرح یون بڑبڑانے لگے۔ ایک وسمہ ابروے دلربائی دوسری افشان جبین خوش ادائی۔ ایک کے رخ انور سے نور سعادت عیان۔ دوسری کے سر پر بال ہما کا سائبان ایک چست چالاک دوسری شوخ و بیباک۔ میان ظراف نے سمجھا یا کہ دیکھیے دیکھیے پھر وحشت کی دھن سمائی پھر شیطان نے دور سے انگلی دکھائی پھر وہی بے تکی باتین پھر وہی حرکتین جس مین شہر بھر واقف ہو جائے کہ (ع) یہ بھی ہین پانچوین سوارون مین۔ تم تو خدا جانے کہان کے خدائی خوار ہو آج آئے کل ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کھاؤ گے چلتے پھرتے نظر آؤ گے۔ یہان اسی شہر مین رہنا ہی ہم سے پڑوسیون کے طعنے نہ سنے جائین گے۔ یاران سر پل ضرور منھ آئینگے۔ اس سے وہ بات کرو کہ سانپ مرے نہ لاٹھی ٹوٹے آخر متانت بھی تو کوئی چیز ہی یا بالکل عشق ہی کے ہاتھ بک گئے آج چل کر غریب خانے پر شب باش ہو۔ نور کے تڑکے ہم تم دونون آئینگے۔ لیکن حضرت واسطے خدا کے میرے گھر پر یہ حرکتین نہ کیجیے گا کہ بیٹھے بیٹھے کودنے لگے یا یہ اچکے وہ آئے۔ وہ کودے یہ پہونچے۔ اب آپ بچون مین نہین ہین جوان ہو۔ مسین بھیگتی ہین تو کیا ہوا۔ ایسی فکر نہ کیجیے گا کہ میری بیوی کو خبر ہو جائے کہ میان بھی عاشق زار بن بیٹھے ہین ورنہ ہماری زندگی تلخ ہو جائے گی اور جان پر بن آئے گی۔

آزاد ؎

طلب دنیا کی کرکے زن مریدی ہو نہین سکتی
خیال آبروے ہمت مردانہ آتا ہے

کیا بیوی سے آپ اسدرجہ خائف ہین۔ خدا ہی خیر کرے۔ ارے میان اتنا خوف۔ روح ہی فنا ہوئی جاتی ہی کچھ ٹھکانا ہے۔ لاحول ولا۔ ایسے زن مرید بھی کم ہونگے۔ آخر خوف کاہے کا۔

ظراف - خیر آپ کو اس جھگڑے سے کیا سروکار۔ مگر وہان چلکر متانت سے رہیے گا یہ نہین کہ غل مچانے لگے۔ چلانے لگے۔ مذاق مین مضائقہ نہین لیکن سنجیدگی ضرور ہو۔

آزاد - یار سنتے ہو بیوی تم پر حاوی ہین بھئی مگر خیر ہمکو یار کی یاری سے کام۔ اسکے فعل سے کیا واسطہ۔ آم کھانے سے مطلب ہی کہ پیڑ گنتے سے۔

الغرض میان آزاد اور ظراف گھر پہونچے۔ روشن نے کہا حضور بیگم صاحب آپکو کوئی بیس بیر پوچھ چکی ہین اتنے مین لونڈی اندر سے آئی (میان گھر مین بلاتی ہین) میان ظراف نے دہلیز پر قدم رکھا ہی تھا کہ انکی بیوی نے آڑے ہاتھون لیا۔ یہ دن دن بھر آپ غائب کہان رہنے لگے۔ اب تو خیر سے بڑے سیلانی ہو گئے صبح کے نکلے نکلے شام کو خبر لی۔ چلو میرے سامنے سے جاؤ مجھے ان باتون سے نفرت ہی بس آج کھانا دانا خیر صلاح ہی یہان کچھ پکا وکا نہین حلوائی کی دکان پر دادا جی کی فاتحہ پڑھو

تھوڑی روٹیاں اُڑاؤ یہاں کسی کو گتّے نے نہیں کاٹا ہو کر خت بیوخت چوٹھے کا مُنھ کالا کیا جائے۔ بھلے مانس آدمی دو ایک گھڑی کے لیے کہین ذری گئے تو گئے یہ نہین کہ دن دن بھر پتا ہی نہین۔ اچھے ہتکنڈے سیکھے ہین ظرّاف نے چُپکے سے کہا کہ نیکبخت ذرا آہستہ آہستہ باتین کرو باہر ایک بھلا مانس ٹکا ہوا ہی اتنی بھی کیا بیحیائی۔ اسپر وہ چمک کر بولین کہ بس بس زبان نہ کھلواؤ بہت تمھین جو دوست ملتا ہی خدائی خوار گھر نہ بار۔ جانے کہان سے کے لفنگے انکو ملجاتے ہین کبھی کسی شریف زادے سے دوستی کرتے دیکھا نہین۔ چلیے اب دور ہو جیے نہین تو ہم بُرے طور پیش آینگے مجھ سے بُرا کوئی نہین۔ میان ظرّاف بیچارے کی جان عذاب مین کہ گھر مین بیوی بے نقط سُنا رہی ہین اور باہر میان آزاد لاکھون ہی گالیان دینگے کہ آپ کی بیوی نے آپ کو تو خیر جو کچھ کہا تھا وہ کہا ہی تھا مجھے کیون سے ڈالا مین نے کیا اُنکا بگاڑا تھا۔ اپنا سا مُنھ لے کر باہر نکل کر آئے اور آزاد سے کہا کہ یار آج روزے کی نیت کر لو۔ بیوی فوجداری پر آمادہ ہین بھئی ایسی ترش مزاج سر کہ جبین تو دیکھی ہی نہین۔ بات ہوئی اور تنک گئین مہینون روٹھی ہی رہتی ہین۔ مگر کیا کرون امیر کی لڑکی ہی۔ ورنہ مین ایک جھلّا۔ مجھے یہ بدمزاجی پسند کہان لیکن۔ ؎

با ہمین مردمان بباید ساخت	چہ توان کرد مردمان این اند

سو بھئی آج فاقہ ہی فاقہ ہی سہی۔ قہر درویش بر جان درویش آزاد بولے کہ فاقہ آپ کے دشمنون کو چلیے نانبائی حلوائی کسی کی دُکان پر مزے سے چل کر کھانا چکھ آئین اور دو نائین اُنھون نے آہ سرد کھینچ کر کہا۔ اتنے ہی ہوتے تو پھر بیوی کی کیون سنتے میان پیسا انکا پاس نہین حلوائی کیا ہمارا ماموں ہی آزاد ایک ہی خرانٹ گرگ باران دیدہ بولے کہ واہ اسکی فکر کسے ہی آپ ہمارے ساتھ چلیے اور مزے سے مٹھائیان چکھیے۔ مگر جو تدبیر بتاوین اُس مین سر مو فرق نہ آنے پائے۔ ہان ذری اس کا خیال رہے۔ چلیے بس اب ہمراہ رکاب۔ وہ سوجھی ہی کہ کبھی ہے ہی نہ پڑے۔ سونے کی چڑیا ہتھّے چڑھے۔

الغرض میان آزاد حضرت ظرّاف کو لے کر بازار پہونچے اور حلوائی کی دُکان کے قریب سے یہ آگے بڑھ گئے آزاد ذرا پیچھے رہ گئے ظرّاف سکھائے پڑھائے سمجھائے بُجھائے تو تھے ہی جاتے ہی حلوائی سے کہا کہ میان آٹھ آنے کے پیسے دو اور آٹھ آنے کی پنچ میل مٹھائی حلوائی نے پنچ میل مٹھائی خاصی تازی تازی تول دی اور آٹھ آنے ڈبل گن دیے پیسے تو میان ظرّاف نے ڈوپٹے مین باندھے اور مٹھائی اُسی کی دکان پر چکھنے لگے۔ اتنے مین میان آزاد نمودار ہوے۔ بھئی لالہ ذرا عمدہ تازہ لڈّو تو ایک روپیہ کے تول دینا مگر نخودی کے ہون۔ اُسنے ایک روپیہ کے لڈّو تول کر چنگیل اُنکے ہاتھ دھری اتنے مین حضرت ظرّاف نے پیسے اور مٹھائی جو حلوائی سے پہلے لی تھی سنبھال کر چلنے کا قصد کیا اور بسم اللہ کہکر اُٹھ کھڑے ہوے تب تو حلوائی نے للکارا کہ میان چلے کہان ذری پہلے بائین ہاتھ سے پیسے تو رکھے جاؤ۔ وہ۔ پیسے کہتا ہون۔ روپیہ۔ خوب اچھا مزا ہی این! ابے روپیہ کیا تو نے پایا نہین پہلے روپیہ دیا پھر سودا لیا کیا چورون اُچکّون سے سابقہ رہا ہی۔ اور سُنیے صاحب اچھّے ملے دو دو مرتبہ روپیہ دین لیے مرتے ہو کہین مین رپٹ نہ لکھوا دون مجھے بھی کوئی گنوار سمجھے ہو۔ ارے نامعقول چہرہ شاہی تو ابھی ابھی دے چُکا ہون اب کیا کسی کا گھر لیگا۔ اسپر حلوائی اور ظرّاف مین تکرار ہونے لگی اور اسقدر جب بڑھی کہ تو تو مین مین ہونے لگی لوگونکو شگوفہ ہاتھ آیا انکی دو گھڑی کی دل لگی ہوئی یار دگرد سب جالی ہوالی بازاری تملشائی

ٹوٹ گئے۔ ٹھٹھ کے ٹھٹھ لگے ہوئے ہین کوئی کہتا ہی لالہ گھانس کھاگئے ہو۔ کوئی کہتا ہی میان ایک روپیہ کے لیے نیت ڈانوان ڈول کرو۔ اتنے مین میان آزاد نے کہا کہ میان حلوائی اب کہین اسی طرح میرا روپیہ بھی نہ بھول جایئے گا۔ کیا آپ کا روپیہ! آپ نے روپیہ دیا کسکو چلیے یک نشد دو شد۔ اب جو سنتا ہی وہ اُس حلوائی ہی کو اُلو بناتا ہی چو طرفہ سے اُسپر لے دے ہونے لگی۔ اور لوگون نے بہت کچھ لعنت ملامت کی کہ شریف آدمیون کو بے عزّت کرتے ہو۔ روپیے کے خوب مُکر جاتے ہو لالہ ساکھ جاتی رہے گی۔ اتنے مین اُس حلوائی کا بڈّھا باپ جو آیا تو دیکھتا کیا ہی کہ دُکان کے اردگرد ازدحام عام اور ہجّوم غفیر ہی پوچھا کیا ماجرا ہی کیا دُکان لُٹ گئی ہی۔ ایک بگڑے دل نے کہا۔ اجی لُٹ تو نہین گئی مگر اب تمھاری دُکان کی ساکھ جاتی رہی۔ ابھی ایک بھلے مانس نے کھن سے روپیہ پھینکا۔ اب کہتا ہی کہ ہم نے روپیہ پایا ہی نہین اُسکو چھوڑا تو دوسرے بیچارے شریف کا دامن پکڑ لیا کہ تم نے بھی روپیہ نہین دیا حالانکہ وہ بیچارے سیکڑون قسم کھاتے ہین کہ مین دے چکا ہون حلوائی بڑا تیکھا بڈّھا تھا۔ سنتے ہی آگ ہو گیا اور جھلّا کر اپنے لڑکے کی کھوپڑی پر تان کے ایک ٹیپ لگا بیٹھا ہات ترے کی کہتا ہون کہ بھانگ نہ کھایا کر سانتا ہی نہین۔ کیون پھر کھائے گا بھانگ۔ جا بیٹھ دُکان پر۔

ظرّاف اور میان آزاد نے مزے سے ڈیڑھ روپیہ کی مٹھائی باندھ لی اور آٹھ آنہ کے پیسے مزید بران راستے مین قہقہے لگاتے چلے جب گھر پہونچے تو خوب لڈّو اور برفی اور پیڑے چکھے بچے بچائے اندر بھیجے۔ اب آزاد سے میان ظریف نے کہا یار اسیطرح روپیہ کی فکر نہین کرتے۔ کہین سے روپیہ دلواؤ تو جانین اُنھون نے کہا یہ کتنی بڑی بات ہے اُستاد ہمارا ذمہ۔ ابھی ابھی چلو۔ مگر کسی سے مانگ مونگ کر کچھ اشرفیان یا روپیے چلو اشرفی ہو تو نور علی نور۔ ظراف نے دو سوا اشرفیان کلدار نکالین اور کہا لیجیے۔ مع ہمیانی کے موجود ہین اسکے بعد ہمیانی اُٹھائی اور آزاد و میان روشن علی کو ساتھ لیا۔ بازار چلے پہلے ایک مہاجن کو اشرفیان دکھائین اور پرکھائین بیچتے ہین کھری کھوٹی دیکھ لیجیے مہاجن نے اُنکو خوب کسوٹی پر کسا اور کامل عیّار پایا اور کہا اُنیس کے حساب سے لینگے ظرّاف دوسری دُکان پہونچے اور وہان بھی اشرفیان گنوائین اور پرکھوائین اور چلتے ہوئے اب اثناے راہ مین میان آزاد سے کہا کہ یہان ایک کوٹھی بھی ہی۔ ایک کوٹھی کیا بلکہ بیس چلو وہان چلین۔ الغرض ایک مہاجن کی کوٹھی پر پہونچے مگر اشرفیان راستے مین آزاد کو دے دین اور کہا تم سیدھے گھر کی راہ لو۔ کوٹھی پر پہونچ کر کہا کہ ہم کو دو سوا اشرفیان خریدنی ہین۔ مہاجن نے دیکھا کہ آدمی متین ہین اور ریاست چہرے سے برستی ہی۔ کپڑے بھی نفیس اور قیمتی زیب تن کیے ہوئے ہین۔ فوراً دو سوا اشرفیان اُنکے سامنے ڈھیر کر دین۔ ظرّاف نے پوچھا کہ در کیا ہی۔ بولے خریدتے ساڑھے اُنیس کے حساب سے ہین اور بیچتے بیس روپیہ کے در سے ہین۔ اخّاہ اتنا فرق اچھا دو سوا اشرفیان کا حساب ساڑھے اُنیس کے در سے کسی کاغذ پر لکھ تو دو۔ مہاجن کے منیب جی نے ایک پرچے پر حساب لکھدیا حضرت نے وہ کاغذ تو جیب مین رکھا اور اشرفیان باندھکر کھڑے ہوئے اور طرارہ بھر کے کوٹھی کے باہر تھے۔ ہائین۔ یا ہئین ہائین ہان لینا لینا۔ کہان کہان ظرّاف پتیرا بدل سامنے کھڑے ہو گئے بس دُور ہی سے بات چیت ہو سامنے آئے اور مین نے ٹلا ہاتھ دیا۔ اے صاحب روپیہ تو دیجیے کیسے روپیے۔ آخر روپے کیسے ہم نہین بیچتے۔ کیا کہا؟ نہین بیچتے۔ کیا اشرفیان آپ کی ہین

جی اور نہین تو کیا آپ کے باپ کی ہین ہم نہین بیچتے آپکا اجارہ ہی کچھ۔ آپ ہین کون زبردستی کرنے والے اتنے مین آزاد بھی آن پہونچے۔ ظراف بولے ساڑھے اُنیس کے حساب سے ہم کیون بیچنے لگے بھلا۔ مہاجن پر اُنکے نیب جی اور چیلے چاپڑ غل مچا رہے ہین کہ تم اشرفیان لائے کب تھے۔ وہ ایک نہین سنتے اتنے مین کوئی دو سو آدمی جمع ہو گئے اور اہل پولیس بھی آن موجود۔

جمعدار۔ یہ کیا فساد ہی لالہ چنا مل وہ نہین بیچتے تو زبردستی کیون کرتے ہو اپنے مال پر سب کو اختیار ہی۔ وہ بیس چھوڑ بائیس کے حساب سے دین پھر آپ کون۔ مفت مین دروازے پر فساد کرنا کونسی دانائی ہی بھلا۔ چلو اب جاؤ اپنا کام دیکھو۔

مہاجن۔ آپ اچھے میر فیصلی بنے۔ یہان چار ہزار روپیہ پر پانی پھرا جاتا ہی آپ کہتے ہین جانے بھی دو یہ تو ہماری اشرفیان ہین سیہ خریدنے آئے تھے ہم نے گن دین۔ بس باندھ بوندھ کر چل کھڑے ہوے۔

تماشائی۔ واہ بھلا کوئی بات بھی ہی۔ یہ اکیلے آپ دس۔ جو ایسا ہوتا تو یہ کوٹھی کے باہر بھی آنے پاتے۔ آپ سب مل کر انکا اچار نہ نکال ڈالتے۔ ابتک انکا کچومر نکل گیا ہوتا۔ اتنے بڑے مہاجن اور دو سو اشرفیون کے لیے ایمان چھوڑے دیتے ہو۔

جمعدار۔ حد بھر بُری بات ہی۔

ظرّاف۔ دیکھیے آپ بازار بھر مین دریافت کر لین کہ ہم نے کتنی دکانون مین یہ اشرفیان دکھلائین اور پرکھوائین۔ بازار بھر گواہ ہی کچھ ایک دو آدمی وہان تھوڑا ہی تھے۔ اِسکو بھی جانے دیجیے۔ یہ پرچہ پڑھیے اسمین ساڑھے اُنیس کے در سے حساب لگایا ہی یا کچھ اور۔ اگر یہ بیچتے ہوتے تو بیس کے در سے حساب لگاتے یا ساڑھے انیس سے ملان کر لیجیے۔ یہ انھین کے ہاتھ کا پرچہ ہے یا اِس سے بھی انکو انکار ہی۔ مفت مین ایک شریف کے پیچھے پڑے ہین لینا ایک نہ دینا دو۔

جمعدار۔ یہ تو خوب ثبوت دیا۔ لالہ جی افسوس ہی کہ آپ اور یہ بگڑا آخر یہ آپ کے نیب کے دستخط ہین یا کسی اور کے پھر جھگڑا کا ہے کا بھلا سو بات کی ایک بات تو یہ ہی کہ بازار مین چلیے دیکھیے انکے پاس اشرفیان تھین یا نہ تھین۔ اچھا اسوقت وہان اور بھی کوئی تھا۔

روشن۔ جی ہان مین تھا۔

جمعدار۔ تم نے کیا دیکھا۔

روشن۔ یہ میان آئے اور جرد جرد (زرد) اشربھی (اشرفی) اُنڈیل دی۔ لالہ سے بھاؤ تاؤ ہوا بس باندھ کے لے گئے۔ تو لالہ نے غل مچایا کہ لوٹ لیا۔ لوٹ لیا۔ بس اور کچھ نہین دیکھا ایمان نہین چھوڑنا ہی۔

جمعدار۔ تو اِس سے بڑھکر اور کیا ثبوت ہوگا۔ اب چلو بازار بھی چلین۔

الغرض میان ظرّاف اور ساہوکار۔ اُنکے نیب اور جمعدار اور تماشائی سب ملکر بازار چلے وہان تحقیقات کی تو دلّالون مہاجنون نے گواہی دی کہ بیشک انکے پاس اشرفیان تھین اور اِنھون نے پرکھوائی بھی تھین۔ ابھی ابھی یہان سے گئے تھے۔

جمعدار۔ لالہ صاحب بخیر اسی مین ہی کہ چپکے ہو رہیے۔ ورنہ بٹہ حب ٹھہرے گی۔ ثبوت کافی موجود ہی۔ آپکی ساکھ کی جائیگی اور نیب کی تو شامت ہی آئیگی۔ آیندہ آپکو اختیار ہے۔

مہاجن۔ کیا اندھیر ہی۔ چار ہزار روپیہ پر پانی پڑ گیا بٹے کھاتے مین اتنا روپیہ کبھی عمر بھر مین نے جمع ہی نہین کیا تھا آج تک

اور جو ہائے ہمین کو اُلّو بناتا ہی - خیر ہاتھ دھویا -

میان آزاد توکھسکے اور روشن ہشّاش بشّاش اُنکے ساتھ چلے - میان ظرّاف کے گھر پہونچے تو چہرہ گلنار - باچھین کھلی جاتی ہین - جاتے ہی دو سو اشرفیان کھن کھن کرکے سامنے ڈالدین دیکھا یون لاتے ہین لو یہ اب اشرفیان ہماری بھابھی جان کے پاس رکھو - خدا کی قسم تم نے وہ جعل کیا ہی کہ واہ جی واہ تم سے بڑھکر نیار یا اور کون ہوگا بھلا -

ظرّاف - بابان قدم لے - واللہ ہم سب گن پورے ہین کون کے لنڈورے - اُف فوہ واہ رے اُستاد بھائی یہ فن تم بھی سیکھ لو آج سے ہمارے شاگرد ہو -

آزاد - یہ زبانی داخلہ پسند نہین -

ظرّاف - مٹھائی ! رکھو سامنے - دل لگی نہین ہی - ڈیڑھ روپئے کی مٹھائی -

آزاد - لے بھابھی سے تو خوشخبری کہدو - بہت مُنھ پُھلائے بیٹھی تھین -

ظرّاف - (گھر مین جاکر) کہان ہو کیا سو رہین -

بیوی - کیا کمائی کرکے لائے جو ڈپٹ رہے ہو - سو نہ رہین تو کیا تمھاری طرح رات بھر چوکی پہرا دین -

ظرّاف - (اشرفیان کھنکاکر) لو ادھر آؤ - بہت صلواتین سُناؤ یہ لو دس ہزار کی اشرفیان -

بیوی - واہ یہ بنے کسی انیلی کو دیجیے گا - یہ تو وہی اشرفیان ہین جو چچا جان امانت رکھوا گئے ہین - اُڑتے ہین آپ - شان خدا !!!! -

ظرّاف - وہ یہ ہین -

بیوی - (دیکھون دکھا لکھلا کر) آہا ہا واہ کیا کسی کے یہان بھاندے تھے آخر شب یہ لائے کسکے گھر سے - بس چپکے سے صندوقچے مین ہمارے رکھدو -

ظرّاف - جی بجا ہی - آپکا صندوقچہ ایسا ہی تو بڑا ہی -

بیوی - (ہنس کر) واہ اِی واہ الائچی رکھنے والا نہین وہ بڑا صندوق جس مین ہمارا زیور رہتا ہی -

ظرّاف - یہ اشرفیان وہی لائے ہین جنکو تم اُنقتے اور نُقّے بناتی تھین اور ہم نے مدد دی -

بیوی - (ہاتھ جوڑکر) میان قصور معاف کردو - ہماری خاطر سے کہا سُنا بھول جاؤ - انسان کی طبیعت ہمیشہ ایک سی تھوڑا ہی رہتی ہی - مین تو تمھاری لونڈی ہون - بیوی پیاری بیوی ہون -

آزاد - (باہر سے) ہم بھی سُن رہے ہین بھابھی صاحب ابھی تو آپ نے ہمارے بھائی بیچارے کو ڈپٹ لیا تھا - اور خدا جانے کیا کیا صلواتین سُنائین - گھر سے باہر کردیا - کھانا نہ دیا - کھڑے کھڑے نکال دیا - اور ہم کو جو بے نقط سُنائین وہ گھاتے مین - گیہون کے ساتھ گھن بھی پس گیا - اب جو زرد زرد اشرفیان دیکھین تو پیاری بیوی بن گئین خیر چلو بھائی تو بچ گئے - اب نہ للکاریے گا - اب انکا بھی لوہا تر ہی - اور جو کہین ہم برس چھ مہینے ٹک گئے تو سونے کی اینٹون سے مکان بنوا دیجیے گا مگر ذری انکے کان نہ گرمایا کیجیے - یہ بیچارے بے باپ کے ہین -

بیوی - (قہقہہ لگاکر) اب آپ ہمارے مہمان ہین آپکو کیا کہون آپ تو ہنسی ہنسی مین دو چار فقرے چُست کرگئے - مگر آپکی ہنسی ہمارے سر آنکھون پر -

بے دیکھے بھالے شادی

چہرہ پرداز ہیولاے رہ نوردی - جُرعہ نوش جام کوچہ گردی سر بصحرا دادہ - میان آزاد آزادہ - سحر کاذب کے وقت خواب

کیا دیکھتے ہین کہ مہر جہان تاب نے جلباب خفا سے رُخ انور نکالا ہے اور ظلمت شب دور چو طرفہ اُجالا ہے۔ اور اُنکے سر بالین ایک بلبل ہزار داستان نشۂ راح ریحان نسیم مین سرخوش و مخمور چہک چہک کر یون کہہ رہا ہے۔ ؎

صبح ست ساقیا قدحے پُر شراب کن
دورِ فلک درنگ ندارد شتاب کن

ایک دفعہ ہی آنکھ کھلی تو نہ نغمۂ عندلیب بے تاب نہ رباب فقط میان آزاد اور دل پُر اضطراب۔ آسمان کی طرف نظر پڑی تو تیرہ و تار بجلی یہ چمکی وہ آسمان کے پار۔ سوچے کہ ہم مانین یا نہ مانین ہے فال نیک۔ اللہ کہکر شکر خواب سے اُٹھے۔

اتنے مین شوالون مین ٹھناٹھن گھنٹون کی آواز آنے لگی امرا کے یہان نوبتی نوبت بجانے لگے۔ مسجدون مین موذنون نے نعرہ اللہ اکبر بلند کیا۔ بادہ گساروں کو صبوحی یاد آئی مرغ سحر خیز نے ککڑون کون کی بانگ لگائی۔ چلیے تڑکا ہو گیا۔ اِدھر میان آزاد بن ٹھن کر تیار ہوے اور اُدھر میان ظرّاف کمر کس کر دن سے آن موجود دونون چلے۔ ؎

علی الصباح کہ مردم بکار و بار روند
بلاکشان محبت بکوے یار روند

آپس مین میٹھی میٹھی باتین ہوتی جاتی ہین کہ ملّاح ملیح کیا میر دانش بزرگ ہے۔ دیکھین آج کیسی گذرتی ہے۔ خدا نے چاہا تو گھری چھنے آج پو بارہ ہین۔ اس بہار اور لب جوئبار اور طرف گلزار اور قدرت کے نقش و نگار کا لطف بے گلعذار کجا۔ سچ ہے۔ ؎

گل بے رخ یار خوش نباشد | بے بادہ بہار خوش نباشد
طرف چمن و ہواے بستان | بے لالہ عذار خوش نباشد

اب اُدھر کا ذکر سُنیے کہ وہ دونون بہنین نام خدا سیانی تھین اور مست بادۂ جوانی تھین لیکن ابتدا ہی سے انتہا کی حیا پرور اور پاک نظر۔ اور اُسپر طرہ یہ ہوا کہ تعلیم اعلی درجہ کی پائی کتب اخلاق و پند و موعظت کی خوب ہی سیر فرمائی۔ لیکن اُنکی بوڑھی اناّن جان پُرانے فشن کی رئیس زادی ضعیف الاعتقادی تو اُنکا خاص حصہ تھا اُنھین پُرانی باتون پر لٹو تھین۔ بلّی اگر گھر مین کسی روز آوے تو ستم ہو جائے۔ اُلّو بولا اور ان کی روح فنا ہوئی اب صبح تک تالیان ہی بجا کرینگی۔ جوتے پر جوتا دیکھا اور آگ ہو گئین کسی نے سیٹی بجائی اور اُنھون نے کوسنا شروع کیا۔ پائون۔ پائون پر رکھکر کوئی سویا اور آپ نے للکارا ہجر یا غم و الم کا شعر کسی نے زبان سے نکالا اور اُنھون نے فورًا روک دیا۔ کُتّا گلی مین رویا اور اُنکا دم نکل گیا۔ کُتیا نے کان پھٹ پھٹائے اور اُنھون نے تھو تھو کرنا شروع کیا راستے مین کانا ملا اور اُنھون نے فنس پھیر دی۔ تیلی کی شکل دیکھی اور روٹی خون خشک ہو گیا۔ کسی نے لکیر بنائی اور اُس کی شامت آئی۔ جو کہین جاتی ہون اور کوئی ٹوک دے تو پھر اللہ دے اور بندہ لے۔

ہندوؤن کی طرح ساون کے مہینے مین چارپائی بنوانے کی قسم کھائی تھی۔ دن رات بوڑھا چونڈا ہلانا اور باتین بنانا مگر تھین بڑی مالدار۔ الغرض اس بُڑھاپے مین بھی آنکھون سے خون ٹپکتا تھا اور منھ سے انگارے برستے تھے جب دیکھا کہ لڑکیان سیانی ہو گئین تو سوچین کہ کنوارپنے کے دن کب تک کاٹینگی بڑی لڑکی کی شادی کی فکر دامن گیر ہوئی اونچے اونچے گھرون سے پیغام آنے لگے اور کیون نہ آتے ایک تو نوجوان دوسرے آن بان۔ تیسرے

دل آزار، چوتھے شوخ و طرار، پانچوین فہمیدہ و سنجیدہ چھٹے گلفام
نازک اندام۔ ایک زمانے کا دل اُنپر آیا تھا۔ مکھڑا چاند۔ بلکہ
بن کہا چاند بھی اُنکے مقابل مین ماند۔ قامت زیبا سرو آزاد
بلکہ رشک شمشاد۔ زلف چلیپا بلاے بیدرمان۔ غارت گر دین
و ایمان۔ ابرو شمشیر بران یا تیغ اصفہان۔ ع

بہ قامت از قیامت مژدہ دادہ	بہ بالا از بلا حرفے زیادہ
بر اندامش فتد گر پرتو ماہ	نزاکت سازدش در خواب آگاہ
بفرق نقش گل کند گر سائبانے	قدش خم گردد از بار گرانی
نگارین پاے او رنگین تذروے	شگفتہ لالۂ بر پاے سروے

بڑی بیگم نے ایک رئیس با توقیر کے صاحبزادۂ اکبر کے ساتھ اپنی
بڑی صاحبزادی کا عقد کرنا چاہا اور اُن کے پیغام کو قبول کر لیا
بڑی لڑکی حسن آرا بیچاری ششدر اور حیران و مضطر کہ یا الٰہی
اب مین کیا کرون۔ میان جو ہونے والے ہین اُن کی صورت
کبھی خواب مین بھی نہین دیکھی ہمجولیان مبارک سلامت
کہتی ہین یہان بلیون خون خشک ہوا جاتا ہے اور کلیجہ مُنھ کو آتا ہے
کہ خدا جانے بد قطع ہے بد وضع ہے۔ پڑھا لکھا ہے۔ یا جاہل
ناخواندہ۔ واللہ اعلم خیالات کیسے ہین۔ یا الٰہی کیا کرون کہان
جاؤن۔ راز دل کسکو سناؤن۔ بولون تو اڑوس پڑوس کی
عورتین طعنے دین کہ واہ لڑکی کیا بلاے بیدرمان ہے یہ تو سوار
کو کھڑے کھڑے گھوڑے پر سے اُتار لے۔ اے ہے ایسی لڑکی
نوج کسی کی ہو۔ یہ دیدہ دلیری!! ع

عجب دردیست جانم را اگر گویم زبان سوزد
و گر دم در کشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد

دل ہی دل مین بیچاری کڑھنے لگی۔ اپنی پیاری چھوٹی بہن سے
درد دکھ کہتی تھی اور کس سے کہتی وہ بیچاری بھی سُنکر اُداس
ہو گئی وہ اٹکھیلیان سب بھول گئی۔

ایک دن بڑی بیگم جو صبح کو پلنگ سے اُٹھین تو پٹ سے
چھینک پڑی چھینک کا پڑنا تھا کہ اُنکے پانون تلے سے مٹی نکل گئی
اور کلیجہ دھک دھک کرنے لگا ضعیف الاعتقاد تو تھی ہین سمجھین کہ
فال بد ہے اب سُنیے کہ خواہ مخواہ یہ بھی سمجھ بیٹھین کہ میری بائین آنکھ
پھڑکتی ہے۔ اب کوا بھی بولتا ہے تو ماتھا ٹھنکتا ہے کہ فال بد ہے
تیور آنے لگے۔ بڑی بیگم کی تو یہ کیفیت تھی۔ اب حسن آرا کا ذکر
سُنیے کہ وہ اور اُسکی چھوٹی پیاری بہن سپہر آرا شہ نشین مین فرش
مکلف پر بصد شان دلبری بیٹھی ہوئی اخبار پڑھ رہی تھین پڑھتے
پڑھتے کیا دیکھتی ہین کہ ایک مضمون کی یہ سُرخی ہے (شریر لڑکا)
کہا ا شریر لڑکا۔ آؤ اسکو پڑھین۔ دیکھین کس شریر لڑکے کا
حال ہے۔

شریر لڑکا

کم سن لڑکون کو تو حکما اور علما اخوان الشیاطین کہتے ہی آئے ہین
لیکن جس شریر لڑکے کا ہم ذکر کرتے ہین وہ شرارت مین شیطان
کے بھی چچا ہین۔ ان نالائق کی حرکتین اب اس لائق نہین کہ ہم
اُنسے اغماض کرین بلکہ ہم بحیثیت وقائع نگاری فرض ہے کہ اُن کو
طشت از بام کرین تاکہ لوگون کو عبرت ہو اور شریف بزرگوار ایسے
بد وضع لڑکے کی صحبت مین اپنے صاحبزادون کو نہ بٹھائین بلکہ
اُس سے احتراز و اجتناب کرین۔ یہ شریر لڑکا اسکول مین
پڑھنے جاتا ہے۔ مگر گنڈے دار پڑھائی۔ دو دن گئے چار دن
غائب۔ تین گھنٹے درجے مین بیٹھے رہے اور بس بھاگ
کھڑے ہوے۔ پتا ہی نہین گھر سے دس دس دن غائب غُلّہ
کنوون مین بانس پڑ پڑ گئے مگر وہ چانڈو خانے سے نہ نکلے نہ نکلے
اور اگر برآمد بھی ہوے تو جوا خانے پہونچے۔ مدرسے مین کل ٹلکبا

انسے نالان۔ کسی پر دھپ جمائی کسی کو دھول لگائی کسی کی کتاب کو پھاڑ پھوڑ کر پھینک دیا۔ کسی کی سلیٹ کو توڑ ڈالا کسی کے قلم کو پاؤن سے کچل دیا۔ کسی کے کپڑے چاک کر ڈالے۔ ماسٹر روز پنج پر کھڑا کر دیتے تھے اور سزاے سخت دیتے تھے مگر وہ چکنا گھڑا پانی کی بوند پڑی اور ترسے زمین پر۔ دو دفعہ قید بھی رہ چکا بگڑ بچھا پاک بیباک۔ اور افسوس تو یہ ہو کہ ذات شریف ایک رئیس کے صاحبزادے ہین خوب نام روشن کیا۔ افسوس صد افسوس اسکول مین کئی بار لڑکون کی کتابین بھی چرائین اور قلم اور پنسل کے تو انسے بڑھکر چور دیکھے نہ سنے درجے بھر مین قلم بچنے ہی نہین پایا۔ لاحول ولا قوۃ۔ یہان تک تو خیر خیریت تھی۔ اس سے بڑھکر یہ شرارت کی پرسون سب کو ایک مہاجن کے یہان کو دے اور کوٹھری کے قفل کو توڑ کر اندر گھسنے لگے۔ اتنے مین اُس مہاجن کی چار دہ سالہ لڑکی نے جو آہٹ پائی تو کلبلا کر اُٹھ کھڑی ہوئی اور ڈرتے ڈرتے اپنی مان کو جگایا۔ امّان امّان۔ اوامّان۔ ذری جاگو تو۔ بلّی نے تیل کا گھڑا گرا دیا۔ بھشت بھشت۔ بل بل۔ اُسکی مان گڑبڑا کر جو اُٹھی تو حضرت کوٹھری کے باہر ایک چارپائی کے نیچے دبک رہے اُس نے اپنے لڑکے کو جگایا۔ وہ ڈنڈ پیل جوان خم ٹھونک کے ایک مرتبہ دھم سے چارپائی پر سے کودا چور کے پاؤن کٹتے۔ چارپائی کے نیچے سے گھبرا کر نکلا مہاجن کا لڑکا بھی اُسکی طرف جھپٹ ہی تو پڑا۔ اُسکا جھپٹنا تھا کہ وہ ذات شریف ہاہا کر کے اُسکو ڈرانے لگے چھتری کٹ مرنے والے۔ اور طرّہ اسپر یہ کہ ڈنڈ پیل جوان خاصے پہلوان۔ ایک تو گرگٹ کر بیلا دوسرے چڑھا نیم اُنکو تاب کہان جاتے ہی چمٹ گئے۔ دونون مین خوب پچپتیان ہوئین آخرکار مہاجن کے لڑکے نے اُنکو اُٹھا کر دے مارا۔ اتنے مین اُس کمبخت لڑکے نے کمر سے چھری نکالی اور بھونک دی بیچارے کی آنتین نکل پڑین۔ اُسکی مان نے سر پیٹنا اور چلّانا شروع کیا۔ پڑوسی اور خدمتگار باری اور کہار پاسی اور برقنداز فوراً دوڑ پڑے اور صاحبزادے صاحب کو ہاتھون ہاتھ گرفتار کر لیا خاکسار اڈیٹر کو یہ بات لکھتے ہی بے اختیار رونا آتا ہو کہ مہاجن کا لڑکا دو دن کے بعد جان بحق تسلیم ہوا اور وہ رئیس زادہ جو چوری کرنے گیا تھا اب حوالات مین ہو اور ضرور پھانسی پائے گا۔ افسوس صد افسوس کہ اس رئیس زادے کی شادی ایک تربیت یافتہ اور حسین رئیس زادی کے ساتھ قرار پائی تھی جس کا نام حُسن آرا ہی۔

یہ پڑھکر حُسن آرا آٹھ آٹھ آنسو رونے لگی اُسکی پیاری چھوٹی بہن گلے سے چمٹ گئی اور اُسکی بہت کچھ تشفی کر کے اخبار اپنی بوڑھی مان کے پاس لے گئی اور روتے روتے بصد حسرت و حرمان کہا کہ امّان جان دیکھیے کیا غضب ہو گیا تھا آپ نے بے دیکھے بھالے بے سمجھے بوجھے شادی منظور کر لی تھی۔ اسکے بعد اخبار کا کل مضمون از سرتا پا پڑھکر سُنا دیا۔ انکی امّان روتے روتے بولین کہ بیٹا آج تڑکے جب مین پلنگ سے اُٹھی تو پٹا سے کسی نے چھینکا۔ اور میری بائین آنکھ بھی پھڑکنے لگی ہو ہی۔ اُسی دم پاؤن تلے سے مٹی نکل گئی۔ مین تو سمجھی ہی تھی بابا کہ آج کچھ سُنائی سنین گے۔ چلو اللہ نے بڑی خیر کی حُسن آرا کو میری طرف سے چھاتی سے لگاؤ اور کہدو کہ جو شریف زادہ تم کو پسند ہو اسکے ساتھ نکاح کر دون گی۔ مگر پڑھا لکھا ہو۔ عالی خاندان ہو۔ دس آدمی اچھا کہین گو اِس بات پہ اکثر آدمی ہم کو ہنسین گے۔ مگر تم سوائے حُسن آرا کے اور کسی سے ذکر نہ کرنا۔

ناگہان-

خاتون مہ لقا حسن آرا کی پیاری بہن سپہر آرا اپنی بوڑھی ماں کے پاس سے آئی تو باچھیں کھلی ہوئین ہنسی ضبط نہین ہو سکتی آنکھون سے خوشی برستی ہی کلیجہ گز بھر کا۔ گویا قارون کا خزانہ مل گیا۔ آتے ہی بڑی بہن سے چمٹ گئی اور کہا لو بہن مبارک۔ پیاری بہن مبارک ہو۔ لو اب تو منھ مانگی مراد پائی دلی تمنا بر آئی۔ اب اُداس کیون بیٹھی ہو اچھی بہن ذری مسکرا دو میری خاطر سے دگلے سے چمٹ کر) مین صدقے نہ ہنسے تو ہماری بھتی کھائے ہمکو روئے آخر شش اب رنج کا ہے کا۔ اللہ سون وہ خوش خبری سناؤن کہ جی خوش ہو جائے۔

حسن آرا۔ ای ہی تو کچھ کہو گی بھی۔ یہان کیا جانے اسوقت کس غم مین بیٹھے ہین انھین دل لگیان سوجھتی ہین۔ یہ خوشی کا کون موقع ہی بہن۔ تم نے تو اور کلیجہ پیپ کر دیا۔

سپہر آرا۔ ای واہ۔ یون ہم بتا چکے۔ بلا مٹھائی لیے نہ بتائین گے بات یہ ہی کہ مین نے اماں جان کو جا کر سب مضمون سارا کا سارا سنا دیا وہ بھی اُداس ہو گئین اور کہنے لگین کہ دیکھا آج سویرے سویرے میری بائین آنکھ پھڑکتی تھی۔ سو یہ سنانی سننے مین آئی تب تو مین نے کہا کہ اماں جان اسکو آپ سنانی سمجھتی ہین شکر نہین بھیجتین کہ لڑکی اتنی بڑی بلا سے بچی۔ نہین جانے کیا کچھ ہو جاتا۔ اللہ نے بڑی آبرو رکھ لی۔ ہی ہی۔ غضب خدا آپنے تو اندھے کنوئین مین لڑکی کو ڈھکیل دیا تھا۔ مگر خدا بڑا کارساز ہی۔ آپ تو آج گھی کے چراغ مسجد مین جلائین کہ بڑی آئی ہوئی ٹل گئی۔ کیا جانے کسکا دیا آڑے آیا۔ اُف مین جب سوچتی ہون تو میرے تو رونگٹے کھڑے ہوتے ہین۔ سو بہن پیاری اماں یہ سنکر بولین کہ اب مین نے حسن آرا کو اُنکے فعل کا مختار کر دیا جس کے ساتھ جی چاہے شادی کر لین

اُنکی پسند پر ہی مین اب دخل نہ دونگی۔ مگر شریف زادہ ہو اور عالی خاندان مین نے جھک کر سلام کیا اور کہا کہ اماں جان اپنے قول پر رہیئے گا۔ اُنھون نے چھوٹتے ہی میری اور تمھاری دونون کی قسم کھائی کہ اپنے اپنے نکاح کا تم کو اختیار ہی لیکن شریف زادہ ضرور ہو۔ خاندان کا نام نہ ڈبونا۔ پسند تمھاری منظوری ہماری۔ جسکو تم پسند کرو بشرطیکہ ہم بھی منظور کرین اُسی کے ساتھ نکاح ہو مگر باجی خبردار کسی سے ذکر نہ کرنا کوئی مرد حسین تمھارے واسطے تجویز کرینگے۔

حسن آرا۔ (مسکرا کر) یہ کیون۔ حسن تو عورتون کے لیے زیبا ہی مردون کو اس سے کیا کام۔ ہان سخن سنج ہو۔ سخندان ہو۔ سخنور ہو۔ خاندان کا اچھا ہو۔ بدقطع چیچک رو کالا کلوٹا نہو۔ بس۔

سپہر آرا۔ بس وس مین نہین جانتی۔ آپ اتنا یاد رکھیے گا کہ جو دولھا بھائی کالے بھجنگا ہوے تو ہم سے نہ بنے گی۔ اللہ نے حسن کو بڑا رتبہ بخشا ہی۔ آدمی آدمی انتر۔ کوئی ہیرا کوئی کنکر۔ اور پھر تمھارا یہ چاند سا مکھڑا۔ کیا چاند مین گہن لگاؤ گی۔ لوگ نہ کہینگے کہ بی بی کا یہ حسن گلوسوز دسالی کا یہ نور عالم افروز) اور میان کالے بھجنگا ہفتے کا روز۔

حسن آرا۔ (ہنس کر) ای تو۔ سوت نہ کپاس کوری سے ٹھم لٹھا۔ خاطر جمع رکھو مجھے اس کا خود خیال ہی۔ مگر بات وہ کرنی چاہیئے کہ پاس پڑوس کی عورتین ہجو لیان طعنے نہ دین۔ اتنے مین پیر بخش بڈھے نے آواز دی۔ بیٹا کہان ہو۔ مین بھی آؤن۔

سپہر آرا۔ آؤ آؤ تمھاری ہی تو کسر تھی۔ یون آؤ۔ آج سویرے سویرے کہان تھے۔ شام کو ہم بجرے پر ضرور رہا

کھائینگے مگر شرط یہ ہے کہ جو مطلع صاف رہا تو اور جو آج پھر گھٹا
چھائی تو بندی نہ جانے کی دکانون پر ہاتھ رکھکر آج ناشا مین
نہ جانے کی کل تو بجرا ایسا ڈانوان ڈول ہوتا تھا کہ مین سمجھی
اب ڈوبی اور اب ڈوبی - یہی معلوم ہوتا تھا کہ جیسے تنکا بہا
چلا جاتا ہے مین اُنکا منھ تاکتی تھی یہ میرا - اُف کلیجہ دھک دھک
کرتا تھا اور پانی بلّیون اُچھلتا تھا -

حُسن آرا - اُسوقت تو میری جان پر بن آئی تھی - بارے
بخیر گذشت -

پیر بخش - تم سے کچھ کہنا ہے بیٹا - دیکھو تم ہماری پوتیون سے
بھی چھوٹی ہو تم دونون کو مین نے گود یون کھلایا ہے - اور تمھاری
مان ہمارے سامنے بیاہ آئی ہین - تمھارے ابّا کو خدا بخشے اُن
تک کو مین نے پالا تھا - مگر رہے نام اللہ کا - مین تو تمھارے
دادا کے یہان داروغہ تھا - مُلّاجی تو شوقیہ سیکھی کچھ میرا پیشہ تو
ہے نہین - تم دونون کو مین اپنے فرزند سے زیادہ چاہتا ہون
جو مین کہون اُسے کان دھر کے سُننا تمھارے بھلے کو
کہتا ہون - سُنو تم اب سیانی ہوئین اب تمھاری شادی
کی ہمین فکر ہے پہلے تم سے مشورہ کرلون پھر بیگم صاحب سے
عرض کرون یون تو کوئی لڑکی آج تک بن بیاہی رہی ہی نہین
لیکن دولھا اُنھین لڑکیون کو اچھا ملتا ہے جو خوش قسمت ہین
تمھاری مان کو پردے کا کچھ کچھ خیال ہے - ہان اور اُمور
مین پُرانی ہی لکیر کی فقیر ہین - وہی دقیانوسی خیالات مگر
یہ میرا ذمّہ کہ جس شریف کو تم پسند کرو - اُس کو وہ بھی منظور
کرلین گی - اور تم بھی نام خدا سیانی اور فہمیدہ ہو تمھاری
پسند کچھ ایسی ویسی تھوڑا ہی ہو گی - آج کل یہان
ایک جوان نوخیز وارد ہوے ہین - صورت
شہزادون کی سی - سیرت فرشتون کی سی - وضع بھلے مانسون
کی سی مگر بانکپن لیے ہوے - حُسن کا یہ عالم کہ انسان گھنٹون
گھورا کرے - بدن چھریرا مگر کسیلا - مسین بھیگتی ہین - ڈاڑھی
مونچھ کا نام نہین - ابھی اُٹھتی جوانی ہے اور طبیعت وہ نور
کی پائی ہے کہ آہو ہو ہو - شعر گوئی مین برق - بول چال
روزمرّہ اُن کا حصّہ ہے - علم و فضل مین یکتا - خوشنویسی مین
دوسرے یاقوت رقم خان - تصویر ایسی کھینچین کہ نقل کو
اصل کر دکھائین بانک پٹے کشتی بنوٹ مین نظر نہین
رکھتے - نثر نثرہ نثار - شعر شعری شعار - غرض کہ اسقدر
اوصاف حمیدہ جناب باری نے اُس جوان نوخیز کی رگ
رگ مین کوٹ کوٹ کر بھرے ہین کہ شاید ایک متنفس
مین تو اتنے اوصاف نہ ہون گے عالی خاندانی چہرے
سے برستی ہے - خدا ایسا کرتا کہ حُسن آرا کے ساتھ اُن کا
نکاح ہوتا تو خوب بات تھی - تم دیکھ لو جو تم کو پسند ہو تو
تمھاری مان سے ذکر کرون نہین تو کمبخت بات گنوانے سے
فائدہ - ا - ہان خوب یاد آیا یہ وہی جوان ہے جو بجرے
کے ساتھ تم کو دیکھتا ہوا باغ مین جا رہا تھا - سمجھین - یاد آیا -

حُسن آرا (آنکھین نیچی کرکے) وہان تو بہت سے
آدمی تھے - کیا جانے کس کو کہتے ہو - چلو خیر - بے دیکھے
کوئی کیا کہے -

سپہر آرا - مطلب یہ کہ دکھا دو - بھلا دیکھین تو ہین کیسے
آپ نے تو تعریف کے پُل ہی باندھ دیے - خوبصورت
اور تربیت یافتہ اور عالی خاندان اور کم سن ہون
اور چاہے کوئی صفت ہو یا نہ ہو تو چشم ماروشن
ورنہ بخیر -

پیر بخش - بابا جب دیکھو گی تو خدا کا شکریہ ادا کرو گی کہ ایسی پیاری پیاری صورت دکھائی۔ ایسے جوان ہم نے تو آجتک کبھی دیکھے بھی نہ تھے۔ وہ نور ہی کہ نظر نہین ٹھہرتی۔ نظر کا پانون پھسلا جاتا ہی اور تربیت یافتگی تو انکی تقریر ہی سے ظاہر ہی قسم ہے خدا کی جو بات کرے ریجھ جائے اور ابھی مسین بھیگتی ہین۔ ابھی سن ان کا کیا ہی۔ حسن آرا کا اگر اُن کے ساتھ نکاح ہو تو اُن کی خوش نصیبی۔ ہم تو تم کو اپنی لڑکیان سمجھتے ہین۔ تمھارے باپ ہم کو دادا کہا کرتے تھے۔ تمھارے دادا البتہ ہمارے ہم سن تھے۔

سپہر آرا - یہ تو تم تب کہو جب کوئی تمھارا کہنا نہ مانے۔ اچھا پھر انکو کب دکھاؤ گے اور وہ یہان آنے کیون لگے بھلا۔ ہم کسی کے مکان پر جایا نہ چاہین۔ چلو بس دیکھ چکے ٹائین ٹائین فش۔

حسن آرا - ہم بتائین جب ہم بجرون پر ہوا کھانے چلین تو وہ بھی کسی ترکیب سے وہان ہون۔ بجرے پر تو ہم آنے نہ دینگے مگر وہ کنارے پر کھڑے رہین۔ ہم اُنکو بخوبی دیکھ لینگے تو امان سے کہین اور پھر اُنکو مکان پر بلوائین اور باتون باتون مین اُن کا امتحان لین دیکھین تو پڑھے کتنا ہین جو اچھی تعلیم نہ پائی ہو گی تو ہماری نظرون سے گر جائین گے۔ جو میان اور بیوی دونون تعلیم یافتہ ہون تو خوب ہی مزے سے کٹے مین نے تو دل مین ٹھان لی ہی کہ تو عمر بھر بن بیاہی رہونگی یا اگر شادی کرونگی تو کسی ایسے کے ساتھ جو زیور علم و فضل سے متجلّی ہو اور حسین بھی ضرور ہو۔ وہ میان کیا جو الف کے نام بے نجانتے ہون جنکو مین خود برسون پڑھانے کا دم بھر دن مجھے تو مر جانے کے برابر ہی کہ میان بالکل جاہل گنوار ہین اور ایک مجھ کیا فرض ہی جو پڑھی لکھی ہو گی وہ پڑھے لکھے ہی کو چاہے گی۔ ہان مورکھ عورتین چاہے اسکی فکر نہ کرین۔ مگر ہمین تو شاق گذرے لطف یہ ہی کہ میان کتاب پڑھ رہے ہین بیوی مزے مزے سے سن رہی ہین بیوی نے پڑھا کبھی میان کو سنایا۔ کبھی اخلاق کی بحث ہو رہی ہے کبھی شعر شاعری کا چرچا ہی۔ کبھی کوئی دلچسپ قصہ پڑھ رہے ہین مذاق کی باتون پر میان بیوی دونون کے دونون کھلکھلا کر ہنس پڑے ہین۔ یہ اُنکو صلاح نیک دین وہ اُنکو مشورہ دین۔ ان پڑھ لاکھ ذکی ہو پھر جاہل ہی۔ عورت جبتک خواندہ نہین کوئی صلاح معقول نہین دے سکتی۔ وہ تو ہزار باتون کی ایک بات کہدے گی کہ ہین مورکھ جاہل یہ باتین کیا جانون بھلا میری سمجھ ہی مین نہین آتا کہ بن پڑھی بیوی سے تربیت یافتہ خوش کیونکر رہتے ہین۔ مگر ہان اُنکو یہ ڈھارس ضرور ہوتی ہوگی کہ کرین کیا۔ تمام ہندوستان مین اگر مشعل لے کر ڈھونڈھین تو بھی خواندہ اور تربیت یافتہ عورتین شاید دو ہی چار ملینگی ہم نے دو ہی چار کا نام سنا ہی۔ ایک راما بائی۔ دوسری چندر مکھی۔ اور دو چار ہونگی باقی اللہ اللہ خیر صلاح۔

حسن آرا یہ گفتگو کر ہی چکی تھین کہ پیر مرد نے کہا تم ٹھہرو مین ابھی ابھی آتا ہون۔ اور خدا نے چاہا تو آج ہی سب معاملہ ٹھیک ہو جائیگا۔ اب دیر اچھی نہین۔ کسی تدبیر سے مین تمکو دکھا دیتا ہون۔ اُنسے رخصت ہو کر پیر مرد باہر گئے اور انتظار مین کھڑے ٹہل رہے تھے کہ میان آزاد اب آئین اور اب آئین۔

اور اُنکی کیفیت سنیے کہ ظرّاف کے ہاتھ مین ہاتھ دیے ہوے چمان چمان چلے آتے ہین۔ چوطرفہ اودی گھٹائین اور ٹھنڈی ہوائین۔ ہر سمت بہار اور لالہ زار اور طرف چمن غالیہ بار اور میدان بھر مین میان آزاد۔ اور اُن کے یار میٹھی میٹھی باتین

ہوتی جاتی تھین۔

ظرافت۔ اب گھبراہٹ کیا ہی میان۔ اب تو کوے دلدار سامنے ہی۔

آزاد۔ سُنا نہین۔ ؎

وعدۂ وصل چون شود نزدیک	آتش شوق تیز تر گردد

ایک ایک قدم اسوقت ایک ایک منزل ہی چلنا دوبھر ہو گیا بس یہی شوق ہی کہ پر لگا لیتا اور اُڑ جاتا۔ اور پھُدک کر اُس ایوان کیوان نشان پر ہو رہتا۔ جو اسوقت دھوپ نکل آئے تو موت ہی کا سامنا ہو۔

ظرافت۔ یار تمھاری وحشت سے ہم بہت ہی گھبراتے ہین مگر واسطے خدا کے وہان وحشت کی نہ لینا۔ ورنہ کی کرائی محنت سب خاک مین ملجائے گی۔ وزرا آدمیت کے زُمرے سے خارج نہ ہو جائیے گا۔

اتنے مین سامنے سے آٹھ دس گدھے آ رہے تھے اور گدھے والا تڑاتڑ کوڑے اُن سب پر پھٹکار رہا تھا۔ میان آزاد نے کہا کیون بھئی آخر ان گدھون نے تمھارا بگاڑا کیا ہی جو پیٹتے جاتے ہو۔ راہ راہ بیچارے جاتے ہین اور تو خواہ مخواہ اُن کو اس بیرحمی سے ٹھونکتا جاتا ہی آخر کچھ خدا کا بھی خوف ہی یا نہین۔ گدھے والے نے اسکا تو کچھ جواب نہ دیا اور گدھے ایک اور جمائی۔ تب تو میان آزاد آگ ہو گئے اور اُنھون نے بڑھکر ایک ڈھگ جمایا اور پھر دوسرا دیا اور پھر تیسرا اور لے گا نامعقول۔ ابے آخر تیرے نزدیک ان مین جان ہی نہین ہی اگر نہ چلتے تو ہم کہتے کہ بھئی خیر یون بھی سہی۔ خاصے جا رہے ہین کھٹا کھٹ اور آپ پیٹے رہے ہین۔

ظرافت۔ بس اسی کو تو وحشت کہتے ہین۔ کوئی پوچھے آپ کون آخر۔ آپ کو کسی فعل سے کیا واسطہ۔ آپ کوئی قاضی ہین کوتوال ہین مفتی ہین۔ اُسکے گدھے ہین وہ جو چاہتا ہے کرتا ہی آپ بیچ مین بولنے والے کون۔ آخر کوئی وجہ بھی تو ہو کہنے لگے گدھون کو کیون پیٹا۔ اُس نے خوب کیا آپ بولنے والے کون۔

آزاد۔ بھئی پھر جو ہو ہم سے تو یہ نہین دیکھا جاتا کہ کسی بے زبان زیردست کو کوئی ظالم زبردست دق کرے اور ہم ٹک ٹک دیدم دم نہ کشیدم کے مضمون پر عمل کرین۔

کوئی دس ہی قدم آگے بڑھے ہونگے کہ دیکھا ایک چڑیمار جنگلے لاسا کمپے مین لگائے جانورون کے فریب دینے کو ٹٹی پر بیٹھے جمائے جال لٹکاتے ہوے جانورون کو پکڑتا پھرتا تھا ایک دفعہ ہی ایک طوطا پھنسا تو چڑیمار نے حسب معمول بڑی بیدردی سے اُسکو جھولے مین ڈالا۔ میان آزاد آگ بھبھوکا ہو گئے۔ اور غُل مچا کر للکارا کہ او چڑیمار چھوڑ دے اس طوطے کو ابھی چھوڑ ابھی ابھی چھوڑ چھوڑ تا ہی یا مین آؤن چڑیمار ہکا بکا۔ کہ یا الٰہی مین کرون تو کیا کرون۔ یہ تو عجب وحشی آئے۔ اُسنے کہا صاحب یہ تو ہمارا پیشہ ہی ہی آخر اُسکو چھوڑ دین تو کرین پھر کیا۔ آپ بولے کہ بھیک مانگ مزدوری کر۔ مگر یہ چھوڑ دے۔ تب تو میان ظرافت اور بھی بگڑے۔ لاحول ولاقوہ۔ آخر آپ کوئی خدائی فوجدار ہین۔ آپ ہین کون سُنیے وہان اُس گدھے والے سے لڑ پڑے۔ یہان چڑیمار کی شامت آئی۔ ایسا تو مزاج ہم نے کسی کا دیکھا ہی نہین آج تک جس سے دیکھو لڑنے پر آمادہ خم ٹھونک کے کشتی کے لیے موجود۔ میان آزاد نے جھپٹ کر جھولا دولا کمپا ونپا جال وال سب چھین چھان لیا اور جھولے کو جو کھولا تو جانور سب پھُر سے اُڑ گئے۔ ایک مشرق

دوسرا مغرب۔ تیسرا شمال۔ چوتھا جنوب کی سمت پھر پھر۔
جانوروں نے جو قید سے آزادی پائی تو جنگل کی خوب ہوا
کھائی مگر چڑیمار کی آنکھوں سے خون ٹپکنے لگا کہ اتنی دیر دوڑ
دھوپ کرکے چند جانور ملے تھے وہ یوں گئے۔ میاں آزاد کو
صرف اتنے ہی پر قناعت کہاں۔ کپے کو کھٹ سے کاٹ کوٹ
کے پھینکا۔ جال کو بھی نوچ ناچ کے برابر کیا چڑیمار تھر درویش
بر جان درویش۔ کہکر چپ ہو رہا۔ لیکن میاں ظرّاف کا چہرہ
مارے غصے کے سرخ۔ آزاد نے جیب سے نکال کر دس روپے
چڑیمار کو دیے اور بڑی دیر تک فہمائش کی۔

آزاد۔ کیوں قبلہ اب تو منزل مقصود قریب ہی۔

ظرّاف۔ قریب درِیب میں نہیں جانتا۔ آپ کا دماغ صحیح
نہیں ہی ہماری تو یہی رائے ہی کہ آپ کسی طبیب حاذق سے
رجوع لائیں۔

آزاد۔ بھائی تم سمجھتے ہی نہیں کہ میرا اصل مطلب کیا ہی۔

ظرّاف۔ بس قبلہ اپنا مطلب آپ رہنے دیجیے۔ سلام۔

آزاد۔ سنیے تو سنیے تو کہاں چلے کہاں۔ خدا کا واسطہ جو آگے
بڑھے۔

ظرّاف۔ آپ کو شاید جو اور کھٹکا ہو تو مطمئن رہیے گا۔

آزاد۔ اجی لاحول ولا قوۃ۔ ع

قرار در کف آزادگان نگیرد مال
نہ صبر در دل عاشق نہ آب در غربال

لے اب غصے کو تھوک دیجیے اور چلیے ہمارے ساتھ۔

ظرّاف۔ اب تو راستے میں نہ لڑ پڑیے گا

آزاد۔ کیا مجال۔

الغرض میاں آزاد اور ظرّاف چلے۔ چلے تو دیکھتے کیا ہیں کہ
راہ میں ایک گاڑیبان بیل کی دم اینٹھ رہا ہی۔ آزاد نے آؤ دیکھا
نہ تاؤ ایک دفعہ ہی للکارا کہ او گاڑیبان خبردار جو آج سے بیل
کی دم اینٹھی ظرّاف نے غل مچایا کہ کیوں صاحب پھر وہی
کیوں صاحب اتنی جلد قول و قرار بھول گئے۔ یہاں میاں آزاد
چپ چاپ چلنے لگے۔ تھوڑی دیر میں دونوں اُس ایوان کے
قریب پہونچے۔

یہ نرالا امتحان ہی

دلدادۂ جمال جانانہ میاں آزاد موزون ترانہ اپنے شفیق رفیق
اور خلیل بالتحقیق میاں ظرّاف کے ساتھ اُس ایوان سعادت
توامان کے قریب چمان چمان اور خرامان خرامان جانے لگے
تو کیا دیکھتے ہیں کہ ملاح ملیح یعنی وہی پیر مرد جبہ پھونک پھونک کے
قدم رکھتا ہوا سامنے سے آرہا ہی۔

آزاد۔ السّلام علیکم۔

پیر مرد۔ علیکم السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

ظرّاف۔ مزاج اقدس حضور کا۔

آزاد۔ مزاج معلّیٰ۔

پیر مرد۔ آپ اپنے مزاج کی کیفیت فرمائیے میرا مزاج تو آج
اوج عیوق پر ہی۔

آزاد۔ ہاں تو پھر ہمارا دماغ بھی عالم بالا کی سیر کر رہا ہی۔
بے پر کی آج اُڑا رہا ہی۔ آپ کے چہرے سے خوشی
برستی ہی۔ ع

مرحبا طائر فرخ پی فرخندہ پیام
خبر مقدم چہ خبر یار کجا راہ کدام

ظرّاف۔ راہ تو وہ نکالی ہی کہ ہم آپ کے لیے خضر ہو گئے
اور یار خواب ناز میں ہی۔

آزاد ـ ؎	تو بخواب ناز بودی و من از رقیب پنہان کفِ پاے تو بوسہ دادم رفقا شنیدہ باشی	

ظرّاف ـ درست تو رقیب بندہ ہوا ـ

آزاد ـ کہیے پھر کچھ کہیے تو مژدہ سُنانے مین اتنی دیر ـ

پیر مرد ـ آیئے غریب خانہ تک قدم رنجہ فرمایئے ـ وہ سامنے کلبۂ احزان ہی چل کر بآرام تمام تشریف رکھیے اور داستان سُنیے ـ فتح ہی فتح ـ

آزاد ع ـ ای وقت تو خوش کہ وقت ما خوش کردی ؎ ـ خانۂ احسان آباد ـ

پیر مرد ـ ای حضرت یون تشریف رکھیے ـ میان ظرّاف صاحب میری خاطر سے آپ ہی یون آیئے ـ یارو مجھ بوڑھے کا اتنا تو کہنا مانو خیر صاحب ـ ع ـ صدر ہر جا کہ نشیند صدر ست ؎ سُنیئے بندہ آج صبح کو اُن دونون کے پاس گیا ـ اور آپ کی اسقدر تعریف کی کہ پُل باندھ دیے ـ اور پھر آپ جانیئے بندہ کو عالم نہین ـ فاضل نہین ـ منشی نہین ـ مولوی نہین لیکن آخر علما اور فُضلا اور کملا اور شُعرا کی آنکھین تو دیکھی ہین بڑے بڑے نکتہ پردازون اور جادو طرازون کی صحبت مین باریاب رہا ہون اس لسانی اور لفاظی سے تقریر کی کہ اب آپ کے جمال باکمال دیکھنے کو نعل در آتش ہین ـ کئی بار کہہ چکین کہ صورت تو دکھا دو ـ لو حضرت معاملہ تو سب لیس ہی ـ ذرا کسر نہین ـ لیکن بڑی بڑی بخ ہی ـ وہ آپ کا امتحان لینگی ـ سوالات کے جوابات آپ کو دینے ہونگے ہان یہ بڑی سخت شرط ہی دونون کی دونون پرکالۂ آتش ہین ـ ایسا نہو کہ وہ کچھ پوچھ بیٹھین اور آپ بغلین جھانکنے لگین یہ البتہ بڑی ٹیڑھی کھیر ہی جو رائے ہو اُس سے اطلاع دیجیے ـ خدا کی قسم اُنھون نے قسم کھائی ہی کہ جاہل مورکھ ان پڑھ کے ساتھ نکاح نکرینگے نکرینگے ہرگز نہ کرینگے آپ سوچ سمجھ لیجیے ـ

آزاد ـ ؎	ای خدا قربان احسانت شوم این چہ احسان ست قربانت شوم	

واللہ مُنھ مانگی مراد پائی ـ جو تمنّاے دلی تھی وہ برآئی ـ ایک نہین ہزار بار امتحان لین تو کیا پروا ہی ـ کچھ مضائقہ نہین ـ ہمین بھی آپ کوئی گُگھا سمجھے ہین کیا ـ ہم تو لاکھون مین امتحان دین ہمین منظور ہی ـ بسم اللہ چاہے جو امتحان لے اور اگر وہ خود امتحان لین تو واللہ روح خوش ہو جائے ـ ازین چہ بہتر ہمارے جوہر تو کسی طرح اُنپر کھلین منطق مین فقہ مین ادب مین فلاسفہ مین ریاضی مین ہیأت مین نظم مین نثر مین جس مین چاہین امتحان لین بھی جو نکل جاؤن تو آزاد نہین ـ عمر بھر آخر کیا کیا کیے ـ

ظرّاف ـ بھائی امتحان کا نام بُرا ـ شاید رہ گئے تو پھر ـ

آزاد ـ پھر آپ کا سر ـ رہ جانے کی ایک ہی کہی ـ اور امتحان کے نام سے آپ جیسے گوکھون کی روح فنا ہوتی ہی یا ہماری ـ خیر آپ چُپ چاپ بیٹھے رہین ہم اپنے سمجھ لینگے ـ

پیر مرد ـ مین جا کر کہدون کہ وہ آئے ہین بسم اللہ امتحان لیجیے ـ اُنھین بسر و چشم منظور ہی ـ لیکن اُنھون نے ہم سے کہا تھا کہ ہم بجرے پر سوار ہون اور اُسوقت اُنسے آنکھین چار ہون مگر شرط یہ کر دی ہی کہ چاہے بدلی ہو لیکن منھ نہ برستا ہو اور ہوا بہت تیز نہو ـ سو اسوقت بدلی بھی چوطرفہ چھائی ہوئی ہی اور ہوا تو اِس زنّاٹے سے چلتی ہی کہ دُبلا پتلا آدمی شاید پتّانے لگے اچھا آپ بیٹھین مین آتا ہون ـ

کہین (تو چل مین آتا ہون) کے مطابق ہی

عملدر آمد نہ کیجیے گا۔

الغرض پیر مرد رخصت ہوکر اور اجازت لے کر محل میں گئے

حسن آرا۔ کہیے آپ کیا خبر لائے۔ کچھ خوش خوش آرہے ہو۔

پیر مرد۔ وہ آئے ہیں امتحان کا نام سنتے ہی باچھیں کھل گئیں۔ کہیے تو بلا لاؤں بیٹی دیکھتے ہی جی نہ خوش ہوجائے تو سہی۔

سپہر آرا۔ نامحرم کا کھٹ سے گھر میں چلا آنا کیسا پہلے اُنسے کہیے کہ چلیے باغ کی سیر کریں۔ روشوں میں اُنکو لے کر ٹہلیے۔ ہم چھروکون سے دیکھیں تو سہی۔ یہ نہیں کہ ایرا غیرا پچلکیاں جو آیا داخل۔ واہ۔

حسن آرا۔ ہاں کہتی تو سچ ہو ابھی بے موقع ہو۔

پیر مرد باہر گئے اور کہا کہ ابھی آرام میں ہیں آیئے تب تک ہم آپ مل کر گلگشت چمن کریں۔ دیکھیے تو باغ میں کیا فضا ہو اور روشوں میں سُرخی پر قیامت کا جوبن ہو بھئی چلو باغ میں ٹہلیں۔ ادھر میاں آزاد اور میاں ظرافؔ اور پیر مرد باغ کی روشوں میں ٹہلنے لگے اور اُدھر جھروکون سے اُن دونوں زہرہ جبین نازنین رشک قمر پری پیکر خاتونوں نے دزدیدہ نگاہ سے دیکھنا شروع کیا۔ میاں آزاد مہر طلعت مہ لقا سبزہ آغاز شوخ و طناز حسین و مہ جبین اوچھا بنے ہوے باغ میں ٹہل رہے تھے۔ دیکھتے ہی پھڑک گئیں۔ بڑی بہن نے تو ضبط کیا مگر چھٹکی سے نہ رہا گیا۔

سپہر آرا۔ اہو ہو ہو۔ کیا رنگیلا چھیل چھبیلا جوان ہو۔ کیا نورانی صورت ہو بہن یہ تو تمھارے ہی لائق ہیں۔ اللہ نے یہ جوڑی اپنے ہاتھ سے بنائی ہو۔ میری اچھی باجی جان ہماری خاطر سے اُنکے ساتھ بیاہ کرلو میں صدقے گئی مان لو

حسن آرا۔ اے واہ کیسی نادان ہو بھلا شادی بیاہ بھی کہیں کسی کی خاطر سے ہوا کرتے ہیں۔ یہ دل کا سودا ہو۔ ہم بے سمجھے بوجھے دل سی پیاری چیز کسی کو نہ دینگے دجھلا کر) اور پھر ایسی ہی تم گرویدہ ہو تو تم ہی سہی۔

سپہر آرا۔ دگردن نیچی کرکے) بڑی بہن ہو کیا کہوں۔

اُدھر وہ سب سبزہ و لالہ و گل و سنبل کے جوبن لوٹتے تھے اور وہ دونوں گلبدن سیمتن دزدیدہ نگاہ میاں آزاد پر ڈالتی تھیں کہ ایک دفعہ ہی دو سوار سُبک خیز اور بلا کے تیز گھوڑوں پر سوار عجب بانکی ادا سے آن موجود ہوے اُنھوں نے میاں آزاد کو اور میاں آزاد نے اُنکو تیکھی چتون سے دیکھا۔

آزاد۔ (پیر مرد سے) یہ تو اچھے رقیب پیدا ہوگئے بغلی گھونسا اِنکو کسی ترکیب سے ٹال دیجیے۔

پیر مرد۔ یہ بڑی ٹیڑھی کھیر ہو۔ ان دونوں کے مُنھ سے تو انگارے برستے ہیں فوجی آدمی ہاری مانتے ہیں نہ جیتی۔ مگر ہیں رئیس لڑکے یہ بھی اور فوج کے افسر ہیں۔ آپ اوچھے بنے ہوے ہیں۔ آپ کی تلوار ہر دم میان سے دو اُنگل باہر رہتی ہو آج خون ہوتا ہو۔ خدا ہی خیر کرے۔ اگر ایک بھی حلیم مزاج ہو تو بات بن جائے اور جو دونوں کے دونوں مغرور المزاج ہوے تو پھر وہی شعر صادق آتا ہو۔ ؎

دگر در ہر دو جانب جاہلانند
اگر زنجیر باشد بگسلانند

ایک کام کیجیے آپ کا اور اُنکا سب کا امتحان لیا جائے جو اول رہے اُسی کے نام کی فتح۔ سچ کہیے گا کیا فیصلہ کیا ہو۔

آزاد۔ منظور۔

پیر مرد نے محل میں جاکر حسن آرا اور سپہر آرا سے کہا کہ وہ دونوں گھر و جوان بھی سامنے گھوڑوں پر سوار کھڑے ہیں۔ میاں آزاد

انکو اور وہ انکو قہر کی نگاہ سے دیکھنے لگے تو مین نے یون فیصلہ کیا کہ تم سب کا امتحان لیا جائے - دیکھین کسکا ستارہ چمکتا ہے قسمت آزمائی ہی - انھون نے میرے اس مشورے کو پسند کیا مگر سپہر آرا سوچ کر بولی نہین بہن - آزاد ہی کے ساتھ بیاہ رچے تو کیا بات ہی - خیر پیر مرد خوش خوش باہر گئے اور اُن دونون جوانان روئین تن سے یون گفتگو کی -

پیر مرد - اُترو بھیا گھوڑون کو سائیس کے سپرد کردو آؤ بیٹھو - الا اللہ کہکر وہ دونون دھم سے اُتر پڑے تو پیر مرد نے کہا سُنو بھائی ان دونون مہ وشان جاہ و جلال پر اگر آپ کا دل آیا ہی تو ہم ایک سہل سی تدبیر بتا دین یہ بے سمجھے بوجھے بیاہ نکرینگی - اُتنا سُننا تھا کہ ایک کڑک کر بولا کیا کہا - دوسرے نے کہا داغ دے دھوان اُس پار ہو - پیر مرد کے ہوش پران کہ بُرے پھنسے آہستہ سے کہا کہ وہ امتحان لینے کو کہتی ہین - امتحان چہ معنی دارد سٹھیا گیا ہی بڈھے کیا - ارے صاحب - ارے ترے کہان کی نکالی نامعقول - اجی حضور وہ علم و فضل مین امتحان لینگی - کیا ؟ علم و فضل ہم کیا کچھ مکتب خانے کے لونڈے ہین - ہمارا علم ہماری تلوار دسترابپ سے میان کے باہر نکال کر یہ چمکتی دمکتی تلوار دوسرے یہ تلوار (ترلے سے میان کے باہر تھی) اب پیر مرد ھکا بکا کہ بات کرتے ہی تلوارین اُگل پڑین - خدا ہی خیر کرے بھئی اچھے اجھلون سے سابقہ پڑا ہی - بولے کہ آپ امتحان دینگے یا نہ دینگے ایک نے کہا دینگے دوسرے نے کہا پہلے تیرا سر کاٹ لینگے تب تو پیر مرد بھی کسیقدر تیز ہوے - بس میان بس - بہت بانکپن کی نہ لو میرے بوتے کے برابر ہو اور مجھی کو للکارتے ہو اور تلوار دکھاتے ہو بڈھون کے منھ لگتے ہو دانتون کے تلے انگلی دبا کر توبہ توبہ بانکپن کے یہ معنی نہین کہ بڈھون پر تیز ہو یہان مُٹھ مین دانت بیٹھے

مین آنت ہم تو اب حلوا کھانے کے کام کے ہین - لڑنے بھڑنے کا زمانہ اب کہان رہا - ایک جوان نے ہاتھ جوڑ کر کہا کہ معاف کیجیے گا - دوسرے نے قدمون پر ٹوپی رکھی کہ قصور ہوا - خیر اب اصل حال اور گُل داستان کا لُب لُباب سُنیے - کہ حسن آرا سپہر آرا سولہ سنگار کر کے ایک پُر تکلف کمرے مین جلوہ گر ہوئین اور میان آزاد کو وہان بُلوایا - یہ مژدۂ روح افزا سُنتے ہی میان آزاد کے رُخسار تابان پر فرط طرب سے آنسو ٹپ ٹپ گرنے لگے قدم بڑھاتے ہوے کمرے مین پہونچے تو دیکھتے کیا ہین کہ کمرا دلھن کی طرح سجا ہوا ہی مشک و عنبر کی جو طرفہ خوشبو آتی ہی جو شے ہے بے بہا - جو چیز ہی دلربا - فرش مکلف کرسیان رنگین و رو دیوار غیرت آگین - ؎

زفرق تا بقدم ہر کجا کہ مے نگرم
کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجاست

سامنے جو نظر کرتے ہین تو ایک زرنگار اور پُر بہار پردہ پڑا ہی اور وہ دونون خواتین ملائک نظر فریب مہ لقا اور جادو نگاہ و رنگین ادا متمکن ہین مگر پردہ حائل - نور نظر سے غائب تب تو میان آزاد بے اختیار بلحن داودی کہ اُٹھے - ؎

دیدار می نمائی و پرہیز می کنی
بازار خویش و آتش ما تیز می کنی

طالب نظارہ ام پردہ برافگن زرخ
پیش صف راستان شعبدہ بازی مکن

حسن آرا - مزاج شریف -

آزاد ؎

حسن تو ہمیشہ در فزون باد
رویت ہمہ سال لالہ گون باد

حسن آرا - یا الٰہی دیوان کے دیوان نوک زبان ہین ہین - مین مزاج شریف پوچھتی تھی -

آزاد۔ ؎

خجالت آفتاب ہر نظر باد
زخوبی روے خوبت خوبتر باد

سپہر آرا۔ کوئی فی البدیہہ شعر سنائیے۔

آزاد۔ ؎

کے شعر تر انگیزد خاطر کہ حزین باشد
یک نقطہ درین معنی گفتیم ذہین باشد

حضرت اب تاب گفتگو نہیں روح پر صدمہ ہی واسطے خدا کے ہمارا اور رقیب روسیہ کا امتحان لیجئے۔

الغرض پیرمرد اُن دونون جوانان طنّاز وسراپا انداز کو بھی لے آئے اور امتحان شروع ہوا۔

حُسن آرا۔ اس مصرعہ کا دوسرا مصرعہ فرمائیے۔ مگر مطلع ہو مصرع

شب چو آمد ماہِ ما بر بام ما

جوان۔ ؎

شب چو آمد ماہِ ما بر بام ما
پُر شدہ از جوہر دل جام ما

آزاد۔ الغلط شراب کو فصحاے نکتہ پرور۔ اور شعراے ذی ہنر نے جوہر روح باندھا ہی۔ جوہر دل نیا محاورہ ہی۔ لسان الغیب حافظ شیراز کا شعر ہی۔ ؎

بدہ ساقی آن جوہر روح را | دواے دل ریش مجروح را

دیکھو مصرع یون لگاتے ہین۔ ؎

شب چو آمد ماہ ما بر بام ما
خندہ زد بر صبح روشن شام ما

حُسن آرا۔ بارک اللہ۔ ایک بوڑھا اپنی نئی شادی کرنے کی ٹھانے مگر لڑکی چھوٹی ہو ۱۲۹۶ھ ہجری مین بیاہ قرار پایا مادۂ تاریخ تو اسوقت موزون کیجئے۔

آزاد۔ پیر نابالغ۔

سپہر آرا۔ دیکھون پیر کے دو اور دس بارہ اور دو سو۔ ۱۲۹۶ھ

دو سو بارہ ہوے۔ اور نا کے پچاس اور ایک اکیاون اکیاون اور دو سو بارہ کتنے ہوے دو سو تریسٹھ۔ اور با کے تین۔ دو سو چھیاسٹھ اور لغ کے تیس اور ہزار ایک ہزار تیس اور دو سو چھیاسٹھ بارہ سو چھیانوے ہوے۔

حُسن آرا۔ واہ۔ واہ وا۔ سبحان اللہ کیا موزون طبیعت پائی ہی چشم بددور کیا ذہن کی رسائی ہی کیا برجستہ تاریخ فرمائی ہی۔ وہ دونون جوان سخت شرمائے اور گو بڑے کرارے اور طاقت اور فنون سپہ گری مین طاق تھے مگر آزاد پر نظر ڈالی تو اُنکے حُسن اور کس بل اور قد و قامت اور رعنائی کے مقابل مین جھیپ کے چلدیے۔ ؎

بیا ساقی کہ فتح ماست امروز | شکست توبہ ہا برخاست امروز
بیا ساقی کہ خلوت خانۂ ما | سُنو گشت از جانانۂ ما
بدہ جام مے از میخانۂ عشق | کہ بیخود سر کنم افسانۂ عشق

اب میان آزاد افلاک الافلاک پر چھکّی لگا کر لامکان کے پار ہوگئے اور کیون نہو۔ ایک مہ پارہ شوخ و شنگ رو کش پری رشکِ حُوران فرنگ سے دوچار ہوگئے۔ ادھر آزاد شیفتہ و دیوانۂ شمع رُخسار آتشین پر پروانہ ادھر پری خانہ اور جان جانانہ۔ ایک دفعہ ہی بادہ بہاری نے اُس پردۂ زرنگاری کو جو اُٹھایا۔ تو نور کا بُکّا نظر آیا حُسن آرا بحجاب سپہر آرا برافگندہ نقاب۔ دونون نکھری ہوئین۔ زُلفین بکھری ہوئی۔ پردے کا گرنا اور نامحرم پر نظر پڑنا ہی تھا کہ وہ دونون انا البرق کہتی طرارہ بھر کے بدن کو چھپاتی ہوئی وہ ہو رہین۔ اُسوقت اُن دونون کا بیتابانہ پھُرتی کے ساتھ اُچکنا اور بجلی کی طرح چمکنا میان آزاد کی آنکھون مین کھُپ گیا سپہر آرا کی تو رگ رگ مین شوخی بھری تھی وہ تو دم کے دم مین چمک دمک کر ایک ہی ذقند مین نظر سے اوجھل ہوگئی مگر حُسن آرا اسیقدر

نستعلیق تھین عمداً ذرا الرکھڑانے لگین اُس بت طناز کو میان آزاد خانہ برانداز نے نظر بھر کر دیکھ لیا۔ سہ

نگارین دختری بر دوش زہرہ ہوش
نہان در گیسوا و لیلة القدر
غزال چشم تکلیف رم ہوش
ورا نازِ زلف او عمر تسلسل
لبش با آب حیوان در تکلّم
حنائی پنجہ اش خورشید دلہا

چہ دختر از قیامت دوش بر دوش
عیان از جبہۂ او مطلع الفجر
نگاہ مست صد میخانہ در جوش
عیان از پیچ و تابش مرگ سنبل
نمودہ عرض جان ہا در تبسّم
ہلال ناخنش صید تماشا

سپہر آرا۔ اس ہوا کو آگ لگے۔ اسپر بجلی پڑ جائے۔

آزاد۔ اب تو آپ ہوا سے بھی لڑنے لگین۔ خدا ہی خیر کرے۔

حُسن آرا۔ جی ہان آپ تو کہیے ہی گا آپ اُسکی ہواخواہی کا دم نہ بھرینگے تو کون بھریگا۔ پردہ اُٹھا دیا نہ۔

آزاد۔ ہوا نے در پردہ فہمایش کی کہ بھلے مانسون سے بھلے مانسون کو پردہ کیسا۔ سہ

کِسکا حجاب کیسی حیا اور کہان کی شرم
پردے سے ہاتھ ہاتھ سے پردہ اُٹھائیے

حُسن آرا۔ ماشاء اللہ ابھی شاید کلیجے مین ٹھنڈک نہین پڑی بے نقاب تو دیکھ لیا اب اور کیا چاہتے ہو۔ بندہ پرور کچھ تو قناعت چاہیے۔

آزاد۔ سہ
قانع بہ تجلّی نشود شائق دیدار
پروانہ بہ مہتاب تسلّی نہ توان کرد

حُسن آرا۔ صاحب سنیے یہ دل کا سودا ہے دل لگی نہین ہے تعجیل کار شیطان ہے۔

آزاد۔ ع۔ در کار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست ؛

ملّاح۔ سنو بھئی آزاد ایسی جلد بازی ہمین پسند نہین۔ خدا النّاخیر من الرحمٰن و التعجیل من الشیطان کے مفہوم پر بھی نظر ڈالئے یا نہی امّان جان سے تو پوچھ لین۔ یہ بھی کیا کوئی گڑیا گڈون کا بیاہ ہے

آزاد۔ سہ
منم غریب دیار و توئی غریب نواز
دمے بحالِ غریب دیار خود پرواز

سپہر آرا۔ (قہقہہ لگا کر) سائین اس وقت پھر مانگیے۔ ہاتھ خالی نہین ہے۔

غرور حُسن اجازت مگر نہ داد اے گل
کہ پرسشے بکنی عندلیب شیدارا

ملّاح۔ آپ کا عشق اب دائرۂ اعتدال سے قدم باہر نکالنے لگا

آزاد۔ سہ
فاش می گویم واز گفتۂ خود دلشادم
بندۂ عشقم واز ہر دو جہان آزادم

ملّاح۔ آج تو آپ جائین کل تشریف لائین معاملہ سب ٹھیک ہے لیکن ذرا انکی بوڑھی مان کو بھی تو اطلاع دے دین کل اُنکے سامنے ذرا خوب مولویانہ تقریر کیجیے گا اور ایک بات اور دیکھیے تیمور لنگ ہی سے اپنا شجرہ ملائیے گا۔

آزاد۔ واہ یہ بھرے کسی انیلے کو دیجیے۔ بندہ لنگڑے لولون کا پوتا نہ بنے گا۔ مگر پدرم سلطان بود ضرور کہونگا۔ اب بندہ رخصت ہوتا ہے لیکن خدا کی قسم عمر بھر شکایت رہے گی کہ مُنھ دکھلاتے ہی نظر پھیر لی۔ سہ

دیدار می نمائی و پرہیز مے کنی
بازار خویش و آتش ما تیز مے کنی

رخصت۔

سپہر آرا۔ امام ضامن کو سونپا۔

حُسن آرا۔ فی امان اللہ۔

ظرافت فرخ نہاد اور میان آزاد چلے تو آزاد کے انگرکھے کے بند

جٹ جٹ ٹوٹ گئے۔ ظراف نے کہا اللہ اللہ آج توآپ جامے
مین پھولے نہین سماتے ہین انگرکھے کے بند تک ٹوٹے جاتے
ہین۔ ہم یہان کھڑے ٹاپتے تھے اور راستہ ناپتے تھے رستہ
دیکھتے دیکھتے طبیعت گھبرا گئی۔ مین تو جانے ہی کو تھا کہ آپ
آ گئے۔ کہیے کیسی گذری بامراد آئے یا ناکام۔ اجی ناکام آئین
ہمارے دشمن جو ہماری طرف دیکھہ نہ سکین۔ ہم بامراد آئے
پیغام کون لاتا تھا اندر سے۔ پیغام! کیا خوب! اجی حضرت
پردۂ زنگاری بیچ مین حائل تھا اور وہ بھی زرق برق بخود نمائی
مائل تھا۔ حسن اتفاق سے باد بہاری نے اُس پردۂ زنگاری کو
بھی اُڑا دیا تو شمس و قمر ایک برج مین دیکھکر قران السعدین کا
دھوکا ہوا نظر کا ٹھہرنا محال تھا۔ ؎

بحمد اللہ نکو کردارم امشب	چو دیدم روے خوبت سجدہ کردم

قربان صنعت قلم آفریدگار۔ کیا کیا صورتین پیاری پیاری
مورتین بنائی ہین کہ ہو بہو دونون چندے آفتاب چندے
مہتاب مگر اِس پھرتی سے طرارا بھرا ہے کہ جیسے بجلی لونک جائے
بس نظر کی طرح غائب پھر حضرت دہ وہ کڑے سوال ہوے ہین
کہ اچھے اچھون کے ہوش اُڑ جائین۔ مگر قربان اپنے اُستاد کے
برجستہ جواب دیے ہین بھئی یہان سوال و جواب کا دماغ کجا
نکیرین کے سوالات تک کا جواب تو دون نہین۔ ٹک ٹک دیدم
دم نہ کشیدم۔ لیکن اُس بت نازنین غارتگر ہوش کے حکم کی تعمیل
بسر و چشم منظور تھی۔ اب کل بلایا ہے۔
ظراف۔ پھر کیا ہے پانچون گھی مین۔ اسی اٹھوارے مین انشاء اللہ
لال لال گلنار خلعت فاخرہ پہنے ہو تو سہی۔ دولھا نہ پا رہو قسمت
کے دھنی اچھی دُلھن پائی مگر ہندوستان مین کبھی دُلھنون نے
امتحان لے کر شادی نہین کی ہے۔

بڑی بیگم

اِدھر تو یہ خوش گپیان ہو رہی جاتی تھین۔ اُدھر کا حال سُنیے
کہ سپہر آرا مچل گئی کہ بہن تم دس دن کے اندر ہی اندر میان آزاد
کے ساتھ بیاہ کر لو۔ مین ایک نہ مانونگی منہا متھ بچاونگی آسمان
سر پر اُٹھاؤنگی۔ اب پیر مرد اور حسن آرا دونون سمجھاتے ہین کہ سنو سنو
ٹھہرو ٹھہرو کسکا سننا مین ایک نہ مانونگی مین روؤنگی جبتک بہن
میری بات نہ مانینگی۔ ہم کسی کی تو سننے کے نہین پیر مرد نے
سمجھا کر بسہولت کہا کہ تم تو اسوقت ہوا کے گھوڑون پر سوار ہو
تم سے بحثے کون۔ آخر اُس اسی برس والی بوڑھی دادی سے بھی
پوچھو گی یا تمھین اُنکی بڑی بن بیٹھین الڑھپنے کی باتین کرتی ہو چلو
پہلے بڑی بیگم صاحب سے کہین اُنکی رائے لین اُنکو سمجھائین صلاح
مشورہ ہو بیاہ نہوا ہنسی ٹھٹھا ہو گیا۔ سپہر آرا اور پیر مرد بڑی بیگم کے
پاس گئے اور آداب بجا لا کر پیر مرد نے کہا کہ حسن آرا آپ کے سلام
کو حاضر ہوئی ہین اور کچھ عرض کرنا چاہتی ہین اُنھون نے گردن
ہلا کر کہا آؤ بابا آؤ۔ کہو۔ اب تو مین نے شادی تمھاری ہی رائے پر
چھوڑی۔ مگر شریف زادہ ہو۔ آج کیا جانے کیا خوشخبری سُننے مین
آئیگی کہ فجر سے میری بائین آنکھ پھڑک رہی ہے پیر مرد ایک جہان دیدہ
خرانٹ سوچا کہ بس یہی موقع ہے کہا کہ حضور اس سے بڑھکر اور مژدہ
کیا ہوگا کہ حسن آرا اپنے نکاح کا کچھ حال کہنے حاضر ہوئی ہین مگر
شرماتی ہین۔ لجاتی ہین۔ کہہ نہین سکتین۔ یہان ایک شریف زادہ
آجکل آیا ہوا ہے۔ بس بلا تشبیہ یوسف ہے انتہا کا حسین و مہ جبین
اور علم کا یہ حال کہ عجب نورانی طبیعت پائی ہے شاعری مین اُنکے
جھنڈے گڑے ہوے ہین نثر لکھنا اُنکا حصہ ہے۔ اور شریف
مسلمان نجیب الطرفین۔ تیمور کے گھرانے سے ہین عربی فارسی
انگریزی حساب کتاب سیاق سباق سب مین برق۔ اور تقریر سے

تو جادو ہی ٹپکتا ہی اور ابھی نام خدا مسین بھیگتی ہین بس اللہ نے یہ جوڑی سچ مچ اپنے ہاتھ سے بنائی ہی کیا خوبصورت میرزادہ ہی کہ واہ۔ سپہر آرا بولی کہ مین نے تو آج تک ایسا خوبصورت آدمی دیکھا ہی نہین اور لطف یہ کہ شریف ہنس مکھ اور پڑھے لکھے۔ اماں جان آپ بھی ایک دن دیکھ لین اور آپ ان کو اجازت دیجیے۔ اتنے مین حسن آرا کو بڑی بیگم نے بلوایا بیچاری لجائی جاتی تھی اور فرط حیا سے ہان یا نہین کچھ زبان پر لا سکتی تھی نیچی نظرون سے چپکے چپکے پیرزال کے چہرے کو دیکھتی جاتی تھی کہ بشاش ہین یا ملول۔ اتنے مین بڑی بیگم نے سپہر آرا کو چھاتی سے لگایا اور ہنس کر کہا کہ لڑکی مجھ سے اڑتی ہی سکھائی پڑھائی آئی ہی اچھا کل ہم بھی اُنھین دیکھ لین تو پھر مشورہ کرین۔

حسن آرا اور سپہر آرا تو چلی آئین مگر پیرمرد تھوڑی دیر تک وہین بیٹھے باتین کیا کیے۔ جہان تک زبان نے یاوری کی اُنھون نے میان آزاد کی خوب ہی تعریف کی اور یقین دلا دیا کہ حسن آرا کے لیے آزاد ہی سا شوہر موزون ہی۔ وہ بہت ہی خوش ہوئین اور دعائین دین کہ حسن آرا کا جیسا تم نے خیال رکھا ویسا خدا تم کو اجر دے۔

دوسرے دن میان آزاد یکہ و تنہا وہان پہونچے ظرافت کی دم مین بھی رسا باندھا پہلے تو پیرمرد کے یہان گئے۔ اُن سے کچھ دیر گلخپ رہی اور اُنھون نے یہ مژدہ فرح بخش سنایا کہ بڑی بیگم نے بھی نکاح منظور کر لیا مگر ایک دفعہ آپکو دیکھینگی ضرور۔ آج یا کل چلیے ہمارے ساتھ۔ انشاء اللہ وہ بھی خوش ہون تو سہی۔

میان آزاد ملاح ملیح کو لے کر حسن آرا کے پاس گئے مگر وہی پردے کی ملاقات۔

آزاد۔ بندہ حاضر ہی۔

حسن آرا۔ مزاج معلیٰ۔

آزاد۔ الحمد للہ۔

سپہر آرا۔ بندہ پرور آج پردہ خوب مضبوط بندھا ہی آج تو ہوا کیا معنی آندھی بھی آئے تو ذرا نہ ہٹے۔ گر پڑنا کیا معنی۔

آزاد۔
نہین روزن جو قصرِ یار مین پروا نہین ہمکو
نگاہ شوق رخنہ کرتی ہی دیوارِ آہن مین

حسن آرا۔ کل تو آپ کے فیضانِ صحبت سے ہم نے بہت سی باتین سیکھین۔ ہان صاحب خوب یاد آیا۔ تقدم کی دو چار قسمین بیان کیجیے۔

آزاد۔ تقدم بالزمان۔ تقدم بالشرف تقدم بالعلت تقدم بالمکان۔

حسن آرا۔ علم منطق کی تعریف کیجیے۔

آزاد۔ آلۃٌ قانونیۃٌ تعصم مراعاتہا الذہن عن الخطاء فی الفکر۔

حسن آرا۔ جذب شعری کس قوت کا نام ہی۔

آزاد۔ تجاذیب انابیب شعری اُس قوت کشش سے عبارت ہی جسکے ذریعے سے پانی اور اسی قسم کی اشیاء رقیق چھوٹے چھوٹے سوراخون کے وسیلے سے اپنی سطح سے کسی قدر اوپر چڑھ جاتی ہین اور وہان قائم رہتی ہین شعر بالفتح عربی مین بال کو کہتے ہین وجہ تسمیہ یہ کہ جسقدر نلے کا سوراخ چھوٹا ہوگا اُسی قدر اشیاء رقیق زیادہ بلند ہونگی۔ اگر بال کے برابر باریک ہون تو اشیاء بہت زیادہ اونچی ہو جائین۔

حسن آرا۔ یہ اتنے پہاڑ اللہ میان نے دنیا مین کیون پیدا کر دیے آخر فائدہ!۔

آزاد۔ جو بیشمار اور غیر محدود فوائد پہاڑون سے حاصل ہوتے ہین

وہ خداے پاک کے فضل وکرم پر وال ہین۔
پہاڑون کی چوٹیان بادلون کے پانی کو جذب کرلیتی ہین جس سے انسان فائدہ کثیر اٹھاتے اور پودے نشوونما پاتے ہین پہاڑ نہوتے تو مینہ کا پانی زمین مین جذب ہوجاتا اور چوطرفہ دلدل ہی ہوتی۔ جو انجرے کشش آفتاب سے صعود کرکے ہواے جو مین منتشر ہوتے ہین اُنکے سدراہ ہوکر انکو ایک جگہ مجتمع کرتے ہین۔ اور یہ بخارات اعتدال اور ہواے محیط ارضی کے مطابق اوے یا برف یا بارش ہوکر زمین پر برستے ہین جو رطوبات اس طرح حاصل ہوتی ہین وہ پہاڑون کی درزون اور مسامات مین منجذب ہوکر زمین کے ابتدائی طبقون مین جمع ہوتی ہین اور انجام کار چشمون اور ندیون اور نہرون وغیرہ کی مبداء ہوجاتی ہین۔

حُسن آرا۔ آپ کی ذکاوت اور طباعی پر صاد ہی آپ بڑے ذی لیاقت آدمی ہین۔

آزاد۔ پھر آپ زکاۃ حسن تو دیجیے۔ ؎

زکوٰۃ حُسن دہ حق دارم اے شب
تو صاحب نعمتے من مستحقم

حُسن آرا۔ گھبرائیے نہین۔ ذرا استقلال بھی چاہیئے۔

آزاد۔ ؎
عیشم مدام ست از لعل دلخواہ
کارم بکام ست الحمد للہ

اے بخت سرکش تنگش ببر کش
گہ جام زرکش گہ لعل دلخواہ
مارا بمستی افسانہ کردند
پیران جاہل شیخان گمراہ
شوق رخت برد از یاد آزاد
درد شبانہ درس سحر گاہ

پیر مرد۔ (آزاد سے) حضور تشریف لائی ہین۔ آداب بجا لایئے جھک کر حُسن آرا کی امان جان ہین۔ یہی میان آزاد ہین حضور

آزاد۔ (زمین دوز ہوکر) آداب بجا لاتا ہون۔

بیگم۔ جیتے رہو بیٹا۔ آؤ ادھر آکے بیٹھو مزاج اچھے۔

آزاد۔ دعا کرتا ہون ایک عرصۂ دراز سے حضور کی قدمبوسی کا تہ دل سے اشتیاق تھا بحمد اللہ کہ یہ سعادت مجھے نصیب ہوئی بزرگون کی زیارت بڑے خوش قسمتون کو نصیب ہوتی ہی۔

بیگم۔ سپہر آرا تمھاری بڑی تعریف کرتی تھی اور بیشک تم اسی لائق ہو کر تعریف کیجائے چشم بد دور لئیق اور خوبصورت اور اچھی نیچے ہو اسوقت تمکو دیکھا بہت ہی طبیعت خوش ہوئی۔ اچھا پھر اب پرسون ہم سے ملنا۔

آزاد۔ (اُٹھکر) آداب بجا لاتا ہون اور اسوقت رخصت ہوتا ہون پرسون بشرط زیست ضرور حاضر ہونگا۔

بیگم۔ امام ضامن کو سونپا۔

میان آزاد اور پیر مرد دونون باہر گئے پیر مرد نے کہا کہ لو میان مبارک۔ فال نیک ہی اب پرسون آنا کل نہ آنا۔ خدا حافظ اب آپ نے پالا جیتا۔ ہو قسمت کے دھنی۔ ؎

بتون کی گلی چھوڑ کر کون جاوے
یہین سے ہی کعبہ کو سجدہ ہمارا

اِدھر مہر عالم افروز بصد کرو فر نور افشان ہوا۔ اُدھر سرتاج عشاق زار جواب مصرعۂ زلف مہوشان فرخار یعنی میان آزاد کوی یار کی طرف سر کے بھل روان ہوے تو کیا دیکھتے ہین کہ برہمن چندن لگائے دھوتی بغل مین دبائے دریا سے نہا کر آرہے ہین اور پوجاری شوالون مین سنکھ بجا رہے ہین۔ ملا سرگرم گفتگو۔ زاہد بہ تہیۂ وضو نوبتی نوبت بجا رہے ہین۔ بادہ گسار جھومتے ہوے میخانے جاتے ہین برقنداز جا بجا ڈٹے کھڑے ہین۔ بدمست خواب خرگوش مین پڑے ہین۔ حلوائی بھٹی پر سوتا ہی۔ کنگلا کُبڑون کی قسمت کو روتا ہی۔ افیونی غین۔ چانڈو باز ٹین نئی روشنی والے ہوا کھاتے ہین۔ مسافر لدے پھندے جاتے ہین کوئی بھجن گاتا ہی

کوئی مثنوی سُناتا ہے ؎

سپیدہ دم کہ صبا بوے گلستان گیرد — چمن ز لطف ہوا نکہت جنان گیرد
نواے چنگ بد انسان زند صلاے صبوح — کہ پیر صومعہ راہ درِ مغان گیرد
بہ بزمگاہ چمن رو کہ خود تماشائی ست — کہ لالہ کاسۂ نسرین و ارغوان گیرد

اتنے مین ایک رند ساغر نوش بادۂ گلگون کی بوتل دبائے لڑکھڑاتا اور بہیرے بدلتا ہوا انکلا۔

رند۔ اُستاد جام حاضر ہے۔ بادۂ رَیحانی شراب ارغوانی۔

آزاد۔ نوش جان۔ آپ ہی کو مُبارک رہے۔ یہان بے پیے ہر دم کچے گھڑے کی چڑھی رہتی ہے۔

رند ؎

وقتیکہ طلوع صبح ازرق باشد
باید کہ بکف جام مروّق باشد

میان خدا را ذرا تو چُسکی لگاؤ۔ اس مین عجیب خاصیت ہے کہ ٹھنڈک کے وقت پیو تو گرما جاؤ۔ اور لو مین پیکر نکلو تو جوڑی چڑھ آئے۔

آزاد۔ جی بجا ہے۔ بندہ اسکی خاصیت سے خوب واقف ہے اور ہمنے تو سُنا ہے کہ شراب پی کر آگ مین پھاند پڑے تو آگ گل ہو جائے اور جو سمندر مین کودے تو انسان سے پل ہو جائے اور جو زیادہ پی جائے تو بس قل ہو جائے۔ بس دور ہی دور سے باتین کیجیے گا۔ الگ الگ۔

دس قدم آگے بڑھے تو دیکھا دُکان پر ایک افیونی نے چینی کی پیاری پیاری چھوٹی زنگار رنگ پیالیون مین افیون کو گھولا اور میان آزاد سے کہا کہ کبھی کمان کی سدھیان ہین۔ آؤ۔ ذرا چینیا بیگم سے تو علیک سلیک کرتے جاؤ۔ میان آزاد نے کہا جی بس چینیا بیگم کو دُور ہی سے سلام ہے اس کالی بلا سے یہان کیا کام ہے۔ اور دو چار قدم بڑھائے تھے کہ ایک بھنگڑ سلطان سے مڈھ بھیڑ ہوئی۔ ایک چلو مین اُلّو۔ بھنگ کی بوٹی اُڑائین ذرا ادھر تو آئیے۔ خانۂ احسان آباد۔ یہان کوئی بنگ نوش نہین ہے۔ آپ اپنی بوٹی رہنے دین۔ اور آگے چلے تو دو چار آدمی اپنے بخت برگشتہ کی طرح اوندھے پڑے بھک بھک چانڈو اُڑا رہے ہین اور حقے کے دم لگا رہے ہین۔ ایک چھینٹا پیئے جائیے اور ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کھائیے۔ جی بس عنایت خدا اِس بلاے بیدرمان سے بچائے۔ یہ مرحلہ طے کر کے میان آزاد کف دست میدان سنسان بیابان مین آئے تو پھُولون کا مہکنا اور کلیون کا چٹکنا ستم بپا کر رہا ہے شاہد بہار کے خوب جوبن لوٹے اور چلتے چلتے دن سے داخل منزل مقصود پیر مرد سے چار آنکھین ہوئین تو دونون مُسکرا کر باتین کرنے لگے۔

آزاد۔ کورنش عرض ہے قبلہ۔

پیر مرد۔ زندہ باش۔ آج بڑا کڑا امتحان ہے۔ بڑی بیگم صاحب امتحان لینگی اگر پورے اُترے تو ہاتھون ہاتھ انعام دینگی۔

آزاد۔ یا قسمت یا نصیب۔ آج بھی بالا جیتون تو سہی۔ خدا کرے کوشش ٹھکانے لگے حضرت بحق قوت جبرئیلؑ و بحق صور اسرافیل و بحق دین محمدؐ و بحق خلیلؑ کچھ بتا تو دیجیے کہ کس مین امتحان لینگی۔ اور کیا انعام دینگی۔

پیر مرد۔ میان وہ پرانے فشن کی آدمی ہین کوئی دقیانوسی باتین پوچھین گی۔ اللہ پر شاکر رہو بھائی۔ اور انعام کو کیا پوچھتے ہو وہی جان آزاد بت ستم ایجاد انعام ہے۔ اس مین غور و فکر کا بھلا کیا مقام ہے۔ یہ انعام بڑے خوش قسمتون کو ملتا ہے ؎

غالب ان سیمین تنون کے واسطے
چاہنے والا بھی اچھا چاہیے

چلیے پھر بسم اللہ آپ کو بیگم صاحب تک لے چلون۔
آزاد۔ (بڑی بیگم سے) آداب بجا لاتا ہون۔
بیگم۔ جیتے رہو بیٹا۔ ای فرخندہ۔ ذری پنکھیا جھلو آپ کے آپکا سن شریف کیا ہوگا۔
آزاد۔ یہی کوئی اُنیس بیس برس کا۔
بیگم۔ اللہ رکھے۔ بوڑھے ہو۔
آزاد۔ (جھک کر) آداب عرض ہی۔ اسوقت آپ نے وہ دعا دی کہ میرا ہی دل جانتا ہی۔ سچ ہی بڑے بوڑھون کی کیا بات۔
بیگم۔ اللہ تعالیٰ نے کہا ہی کہ اگر انسان کا سجدہ جائز ہوتا تو بیویان اپنے شوہرون کا سجدہ کرتین۔ اور اُنکے قدم پر سر دھرتین کیا شان کبریائی ہی۔ صدقے صدقے۔
آزاد۔ جل جلالہ۔

صدقے اس بندہ نوازی کے ترے ہم جائین
باپ مان ہوتے ہین کب ایسے شفیق و شفق

بیگم۔ کیون بیٹا ہاتھی کو خواب مین دیکھے تو کیسا۔ اسکی تعبیر کیا ہوگی
آزاد۔ بُرا۔ ہاتھی کی تعبیر بلاے جان۔ مگر ہان ایک بات ہی کہ اگر ہاتھی کسی پر اپنی سونڈ پھیر رہا ہو تو سمجھنا چاہیئے کہ آئی ہوئی بلا ٹل گئی۔
پیر زال۔ شاباش تم بڑے لئیق آدمی ہو چشم بددور۔ تھوڑا سا کالا دانہ انپر سے جلا دو۔

الغرض بیگم صاحب نے میان آزاد کو دن بھر بٹھایا۔ اور ساتھ ہی کھانا کھلایا اور خوب دیکھا بھالا۔ جانچا پرتالا میان آزاد گربۂ مسکین بنے ہوے ہان مین ہان ملاتے جاتے ہین اور دل ہی دل مین کھل کھلاتے جاتے ہین جب دن قریب اختتام ہوا اور وقت شام ہوا تو پیر زال خجستہ خصال نے کہا کہ بھائی اب دو گھڑی حسن آرا اور سپہر آرا کے پاس بھی جاؤ۔ دو گھڑی وہان بھی خوش گپیان اڑاؤ۔ پیر مرد کو کنکھیون سے اشارہ کیا کہ سایہ کی طرح قدم قدم پر ساتھ رہو میان آزاد اور پیر مرد اُٹھے اور بڑی بیگم سے رخصت ہوکر حسن آرا کے کمرے مین گئے آزاد نے پیر مرد سے کہا حضرت ہمین حیرت ہی کہ باینہمہ ضعیف الاعتقادی اسقدر بے تکلفی کیسی اور پرانے فیشن کے خاندان مین یہ بے تکلفی کب جائز رکھی جائے گی پیر مرد نے کہا یہ سچ ہی مگر مجھے نصیحت ہو رہی ہی کہ خبردار ساتھ نہ چھوڑنا۔
آزاد۔ بندہ حاضر ہی۔
سپہر آرا۔ بسم اللہ آئیے بسر و چشم۔ کہیے امان جان سے کیا بات چیت ہوئی۔
آزاد۔ آپ کی امان تو بالکل سفید آدمی ہین مگر بلا کی ضعیف الاعتقاد آج تمام دن بھوت پریت چڑیل بن مانس چھلاوے جادو ٹونے ہی کی باتین کرتی رہین مین بھی ہان مین ہان ملاتا گیا۔ آخر اور کیا کرتا مصلحت وقت کا تقاضا ہی یہ تھا۔
حسن آرا۔ ای تو بوڑھی عورت اور پڑھی لکھی نہین پھر ان باتون کو نہ کیسے مانین۔
آزاد۔ اب تو اس گھونگھٹ کے طلسم کو توڑیے۔ مانا کہ آپ مہ پارہ ہین مگر ہم بھی طالب نظارہ ہین۔ اتنا بھی بخل کیا روز مصاحبت گرماتے ہین مگر صورت دیکھنے کو ترس ترس جاتے ہین۔
سپہر آرا۔ چلیے آج ساتھ ساتھ سیر دریا کرین۔

بجرے کی روانی اور جان جانی

شب کو گھڑی بھر رات گئے حسن آرا اور سپہر آرا

پر ہفت آرایش سے مجلی اور محلی۔ پیرایش سے مزین ہو کر اس زرق برق سے اور اس شان سے نکلین کہ بس معلوم ہوتا تھا کہ پرستان سے پریان اُتر آئی ہین مگر دونون کے چہرے پر نقاب ہر امر مین حیا و حجاب اتنے مین بُت رنگین ادا حُسن آرا اور معشوق دلربا سپہر آرا اور آزاد کرنگ اور سرنگ اور نقرہ خنگ پر سوار گھوڑون کو جماتے اور چمکاتے لب جوئبار آکر اُتر پڑے اور اُترتے ہی بجرے پر چڑھے ؎۔

بہار آئی لے ساقی گلعذار
مرقع ہین سبزے سے دشت و جبال
گھٹاؤن کی آمد ہی بارش کا تار
چمن مین عنادل ہین جنگل مین مور
کہین جدول آب کی آب و تاب
گلستان کا ہی اب سبق بر زبان
شکار بط مے ہی مد نظر
نہین دختر رز کو خلوت پسند

کھلے گل ہوا لطف سیر و شکار
ہرن مست ہین شوخیو نپر غزال
کبھی ہی تقاطر کبھی ہے پھُہار
وہ کوئل کی کوکو پپیہون کا شور
کسی جا ہی لالہ کسی جا گلاب
وہ موسم ہی کانٹے بھی ہین تر زبان
دکھا سیر میخانہ اے باخبر
پری اب رہیگی نہ شیشے مین بند

ادھر بجرا دریا مین روان ہوا اُدھر میان آزاد کو گلستان کا باب پنجم در زبان ہوا۔ مور بلون کی چہکار پپیہون کی پُکار۔ تھوڑی تھوڑی پھوہار حُسن آرا کی ہنستی پیشانی سپہر آرا کا جوش جوانی چاہ زنخدان وہ جو کنوئین جھنکائے۔ زلیخا کا دل اُس کی چاہ مین ڈانوان ڈول ہو جائے رگ جان مین آفت اُٹھائے یوسف مصری کو شرمائے ان دو گنبد نون کے عکس سے دریا کا پانی گلاب ہو گیا۔ فرط خجالت سے گل آب آب ہو گیا۔ الٰہی یہ سرو قامت ہی یا قیامت ہی۔ یہ سرو ہی یا شمشاد یا الف جان آزاد آردن رشک شمع کافور۔ فوارۂ نور۔ رخسار سے گل تر رشک قمر منہ تھا دریا مین اُچھل رہا ہی۔ فرط جوش سے سینہ مثل دیگ اُبل رہا ہی۔ ہر طرف بہار ہی۔ ادھر سبزۂ نو دمیدہ ادھر مرغزار

ہی بیچون بیچ مین چشمہ سار لطافت بار۔ اور بجرے پر وہ دونون پری رخان طرحدار۔

آزاد ؎	منم موسیٰ نقاب از چہرہ بردار کہ آید خوشم این لن ترانی	

الٰہی یہ عارض تابان پر نقاب ہی یا مہر عالم افروز تہ سحاب ہی۔

سپہر آرا ؎	حیا کنم نہ چرا از رخ نقاب ہنوز مرا حجاب نہ دیدست بیحجاب ہنوز	

حُسن آرا۔ حضرت وہ لگاوٹ باز انکھڑیان کہین اور ڈھونڈھیے یہان چشم حیا پرور ادب آموز نگاہ ہی۔ حیا بھی سامنے آئے تو آنکھین بند کرکے بوے گل تک گریبان کو چاک نہ دیکھے۔

اب سنیے کہ ادھر استغنائے ناز اُدھر آئین نیاز۔ ادھر نقاب و حجاب اُدھر طالب نظارہ کا دل پُر اضطراب۔ ادھر کلیجہ فرط ابتہاج سے باغ باغ۔ اُدھر نقاب رنگین سے دل داغ داغ حُسن آرا کا دھانی اور سپہر آرا کا ارغوانی لباس اور اُس پر عطر عروس کی بو باس۔

آزاد ؎	لباس سبز در بر کردہ سرو من برعنائی برآید آفتاب طالعم از چرخ مینائی	
حُسن آرا ؎	توان شناخت بیک روز از شمائل مرد کہ تا کجاش رسیدست پایگاہ علوم	

ولے ز باطنش ایمن مباش و غرہ مشو	کہ خبث نفس نگردد بسالہا معلوم

آزاد۔ سبحان اللہ۔ یہ لب شیرین اور یہ جواب تلخ۔ تیوری چڑھا کر یہ اچھی جھڑکی دی۔ بس سخن طرازی اور نکتہ پردازی آپ پر ختم ہی۔ مہمانون سے کوئی ایسی بدکلامیان کرتا ہی ؎

صبحدم مرغ چمن با گل نوخاستہ گفت گل بخندید کہ از راست نرنجیم ولے	ناز کم کن کہ درین باغ بسے چون تو شگفت ہیچ عاشق سخن تلخ بمعشوق نگفت

حُسن آرا۔ (گردن نیوڑھا کر) آپ بھی کیسے انجان بنے جاتے ہین ذراسی بات پر ناک بھون چڑھاتے ہین۔ بادل کی یہ اٹھکھیلیان بجلی کی یہ شوخیان۔ پھر مین نے بھی شوخی کی تو کیا گناہ کیا ہمارا حریفانہ جواب اور تمھارا عتاب۔ اور خیر سے آپ معشوق کس کے بنے ہین۔ اے تیری قدرت آپ بھی اتنے ہوے غیر مہمان ہو کیا کہون۔

آزاد۔ ؎
خوبرو جتنے ہین دل لیتی ہے سب کی شوخی
ہے مگر آپکی شوخی تو غضب کی شوخی

سپہر آرا کے تو اسوقت بڑے کڑوے تیور پڑتے ہین۔ ذرا ہماری خاطر سے مسکرا دیجئے۔ غریبون کی ہفتاد دہشت پر احسان کیجیے۔ ؎

بر آسمان چہارم مسیح بیمار است
تبسم تو زبہر علاج مے خواہد

پیر مرد۔ میان یہ عروس شرمگین و رعصمتیان پردہ نشین ہین حیا اور مزاج جیسے بو در گل۔ ادب اور طبیعت جیسے کیف در مل۔ خدا کا شکر کرو کہ ایک رنگین و پربہار بجرے پر ایسے سہانے وقت یہ رو کش شاہدان فرخار تمھارے قریب اِس شان برنائی اور زیب و خودنمائی سے بیٹھی مذاق کر رہی ہین پہلے کوئی آشنا ہو تو لے صبر کرو۔

آزاد۔ ؎
عاشق سے بھی ہوتا ہے کہین صبر و تحمل
وہ کام تو کہتا ہے جو آتا نہین مجھکو

اتنے مین وسط دریا مین ایک رنگین عشرت آگین و خوشنما اور باتزئین کوٹھی نظر آئی اور سپہر آرا اسکو مشاہدہ کر کے خوب ہی کھلکھلائی حُسن آرا بول اٹھی کہ لو وہ کوٹھی آئی وہ کوٹھی آئی پیر مرد نے کہا چلو اب بن آئی۔

سپہر آرا۔ یہ کوٹھی ہے یا روضۂ رضوان۔ یہ مکان ہے یا چوتھا آسمان یہ دریا ہے یا سلسبیل یہ باغ ہے یا گلزار خلیل سبزہ چوطرف لہلہایا گلستان عالم پر ابر مسرت چھایا۔ کہین کوئل کی کوک کہین مورون کی ہوک۔ اِدھر اُدھر دریا روان۔ بیچ مین ایوان سپہر توامان چلیے یہان لطف صحبت اُٹھائین سب سے الگ تھلگ بستر جمائین۔

آزاد۔ واہ کیا پری خانہ ہے کہ پرستان بھی اسکے آگے مات ہے یہ رات ہے یا شب برات ہے۔ اور کیون نہو سعد اکبر کی کرامات ہے سچ تو یون ہے کہ یہ سب طلسمات ہے ساری کلفت دُور ہو گئی دل کی بیتابی کافور ہو گئی۔ ؎

نظر آیا کوثر کی موجون کا نور
نہ ٹھہریگا دل بے شراب طہور

میان آزاد اور پیر مرد فرخ نہاد اور وہ دونون پیاری بہنین لطف بہار اُٹھاتی سیر دریا کرتی چلی جاتی تھین بجرے بہاؤ پر فراٹے سے روان۔ باد بہاری جہان ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائین کالی کالی گھٹائین۔ سپہر آرا کی پیاری پیاری باتین حُسن آرا کی رمز و کنایہ کی گھاتین۔ بوندون کا گرنا اور آب جوئبار کا جنبش کرنا عجب بہار دکھاتا تھا۔ دریا کا پانی لہرین مارتا ہوا جاتا تھا ایک دفعہ ہی ہوا نے وہ زور باندھا کہ بینڈھا اُچھلنے لگا۔ اب بجرے کی یہ کیفیت ہے کہ ڈانوان ڈول تہ و بالا ہو رہا ہے۔ یہ گرا۔ وہ گرا۔ یہ ڈوبا وہ ڈوبا۔ یہ لہرائی وہ ہو رہا۔ وہ تھپیڑا کھایا یہ آیا۔ پیر مرد بیچارہ گو جہان دیدہ اور خرانٹ تھا لیکن اسکے بھی ہاتھ پانون پھول گئے۔ سیر دریا کی کہانیان سب بھول گئے چہرے پر عرق ہاتھ کانپ رہے ہین۔ بدن بھر مین رعشہ حُسن آرا کا چہرہ زرد۔ سپہر آرا کا دل سرد۔ دونون بہنین ایک دوسرے کو حسرت کی نگاہ سے دیکھنے لگین سپہر آرا کی آنکھون سے

ہوے اشک جاری حُسن آرا مصروف بگریہ وزاری میان آزاد
خستہ وخراب بادل پُر اضطراب حیران وپریشان کہ یا الٰہی کیا
بُرے پھنسے۔ کنار دریا کو جو دیکھتے ہین تو کاٹے کو سون بیچون بیچ
مین بجرا جا رہا ہی۔ ایک مرتبہ ہی بجلی اِس زور سے تڑپی کہ
حُسن آرا ڈر کر میان آزاد سے چمٹ گئین۔ میان آزاد اسوقت
بے اختیار رو دیے کہ معشوق گلے بھی ملا تو اس نازک حالت
مین یہ پہلا ہی مرتبہ تھا۔ کہ میان آزاد کو کسی نے روتے دیکھا
ہو۔ حُسن آرا اور میان آزاد خوب پھوٹ پھوٹ کر گلے مل مل
کے روئے۔ اتنے مین ایک دفعہ پھر بجلی کونکی اور رعد اس زور
سے گرجا کہ سپہر آرا ڈر کر دوڑی اور افسوس صد افسوس کہ
مارے گھبراہٹ کے ندی مین گر پڑی۔ ڈوبتے ہی پہلے غوطہ
کھایا۔ اور لگی ہاتھ پاؤن چھٹ پھٹانے۔ اور بھی نیچے ہو رہی
اتنے مین اُبھری اور پھر غوطہ کھایا۔ حُسن آرا سکتے کے عالم مین میان
آزاد نے جو یہ کیفیت دیکھی تو جھٹ پٹ کپڑے اُتار کر دھم سے
کود ہی تو پڑے اب حُسن آرا بیچاری سمجھی کہ سپہر آرا اور
میان آزاد دونون کے دونون ڈوبے لگی دو ہتڑ پیٹنے۔
میان آزاد نے غوطہ کھایا تو سپہر آرا کی زلف پریشان ہاتھ آئی
اُنھون نے جھپ سے زلف کو پکڑ کر جھٹکا دیا تو وہ اُبھری۔ یہ
وہی سپہر آرا ہی جو پردۂ زنگاری کے اُٹھتے ہی عجب ادائے دلربا
سے بھاگ گئی تھی۔ یہ وہی حُسن آرا ہی جو نامحرم کو مقابل دیکھکر
بدن کو چھپاتی تھی۔ اور پھرتی سے بھاگ جاتی تھی کل یہ
پردہ تھا آج گلے لپٹی۔ الغرض میان آزاد سپہر آرا کو ساتھ لیے
ملاحی چیرتے اور کھڑی لگاتے ہوے چلے کہ بجرے کی طرف
لے چلین۔ لیکن بجرا ہی کہ ہوا سے باتین کرتا چلا جاتا ہی اور
پانی بلّیون اُچھلتا ہی۔ ایک دفعہ ہی آزاد نے باواز بلند پکارا

پیر مرد۔ پیر مرد ملاح۔ ملاح بجرہ روکو۔ واسطے خدا کے روکو۔
پیر مرد کے اُسوقت ہوش وحواس اُڑے ہوے تھے اور
حُسن آرا غش مین پڑی تھین۔ بجرا خدا کی راہ پر جدھر چاہتا تھا
جاتا تھا۔ ہوا ملاح اور خدا ناخدا۔ میان آزاد گو پیراک بہت
اچھے تھے لیکن برسون سے مشق چھوٹی ہوئی تھی دم پھولنے لگا
اتفاق سے ایک بھنور مین پڑ گئے اُسکے پانی نے ایسا چکر کھایا
کہ بیخود ہو گئے لاکھ طاقت کی مگر ایک چل نہ سکی۔ اور ستم پر ستم
یہ ہوا کہ سپہر آرا چھٹ گئی۔ اور چھٹتے ہی تہ پر تھی۔ میان آزاد
کی آنکھون سے پھر بے اختیار آنسو نکل پڑے اور یہ دوسرا مرتبہ
تھا کہ میان آزاد عمر بھر مین کبھی روئے۔ اب کی یہ بڑی پھرتی
سے جھپٹے اور معًا لاش کو اُبھارا اور پھر لاد کر چلے
مگر بجرے کا کہین پتا ہی نہین۔ وہان حُسن آرا تختے پر غش
مین پڑی ہوئی تھی اور ملاح نے بجرے کو راہ خدا پر
چھوڑ دیا تھا اُنھون نے پھر پکارا کہ ملاح او ملاح بجرے کو
رُوک لو۔ دل مین سوچے کہ معلوم ہوتا ہے بجرا غائب ہو گیا
اور حُسن آرا اور ملاح دونون کے دونون لقمۂ نہنگ اجل
ہوے۔ اب مین سپہر آرا کو لادے لادے کہان تک جاؤن
اور کیا کرون۔ لیکن آزاد نے دل مین ٹھان لی کہ چاہے
بچون چاہے ڈوبون جب تک جان مین جان ہی سپہر آرا کو
نہ چھوڑونگا۔ نہ چھوڑونگا۔ اتنے مین پھر پکارا کہ یارو کوئی مدد کو
آؤ کیا دیکھتے ہین کہ لب چشمہ سار ایک ٹیکرے پر ایک مقدس
بزرگ کھڑا دیکھ رہا ہے اُس نے آزاد کو اس حالت زار مین
دیکھ کر آواز دی کہ شاباش برادر شاباش ۔ع۔ این کار
از تو آید و مردان چنین کنند ؛ کارے کردہ بابا کارے
کردۂ۔ باش باش کہ من ہم میرسم۔ اسکے بعد اس پیر مقدس نے

کپڑے اُتارے اور لنگوٹ باندھکر دھم سے کود ہی تو پڑے الا اللہ
اس الا اللہ کی آواز کا سُننا اور اُس پیر قدسی صفات کا کودنا
تھا کہ میان آزاد کو ڈھارس ہوئی اور تیزی کے ساتھ چلنے لگے
پیر مقدس بوڑھا سفید آدمی دو ہی ہاتھ کھڑی کے لگائے تھے
کہ سانس پھُول گئی اور پانی نے اس زور سے تھپیڑا دیا کہ پچاس
گز کے فاصلے پر ہو رہے اب نہ میان آزاد کو وہ سُوجھتے ہین اور
نہ انکو میان آزاد نظر آتے ہین۔ ملاح نے اُس پیر مقدس کو اس
کیفیت مین دیکھ لیا اُسوقت اُسکی آنکھون مین اندھیرا چھایا ہوا
تھا جب سمجھا کہ میان آزاد ہین تب تو اُسنے آواز دی کہ آزاد بھائی
آزاد ارے بھائی ذرا زور کر کے بجرے کی طرف آؤ پیر مقدس
نے بڑی کوشش کی کہ بجرے کی طرف جھپٹے مگر نہ جا سکا اتنے مین
ملاح نے ڈنڈ دار کو ہاتھ مین لیکر کھینا شروع کیا۔ قریب ہی
پہونچ گیا تھا کہ ایک ناگ نے اس بوڑھے بیچارے کو بھاڑ سا
مُنھ کھول کر ہضم کر لیا۔ ملاح نے ڈنڈوار کو پھینک کر سر پیٹنا شروع
کیا۔ ہائے ستم وائے ستم۔ واحسرتا۔ آزاد۔ آزاد۔ آزاد۔ ہائے
چل بسے۔ تم بھی چل بسے۔ سپہر آرا بیچاری کا ساتھ دیا۔ یار داغ
جدائی دے گئے۔ آزاد ارے میرے آزاد۔ سپہر آرا پیاری سپہر آرا
ہائے ہائے تجھے کس ناز نعم سے پالا تھا۔ تیرے دم سے گھر کا اُجالا تھا
پیارے آزاد جوان مرد آزاد اُف۔ اُف۔ اوف۔ یہ آواز میان آزاد
کے کان مین بھی پڑی۔ لیکن بُعد کے سبب سے کچھ سمجھ نہ سکے
کہ کون ہی سمجھے کہ وہی پیر مقدس جو ٹیلے پر سے کود اتھا غل مچا رہا ہی
تھوڑی دیر مین اُنکو بجرا نظر آیا تو باچھین کھل گئین۔ اب یہ بالکل
خستہ اور شل ہو چکے تھے لیکن نہایت ہی استقلال اور جوانمردی
سے اُنھون نے کھڑی لگانی شروع کی۔ ملاح نے دُور سے دیکھا کہ
کوئی شخص آ رہا ہی آزاد کو تو یہ سمجھ گئے کہ ڈوب ہی چکے تھے اور سپہر آرا
کے دیکھنے کی اُنکو ذرا بھی اُمید نہ تھی۔ اب اُنکو حیرت تھی کہ یا الٰہی یہ
ہماری طرح اور کس بیچارے پر مصیبت پڑی کہ اس وقت پیر تا چلا
آتا ہی آزاد نے پُکارا کہ جیتے بچے شکر ہی اُف ری تباہی اللہ نے
عزت بچائی۔ کہو حُسن آرا کہاں ہین۔ پیر مرد نے بغور دیکھا این! یہ
حُسن آرا کا نام کس نے لیا پوچھا کہ آپ کون ہین آپکے بجرا حاضر
ہی۔ ایک سے دو بھلے۔ ہائے واویلا۔ آزاد نے کہا آپ اسوقت
مستقل مزاج ہین مین آزاد ہون اُتنا سُننا تھا کہ پیر مرد کی باچھین
کھل گئین۔ سوچے کہ الٰہی یہ خواب دیکھ رہا ہون۔ یا سچ مچ آزاد
ہی ہی۔

جب میان آزاد فرخ نہاد بجرے کے قریب آئے تو پیر مرد
یعنی ملاح ملیح نے پہچانا اور فرط طرب سے تالیان بجانے لگے
آزاد نے سپہر آرا کو بجرے مین لٹا دیا۔ اور پیر مرد سے کہا کہ آئیے آپ
اور ہم انکو کسی طرح ٹانگین اور انکے مُنھ سے پانی نکالین یہ اتنی دیر
مین کیا جانین کسقدر پانی پی گئی ہین پیر مرد اور میان آزاد نے
سپہر آرا کو خوب مضبوط پکڑا اور ٹانگا تو بہت سا پانی مُنھ سے نکلا
اِسکے بعد بجرے مین لٹا دیا اور بیگ کھُول کر کسی دوا کا ایک جام
اُسکو فوراً پلا دیا۔ اب حُسن آرا کی فکر ہوئی۔ وہ بیچاری غش مین
پڑی تھی آزاد نے اُسکے مُنھ پر پانی کے خوب چھینٹے دیے تو
ذرا ہوش آیا مگر آنکھین بند۔ ہوش آتے ہی پوچھا کہ پیاری سپہر آرا
کہاں ہی آزاد جیتے بچے۔ پیر مرد نے پکار کر کہا کہ آزاد تمھارے سرہانے
بیٹھے ہین اور تمھارا سر اُنھین کے زانو پر ہی اور سپہر آرا صحیح و سلامت
تمھارے پاس لیٹی ہین۔ اتنا سننا تھا کہ حُسن آرا نے میان آزاد کے
زانو پر بوسہ دیا۔ اور یہ پہلا ہی مرتبہ تھا کہ حُسن آرا نے اپنے سچے عشق
کا حال کسی طرح مُنھ یا زبان یا لب سے ظاہر کیا ہو جب حُسن آرا نے
آنکھ کھولی اور آزاد کو دیکھا تو کہا۔

حسن آرا - آزاد میری روح اگر تم پر سے فدا ہو جائے تو اسوقت مجھے اُس سے زیادہ خوشی ہو جسقدر سپہر آرا کے بچ جانے سے ہوئی سُنو آزاد مین صدق دل سے کہتی ہون کہ مجھے تم سے سچا عشق ہے یہ کہکر حسن آرا نے آزاد کا ہاتھ چوم لیا - اور یہ پہلا ہی مرتبہ تھا کہ میان آزاد کے ہاتھ پر کسی مہوش کے بوسے کا نشان پڑا ہو -

اتنے مین دوا کا اثر جو پہونچا تو سپہر آرا بھی آہستہ سے اُٹھ بیٹھی اور اُٹھتے ہی حُسن آرا کو چمٹ کر فرط شادی و مسرت سے رونے لگی حُسن آرا بھی خوب دل کھول کر گلے ملی اور اشارہ کیا کہ میان آزاد نے جان بچائی - سپہر آرا نے میان آزاد کا تہ دل سے شکریہ ادا کیا اور رو رو کر کہا کہ میان آزاد مین تم پر سے صدقے مین تم پر سے واری ہو جاؤن مین تم پر سے قربان ہو جاؤن تم نے آج وہ کیا جو ساری خدائی مین کوئی ایک اجنبی کے ساتھ نکرتا - پیر مرد نے سپہر آرا کی پیشانی پر بوسہ دیا اور میان آزاد کو صد ہا دعائین دین اس مصیبت ناک کارروائی مین عرصہ گذرا اور وہ ایوان کیوان نشان جو دریا کے بیچون بیچ مین واقع تھا نظر سے اوجھل ہو گیا - ہوا اب بند ہو گئی تھی اور دریا مین منڈھا بھی نہین اُچھلتا تھا بجرا آہستہ آہستہ کنارے پر آ لگا اور سب کے سب اُسپر سے اُتر پڑے -

آزاد - (گھانس پر لیٹ کر) اُف مر مٹے - ارے توبہ ! کیا ناشکری کا کلمہ مُنھ سے نکل گیا (گال پر تھپڑ لگا کر) یون کہنا چاہیے کہ جی اُٹھے

حُسن آرا - بیشک بے شبہہ - سپہر آرا کی جان بچائی - میری جان بچائی اماں جان کی جان بچائی - اس بیچارے بوڑھے کی جان بچائی اس سے بڑھکر اور کیا ہوگا - تم تو ہمارے لیے مسیحا ہو گئے خدا اسکا تمھین اجر دے -

آزاد - (ہنس کر) شکر ہے -

حُسن آرا - (بجا کر) خیر جان بچائی ہے -

ملاح - میان آزاد - خدا تمکو ایسا بوڑھا کرے کہ تمھارے پر پوتے مجھ سے بڑے بڑے تمھارے سامنے کھیلین مین کچھ اور ہی سمجھا تھا ایک شخص پیرتا ہوا جاتا تھا مین سمجھا تم ہو -

آزاد - ہان ہان لو مین تو بھول ہی گیا تھا پھر وہ کہان گیا -

ملاح - کیا کہون اُسکو تو ایک ناکا کھا گیا -

آزاد - کھا گیا - ارے - توبہ ! - افسوس - کیا جری آدمی تھا جب مین سپہر آرا کو لیے ہوے ملاحی پیرتا تھا کبھی کھڑی لگاتا جاتا تھا تو مین نے غل مچایا کہ یارو دوڑو - وہ بیچارہ ایک ٹیلے پر سے دھم سے کودا اور اس طرف چلا لیکن تھوڑی دیر کے بعد تلاطم آب نے اُسکو بھی کوئی پچاس ساٹھ گز کے فاصلے پر ہٹا دیا ہاے اب سُنا کہ وہ ڈوب گیا -

سپہر آرا - ڈوب نہین گیا ناکا کھا گیا ہاے کیا مرگ مفاجات تھی افسوس یہ مجھ کمبخت کے سبب سے اُس بیچارے کی جان مفت مین گئی - میرا دل اسوقت بھر آیا میری آنکھون مین تاریکی سی چھائی ہوئی ہے ہاے یہ دریا اسکا ستیاناس ہو جائے اسوقت کال نظر آتا ہے اُف جسوقت مین اپنا گرنا اور غوطے لگانا یاد کرتی ہون رونگٹا رونگٹا کھڑا ہو جاتا ہے اور کلیجہ مُنھ کو آتا ہے جیسے ہی مین گری میرے ہوش اُڑ گئے پہلے تو خوب ہاتھ پانون مارے مگر پھر جب تہ پر بیٹھ گئی تو مُنھ مین پانی جانے لگا مُنھ کو مین نے دونون ہاتھون سے بند کیا تو اُبھری - اُبھری تو پھر پانی نے بٹھا دیا - پھر مجھے کچھ یاد نہین -

حُسن آرا - میان آزاد بڑے گاڑھے وقت مین کام آئے -

آزاد - کس ملعون کو اپنے حساب یون یقین بھی ہو کہ جیتے بچین گے دو مرتبہ سپہر آرا ہاتھ سے چھُٹ چھُٹ گئین - بارے خدا نے بچایا مگر اسوقت میرے بدن کا یہ حال ہے کہ مین ہی جانتا ہون جیسے

کسی کو سفینون کا بخار ہو۔بس وہی کیفیت ہی۔شل ہون۔ شل مگر شکر ہی۔

ملّاح۔اب آپ ذرا سو رہیے تو تھکاوٹ کسی قدر کم ہو جائے اور بیگ یہ لیجیے حاضر ہی۔دم کے دم آپ سو رہین۔

میان آزاد اور سپہر آرا اور حسن آرا اُسی سبزۂ نودمیدہ کے فرش زمردگون پر لیٹے تو ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چلنے لگی ہوا سے خنک کا چلنا تھا کہ تینون کی آنکھ لگ گئی ملاح نے اُنکی حفاظت کی سوئے تو گھوڑے بیچ کر دنیا و مافیہا سے بیخبر ہوش ہی نہین چار گھنٹے کامل سویا کیے اِسکے بعد اُٹھے تو میان آزاد نے منھ ہاتھ دھویا حُسن آرا و سپہر آرا نے سنگار کیا اور پیر مرد نے کہا ہمکو تو تم اپنے حساب غرقاب سمجھ بیٹھے ہو گے۔

آزاد۔قبلہ اب یہ تذکرہ ہی جانے دیجیے۔وحشت ہوتی ہی کتابون مین کشتیون کے ڈوبنے کا حال پڑھا کرتے تھے۔آج دریا کے مصائب کو اپنی آنکھون دیکھا اور بچشم تجربہ کیا۔خود اپنے اوپر بیتی اِس سے بڑھکر اور کیا ہو گا اس گفتگو کے بعد پیر مرد نے کہا کہ اس فرح بخش ایوان عالی شان مین کیونکر جائیے گا بجرے پر تو اُسوقت سوار ہونا حماقت ہی میان آزاد نے قہقہہ لگایا اور فرمایا کہ واہ ایسا بھی کیا خوف ہی اب کیا ہر دم طوفان ہی آیا کرتا ہی کچھ حسن آرا اور سپہر آرا نے کہا قسم ہی خدائے پاک کی کہ اس وقت تو ہم بجرے پر نہ چڑھینگے چاہے ادھر کی دنیا اُدھر ہو جائے۔

آزاد۔جو اسوقت جھجک گئین تو عمر بھر خوف ہی دامن گیر رہیگا۔

حسن آرا۔آپ کی بلا سے۔

سپہر آرا۔چلیے رہنے دیجیے۔ابتو مارے تھکاوٹ کے آپ کے بدن مین اتنی سکت بھی نہ رہی ہو گی کہ کسی کی لاش کو دو قدم بھی لے چلیے۔ناصاحب۔بندی نہ جانے کی ہمکو بجرے کی صورت دیکھنے سے بدن کانپتا ہی۔تم بڑے دلیر ہو۔ہم تمھین بھی نہ جانے دینگے۔

آزاد۔واہ۔

سپہر آرا۔دیکھ لیجیے گا۔آپ اُدھر بجرے پر بیٹھے اور اِدھر ہم دریا مین پھاند پڑے۔

آزاد۔اچھا پھر بجرا پیر مرد لائین آپ اور ہم کنارے کنارے خشکی خشکی آئین۔

ملّاح۔جی مین ہی تو ایک فالتو ہون۔اچھا تجویزا۔

القصہ پیر مرد تو بجرے پر گئے اور یہ تین کے تینون خشکی کی راستے چلے۔

پیر مرد و جیہ تو ادھر چشمہ سار مین بجرا چلا رہے تھے اُدھر میان آزاد ان دونون شاہدان طناز اور سراپا ناز کے ہاتھ مین ہاتھ دیے ہوے کنارے کنارے جا رہے تھے دریا کی روانی دیکھکر سپہر آرا کانپ کانپ اُٹھتی تھین اور حسن آرا صرف آزاد کے چھیڑنے کو نقاب سے منھ ڈھانپ رہی تھین۔

آزاد۔بس یہی تو قہر ہی۔اب ہم سے پردہ کیسا۔

حسن آرا۔ہم نامحرم سے بات کرنا وضع کے خلاف سمجھتے ہین

آزاد۔ہان! ذرا اِدھر چار آنکھین تو کیجیے پھر تو فرمایئے نامحرم! ہم نامحرم ہین۔کیون سپہر آرا بیگم۔اِنکی باتین تو سنو ہمین نامحرم بتاتی ہین۔

سپہر آرا۔آپ اور نامحرم۔اس وقت تو دریا کو دیکھ کر مین سہمی جاتی ہون۔اُف۔رونگٹا رونگٹا کھڑا ہو گیا۔ اللہ بچائے۔

ملّاح۔ہمارا بھی خدا حافظ ہی۔

حسن آرا۔ (گھانس پر بیٹھکر) اُف بھی ہم سے تو اب ایک قدم نہ چلا جائیگا۔ پاؤن مین چھالے پڑ گئے۔ آپ جائین ہم نہ جائین گے۔

آزاد۔ اللہ اللہ اتنی آپ ہوئین کہ اس چٹیل میدان سنسان بیابان مین تن تنہا گھانس پر لوٹین چلیے بس اب تھوڑی دور تو ہی ہی ہماری خاطر سے چلی چلو۔

حسن آرا۔ اللہ جانتا ہی جو اُٹھا بھی جاتا ہو۔ آپ کچھ فکر کیجیے ہم سے تو ہمسا تک نہین جاتا۔ آخر چلنے کا کچھ ٹھکانا بھی ہی۔

آزاد۔ اب آپ بجرے پر سوار ہون مین ساتھ ہون۔

سپہر آرا۔ (کانون پر ہاتھ رکھکر) معاذ اللہ خدا کی قسم ہم نہ جانے کے۔ بجرے پر سوار ہوتے تو روح فنا ہوتی ہی بس بجرا وجرا رہنے دیجیے۔

حسن آرا۔ نہین بہن بجرے پر مین خود ہی نہ سوار ہونگی۔

یہ گفتگو ہوتی ہی تھی کہ میان آزاد نے بیرمرد کو کنارے کیطرف پکارا اور کہا کہ بجرا روک کر اتر آؤ۔ جب بیرمرد نے بجرے کو چھوڑا اور کنارے پر آیا تو آزاد نے کہا کہ گھر جاکر گھوڑے یا فنس لے آؤ۔ حسن آرا تھک گئی ہین مگر واسطے خدا کے سپہر آرا کے ڈوبنے اُڈابنے کا حال وہان کچھ نہ کہنا۔

حسن آرا۔ تم اتنا کہدینا کہ کل تک ہم سب آئینگے اور سب خیر سے ہین۔

الغرض بیرمرد تو سواری لینے گئے اور میان آزاد اور سپہر آرا اور حسن آرا بیٹھے باتین کرنے لگے شطرنج کا ذکر حسن آرا نے چھیڑ دیا۔ اور کہا کہ آپ تو علم صحبت کے بادشاہ ہین کبھی کبھی شطرنج کا بھی شوق رہا ہی۔ ایک نقشہ حل کیجیے تو جانین خدا کی قسم رخ چھوٹ چھوٹ جائین زچ ہو جائیے تو سہی بڑا پیچیدہ نقشہ ہی اور چار چال کا کچھ کچھ بدت لیجیے تو کیا مضائقہ ہی۔

آزاد۔ بسم اللہ کچھ فرمائیے۔ اسی بالو پر نقشہ بنا دیجیے ابھی حل کرتا ہون۔

حسن آرا۔ دیکھیے یہ نقشہ ہی۔

سبز بازی

					وزیر سرخ		
	فیل سرخ		پیادہ سبز				
				شاہ سبز			
	پیادہ سرخ						
	شاہ سرخ						

سرخ بازی۔ چار چال مین مات کرے

آزاد۔ چار چال مین مات ہی۔ اچھا پہلے کون چلے سبز یا سرخ۔

حسن آرا۔ واہ واہ تو آپ نقشہ حل کر چکے جو مات کرتا ہی وہی پہلے چلتا ہی۔ نقشے کا یہ قاعدہ ہی بس آپ حل کر چکے۔ قابلیت حضور معلوم کردم۔

آزاد۔ اچھا چلیے کشت۔

حسن آرا۔ (قہقہہ لگاکر) واہ کشت کی اچھی کہی نقشے مین پہلے ہاتھ کشت تو دی نہین جاتی۔

آزاد۔ لو ہم حل کر چکے۔ مگر ذرا غور کر نے دیجیے چار چال کی

پیچ بڑی ہی اچھا سوچین تو - وہ حل کر لیا - نہ کہو گی - اول
چال شاہ سُرخ بخانۂ دوم فیل کھیلے - دوم پیادہ سُرخ
ایک گھر چلے - سوم فیل سُرخ بخانۂ چار وزیر کھیلے - چہارم وزیر
کی شہ مات ہو گی -

حُسن آرا - اسکی تشریح کیجیے -

آزاد - اول چال شاہ سُرخ بخانۂ دوم فیل کی ہر طرح رہیگی اب
اگر حریف شاہ سبز کو بخانۂ چہارم بادشاہ سُرخ کھیلے تو مات
کرنے والا پیادہ سُرخ چلے اگر شاہ سبز بخانۂ وزیر یعنی جس گھر پر بچا
جاوے تو شاہ سُرخ کو بخانۂ سوم وزیر چلے شاہ سبز کو حکمی پیادہ
چلنا پڑے گا اور فیل کی شہ مات ہو گی -

حُسن آرا - سبحان اللہ - آپ واقعی بڑے ذکی الطبع آدمی ہین
کیا چٹکیون مین نقشہ حل کیا ہی - ہم نے تین دن مین بڑے غور
کے بعد کہین حل کیا تھا آپ نے دیکھتے ہی دیکھتے نقشہ نکال لیا
اتنے مین ایک آدمی سامنے سے نکلا تو حُسن آرا اور سپہر آرا
دونون نے مُنھ پھیر لیا کہ اجنبی کی نظر نہ پڑے - میان آزاد نے
اُس سے پُوچھا کہ کہو بھئی تم کون ہو اور کہان جاتے ہو - اِدھر
تمھارا کیا کام -

اجنبی - حضرت مین ایک ایرانی کے پاس نوکر تھا پہلے تو کچھ عرصے
تک اِدھر اُدھر مارا مارا پھرا کیا کہین روزگار نہ ملا - ایک دن گھومتا
گھومتا سرا مین جا نکلا تو ایک ایرانی بڑا سا عمامہ باندھے بیٹھے
تھے تین روپیہ ماہواری اور خوراک پر نوکر ہوا - مگر اُنکی گفتگو
میری سمجھ مین نہین آتی تھی کہ بک کیا رہے ہین - ایک دن مجھ سے
کہنے لگے کہ لو یہ رکابی لو اور اسکو دو کر لاؤ مین نے پوچھا کہ وجہ
تو فرمایا کہ تم کون وجہ سے تم سے کیا واسطہ - جاؤ اسکو دو کر لاؤ
تب تو مین گیا اور ایک بٹا جو رکابی پر مارتا ہون تو اتفاق سے
تین ٹکڑے ہو گئے مین نے کہا خدا ہی خیر کرے اب مار ہی ڈالے گا
اُسنے کہا تھا دو کر لاؤ - ہم نے تین ٹکڑے کر دیے خیر مین نے کہا
کہ پھر اب چاہے جو ہو - مین ڈرتا ڈرتا وہ رکابی اُن حضرت کے
پاس لے گیا اور جا کر چپکے سے کونے مین کھڑا ہوا اُسوقت وہ
کوئی کتاب پڑھ رہے تھے جب میری طرف دیکھا تو آگ ہو گئے
پوچھا کہ یہ تم کیا کر لائے - مین نے کہا خداوند کر کیا لائے ایک کے
تین کر لائے آپ نے دو ٹکڑے کہے تھے مین تین کر لایا - بٹا جو پڑا
تو ایک ٹکڑا زیادہ ہو گیا معاف کیجیے - اتنے مین ایک شخص نے
اُن سے پوچھا کہ آپ نے اس رکابی کے دو ٹکڑے کس غرض سے
مانگے تھے - اُنھون نے کچھ فارسی مین جواب دیا تو معلوم ہوا کہ
اسکا مطلب یہ تھا کہ اُس رکابی کو دھو کر لاؤ مگر دھو تو مُنھ سے
نکلا نہین - کہا دو کر لاؤ - مین دو کے اور تین کر لایا - جب سمجھا تو
بہت ہی ہنسا - کہ بڑا دھوکا ہوا - اُنکی ایک لڑکی بھی تھی اُس
لڑکی کی جہان شادی ہوئی ہی وہان مین جاتا ہون -

اتنے مین ملّاح سواریان لے کر آئے فٹنس پر سپہر آرا
سوار ہوئین اور ایک ترکی پر حُسن آرا اور ایک عربی راہوار پر
میان آزاد سوار ہو کر پو قدمے جانے لگے اب راہ مین وہ ہین
اور حُسن آرا تیسرا کوئی نہین - ملاح اپنے بجرے پر جاتے
تھے - راہ مین آزاد نے بڑی بے تکلفی سے گفتگو شروع کی اور درد
دل شرح و بسط کے ساتھ بیان کیا اور کہا کہ اس مرض کی دوا حکیم کے
پاس ہے نہ ڈاکٹر کے پاس فقط تمھارے ہاتھ مین ہی - چاہو جلاؤ
چاہو قتل کر ڈالو - مختار ہو جو چاہو سو کرو -

چین ہی چین لکھتا ہے

پلا ساقیِ گلبدن جام مُل — کھلا چاہتا ہے اب اک در گُل
کیا مست دور فرحناک نے — لگی دُختِ رز جھانکنے تاکنے

سمجھ دیکھ کر رنگ صحبت ذرا | مبارک ہو یہ جشن ہے دوسرا
چٹکتے ہیں غنچے کھلا لالہ زار | ہوئیں بلبلیں مست آئی بہار
لڑی آنکھ نرگس کی شمشاد سے | کیا ربط مہوش نے آزاد سے
یہاں شیشہ کو جام میں ربط ہے | نہ اب تاب نے طاقت ضبط ہے
یہ قلقل ہے پیغام عیش و سرور | دم بے حجابی ہے ای ذی شعور
دکھایا جوانوں کی صحبت نے رنگ | ادھر ہے ترنگ اور ادھر جلترنگ
جدھر دیکھیے دید و وادید ہے | صراحی کے ہیں قہقہے عید ہے
نہ ہے محتسب بر سر احتساب | نہ قاضی کا ڈر ہے نہ فکر حساب
یہی وقت ہے جام دے جام پر | خدا کے لیے اب تو صرفہ نہ کر

غنیمت ہے یہ ولولہ یہ شباب
یہ صحبت یہ جلسہ یہ دور شراب

بہار عاشقی کے رنگ و بو دلدادۂ جمال اصنام سنبل مو میاں آزاد خانہ برباد اور نوعروس سحر ایجاد بلائے جان آزاد بت رنگین ادا یعنی حسن آرا دو رکابے گھوڑوں پر سوار لطف بہار دیکھتے سنبل پر شکن اور نرگس غمزہ زن سے آنکھیں سینکتے شبدیز سبک خیز چمکاتے کبھی دوڑاتے کبھی چمکارتے چلے جاتے تھے اور بہار گلکاری قدرت داور داد ار کے مزے اڑاتے تھے ادھر معشوق زہرہ تمثال مشتری خصال سپہر آرا نفس پر خواب نازمین تھیں اور چشمہ سار میں پیر مرد بجرے پر قدرت حق دیکھ دیکھ کر وجد کر رہے تھے۔ میاں آزاد نے جو حسن آرا کو بے نقاب و بے حجاب پایا تو مدعائے ضروری الاظہار زبان پر آیا۔ مگر رمز کنایہ میں۔ حسن آرا چتونوں سے تاڑ گئی کہ جلد باز آدمی ہیں۔ مطلب کی بات چبا گئی۔ آنکھوں ہی آنکھوں میں جواب دیا۔ کبھی لجائی۔ کبھی مسکرائی۔ کبھی شرمائی۔ کبھی بات بنائی۔ مگر نکاح کا لفظ زبان پر نہ لائی نہ لائی۔ اتنے میں سب کے سب اس ایوان سپہر توامان میں پہونچے جو وسط چشمہ سار میں واقع تھا۔ اس عالی شان اور دلکشا فرح بخش و نزہت انتما محل میں جو میاں آزاد نے قدم رکھا تو بے اختیار کہہ اٹھے۔ ع

ز فرق تا بقدم ہر کجا کہ می نگرم
کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجا است

فرش و فروش بیش بہا۔ شیشہ آلات خوشنما۔ یہ قالین ہے۔ یا نگار خانۂ ارژنگ۔ یہ سوزنی ہے یا تختۂ تصویر فرنگ۔ رنگین سائبان چھت گیری زرفشان۔ پردے خوش نقش و نگار۔ در و دیوار مسرت بار۔ پاندان مکلل و رنگین نشان۔ ہوا کے لخلخہ سے بہشت کی لپٹ آتی ہے۔ نسیم عنبر بیز دماغ کو طبلۂ عطار بناتی ہے بزم طرب عطر روح پرور سے مست ہوئی جاتی ہے۔ طائر کلک نسرین سلک توصیف بزم طرب میں خس بدندان ہے۔ اور کیوں نہو ایک ایک ذرہ رشک خورشید تابان ہے۔ روشنی کا وہ عالم کہ مہتاب جگنو نظر آتا تھا۔ خورشید عالم افروز فرط غیرت سے بحر ظلمات میں ڈوبا جاتا تھا۔ کہیں چراغوں کی قطار کہیں کنول اور جھاڑ۔ جدھر نظر ڈالو جلوہ رعنائی۔ جدھر دیکھو رنگ خوش نمائی ہر سمت فیض کا ظہور۔ ہر طرف نور موفور۔ ہر شے سے صناعان چابکدست کی صناعی نمودار ہے۔ اور حضرت نور الانوار کی صنعت بالغہ آشکار۔ یہ جو طرفہ آرائش کا سامان اور لطف کا سماں۔

میاں آزاد خانہ برباد چاروں طرف حیرت زدوں کی طرح گھومتے تھے اور نشۂ بادۂ طرب سے ہر قدم پر جھومتے تھے کبھی جھروکے سے دریا کی روانی دیکھی کبھی چراغان کی نور افشانی دیکھی۔ حیرت تھی کہ یا للعجب یہ جشن جمشیدی ہے یا بزم فریدونی

ہر سمت بہجت و شادمانی۔ ہر جانب طرب کامرانی۔ بادۂ ابتہاج جام سرور مین موج زن ہی۔ بزم طرب پر دُلھن کا ایسا جوبن ہی ؎

اشب این مجلس رنگین ز رعنا بندانست
نتوان گفت بہشت ست کہ صد چند انست

اتنے مین ؎

بل بارنے کی ہوئی جو دیری
سُبحان اللہ شان تیری

میان آزاد کیا دیکھتے ہین کہ چار مہوشان گلرخسار حُسن آرا۔ اور سپہر آرا کے ہمکنار ہوتی ہوئین چھما چھم کرتی چلی آتی ہین۔ چارون طرحدار باغ و بہار چارون کمسن۔ الڑھین کے دن جسے دیکھو جوش شباب سے اکڑتی ہی۔ جوانی پھٹی پڑتی ہی۔ آرائش اس حُسن پر جان دے اور حُسن خود بلائین لے کسی کے ماتھے پر افشان کسی کے جبین مبین سے نور سعادت عیان۔ جم ہی پری زاد ستم ایجاد۔ سرو قامت رشک شمشاد۔ ایک کی پتلی پتلی کمر لچکتی ہی۔ دوسری انا البرق کہتی ہوئی بجلی کی طرح چمکتی ہی۔ یہ کوہ قاف کی پریان ہین یا جنت کی حوریان۔ نہین نہین۔ پریون مین یہ خود نمائی کہان۔ حورون مین یہ کج ادائی کہان۔ ابرو قبلہ بے دل و دینان۔ سجدہ گاہ زہرہ جبینان انکھڑیان لگاوٹ باز سرمست خوبی و محو ناز ؎

محفل ہی حسینون کی یا کوئی مرقع ہی
جو شکل نظر آئی تصویر نظر آئی

حُسن آرا کی زلف پریشان دیکھ کر میان آزاد آشفتہ حال ہو گئے گیسوے معنبر جان کے وبال ہو گئے۔

بتون کے عشق مین اللہ کا جلوہ نظر آیا
حقیقی عشق پیدا ہو گیا عشق مجازی سے

حسن آرا اپنی ہمجولیون کو ساتھ لائی تھین اور وہ بڑے شوق سے آئی تھین کہ میان آزاد کے جمال پر نظر ڈالین دیکھتے ہی عش عش کر گئین کہ واہ کیا جوان رعنا بلند بالا ہی آدمی کیا آفت کا پتلا آتش کا پرکالہ ہی۔ گیتی آرا بیگم جو حُسن آرا کی خالہ زاد بہن تھین کہنے لگین۔

گیتی آرا حُسن آرا بہن تمھاری پسند پر صاد ہی۔ یہ انسان ہی یا پری زاد ہی۔ جوش جوانی ہنستی پیشانی۔ طاؤس مست کی طرح جھومنا اور شیر ژیان کے مانند تننا ؎

شگرفی چابکی چُست و دلیری	بہم آہو بہ کینہ تند شیرے

سپہر آرا۔ (حُسن آرا سے) باجی سلام۔ ہم نہ کہتے تھے کہ میان آزاد سا طرحدار جوان کوئی کم نظر آئے گا۔ ے جناب مشکل کشا علی کی قسم مشعل لے کو بھی ڈھونڈھیے تو نہ پایئے مین صرف ظاہری صورت اور چاند سے مکھڑے کی نہین کہتی۔ حُسن باطن پر نظر ڈالو تو نور علی نور۔ اور حُسن ظاہری تو ظاہری ہی ع۔ ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہی۔ نظارے تک کے پر جلتے ہین۔ گیتی آرا بہن بھی دیکھتے ہی لوٹ ہو گئین۔ اور میری تو بے دست و پائی کی حالت مین اُنھون نے دستگیری کی ہی۔ کفران نعمت اپنا شعار نہین جب تک جیون گی ان کا دم بھرون گی۔

جہان آرا۔ (گیتی آرا کی بہن) کیون جی (پیر مرد سے) اس سن سے سفید بالون مین خضاب کیون نہین لگاتے پہلے منہدی کا استر دیجیے پھر وسمہ کا ابرہ لگایئے۔ اب تو آپ نام خدا کوئی دو سو سے اوپر ہو نگے کیا عاقبت کے بورئیے بٹورو گے یا مرنا بالکل بھول بیٹھے تمھین ملک الموت نے بھی چھٹے سانڈ کی طرح چھوڑ دیا۔

ملّاح ۔ اونھ جی ۔ خضاب وضاب سے کیا ہوتا ہی ۔ بہت کٹ گئی تھوڑی باقی ہی ۔ یہ بھی کٹ جائیگی ۔ خضاب لگا کر روسیاہ کون ہو ۔ ؎

من موے خویش را نہ از آن میکنم سیاہ ۔ تا باز نوجوان شوم و نو کنم گناہ

گیتی آرا ۔ کیون بہن ۔ میان آزاد کچھ شعر بھی کہتے ہین صورت سے تو معلوم ہوتا ہی کہ شاعر آدمی ہین ۔

حُسن آرا ۔ کیا خوب ماشاء اللہ قیافہ شناس بھی آپ ہین ۔ پھر آپ اُنھین سے نہ پُوچھیے ۔ یہ گھونگھٹ کیسا ۔

گیتی آرا ۔ کبھی کی جان پہچان ہوتی تو خیر مضائقہ نہ تھا ۔ بے جانے بوجھے نامحرم سے باتین کرتے شرم آتی ہی ۔

آزاد ۔ فقیر بینوا سے جان پہچان کیسی ۔ درویش گوشہ نشین سے جھجھک یعنی چہ ۔

گیتی آرا ۔ یہ فقیر بینوا آپ کب سے ہوے ۔

آزاد ۔ جب سے سلطان خوبان کی صحبت مین باریاب ہوا ۔

گیتی آرا ۔ (مسکرا کر) چہ خوش ۔ اچھی اُلٹی گنگا بہائی ۔ بادشاہون کی صحبت مین تو گدا تک مستغنی ہو جاتا ہی ۔ آپ کے سلطان خوبان اچھے خسرو ہین کہ آزاد کو گدائے بینوا کر دین ۔

آزاد ۔ (جھیپ کر) اپنی قسمت ۔

گیتی آرا ۔ واہ یک نشد دو شد قسمت کو تو نہ اُلنا دیجیے قسمت نے تو سلطان خوبان کے در دولت تک پہونچا دیا ۔

آزاد ۔ (پھر مُنھ کی کھائی) اسوقت بلبل شیدا کی طرح دلفگار ہون دماغ صحیح نہین ۔

گیتی آرا ۔ (قہقہہ لگا کر) کیا خدا نا کردہ خشکی زیادہ ہے ۔ روغن گل ملیے ۔

آزاد ۔ سبحان اللہ اس گویائی کے صدقے بلبل کے لیے روغن گل اور دماغ کے لیے خشکی بھی اچھی رعایت ہی ۔ یہ عروس فصیح البیان ہی یا طوطی ہندوستان ۔ یہ بُت نازک آواز ہی یا بلبل شیراز ۔ میرا تو ناطقہ بند کر دیا ۔

گیتی آرا ۔ (مسکرا کر) آدمی ہین منصف ۔

حُسن آرا ۔ (گردن پھیر کر) چشم بد دور ۔

گیتی آرا ۔ اگر طبیعت حاضر ہو اور دماغ چاق تو اس مصرعے پر ایک غزل موزون فرمائیے ۔ ع ۔

مرض عشق لا دوا دیکھا

آزاد ۔ طبیعت کی تو نہ پُوچھیے ہر وقت حاضر رہتی ہی غائب ہونا تو جانتی ہی نہین ۔ باقی رہا دماغ اسمین شمیم زلف عنبرین سمائی ہی ۔ اسوقت اور شعر و سخن ؟ مگر الامر فوق الادب بسم اللہ سُنیے ۔ ؎

شیخ کعبے مین تم نے کیا دیکھا ۔ ہم بتون سے ملے خدا دیکھا
سوز نالہ نے کچھ اثر نہ کیا ۔ ہم نے یہ ساز بھی بجا دیکھا
آہ نے میری کچھ نہ کام کیا ۔ ہم نے یہ تیر بھی لگا دیکھا
آئینہ کب مقابل دل ہو ۔ ق گرچہ دونون کو باصفا دیکھا
وہ دکھاتا ہی عکس ہم یہ کیف ۔ اِسمین رو اُسمین مدعا دیکھا
ہر مرض کی دوا مقرر ہے ۔ مرض عشق لا دوا دیکھا
شکل ناخن ہی گرچہ ابروے یار ۔ پر نہ اِسکو گرہ کشا دیکھا

ہم نے دیکھا نہ عاشق آزاد
اور جو دیکھا تو بتلا دیکھا

گیتی آرا ۔ مبارک اللہ آپ تو شاعر غرّا نکلے ۔ کیون حُسن آرا اب ہماری قیافہ شناسی کی آپ قائل ہوئین یا اب بھی شک ہی ۔

حُسن آرا ۔ قائل ! ای بہن ہم معتقد ہین ۔ قائل کیا معنی ۔

گیتی آرا ۔ کیا طبیعت حاضر ہی ۔ واہ وا واہ خصوصًا مطلع ۔

تو مطلع آفتاب سے روشن تر ہے ؎

شیخ کعبے مین تم نے کیا دیکھا | ہم بتون سے ملے خدا دیکھا

اور وہ آئینہ والا قطعہ کتنا دلکش ہی کہ واہ جی واہ۔
آزاد۔ اب انصاف تو اسی کا مقتضی ہی کہ مین نے آپکو خوش کر دیا آپ مجھے مسرور کیجئے۔
گیتی۔ دل و جان سے منظور۔ آپ کچھ فرمائین مین سعی کرونگی۔ شاید میری ہی کوشش ٹھکانے لگے۔
آزاد۔ صورت سوال ہی۔ حسن آرا کے حسن گلوسوز نے خرمن صبر و طاقت جلا دیا۔ نکاح کا سوال ہی ع۔ کوشش کرو کار خیر ہی یہ۔
گیتی آرا۔ یہ تو بڑی ٹیڑھی کھیر ہی صاحب۔ دل کا سودا دل لگی نہین ہی آخر حسن آرا مین کیا بات ہی جو آپ لٹو ہو رہے ہین یا نام ہی پر عاشق ہو گئے (حسن آرا سے) بہن اِن لو۔
حسن آرا۔ اے واہ کیا سفارش ہی۔ کیون ماں بس یہ ہنسی ہمکو گوارا نہین۔
آزاد ؎

رحمے بدلم اے ستم ایجاد نہ کردی | این خانۂ ویران شدہ آباد نہ کردی
دلجوئی من آہ ز بیداد نہ کردی | از گوشۂ بے فغان دل آزاد نہ کردی

پیشت ہمہ تن گر چہ زبانم چہ توان کرد

حسن آرا۔ چہ خوش چہ انشا شد۔ اب ایسا عشق چرایا کہ ذرا ضبط نہین کر سکتے اس نالۂ شور انگیز کو تہ کر رکھیے۔ اور میٹھی میٹھی باتین کیجئے۔
آزاد۔ تلخ کامی مین میٹھی میٹھی باتین کیسی۔
حسن آرا۔ سنیے بندہ پرور مین بے سمجھے بوجھے ہان نکرونگی
آزاد۔ تو نہین بھی تو نہ کیجیے۔

حسن آرا۔ ع عشق بازی را تحمل باید اے دل پائے دار (پ
سنیے دکان مین) مین آپ کی ادا۔ آپ کی وفا۔ آپ کے خد و خال آپ کی چال ڈھال آپ کے حسن گلو سوز۔ آپ کے نور عالم افروز آپ کی بناوٹ آپ کی سجاوٹ۔ آپ کے فضل و علم آپ کی متانت و حلم آپکی فصاحت آپکی ذکاوت پر ہزار جان سے عاشق ہون جو ایسے گلبدن کے ساتھ میرا عقد ہو تو جامے مین پھولے نہ سماؤن۔ باغ باغ ہو جاؤن۔ زہے نصیب کہ تمھارا سا شوہر ملے زہے بخت کہ کوئی تمھاری بیوی بنے۔ مگر یہ یاد رکھیے گا۔ کہ مین وہ فعل کرنا نہین چاہتی جس سے تربیت یافتہ عورتین بدنام ہون۔ اور وہی مثل صادق آئے کہ ایک مچھلی سارے تالاب کو گندہ کرتی ہی میری دلی خواہش یہ ہی کہ تعلیم یافتہ شریف زادیان ایسا چال چلن رکھین جو اورون کے لیے نمونہ ہو تاکہ اور شرفا زادیان بھی ہمارے نقش قدم پر چلین اور زیور علم و فضل سے آراستہ و پیراستہ ہو کر اپنے ملک کو فائدہ پہونچائین بچون کی تعلیم مین مدد دین حیا پرور ہون پاک نظر ہون عصمت ہاتھ پاؤن پھیلائے۔ عفت دن دونی رات چوگنی ترقی پائے مین جو بے سمجھے بوجھے آپ کے ساتھ نکاح کر لون تو آس پاس کی عورتین طعنے دینگی کہ واہ چٹ تیری منگنی اور پٹ تیرا بیاہ آج دیکھا کل نکاح۔ بوڑھی دادی کو طاق پر بٹھایا اور آپ بیاہ رچایا میرے چال چلن پر ہزارون کی نظر ہی اس شہر کی سب مائین اور سب بیٹیان مجھے غور سے دیکھتی رہتی ہین کہ دیکھین اسنے جو ایک نئی بات کی کہ فارسی عربی پڑھی تو اس سے کیا نتیجہ نکلتا ہی ہمارے خاندان بھر پر لوگون کی انگلیان اٹھتی ہین ایک مجھپر کیا فرض ہی جتنی بہنین ہین سب پڑھی لکھی کیا گیتی آرا بیگم کچھ کم ہین۔ یا جہان آرا ان پڑھ ہی۔ میرے خاندان اور میری

ہمجولیون مین کوئی جاہل نادان شورکہ نہین ہم جب کوئی بات
کرتے ہین آپس مین مشورہ کرکے یہ نہین کہ کاٹا اور دے دوڑین
ہم چاہے مرجائین لیکن یہ نہ ہوگا کہ ننگ وناموس مین دھبّا
لگائین۔ شادی کرنے سے انکار نہین لیکن خوض کرکے دیکھو
میان اور بیوی کو عمر کا ایک معتد بہ حصہ باہم صرف کرنا پڑتا ہی
اگر نہ بنی یا چھوٹ ہوگئی یا جوتی چلی یا شکر رنجی ہوئی تو زندگی تلخ
ہوجاتی ہی۔ میان نے کس کر بیوی پر ایک لات لگائی بیوی نے
بھی دیکھا نہ تاؤ چٹ چٹ کوسنا شروع کیا۔ وہ الگ منھ پھلائے
بیٹھے ہین یہ الگ روٹھی ہوئی ہین۔ ایسے میان اور ایسی بیوی کو
دور ہی سے سلام ہی آپکی ایک ایک ادا دل مین کھپ گئی ہی
آپ سے اچھا بیشک مجھے نہ ملے گا لیکن آپ کو یہان کوئی
جانتا بھی تو نہین ہی۔ آپ دو تین مہینے یہان رہیے اور جو مین
کہون وہ کیجیے۔

۱۔ پندرھوین دن آپ کے یہان مشاعرہ ہو تاکہ اس صحبت سے
آپ کا نام ہو اور لوگ آپ کو جانین کہ آپ بھی کوئی ہین۔

۲۔ کوئی عمدہ اور خوشنما بنگلہ یا کوئی کوٹھی کرایہ پر لیجیے مگر سر راہ
اور اسکو نفاست سے آراستہ کیجیے تاکہ لوگ سمجھین کہ خوش سلیقہ
آدمی ہی اور روٹیون کو محتاج نہین ہی۔

۳۔ شریف زادون رئیس زادون علما فضلا شعرا کے سوا اور کسی ایسے ویسے
سے صحبت نہ کرائیے شہدون بدمعاشون و اوباشون کو نہ آنے دیجیے

ہمنشین تو از تو بہ باید	تا ترا عقل و دین بیفزاید

۴۔ نماز جمعہ پڑھنے کے لیے ہر بار مسجد جایا کرو جسمین مسلمان
یہ نہ کہین کہ پابند صوم وصلوۃ نہین۔ لامذہب آدمی کو کوئی اچھا
نہین سمجھتا۔ خیالات چاہے جو ہون۔ لیکن دنیا پرستی اور
ظاہر پرستی بھی کسی قدر ضرور ہی۔

۵۔ ایک سواری رکھیے۔ اور صبح وشام ہوا کھانے جایا کیجیے۔

۶۔ امان جان سے کبھی کبھی ملا کیجیے۔

اگر ان باتون کو آپ پسند کرین اور میرا کہنا مانین تو مجھے
شادی کرنے مین اصلا عذر نہین۔ غور کرکے اسکا جواب لطف
فرمائیے یون تو مین اور سپہر آرا دونون ممنون ہین۔ آپ نے
اسکی جان بچائی آپ کی عنایت سے اسنے دوبارہ زندگی پائی
ہین تو آپ کی لونڈی ہون لیکن چونکہ آپ عالم آدمی ہین اور
فہمیدہ اور سنجیدہ۔ لہذا صاف صاف سمجھا دیا۔ جو آپ جاہل
ہوتے تو بڑی مصیبت پڑتی۔

آزاد۔ ایسے عالم ہونے سے ہم درگذرے ہم نے علم وفضل کو
ابھی سے استعفا دیا ہم جاہل ہی سہی بلکہ اور گنوار کا لٹھ کندۂ
ناتراش اچھا آپ نے جو کچھ کہا یہ سب منظور لیکن واسطے خدا کے
دوسرے تیسرے دن مجھ غریب الوطن کو اپنے پاس تک تو آنے کی
اجازت دیجیے اور یہ سب بھی آپ کے یہان رونق افروز ہون

گیتی آرا۔ ذرا پھر تو فرمائیے گا۔ چہ خوش۔ پہونچا دیتے ہی ہاتھ
پکڑ لیا۔ آپ کو اپنی حسن آرا سے کام ہی یا ان کی بہنون سے ذرا
سمجھ بوجھ کے کہا کیجیے حسن آرا نے جو تقریر دلپذیر کی اس کو
گوش دل سے سنیے اور سمجھیے ہم اور وہ سب اس بات پر راضی
ہین کہ آپ کے ساتھ انکا عقد ہو لیکن ابھی جلدی نہ کیجیے گا
سچ کہیے گا آپ شراب تو نہین پیتے۔

آزاد۔ شراب! توبہ صورت سے اور نام سے نفرت ہی۔

کہانتک آنکھون مین پھرتی شرابخواری کے	سفید مو ہوے باز آ سیاہ کاری سے

حسن آرا۔ پھر آپ کے پاس بجرے پر کہان سے آئی جو
آپ نے سپہر آرا کو پلائی۔

آزاد۔ سبحان اللہ وہ تو دوا تھی۔

کیا ذکر شراب یار توبہ خادر | رہ ایسا نہ شرمسار توبہ خادر
دوزخ مین جلینگے مے کے پینے والے | توبہ خادر ہزار توبہ خادر

میان آزاد یہ کہہ ہی رہے تھے کہ ہنسیا کلوارن دھانی بھریا
پھڑکاتی ہوئی لب چشمہ سار نظر آئی اور اُسکو دیکھتے ہی اُنکو اُن
خرابیون کی درگت یاد آئی جو بسنت کے دن سیہ مست ہو گئے تھے

جہان آرا۔ ای باجی بھیّا کب سے سُو رہا ہی۔ ذرا جگا دو۔
دو گھڑی کھیلنے کو جی چاہتا ہی۔

گیتی آرا۔ نا کہین ایسا غضب بھی نہ کرنا بچے جب سوتے ہون
تو اُنکو جگانا نہ چاہیے۔ اب آج سے یاد رکھنا۔ کم سنی مین جب
بچے سوتے ہین تو اُنکی بارھ ہوتی ہی۔ اُنکو جگانا اُن کی نشو و نما کو
روکنا ہی۔ اپنے آپ جگ ہی جائینگے یہی تو بڑی خرابی ہے کہ
بچون کی غور و پرداخت کا کسی کو خیال نہین بچے تو کوپل ہین
کوپل۔ چاہے جس طرف جھکا دو۔ لیکن بڑھ کر پھر مشکل ہی۔
تندرستی اُنکی صحت اُنکے چال چلن کا ابھی سے خیال چاہیے
جس مین بڑھکر توانا و تندرست چاق و چوبند ہون یہان کی
عورتین بچون کو راہ خدا پر چھوڑ دیتی ہین اسی سے تو اکثر بچے
بیمار رہا کرتے ہین۔

حُسن آرا۔ اسوقت ہوا بڑے زور سے چل رہی ہی۔ اُف۔ جگر
تک ٹھٹھر جاتا ہی۔ ای ہی۔ باجی۔ یہ کیا باتین ہین تمھاری اور سُنو
ہم بڑے بڑے تو کانپ رہے ہین رزائی اوڑھنے کا جاڑا ہی
یہ دولائی چھوڑنے کو جی چاہتا ہو۔ اور بھیّا کو باریک شربتی
کی آصف خانی خالی خولی پہنا دی ہی۔ اسی سے تو سردی کا
مرض ہو جاتا ہی ای دل بہار فلالین کا کرتا نیچے پہنا دو اور کانون
مین دوہرا ریشمی رومال باندھو یہ گلاب کے پھول ہین۔
کمھلا نہ جائینگے۔ اس اتنی ہوا کی انھین برداشت کہان
یہ روپیہ کون بھیا کے ہاتھ مین دے گیا ہی۔ واہ اچھا پیار ہی
اور جو کھیلتے کھیلتے مُنھ مین روپیہ لیجائے تو کیسی گذرے چھین لو

دل بہار۔ اے حضور چھین تو سب کچھ لون جب وہ دے
بھی وہ تو رونے لگتا ہی۔

حُسن آرا۔ دیکھو ہم کس ترکیب سے لیتے ہین بھلا روئے تو۔
(چمکا کر) بھیّا (ہنس کر) بھیّا (جھنجھنا ہلا کر) بھیّا (تالیان بجا کر)
بھیّا (ہونٹ پر آہستہ سے اُنگلی رکھکر) بھیّا (گدگدا کر) بھیّا۔ گدگدانا
تھا کہ لڑکا کھل کھلا کر ہنس پڑا اور روپیہ بڑے ہاتھ سے الگ
حُسن آرا نے روپیہ چُپکے سے ہٹا کر کہا کیون دل بہار ہم نے
روپیہ کیونکر چھپا کر لے لیا رونا نہ دھونا۔

دل بہار۔ جی ہان۔ رونا کیسا اور ہنستا گیا بڑا شہدا ہے
(کھیل کر) بڑا شہدا ہی۔ ہات ترے کی خالہ کو کیسے چُپ چپاتے
روپیہ حوالے کیا اور ہم نے ہاتھ ہی لگایا تھا کہ غُل مچانے لگا

گیتی آرا۔ عمر بھر تمنے لڑکے پالے۔ ہا تمھین سلیقہ نہ آیا۔ بچون
کی پرورش کچھ ہنسی کھیل تھوڑا ہی ہی۔

دل بہار۔ آدمی کے بچون کا پالنا تو ایک طرف ای ہم کہتے ہین کہ
کتون کے پلون تک کا پالنا ذری دل لگی نہین ہی ایک جنور کا
پالنا مشکل ہی۔ اور ابھی میرا سن ہی کیا ہی جو مین یہ باتین جانون
بھیّا کو کل سے دست پر دست آ رہے ہین اور ایک ہی
دن مین اسکے دشمن گھل کر کانٹا ہو گئے۔ یہان جنگل مین اوپر
آسمان نیچے سمندر نہ حکیم کوئی نہ ڈاکٹر۔

گیتی آرا۔ ہان ہان پھر دست تو آوین ہی گے۔ دانت
نکلتے ہین نہ بخار اور دست تو قاعدہ ہی ہی اسکا اس مین
گھبرانے کی کیا بات ہی ہم دوا دے دینگے۔ رات کو درخت
کے تلے بچون کو نہ سلایا کرو۔

حسن آرا۔ کیون اسکا سبب۔

گیتی آرا۔ لوگ کہتے ہین کہ رات کو درخت کے نیچے سونا برا آدمی کو بیمار کرتا ہی۔

دلبہار۔ بیمار و بیمار تو کوئی بھی نہین ہوجاتا یون کہو کہ سائین کے سوکھیل۔ خدا جانے آسیب ہو بھوت ہو پریت ہو کیا ہو کیا نہو۔ لڑکا جھپیٹے مین آجاتا ہی۔

حسن آرا۔ تو یہ تو جھپیٹ کیسی اور بھوت پریت کیا بلا ہی۔ یہ سب ڈھکوسلا ہی ڈھکوسلا ہی تم ہی سُوگھڑ عورتون نے تو جھوٹی باتین مشہور کردی ہین رات کو درخت کے نیچے سونا اسلیے برا ہی کہ شب کے وقت درخت سے ایک قسم کی خراب ہوا نکلتی ہی اور وہ صحت کے حق مین زہر کی خاصیت رکھتی ہی سُونیوالا اور بیمار ہوا اسکا اثر رفتہ رفتہ تندرستی پر پہونچتا ہی۔ ہان دن کے وقت البتہ درختون کے سایہ مین سُونا اچھا ہی دن کے وقت جو ہوا درختون سے نکلتی ہی وہ صحت کے حق مین فائدہ بخش ہے باقی چڑیل اور بھوت کے تو ہم قائل نہین اور نہ یہ کوئی ان لغو باتون کو مانتی ہونگی۔

حسن آرا۔ ہماری دلی آرزو یہ ہی کہ ہم یہان مدرسۂ نسوان قائم کرین یہان ہندوؤن کی بستی زیادہ ہی مین نے ایک لکچر لکھا ہی میان آزاد اگر اصلاح دے دین تو مین کسی دن یہان کی شریف زادیون کو جمع کرکے لکچر دون شاید کسی کے دل پر اثر کرے اور کوئی نتیجہ نکلے۔

آزاد۔ ہان ہان۔ ذرا لکچر سنائیے تو آپ کا لکچر تو قابل دید ہوگا۔ باقی رہا اصلاح یہ آپکا حسن اخلاق ہی مین ژولیدہ بیان کج مج زبان جاہل آدمی اصلاح دینا کیا جانون۔ ہان اگر آپ اپنی زبان سے خیالات فاخرہ فرمائین تو بجان منت۔

حسن آرا۔ الامر فوق الادب ہمین عذر نہین مگر دست بستہ التماس ہی کہ ہنسیے گا نہین۔

آزاد۔ ہنسون بھی تو ہنس نہین سکتا من ضحک ضحک بسم اللہ فرمائیے۔

لکچر نسبت تسلیم النسا مصنفۂ صاحب طبع رسا خاتون معتقا حسن آرا زاد اللہ حشمتہا

ظرفاے بصرہ مین سے چار بزرگوار جنمین سے ہر ایک بذلہ سنجی مین طاق اور لطیفہ گوئی مین مشاق تھا حضرت رابعہ بصری کے پاس گئے۔ ایک نے کہا۔ اے رابعہ ذکور کامل العقل ہین اور اناث ناقص العقل۔

رابعہ نے پوچھا وجہ۔ برہان۔ فرمایا کہ اُنکے نقصان عقل کی یہی کافی دلیل ہی کہ دو عورتون کی گواہی ایک مرد کی گواہی کے برابر سمجھی جاتی ہی۔ دوسرے صاحب نے فرمایا کہ آجتک کسی عورت نے پیغمبری کا درجہ نہین حاصل کیا تیسرے بزرگوار بولے کہ عورتین مہینے مین تین روز روزہ و نماز سے باز رہتی ہین چوتھے بزرگ نے فرمایا کہ بس دلائل متذکرۂ بالا سے ثابت ہی کہ عورتون پر مردون کو فضیلت ہی۔

رابعہ نے کہا کہ آپ کی دلیلین اور اعتراض ہمارے سر آنکھون پر لیکن تنہا پیش قاضی روی راضی آئی کا نقشہ ہے اگر کسی عورت سے پوچھیے تو وہ بھی عورتون کی تین فضیلتین بیان کرسکتی ہی۔

اولاً عورتون مین کوئی ایسی نہین سُنی گئی کہ نہ مرد ہو نہ عورت ثانیاً آجتک کوئی ایسی عورت نہین سُنی گئی جس نے خدائی کا دعویٰ کیا ہو یہ بے ادبی مردون ہی سے سرزد ہوئی۔ ثالثاً انبیا اور اولیا اور صلحا اور صدیقون نے عورتون ہی کے

بطن مین پرورش پائی تھی۔
جب سب پر ظاہر ہی کہ اناث کو ذکور پر جسقدر فضیلت ہی اُسے ذکور اپنے غرور کے سبب سے تسلیم نہین کرتے ہین۔
یہ برجستہ جواب سُنکر اُن چارون کے حواس خمسہ مختل ہو گئے
اب میری پیاری بہنون کو غور کرنا چاہیے کہ ذکور ہمکو کس قدر بُرا سمجھتے ہین اور کس درجہ نظر حقارت سے دیکھتے ہین جاہل مُورکھ ان پڑھ ناقص العقل ناقص الدین یہ خطاب ہمارے لیے تجویز ہوے ہین لیکن ہم اسی پر قناعت کرتے ہین حالانکہ یہ بھونڈی قناعت ہی ہمین چاہیے کہ وہ تدبیر کرین جس سے ناقص العقل ہونے کا دھبا مٹ جائے اور وہ تدبیر یہی ہی کہ زیور علم سے متحلی ہون ہم تسلیم کرتے ہین کہ ہم ناقص العقل ہین سلمنا اور ناقص العقل ہونے کے سبب سے ناقص الدین بھی ہین لیکن یہ قصور کسکا ہی۔ ذکور کا۔ وہ ہمکو تعلیم و تربیت سے محروم رکھتے ہین ہمارے پڑھانے لکھانے کو کفر و خطا تصور کرتے ہین اور پھر ہمین کو للکارتے ہین کہ تم کم عقل ہو۔ ذکور ہمکو بڑی ہی حقارت کی نظر سے دیکھتے ہین ہمارے دل پر داغ ہوتا ہے کہ وہ ہمین بہائم کچھ ہی بہتر سمجھتے ہین مگر ہماری آنکھون پر وہ غفلت کا پردہ چھایا ہوا ہی کہ ہمین اپنا نیک و بد کچھ نظر نہین آتا اگلے وقتون کے لوگ تعلیم نسوان کو آتش زن کالاے پارسائی اور فروغ بازار بیحیائی کہتے تھے۔ اور شریف زادیون کے تربیت یافتہ ہونے کو معائب شرافت خیر۔ اب نئی پود کے نوجوان البتہ اس امر کی طرف کسی قدر مخاطب ہوے ہین لیکن زبانی داخلہ بہت یہ نہین کہ اپنی اپنی بیوی کو پڑھائین لکھائین۔ پس خالی باتین سُن لیجیے جو لوگ تعلیم نسوان کو اچھا سمجھتے ہین وہ تین سوال پُوچھتے ہین۔

اولاً۔ کیا شرع محمدی اور دھرم شاستر کی رو سے تعلیم نسوان ممنوع ہی۔
ثانیاً۔ ہمارے اسلاف فردوس آرامگاہ کے وقت مین تعلیم النسا کا رواج تھا یا نہین۔
ثالثاً۔ کب سے اور کیون موقوف ہوئی۔
یہ تین سوال غور طلب ہین اور اکثر اخبارون مین وقتاً فوقتاً ان کی بحث دیکھی۔
واضح ہو کہ امر اول کی نسبت سب یہی کہینگے کہ تعلیم النسا ممنوع نہین ہی دھرم شاستر اور شرع محمدی دونون کے رو سے اسکا جواز ظاہر ہی۔ اگر شرع محمدی کی رو سے عورتون کی تعلیم ناجائز ہوتی تو اہل اسلام کی وہ عورتین جسقدر سمجھی جاتی ہین اور جو واقع مین اس لائق تھین کہ انکے نقش قدم پر چلے اور انکے چال چلن کو دستور العمل بنائے علم و فضل سے ضرور محروم رہتین ظاہر ہی کہ علم کے بغیر شرع محمدی کو مرد ہو یا عورت کوئی بخوبی سمجھ نہین سکتا اور جب تک بخوبی نہ سمجھے گا ضرور ناقص العقل رہیگا پس دین کی ترقی کے لیے لازم آیا کہ ذکور ہی نہین بلکہ اناث بھی تعلیم پائین۔ شرع کی رو سے ایسے امر مستحسن کی ممانعت یعنی چہ باقی رہا دھرم شاستر اسکی رو سے جواز ظاہر ہی میری ہندو بہنین جانتی ہونگی کہ منتری جی جو جاگ دلک رکھیشر کی استری تھین وہ علم و فضل مین آجتک مشہور ہین مہاراجہ دھر تراشت کی استری گندھاری جی اسقدر عالمہ متبحرہ تھین کہ بیاس جی جیسے عالم اجل سے علمی بحث ہوا کرتی تھی لیلاوتی جی کے نام سے کون فرد بشر واقف نہین ہی حساب مین اُن کو اسقدر دستگاہ حاصل تھی کہ اچھے اچھے محاسب اُنکو مانتے ہین راجہ بھوج کے عہد مین دریا دھری جی مدارس نسوان کی منتظمہ

مقرر تھین۔ ایک اخبار مین مین نے پڑھا ہی کہ راجہ بھوج کی بیٹی نے راجہ پرتھی راج کے نام اپنے ہاتھ سے خط لکھکر بھیجا تھا اگر تعلیم نسوان خلاف احکام دھرم شاستر ہوتی تو ایسے ایسے منی اور رشی اور مہاراجہ اسکو کب جائز رکھتے۔

اہل اسلام مین تعلیم نسوان کا رواج اس سبب سے کم ہوگیا کہ وہ رفتہ رفتہ کاہل ہوتے گئے اور عیش و عشرت مین پڑ گئے عورتون کی تعلیم کا بالکل خیال نہ رہا اب یہ کیفیت ہو کہ اہل اسلام کی شرفا زادیان نماز بھی اچھی طرح نہین پڑھ سکتین اور اہل ہنود مین شاید پردے کی رسم کے سبب سے موقوف ہو گیا۔

عورتون کا ناقص العقل ہونا ہنود مین مشہور نہین ہو۔ ترپا چرتر البتہ مشہور ہی لیکن یہ اسی سبب سے کہ وہ بیچاریان جواب نہین دے سکتین اگر وہ بھی پڑھی لکھی ہون تو مردون اور عورتون کا اُس مین مقابلہ کرکے ثابت کر دین کہ مرد زیادہ خوش وضع اور نیک ہین یا عورتین۔ عورتین اگر ناقص العقل ہوتین تو مدارس نسوان مین لڑکیان ایسی ترقی نہ کرتین جیسی اُنھون نے کین بلکہ تجربے سے ثابت ہوا ہی کہ عورتین مردون سے ذہن و ذکاوت مین کسی طرح کم نہین ہین صاحب ڈائرکٹر مدارس بنگال و مدارس وغیرہ افسران اعلی کی رپورٹ سال تمام سے صاف ظاہر ہوتا ہو کہ مدارس نسوان مین لڑکیون نے بہت جلد ترقی کی اور لڑکون سے بڑھ گئین۔

عورت اگر تربیت یافتہ ہو گی تو اپنے بچون کو ابتدا ہی سے عمدہ تعلیم دے گی۔ اخلاق سکھائے گی اچھی اچھی باتین بتائیگی کیونکہ دس بارہ برس تک بچے کنار مادری مین پرورش پاتے ہین اور مان کی خو بو اُن مین زیادہ اثر کرتی ہی اگر مان تعلیم یافتہ ہوئی تو اوائل عمر مین جسقدر عمدہ تعلیم لڑکے اُس سے پا سکتے ہین اسقدر اور کسی طرز پر ممکن نہین۔

اوائل عمر مین جب لڑکے اور لڑکیان ساتھ کھیلتی ہین تو اُنکی ذکاوت اور ذہانت مین فرق نہین معلوم ہوتا ہی اور اگر محسوس بھی ہوتا ہی تو مفید بہ حق نسوان۔ لیکن پڑھکر مرد عالم و فاضل منطقی و فلسفی ہو جاتے ہین اور لڑکیان گوڑیا گڈے کھیلتے کھیلتے محض جاہل رہتی ہین عورتون کی ناقص العقلی اگر تھوڑی دیر کے لیے تسلیم بھی کی جائے تو خلقی نہین افسوس ہے کہ گو اُنکو تحصیل علوم اور اکتساب فنون کی قابلیت حاصل ہے تاہم ذکور کی عدم توجہی ہم کو اُن سے محروم رکھتی ہی یہ کہنا کہ عورتون کو پڑھنے لکھنے کا وقت نہین ملتا ایک عذر بدتر از گناہ ہی بعض عورتین جو گھر کی اکیلی ہین وہ البتہ عدیم الفرصتی کا عذر پیش کر سکتی ہین مگر یہ عذر عام نہین ہی۔ بہت سی عورتین ایسی ہین جنکو سوائے بجز خفتنی بازیا خوردنی ہنکے اور کوئی کام نہین مانا کہ نسوان علم برق مین بُراق نہون۔ جر اثقال مین طاق نہون۔ شاعری مین شہرۂ آفاق نہون۔ نثاری مین مشاق نہ ہون لیکن اخلاق کی کتابین تو پڑھین کفایت شعاری کے رسالے معائنہ کرین۔ مذہبی کتب معقول کی سیر کرین۔ حساب مین ضرب تقسیم کسر اربعہ تک سیکھین۔ گھر کا خرچ روز مرہ لکھ لین چھوٹے چھوٹے بچون کو ناگری یا اُردو کی کتابین تو پڑھا سکین۔ اب انصاف کیجیے کہ کیا اس قدر تحصیل کے لیے خضر و الیاس کی عمر چاہیئے۔ ہم دعوی کرکے کہتے ہین کہ چاہے کیسی ہی غبی لڑکی کیون نہ ہو چار پانچ برس مین یہ سب بآسانی سیکھ سکتی ہی۔

یہ کتنا بڑا فائدہ ہی کہ اگر عورتین پڑھی لکھی ہون تو اپنے شوہر کو کہین زیادہ خوش رکھین۔ ناخواندہ عورت دوست جاہل ہی

تربیت یافتہ بی بی مونس دانا پڑھی لکھی عورتین عموماً گھر کا انتظام
ایسی عمدگی خوش اسلوبی سے کرسکتی ہین جیسے اہل انگلستان ملک کا
انتظام کرتے ہین بعض اصحاب اعتراض جڑتے ہین۔ کہ
تعلیم و تربیت سے عورتین بدوضع ہوجائینگی۔ توبہ توبہ۔
کیا بھونڈے خیالات ہین۔ یہ علم و فضل پر بڑا بھاری الزام ہے
بلکہ پایۂ اعتبار سے ساقط۔ اکثر صاحبون کا مقولہ ہے کہ جب عورتین
پڑھ لکھ جائینگی تو خفیہ عشقیہ خط و کتابت شروع کردینگی۔ توبہ
توبہ کیا بدگمانی ہی جو عورتین ناخواندہ ہین کیا وہ زبانی پیغام
نہین بھیج سکتین۔ ایک صاحب نے بہت صحیح لکھا ہی کہ خط
کے بھیجنے مین تو یہ خوف دامنگیر ہوسکتا ہی کہ مبادا خط پکڑا جائے
اور پھر ساری قلعی کھل جائے انکار کی گنجائش بھی مطلق
باقی نہ رہے اور اگر زبانی پیغام ہوا تو کھلے گا کیا اور کھلے
بھی تو صاف انکار ہوسکتا ہی۔

بہرحال اب میری دلی خواہش یہ ہی کہ ایک مدرسۂ نسوان
قائم ہو اور آپ سب مل کر مدد دین کہ ہندو اور مسلمانون کی
شریف زادیان اُس مین پڑھنے آئین۔ بڑی احتیاط کیجاوے گی
کہ اُس مدرسہ مین کوئی مرد نہ آنے پائے پرند پر نہ مار سکے اور
عورتین بھی وہی آسکینگی جو شریف زادیان ہین ایسی ویسی عورتون
کو آنے کی اجازت نہ دیجاوے گی۔

بس اسی طرح لکھا ہی ابھی صرف اسی قدر ہی بعض خیالات
اس مین نہین آئے وہ بھی بڑھادونگی۔ اب آپ فرمائیے حضرت
آزاد کو پسند ہی یا نہین ایک بات اور سن لیجئے کہ یہ لکچر ایک
جلسے مین پڑھا جائے گا ذرا بغور اصلاح دیجئے اور عجب نہین
کہ اخبارون مین بھی مشہور ہو۔

آزاد۔ بارک اللہ بارک اللہ یہ مضمون ہی یا فصاحت کا

جیحون۔ اسوقت فرط طرب سے سینہ باغ باغ ہی چشم بد دور کیا
طبع کی رسائی ہی۔ اور کیا خداداد ذکاوت پائی ہی۔

ہان آج سخنور و نہین فائق ہی تو
ذی فہم و ذکی ذہین و لائق ہی تو
ہمپایۂ چرخ ہی تری فکر بلند
حلال غوامض ہمہ فائق ہے تو

گیتی آرا۔ حسن آرا کی زبان چوم لے۔ اللہ جانتا ہی کہ کیا
طبیعت پائی ہی۔ آمد ہی آمد۔ آورد کا نام نہین کیا خوب ثابت
کردیا کہ تعلیم نسوان ضرور ہونی چاہیے۔ جی خوش ہوگیا مدرسہ
قائم ہو تو ایک گھنٹے بھر ہم بھی تعلیم دین۔
جہان آرا۔ دو گھنٹے ہم بھی پڑھائین۔
سپہر آرا۔ ہم کو تو جھوکریان پڑھاتے ہوے شرم آئے مگر جایا
کرین ہم بھی۔
آزاد۔ اور ہم۔
حسن آرا۔ جی بجا ہی آپ کا وہان گذر کہان۔ سہ۔

انسان کو علم فائدہ دیتا ہے
آئینۂ عقل کو جلا دیتا ہے
دنیا مین جو عزت ہی تو عقبیٰ مین بہشت
یہ دونون جہان مین مرتبہ دیتا ہی

واہ رے علم ہندوستان مین کروڑون عورتین ہین۔ گنوارین
بھی ہین دیہاتنین بھی ہین بیگمین بھی ہین۔ شریف زادیان بھی
ہین لیکن سب کے خیالات مختلف پھر یہ تو نئی بنائی بات ہی دنیا
مین جسطرح صورتین مختلف ہین اسی طرح سیرت بھی ایک سی نہین
ہوتی۔ کوئی گورا ہی کوئی کالا۔ کوئی صبیح ملیح۔ کوئی نازک اندام کوئی
گلفام کوئی بدقطع۔ کوئی خوبرو۔ گنوارنون کو دیکھیے کہ لکلی ہاتھ
پر چپکائے لال لال چنریا پھڑکائے کھیتون مین لہلہاتے
ہوے سبزے کے دھانی رنگ پر لوٹ پوٹ ہین۔ پٹیان گوندے
جمائے اور سیندور کی لال لال مانگ نکالی اور سمجھین کہ
بس اب ہم ہی ہم ہین اور ایسی پری زاد ہین دنیا کے پردے پر

کم ہین۔ شہر کی عورتون کے ٹھاٹھ ہی ہین دنیا سے نرالے ساری
خدائی سے انوکھے۔ وہ فوق البھڑک لباس زرق برق کہ نظر کا
پاؤن پھسل پھسل جائے۔ وہ تراش خراش کہ زاہد صد سالہ تک
اُنکی بیعت لائے اور اُنھین کا کلمہ پڑھنے لگے۔ لیکن الف کے
نام بے تک نہین جانتین۔ بالکل جاہل کندۂ ناتراش۔ ان پڑھ
مور کھ ہائے ہائے یہ شریف زادیان۔ اور جاہل مطلق افسوس
شہر کی عورتین عموماً بات چیت بول چال روزمرہ محاورے مین تو
برق ہوتی ہین مگر پڑھنا لکھنا خیر صلاح پھر خالی خولی طراری اور
لفاظی اور لسانی سے کیا ہوتا ہی فرانس مین بھی لیڈیون کو
تراش خراش اور بناوٹ سجاوٹ کا بدرجۂ اتم شوق ہے اور
نئی نئی وضع نئی نئی قطع ایجاد ہوتی ہے نئے نئے فیشن نکلتے ہین
لیڈیان بانکی پوشاک بانکی وضع سے بن ٹھن کر سیر کو جاتی ہین
لیکن یہی نہین کہ خالی لباس پر لٹو ہون علم و فضل مین دستگاہ ہے
ہائے یہی تو رونا ہے کہ یہان یا تو بالکل گنوار ہین ہے یا پھر جامہ زیبی
اور طراری کا شوق لکھنے پڑھنے سے تو کوئی واسطہ ہی نہین۔
شریف زادی کے یہ معنے ہین کہ بھلے مانس کے یہان پیدا ہوئی ہو
خیالات چاہے گنوارون کے خیال سے بھی بدتر ہون اس سے بحث
نہین بڑی بھی خرابی یہ ہے کہ اب وہ لوگ جو نیچ قوم کہلاتے ہین اُنکی عورتین
پڑھنے لکھنے لگین اور شریف زادیان رئیس زادیان امیر زادیان
بھلے مانسون کی مستورات ابھی جہالت ہی کی تاریکی مین ہین۔
اب چار دن مین سُن لیجئے گا کہ نیچ قوم کی عورتین شریف زادیون کو
دھمکا دینگی کہ بیگم صاحب آپ جانئین کیا۔ گویا اچھر بھینس برابر ہے
لاحول ولا قوۃ۔ شریف زادیان ناحق اپنے کو داغ لگاتی ہین
واہ ری حسن آرا حسن و جمال تو خدا نے دیا ہی تھا اُسی کے
ساتھ طبیعت بھی وہ نورانی عطا کی کہ واہ جی واہ۔ خیالات ایسے

فاخرہ کہ باید و شاید۔ دل وہ نیک کہ آہو ہو ہو مدارے وہ ذہین
کہ سبحان اللہ۔ فکر وہ متین کہ اُسکی متانت فکر کی قسم کھائے اور
یہ سب علم کی بدولت طبیعت ذکاوت تو جناب باری نے
کوٹ کوٹ کر بھری ہی تھی اُس پر عمدہ تعلیم پائی سے اُٹھی گویا
آئینہ عقل پر جلا ہو گئی چمک گیا۔ کیون نہو حسن آرا کا لکچر
قابل دید ہے بلکہ دید ہے نہ شنید ہے زبان کیسی شستہ و رفتہ خیالات
کیسے بدیع و شگرف۔ مدارے کیسی فرخ اور نوادر ہمدردی ایک
ایک لفظ سے ٹپکتی ہے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اسکے دل سے لگی ہے
اور ہندوستان کی عورتون کو غریب کو جہل دیکھکر اسکا جی جلتا ہے
اسنے بیڑا اٹھا لیا ہے کہ عمر بھر تعلیم نسوان کی ترغیب دیتی رہے گی
آفرین صد آفرین۔ اب حسن آرا کے خاندان کی اور شریف زادیون
حسن آرا کی بہنون کی حسن لیاقت دیکھیے کہ کیسی خوش سلیقہ باتمیز
ذی جودت تربیت یافتہ اور ذی خلق ہین کہ انسان اگر ایک
دم کے دم بھی ان کی صحبت مین بیٹھے تو اُس کا جی خوش
ہو جائے اور اخلاق و سلیقہ دیکھکر عش عش کرنے لگے کہ
واہ۔ ایسی شریف زادیان تو آج تک ہندوستان مین
دیکھی ہی نہین تھین یہ تربیت یافتگی نے کیا رنگ اثر جمایا کہ
بچون کی پرورش اور غور پرداخت اور علاج اور دل جلانے
مین حسن آرا اور سپہر آرا اور جہان آرا اور گیتی آرا سب کی
سب طاق تھین۔ بدتمیز عورتین عموماً اپنے بچون کی تندرستی کا
اصلا خیال اور مطلق پروا نہین رکھتین گو بچون کی عاشق زار
تو ہوتی ہین لیکن اپنی بدتمیزی کے سبب سے وہ فعل
کر گذرتی ہین کہ لڑکا بیمار نہ ہوتا ہو تو ہو جائے۔ حسن آرا اور
گیتی آرا نے اُس دایہ کو کیسا للکارا تھا کہ خبردار لڑکے کو جگانا
نہین ابھی سویا ہے۔

نیند بھر کے سونے دو جب لڑکا سوتا ہو تو اُسکو کبھی نہ جگائے

غرض حُسن آرا اور سپہر آرا اور اُنکی خالہ زاد بہن گیتی آرا اور جہان آرا اور میان آزاد اور پیر مرد سب کے سب نے مل کر اُس ایوان کیوان نشان مین بڑے لطف و سُرور اور مسرت و بہجت سے دو روز کاٹے خوب خوش روزہ منایا اور حُسن آرا نے میان آزاد کی چال ڈھال وضع قطع بات چیت کو میزان خرد مین خوب تولا خوب جانچا پرتا لا اور اُنکے زر شرافت کو کامل عیار پایا حُسن آرا کی دلی آرزو تھی کہ میان آزاد کی خو بو سے بخوبی واقف ہو جائین۔ دس دن مین بیس دن مین ایک مہینے مین دو مہینے مین جسقدر عرصے مین چاہے معلوم ہو کوئی دقیقہ باقی نہ رہجائے۔

دو دن اُس ایوان سپہر توامان مین اسی غرض سے رہی تھین کہ میان آزاد کے چال چلن کو بخوبی جانچین پرتالین۔ جب دو دن تک خوب دیکھ بھال چکین تو گیتی آرا نے کہا کہ حُسن آرا اب چلو گھر چلین اور میان آزاد سے کہو کہ کسی اور محلے مین مکان لین مگر آیا جایا کرین۔ بہن آزاد کی ہمکو دل و جان سے محبت ہے انشاء اللہ وہ دن دکھائے کہ آزاد کا اور تمھارا عقد ہو جائے آزاد ہم کو اپنی بڑی سالی کہین اور ہم اُن کو اپنا بہنوئی کیا آنکھین ہین اہو ہو ہو۔ کیا رخسارے ہین واہ واہ واہ۔ کیا قد و قامت ہے کیا شکل و صورت ہے کہ سُبحان اللہ۔ ایک طرف علم و فضل کو دیکھو۔ شاعر کیسے غرا سخندان کیسے بے ہمتا۔ منشی کیسے بے بدل۔ نثار کیسے بےمثل۔ مورخ کیسے زبردست کیا برجستہ غزل کہی ہے کتنی دلربا اور چیدہ ہے مطلع مجھے تہ دل سے پسند ہے ؎

شیخ کعبے مین تم نے کیا دیکھا	ہم بتون سے ملے خدا دیکھا

اور لطف یہ کہ فی البدیہہ کہی اِدھر فرمایش ہوئی اور غزل برجستہ موزون کر دی۔

حُسن آرا نے کہا بہن سُنو ہم تو اُن کے بڑے ممنون ہین۔ اُنھون نے تمھاری بہن سپہر آرا کی جان بچائی ہے مین تو اُنکی لونڈی ہو جاؤن خدا کی قسم مگر بیاہ مین بے جانچے پرتالے نہ کرون گی اب تم اُنسے یہ کہو کہ کسی اور محلے مین فوراً نہایت ہی عمدہ مکان کرایہ پر لین اور اُس مین رہا کرین اور بہن اُنسے کوئی ایسی بُری بات کہو جو شریف زادون کی وضع کے بالکل خلاف ہے دیکھو یہ مانتے ہین یا نہین اُنسے تم کہو کہ فلان بات کر لاؤ جو بالکل وضع کے خلاف ہو اور اُنکو ترغیب دو کہ اگر تم یہ بات کرو تو ہم حُسن آرا کو بیاہ کرنے پر مجبور کر دینگے دیکھو مانتے ہین یا نہین۔ گیتی آرا نے کہا خوب سُوجھین تم اب یہان سے چلو تب کوئی بات ہو تم نے تو یہان خیمہ ہی نصب کر دیے حُسن آرا نے کہا پھر چلیئے۔

گیتی آرا۔ (میان آزاد سے) اب تو گھر چلنا چاہیئے دو دن ہو گئے۔

آزاد۔ ہان اب بوریا بدھنا اُٹھائیے بُقچہ سنبھالیے۔ بڑی بیگم صاحب اپنے دل مین کہتی ہونگی کہ دو دن غائب غلہ رہنا چہ معنی دارد۔

گیتی آرا۔ اسکا تو آپ خیال ہی نہ کیجیے حُسن آرا کی والدۂ ماجدہ کو اُنپر کامل اعتماد ہے آپ اسکی فکر نہ کیجیے اپنے بچھڑے کے دانت سب ہی پہچانتے ہین۔ وہ حُسن آرا کو خوب جانتی ہین حُسن آرا بڑی نیک اور پارسا و عفیفہ اور پاکدامن حیا پرور اور عفت کوش لڑکی ہے گو مجھ سے اُنسے دو ہی تین برس کی چھٹائی بڑائی ہو لیکن مین خوب سمجھتی ہون کہ وہ مجھ سے علم و فضل لیاقت

تمیز سلیقے مین بہت بڑھی ہوئی ہین۔ اُنکی مان اُنپر جان دیتی ہین آپ ہرگز یہ نہ سمجھیے گا کہ یہان دو دن رہنے سے حُسن آرا کی مان اُنکو بُرا سمجھین یا اُن سے ناراض ہوجائین یہان ہونی بات ہی۔
آزاد۔ نہایت طبیعت خوش ہوئی بی حُسن آرا بیگم سے اور بھی زیادہ محبت ہوگئی۔

الغرض سب کے سب بجرون پر سوار ہوکر چلے راہ مین میان آزاد نے کئی بار گیتی آرا سے کہا کہ اگر یہ نہ مانین گی تو مین زہر کھاؤنگا میری تو جان جاتی ہی مین کیا کرون ہاے ستم مجھے خدا نے ایسی پاکیزہ صورت کیون دکھائی۔ مین اور میرا خدا کہ اُنکی ذکاوت اور جودت اور چال چلن اور عفت نے مجھے اور بھی ان کا عاشق دلدادہ کردیا۔ اب مین کرون تو کیا کرون اگر یہ صرف اتنا مجھ سے کہدین کہ تو گھبرا نہین تو میرا جی خوش ہوجائے مگر حیف صد حیف کہ یہ بالکل انکار کرتی ہین اور ذرا اُمید نہین دیتین۔
حُسن آرا۔ (کان مین) آزاد ہم تم پر دل وجان سے عاشق ہین اور عاشق صادق ہین مگر دیکھیے ذرا صبر کیجیے ذرا تحمل کیجیے۔ ع۔ صبر تلخ ست ولیکن بر شیرین دارد + آپ میرے جمال میرے حُسن میری پیاری پیاری صورت میری سیرت کے عاشق زار ہوگئے۔ گو یہ غرور کے کلمے ہین لیکن مین صاف صاف کہتی ہون کہ اگر کوئی سُنے گا کہ اسطرح نکاح ہوا تو ہنسے گا یہ نئی بات ہوگی اور جگت ہنسائی الگ۔
گیتی آرا۔ ہم سمجھ گئے۔ بس میان آزاد اب زیادہ اصرار نکرو حُسن آرا نے صاف صاف کہدیا جو کچھ کہنا تھا اب بھی آپ نہ مانین تو افسوس ہے الغرض میان آزاد اور حُسن آرا اور گیتی آرا اور سپہر آرا اور پیر مرد سب بجرون پر سوار ہوگئے۔

ہوا سے بینڈھے اُچھل رہے تھے۔ دریا نوجوانون کے مزاج کی طرح بلیون پر تھا موجین لہراتی ہوئی آتی تھین۔ پانی ساحل کو چوم کر اٹھکھیلیان کرتا ہوا جاتا اور برجعت القہقری واپس آتا تھا۔ اشجار پر بہار کا عکس جوبن دے رہا تھا بعض بعض شاخین پانی کو چوم رہی تھین۔ اُنپر طیور ذی شعور اور مرغان خوش الحان کا مزے سے بیٹھنا اور ہوا کے جھونکون کا اس قدرتی جھولے کو پینگ دینا اور مرغان خوش نوا کا فرط طرب سے جھوم جھوم کر جھکنا عجب لُطف بہار دکھاتا تھا۔ مچھلی یہ اُچھلی وہ ہو ہی کسی نے کہا رہو ہی۔ کوئی بولا بام ہے۔ وہ دریائی جانور نے سر نکالا اور غڑاپ غوطہ کھایا۔ کچھوا یہ تیرتا جارہا ہی وہ گردن غٹ سے پیٹ کے اندر تھی۔ کنارے پر گھانس خوب جمی ہوئی ہے اور ایک کونے پر غوطہ خور بیٹھا تماشا دیکھ رہا ہی۔ لہرین لہراتی ہوئی آتی ہین اور اُسکے پانوئن کو چُوم جاتی ہین۔ ہوا ایسی سرد چل رہی ہے کہ جگر تک کرۂ زمہریر بن گیا روح ٹھٹھری جاتی ہے جسم کے لحاف مین دبکی ونکائی پڑی ہی۔ نظر کے لیے چوطرف سبزہ خانہ بنا ہوا ہی شہتوت کی ہری بھری شاخ وہ تیرتی ہوئی چلی آتی ہی سامنے سے کسی نے دریا مین چراغ بہایا اور اسکے دیکھتے ہی دل بہار نے غل مچایا۔ اے بیگم صاحب دوڑو دوڑو دیکھیے کل آپ حجت کرتی تھین کہ بھوت پریت سب ڈھکوسلا ہی وہ دیکھیے برمھراکھس دریا مین سامنے سے چلا آتا ہی۔ اس پر فرمائشی قہقہہ پڑا۔ چراغ یہ آیا وہ آیا وہ بجھا یہ ٹمٹمایا۔ جابجا ناندین پڑ رہی ہین کہین گند کہین بھنور۔ یہ کیفیت دیکھنے سے غنچۂ دل کھلا جاتا تھا اور بے اختیار جی چاہتا تھا کہ عمر بھر یہان ہی بسر کیجیے۔ جانے کا نام تک نہ لیجیے۔ ہر سمت قدرت بالغہ نمودار ہر طرف صنعت کاملہ آشکار۔ ٥

پہونچے معنی تلک جو صورت دیکھے | صانع ملجائے گرچہ صنعت دیکھے
قطرہ قطرہ جو آدمی غور کرے | دریا دریا خدا کی رحمت دیکھے

اور اُس دریا کے بیچون بیچ مین اس فرح بخش و دلکشا عصمت آثار اور ندرت انتما کوٹھی پر کچھ اور ہی عالم تھا۔ ہر طرف سے دریا دیکھئے نیچے دریا بہ رہا ہے۔ مشرق مغرب شمال جنوب چو طرفہ پانی ہی پانی اور لطف یہ کہ اوپر نظر اُٹھائیے تو بھی دریاے اخضر فلک و کشتی ہلال اور زمین پر تو نظر کا دامن پھولون سے مالامال تھا جدھر دیکھو گلشن نگارین۔ جدھر نظر اٹھاؤ فرش زمردین ادھر بھار ہی اُدھر بہار ہے۔ اتنے مین باد طرب انگیز خوب سنسناتی ہوئی آئی۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے کالی گھٹا چھائی اُس وقت دریا کی کیفیت قابل دید تھی بلکہ دیدنی تھی نہ شنیدنی تھی سب کے دلون سے رہی سہی کلفت دُور ہو گئی۔ فکر منزلون کافور ہو گئی دوچار دن پری رُخان زہرہ تمثال مشتری خصال جوانی کے نشے مین چُور میان آزاد بادۂ شباب سے سرخوش و مخمور۔ ان کی شوخیان اور اُمنگ۔ اُنکی آہ سرد اور جوانی کی ترنگ۔ میان آزاد نے پیر مرد سے کہا کہ شراب خواری تو بلاے بے درمان ہے ہم تو اُسکے نام پر لاحول پڑھتے ہین جسطرح ماہ کنعان کو خسوف چاہ سے خلاصی بخشی۔ یونس و ایوب کو بچایا۔ خلیل پر شرر ہاے جہندہ کو گلزار کر دیا۔ اسی طرح خداوندا مجھے بھی اس آب تلخ خواص سے بچا۔ گیتی آرا نے آزاد کا غم غلط کرنے کے لیے طرح طرح کے مذاق کی باتین کرنا شروع کین لیکن آزاد کی نظر حُسن آرا کے رُخ انور پر تھی اور وہ کنکھیون سے آزاد پر نظر غلط انداز ڈال رہی تھی میان آزاد نے حُسن آرا سے پوچھا کہ کیون صاحب ہمارے بجرے پر کیون نہ سوار ہوئین بھلے مانسون کا اس زمانہ مین اعتبار نہین رہا۔ اُس نے آنکھون ہی آنکھون مین جواب دیا

اس پر سپہر آرا بولی۔ باجی تمھارا تو اچھا سبھاؤ ہے۔ اے واہ کوئی بھلے مانس بات کرے تو جواب تک نہ دو حُسن آرا نے ایک عجب دلربا ادا سے کسی قدر تنک کر کہا کہ بھلے مانسون کو دیکھ لیا بسم اللہ ہی غلط ہوئی۔ اُنکی بھلمنسی انھین کو مُبارک رہے۔ آزاد بآواز بلند گانے لگے۔ ؎

کبھی مذمت نہ ہو گی واعظ شراب گلگون کی مے کشون سے
زبان سے اُسکو بُرا کہین کیا جسے کہ منھ ہم لگا چکے ہین +

حُسن آرا۔ جو دختِ رز کو مُنھ لگاتے ہین اُنکو ہم نہ مُنھ لگائینگے۔

اتنے مین بجرے داخل ساحل ہوے وہ بتان جادو جمال بدر و ہلال تو ایوان کیوان نشان مین گئین اور میان آزاد نے اپنی راہ لی دُور تک فنسون کا جگمگھٹا اور مہریون کا جھمکڑا دیکھتے رہے جب فنسین نظر سے اوجھل ہوئین تو حضرت اپنے شفیق بالتحقیق میان ظرآف کے یہان چلے آنکھین اشک فشان اور اشعار عشقیہ وردِ زبان۔ ؎

بگڑ گیا کیا زخم تیغ عشق کاری ان دنون | مرغ بسمل کی تڑپ ہے بیقراری ان دنون
واہ کیا جوبن پہ ہے حسن عروسان چمن | تازگی بھرتی ہے باد بہاری ان دنون
فرقت دلدار مین رخصت ہوئے ہوش و حواس | درد اک کرتا ہے دل کی غمگساری ان دنون
جابجا سبزہ ہوائین سرد نہرین موجزن | کیا گلستان مین ہے لطف بادہ خواری ان دنون

عاشق تو ہوے مگر مزاج وان نہین اپنے ساقی لاابالی کا پایان قدم لین جسنے ہمین بادہ گساری مین یکتا کر دیا۔ ؎

چھکایا مے سے اک عالم کو ساقی تو نے محفل مین ؂
اِدھر بھی کوئی ساغر ہم بھی ہین اُمیدوارون مین ؂

ہاے اتنا کہنا بھول گیا کہ فصل بہار مین مجھے جنون ہو جایا کرتا ہے۔ بڑی سودائی کی باتون کا کیا بُرا ماننی ہو۔

اب سُنیے کہ ادھر میان آزاد تو اس سوچ مین تھے ادھر ملاح

ملیح یعنی پیر بخش کو خط گھٹوانے کا شوق جو چرایا تو حجام کو بلوایا۔ حجامون کا قاعدہ ہی کہ مُنھ بناتے بناتے چہ میگوئیان بھی کرتے جاتے ہین میان خلیفہ ملّاح ملیح کا خط بناتے جاتے ہین اور ساری خدائی کی گرما گرم خبرین سُناتے جاتے ہین۔ میان ہین لکھنؤ ایک دفعہ گیا تھا۔ تو وہان سرا مین یہ بھی ٹکے تھے۔ اجی یہی جوان ہین نہین گبھرو سے جون آپ کے پاس بیٹھے تھے اُس روج۔ (روز) ارے کون جوان گبھرو۔ کچھ پتاوے۔ اجی ابجو روہی گورے گورے ہین نہین۔ وہ جون بجرے پر بھی گئے تھے۔ ہان ہان وہ ہی میان آزاد۔ جی بس بس وہی میان آجاد ہان پھر کچھ کہے گا۔ وہ صاحب تمھارے ایک بھٹیاری سے شادی کرنے کو تھے مُل پھر نکل گئے۔ اُسنے اُنپر نالش جڑدی تھی۔ کہ یہ مجھے روٹی کپڑا کچھ دیتے دیتے نہین۔ اُس بھٹیاری کو یہ اونٹ پر سوار کر کے رات کو لیے پھرتے تھے اور کل پرسون اُنھون نے ایک چڑیمار کو مارا۔ اُس سے کہن کہ تو جال اور لاسا اور کمپا پھینک پھانک کے چل دے۔ وہ کب مانتا۔ آپ نے اُسپر دو تین چپتین جمادین آدمی کچھ ٹھیک نہین ہین اور شراب بہت پیتے ہین۔ مُدا بڑے علم کے آدمی ہین اور کبول (قبول) صورت بھی ہین۔ دیدارو جوان۔ ملاح کا رنگ یہ داستان سنتے ہی فق ہوگیا۔ خبردار اور نہ کسی سے کہنا ہم سے کہا تو کہا اور کسی سے کہا تو بیڈھب ٹھہرے گی بس اب زبان سے نہ نکالنا۔ اچھّا مین نے تو ہجور سے کہا اور سے گرج (غرض)۔ اِدھر میان ظرّاف کے مکان پر حضرت آزاد پہونچے۔

آزاد۔ بھائی ہوت گھر مین ہو۔

لونڈی۔ میان تو ابھی ابھی کہین گئے ہین۔ آپ کہان سے تشریف لائے۔

آزاد۔ اجی وہ ہم کہین سے آئے تم کوئی قاضی ہو۔ تم بھابھی صاحب سے ہماری بندگی کہ دو اور کہو مزاج پوچھتے ہین پہچانا یا بھول گئین غریبون کو۔

لونڈی۔ (دروازے کے پاس آن کر) بیگم صاحب سلام عرض کرتی ہین اور فرماتی ہین کہ کیسے کہان رہے اتنے دن۔

آزاد۔ اِدھر ہی اُدھر۔

لونڈی۔ وہ کہتی ہین جی بس ہم سے نہ بہت اُڑیے۔ یہان کچی گولیان نہین کھیلی ہین۔ کیسے آپ کی حسن آرا تو اچھی ہین۔ یہ چار چار روز بجرون پر ہوا کھانا اور یہان آن کر بتّے بتانا۔

آزاد (مسکرا کر) کیا خوب۔ آخر آپ سے یہ کس نے کہا کچّا چٹھا ہی سُنا گیا یہ کِن بزرگوار کی عنایت تھی۔

لونڈی۔ فرماتی ہین کہ آپ کے بھائی ایک ہی جہانیان جہان گشت ہین۔ شہر بھر کا حال اُنسے پوچھ لیجے۔ اب ہمین اتنا بتا دیجیے کہ برات کس دن چڑھیگی۔ ہم نے سُنا کہ حسن آرا آپ پر فریفتہ ہو گئین اور کیون نہون آپ پر بھی ماشاءاللہ عالم ہی۔ نک سک سے درست۔ ہاتھ پانون خوبصورت مکھڑا پیارا۔ آنکھین نشیلی۔ بن پیے ہر وقت کچے گھڑے کی چڑھی رہتی ہی۔

آزاد۔ پھر بھائی کس کے ہین جیسے وہ خوبصورت ویسے ہم۔

لونڈی۔ فرماتی ہین کہ بس دھاندلی رہنے دیجیے۔

آزاد۔ بھابھی صاحب یہ گھونگھٹ کا طلسم کیسا۔ آپ اور ہم سے پردہ؟ ہیچ ہو یا نہو۔

اتنے مین کسی نے پیچھے سے میان آزاد کی آنکھین بند کر دین آزاد چلّا اُٹھے

کہ بھائی ظرّاف بھائی ظرّاف - دونون گلے لپٹ گئے -

ظرّاف - (پیٹھ ٹھوک کر) شاباش ع - این کار از تو آید و مردان چنین کنند - کیون نہو واللہ مان گیا -

آزاد - قبلہ کچھ نہ پوچھیے - چلتے چلاتے سارا مزہ کرا کرا ہو گیا اس شراب سے خدا سمجھے - اُس شیطان کی پھٹکار (کُل حال کہہ سُنایا)

ظرّاف - (دانتون کے تلے اُنگلی دبا کر) ارے ارے اُف لاحول توبہ توبہ اِکتنے نادان ہو تمھاری صورت سے نفرت ہو گئی - لاحول ولاقوۃ کوئی ایسی حرکت کرتا ہے بجھی حد بھر احمق رہے تمھاری صورت سے واللہ نفرت ہو گئی -

آزاد - اجی مجھے تو اپنی صورت سے آپ نفرت ہو گئی - مگر اب کچھ چارہ بتاؤ -

اِدھر آفتاب لب بام ہوا اور وقت شام ہوا اُدھر میان آزاد خانہ برباد اور ظرّاف فرخ نہاد نے کوے جانان کی راہ لی اور ملّاح ملیح سے ملاقات کی -

آزاد - السّلام علیکم -

ملّاح - وعلیکم السّلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ - مزاج اقدس -

آزاد - (اور ظرّاف) الحمد للہ - آپ کا مزاج مبارک - ہمارے مزاج کی نہ پوچھیے - ؎

نے بلبل چمن نہ گل نو دمیدہ ہون	مین موسم بہار مین شاخ بریدہ ہون
خندان بشکل شیشہ و گریان بشکل جام	اس میکدے مین آ کے عبث آفریدہ ہون
مین کیا کہون کہ کون ہون سچ دا تقول اور	جو کچھ کہ ہون سو ہون غرض آفت رسیدہ ہون

ملّاح - خدا پر شاکر رہو - وہی بیڑا پار کریگا - ہم اب بھی ساعی بالخیر ہین -

آزاد - (ہاتھ جوڑ کر) ذرا دُور ہی سے وہ چاند سا مکھڑا دکھا دو واسطے خدا کے - لِلّٰہ - مین عمر بھر تمھارا غلام ہی بنا رہون گا -

کیا بزرگ ہو - واللہ مقدس - متبرک - پاک نظر قدسی صفات -

ملّاح - اب بھاٹ تو بنیے نہین - باقی چلیے مین تقریب کردون

پیر بخش نے آزاد کے ہاتھ مین ہاتھ دیا اور لے چلے - حسن آرا بیٹھی ہم آتے ہین اور میان آزاد بھی تشریف لاتے ہین -

آیئے آیئے تشریف لایئے اور جو کوئی صاحب ہون اُن سے کہیے اسوقت تو معاف ہی فرمایئن ایک ضروری کام ہے -

آزاد کو تاب کہان تڑپ سے اندر داخل - جاتے ہی حسن آرا کے قدمون پر ٹوپی رکھدی -

حسن آرا - (ٹوپی اُٹھا کر) ؎

گر زدست زلف مشکینت خطائے رفت رفت	ور ز ہندوے شما بر ما جفائے رفت رفت
گر دلم از طرۂ دلدار تابے برد برد	در میان جان جانان ماجرائے رفت رفت

اب آپ کل تشریف لائین -

میان آزاد خانہ برباد کلیجے پر چوٹ کھائے ہوے رونی صورت بنائے ہوے نماز مغرب کے وقت میان ظرّاف کے ساتھ گپ اُڑاتے اور تدبیرین بتاتے کوے جانان کی طرف سدھارے بھری برسات کے دن کوئی گولی ہی بھر کے پٹے پھر گئے ہونگے کہ قبلہ کی رُخ سے متوالی کالی گھٹا جھومتی ہوئی آئی اور دم کے دم مین چو طرفہ وہ تاریکی چھا گئی کہ الامان - دکاندار دکانین جھٹ پٹ بند کرنے لگے - خوانچے والون نے خوانچہ سنبھالا اور ملے ہوے کوئی بگھی پر سوار کوئی گھوڑے پر سوار شڑاپ شڑاپ کوڑے جما رہا ہے - کوئی فرس تندخو کو لڑکھڑاتا ہوا جا رہا ہے - فٹن کھڑکھڑاتی ہوئی یہ آئی وہ سٹ سے ہوا ہو گئی -

آگے والا ٹٹو کو سانٹے پر سانٹا لگاتا ہی- کسی کا بیل دُم دبائے بگٹٹ بھاگا جاتا ہی- کہار فنس اُٹھائے قدم جمائے اُڑے جاتے ہین دہنے جنگی بائین چرخا ہُونھ ہونھ ہُونھ ہُونھ- پیادہ پارہرو تیز قدم اُٹھاتے ہین- پائنچے چڑھاتے ہین کسی نے جوتیان بغل مین دبائین اور سرپٹ بھاگا کسی نے کمر کسی اور ریا بو کو ایڑ دی- کھٹ پٹ کھٹ پٹ تاریکی اس قیامت کی کہ راہ سُوجھتی ہی نہین ایک پر ایک بھد بھد کر کے گرتا ہی- اور میان آزاد قہقہے لگا کر کہتے جاتے ہین کہ (دب) (گرڑ) (چل چل) دھم ارے! کیون حضرت پُوچھنا نہ پاچھنا اور دھماک سے لڑھک جانا- اتنے مین تاریکی نے اور بھی زور باندھا ہندو اشلوک اور مسلمان برابر آیتین پڑھنے لگے اس عرصہ مین میان آزاد بستی کے باہر نکل گئے- وہان کف دست میدان سنسان بیابان مگر وہ تاریکی کہ الامان- ؎

وہ شب تھی کہ ناگن بلا تھی کہ شام
نہ تھا نور کا نام کو جس مین نام

وہ بیہڑ وہ جنگل وہ آفت کی رات
کہے تو کہ آئی قیامت کی رات

شرربار تھا اژدہا یا فلک
ستارون پہ تھا نیش عقرب کا شک

دیا بادِ صرصر نے شب کو فشار
زمین کی طرح ہل گئے کوہسار

ظرّاف- ع- آہستہ کہ رہ بر دم تیغ ست قدم را- ای میان کچھ خیر ہی بھلا یہ بھی کوئی موقع سیر ہی- سمک سے سما تک تیرہ و تار ہی- قدم اُٹھانا سخت دشوار ہی- مگر تمھین تو کوے جانان کی یاد ہی- لب پر آہ و فریاد ہی- مگر ذری دیکھ بھال کر قدم اُٹھائیے گا ورنہ پیچھے پچھتائیے گا- یا الٰہی- یا خدا- اُف ہوا نے کیا زور باندھا ہی مین تو واللہ بتانے لگا اگر صلاح ہو گھر پلٹ چلین-

آزاد ؎
بازگلبانگ پریشان مے زنم
آتشے در عندلیبان مے زنم

مجلۂ من بہر من بستند و من
سر پہ دیوار گلستان می زنم

در بن ہر خار خنجر مے خورم
بر سر ہر نیش جولان مے زنم

بسکہ لذت دوستم یک لخت دل
بر متاع صد نمکدان مے زنم

اتنے مین بوندین پڑنے لگین-
ظرّاف- وہ لیجیے قطرہ فشانی ہونے لگی- اب کوئی دم کے دم مین جل تھل کر دے گا-

آزاد ؎
ابرست و بہارست و ہوا ہم مزہ دار
برخیز کہ لغزیدن پا ہم مزہ دار

ظرّاف- کسی بھلے مانس کے پاس جانے کا بھلا کون موقع ہی-
آزاد- یہ عقل کی باتین ہین- اور یہان عشق کی گھاتین ہین پھر عقل اور عشق مین بھلا کیونکر بنے- گنگا اور مدار کا ساتھ کیسا- یہان تو کوس شاہی دشت جنون بجا رہے ہین- اور مزے مزے سے کوے جانان کی طرف جا رہے ہین- پیامبر کہان جو راز دل کا اظہار کرے- خود ہی عاشق- خود ہی قاصد- ؎

سویت کہ پیام ما رساند
این قصہ مگر صبا رساند

کو نکہت زلف عنبرینش
سوے من مبتلا رساند

خود کیست کہ درد ناتوانی
در جلوہ گہ دوا رساند

اتنے مین ایوان کیوان نشان نظر پڑا- اور میان آزاد نے فرط طرب سے ٹوپی اچھالی- روکی اور اُچھالی پھر رُوکی اور پھر اُچھالی دو قدم چلے- اور پھر اُچھالی تب تو ظرّاف نے ٹوپی لیکر مارے غصے کے ایک اندھے کنوئین مین پھینک دی اور کہا کہ بس یہی تو تم مین عیب ہی کہ اپنے آپے مین نہین رہتے ادچھے کے گھر تیتر باہر رکھون کہ بھیتر- ذرا سی بات ہوئی اور لگے اُچھلنے-

آزاد۔ ع
یا تنگ نہ کر ناصح ناداں مجھے اتنا
یا لاکے دکھا دے دہن ایسا کمر ایسی

میاں تم روکھے پھیکے آدمی۔ دماغ میں یبوست چہرے پر پھوسا اُڑ رہا ہے تم عاشقی معشوقی کی راہیں کیا جانو۔ ع

کوچہ عشق کی راہیں کوئی ہم سے پوچھے
خضر کیا جانیں غریب اگلے زمانے والے

ایوان عالی شان کے قریب پہونچے تو چوکیدار نے للکارا (کون) دربان بولا (بس وہیں سے بات چیت) ظراف تو جھجکے مگر میاں آزاد نے بڑھکر کہا کہ (ہم) اور (پھر) (ہم) ہم؟ ہم کون ہم کا نام بھی ہے۔ یا ہم ہی ہم۔ اجی ہم اور کون۔ ہاں ہاں ہم ہی ہم۔ ہم نہیں تو کیا تم۔ اے صاحب ہم کا نام تو فرمایئے۔ یا ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کھایئے ہم میاں آزاد آزاد! آزاد کون۔ اجی تم دل بہار کو اطلاع کردو۔ چوکیدار نے دربان سے کہا۔ دربان نے آواز دی۔ ای بوا دل بہار ذری ادھر آؤ۔ کوئی صاحب تشریف لائے ہیں۔ اندر سے آواز آئی پوچھو کون ہے اُس نے کہا آزاد نام بتلاتے ہیں۔ میاں آزاد کی مطبوعہ و مہ لقا حسن آرا تو اُس وقت خواب ناز میں تھیں لیکن انکی پیاری بہن سپہر آرا دیوان صفدر پڑھ رہی تھیں اور وجد کر رہی تھیں۔ جب دل بہار نے میاں آزاد کے آنے کی خبر سُنائی تو سپہر آرا پھولے نہ سمائی کہاں کہاں کدھر۔ بُلا و بُلاؤ اتنے میں میاں آزاد غڑاپ مکان کے اندر داخل ہوے۔

سپہر آرا۔ ع
وہ آئے گھر میں ہمارے خدا کی قدرت ہے
کبھی ہم اُنکو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں

آزاد۔ جی بجا ہے مگر خدارا ہمیں میاں آزاد نہ کہنا۔ ہمیں دولھا بھائی کہا کیجیے۔
سپہر آرا۔ انشاء اللہ خدا وہ دن بھی دکھائے تو میرا آزاد منھ مانگی مراد پائے۔
آزاد۔ آپ کی باجی کہاں ہیں۔
سپہر آرا۔ آج نصیب اعدا کچھ طبیعت ناساز ہے۔ دل بہار جگا دو۔ کہو میاں آزاد آئے ہیں۔

جب اُس گوہر درج رعنائی اختر برج خود نمائی کو خواب ناز سے جگایا۔ اور میاں آزاد کے آنے کا مژدہ طرب انگیز سُنایا تو باچھیں کھل گئیں انگڑائی لیتی ہوئی بڑے ناز و ادا سے اُٹھیں اور اٹھکھیلیاں کرتی ہوئی چلیں۔ اصیلوں نے دعائیں دیں اور چٹ پٹ بلائیں لیں۔ عجب ٹھسّے سے وہ نو عروس سرمایۂ ناز میاں آزاد کے قریب آن کر بیٹھی تو لباس گراں بہا سے بہشت کی لپٹیں آنے لگیں۔
آزاد۔ مزاج اقدس۔
حسن آرا۔ درد سر ہے۔

آزاد۔ ع
صندلی رنگوں سے مانا دل ملا
دردسر کی کس کے ملتے جائے گی

حسن آرا۔ خیر سے آپ صندلی رنگ بھی ہیں۔
آزاد۔ کوئی سپہر آرا کے دل سے پوچھے۔
سپہر آرا۔ کیا اسمیں شک بھی ہے کچھ۔ لاکھوں میں لاجواب کروڑوں میں انتخاب۔ یہ رخسارے ہیں یا گلاب۔ اُف رے حسن اللہ ری آب و تاب۔ اس ادا کے واری۔ اس سج دھج کے صدقے۔ یہ ہٹ دھرمی باجی اچھی نہیں۔

آزاد۔ ع
ای ترک غمزہ زن کہ مقابل نشستۂ
در دیدہ ام خلیدۂ و در دل نشستۂ

کیا سچ مچ ہماری صورت نہیں بھائی ایسے نظروں سے گر گئے۔
حسن آرا۔ (مارے شرم کے آنکھیں نیچی کرکے بولی) اب

کوئی اور بھی تذکرہ ہی یا نہین۔

آزاد۔ ع

سر پیش فگندہ بہ خجالت زنگاہے
شرمندہ ام از مردمی چشم سیاہت

آپ کی چشم بیمار جو فروش و گندم نما دہوش ربا ہی۔ اصل مین ظالم بلکہ اظلم لیکن ظاہر مین مظلوم نما ہی۔

حسن آرا نے اپنے دست نازک سے ایک گلوری بنائی اور اپنے ہی ہاتھ سے میان آزاد کو کھلائی۔ اُہو ہو ہو سپہر آرا بولی لو میان آزاد نقشہ جم گیا اُس پر میان آزاد نے پاندان چھین کر ایک گلوری خود بنائی اور ہزارون قسمین دے دے کر اپنی مطلوبۂ مطبوعہ کو اپنے ہاتھ سے کھلائی سپہر آرا نے کہین دیکھ لیا تو کہتی کیا ہی۔ اب ہمارے کلیجہ مین ٹھنڈک پڑی کوئی لاکھ چوری سے پان کھائے۔ لبون کی شوخی کب چھپ سکتی ہی حسن آرا کی پیشانی پر عرق آگیا۔ مگر جب ایک دفعہ چھوٹی بہن کی طرف دیکھا اور مسکرا کر گردن پھیر لی۔ میان آزاد اُسوقت ریشہ خطمی ہوے جاتے تھے جامے مین نہین سماتے تھے۔ چہرۂ گلنار۔ کلیجہ دھڑ دھڑ کر رہا ہی۔ باچھین کھلی جاتی ہین اور حسن آرا عرق عرق نیچی نظرون سے تاک جھانک ہونے لگی۔

آزاد۔ اسوقت ہمارے دل کی کلی کھل گئی۔

سپہر آرا۔ کیون نہین پھر منھ مانگی مراد بھی تو مل گئی۔ اب مٹھائی کھلائیے منھ میٹھا کیجیے نہین مین بھاجی خوری پر کمر باندھون گی۔

حسن آرا۔ اللہ یہ ان دونون مین کیا رمز و کنایہ کی باتین ہو رہی ہین یہ شیرینی کیسی ہماری سمجھ مین نہین آتا۔

آزاد۔ ہم سمجھا دین کیون حضور۔

حسن آرا۔ جی نہین بس معاف کیجیے۔

آزاد۔ آخر اب ہم کب تک ترسا کرین۔ امتحان دیا پورے اُترے اب انعام تو ملے بس اب تکلف برطرف آج مین بے قبولوائے اُٹھون تو آزاد نہین ادب آموز فرہاد نہین ایک حسن گلو سوز اُسپر طرہ ناز جگر دوز۔ ع

آوازۂ حسنت شدہ از ناز دو بالا	چون نغمہ کہ لطفش شود از ساز دوبالا

حسن آرا۔ ہمارا تو اسوقت برا حال ہی نیند اُمڈی چلی آتی ہی آنکھین جھپکی پڑتی ہین۔ اُف جمائی پر جمائی آ رہی ہی۔ بند بند ٹوٹا جاتا ہی نیم خیز ہو کر اب ہمین سونے جانے دیجیے۔

آزاد۔ دوپٹا پاؤن سے دبا کر بسم اللہ آرام کیجیے۔ جائیے اب جائیے اے صاحب تشریف لیجائیے۔

حسن آرا۔ دتنک کر چھیڑ خانی سے آپ باز نہین آتے وہان تو دبائے ہین اور کہتے ہین جائیے جائیے۔ اب جائین تو کیونکر جائین

آزاد۔ دوپٹے کو پھینک جائیے۔

حسن آرا۔ بجا یہ کسی اور کو سکھائیے ٹھٹھکر اب صاف کہدون

آزاد۔ ضرور۔ مگر آپ کے تیور اسوقت بیڈھب ہین۔ خدا ہی خیر کرے کہ ڈالیے جو کچھ کہنا ہو خدا کرے میرے مطلب کی بات منھ سے نکلے۔

سپہر آرا۔ آمین۔

حسن آرا۔ آپ لائق فائق علم و ہنر کے شائق معزز و ممدوح۔ زندہ دلون کی جان و روح۔ نوخیز نوجوان۔ خوش تقریر خوش بیان فصیح و زبان دان۔ نکتہ سنج مرنجان مرنج۔ عالی خاندان معالی دودمان فہمیدہ و سنجیدہ حسین و مہ جبین سب کچھ ہین اور مین تو آپ پر ایسی کچھی ہون کہ میرا ہی دل جانتا ہی فصاحت و بلاغت مین آپکو سلمان ساوجی پایا تو حسن و جمال مین یوسف مصری سے

دامان نگہ تنگ و گل حسن تو بسیار	گلچین بہار تو ز داماں گلہ دارد

گر آپ مسافر غریب الوطن اجنبی پردیسی آدمی - آپ کا ٹھور نہ ٹھکانا - گھر نہ بار خانہ بدوش خانہ برباد خانمان خراب میں کسی سے آپ کا ذکر کرون تو کہون کیا کس کے لڑکے ہین - کس کے پوتے ہین کس کے نواسے - کس خاندان کے ہین مکان کہان ہے یہ مین بتاؤن گی کیا شہر بھر مین یہی خبر مشہور ہو جائیگی کہ حسن آرا نے ایک پردیسی کے ساتھ نکاح پڑھوا لیا جس کے حسب نسب کا پتا ہی معلوم نہین مجھے تو اسکی پروا نہین مین تو خوب جانتی ہون سع -

کہ درین راہ فلان ابن فلان چیزی نیست

لیکن مجھے ڈر یہ ہے کہ مبادا اس نکاح سے اور تعلیم یافتہ شریف زادیون کو عوام حقارت کی نظر سے دیکھنے لگین - اور مجھکو لوگ بد وضع سمجھین جو مجھکو مر جانے کے برابر ہوگا - بات وہ کرنی چاہیئے کہ دھبّا نہ لگے - اور ہم اور تم لطف سے زندگی بسر کرین اب ساری بات یہ ہے کہ اپنے مشہور کرنے کی فکر کیجیے مشہور کرنے کے یہ معنی نہین کہ آپ کسی کے گھر پھاندیے اور ڈکیتی مین نام پیدا کیجیے مطلب یہ کہ نیکی کے ساتھ لوگ آپ کو یاد کرین -

آزاد - (خوش ہوکر) چشم ما روشن دل ما شاد کہیئے تو آگ مین پھاند پڑون -

حسن آرا - ماشاء اللہ کبھی بھی تو وہی وحشت کی بات تم آگ مین پھاند پڑو اور مجھے جلاؤ - کوئی معقول بات سوچو جس (سے) نام ہو - اگر آگ مین پھاند پڑے اور بفرض محال بچ بھی گئے تو لوگ آپ کو سڑی سودائی ہی سمجھین گے -

سپہر آرا - کوئی کتاب تصنیف کیجیے -

حسن آرا - نہین کوئی حمیت اور بہادری کی بات ہو کہ جو سنے عش عش کرنے لگے - اور پھر اچھی اچھی رئیس زادیان چاہین کہ انکے ساتھ میان آزاد کا بیاہ ہو جائے لیکن پھر اسوقت ہمین آپ کاہے کو پوچھنے لگے - پھر دماغ ہی نہ ملینگے -

آزاد - اگر میرے ایسے خیالات ہون تو خدا مجھے غارت کرے

حسن آرا - تو سنیے اب روم و روس مین جنگ چھڑنے والی ہے روم کی مدد آپ پر فرض ہے - آپ روم کی طرف سے لڑیے اور تیغ بسالت کے خوب جوہر دکھائیے تمغے لٹکائے ہوئے آئیے تو وہ نام ہو کہ ہندوستان بھر مین پھر گھر گھر آپ ہی کے چرچے ہون اور ہم فخر سے کہین کہ میان آزاد غازی ہمارے شوہر ہین

آزاد - (ٹوپی اچھال کر) منظور منظور - جاؤن اور بیچ کھیت جاؤن مرے تو خیر اسلام کے نام پر جان دی اور زندہ رہے تو تم کو پایا -

سپہر آرا اس تقریر کو سنکر آنسو بھر لائی اور آزاد کے قدمون پر ٹوپی رکھکر کہنے لگی کہ واسطے خدا کے یہ خیال دل سے دور کرو کجا روم کجا ہندوستان - وہان تک خیال بھی منزل بمنزل دم لیتا ہوا جاتا ہے اور میدان کارزار کے تو نام سے میرے ہوش پران ہوتے ہین - میان آزاد نے کہا آپ ابھی بالکل کم سن لڑکی ہین -

میان آزاد وہان سے رخصت ہوئے کہ کل ملین گے اور پرسون کوچ -

سپہر آرا کا اصرار

بتا ساقیا دختِ رز کا نشان	کہ ہے رنج فرقت سے ہونٹوں پہ جان
فرح بخش خاطر ہو وہ جام دے	طبیعت ہی یہ کسل آرام دے
کہانتک یہ گردش یہ دوران سپہر	سفر ہو گیا اب تو مشکل سفر
یہ تفریق اور تفرقہ تاکجا	کہین رند ہین اور کہین میکدا
قیامت ہے ہر دم کی امید و یاس	پہنچ جائین منزل پہ منزل شناس

ناظورۂ ملائک نظر فریب عدوے صبر و شکیب خاتون مہ لقا حُسن آرا نے جوان گلعذار طرار و طرحدار میان آزاد کو بڑی جانیکی خبر جو سُنائی تو سپہر آرا اپنے بھولے پن کے سبب سے بہت ملول ہوئی دھاڑون دھاڑ آنسو بہائے اور گول گول اشک ڈھلکتے ہوئے دامن تک آئے ایک دفعہ اپنی بڑی بہن سے چمٹ گئی۔

سپہر آرا۔ باجی ہم کیا کرین دل بیقرار ہی چشم پُرنم اور اشکبار ہے میرے تو کلیجے مین جیسے کسی نے برچھیان چُبھو دین رات کاٹے نہین کٹتی۔ ہاے تم کیسی بے رحم ہوئی جاتی ہو۔ آزاد کو بیکار جنگ پر بھیجتی ہو۔ اُس بیچارے نے ابھی زُلف چلیپا بھی نہین چھوئی مگر خدا نہ کرے کہ عشق کی کالی ناگن اسے ڈس جائے اچھی طرح راز دل بھی نہ کہنے پایا لیکن تم نے وہ گرما گرم فقرہ سُنایا کہ دوسرے کی عقل سرد ہو جاتی۔ ہی ہی باجی۔ کہان کالے کوسون بھیجتی ہو تمھین خاتون جنت کی قسم دگلے لپٹ کر) میری باجی مین صدقے اب اس خیال خام سے درگذرو۔ آزاد جائینگے تو پھر انکی صورت دیکھنے کو ترس جاؤ گی۔ دن رات آنسو بہاؤ گی زندگی تلخ ہو جائیگی قیامت بپا ہو گی آزاد سا نوعمر گل رُخسار شوخ و طرار خلیق بباغ و بہار نہ پاؤ گی نہ پاؤ گی اچھا ہمین کیا تم ہی پچھتاؤ گی۔ وہ بڑا دلیر آدمی ہی مورچے سے آزاد کا پھر آنا ایسا ہی ہی جیسا ملک الموت کا واپس جانا کیون مفت مین کسی کی جان کی دشمن ہوئی ہو۔ ہاے اُس نے ہاتھ تک نہین لگایا اور خدا نے اُسکو یہ دن دکھایا۔ ؎

کنار دریا پہونچ کے پانی پیا نہین ایک بوند تس پر
چڑھی ہی موجون کی ہم سے تیوری حباب آنکھین بدل رہے ہین

حُسن آرا۔ ہائین ہائین بہن۔ اہی واہ۔ یہ مُفت کا رونا دھونا اچھا سوانگ ہی۔ وہ مبارک دن میری نظرون کے سامنے پھر رہا ہی جبکہ آزاد تمغے لٹکائے ہوئے روم کی لڑائی سر کر کے ہمارے دروازے پر کھڑے ہونگے۔ گھوڑا ہنہنا تا ہو گا اور آزاد کھٹ سے اُتر آئینگے اور ہم خوش خوش ملین گے۔

اتنے مین میان آزاد بھی دن سے داخل ہو گئے۔ اُس سے میان آزاد پر ادر ہی عالم تھا۔ شباب وہ جوبن دکھاتا تھا کہ ہو بہو جوانی پھٹی پڑتی تھی آنکھین سُرخ جیسے خون کبوتر گورے گورے رُخسارے بعینہ گُلاب کی رنگت اور لباس تو وہ بانکا پہنے تھے کہ سر سے پاؤن تک ایک ایک عضو بدن قابل دید تھا ٹوپی وہ بانکی کہ بانکپن بھی لوٹ ہو جائے جوانمردی خود بلائین لے شمشیر خوش غلاف اور خنجر خارا شگاف اور از سرتا پا صندلی لباس۔ اُسپر انگریزی عطر کی بو باس سپہر آرا تو اُن کو دیکھتے ہی آٹھ آٹھ آنسو رونے لگی لیکن حُسن آرا نے ضبط کیا اور بار بار کنکھیون سے اُنکے گل رُخسار پر نظر ڈالنے لگی۔ اور ہنسی دل لگی کی باتون مین رنج فرقت ٹالنے لگی اُسوقت آزاد کا چاند سا مکھڑا حُسن آرا کو ایسا بھایا کہ بے اختیار اُسی وقت نکاح کرنے کو جی چاہا مگر اللہ رے استقلال و ضبط۔ ذرا اُف تک نہ کی۔ سپہر آرا نے کلیجے کو تھام آزاد سے روتے روتے پوچھا کہ یہ کہانکی تیاریان ہین آج کس پر چڑھائیان ہین چھُری کٹار خنجر تلوار لے کر کہان چلے۔ تیور بڑے سخت پڑ رہے ہین۔

آزاد۔ آج ہم موت کی تلاش مین نکلے ہین۔ کفن باندھکر قاتل کی جستجو ہی۔

سپہر آرا۔ دقدمون پر گر کر) واسطے خدا کے اس خیال سے درگذرو۔

آزاد۔ اب تو ؎

سلطان عشق کی ہی فتح و شکست آج	یا ہاتھ ٹوٹ جائینگے یا کھولینگے نقاب

حسن آرا سی بیوی پانا دل لگی نہین ہی ایسی حسین ہ جبین معشوقہ نازنین خوش رو۔ خوش خو۔ خوش سلیقہ۔ خوش تمیز۔ بڑے خوش قسمتون کو ملتی ہین۔ ~~

غالب ان سیمین تنون کیواسطے ۔۔ چاہنے والا بھی اچھا چاہیے

اب ہم حسن آرا سے اصرار کرین تو جوانمرد نہین اب ہمارے اُنکے اُسی روز شادی ہوگی جب ہم میدان کارزار سے سرخ رو ہوکر واپس آئینگے۔ حمیت اسلام بھی اسی کی مقتضی ہی کہ روم کے نام پر جان فدا کر دین۔ سر کٹوائین اور زخم پر زخم کھائین مگر میدان سے رُخ نہ پھیرین قدم نہ ہٹائین۔ ہم برٹش سبجکٹ ہین۔ ~~

آن نہ من باشم کہ روز جنگ بینی پشت من ۔۔ آن منم کاندر میان خاک و خون بینی سرے

سپہر آرا۔ جو آپ نے دہلیز تک بھی قدم رکھا تو ہم رو رو کے ابھی ابھی اپنی جان دیدینگے۔ ہائے یہ کیا سنائی سُنائی۔

آزاد۔ سُنو سُنو تم ابھی ناکردہ کار اور کم سن ہو تم ہمارے دل کے جوش و خروش کو کیا جانو مگر تم گھبراؤ نہین جیتے بچے تو پھر آئینگے۔ ہمارے دل سے حسن آرا کی اور تمھاری محبت جاتی رہے یہ محال ہی بس ہمارا اتنا کہنا یاد رکھو۔ اور میری خاطر سے اب رونا دھونا چھوڑو مجھے چلتے چلتے رنج پر رنج نہ دو۔ خوب یاد رکھو کہ حسن آرا میرے ساتھ نکاح نہ پڑھوائین گی جبتک روم کی لڑائیان سر کر کے مین واپس نہ آؤنگا پھر سوچو تو کہ تمھارا اصرار بیجا ہی یا نہین میرے دل سے لگی ہی کہ مین جاؤن اور بیچ کھیت جاؤن بارون اور مرون۔ کاٹون اور کٹون تم رونے کیون جاتی ہو کیا لڑائی مین سب کے سب مر ہی جاتے ہین۔ کیا میدان جنگ سے کوئی واپس نہین آتا پھر تم اپنی آنکھون کی کیون دشمن ہوئی ہو۔

سپہر آرا۔ ہائے میری بہن کو یہ کیا ہوگیا اس بیچارے نے تو جان بچائی اور اُسکے جلدو مین اپنی جان شیرین گنوانے کو جاتا ہی اتنی دور جاکر واپس آنا معلوم۔ بس اب میری زندگی محال ہی مجھے دفنا کے جانا۔ ہی ہی اللہ جانے کن کن جنگلون مین بے آب و دانہ رہو گے کیسے کیسے پہاڑون پر چڑھنا ہوگا۔ کہان کہان لڑنا بھڑنا ہوگا۔ کس کس سے مقابلہ ہو اک ذرا سی گولی تو ہاتھی کا کام تمام کر دیتی ہی انسان کی کون کہے۔ ہائے یہ صورت یہ شکل گولیون سے چھلنی ہو ہمین تو تمھارا حال ہی معلوم نہوگا۔ دن رات بیٹھے کڑھا کرینگے اور ایک ایک دن ایک ایک برس ہوجائیگا۔ اور پھر کیا جانے آؤ نہ آؤ۔ لڑائی پر چڑھائی پر جانا کچھ ہنسی ٹھٹھا تھوڑا ہی ہی۔ یہ تو تمھین مردون کا کام ہی۔ ہم تو یہان ہی سے نام سن سن کے کانپتے ہین۔

حسن آرا۔ بہن پیاری بہن۔ اب تم ہمارا کہنا مانو کہ۔

سپہر آرا۔ (کانون کو ہاتھون سے بند کر کے) نا۔ نہ مانونگی نہ مانونگی لاکھ برس تک نہ مانونگی۔ مرجاؤن۔ رہا یہ نہ مانونگی۔

حسن آرا۔ سن تو لو۔

سپہر آرا۔ جی بس سن چکی خون کیجیے اور کہیے سن تو لو۔

حسن آرا۔ مین فقط یہ کہتی ہون کہ۔

سپہر آرا۔ کہتی کس سے ہو۔ ہم ایسی سُننے کب ہین۔

آزاد۔ اچھا انکی بھی خاطر کرو بڑی بہن ہین۔

سپہر آرا۔ واہ۔

حسن آرا۔ مین فقط اتنا کہتی ہون کہ تم پہلے مُنھ دھو ڈالو۔

سپہر آرا۔ وہ آزاد سے ہاتھ دھوکر مُنھ دھونے کی بھی طاقت رہے گی۔

حسن آرا۔ یہ کیا بُری بُری باتین زبان سے نکالتی ہو ہمین

مجھے معلوم ہوتا ہی۔

سپہر آرا - جی اگر ایسی ہی محبت ہوتی تو توپ کے مہرے ان کو نہ بھیجتین۔

حسن آرا - ہائین! ہائین! ور توپ کے مہرے ان کو بھیجتا ہی کون ہی کیا مین زبردستی تھوڑا ہی کرتی ہون وہ تو آپ جاتے ہین۔ ہان مین انکو روکونگی نہین وہ اسلام کے نام پر سر کٹانے جاتے ہین اور برٹش گورنمنٹ کی رعایا ہین منع کرون تو کیونکر سلطان المعظم روم ہمارے ظہیر المذہب ہین۔ ہم پر اُن کی مدد ایسے نازک وقت مین فرض ہی اور ہماری ملکہ معظمہ کی گورنمنٹ کے دوست۔

آزاد - ہان اُنھون نے مجھسے اصرار کب کیا کہ تو ضرور جا ہی۔ مین تو خود جاتا ہون۔ یہ منع کر کے دیکھ لین۔ دیکھین مین کہنا مانتا ہون کبھی نہین۔ جاؤن اور پھر جاؤن۔

سپہر آرا - محبت اور عشق اسکے معنی ہین کہ زبان سے اتنا بھی نہین نکالتے کہ قاتل ہمارا وہ ہی۔ ہائے مقتول ہونے چلے مگر اُف تک زبان پر نہ لائے سچ ہی ؎

عاشقان کشتگان معشوق اند | بر نیاید ز کشتگان آواز

اے مُرغ سحر عشق ز پروانہ بیاموز
کان سوختہ را جان شد و آواز نیامد

بھلا خشکی جائیے گا۔

آزاد - سمندر سمندر۔

سپہر آرا - پھر دہاتھ مل کر) اُف اُف۔ سمندر! بڑی بڑی سُنائی۔ خدا بچائے۔ اللہ بچائے۔ علی مشکل کشا مشکل کشائی کرے اُف کلیجہ مُنھ کو آگیا آج۔

آزاد - اب رات زیادہ آئی۔ آپ آرام فرمائین ہم کل شب کو یہان سے کُوچ کرینگے۔

سپہر آرا - ہی ہی کُوچ! اُف! اوہ۔ پھر دل دکھانے ہمارے پاس آئے ہی کیون تھے (دامن زور سے دبا کر) جائیے تو دیکھون کیونکر جاتے ہین آپ۔

حسن آرا - (ٹپ ٹپ آنسو بہا کر) ؎

داغ اُلفت لگا دیا کس نے | نقش ہستی مٹا دیا کس نے
گُل سے شبنم بنا دیا کس نے | ہنس رہے تھے رُلا دیا کس نے
زُلف تیری اگر نہین لیلے | مجھکو مجنون بنا دیا کس نے

سپہر آرا - اللہ مین کسکو سمجھاؤن۔ دل کو سمجھاؤن جو مچلا جاتا ہی آزاد کو سمجھاؤن جو داغ فرقت دیے جاتے ہین یا حسن آرا کو سمجھاؤن کہ اس نوجوان کے قتل کا بیڑا اُٹھایا ہی۔

آزاد ؎

دل و جگر خون ہو چکے ہین حواس تک اپنے جا چکے ہین
وہی محبت کا حوصلہ ہی ہزار صدمے اُٹھا چکے ہین
ستم سے دل اور شادمان ہو کبھی نہ سختی کوئی گران ہو
کسی کا اب اور امتحان ہو ہمین تو آپ آزما چکے ہین

حسن آرا - ہائے کس غضب مین جان پڑی۔ اسوقت عجب حالت ہی۔ بنڈا پھیکا پڑ گیا۔ ہاتھ پانون ٹوٹے جاتے ہین آنکھین جل رہی ہین آزاد۔ جو مین جھوٹ کہتی ہون تو یہ دونون آنکھین پٹم ہو جائین کہ دُنیا مین اگر کسی کی چاہ ہے تو آزاد کی لیکن دل سے لگی ہی کہ تم روسیون کو نیچا دکھاؤ رُوم کی کمک کو جاؤ۔ مرنا جینا مقدر کے ہاتھ ہے۔ کون رہا اور کون رہے گا ؎

غیرت حور مہ جبین نہ رہے | ہین مکان گر تو وہ مکین نہ رہے
جو کہ تھے بادشاہ ہفت اقلیم | ہوے جا جا کے زیر خاک مقیم
رشک یوسف جو تھے جہان مین حسین | کھا گئے ان کو آسمان و زمین

تاج مین جنکے ٹکتے تھے گوہر ٹھوکرین کھاتے ہین وہ کاسہ سر
ہر گھڑی منقلب زمانہ ہے یہی دنیا کا کارخانہ ہے
ہے نہ شیرین نہ کوہکن کا پتا نہ کسی جا ہے نل دمن کا پتا
بوے اُلفت تمام پھیلی ہے باقی اب قیس ہے نہ لیلی ہے
صبح کو طائران خوش الحان پڑھتے ہین کل من علیہا فان

میرا دل گواہی دیتا ہے کہ تم سرخرو ہو کر آؤگے۔

آزاد - یہان کیا راضی برضا - جو مرضی ہو - ہم تو کفن ساتھ لے کر جاتے ہین مورچے سے ہٹ جائین کیا مجال - زندہ رہے تو خیر ورنہ رخصت۔

سپہر آرا - (رو رو کر) ایسی باتین میرے سامنے تو نہ کرو ذرا رحم - ذرا رحم۔

آزاد - اب ایک کام کیجیے - بات کو زیادہ طول نہ دیجیے مین تو گھر جاتا ہون اور شب کو مل کر کوچ کرونگا تم سپہر آرا کو سمجھا رکھو ورنہ راہ مین جب مین اُنکے پیار کی باتین یاد کرونگا تو قدم نہ اُٹھے گا - بے روم جائے صورت نہ دکھاؤنگا۔

حُسن آرا - سپہر آرا - اچھا اب انکو جانے دو کل آئین گے۔

سپہر آرا - اچھا جایئے۔

آزاد - رخصت کل ملینگے۔

سپہر آرا - نیت شب بخیر۔

حُسن آرا نے کہا اُف اسوقت بڑی نیند آ رہی ہے اب سو رہو سپہر آرا بولی باجی سونا کہو - ہمکو تو رونا کہو - نیند کسکی سونا حرام ہے آزاد آزاد - پیارے آزاد تو نے ہماری جان بچائی مگر اسکے صلے مین اپنی جان مفت مین گنوائی - خیر خدا مالک ہے۔

آج میان آزاد بُرے پھنسے بڑی ہی مصیبت پڑ گئی جان عذاب مین ساری مشیخت خاک مین ملی - سخت کر کری ہوئی - ادھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے - افعال بد کا نتیجہ دیکھا اعمال زبون نے روز بد دکھایا - میان آزاد جب سے گھر سے نکلے گرگٹ کیطرح رنگ بدلتے رہے کبھی درویش شیخوخت پناہ دلی اللہ عارف باللہ حق آگاہ مشیخت دستگاہ - کبھی جرعہ نوش مغبچۂ بادۂ فروش رند مے آشام صبح کو شراب شام کو جام - کبھی پہلوان یا پھکیت بن گئے کسی لڑنتیے یا نیوتیے کو دیکھا اور تن گئے - اسکو دبوچا اُسکا منھ نوچا اُسکو زمین پر دے ٹپکا - اسکو گدا دیا - کبھی پری رخون کا جمال دیکھکر مفتون ہو گئے کسی لیلی وش پر نظر پڑی اور مجنون ہو گئے مگر اُنسے بڑے بڑے کارنمایان بھی سرزد ہوے - مکتبون کی اُنھون نے اصلاح کی - مدرسون اور کٹھ ملاؤن کی اُنھون نے خبر لی - پالٹشاون کا اُنھون نے خاکا اُڑایا - ان پڑھ گرگون کو اُنھون نے راستہ بتایا مگر دو ایک حرکتین فضول بھی سرزد ہو گئی تھین جنکا اب خمیازہ اُٹھائینگے - ناظرین کو یاد ہوگا کہ میان آزاد نواب صاحب کے حکم سے میان صف شکن علی شاہ کو سمجھانے چلے تھے اور ایک سرا مین بی اللہ رکھی بھٹیاری سے آنکھ لگ گئی تھی مگر زبانی داخلہ اللہ رکھی خود بھی انپر ریجھی تھین - اس بارے مین تو میان آزاد بڑے ہی خوش قسمت ہین کیسی ہی گلعذار پری رخسار کیون نہو انکو نظر بھر کر دیکھا اور عاشق زار ہو گئی - اللہ رکھی نے انپر نالش جڑ دی اور حضرت کو بھاگتے ہی بن پڑی - اب سُنیے کہ اللہ رکھی نے اُڑتی سی خبر پائی کہ میان آزاد فلان شہر مین ایک خاتون مہ لقا کی زلف چلیپا اور رُخ زیبا پر ہزار جان سے عاشق ہو گئے ہین اور وہ زہرہ تمثال بھی اُن کو چاہتی ہے دونون عاشق اور دونون معشوق ہین سوچی کہ بدلا لینے کا اچھا موقع ہے میری زندگی مین تو میان آزاد شادی نہین کرنے پاتے تو سہی جو دہین نہ بہو نچون اور سب معاملہ بھر بھنڈ نہ کر دون - کیا دل لگی ہے ہمین سے بتائین اورا ورون کو

بیاہ لائین۔ اللہ رکھی نے دل مین ٹھان لی کہ جاؤن اور پھر جاؤن۔ یہ سوچ کر اپنے رفیق میان چانڈو باز کو ساتھ لے کر چلین اور دھم سے داخل۔ ایک سرا مین پڑے ٹھسّے سے رہنے لگین۔ میان چانڈو باز چو طرفہ ٹوہ لینے لگے کہ میان آزاد کہان ہین۔ ایک دن چانڈو کی پینک مین جھومتے ہوے چلے جاتے تھے اور سامنے سے میان آزاد بھی بنے ہوے آتے تھے۔

چانڈو باز۔ (ہنس کر) السّلام علیکم (گلے مل کر) مزاج اچھے اللہ اللہ بعد مدت کے زیارت ہوئی (رو کر) آنکھین آپکو ڈھونڈھتی تھین واللہ ترس گئے۔ وہ جو چلتے وقت ناکے پر انکو آپ نے تان کر سڑ سے چابک جمایا تھا اُسکا نشان ابتک بنا ہی آپکی کس کس عنایت کا ذکر کرون بارے ملے خوب ملی اللہ رکھی تو مر گئین بیچاری۔ ہاے غضب ہو گیا مرتے وقت خدا کی قسم اللہ اللہ کہا کین اور دم توڑنے کے پہلے تین دفعہ آزاد آزاد آزاد کہا اور چل بسین۔ رہے نام اللہ کا۔

آزاد نے جسوقت چانڈو باز کی صورت منحوس پہلے دیکھی تھی تو چہرے کا رنگ متغیر ہو گیا تھا ہاتھ پاؤن پھول گئے۔ روم کا جانا اور تمغے لٹکانا بھول گئے۔ سوچے کہ کچھ دال مین کالا کالا ہی اب عزت خاک مین ملی اور ساری شخصیت نکل گئی۔ چانڈو باز نے جب اُنسے مصافحہ و معانقہ کیا تو اُنکا جی چاہا کہ قرولی بھونک کر للکارین لیکن چانڈو باز نے بیان کیا کہ اللہ رکھی رہگرا سے عالم جاودانی ہوئین تو کسی قدر خوش اور کسی قدر ملول ہوئے خوش اس وجہ سے کہ چلو بلا گئی خس کم جہان پاک۔ اور ملول اس سے کہ عین جوان شباب مین اُس نے وفات پائی لیکن جب میان آزاد نے سُنا کہ نزع کے وقت اُنکا نام ورد زبان تھا تو بڑا ہی افسوس ہوا پُرانی محبت نے جوش کیا۔ اور آنسو آنکھون سے جاری ہو گئے۔ چانڈو باز دل مین سوچا کہ مار لیا بھرون مین آگئے چھانسا کھا گئے وہ چکمہ دیا کہ یاد ہی تو کرینگے۔

آزاد۔ ؎

صد حیف کہ گلرخان کفن پوش شدند	وز خاطر یکدگر فراموش شدند
آنانکہ بصد زبان سخن مے گفتند	آیا چہ شنیدند کہ خاموش شدند

کیون حضرت ہم سے بڑی محبت تھی۔ اُف۔ اسوقت بُرا حال ہی ہاے مرتے وقت دو دو باتین بھی نہ کرنے پائے۔

چانڈو باز۔ جی کیا عرض کرون۔ واللہ ہی اس پیار اور اس حسرت سے تمھین یاد کیا کہ بس مین کیا کہون میرا تو اسوقت عجب نقشہ تھا۔ روتے روتے ہچکی بندھ گئی اور سر مقدس گھٹنے پر رکھ بیٹھا رہا۔ اور دم واپسین تک آپ ہی کی یاد کرتی رہین کھٹ ہوا اور آزاد آئے۔ دھم ہوا اور آزاد آئے آپ اپنا ایک رومال وہان بھول آئے ہین اُسکو ہر روز دیکھ لیتی تھین کئی تولہ عطر اُسمین ملا اور مرتے وقت کہا کہ ہماری تربت پر یہ رومال رکھ دینا۔

آزاد۔ (رو رو کر) اُف کلیجہ منھ کو آتا ہی کس مردود کو معلوم ہو کہ اللہ رکھی کو ہم سے اس درجہ اُلفت تھی۔ ہاے ہم اُسکی پیار کی باتون اور رمز و کنایہ کی گھاتون کو ذرا نہ سمجھے۔

چانڈو باز۔ ایک گلدستہ اپنے ہاتھ سے بنا کر دے گئی ہین کہ اگر میان آزاد حسن اتفاق سے آجائین تو اُنکو دیدینا اور کہنا کہ اب حشر مین ہم آپ کی صورت دیکھینگے بس۔

آزاد۔ بھائی اسی وقت دو۔ ابھی ابھی دو۔ واسطے خدا کے ابھی لاؤ۔ یار مین تو مرا بے موت۔ لاؤ تو گلدستہ ذرا مین چوم لون سر پر رکھون۔ آنکھون سے لگاؤن گلے سے لگاؤن۔

چانڈو باز۔ (آنسو بہا کر) چلیے مین سرا مین فروکش ہون۔

گلدستہ ساتھ ہی اُسکو جان سے زیادہ عزیز رکھتا ہون - ہاے
کیا گلدستہ ہی -

آزاد - سچ کہنا پیاری پیاری صورت تھی - اُہو ہو ہو - وہ
مُکھڑا کہ سُبحان اللہ -

آزاد اور میان چانڈو باز ملکر چلے - راہ مین اللہ رکھی کے
حُسن و جمال اور خط و خال اور بھولی بھالی باتون اور عشق کی
گھاتون کا ذکر مذکور رہا - چلتے چلتے دونون سرا مین داخل ہوے
میان آزاد جیسے ہی آگے بڑھے اور چانڈو باز کی کوٹھری مین
گھُسے ویسے ہی دیکھتے کیا ہین کہ بی اللہ رکھی بگلے کے پر کا سا
سفید لباس پہنے کھڑی ہین دیکھتے ہی میان آزاد کا رنگ
فق ہو گیا - سارے اعضا کاٹو تو لہو نہین بدن مین - چُپ
اب ہلتے ہین نہ بولتے ہین بلکہ تصویر کی طرح بحس و حرکت پیشانی پر
عرق عرق آنکھین جھپک گئین اور ایک دفعہ ہی باواز بلند کہا -
(اُف مرگیا) یہ کہکر میان آزاد دھم سے گر پڑے اور پھر کہا (اُف)

اللہ رکھی - زور سے تالیان بجا کر) مجرا عرض کرتی ہون -
ای بندہ پرور ذری ادھر نظر کیجیے - یہ مہینون کی راہ طے کر کے
ہم صرف آپ ہی کی زیارت کے لیے آئے ہین - اور آپکو ہم سے
ایسی نفرت ہی کہ آنکھ تک نہین ملاتے - واہ ری خوبی قسمت
اب ذرا سر تو اُٹھائیے - گردن تو ہلائیے - وہ چاند سا مُکھڑا تو دکھائیے
ہائے کیا ستم ہی جن پر ہم جان دیتے ہین وہ ہماری صورت
سے بیزار ہین بقول صفدر ؎

دل و جگر خون ہو چلے ہین حواس تک اپنے جا چکے ہین	
	وہی محبت کا حوصلہ ہی ہزار صدمے اُٹھا چکے ہین

کہیے آپ کی حُسن آرا تو اچھی ہین سنا ہم کو تو اُنکا جوبن دکھادو
ہم نے سُنا باد بہاری کی طرح کبھی چمن مین ناز کرتی پھرتی ہین -

کبھی طاؤس طناز کے مثل جھوم جھوم کر چلتی ہین کبھی بجرون پر سیر دریا
کو جاتی ہین - کبھی ہمجولیون کو لے کر جشن اُڑاتی ہین - اور
نام خدا ابھی سولہ ہی سترہ برس کا سن ہی - اور ان دنون تو
بناوٹ سجاوٹ پر اُدھار کھائے بیٹھی ہین - ؎

مصاحب ان روزون آئینہ ہی سنگار کا انکو مشغلہ ہی	
	کبھی ہی سُرمہ کبھی ہی مسّی کبھی ہی غازہ کبھی حنا ہی
تو انکے آگے سے کھینچتا ہی وہ تیرے آگے سے کھنچ رہی ہین	
	غرض کہ آئینہ کا بھی طوطی عجب حسینون مین بولتا ہے

کیون بندہ پرور ہم بک رہے ہین یا بھونک رہے ہین -
(رخسارون پر ہاتھ پھیر کر) ہمارا ہی لہو ہے جو ادھر نہ دیکھے
ایک نظر ذرا ادھر بھی -

آزاد - جناب باری کی قسم صرف تمھین کو دیکھنے آیا ہون -

چانڈو باز - کسی اور بھروسے نہ رہیے گا - اسوقت بھائی آزاد
کی روتے روتے ہچکی بندھ گئی تھی ان کو بھی تم سے دلی اُنس ہے
خدا کی قسم مین نے جو یہ فقرہ چست کیا کہ اللہ رکھی نے
نزع کے وقت آزاد آزاد کہکر دم توڑا تو اُن کے چہرے پر
بھی موت کے سے آثار پائے گئے -

اللہ رکھی - خیر اتنی تو ڈھارس ہوئی کہ مرنے کے بعد ہمارا
قاتل آنسو بہائے گا لیکن کیا ! ؎

آئے تربت پہ بہت روئے کیا یاد مجھے	خاک اُڑانے لگے جب کر چکے برباد مجھے

آزاد - اللہ رکھی اب ہماری عزت و آبرو تمھارے ہاتھ ہی تم چاہو تو
جلاؤ چاہو تو نہ جلاؤ - اگر ہم تمھارے معشوق ہین تو ہمین دق نہ کرو
ورنہ اب ہم سنکھیا کھا لینگے اور اسی دم جان دینگے اگر ہماری
موت منظور ہو تو خدا کی قسم ہم کمر کس کر مرنے پر آمادہ ہو جائین
اور اگر ہماری زیست چاہو تو ہمین آزاد کر دو ؎

سپردم بتو مایۂ خویش را | تو دانی حساب کم و بیش را

اللہ رکھی - سنو آزاد ہم بھی شریف زادی ہین - کوئی ایسی ویسی نہ سمجھنا - مگر اللہ کو یہی منظور تھا کہ ہم پاجیون کی طرح سرا مین بھٹیاری بن کر رہین ہین ایک شریف کی لڑکی ہون ادنا دان ہمکو اسقدر جلد بھول گیا - یاد ہی کہ ہمارے بوڑھے میان نے تم سے ہمارے لیے خط لکھوایا تھا اور تم ہمارے گھر کا پتا ڈھونڈھتے ہوئے آئے تھے اور ہماری تمھاری چار آنکھین ہوئی تھین اور پھر ہم ایک دن فنس پر سوار بٹھیتے سے جاتے تھے اور مہری فنس کا کونا دبائے چلتی ہوئی ساتھ ساتھ تھی اور کئی دن تک آپ ہم پر لٹو رہے - آخر کار آپ تو فرو ہو گئے - اور ہمارے بوڑھے میان نے انتقال کیا ہم کمسن کوئی چودہ پندرہ برس کی عمر - وہ دقیانوس کے ہمعصر ہمکین انکی صورت سے نفرت تھی - پوپلا مُنھ - دانت چوہے کے بند رکر جھکے تھے کمر بہتر جگہ سے خم بھون تک سفید - حلوا دن آت کھائین - آنکھون سے سُوجھتا نہین - قوت سامعہ سے بے بہرہ ہاے ہماری امان نے ہمین کس موے بوڑھے کے ساتھ بیاہا تھا دن رات ہم کڑھا کرتے تھے - اور ہماری جوانی مُفت مین ضائع جاتی تھی - آخر کار وہ تو قبر مین پانؤن لٹکائے ہوئے بیٹھے ہی تھے چل بسے - جس دن اُنکے مرنے کی خبر آئی ہم نے مسجد مین گھی کے چراغ جلائے لیکن ہماری امان نے پھر ہماری شادی نہ کی اور ہم کو یہ سُوجھی کہ گھر سے نکل بھاگین - اللہ جانتا ہی جو ننگ و ناموس مین فرق آیا ہو تم سے بیاہ کرنے کا بہت شوق تھا مگر تم یہ سمجھ کر کہ بھٹیاری کو کیا بیاہین نکاح پر راضی نہوئے - اب ہم نے سُنا ہے کہ حسن آرا کے ساتھ تمھارا نکاح ہونے والا ہی - اللہ مُبارک کرے - شبھ گھڑی بیاہ ہو - اچھی ساعت نکاح ہو - اب ہم اپنے آپ اجازت دیتے ہین - خوشی سے بیاہ کیجیے - پیاری پیاری دُلھن کے ساتھ نکاح کیجیے - چشم ما روشن دل ما شاد - لیکن ہمین نہ بھول جانا لونڈی بن کر رہون گی - مگر تم کو نہ چھوڑون گی نہ چھوڑون گی -

آزاد - اُف اوہ - تم وہ ہو جسکا اُس بوڑھے خرانٹ پیر فرتوت کے ساتھ بیاہ ہوا تھا - اُف اوہ - یہ راز تو اب کھلا - ہمین خوب یاد ہی کہ تم چمن مین اٹھلا اٹھلا کر چلتی تھین - بات بات پر مچلتی تھین وہ اچپلاہٹ کہ الامان - وہ چلبلاہٹ کہ الحذر - وہ شوخی کہ الحفیظ - مگر ہاے افسوس تم نے یہ کیا کیا - اِسوقت کلیجہ پاش پاش ہو گیا - یہ تمھین سُوجھی کیا - ہاے ہندوستان کی ان رسوم مذموم کا بُرا ہو جنھون نے تمکو غارت کر دیا اور کہین کا نہ رکھا - تمھاری مان نے بڑی ہی بیوقوفی کی کہ تم سے جوان شوخ و شنگ رشک شاہدان فرنگ کو ایک سن رسیدہ گرگ باران دیدہ کے ساتھ بیاہا - ؎

شادی از پیران خم گردیدہ قامت بدنماست
جو ہر شمشیر کم گردد چو خندان مے شود

ہاے ستم تم اور بوڑھے کے پالے پڑو - واہ رے ہندوستان ؎

بوے گل نالۂ دل دود چراغ محفل
جو تری بزم سے نکلا وہ پریشان نکلا

آزاد - مین اب جاتا ہون - کوئی چار پانچ گھڑی مین آجاؤنگا - تم سے بڑی بڑی باتین کرنی ہین -

اللہ رکھی - اچھا جائیے مگر جلدی آئیے گا -

میان آزاد چلے تو اثناے راہ مین ایک مقام پر مجلس رقص و سرود آراستہ تھی اور ایک زن نازنین کمر رشک قمر لہرا لہرا کر گا رہی تھی

دہ دھما چوکڑی مچ رہی تھی کہ واہ جی واہ طبلے کی تھپک و ربائین کی گمک نے انکو ایسا سرور بخشا کہ محو و از خود رفتہ ہو گئے ایک غزل ختم ہوئی دوسری شروع ہوئی۔ دوسری کا چٹکی تیسری چھڑی کبھی ٹھمری کبھی ٹپا۔ کبھی خیال۔ کبھی کدارا طبلیے اپنا کمال دکھاتے ہین۔ سارنگی ستم بپا کرتی ہے۔ میان آزاد ایک ہی رنگین آدمی۔ جم گئے اب اس وحشت کو دیکھیے کہ غیر کی محفل و حضرت اہتمام کرتے ہین کسی حقے کی چلم بھرواتے ہین کسی گڑگڑی کو تازہ کراتے ہین۔ کبھی ٹھمری کی فرمائش کبھی حقانی غزل کی۔ دس پندرہ گنوارون نے جو گانے کی آواز سُنی تو دھنس پڑے میان آزاد نے سب کی گردن ناپی۔ الگ الگ۔ باہر سے سُنو مالک خانہ نے جو دیکھا کہ ایک شریف سُرخ و سفید مشین آدمی انتظام مین مصروف ہین تو اُنکو پاس بُلایا تپاک سے بٹھایا اور حقہ پلایا۔ اب سُنیے کہ تڑکا ہو گیا۔ تب آزاد چیتے کہ ارے! نہ تو حُسن آرا کے یہان گئے نہ روم جانے کا بندوبست کیا نہ اللہ رکھی سے ملے۔ اور بھور ہو گئی۔

افشان جبین پریشانی گیسوے غدار سرگردانی۔ ماشطۂ عروس حیرانی۔ دلدادۂ جمال جان جانی۔ خانمان خراب خانہ برباد میان آزاد لوحش اللہ نے رات بھر محفل رقص و سرود مین خوب جشن اُڑائے اور عنبرین مویان پریزاد و مطربان باربد نژاد نے اپنے اپنے کرتب خوب دکھائے۔ ارباب نشاط کی خوش الحانی اور قوالون کی غزلہاے حقانی نے کانون کو سرور بخشا۔ اور چراغان کی بہار اور گلبدنون کے گل رُخسار نے آنکھون کو نور موفور محفل دُلھن کی طرح سجی سجائی لیکن ادھر گجر واشروع ہوا اُدھر نوبتی نے صبح کی نوبت بجائی تڑکا ہوتے ہی میان آزاد کا بھور ہو گیا۔ جان سنسنانے لگی۔ وعدے کی یاد دل دُکھانے لگی

بدن پر لرزا سا چڑھا آنکھین پُرنم ہو گئین۔ دل بھر آیا۔ ہاتھ پاؤن پھول گئے۔ تانون پر سر ہلانا بھول گئے لُطف صحبت کرکرا ہو گیا۔ اب وہ رنگ ہے نہ وہ ترنگ ہے۔ وہ جوش و خروش نہ وہ اُمنگ ہے یست جھنگ عقل دنگ۔ یا رے خدنگ کیسا ناچ کسکا رنگ میان آزاد اُٹھے اور وہان سے مو پریشان نادم و پشیمان بادل سرد و پر درد چلے راستے مین بصد حسرت و حرمان سوچتے جاتے ہین کہ اللہ اللہ ہم ایسی صحبت بدمین اس درجہ محو اور خود فراموش ہو گئے کہ دنیا و مافیہا کی خبر نہ رہی۔ ؎

بے اعتدالیون سے سُبک سب مین ہم ہوے
جتنے زیادہ ہو گئے اتنے ہی کم ہوے

حُسن آرا کے دل مین طرح طرح کے خیالات جاتے ہونگے سپہر آرا کو غش پر غش آتے ہونگے پیر مرد وجیہ واللہ اعلم کیا سمجھاتے بجھاتے ہونگے۔ رقیب روسیاہ کچھ اور ہی پٹی پڑھاتے ہون گے۔ حُسن آرا آٹھ آٹھ آنسو روئی ہوگی۔ سپہر آرا رات بھر نہ سوئی ہوگی۔ گیتی آرا کو یہی ذکر جہان آرا کو یہی فکر ہوگی کہ آزاد کے دل مین یہ کیا سمائی۔ کیا روم چلے گئے اور ہمین صورت بھی نہ دکھائی اللہ رکھی الانتظار اشد الموت پڑھتی ہوگی۔ بیتابانہ سرا کی چھتون پر چڑھی ہوگی۔

میان خوجی

میان آزاد خانہ برباد یہ سوچتے بصد حسرت و یاس سراسیمہ و بدحواس جا رہے تھے کہ دفعتہً دیکھتے کیا ہین کہ ایک پربہار کنج مین چھوٹے چھوٹے پیڑے ہین اور بارہ بارہ تیرہ تیرہ برس کی چھوکریان بٹیان چمکائے ہاتھ پاؤن مین منہدی رچائے مانگ نکالے گلے مین ہار ڈالے ہوئے پینگ لگا رہی ہین۔ و دھانی دھانی

دوپٹون اور لال لال چُنری کا جوبن دکھا رہی ہین اور سب کی سب پیاری ادا اور سُریلی آواز سے لہرا لہرا کریون گا رہی ہین (ندیا کنارے بیلا کن لے بُویا - ندیا کنارے - بیلا بھی بُویا - چنبیلی بھی بوئی بیچ بیچ بُویا رے گلاب - ندیا کنارے) میان آزاد کو اُن پیاری پیاری گوری گوری لڑکیون کا گانا اور لہرانا ایسا بھایا کہ تھوڑی دیر اُس کنج مین ایک درخت کے سایہ مین ذرا ٹھہر گئے - جب کبھی پینگ رُک جاتا تھا تو میان آزاد خود پینگ لگاتے تھے اور کبھی کبھی گنگناتے بھی جاتے تھے اُنکو اُن پیاری معصوم لڑکیون سے ایسی محبت ہو گئی تھی جیسے کسی کو اپنی سگی چھوٹی بہن کا پیار ہوتا ہے - اُنکے گانے اور گنگنانے پر وہ کم سن لڑکیان کھِل کھِلا کھِل کھِلا کر ہنس ہنس پڑتی تھین - اِتنے مین میان آزاد کیا دیکھتے ہین کہ ایک مجسم شامت پستہ قامت کوتاہ گردن - تنگ پیشانی - شرارت اور خباثت کی نشانی کھڑا دُور ہی سے جھولون پر نگاہ بد ڈال رہا ہے - جب اُنھون نے کئی بار یہ کیفیت دیکھی تو اُنسے رہا نہ گیا - آؤ دیکھا نہ تاؤ - ایک چپت زنلّاٹے سے جما ہی تو دی - ٹیپ کھاتے ہی وہ جھلّا اُٹھا اور گالیان دے کر کہنے لگا کہ نہوئی ولایتی اسوقت پاس ورنہ بھٹا سا سر اُڑا دیتا اور جو کہین جوان ہوتا تو اسوقت کھود کر دفن کر دیتا اور جو کہین بھوکا ہوتا تو کچا ہی کھا جاتا اور جو کہین نشہ کی جھانج ہوتی تو گھول کے پی ہی جاتا -

میان آزاد نے نشہ کا نام جو سُنا تو چونکے - غور کر کے دیکھا تو سن سے جان نکل گئی -

یہ میان خوجی تھے - کون خوجی ؟ نواب صاحب کے مصاحب کون نواب ؟ وہی ٹٹیر باز - کون بٹیر باز ؟ وہی صف شکن علی شاہ ؟ کون صف شکن علی شاہ ؟ وہی جنکی تلاش کو میان آزاد نکلے تھے چار آنکھین ہوتے ہی اُنھون نے اُنپر اور اُنھون نے اُنپر نظر ڈالی -

آزاد - اوہ ! بھائی خوجی ہین - اللہ اکبر برسون کے بعد ملاقات ہوئی - مزاج تو اچھا ہے -

خوجی - جی ہان مزاج تو اچھا ہے - لیکن کھوپڑی بھنّا رہی ہے واہ اُستاد بات کرتے ہی گال کاٹ لیا اور تو در کنار علیک سلیک بالائے طاق - آتے ہی وہ زنّاٹے کی ٹیپ جمائی کہ توبہ ہی بھلی بھلا آخر ہم نے تمھارا بگاڑا کیا تھا اُف - کھوپڑی کے پرخچے اُڑ گئے نہ ہوئی قرولی -

آزاد - (دست بستہ) بھائی معاف کرنا قصور ہوا معاف کرنا -

خوجی - جی ہان جوتیان لگائیے اور کہیے معاف کرنا اور دل لگی یہ کہ بیس بیس دفعہ معافی مانگتے ہین - اجی مزاج پُرسی کی کہ آتے ہی تڑ سے ایک دھول جمائی وہ تو کہیے مجھے جلدی سے معلوم ہو گیا ورنہ اسوقت مین آپ کو جان سے مار ڈالتا لانا میری قرولی -

آزاد - اس مین کیا شک ہے کہیے آخر آپ آئے کہان -

خوجی - آپ ہی کی تلاش مین آئے تھے آپ نے ملتے ہی کھوپڑی سہلا دی -

آزاد - نواب تو اچھے ہین -

خوجی - اجی وہ گئے چولھے مین - یہان سر بھنّا رہا ہے - اُف لے اب چلو تمھارے ساتھ چلین - کچھ تو کھلاؤ یار - اس وقت مارے بھوک کے بے دم ہوئے جاتے ہین -

آزاد - چلیے آئیے - بسم اللہ - مگر واسطے خدا کے سچ کہنا ہماری گرفتاری کے لیے تو نہین آئے ہو - بھائی ہم ہرگز نہ جانے کے اب یہان اور ہی دھن ہے -

آزاد اور خوجی دونون مل کر چلے تو کالی کالی گھٹانے وہ لطف دکھایا کہ آہو ہو ہو میان آزاد اپنے دوست خوجی کو ایک یورپین کوٹھی مین لے گئے۔ اور وہان لیجا کر اتنی شراب پلادی کہ خوجی غین ہو گئے۔ تب میان آزاد نے دم دے دے کر ان سے پوچھا کہ سچ بتاؤ کہ کہان آئے ہو وہ تو اُسوقت اپنے آپے ہی مین نہ تھے سب حال صاف صاف مُوبمُو کہہ دیا کہ نواب نے بھیجا ہے اور حکم دیا ہے کہ میان آزاد جہان ہون وہان سے لے آؤ۔ آپ سے بہت ہی ناراض ہین تین آدمی اور میرے ساتھ ہین۔ اب ہم آپ کو گرفتار کر لیجا ئینگے۔

یہ سنتے ہی میان آزاد کے کان کھڑے ہوے اور وہان سے بھاگے تو سیدھے میان ظراف کے گھر ہو رہے اچھے بچے۔

الٰہی ایک دل کس کس کو دون مین
ہزارون بُت ہین یان ہندوستان مین

میان آزاد خانہ برباد صبح کو ظراف کے مکان سے چلے تو بحر حیرت مین غوطہ زن کہ الٰہی جاؤن تو کہان جاؤن۔ ملون تو کس سے ملون۔ ایک معشوق ہو تو اُس پر جان دون۔ ایک بت ہو تو اُسکا سجدہ کرون۔ ایک دلبر ہو تو اُسپر سے دل و جان دین و ایمان سب قربان کر دون جب ایک انار و صد بیمار ایک انگور و ہزار زنبور کا نقشہ ہو تو کوئی کیا کرے۔ حسن آرا کے پاس جاؤن یا سپہر آرا سے معافی چاہون۔ یا اللہ رکھی کی خبر لون۔ یا خوجی بیچارے کو کوٹھی سے لاؤن۔ وقت تھوڑا فرصت کم مہلت عنقا مگر خواہشین شیطان کی آنت سے بھی زیادہ طویل و عریض۔ ایک ایک خواہش سے اندازاوٹ پار کے بلکہ سمندر ربٹ جائے۔ کبھی سوچے کہ حسن آرا سے ملین۔ کبھی شوق چرایا کہ اللہ رکھی ہماری تلاش مین کالے کوسون سے آئی ہے آؤ پہلے اسی کی خبر لین پھر جی چاہا کہ سب کے پہلے چل کر خوجی کو تو کوٹھی سے لائین طرح طرح کے خیالات جو دل مین جاگزین ہوے۔ تو جان عذاب مین ہو گئی۔ اتنے مین دیکھتے کیا ہین کہ میان چانڈو باز جھومتے جھامتے گھومتے گھامتے ایک پھٹی سی ٹوپی دیے ہوے سامنے سے آرہے ہین اور دوسری طرف ملاح بلیح جریب ٹیکتے ہوے پوقدمے جارہے ہین اتفاق سے تینون کی مڈھ بھیڑ ہوئی تو عجب سیر ہوئی چانڈو باز اسوقت پینک مین تو تھے ہی آؤ دیکھا نہ تاؤ چلا کر با آواز بلند کہا کہ عجب طرح کے آدمی ہو میان۔ اقرار کر گئے کہ ابھی آتا ہون وہ گھنٹے مین آیا۔ پل مارنے کی دیر نہ ہوگی اور مین دن سے داخل ہو جاؤنگا ہونہہ۔ اور تب کے گئے گئے ابتک صورت نہ دکھائی واہ اللہ رکھی بیچاری ڈاڑھین مار مار کر رو رہی ہے۔ خوب ملے لے چلئے اُنکے آنسو تو پوچھیے۔ دامن سب تر بتر ہو گیا ہے سسک سسک کر جان دے رہی ہین ملاح نے جو یہ تقریر سُنی تو اُسکے کان کھڑے ہوے حجام کی زبانی تو یہ سُن ہی چکے تھے کہ میان آزاد کسی سرا مین اللہ رکھی پر فریفتہ ہو گئے تھے مگر اُنھون نے حسن آرا سے پوشیدہ ہی رکھا لیکن جب دو دن تک برابر آزاد کا پتہ ہی نہ ملا۔ یہ ناچ رنگ مین مزے اُڑایا کیے۔ خوجی سے گلچھپ کرتے رہے۔ اللہ رکھی کا دکھڑا سنا کیے اور سر دھنا کیے تیسرے دن اُنھون نے ملاح سے کہا کہ ذرا شہر جاؤ دو چار چکر لگاؤ۔ دیکھو تو آزاد کو کیا ہوا ملاح بلیح نے دیکھا تو اور ہی رنگ اور ہی ڈھنگ۔ اللہ رکھی کا ذکر مذکور ہے۔ آزاد کا رنگ فق ہو گیا۔ اور ملاح کا کلیجہ شق ہو گیا۔ اب سُنیے چانڈو باز خاموش ہوے۔ تو ملاح نے اپنی داستان چھیڑی بھائی آزاد کہان ہے بھیّا ایسا کوئی کرتا ہے۔ بھلا حسن آرا کی خونابہ فشانی اور سپہر آرا کی

اشک فشانی کا حال ناگفتہ بہ - رات رات بھر نیند نہین آتی ہر دم آہ وزاری - ہر دم بیقراری - حُسن آرا تو خیر کسی قدر ضبط بھی کرتی ہین مگر سپہر آرا بیچاری پھُوٹ پھُوٹ کر روتی ہین - ماہی بے آب کیطرح تڑپا کرتی ہین کلیجہ تھام تھام کر اُٹھ اُٹھ کے بیٹھ بیٹھ جاتی ہین خدا جھُوٹ نہ بُلائے تو چار دفعہ تو غش آیا ہوگا مگر واہ رے آزاد کہ یہان کان پر جون تک نہ رینگی - کیا بس مُنھ دیکھے ہی کی محبت تھی - چاہیئے بس دیکھ لیا - ہم تو بھاٹ نے تعریفون کے پل باندھ باندھ دیے - بگڑی ہوئی بات بنائی چاند سی صورت دکھائی اور آپ اب بتے بنانے لگے - کوئی ایسا کرتا ہی - ذرا دل مین سُوچو تو کہ سپہر آرا تمھاری کیسی عاشق زار ہی حُسن آرا کو تمھارا کس قدر پیار ہی گیتی آرا اور جہان آرا دن رات تمھارا ہی ذکر کرتی ہین - ہر دم دروازے پر نظر کہ اب آئے اور اب آئے اور آپ اپنی اللہ رکھی پر لٹو ہین اور جو خدانخواستہ کہین وہ دونون بہنین سُن لین کہ یہ ذات شریف ہین تو کیسی ہو بس اب بھلمنسی اسی مین ہی کہ میرے ساتھ چلے چلیے چین چپڑ نہ کیجیے ورنہ حُسن آرا سے ہاتھ دھویئے گا اور پھر اپنی پھُوٹی قسمت کو رویئے گا - چانڈو باز نے جو یہ رنگ دیکھا تو بگڑے کہ واہ جی تم کون ہو - میان ہوش کی دوا کرو بھلا مجال ہی کہ اللہ رکھی کو چھوڑ کر یہ یہان سے جائین - کیا خوب اچھی دل لگی نکالی ہی - چلو اپنی راہ لو ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کھاؤ معقول ! ہم تو منزلون خاک پھانکتے سیکڑون کنوئین جھانکتے یہان آئے آپ بیچ مین بولنے والے کون - آزاد نے جو یہ کیفیت دیکھی تو سمجھے کہ ادھر کے رہے نہ اُدھر کے حُسن آرا الگ بدظن ہو جائینگی اور اللہ رکھی الگ مُنھ پھُلائین گی اور سپہر آرا ناک بھون چڑھائین گی - تو گیتی آرا گرما گرم فقرے سُنائین گی

ملّاح کا چہرہ اسوقت چانڈو باز کی اکھڑ تقریر سے لال انگارا ہو گیا آزاد نے معًا فقرہ چست کیا اور چانڈو باز سے کہا کہ یار تم گھبراتے کیون ہو - یہ پیر فرتوت افیمی آدمی ہے بازار سے جا کر دو آنہ کی بالائی تو لپک کے لے آؤ - ان کو افیم پلا کر غین کر دین اور ہم اور آپ مزے سے سرا چلین - کیون استاد - ہی نہ معاملے کی بات - لانا ہاتھ - چانڈو باز تو پھر آپ جانیے نشہ باز آدمی - بالائی کا نام سنتے ہی گلقند آفتابی ہو گئے - واہ خوب کہی جھپ سے دو آنے لیے لڑھکتے پڑھکتے چلے بالائی لانے - ادھر میان آزاد نے اس موقع کو غنیمت جان کر ملّاح پلیج سے کہا کہ چلئے قبلہ ہم اور آپ چلین - راستے مین باتین ہوتی جائین گی دونون ساتھ چلے - ساون کے دن گھٹا جھومتی ہوئی آئی اور ہر سمت تاریکی چھائی کہین موجۂ سبزہ تو خیز کہین باد عشرت انگیز - میان آزاد مستون کی طرح جھُومتے جاتے ہین - اور پیر مرد جریب ٹیک ٹیک کر قدم اُٹھاتے ہین - وہان چلنے مین آندھی روگ یہان پھُونک پھُونک کر قدم رکھنے کا عارضہ اُن کی چال جیسے کڑی کمان کا تیر - یہ بیچارے ضعف اور پیر جب آزاد نے ڈبل چال چلنے کا لگا لگایا اور مرد پیر پیچھے رہ گئے تو اُنھون نے بآواز بلند کہا - ؎

بھُلبھُلو کس کو دکھاتی ہو عروج پرواز
ہم بھی اس باغ مین تھے قید سے آزاد کبھی

آزاد - (جھک کر) یہان شوق نظارہ ہی قبلہ - ایک ایک قدم چلنا ایک ایک منزل طے کرنا ہی - آپ اب بوڑھے ہو گئے آپکو یہ لُطف کجا بس اب تھے پر نہ لوٹیے یہین سر کے بل جانے دیجیے

آپ تو پھونک پھونک کر قدم رکھتے ہین اور بندہ شہ گام جارہا ہی

ملّاح - میان صاحبزادے ہم بھی کسی زمانے مین جوان تھے ہم بھی پہاڑ سے ٹکر لڑنے کا دم رکھتے تھے مگر یہ تو دوسری بحث ہو آپ تو یہ فرمائین کہ تھے کہان اور یہ اللہ رکھی کون ذات شریف ہین ہی ہی جو کہین حسن آرا سن پائین تو تمھاری صورت نہ دیکھین گیتی آرا پاس بٹھانے کی روادار نہون اور وہ بوڑھی تو تم کو اپنے محل کے ایک میل ادھر اُدھر پھٹکنے نہ دین - اُف - خدا ہی خیر کرے - اب آپ دُر دُرا دیے جائینگے - اور خود کردہ را چہ علاج آپ نے اپنے پانون مین آپ کلھاڑا مارا مرد خدا ذرا تو سوچو کہ دو دو دن غائب اور پھر یہ بھی نہین کہ خدانخواستہ علیل ہو گئے ہو یا کوئی اور سانحہ ہوا ہو - یہ کچھ نہین - اللہ رکھی کے پھیر مین رہے اتنے دن - اُف غضب ! دانتون کے تلے اُنگلی دبا کر ستم ڈھایا تم نے ستم ڈھایا - اب ہمین شک ہی بھئی - اب شادی دادی ہونا خیر صلاح - ذرا حسن آرا کے کان مین بھنک پڑے تو قیامت ہی بپا ہو جائے - خدا گواہ ہی - جو بات کرنے کی بھی روادار ہون - فعل بد کا نتیجہ بد ہی -

آزاد ع - ہر چہ بادا باد ما کشتی در آب انداختیم -

ملّاح - آپ واب کے بھروسے نہ رہیے گا میان صاحب ایسی باتین کیجیے گا تو پھر آپ کی جمعیت خاطر کی کشتی غرقاب ہی ہو جائیگی - اب آپ وہان غیر حاضری کا سبب کیا بتائیے گا -

آزاد - بندے کو سوچنے کا مرض نہین - غور اور فکر سے نفرت ہی یہان - اُسوقت جو زبان پر آئے اور انشاء اللہ ایسی وکالت کرون کہ آپ بھی دنگ ہو جائین - زبان سے پھلجھڑی چھوٹنے لگے باقی رہا اللہ رکھی اُسکا حال نہ پوچھیے - وہ پھر بیان کرینگے -

اتنے مین وہ کوٹھی سامنے نظر آئی اور دیکھتے ہی میان آزاد کے دل کی کلی کھل کھلائی اور غل مچایا وہ کوٹھی آئی وہ کوٹھی آئی وہ آئی - وہ آئی - ملّاح ملیح نے کہا آپ ذرا اس شہتوت کے درخت کے سایہ مین دم لین مین دم کے دم مین آیا - یہ کہکر ملّاح ملیح کوٹھی مین گئے اور حسن آرا سے خوش خوش کہا کہ لو میان آزاد آگئے - سپہر آرا پلنگ پر سے چونک کر اُٹھی آئیے آئیے بلاؤ - بلاؤ - جھٹ دریچے مین سے جھانکنے لگی - میان آزاد اندر داخل ہوے تو سپہر آرا نے اُٹھ کر استقبال کیا اور دیکھ کر بشاش ہو گئی مگر حسن آرا اپنی جگہ سے نہ اُٹھی نہ اُٹھی - جہان بیٹھی تھی وہین پیکر تصویر کیطرح خاموش رہی گویا دہن مین زبان ہی نہ تھی - میان آزاد با دب بیٹھے اور یون بولے -

حسن آرا - بہن انسے پوچھو کہ آپ کے آنے کا مدعا کیا ہی -

آزاد - اصالتاً پوچھیے کیا لب نہین ہی یا دہن نہین ہی اور ہمارا مدعا کیا پوچھتی ہو -

متردد ہی دل کہون نہ کہون — پوچھتے ہین وہ مدعا میرا

ہر نگہ مین ہین سیکڑون زبان — کوئی دیکھے تو دیکھنا میرا

پاس تم کو اگر نہین تو نہ ہو — ہی بتو کیا نہین خدا میرا

لیے جاتے ہو تم کہان دل کو — ہی یہ مدت سے آشنا میرا

سپہر آرا ع - جائیے بس خوب اُلفت آزمائی آپکی -

آزاد - مزاج پرسی بالائے طاق خیر و عافیت کا حال دریافت کرنا در کنار علیک سلیک چھیڑ پر آتے ہی چشم فسون پرواز کو تعلیم نازوری گلگون حسن پر اور بھی کوڑا جمایا آپ کیا پھر گئین کہ اپنی قسمت ہی پھر گئی حسن آرا کی آنکھون سے اسوقت قہر برس رہا ہی تیکھی چتون آفت ڈھاتی ہی بجلی سی آنکھون کے سامنے کوند جاتی ہی مگر اُس مین بھی عجب بناؤ ہی - یہ بھی اچھا بگاڑ ہی -

سپہر آرا باجی کی آنکھین روتے روتے خون کبوتر کی سی سُرخ

ہوگئین کھانا پینا حرام تھا کلیجہ ہر دم دھک دھک کرتا تھا طرح طرح کے خیالات آتے تھے۔ لوگون نے یہان آن کر کیا جانے کیا کیا کہا۔

آزاد ؎
پکڑے جاتے ہین فرشتون کے لکھے پر ناحق
آدمی کوئی ہمارا دم تحریر بھی تھا

لگائی بجھائی باتون کا خیال کرنا وضعدارون کی وضع کے خلاف ہی۔

حُسن آرا ۔ (ٹھنک کر) پوچھو کہ اب آخر آپ چاہتے کیا ہین۔

آزاد ۔ پوچھے کون۔ ای صاحب آپ خود کیون نہین پوچھتین آخر۔ اللہ رے عتاب۔ اُف ری تیری تیکھی چتون۔ اور اللہ رے تیری لگاوٹ بار انکھڑیان۔ ہم سے دریافت ہوتا ہی کہ اب آپ چاہتے کیا ہین۔ شان خدا ہم سے اور یہ سوال ؎

کہون کیا مین تجھسے کہ کیا چاہتا ہون
جفا ہو چکی اب وفا چاہتا ہون
بہت آشنا ہین زمانے مین لیکن
کوئی دوست درد آشنا چاہتا ہون

حُسن آرا ۔ ای اپنے یہ دو نہ کہ اس شعر خوانی کو چھپر پر رکھین یہان کسی کمبخت کو واہی تباہی شعر کہنے کا شوق نہین ہی۔ معلوم ہی کہ بڑے شاعر کی دم ہین۔ الکذب احسنہ پر عمل ہی۔ نرے شاعر ہی ہین بس۔

سپہر آرا ۔ ابین تم لاکھ بنو۔ ہزار بگاڑ کی باتین کرو لبون پر مسکراہٹ آہی جاتی ہی۔ دل کی لگی کہین چھپانے سے چھپتی ہی۔ اُف توبہ۔

حُسن آرا ۔ چلو بس چپ بھی رہو۔ بہت کلیجہ نہ پکاؤ۔ اسوقت دل پر جو دُکھ ہی وہ ہم ہی جانتے ہین۔ تم تو نِری الڑھ ہو ہر جائیون سے ملاقات کیا۔ ایسون سے تپاک کیسا۔ چلو اب ہم تم کمرہ خالی کردین۔ جسکا جی چاہے بیٹھے جسکا جی چاہے جائے حیادار کے لیے ایک چلو کافی ہی۔

یہ کہکر حُسن آرا اُٹھی اور سپہر آرا بھی ساتھ ہی ایک ناز دلربایانہ سے کھڑی ہوئین کہ اتنے مین میان آزاد نے سپہر آرا کا پہونچا پکڑ لیا۔ اب دل لگی دیکھیے کہ ادھر تو میان آزاد اُس نازک بدن کو اپنی طرف کھینچتے ہین اور ادھر حُسن آرا اُس گلفام کو اپنی طرف گھسیٹ رہی ہین حُسن آرا بگڑ رہی ہین کہ ہماری بہن کا ہاتھ کوئی پکڑے تو ہاتھ ہی توڑ ڈالین۔ جب ہم نے ٹکا سا جواب دیا تو پھر کوئی یہان آنے والا کون۔ واہ ایسے حیادار بھی نہین دیکھے۔ آزاد نے کہا صاحب آپ اتنا خفا کیون ہوتی ہین واسطے خدا کے ذرا بیٹھ تو جائیے ایسا غصّہ بھی کیا مانا کہ ہم معیوب ہین مگر ہم سے جواب تو سُنیے خدا گواہ ہی کہ ہم بےقصور ہین حُسن آرا نے کہا بس بس زبان نہ کھلوائیے اور جو خدا ناکردہ کسی کی جان نکل جاتی تو کیسی ٹھہرتی۔ یہان نعل در آتش ماہی بے آب کی طرح بیقرار۔ طرح طرح کا انتشار۔ سیکڑون افکار اور آپ کا پتا ہی نہین۔ خیر اب اسوقت ہم نہ بولینگے۔ آپ کل آئیے مگر آنیکے قبل اطلاع کر دیجیے گا۔ بسم اللہ اب رخصت۔ آپ اب چھ مہینے کے بعد صورت دکھائیے گا۔ خیر ہم بھی کلیجے پر پتھر رکھ لینگے۔ آزاد بصد حسرت رخصت ہوے۔

مزے مزے کی باتین اور عشق صادق کی گھاتین

آن سرو بن بہار پرورد
گل غنچۂ عشق و لالہ درد

یعنی میان آزاد خانہ برباد قدم قدم پر آہ سرد بھرتے اور نفس امّارہ پر نفرین کرتے میان ظرّاف کے مکان پر پہونچے تو وہان افیونیون کے پشت و پناہ میان خوجی لوحش اللہ